34

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ' 8_مئی 1996ء

(چہار شنبہ' 19_ذوالحجہ 1416ھ)

جلد: 34___ شمارہ 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 7)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ___ 1

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل ___ 2

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات :- آبکاری و محصولات' خوراک' زراعت اور جنگلات) ___

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ___

قائد حزب اختلاف کا سیاسی صورت حال پر اظہار خیال ___

)___ جا

قرارداد،

مقبوضہ کشمیر میں نام نہاد انتخابات رکوانے اور استصواب رائے
کروانے کا مطالبہ
71----------------

مسئلہ استحقاق،

مقامی اخبار میں چیئر مین پی اے سی کے خلاف جھوٹی
خبروں کی اشاعت
73----------------

تحاریک التوائے کار،

پاکستان سٹیل مل کی جانب سے پنجاب کے لیے "پگ آئرن"
کے کوٹے میں کمی(--------جاری)
86----------------
— کتب میں قرآنی آیات کی غلط پرنٹنگ(--------جاری) ----------------86
— غیر رجسٹرڈ اداروں سے ٹرانسپورٹ پول کی گاڑیوں کی مرمت ----------------86
— فیصل آباد میں غیر معیاری سڑک کی تعمیر
89----------------
— امن و امان اور دہشت گردی پر بحث
96----------------

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt Gen (Retd) Raja. Saroop Khan, Governor of the Punjab hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, the 8th May, 1996 at 3.00 p.m., in the Assembly Chambers Lahore.

Lahore:
the 25th April, 1996

Lt.Gen. (Retd) Raja Saroop Khan
Governor of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس)

بدھ 8- مئی' 1996ء

(چہار شنبہ' 19۔ ذوالحجہ 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بجے منعقد ہوا۔ جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

سورۃ العنکبوت آیات56 تا 60

اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا یہ خوب بدلہ ہے۔ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب قائم مقام سپیکر: پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لئے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ جناب آفتاب احمد خان

۲۔ چودھری محمد وصی ظفر

۳۔ چودھری محمد اقبال

۴۔ چودھری محمد منیر ازہر

سید محمد عارف حسین بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے بخاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ مجاہد اسلام، شہید راہ خدا، چیئرمین صدر جناب جوہر داور صاحب، اور سانحہ پھول نگر کے شہداء، اور عمران کینسر ہسپتال کے شہداء، اور شہید جاوید اشرف کے لیے فاتحہ پڑھی جائے۔ اور آج شیخوپورہ میں بھی بم دھماکہ ہوا ہے۔ اس کے شہداء کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس قدر بھی سانحے ہوئے ہیں، ان میں جو بھی وفات پا گئے ہیں، ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے (مداخلت) اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے۔ سب کے لیے دعا کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: ظفر علی شاہ صاحب! آپ کا کوئی مسئلہ تھا؟

سید ظفر علی شاہ: مجھے بھی دعا کے لیے ہی کہنا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جناب نے تو یہ گاؤن پہنا ہوا ہے۔ یہ کس چیز کی نشانی

ہے؟ جو تلاوت فرماتے ہیں وہ بھی کاؤن ہنتے ہیں۔ Christianity میں تو کاؤن ہے جو کہ ختم ہو گئی اور ہم اسلام میں سے آئے اس کے بعد۔ ہم اس کو تسلیم تو کرتے ہیں۔ لیکن ایمان اسلام پہ ہے۔ کاؤن پہن کے تلاوت کیوں کی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نوٹ کر لیا گیا ہے۔ اس پر غور کریں گے۔ مناسب وقت پر فیصلہ کر دیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکہ جات :- آبکاری محصولات، خوراک، زراعت و جنگلات)

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی، شکریہ۔ جی، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج سوالات ہیں آب کاری و محصولات، خوراک، زراعت، جنگلات۔ تو پہلے ہیں چودھری محمد وصی ظفر۔

پی سی بھوربن میں ناچ گانے کی محفلوں کا انعقاد

*1333۔ چودھری محمد وصی ظفر۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرل کانٹی نینٹل بھوربن مری میں استقبالیہ کے ساتھ رات آٹھ بجے سے آدھی رات کے بعد تک مرد و عورتیں سرعام فلمی گانے گانا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے ساتھ تماشبین بھی ناچ شروع کر دیتے ہیں جو بالعموم نشے میں دھت ہوتے ہیں اور یہ غیر قانونی فعل ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کس قانون کے تحت اور کس کی اجازت سے کیا جا رہا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (زاہد محمود مزاری) :۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ رات کے وقت پرل کانٹی نینٹل بھوربن مری میں مرد اور عورت سرعام فلمی گانے گاتے ہیں یا ڈانس کرتے ہیں تاہم ہوٹل میں مہمانوں کی تفریح کے لیے ہلکی موسیقی باعنوان "شمع غزل" ہوٹل کے باقاعدہ ملازم پیش کرتے ہیں جس کے لیے کوئی داخلہ

فیس نہ ہے لہذا اس پر کسی قسم کی کوئی تفریحی ڈیوٹی لاگو نہیں ہوتی اور یہ پرو گرام کسی طرح سے غیر قانونی نہ ہے۔

(ب) چونکہ پرل کانٹی نینٹل بھوربن مری میں کوئی غیر قانونی ناچ گانا نہیں ہوتا لہذا کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ تاہم معاملہ کا مزید جائزہ لینے کے لئے وزیر انچارج محکمہ نے ایک کمیٹی بشمول ممبران۔

۱۔ حاجی محمد اسلم خان کھچی معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ پنجاب

۲۔ جناب عبدالرحمان خان نیازی وزیر جیل خانہ جات پنجاب

۳۔ چودھری محمد وصی ظفر ایم پی اے۔

۴۔ میجر ریٹائرڈ سمیع اللہ شیخ ایم پی اے

۵۔ ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسشن پنجاب قائم کی ہے جو موقع پر ہوٹل کے حالات کا جائزہ لے کر انچارج وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسشن پنجاب کو مشورہ دے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال۔ پہلے شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! ایک طرف تو یہ وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہر چیز کا جواب انھوں نے نہ میں دیا ہے۔ دوسری طرف انھوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے۔ ان کے اس جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اعتماد ہی نہیں ہے کہ انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا آپ نے اس کمیٹی میں تمام ممبران اپنے دوست رکھے ہیں؟ (قہقہے) جی میاں فضل حق صاحب۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پر ہوں۔ اب وزیر صاحب نے جزو (ب) میں فرمایا ہے کہ "چونکہ پرل کانٹی نینٹل بھوربن مری میں کوئی غیر قانونی ناچ گانا نہیں ہوتا" تو کیا یہ وہاں قانونی طور پر allow کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات، میری گزارش یہ ہے کہ غیر قانونی کا مطلب یہ ہے کہ ہماری طرف سے وہاں پر کوئی ایسی ڈیوٹی لاگو نہ ہے کہ جو پچاس روپے فی couple لیا جائے۔ اس لیے ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے اس کا کوئی تعلق نہ ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا تعلق اس وقت آتا ہے جب آپ وہاں پر ٹیکس لگاتے ہیں۔ اس لیے یہ دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ہے۔ ناچ گانا ہو رہا ہو یا کوئی اور چیز ہو رہی ہو تو یہ ڈی۔ سی، ایس۔ پی اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے اس کا تعلق اس وقت بنتا ہے اگر اس پر ہم نے ٹیکس لگایا ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ضمنی سوال راجہ بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے اور اس کے دو جزو ہیں۔ پہلا اس کا جزو یہ ہے کہ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کمیٹی کو بنانے کا criteria کیا تھا کیونکہ اس میں ممبران نہ ہیں بلکہ وزراء کو شامل کیا گیا ہے اور ایڈوائزرز کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کا criteria کیا تھا؟ اور میرا دوسرا جزو یہ ہے کہ ...

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سمجھدار ہیں۔ پہلے یہی پوچھ لیں۔ جی یہ کمیٹی میں جو فاضل اراکین کے نام ہیں وہ بتا دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، حاجی محمد اسلم خان کھچی۔ وہ حاجی صاحب ہیں۔ نیک آدم ہیں۔ ایک ایڈوائزر صاحب ہیں۔ ایک منسٹر صاحب ہیں۔ ایک ایم پی اے وصی ظفر صاحب ہیں جنھوں نے سوال کیا تھا۔ اس لیے ان کو ہم نے نامزد کیا ہے۔ ایک آرمی کے میجر ریٹائرڈ سمیع اللہ شیخ صاحب ہیں۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، دوسرا ضمنی سوال۔ اس کے بعد چودھری ظہیر الدین خان صاحب۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج تک اس کمیٹی کے کتنے اجلاس ہوئے کیونکہ تقریباً دو سال اور دو مہینے ہو گئے ہیں اس کمیٹی کو بنے ہوئے اور انھوں نے منسٹر صاحب کو کیا رپورٹ پیش کی ہے، اس کی تاریخ بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر. جی' کوئی اجلاس ہوا ہے۔ کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات. جناب سپیکر! ممبر صاحبان کو یہ اطلاع دی گئی تھی۔ ابھی تک انھوں نے نہ اپنا اجلاس بلایا ہے اور نہ ہی موقع پر گئے ہیں۔ ان کو ہم دوبارہ reminder بھیج رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر. جی ظہیر الدین صاحب۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان. جناب سپیکر! میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے آیا یہ اس سوال سے پہلے بنائی گئی ہے یا بعد میں بنائی گئی ہے اور اگر یہ بعد میں بنائی گئی ہے تو کیا سوال کے اوپر کوئی کمیٹی کسی رول کے تحت form ہوسکتی ہے؟ کیا کوئی منسٹر سوال کے جواب میں کوئی کمیٹی form کر سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر. جی۔

وزیر آبکاری و محصولات. جناب سپیکر! یہ کمیٹی پہلے بنائی گئی تھی کیونکہ پہلے اجلاس میں وصی ظفر صاحب نے یہ سوال اٹھایا تھا۔ اس زمانے میں یہ کمیٹی بنائی گئی تھی لیکن اس کا کوئی اجلاس آج تک نہیں ہو سکا۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر : No cross talk please مزاری صاحب اب تو آپ کافی پرانے ہیں اور پھر وزیر ہیں۔ آپ ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپ کو ان کا جواب مجھے مخاطب کر کے دینا ہے۔ جی۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان. جناب سپیکر! میں نے جو particular سوال کیا ہے اسے میں پھر واضح کر دیتا ہوں کیونکہ institutions are going to stay چاہے ہم نہ بھی ہوں پھر بھی یہ چلیں گے۔ آئندہ سے یہ ہوا کرے گا کہ سوال ہو گا اور پھر اس کے بعد وزیر صاحب اس کی ایک کمیٹی بنا دیں گے اور اس طرح سوال پر deviation شروع ہو جائے گی اور اس کا جواب کمیٹی کے سر ہو گا۔ اب جواب مانگا گیا ہے وزیر صاحب سے۔ وہ اب ٹھیک ہے یا نہیں اس کی ایک الگ بات ہے۔ میں تو particularly اس کمیٹی کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ یہ پہلا موقع ہے ' جیسا کہ میرے علم میں ہے' پارلیمانی ہسٹری میں جو میرا وقت یہاں پر گزرا ہے' یہ پہلا سوال ہے کہ جس کے جواب میں یہ کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا رولز اس کو allow کرتے ہیں۔ یہ کس رول کے تحت بنائی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو زاہد مزاری صاحب بتائیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرا خیال ہے ان کو سمجھ نہیں آئی۔ یہ کمیٹی پہلے بنائی گئی تھی۔ پچھلے اجلاسوں میں جب یہ سوال انھوں نے اٹھائے تھے تو اس زمانے میں یہ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس اجلاس کے بعد دو تین مہینے پہلے بھی ان کو اطلاع دی گئی تھی اور موقع پر کوئی ممبر جمع نہیں ہوئے۔ یہ تو انھوں نے دوبارہ سوال کیا تھا۔ یہ کمیٹی پہلے بنی ہوئی ہے۔

جناب محمد بشارت راجا، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پہ راجہ بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب سپیکر! آپ نے خود اس بات کو ملاحظہ فرمایا اور یقیناً آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ منسٹرصاحب نے پہلے اس کمیٹی کے متعلق یہ کہا ہے کہ اس کمیٹی میں وصی ظفر صاحب کو اس لیے شامل کیا گیا کہ چونکہ سوال ان کا تھا۔ مقصد یہ ہوا کہ کمیٹی سوال کے آنے کے بعد بنی ہے۔ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ وصی ظفر صاحب کو اس لیے شامل کیا گیا ہے کہ چونکہ ان کا سوال تھا۔ خود انھوں نے فرمایا ہے اور اب کہتے ہیں کہ کمیٹی پہلے بنائی گئی ہے۔ اس تضاد بیانی پر میں جناب سے التماس کروں گا کہ اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ categorically آپ بتائیں کہ کمیٹی پہلے بنائی گئی یا سوال پہلے آیا تھا۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! یہ بات سمجھ نہیں رہے ہیں۔ یہ سوال وصی ظفر صاحب نے دوبارہ کیا ہے۔ پہلی دفعہ انھوں نے چھ مہینے پہلے یہ سوال کیا تھا اور اس کے بعد کمیٹی بنائی گئی تھی۔ پھر یہی سوال انھوں نے دوبارہ کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب میرے خیال میں یہ واضح ہو جانا چاہیے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ یک وقت پانچ آدمی ہاؤس میں کھڑے ہیں۔ آپ بیٹھیں۔ آپ نے جواب دے دیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، سوال میرا ہے اور مجھے کوئی ضمنی سوال پوچھنے ہی نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ضمنی سوال وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں میں پہلے تو پوزیشن واضح کر دوں کہ یہ دوسرا سوال نہیں

ہے۔ میں نے پہلے سوال کیا تھا جو پینڈ نگ ہو گیا تھا۔ اسی ہاؤس میں ممبران کی رائے تھی کہ کمیٹی بنائی جائے۔ اس پر سپیکر صاحب کی رولنگ کے بغیر ہی منسٹر صاحب نے کمیٹی بنا دی۔ اب منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ چونکہ یہ ایکسائز کے زمرے میں نہیں آتا اور سرکاری طور پر بھی ایسی کوئی اجازت نہیں ہے اس لیے اس پر کوئی ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ کا تعلق نہیں ہے تو یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ متعلقہ سوال ہے۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ یہ سوال سیکرٹریٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ریفر کر دے۔ ادھر سے جواب آئے۔ متعلقہ محکمے سے جواب آئے۔ میرا کام سوال کرنا ہے۔ میں نے یہ سوال وزیر اعلیٰ کے نام پر کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی چودھری ظہیر الدین صاحب۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سوال جو پینڈ نگ ہو جائے پھر پینڈ نگ ہونے کے بعد اس کا طریق کار دوبارہ ہاؤس میں لانے کا ہے۔ کیا وہ سوال دوبارہ repeat کیا جا سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر پینڈ نگ ہو تو ہو سکتا ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ سوال پینڈ نگ تھا۔ تو اس کا جواب آنا چاہیے تھا کہ یہ سوال پہلے ہی پینڈ نگ ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ انھوں نے جز(ب) کا جواب یہ دیا ہے کہ "چونکہ پرل کانٹی نینٹل بھوربن مری میں کوئی غیر قانونی ناچ گانا نہیں ہوتا" لہذا کیا اس بات کی وہ تائید کریں گے کہ وہاں پر قانونی طور پر اب بھی ناچ گانا ہوتا ہے۔ وہ اس بات کی تائید کریں گے یا تردید کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں پہلی بات سید ظفر علی شاہ صاحب سے کہہ دوں کہ میں خود کبھی آج تک پی سی بھوربن گیا بھی نہیں۔ دوسرا مجھے یہ بھی پتا نہیں ہے کہ وہاں ناچ گانا ہو رہا

ہے یا نہیں ہو رہا؟ یہ سوال اگر اٹھایا تھا تو وصی ظفر صاحب نے اٹھایا تھا کہ ناچ گانا ہو رہا ہے لیکن وہاں آپ کا ٹیکس نہیں لگ رہا۔ ہم نے اس کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ اگر وہاں پر کوئی ناچ گانا ہو رہا ہے اور اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے تو وہ اس لیے ہے کہ وہ قانونی طور پر جائز نہیں ہے اور وہ ان کے اپنے ملازمین ہیں جو وہاں پر گانا گاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن میں جناب فاضل وزیر کی خدمت میں کہوں گا کہ یہ نہیں ہوتا کہ وزیر کو خود ہی بات کا علم ہو۔ یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ محکمے نے اپنی تحقیق کرنے کے بعد جواب دینا ہوتا ہے کہ کیا صورتحال ہے۔ چاہے وزیر یا کوئی بھی وہاں پر تشریف لے گیا ہو یا نہ لے گیا ہو اس بات کا تعلق نہیں ہوتا۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پچھلی جو کارروائی تھی اس کے باقاعدہ جوابات آئے تھے۔ پھر جناب نے اس کو پینڈنگ فرمایا تھا۔ وہ کارروائی اگر مجھے دے دی جائے تو یہ زمین آسمان کا فرق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اتنی جلدی تو وہ نہیں آ سکتی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں پھر میری گزارش یہ ہے کہ میں نے پچھلی دفعہ یہ عرض کیا تھا کہ میں وہاں خود گیا ہوں۔ وہاں پر نیچے تہہ خانے میں 50 روپے لے کر فی کپل کو وہ allow کرتے ہیں۔ وہاں پر لائٹس لگائی ہوئی ہیں اور وہاں نوجوان نسل کے بچے آتے ہیں۔ دیگر دور دور شہروں سے بھی آتے ہیں۔ وہاں کھلم کھلا میوزک لگتا ہے اور وہ ادھر ناچ گانا کرتے ہیں۔ اکیلے مرد کو وہاں پر داخل نہیں ہونے دیتے اور اکیلی لڑکی کو جانے دیتے ہیں۔ اکیلی لڑکی کو جانے دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جا کر وہاں پر بیشک کسی اور مرد کے ساتھ ناچے اور باہر اگر کوئی غیر لڑکی آ جائے کوئی بھی آ جائے وہ وہاں پر بھیجتے ہیں یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے جس کے بارے میں، میں نے یہ سوال کیا تھا اور میں نے پہلے جواب کو چیلنج کیا تھا جس کی وجہ سے یہ سوال pending ہو گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ وقفہ سوال ہے۔ ضمنی سوال تو ہو سکتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وزیر موصوف نے میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس کا سیدھا سا سوال ہے کہ کیا وہاں پر قانونی طور پر ناچ گانا ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سیدھا سا سوال ہے۔ اس کا ہاں یا نہ میں جواب دیجیے۔

وزیر آبکاری و محصولات: نہیں ہو رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرے سوال کا جواب تو بیچ میں ہی رہ گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا پہلی کارروائی کا پہلا جواب درست ہے یا یہ جواب درست ہے؟ میرا مطلب ہے۔ پہلے جواب مختلف تھے آپ بیشک کارروائی منگوا لیں اور کمیٹی کی بھی بات ہوئی تھی۔ یہاں پر جب میں نے وثوق سے کہا کہ وہاں پر ہو رہا ہے تو یہ سوال اس لیے pending ہونے تھے۔ وہ جناب لائیں اور تقابل کریں۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔ وہاں پر یہ ہو رہا ہے۔ ان کا تدارک کیا ہے؟ اگر اس محکمے نے تدارک نہیں کرنا تو ہوم محکمے کو یہ معاملہ refer کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ وصی ظفر صاحب کے اس سوال کا کیا جواب ہے؟

جناب شاہد ریاض ستی: جناب سپیکر ------

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ ستی صاحب' ایک منٹ پہلے وہ اس کا جواب دے لیں اس کے بعد آپ اپنی بات کر لیں۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وصی ظفر صاحب نے فرمایا ہے کیونکہ میں اس علاقے کا ممبر ہوں -----

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی آپ کو فلور نہیں دیا۔ میں اس کے بعد آپ کو فلور دوں گا۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب میں اس علاقے کا ممبر ہوں ---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔ آپ صبر کیجیے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! وصی ظفر صاحب کا نام جب ہم نے کمیٹی میں شامل کیا ہے اگر ان کو شک ہے کہ یہ وہاں جا کر صحیح طور پر چیک نہیں کر سکتے تو ہم کسی اور کو شامل کر لیتے ہیں۔ جب یہ خود ہی باقی ممبران کے ساتھ موقع پر جائیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ واقعی وہاں پر کوئی ایسا کام

ہو رہا ہے اور یہ ہمیں لکھ کر بھیجیں گے تو ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ ستی صاحب ' اب پوچھیے۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب ! میں وصی ظفر صاحب کی تائید کرنا چاہتا تھا ۔ وہاں پر آئے دن functions ہوتے ہیں اور ہم لوگ بھی جاتے ہیں۔ واقعی وہاں پر dances ہوتے ہیں۔ اس کاسدباب ہونا چاہیے اور آپ کمیٹی میں ایسے ذمہ دار لوگوں کو شامل کریں جو اس کا سدباب کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ واضح کر دوں کہ question hour میں question کا تائید نہیں ہوتا کہ اس کی تائید میں کوئی آدمی کھڑا ہو جائے اور کہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ نہ ہی وہ تجویز کر سکتا ہے کہ اس بارے میں یہ قدم اٹھایا جائے ۔ یہ تو ایک سوال ہے اس کا جواب آیا۔ آپ اس کو مزید elaborate کرنے کے لیے ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف جناب زاہد مزاری صاحب نے ہاؤس میں بڑا واضح جواب دیا ہے اور روایت ہے کہ چار پانچ سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں کیے جا سکتے۔ آگے خاصے important questions آ رہے ہیں اور یہاں پر ہی سوئی اٹکی ہوئی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ کارروائی کو آگے چلایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کیونکہ باقی فاضل اراکین جن کے سوالات ہیں اگر ایک ہی پر ہم نے بیس پچیس ضمنی سوالات کر دیے تو وہ سوالات رہ جائیں گے ۔

میاں فضل حق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس میں تو wind up کرنے والی بات ہو گی کہ finally concerned Minister نے یہ کہہ دیا کہ officially کوئی ناچ گانا نہیں ہوتا۔ یہ انہوں نے on the floor of the House کہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ یہ بالکل ایک روایت ہے اور یہ ایک طریقہ کار ہے Pearl Continental Lahore ' اسلام آباد میں یہ ہوتا ہے This is happening اب یہ کہ ان کا وہاں پر ٹیکس لینا جائز ہے یا نہیں ہے یا یہ ٹیکس لیتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے کہنے کا یہ جواز ہی نہیں بنتا تھا کہ یہ وہاں نہیں ہوتا ہے لیکن وہاں جو چیز دیکھنے والی ہے اور جو غلط طریقہ وہاں اپنایا جا رہا ہے اس کے اوپر وضاحت چاہیے تھی ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ یہ کمیٹی بنا دی گئی ہے اور یہ اس لیے بنائی گئی ہے کہ یہ وہاں پر

انکوائری وغیرہ کرے۔اگلا سوال چودھری محمد وصی ظفر کا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: سوال نمبر 1364

شراب کے پرمٹوں کا اجراء

*1364۔ **چودھری محمد وصی ظفر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں شراب(پی ایم ایف ایل Pakistan made foreign liquor) کے یکم جولائی ۱۹۹۴ء سے اب تک کُل کتنے پرمٹ جاری ہوئے اور وہ کتنے یونٹس پر محیط تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایک یونٹ پر ہر ماہ ایک بوتل پاکستان میڈ فارن لیکر (پی۔ایم۔ایف۔ایل) یعنی وسکی،جن، واڈکا وغیرہ یا ۲۰ بوتل بیئر جاری کی جاتی ہے اور ایک پرمٹ ایک سے چھ یونٹس تک محیط ہوتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یکم جولائی ۱۹۹۴ء سے اب تک جاری شدہ شراب کی ہر قسم کی الگ الگ مقدار بتائی جائے اور بیان کیا جائے کہ اس عرصہ میں کتنے یونٹس جاری ہوئے تھے اور کتنی شراب جاری کی گئی اگر شراب جاری شدہ یونٹس سے زائد جاری کی گئی تو آیا حکومت متعلقہ ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات(جناب زاہد محمود مزاری):۔

(الف) یکم جولائی ۱۹۹۴ء تا ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۴ء صوبہ میں غیر مسلموں کو کل ۲۱۹۵۱ شراب کے پرمٹ جاری ہوئے جن پر ماہانہ ۸۲۳۰۲ یونٹ شراب جاری ہو سکتی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) عرصہ یکم جولائی ۱۹۹۴ء تا ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۴ء صوبہ کے لائسنسڈ ہوٹلوں سے ۳٬۷۷٬۳۰۱ یونٹ شراب (Pakistan made foreign liquor) اور ۱۹٬۲۵۷ یونٹ بیئر فروخت کی گئی۔صوبہ بھر میں جاری ہونیوالے پرمٹوں پر چار ماہ کے عرصہ میں کل ۳٬۲۹٬۲۱۲ یونٹ شراب جاری ہونی چاہیے تھی۔ مگر لائسنسڈ ہوٹلز سے اس عرصہ میں کل ۳٬۹۶٬۵۵۸ یونٹ شراب (بیئر سمیت) جاری ہوئی۔ جس کی بظاہر وجہ ہوٹلوں میں مقیم غیر مسلم غیر ملکیوں کو جاری ہونیوالے پرمٹ یا ایک غیر مسلم کے پرمٹ پر ایک سے زیادہ ہوٹلوں سے شراب کا جاری ہونا معلوم ہوتی ہے۔

اس وجہ سے رواں مالی سال کے شروع سے ہر پرمٹ پر متعلقہ ہوٹل کی مہر لگا دی گئی ہے تاکہ کسی پرمٹ پر دوسرے ہوٹل سے شراب جاری نہ ہو سکے۔ اس اقدام سے کسی بھی ہوٹل سے اضافی شراب کے جاری ہونے کے امکانات ختم ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس میں دو باتیں واضح کی گئی ہیں۔ انہوں نے ایک وجہ غیر ملکیوں کو پرمٹ کی بیان فرمائی ہے۔ ان کو ان کی تعداد علیحدہ دینی چاہیے تھی۔ دوسرے انہوں نے کہا ہے کہ ایک ہوٹل سے جاری ہونے اور دوسرے ہوٹل سے بھی۔ یہ جو ایکسائز کا عملہ ادھر تعینات ہے یہ خود کرتا ہے اور آیا وہ ایکسائز کے عملے جس نے یہ زائد شراب بغیر پرمٹوں کے دی ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ شراب بلیک ہوئی، چوری کر کے بیچی گئی۔ یہ سوال اس کا منہ بولتا ثبوت ہے اس میں بڑے خوبصورت طریقے سے admit کیا ہوا ہے۔ اگر جناب نے نہیں پڑھا اور جناب اگر کہیں تو میں دوبارہ اس کو پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ ضمنی سوال کیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جن اہلکاروں نے یہ زائد شراب بیچی ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی مزاری صاحب۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! میں نے ان کا سوال نہیں سنا۔ یہ repeat کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو چوری یا اس طرح کا کوئی واقعہ ہوا ہے آپ کے محکمہ کے جو اہلکار تھے کیا ان کے خلاف اس بارے میں کوئی کارروائی یا کوئی ایکشن ہوا؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہم غیر مسلموں کو جو پرمٹ دیتے ہیں پہلے ان پر مہر نہیں لگی ہوتی تھی کہ کس ہوٹل سے لینی ہے اگر کسی نے لاہور سے پرمٹ لیا ہے وہ پنڈی میں جا کر لے سکتا تھا وہ مری میں بھی جا کر لے سکتا تھا وہ فیصل آباد سے بھی لے سکتا تھا اور ادھر جو تین ہوٹل ہیں وہ ان سے بھی لے سکتا تھا۔ اب ہم نے اس مالی سال کے دوران اس پر مہر لگا دی ہے کہ جو پرمٹ holder ہو گا اس کو فلاں ہوٹل سے شراب issue ہو گی کسی اور ہوٹل سے نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس ہوٹل سے ملے گی جس کی مہر لگا دی گئی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جی جناب۔ اس کے بعد یہ سسٹم ختم ہو گیا۔ پہلے ایک بندہ اگر تین چار

ہوٹل سے لے لیتا تھا اس کا ہمارے پاس کوئی proof نہیں ہوتا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! یہ فرمائیں کہ کیا یہ درست ہے کہ پرمٹ کی جو سلپ ہوتی ہے اور اس پر جب یونٹ جاری کر دیا جاتا ہے تو ایکسائز کا عملہ اس پر entry کر کے اپنی مہر باقاعدہ ثبت کرتا ہے کہ اس کو جاری کر دی گئی ؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی مزاری صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! میں نے ان کا سوال سنا نہیں براہ مہربانی یہ اسے repeat کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ چودھری صاحب، آپ دوبارہ فرما دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جب پرمٹ جاری ہوتا ہے تو کیا یہ درست ہے کہ اس پر جب ایک یونٹ جاری کیا جاتا ہے وہ بوتل کسی کو دے دی جاتی ہے یا ایک یونٹ دے دیا جاتا ہے تو کارڈ یا booklet type اس کو دی جاتی ہے اس پر یہ ہوتا ہے کہ اس کو ایک یونٹ فلاں تاریخ کو جاری کر دیا ایکسائز کا عملہ اس پر دستخط کرتا ہے۔ مہر لگاتا ہے اور اپنے رجسٹر پر بھی اس کی entry کرتا ہے کیا یہ درست ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات، جتنی تفصیل سے یہ بتا رہے ہیں ان کو بہتر پتا ہوگا۔ میں غیر مسلم نہیں ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ ان کو زیادہ پتا ہے۔ مجھے تو پتا نہیں ہے۔ جو مجھے معلوم ہے اس کی تفصیل میں نے ان کو بتا دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب، مسلمان تو میں بھی ہوں۔ اس کا پروسیجر یہ ہے کہ جس کو بھی پرمٹ جاری ہوتا ہے اس پرمٹ کی entry ہوتی ہے۔ یہ ہوٹلوں کی مہر کا تو ایسے ڈرامہ ہے۔ میرا سوال بڑا واضح ہے کہ یہ شراب چوری کر کے بلیک میں بیچی گئی ہے۔ اس کے لیے ذمہ دار ملازمین پر کیا ایکشن ہوا ہے۔ ماضی کی بات کریں۔ آئندہ کی بات نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ ان کو اپنے تجربے سے بتائیں کہ کیسے ہوتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، تجربہ تو میرا بہت ہے لیکن پارلیمانی ہے۔ اسی تجربے کی وجہ سے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو شراب زائد بیچی گئی اور جو کہ سوال میں admit کی گئی ہے اور جن اہلکاروں نے

یہ شراب بیچی ہے ۔ کیا یہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں؟

خواجہ محمد اسلام ، وصی ظفر صاحب نے فرمایا ہے کہ انھیں وسیع تجربہ ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ صوفی ہیں کہ ابھی تجربے میں ہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب میرے سوال کا جواب نہیں آیا اور آپ اگلا ضمنی سوال کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر وہ جواب نہ دے سکیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پھر آپ ہی اس کا کوئی نوٹس لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری ظہیر الدین صاحب ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، شکریہ۔ جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے صوبہ میں جو liquor production فیکٹری ہے وہ ایک ماہ میں کتنے یونٹ شراب پیدا کرتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات ، جناب والا! وہ ایک نجی کارخانہ ہے ۔وہ محکمہ کا کارخانہ نہیں ہے ۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے استدعا ہے کہ اگر وزیر موصوف غصے میں جواب دینا چاہتے ہیں اور ہمارے اس استحقاق پر برا منانا چاہتے ہیں تو ہم نہیں کرتے ۔ لیکن یہ طریق کار نہیں ہے کہ برا منا کر اور ایسا لہجہ اختیار کر کے جواب دیا جائے ۔ اس طرز تخاطب کو میں اپنی توہین کے مترادف سمجھتا ہوں اور احتجاجاً اپنے ضمنی سوالات نہیں کرتا ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب زاہد مزاری صاحب' یہاں سوالات کے وقفہ میں ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ آپ بڑے تحمل سے اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں ۔میری طرف توجہ رکھیں ۔ کسی کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں کسی کا برا منانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ آرام سے ٹھنڈے دل سے سوالات کا جواب دیں ۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ میں نے اپنی ذاتی تربیت کی وجہ سے اس کو accept کیا ہے۔ میں نے کسی سرداری کے رعب میں آ کر ایسا نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے پتا ہے ۔ مزاری صاحب آپ ظہیر الدین صاحب کو مطمئن کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات، میں نے ان کی بات کو نہیں سنا ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ دوسروں سے بات نہ کیا کریں اور فاضل ممبر کی بات کو سنیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، میں ان سے معذرت سے کہتا ہوں کہ دوبارہ سوال کریں۔ میں ان کے سوال کا جواب دوں گا۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے تو میں دوبارہ سوال کرتا ہوں اور اپنا احتجاج واپس لیتا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے صوبہ میں جو liquor production ہے اس کے پیداواری یونٹ ان کو اگر اس وقت معلوم نہیں ہیں تو کم از کم پچھلے مہینے میں جتنے پرمٹ جاری کیے گئے تھے ان پرمٹس کی تعداد بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو یونٹس کے بارے میں پتا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات، مجھے پرمٹ کا پتا ہے یونٹس کا مجھے کوئی پتا نہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان، ہمارے صوبہ میں بیئر کی جس قدر پیداوار ہے ۔ اس کے مقابلے میں یونٹس کم ہیں اور پرمٹ بھی کم جاری ہوتے ہیں۔ یہاں پیداوار زیادہ ہو رہی ہے ۔ under hand سیل زیادہ ہو رہی ہے ۔ جس کی وجہ سے حکومت کے خزانے کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اب ضمنی سوال کا جواب دینے سے avoid کیا جا رہا ہے ۔ اس کے لیے میں سوال کا تازہ نوٹس دے دوں گا۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ وزیر موصوف مسلسل گھبرائے ہوئے سوالوں کے جواب دے رہے ہیں۔ اور ان کی اس گھبراہٹ سے یہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ تیاری کر کے نہیں آئے اور سامنے گیلری میں بڑے بڑے نامی افسر جن پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ اس پورے پنجاب کے سب سے بڑے ایوان کا مذاق اڑا رہے ہیں کہ کس طرح وزیر صاحب عوام کے نمائندوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

او وفا نا آشنا کب تک سنوں تیرے گلے
بے وفا کہتے ہیں تجھ کو اور شرماتا ہوں میں

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال جناب ایس اے حمید!

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر خوراک! شاہنواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب دی کرسی خالی اے ۔ تے چودھری صاحب میرے

بھائی دوسری سیٹ تے بیٹھے ہوئے نیں۔ میں وضاحت چاہناں واں کہ کیہ وجہ اے کہ اج اے کرسی چھڈ کے ایتھے بیٹھے ہوئے نیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شہباز شریف صاحب قائد حزب اختلاف ہیں۔ وہ تشریف لانے والے ہیں۔ وہ آ گئے ہیں۔ وہ اصل قائد حزب اختلاف ہیں۔ جناب پرویز الٰہی صاحب قائم مقام قائد حزب اختلاف تھے۔ ان کی سیٹ یہ ہے اور ان کی سیٹ وہ ہے۔ ابھی وہ آنے والے ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں گے۔

وزیر اوقاف، [*****]

جناب قائم مقام سپیکر، میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔۔۔ جی چودھری محمد اقبال۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! اس کے جواب میں صرف اتنی عرض ہے کہ گورنمنٹ کے چار پیسے تو خرچ ہو گئے ہیں لیکن چیز اچھی تیار ہوئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب احسان الدین قریشی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ چیمہ صاحب وضاحت کریں کہ انھوں نے سرکاری حج کیا ہے یا غیر سرکاری حج کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جب چیمہ صاحب کے ذہن میں کوئی بات آ جائے تو لاکھ روکیں وہ رک نہیں سکتے اور وہ بات کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے یہ بات کہہ دی ہے۔

وزیر اوقاف، میں نے کوئی بری بات کہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس ٹھیک طرح کام کر رہا تھا۔ لیکن آپ نے ایک ایسی بات کہہ دی جس سے کارروائی میں خلل پڑا۔ آپ گورنمنٹ کے فاضل وزیر ہیں۔ آپ کو یہ کارروائی smoothly run کرنی چاہیے۔

چودھری محمد ریاض، جناب سپیکر! آپ نے سچ کہا کہ جو چیمہ صاحب کے دل میں بات ہوتی ہے جو بھی بات ہوتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے بری بات کا نہیں کہا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جو بھی ان کے دل میں بات ہوتی ہے کہہ دیتے ہیں۔

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد ریاض، چلیں ایسے ہی سہی۔ میرے خیال میں آج انھوں نے پوری پاکستانی قوم کے دل کی بات کہہ دی کہ جناب مصیبتوں کے وقت پرویز الٰہی صاحب بیٹھے رہے۔ اب اقتدار کا وقت آیا تو میاں شہباز شریف صاحب آ گئے ہیں۔ انھیں پتا لگ گیا ہے کہ ان کا اقتدار جا رہا ہے اور ہمارا اقتدار آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔ اس کا جواب کافی لمبا ہے لہذا اسے پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب ایس اے حمید سوال نمبر 1404۔

باردانہ کی خرید

*1404۔ **جناب ایس اے حمید :** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ۱۹۹۴ء میں کتنا باردانہ خرید کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مقصد کے لیے پولی تھین بیگ کی بجائے جیوٹ بیگ خرید کیے گئے اگر ایسا ہے تو ان بیگوں کی خرید پر کتنا خرچ ہوا اور ان کی فراہمی کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا؟

وزیر خوراک و زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ) :۔

(الف) 1994ء میں محکمہ خوراک نے درج ذیل تعداد میں باردانہ خرید کیا۔

(i) پٹ سن (100 کلو گرام) 90 لاکھ بوری۔

(ii) پولی پروپلین (50 کلو گرام) 80 لاکھ بوری

(ب) (i) محکمہ خوراک ابتداء ہی سے گندم کی خریداری اور ذخیرہ کے لئے پٹ سن کی بوریاں ہی خرید کرتا ہے پٹ سن مل مالکان آپس میں گٹھ جوڑ کر کے محکمہ کو مہنگے داموں پٹ سن کی بوریاں اپنی شرائط پر بیچتے تھے۔

(ii) امسال محکمہ خوراک نے پٹ سن کی بوریوں کے ساتھ ساتھ پہلی مرتبہ تجرباتی طور پر پولی پروپلین بیگز استعمال میں لانے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ پٹ سن کی بوریوں کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھا جاسکے۔ محکمہ کو پٹ سن کی بوریوں کی خرید پر درج ذیل رقم خرچ کرنا پڑی۔

قیمت فی بوری 32.50 روپے کل بوریاں 90 لاکھ کل رقم -/29,25,00,000 روپے

(iii) پٹ سن کی بوریوں کی سپلائی کے لئے باقاعدہ اخبارات میں ٹینڈر دیا گیا اور بعد از منظوری ٹینڈر مندرجہ ذیل ملوں نے جیوٹ ملز ایسوسی ایشن کی مقرر کردہ تعداد کے مطابق بوریاں سپلائی کیں۔

۱۔ امین فیبر کس لمٹیڈ کراچی
۲۔ کریسنٹ جیوٹ پروڈکٹس لاہور
۳۔ حبیب جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۴۔ انڈس جیوٹ ملز لمٹیڈ کراچی
۵۔ لطیف جیوٹ ملز لمٹیڈ کراچی
۶۔ پاکستان جیوٹ اینڈ سنتھیٹکس کراچی
۷۔ تھل جیوٹ ملز لمٹیڈ کراچی
۸۔ یونائٹیڈ جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۹۔ سرگودھا جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۱۰۔ سہیل جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۱۱۔ علی پور جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ ان bags کی خرید پر کل کتنا خرچ ہوا؟ محکمے نے اس کا جو جواب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ پٹ سن کی خرید پر 29,25,00,000/- روپے خرچ کیے ہیں۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ پولی پروپلین bags کی خرید پر کتنا خرچ ہوا ہے؟

وزیر خوراک و زراعت: جناب والا! اس سال پولی پروپلین bags کی خریداری پر 6 کروڑ 40 لاکھ روپے خرچ آیا تھا۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! محکمہ جو باردانہ ہر سال خریدتا تھا وہ ضائع ہو جاتا تھا تو حکومت نے یہ پالیسی بنائی کہ پولی پروپلین کے بیگ خریدے جائیں۔ انھوں نے 90 لاکھ بوری پٹ سن کی خریدی اور 80 لاکھ بوری پولی پروپلین کی خریدی ہے۔ اس طرح پولی پروپلین پر 6 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ پٹ سن پر 29 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ انھوں نے پولی پروپلین کی خریداری کیوں نہیں کی؟

وزیر خوراک و زراعت: جناب سپیکر! فاضل رکن نے سوال کیا ہے کہ قیمت میں اتنے فرق کے بعد حکومت کی پالیسی کے باوجود انھوں نے پولی پروپلین کی خریداری کیوں نہیں کی؟ تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ traditionally ہمیشہ محکمہ خوراک پٹ سن کے bags خریدتا رہا ہے۔ اس

سال پہلی دفعہ experimental basis پر پولی پروپلین کے bags خریدے گئے۔ بلاشبہ as compared to jute bags ان کی قیمت میں خاصا فرق ہے لیکن unfortunately یہ تجربہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کی بے شمار وجوہات ہیں۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ پولی پروپلین کا جو bag ہے وہ heat resist نہیں کرتا۔ دوسرا پٹ سن کا bag 100 کلو گرام کا ہوتا ہے جبکہ پولی پروپلین کا bag 50 کلو گرام کا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی handling double کرنی پڑتی ہے کیونکہ محکمہ خوراک فی bag کے حساب سے جو پیسے زمیندار کو دیتا ہے وہ 100 کلو گرام پر 95 پیسے دیتا ہے اور اس طرح اسے 50 کلو گرام والے bag پر بھی 95 پیسے دینے پڑتے ہیں۔ تیسرا اس کو زمیندار نے بھی پسند نہیں کیا' totally discourage کیا ہے چنانچہ پروپلین bags کا جتنا stock محکمہ خوراک کے پاس تھا اسے محکمے نے بوجہ مجبوری فلور ملز کو گندم جاری کرتے ہوئے کھپایا۔ اس کے علاوہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ پٹ سن کا bag جب نیا خریدا جاتا ہے تو وہ "A" category کا ہوتا۔ جب اگلے سال استعمال ہوتا ہے تو وہ "B" category میں آ جاتا ہے جبکہ پولی پروپلین It cannot be used twice, it can only be used once. اور پھر جب اسے transportation کے لیے handle کرتے ہیں' جب اس میں سوا لگایا جاتا ہے تو اس سے وہ پھٹ جاتا ہے۔ اس کی جو proper handling ہے that was not possible ہاں یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ اب ہم نے سنا ہے کہ پولی پروپلین bags تیار کرنے والے اس کی کوالٹی کو بہتر کر رہے ہیں اور اس میں پٹ سن کی بھی ایک ایک لائن ساتھ ڈال رہے ہیں۔ Let us see if experiment is found as a success تو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ خوراک کی سالانہ bags کی کتنی demand ہے؟ یعنی 1994-1995ء میں ان کی کتنی کتنی demand تھی؟

وزیر خوراک و زراعت: جناب والا! یہ تو محکمہ خوراک کے target پر منحصر ہے۔ اس target کے حساب سے پٹ سن کے bag یا پولی پروپلین کے bag خریدے جاتے ہیں۔ 1994-95ء کے بارے میں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 90 لاکھ پٹ سن کی بوریاں خریدی گئیں اور 80 لاکھ پولی پروپلین کی بوریاں خریدی گئیں جو کہ 40 لاکھ consider ہوتی ہیں because they are 50kg and those are 100kg اور کل bags جو 1994-95ء میں استعمال ہوئے ان کی تعداد 2 کروڑ 39 ہزار 747 ہے۔ اسی طرح 1995-96ء میں کچھ تو پہلے سے موجود پولی پروپلین کا سٹاک تھا جو پچھلے سال زمیندار نے پسند نہ

کیا، زمیندار نے مسترد کیا۔ پچھلے سٹاک میں ہمارے پاس پولی پروپلین کے کل bags کی تعداد ایک کروڑ 51 لاکھ تھی اس کے علاوہ 93 لاکھ نئے پٹ سن کے bags بھی خریدے گئے۔ اس طرح 1995-96ء میں ہمارے پاس سٹاک میں کل 2 کروڑ 44 لاکھ bags موجود تھے۔

میاں فضل حق : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ پولی پروپلین bags کو balance کرنے کے لیے پٹ سن کے bags کو خریدا گیا۔ بات یہ ہے کہ 6 کروڑ روپے کے پولی پروپلین کے bags خریدے گئے۔ اس کے بعد ان کو ناکارہ consider کر لیا گیا۔ کیا اسے بطور experiment محکمے نے before using these bags for the first time نہیں دیکھا؟ اب یہ 6 کروڑ کے bags خریدے گئے۔ اس کے بعد وہ استعمال کے قابل نہ رہے اور پھر وہ bags فلور ملز کو دے دیے گئے۔ کیا یہ bags خریدنے کے لیے کوئی criteria مقرر نہیں کیا گیا تھا جس کے مطابق یہ دیکھا جاتا کہ آیا یہ bags استعمال بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر : میاں صاحب ! آپ اپنا ضمنی سوال واضح کریں ۔

میاں فضل حق : میں عرض کرتا ہوں کہ کیا محکمے نے پولی پروپلین bags خریدنے سے پہلے کوئی standard مقرر کیا تھا؟

وزیر خوراک و زراعت : جناب سپیکر! اس بارے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں پٹ سن bags کی کھپت مختلف ایجنسیوں میں ہوتی ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب ، محکمہ خوراک سرحد ، محکمہ خوراک سندھ ، پاسکو ، رائس ایکسپورٹ کارپوریشن اس کا استعمال کرتی ہے۔ جبکہ پٹ سن کی ملز بہت محدود ہیں ۔ تقریباً بارہ تیرہ پٹ سن کی ملز ہیں جو کہ پٹ سن کے bags پیدا کرتی ہیں ۔ جب بھی پٹ سن bags کی خریداری کا سلسلہ ہوتا ہے تو یہ اپنی monopoly کے ذریعے pool in کر کے اپنے ریٹس کے اوپر یہ jute bags supply کرتے ہیں۔ حکومت نے اس سال پہلی دفعہ تجربے کے طور پر پولی پروپلین bags کو بھی ساتھ خریدا تاکہ ان کی monopoly کو کسی حد تک توڑا جا سکے۔ جہاں تک فاضل رکن نے یہ بات کی ہے کہ 6 کروڑ روپے سے bags خریدے گئے اور پھر استعمال کے قابل نہ رہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس میں حکومت کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

We have used those bags instead of supplying it to the Zamindars we have supplied it to different certain flour mills.

اس میں حکومت کا کوئی پیسہ ضائع نہیں ہوا۔ وہ تمام کے تمام bags use کیے گئے ہیں۔

سید تابش الوری: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا کہ پولی پروپلین bags کا تجربہ ناکام رہا اور 29 کروڑ 25 لاکھ روپے اس پر ضائع ہو گئے۔ کیا یہ فیصلہ اسی بنیاد پر کیا گیا ہے کہ آئندہ پولی پروپلین نہیں خریدی جائے گی؟

وزیر خوراک و زراعت: جناب والا! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ 29 کروڑ 25 لاکھ روپے ضائع ہوئے جبکہ میں نے عرض کیا تھا کہ 6 کروڑ 40 لاکھ روپے کے پولی پروپلین کے bags تھے۔ 29 کروڑ کے تو پٹ سن کے bags خریدے گئے ہیں۔

سید تابش الوری: جناب والا! اصل میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت نے یہ طے کر لیا ہے کہ پولی پروپلین کا تجربہ ناکام رہا اور اس کی خریداری پر جو رقم صرف ہوئی وہ ضائع ہو گئی اور آئندہ اسے نہیں خریدا جائے گا۔ اس ذمہ داری کے لیے کیا انھوں نے کوئی تحقیقاتی ادارہ قائم کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: تابش صاحب کا صرف سوال یہ ہے کہ یہ تجربہ ناکام ہوا اور اگر ناکام ہوا تو گورنمنٹ نے ایسے کیوں کیا؟

وزیر خوراک و زرات: جناب والا! میں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ اس میں گورنمنٹ کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ We have utilized all those poly proplene bags باقی جہاں تک تجربے کی بات ہے تو میں نے پہلے بھی دو تین مرتبہ گزارش کی ہے کہ ہمارا وہ تجربہ ناکام رہا ہے۔ اس میں بے شمار problems تھے جو زمیندار بھی face کر رہا تھا as such ڈیپارٹمنٹ بھی face کر رہا تھا اور جن لوگوں کے اوپر procurement کی ذمہ داری ہوتی ہے ان کو بھی اس کی transportation کی، اس کی Double handling کی اور اس کے storage کے problems تھے۔ اس لیے گورنمنٹ نے یہ decide کیا ہے کہ جب تک وہ اپنی quality بہتر نہیں کرتے اور جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ latest یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ jute bags کی ایک ایک لائن poly proplene کے ساتھ add کر رہے ہیں اور اگر وہ تجربہ کامیاب ہوا تو if we can save the bucks for the govt why not.

جناب قائم مقام سپیکر: جی نوابزادہ سید شمس حیدر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب والا! وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ poly proplene کا بیگ

re-usable نہیں ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ ــــــ

جناب قائم مقام سپیکر۔ آپ کا یہ سوال ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر نہیں سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اگر وہ بیگ re-usable نہیں ہو سکتا تو پھر انھوں نے فلور ملز کو کیسے دیا ہے؟

وزیر خوراک و زراعت، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ جب poly proplene یا jute bags کی transportation ہوتی ہے تو مزدور یا وہ شخص جو اسے handle کر رہا ہوتا ہے وہ اسمیں سوا لگا کر ٹرک میں یا ٹرالی میں پھینکتا ہے۔ جب poly proplene bage کو سُوا لگتا ہے تو اس کے بعد یہ قابل استعمال نہیں رہتا جس کی وجہ سے زمیندار نے اس کو discourage کیا۔ باقی جہاں تک ان کا سوال ہے کہ جو تجربہ ناکام رہا تو ہم نے فلور ملز کو کیسے دیا۔ تو گورنمنٹ فلور ملز کو جو wheat issue کرتی ہے وہ jute bags کی بجائے ہم نے کوشش کر کے poly proplene کے bags supply کیے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ وہ bags سوا لگنے سے پھٹ جاتے ہیں اور وہ reused نہیں ہوتے۔ تو جناب والا! جب بیگ ایک دفعہ بھرا گیا، استعمال ہوا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ carriage ہوا تو سُوا لگنا تھا اور اس نے پھٹنا تھا اب انھوں نے یہ پھٹے ہوئے bags فلور ملز کو کیسے دیے؟

وزیر خوراک و زراعت، جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ یہ subsidised item ہے جس طرح میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ اس کی per bag exact price Rs 7 99 ہے اور فلور ملز والوں کو 4 روپے per bag سپلائی کیے گئے۔ اسی طریقے سے jute bags کا بھی یہی سسٹم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ہمیشہ یہ کوشش کرتی ہے کہ 50 p.c. of the price recover کی جائے کیونکہ یہ دونوں subsidised items ہیں اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے اسی حوالے سے فلورملز کو یہ دیا ہے اس کے بعد فلور ملز والوں کے اپنے استعمال میں ہو گا یا انھوں نے ضائع کر دیا ہو گا۔ اس میں Food Department has

no concern with that.

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید، جناب والا! محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ محکمہ خوراک ابتداء ہی سے گندم کی خریداری اور ذخیرہ کے لیے پٹ سن کی بوریاں ہی خریدا کرتا ہے پٹ سن مل مالکان آپس میں گٹھ جوڑ کر کے محکمہ کو مہنگے داموں پٹ سن کی بوریاں اپنی شرائط پر بیچتے تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی جو انھوں نے 90 لاکھ بوری خریدی ہے تو مل مالکان کا جو گٹھ جوڑ تھا اس کو ختم کرنے کے لیے انھوں نے کیا اقدامات کیے ہیں؟

MINISTER FOR FOOD This is one of the factor that the government introduced poly proplene bags in the purchase of the Food Department

جناب قائم مقام سپیکر، ان کے گٹھ جوڑ کو ختم کرنے کے لیے-----

وزیر خوراک و زراعت، just ان کی monopoly توڑنے کے لیے experiment کے طور پر کہ اسی طرز کی ایک دوسری product مارکیٹ میں لائی جائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! وزیر موصوف نے تسلیم کر لیا ہے کہ ----

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ اب ----

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی انھوں نے 90 لاکھ بوری خریدی ہے۔ اس بوری کو خریدنے کے لیے انھوں نے مل مالکان کے گٹھ جوڑ کے خلاف کیا اقدامات کیے؟ یہ مجھے اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، گورنمنٹ نے جو اقدامات کیے ہیں وہ بتائیں۔

وزیر خوراک و زراعت، جناب والا! یہ پرائیویٹ انڈسٹری ہے گورنمنٹ اس میں کوئی اقدامات نہیں کر سکتی وہ pool کرتے ہیں اور pool in کرنے کے بعد وہ اپنا ریٹ دیتے ہیں اور وہ اس ریٹ پر stich کرتے ہیں۔ اس میں rates کے حوالے سے گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

سید تابش الوری، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ محکمہ فوڈ اور ماہرین نے poly proplene خرید کرنے کی مخالفت کی تھی اور اس سلسلے

میں یہ الزام بھی لگایا گیا کہ سیاسی اثر اور کرپشن کی بنیاد پر poly proplene خریدنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیا وہ اس کو تسلیم کریں گے کہ محکمہ خوراک کی مخالفت کے باوجود یہ poly proplene خریدنے کا فیصلہ کیسے کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! جانیں کہ وہ کون سا سن تھا اور کیسے ہوا؟

وزیر خوراک و زراعت: جناب سپیکر! یہ بالکل ان کی اپنی سوچ ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ مجھ سے پہلے کا مسئلہ ہے but even then I am bound to tell you the factual position کہ کسی ٹیکنیکل ایکسپرٹ نے، کسی شخص نے یا گورنمنٹ کی کسی ایجنسی نے اس چیز کی مخالفت نہیں کی۔ وہ experimental basis پر purchase کیے گئے لیکن unfortunately وہ experiment کامیاب نہ ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی میاں فضل حق صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

میاں فضل حق: جناب والا! یہاں پر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جو experiment کیا گیا وہ کامیاب نہیں ہوا۔ خیر اس کو چھوڑیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو نیا jute bag خریدا جاتا ہے وہ کتنی دفعہ re-use ہوتا ہے۔ یعنی جو نیا jute bag لیتے ہیں جسے re-use کرتے ہیں تو وہ نئی بوری کتنی دفعہ استعمال ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی وزیر خوراک و زراعت!

وزیر خوراک و زراعت: جناب والا! jute bags کی تین categories ہوتی ہیں۔ جب وہ بیگ نیا خریدا جاتا ہے تو وہ category (A) ہوتا ہے۔ جب اس کو recycling میں دوبارہ use کیا جاتا ہے تو اسے (B)category consider کیا جاتا ہے اور jute bags کی کچھ quantity ایسی ہوتی ہے جس کو (C)category تصور کیا جاتا ہے۔

Sometimes you can use twice. Sometimes in certain cases you can use thrice.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری احمد یار گوندل کا ہے۔ جی گوندل صاحب

چودھری احمد یار گوندل: سوال نمبر 1526

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! پریس والے واک آوٹ کر گئے ہیں۔ مہربانی کر کے کوئی کمیٹی بنائیں جو پریس والے دوستوں کو واپس لائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں پریس والے واک آوٹ کر گئے ہیں۔ میرے پاس بھی ان کی ایک درخواست آئی ہے ۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے باقاعدہ نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا ہے مگر ابھی تک مالکان نے ویج بورڈ ایوارڈ کو نافذ نہیں کیا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جو ویج بورڈ announce کیا گیا ہے اور پریس والے جو ہمارے صحافی ہیں دوست ہیں جو learnend fellow ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اخبارات کے مالکان اس کو لاگونہیں کر رہے اور یہ ان کو تشویش ہے۔ تو میرے خیال میں یہاں پرسینئر وزیر صاحب تشریف فرما ہیں لاء منسٹر صاحب بھی ہیں وہ اس بارے میں زیادہ بہتر طور پر فرما سکتے ہیں۔ اس بارے میں وفاقی حکومت تو چاہتی ہے اور انھوں نے اعلان بھی کر دیا ہے تو اس بارے میں ان کی ضرور ہمدردی کرنی چاہیے کیونکہ یہ بھی کارکن ہیں۔ جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون: جناب والا! صوبائی حکومت بھی ان سے پوری ہمدردی رکھتی ہے لیکن آپ کو پتا ہے کہ پریس تو بالکل آزاد ہے اور وہ اس آزادی کا فائدہ بھی اٹھاتے ہیں اب پریس کے مالکان بھی آزاد ہیں۔ بہر حال ہم اپنی طرف سے پریس مالکان سے بات کریں گے اور کوشش کریں گے کہ وہ نافذ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ٹھیک ہے میرے خیال میں اب پریس کے صحافیوں کو واپس آ جانا چاہیے کیونکہ صوبائی حکومت ان سے پوری ہمدردی رکھتی ہے وفاقی حکومت نے بھی یہ سارا ان کی favour میں کیا ہے تو میرے خیال میں مالکان بھی اس کا نوٹس لیں گے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ جی گوندل صاحب کا سوال تھا۔

ان انکوائریوں کی رپورٹوں کے مطابق محکمہ زراعت پنجاب میں زرعی ادویات کے ضیاع کے بارے میں کوئی فرد یا ادارہ ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکا اس کی اصلی وجہ ناقص نظام تھا۔ماہرین زراعت کی سفارشات کی کاپی اور سمری برائے وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آوازیں: وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی چھ منٹ پڑے ہیں۔ جی چودھری احمد یار گوندل صاحب !

چودھری احمد یار گوندل، سوال نمبر 1526

زائد المیعاد زرعی ادویات کی تلفی

*1526۔ **چودھری احمد یار گوندل:** کیا وزیر زراعت میرے نشان زدہ سوال نمبر ۲۱۰ جس کا جواب

ایوان میں مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۴ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ زراعت کے مختلف سٹوروں میں سپرے کے لئے موجود ادویات کا ۱۵/۲۰ سال تک پڑا رہنے کی وجہ سے محکمہ کو کتنا نقصان ہوا۔ اس کا ذمہ دار کون تھا اور جو سمری وزیر اعلیٰ کو برائے تلفی ارسال کی گئی اس کی نقل بمعہ ماہرین زراعت کی سفارشات کے ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر خوراک و زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ)،

فاضل رکن اسمبلی نے جن ادویات کا ذکر کیا ہے۔ ان ادویات میں سے زیادہ تر ادویات بیس پچیس سال پہلے ۱۹۵۰ء اور ۱۹۷۰ء کے عشروں میں محکمہ زراعت کو یا تو بلا قیمت امداد میں یا تحفتہً ملتی رہی ہیں۔تاکہ فصلوں پر ان کا استعمال تحفظ نباتات کے لئے زمینداروں میں متعارف کرایا جاسکے ۔ان میں سے بہت تھوڑی ادویات برائے استعمال خرید کی گئیں۔جو ادویات اس وقت محکمہ زراعت کے پاس موجود ہیں وہ زائد المیعاد ہونے کی بناء پر اپنی افادیت کھو چکی ہیں۔ کیونکہ ادویات کی اثر پذیری زیادہ سے زیادہ دو سال بعد ختم ہو جاتی ہے۔اور ان کا استعمال نہ صرف یہ کہ فصلات کے نقصان رساں کیڑوں کو تلف نہیں کرتا بلکہ فصلات کو نقصان پہنچاتا ہے۔جس کی وجہ سے زمینداروں کو فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔جہاں تک ان زائد المیعاد ادویات کی قیمت کا تعلق ہے۔وہ کل ۷٫۸۸ کروڑ روپے بنتی ہے۔ جہاں تک اس کی ذمہ داری کا تعلق ہے محکمہ زراعت میں زرعی ادویات کی خرید،استعمال، تقسیم اور ذخیرہ داری کے بارے میں حکومت نے مندرجہ ذیل کمیشنوں سے اس کی تفصیلی تحقیقات کروائیں۔

۱۔ صوبائی انسپکشن کمیٹی۔

۲۔ انکوائری اینڈ انٹی کرپشن سیل سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب ۱۹۷۹ء

۳۔ پنجاب انکوائری کمیٹی ۱۹۸۷ء اور آڈیٹر جنرل پاکستان ۱۹۸۷ء۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے 14-11-94 کو بھی یہ بتایا تھا کہ ہم یہ دوائی ضائع کرنے کے لیے تیاری کر چکے ہیں اور دوائی کی قیمت بھی انہوں نے 7 کروڑ بتائی تھی اور

اب تقریباً ڈیڑھ سال گزر گیا ہے لیکن معاملہ جوں کا توں پڑا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ ادویات پرائیویٹ سٹوروں میں پڑی ہیں یا سرکاری سٹوروں میں پڑی ہیں اور ان کی 7 کروڑ روپے جو قیمت لگائی گئی تھی وہ کس سال لگائی گئی تھی۔

وزیر خوراک و زراعت : جناب والا! یہ دوائی گورنمنٹ کے سٹور میں پڑی ہوئی ہے اور 1950ء سے 1970ء کے عشرے میں مختلف اقساط میں وفاقی حکومت نے یہ دوائی خریدی تھی اور اس میں سے دوائی کا کچھ حصہ وفاقی حکومت کو گفٹ ملا تھا اور اسی حساب سے وہ صوبائی حکومتوں میں تقسیم کرتی رہی ہے۔ اسی وقت سے اب تک یہ گورنمنٹ کے سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے اور یہ دوائی جو گفٹ ہوئی اس کی قیمت 2 کروڑ 41 لاکھ روپے بنتی ہے اور جو دوائی گورنمنٹ نے خود خریدی تھی وہ تقریباً 5 کروڑ 47 لاکھ روپے بنتی ہے۔

چودھری احمد یار گوندل : جناب والا! 7 کروڑ 88 لاکھ انہوں نے خود لکھا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس سال یہ قیمت لگائی گئی تھی؟

وزیر خوراک و زراعت : جناب والا! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ صوبائی حکومت نے یہ دوائی نہیں خریدی تھی بلکہ وفاقی حکومت نے ہی خریدی تھی اور وفاقی حکومت کو ہی گفٹ ہوئی تھی۔ .....

جناب قائم مقام سپیکر : وہ یہ بتا رہے ہیں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے دوائی ان کے پاس ضرور تھی لیکن وہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ملی تھی۔

چودھری احمد یار گوندل : جناب والا! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں پھر آپ ان کو جو مرضی فرما دیں۔ جناب والا! یہ انہوں نے خود لکھ کر دیا ہے کہ دوائی کی قیمت 7 کروڑ 88 لاکھ روپے ہے یہ وفاقی حکومت نے لکھ کر نہیں دیا اس پر پنجاب اسمبلی لکھا ہوا ہے۔ یہ قیمت کہاں سے لی ہے اور کس سال میں لگائی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر : آپ ذرا تفصیل سے ان کو مطمئن کریں

وزیر خوراک و زراعت : جناب والا! جو قیمت ہم نے لکھی ہے یہ وہ ہے جو فیڈرل گورنمنٹ نے ادا کی ہے اور جو حصہ donation میں سے پنجاب گورنمنٹ کو ملا ہے اسی کا بھی تخمینہ ہم نے لگا دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی جتنی قیمت ادا کی گئی اور جو کچھ بھی ہوا وہ مکمل طور پر فیڈرل گورنمنٹ کی طرف

سے ہوا اور اس کی جو رقم لکھی گئی ہے یہ صرف معزز رکن کی satisfaction کے لیے لکھی ہے۔ کہ اس کی ایک اندازے کے مطابق قیمت کیا تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اب تو آپ مطمئن ہو جائیں گے؟

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! بے شک یہ دوائیاں وفاقی حکومت نے ہی خریدی تھیں لیکن جو دوائیاں ان کے پاس پڑی ہوئی ہیں ان کی قیمت کس نے لگائی ہے کہ اتنی قیمت کی دوائی ہمارے پاس موجود پڑی ہے اور کتنے سال سے یہ پڑی ہے؟

وزیر خوراک و زراعت، جناب والا! میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ وضاحت کے ساتھ بیان کروں کہ ہم نے یہ ادویات گورنمنٹ کے سٹوروں میں سٹور کی ہوئی ہیں اور اس وقت جو دوائی صوبائی حکومت کے سٹور میں موجود ہے اس کی ایک اندازے کے مطابق قیمت یہاں پر لکھی گئی ہے۔ 1992ء میں جب چودھری اقبال صاحب وزیر زراعت تھے اس کی سمری وزیر اعلیٰ کے پاس گئی تھی اور مختلف مراحل میں چیف منسٹر نے اس سمری کو turn down کیا اور پھر دوبارہ اس میں تھوڑی سی ترمیم کرکے منظوری کے لیے بھیجا گیا لہذا اس کی قیمت کا ایک تخمینہ اور اندازہ لگایا گیا تھا اور اب اس کو ڈمپ کرنے کے لیے بھی صوبائی حکومت کو رقم خرچ کرنی پڑے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ان ادویات کی قیمت 7 کروڑ 88 لاکھ روپے بنتی ہے اور اس کو دیکھنے کے لیے کہ کس کی وجہ سے یہ اتنا بڑا نقصان ہوا' اس کے لیے مختلف کمشن بھی بنے' اس میں یہ لکھا ہے کہ مختلف انکوائری رپورٹوں کے مطابق محکمہ زراعت پنجاب میں زرعی ادویات کے ضیاع کے بارے میں کوئی فرد یا ادارہ ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا اس کی اصل وجہ ناقص نظام ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ اس نظام کو بنانے والے یا اس کا انتظام کرنے والے وہ کونسے افراد ہیں جن کی وجہ سے یہ نقصان ہوا۔

وزیر خوراک و زراعت، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی ہے کہ یہ کیڑے مار دوا صوبائی حکومت کو سپلائی کی گئی تھی یہ 1970ء اور 1990ء کے عشرے میں مختلف اوقات میں ہوئی تھیں اور یہ سارا سلسلہ بیس سال میں پھیلا ہوا ہے' جہاں تک فاضل رکن کا یہ سوال ہے کہ اس مسئلے پر مختلف کمشن بنے' جناب والا! اس پر مختلف کمشن ضرور بنے اور اس کی پہلی ابتدائی انکوائری محکمہ زراعت نے کی'

دوسری اس کی ایک باقاعدہ انکوائری ایس اینڈ جی اے ڈی نے کی انہوں نے ایک اپنی انکوائری کمیٹی بنائی تھی تیسری انکوائری چیف منسٹر انکوائری ٹیم نے کی تھی اور چوتھی انکوائری جب یہ کیس ایکنک میں پیش ہوا تھا اس وقت کی گئی تھی کیونکہ ایکنک پچھلی تمام انکوائریوں سے مطمئن نہیں تھا اور ایک نئی انکوائری کروائی گئی اور آخر کار ایکنک کی انکوائری کے بعد اے جی پی آر نے اس کی فائنل انکوائری کی اور ان تمام انکوائریوں کے بعد بھی اس کا رزلٹ صرف یہ سامنے آیا تھا کہ چونکہ اس کا ناقص نظام تھا اور اس سلسلے میں اس کی بہت ساری وجوہات بھی بیان کی گئی تھیں سب سے بڑی وجہ تو یہ تھی کہ جس سال زیادہ کیڑے مار دوائی سپلائی ہوئی ہے ان دنوں میں فیڈرل گورنمنٹ ایریل سپرے کیا کرتی تھی ،زمینداروں نے ان سالوں کے دوران اتنی دوائی نہیں خریدی لہذا وہ پڑی رہی اور پڑی پڑی بے اثر ہو گئی اور اب اس کی ڈمپنگ کا مسئلہ سامنے آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک و زراعت ، جناب والا! میں محکمہ خوراک اور محکمہ زراعت کے بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جنگلات : میں بھی محکمہ جنگلات کے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گزارہ فاریسٹ کی آمدنی

*1769۔ جناب شاہد ریاض متی : کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزارہ فاریسٹ راولپنڈی ڈویژن سے گزشتہ دو سال میں کس کس مد سے کتنی کتنی آمدن ہوئی اور وہ کہاں کہاں خرچ کی گئی اور اس وقت سنٹرل اور ویلج گزارہ فنڈ سے کتنی کتنی رقم بقایا ہے۔

(ب) کیا حکومت گزارہ فنڈ کے استعمال کئے جانے کے متعلق تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان)۔

(الف) گزارہ جنگلات بنیادی طور پر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے ماتحت ہیں۔ان کی مہیا کردہ تفصیل کے مطابق گزارہ جنگلات سے حاصل ہونے والی آمدنی و خرچ درج ذیل گوشوارہ میں ملاحظہ فرمایئے۔

ذریعہ آمدنی	سال	کل آمدنی	خرچ کٹائی ڈھلائی	بچت / منافع
عمارتی لکڑی	۱۹۹۳ء	۸۰٬۶۷٬۵۲۳	۳۰٬۹۶٬۸۶۲	۴۹٬۷۰٬۶۵۶
نکاسی بروزہ	۱۹۹۳ء	۳۸٬۷۱٬۹۶۵	۱۵٬۱۵٬۲۰۳	۲۳٬۵۶٬۷۶۲
عمارتی لکڑی	۱۹۹۴ء	۴۷٬۵۱٬۹۸۹	۱۵٬۲۳٬۷۴۹	۳۲٬۲۲٬۲۴۰

خرچ کی تفصیل

اخراجات

خرچ کی مد	۱۹۹۳ء	۱۹۹۴ء
تنخواہ اور الاؤنسز	۱۲٬۰۵٬۶۳۲	۱۵٬۹۵٬۷۷۹
ٹی اے /ڈی اے	۲۵٬۴۰۸	۵۰٬۲۰۵
سٹیشنری /فارم	۴٬۶۲۷	۹٬۶۱۱
موسم گرما سرما چارجز	۷۸۶	۴۳۵
پی او ایل	۲۹٬۳۴۶	۴۷٬۶۹۸
گاڑیوں کی مرمت	۲۷۱۳	۲۳۲۳۸
لاء چارجز	—	۲۰۰۰
متعدد	۱۳۱۵۹	۱۹۶۳۳
عمارتی لکڑی	۳۰۹۶۸۶۷	۱۵۲۹۷۴۹
ملکیتی حصہ	۱۸۵۷۶۱۳	۱۳۵۷۲۸۷
ویلج فنڈ / سنٹرل /ویلفیئر فنڈز	۲۶۹۰۰۷	۳۲۳۶۱۰
نکاسی بروزہ	۱۵٬۱۵٬۲۰۳	
ملکیتی حصہ	۲۲٬۶۳٬۵۲۳	
ویلج فنڈ /سنٹرل /ویلفیئر فنڈز	۵٬۱۸٬۹۵۲	

شجر کاری	—	۳۴٬۹۰٬۱۰۰
ملکیتی حصہ کی ادائیگی	۲۷٬۶۳٬۸۵۸	۱۵٬۳۳٬۱۰۵

گزارہ فنڈز کی موجودہ صورت حال

سنٹرل گزارہ فنڈ	ویلج گزارہ فنڈ	میزان
۷۳٬۸۱٬۸۸۹	۲۱٬۲۶٬۳۱۷	۹۵٬۰۸٬۳۰۶

ڈپٹی کمشنر راولپنڈی اور ڈی ایف او گزارہ فارسٹ ڈویژن کی تصدیق شدہ کاپی لف ہے۔

(ب) گزارہ فنڈز کا آڈٹ باقاعدہ ہر سال ہوتا ہے۔ اس لیے کسی قسم کی تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

DETAIL OF INCOME OF GUZARA FOREST DIVISION FOR THE YEAR 1993-1994

Source of Income	Year	Total Income	Expenditure on felling/ Conversion/ carriage etc	Net Profit
Conversion of timber	1993	8067523/-	3096867/-	4970656/-
Extraction of Resin	1993	3871965/-	1515203/-	2356762/-
Timber	1994	4751989/-	1529749/-	322240/-

DETAIL OF EXPENDITURE

NAME OF HEAD	EXPENDITURE 1993	1994
1. Pay & Allowances	Rs: 1205647/-	Rs:1595779/-
2. T.A/D.A	Rs. 25408/-	Rs: 50205/-
3 Stationery/Forms	Rs: 4637/-	Rs: 9616/-
4. Hot & Cold Weather Charges	Rs: 786/-	Rs. 445/-

5. P.O.L	Rs: 29346/-	Rs: 46698/-
6. Repair of Vehicle	Rs: 2713/-	Rs: 24238/-
7. Law Charges	Rs: _	Rs: 2000/-
8. Others	Rs:13159/-	Rs: 19633/-
9. Conversion of Timber	Rs:3096867/-	Rs:1529749/-
10. Owner Share.	Rs.1857612/-	Rs:1357287/-
11. Village Fund/Central/ Welfare Fund	Rs: 269007/-	Rs: 424610/-
12. Extraction of Resin Charges	Rs. 1515203/	Rs _
13. Owner Share	Rs: 2263533/-	Rs: _
14. Village/Welfare/Central Fund	Rs: 518952/-	Rs _
15. Afforestation	Rs:_	Rs: 490100/-
16. Payment of Owners Share	Rs. 2763858/-	Rs 1532105/-
17. Development Projects in Various Villages.	Rs: 376500/-	Rs. 275500/-

PRESENT POSITION OF GUZARA FUNDS

CENTRAL GUZARA FUND.	VILLAGE GUZARA FUND	TOTAL.
Rs:73,83,889/-	Rs: 21,26,417/-	Rs. 95,08306/

DIVISIONAL FOREST OFFICER
GUZARA FOREST DIVISION RWP.

DEPUTY COMMISSIONER/
CHAIRMAN
GUZARA FOREST DIVISION RWP.

لوہار کا ٹوبہ بلوچاں روڈ کی تکمیل

*1845- پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری : کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۱۹۷۹ء میں لوھار کاٹوبہ بلوچاں روڈ کی تعمیر کا کام شوگر سیس کمیٹی نے ۲،۸۰،۰۰۰ روپے کی لاگت سے شروع کیا تھا جس میں ارتھ ورک اور پلیوں کی تعمیر کا کام مکمل ہوا لیکن پھر یہ منصوبہ سال ۱۹۸۶ء تک التواء میں ڈال دیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کے اسباب کیا تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۳ء تک مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام جاری رہا اور تقریباً تین کلومیٹر پختہ سڑک اور دو کلو میٹر ارتھ ورک مکمل کیا گیا اس کے بعد پھر یہ منصوبہ ۱۹۹۵ء تک التواء میں پڑا ہے۔نیز اس منصوبہ کو دیدہ دانستہ التواء میں ڈالنے والے افراد کے نام کیا ہیں اور کیا حکومت نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) مذکورہ منصوبے کے لئے اب تک جمع شدہ فنڈز کی مقدار کتنی ہے اور حکومت اس پر کتنا خرچ کرنا چاہتی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اہم منصوبہ کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس منصوبہ پر کام دوبارہ کب تک شروع کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خوراک و زراعت:۔

(الف) یہ درست ہے۔مذکورہ منصوبہ نیولنک روڈ پروگرام کے تحت ۸۰-۱۹۷۹ء میں منظور ہوا تھا۔ گرانٹ مبلغ ۲ لاکھ ۸۰ ہزار روپے ہی تھی۔اس سے ارتھ ورک، پلیاں موگھ مکمل ہوئی تھیں۔اس کے بعد اس منصوبے کے لئے کوئی گرانٹ حکومت کی طرف سے منظور نہ ہوئی۔

(ب) اس کے بعد یہ پروگرام (منصوبہ) شوگر سیس پروگرام ۹۲-۱۹۹۱ء میں منظور ہوا اور اتفاق شوگر ملز پاکپتن سے فنڈز دیے اس پروگرام کے تحت ۳۲،۱۷ لاکھ روپے مہیا کئے گئے جبکہ پہلا حصہ ۵۰،۵ کلومیٹر کا تخمینہ ۵۱ لاکھ تھا۔ڈپٹی کمشنر کی زیر نگرانی ٹینڈر طلب کیے گئے۔ کام اشرف انجینئر کو الاٹ ہوا۔انہوں نے ۳۲،۱۷ لاکھ کی لاگت سے تین کلومیٹر سڑک اور پلیاں تعمیر کیں۔مزید

دو کلومیٹر ارتھ ورک کیا۔ کام ۹۲-۳-۹ تک جاری رہا۔بعد ازاں فنڈز کی کمی کی وجہ سے مزید کام نہ ہو سکا۔

(ج) منصوبہ ہذا کے مجاز دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ میں کوئی فنڈز جمع شدہ نہ ہیں۔

(د) منصوبہ مذکورہ کو شو گر سیس کے تحت فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

واٹر مینجمنٹ سکیم کے تحت کھالوں کی تعمیر

*1906۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

واٹر مینجمنٹ سکیم کے تحت پکے کھال بنوانے کے لئے طریق کار کیا ہے ۔اور میچنگ گرانٹ دینے کا طریق کار کیا ہے ۹۵-۱۹۹۴ء میں کس کس ایم پی اے نے میچنگ گرانٹ کے لیے درخواست کی تھی اور کس کس کو کتنی کتنی گرانٹ دی گئی ہے اور جن حلقوں میں نہیں دی گئی اس کی کیا وجوہات ہیں۔ان حلقوں کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر خوراک و زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):

واٹر مینجمنٹ سکیم کے تحت کھالوں کی بنوائی اور اصلاح کا طریق کار پختہ کھال کی اصلاح اور تجدید کے خواہش مند کاشتکار اس مقصد کے لیے محکمہ چھپے ہوئے فارم پر متعلقہ واٹر مینجمنٹ اسپیشلسٹ کو درخواست دیتے ہیں۔ایسی درخواست پر کم از کم اکاون فیصد حصے داران کے دستخط ہونے لازمی ہیں۔درخواست کی جانچ پڑتال مکمل ہونے پر حصے داران کھال چار روپیہ کے اشٹام پیپر پر محکمہ کے ساتھ ایک اقرار نامہ تحریر کرتے ہیں۔

جس میں کھال کی اصلاح و تجدید کے متعلق ضروری شرائط یہ کہ کھال کی پختہ تعمیر کے لیے مستری اور مزدوروں کا بندوبست زمینداروں کے ذمہ ہو گا اور ایسی ہی دیگر ضروری باتیں درج ہوتی ہیں بعد ازاں حصہ داران کھال کی انجمن اصلاح آبپاشی تشکیل دی جاتی ہے۔

جس کی باقاعدہ رجسٹریشن بھی کی جاتی ہے یہ انجمن حصہ داران میں سے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دیتی ہے۔جو ماہرین اصلاح آبپاشی سے مل جل کر کھالوں کی اصلاح و تجدید کا کام سرانجام دیتی ہے۔

میچنگ گرانٹ دینے کا طریقہ کار

ایسی گرانٹ کے حصول کے لیے معزز ممبر صوبائی اسمبلی کسی بھی دفتر اصلاح آبپاشی سے مخصوص فارم لیکر شعبہ اصلاح آبپاشی کے آفیسر سے متعلقہ کھال کی پختہ تعمیر کا تخمینہ لگواتے ہیں اور پھر اس تخمینہ کا 50% اپنی مختص کردہ رقم میں سے درج کر کے متعلقہ ڈپٹی کمشنر کے حوالے کر دیتے ہیں۔جو ضابطہ کی کارروائی مکمل کر کے ایسے جملہ فارم محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیج دیتے ہیں جو تخمینہ کا بقایا 50% بطور میچنگ گرانٹ وزیر اعلیٰ سے منظور کروا کر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو ایسی گرانٹ جاری کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔فنانس ڈیپارٹمنٹ سے اطلاع موصول ہونے پر شعبہ اصلاح آبپاشی ایسی گرانٹ ترقیاتی کاموں پر استعمال کرتا ہے۔

1994-95ء میں کس کس ایم پی اے نے میچنگ گرانٹ کے لیے درخواست کی تھی

اس بات کی وضاحت متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان یا محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب ہی کر سکتے ہیں۔جیسا کہ اوپر جواب میں وضاحت کی گئی ہے کہ میچنگ گرانٹ کی درخواستیں متعلقہ ڈپٹی کمشنر وصول کرتے ہیں اور ضابطہ کی کارروائی کے لیےمحکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھجواتے ہیں اس لیے وہی وضاحت کر سکتے ہیں کہ 1994-95ء کے دوران کتنی درخواستیں وصول ہوئیں۔

کس کس ایم پی اے کو کتنی کتنی گرانٹ دی گئی

فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی طرف سے شعبہ اصلاح آبپاشی کو موصول ہونے والی تفصیل لف ہذا ہے۔(ملحقہ الف)

نام حلقہ جات، جہاں گرانٹ نہیں دی گئی، وجوہات اور تفصیل

اس ضمن میں محکمہ پلاننگ اور ڈویلپمنٹ پنجاب ہی وضاحت کر سکتا ہے کہ اگر کسی حلقہ میں ترقیاتی گرانٹ نہیں بھیجی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔اس امر کی ایک بار پھر وضاحت

کی جاتی ہے کہ معزز ممبران صوبائی اسمبلی سے موصول ہونے والی جملہ گرانٹس صرف محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کی وساطت سے ہی اصلاح آبپاشی کو موصول ہوتی ہیں اور انہیں ان کی صوابدید کے مطابق ہی ترقیاتی کاموں پر صرف کیا جاتا ہے۔

ملحقہ "الف"

مالی سال 95-1994ء کے دوران درج ذیل حلقوں کے ممبران کو پختہ کھالہ جات کی تعمیر کے لیے مہیا کردہ گرانٹ کی تفصیل۔

نمبر شمار	ضلع	حلقہ نمبر	ممبر اسمبلی کا نام	مختص کردہ رقم
	پی پی			
۱۔	رحیم یار خان	235	سیٹھ محمد اسلم	16.00,0000
	۔ایضاً۔	240	سردار محمد اظہر خان لغاری	5,00,000
۲۔	ڈیرہ غازی خان	202	سردار مقصود احمد خان لغاری	2,00,000
۳۔	فیصل آباد	52	جناب آفتاب احمد خان	1,52,00,000
	۔ایضاً۔	46	جناب ظہیر الدین خان	15,00,000
۴۔	گوجرانوالہ	83	سید خلیل الرحمان	3,50,000
	۔ایضاً۔	85	چودھری محمد اقبال	3.50,000
۵۔	گجرات	92	نواب زادہ مظہر علی	9,00,000
	۔ایضاً۔	93	چودھری گلنواز خان وڑائچ	2,00,000
۶۔	نارروال	115	میاں محمد رشید	7,00,000
۷۔	منڈی بہاؤالدین	98	چودھری محمد اسلم	2,50,000
	۔ایضاً۔	99	جناب محمد طارق تارڑ	2,00,000
	۔ایضاً۔	100	حاجی محمد افضل چن	1,00,000
	۔ایضاً۔	101	چودھری احمد یار گوندل	4,60,000
۸۔	لاہور	130	جناب عبدالرشید بھٹی	45,00,000
	۔ایضاً۔	132	جناب محمد اقبال گھرکی	45,00,000

۹-	خانیوال	174	سید حسین جہانیاں گردیزی	1,00,000
	ایضاً	175	سید محمد مختار حسین شاہ	4,28,000
	ایضاً	178	پیر عارف زمان قریشی	50,000
۱۰-	ملتان	165	ملک محمد اسحاق بچہ	30,03,000
	ایضاً	164	سید ناظم حسین شاہ	6,72,000
	ایضاً	166	مخدوم مرید حسین قریشی	2,30,000
۱۱-	بھکر	41	جناب احمد حسن خان	14,00,000
	ایضاً	42	ملک نذیر احمد	3,00,000
۱۲-	سرگودھا	24	جناب محمد الیاس قریشی	1,50,000
	ایضاً	27	چودھری فرخ جاوید گھمن	10,40,000
	ایضاً	30	جناب محمد اسلم مڈہانا	3,00,000
۱۳-	جھنگ	62	ملک غلام عباس نسوانہ	4,00,000
۱۴-	مظفر گڑھ	211	سردار امجد حمید خان دستی	3,00,000
۱۵-	ٹوبہ ٹیک سنگھ	76	جناب خالد جاوید وڑائچ	2,58,000
	ایضاً	72		30,00,000
۱۶-	میانوالی	36	جناب عبدالرحمان خان نیازی	6,00,000
۱۷-	بہاولنگر	227	میاں منظور احمد موہل	12,00,000
۱۸-	پاکپتن	190	میاں غلام فرید چشتی	3,80,000
	ایضاً	191	جناب پیر محمد شاہ	2,50,000
۱۹-	ساہیوال	187	ملک محمد اقبال	7,00,000
	ایضاً	188	چودھری محمد شفیق ارائیں	4,00,000
۲۰-	خوشاب	33	ملک مختار احمد اعوان	2,50,000
۲۱-	شیخوپورہ	135	چودھری بشیر احمد گجر	5,86,000
	ایضاً	138	میاں مشتاق احمد ڈوگر	1,15,000

بھارتی فلموں کے ویڈیو کیسٹ کی فروخت

*2043۔سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 95-1994ء میں حکومت نے ویڈیو کیسٹ کا کاروبار کرنے والوں سے کتنی مالیت کے ٹیکس جمع کیے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ انڈین فلموں کی ویڈیو کیسٹ کی فروخت اور ان کی نمائش پر قانونی طور پر پابندی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے سال 95-1994ء میں صوبہ میں کتنے افراد کے خلاف انڈین فلموں کے ویڈیو کیسٹ فروخت کرنے کے سلسلے میں چالان اور مقدمات دائر کیے۔

وزیر آبکاری و محصولات(جناب زاہد محمود ہزاری)۔

(الف) سال95-1994ء کے دوران وڈیوکیسٹ کا کاروبار کرنے والوں پر حکومت پنجاب نے ایک نیا ٹیکس ویڈیو ٹریڈ ٹیکس کے نام سے لگایا تھا جس کے تحت اس مالی سال کے دوران مبلغ 3,34,000/ روپے موصول ہوئے۔

(ب) انڈین فلموں کی وڈیو کیسٹ کی تیاری یا نمائش پر پابندی لگانے کے معاملہ سے محکمہ آبکاری و محصولات متعلق نہ ہے لہذا محکمہ اس جزو کا مناسب جواب دینے کی پوزیشن میں نہ ہے۔

(ج) محکمہ آبکاری و محصولات غیر قانونی وڈیو کیسٹ فروخت کرنے کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہے۔ لہذا اس قسم کے کوئی چالان یا مقدمات محکمہ نے دائر نہیں کیے۔

سرکاری ملازمین کو پراپرٹی ٹیکس میں رعایت

*2046۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کا ایک مکان جس میں وہ خود رہائش پذیر ہو' پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں وزیر آبکاری و محصولات نے شہریوں کے 5 سے سات مرلے کے 2/3 کمروں پر مشتمل مکانات کو بھی پراپرٹی ٹیکس سے مُستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود میں واقع حاضر سروس سرکاری ملازمین حکومت پنجاب و پاکستان کے رہائشی مکانات پر بھی پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ دی جاتی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب بھی حاضر سروس سرکاری ملازمین کو یہ رعایت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات(جناب زاہد محمود مزاری):۔

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ریٹائرڈ ملازمین کا ایک مکان جس میں وہ خود رہائش پذیر ہوں پراپرٹی ٹیکس سے مُستثنیٰ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اس سلسلہ میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈز کی حدود میں واقع مکانات پر حاضر سروس سرکاری ملازمین کو ہاؤس ٹیکس میں 60% کی رعایت دی جاتی ہے۔ تاہم چھاؤنیوں میں واقع مکانات پر ہاؤس ٹیکس کی مکمل چھوٹ نہ تو حاضر سروس سرکاری ملازمین کو ملتی ہے اور نہ ہی ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو۔

(د) حاضر سروس سرکاری ملازمین کو پراپرٹی ٹیکس میں کوئی چھوٹ دینے کی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی معافی سے حکومت پنجاب اور لوکل کونسلوں کو پراپرٹی ٹیکس کی مد میں خاصے خسارے کا امکان ہے۔

مارکیٹ کمیٹی پھلروان کے ملازمین کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

*2085- **حاجی احمد خان ہرل:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے حاضر سروس ملازمین کو 1994ء سے تنخواہ نہیں ملی اور نہ ہی مذکورہ مارکیٹ کمیٹی کے دو ریٹائرڈ ملازمین کو 1994ء سے اب تک پنشن ملی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مارکیٹ کمیٹی میں ستمبر 1995ء میں بھرتی پر پابندی کے

باوجود صفدر علی، محمد ریاض اور محمد اعجاز کو ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش کے بغیر بھرتی کیا گیا۔

(ج) اگر مذکورہ بالا جزو کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریٹائرڈ اور حاضر سروس ملازمین کو پنشن اور تنخواہ ادا کرنے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش کے برعکس بھرتی ہونے والے ملازمین کے بارے میں کسی قسم کی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک و زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

مارکیٹ کمیٹی پھلروان کے ریٹائرڈ اور حاضر سروس ملازمین کو پنشن اور تنخواہ باقاعدگی سے مل رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

مارکیٹ کمیٹی پھلروان نے بھرتی پر پابندی کے دوران کوئی ملازم بھرتی نہ کیا ہے۔

۱۔ مسمی صفدر اقبال کو 16-8-95 کو ایڈہاک بنیاد پر ایک سال کے لئے بطور سب انسپکٹر بھرتی کیا ہے اس دوران بھرتی پر پابندی نہ تھی۔

۲۔ مارکیٹ کمیٹی پھلروان میں محمد ریاض نامی کسی شخص کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

۳۔ محمد اعجاز مارکیٹ کمیٹی کا پرانا ملازم ہے جس کی بھرتی 1992ء میں ہوئی تھی۔

(ج) چونکہ مذکورہ بالا سوالات کا جواب نفی میں ہے لہذا اس ضمن میں کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سیلاب سے متاثرہ کاشت کاروں کو بیج اور کھاد کی فراہمی

*2160۔ **سردار حسن اختر موکل**، کیا وزیر خوراک و زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یونین کونسل موکل و یونین کونسل گندھی روپ سنگھ ضلع قصور کے حالیہ سیلاب سے متاثرین کاشتکاروں کو بیج اور کھاد کس مہینہ میں مہیا کیے گئے نیز امدادی فنڈ و کھاد اور بیج کی تقسیم کے لیے حکومت کے کس اہلکار کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔

(ب) جن کاشتکاروں کو کھاد و بیج دیا گیا ان کاشتکاروں کے نام بمعہ تعداد امدادی بیج و کھاد کی

تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خوراک و زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):۔

(الف) حکومت کی پالیسی کے مطابق مذکورہ علاقوں کے سیلاب سے متاثرہ زمینداروں کے لئے پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کے سیل ڈپو واقع کنگن پور پر ۲۰ نومبر ۱۹۹۵ء کو ۲۰۰۰ بوری گندم کا بیج مہیا کر دیا گیا تھا۔

بیج کی تقسیم کے لیے مندرجہ ذیل اہل کاروں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

محکمہ مال کی طرف سے نامزدہ کردہ بااختیار افسر اسسٹنٹ کمشنر چونیاں نے مسٹر نثار احمد بھٹی نائب تحصیل دار چونیاں کو متعین کیا۔

پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن نے مسٹر محمد طفیل ڈپو سپروائزر کنگن پور اور مسٹر فرزند علی منیجر PAD&SC پتوکی کو متعین کیا۔

(ب) مفت بیج گندم وصول کرنے والے کاشت کاروں کی تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

ڈفر پلانٹیشن کی حالت

*2183۔حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آج سے چند سال پہلے تک ڈفر پلانٹیشن کی حالت بہت اچھی تھی مگر اس وقت اس ذخیرہ میں جنگلی کیکر اور سروٹا کی بہتات کی وجہ سے قیمتی جنگل محکمہ کی غفلت کے باعث تباہ ہو رہا ہے۔

(ب) حکومت اس قیمتی جنگل کو بچانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات(رائے اعجاز احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ آج سے دس پندرہ برس پہلے تک ڈفر پلانٹیشن کی حالت بہت اچھی تھی مگر مسلسل نہری پانی کی کمی کی وجہ سے جو کہ ۹۷ کیوسک سے ۲۲ / ۲۰ کیوسک رہ گیا ہے۔جنگلی کیکر(مسکٹ)اور سروٹا (سرکنڈا) کی بہتات ہوگئی ہے۔اس میں محکمہ جنگل کی طرف سے کوئی غفلت نہیں ہوئی بلکہ ہر سال مطلوبہ فنڈز دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مسکٹ اور سر کنڈا کی تلفی نہ ہو سکی۔

(ب) ڈفر پلانٹیشن کا کل رقبہ ۷۲۱۸ ایکڑ ہے اور اس کے لئے محکمہ انہار ۹۷ کیوسک پانی دینے کا پابند ہے مگر اسکی بجائے پچھلے 10/15 سال سے 30/32 کیوسک پانی مہیا کر رہا ہے۔ جس کی وجہ محکمہ انہار کے مطابق نہر بھلوال میں بتدریج مٹی کی تہ جمنے اور صفائی نہ ہونے سے پانی کی مطلوبہ مقدار مہیا نہیں ہو رہی ہے علاوہ ازیں نہر میں ناجائز ناکوں کی وجہ سے پورا پانی دستیاب نہیں ہو رہا۔

اس سلسلہ میں محکمہ انہار سے مسلسل رابطہ ہے اور ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ بھلوال نہر کی Remodelling کے بعد پانی کی پوزیشن ٹھیک ہو جائے گی۔اس کے علاوہ محکمہ جنگلات نے بھی ڈفر پلانٹیشن کی بہتری کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

۱۔ ۸۰۰ ایکڑ رقبہ سے سرکنڈا اور مسکٹ تلف کرنے کا پروگرام ہے اس میں سے تقریباً ۲۰۰ ایکڑ پر سر کنڈا اور مسکٹ تلف کیا جا چکا ہے۔بقایا کام مرحلہ وار کیا جائے گا۔

۲۔ مسکٹ اور سر کنڈا کی پلانٹیشن سے مکمل تلفی کے لئے سکیم بنائی جا رہی ہے۔

۳۔ ڈفر پلانٹیشن میں آب پاشی کے نظام کی Remodelling کے لئے ایک علیحدہ سکیم بنائی جا رہی ہے۔

حاجی محمد افضل چن ایم پی اے صاحب کی مسلسل کوششوں کے لئے محکمہ جنگلات شکر گزار ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے بھلوال نہر کی Remodelling حال ہی میں عمل میں آ چکی ہے جو کہ ایک بہت بڑا اقدام ہے۔

راولپنڈی میں سفاری پارک کا قیام

*2191- چودھری تنویر خان، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں سفاری پارک بنانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے اگر ایسا ہے تو یہ منصوبہ کب تیار کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ منصوبہ کل کتنے رقبہ میں تیار کیا جا رہا ہے اور اس پر کل کتنی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا ہے نیز اس کی تکمیل میں کتنا عرصہ لگے گا۔

(ج) کیا متذکرہ سفاری پارک کے منصوبہ میں وفاقی حکومت کا بھی کچھ رقبہ شامل ہے اگر ایسا ہے تو رقبہ کتنا ہے نیز اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے وفاقی حکومت نے کتنی رقم مہیا کی ہے۔

(د) اگر متذکرہ منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے تو اب تک اس پر کتنا خرچ ہو چکا ہے؟

وزیر جنگلات(رائے اعجاز احمد خان):۔

(الف) راولپنڈی میں لوہی بھیر کے مقام پر ایک وائلڈ لائف پارک کا منصوبہ جولائی ۱۹۸۸ء سے زیر تعمیر ہے۔

(ب) متذکرہ بالا وائلڈ لائف پارک ۱۰۸۸ء ۷ ایکڑ پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔اس کی کل تخمینہ لاگت چار کروڑ چھیاسٹھ لاکھ بیاسی ہزار روپے ہے اور یہ منصوبہ رواں مالی سال یعنی جون ۱۹۹۶ء کو مکمل ہو رہا ہے۔

(ج) متذکرہ بالا پارک کی تعمیر میں وفاقی حکومت کا کوئی رقبہ شامل نہ ہے اور نہ ہی وفاقی حکومت نے اس پارک کی تعمیر کے لئے کوئی رقم مہیا کی ہے۔

(د) متذکرہ بالا پارک پر اب تک چار کروڑ نو لاکھ ساٹھ ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں بھرتی

*2195۔ **رانا آفتاب احمد خان**، کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم دسمبر ۱۹۹۵ء سے لے کر تاحال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ نمبر ا سے لے کر گریڈ ۱۴ تک کے کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ان کے نام،تعلیم،قومیت،ذومی سائل بمع بھرتی کی شرائط و قواعد کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جائے۔

(ب) موجودہ وائس چانسلر کے عہدہ کا چارج سنبھالنے کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں کون سے انتظامی عہدوں سے ملازمین کو تبدیل کیا گیا ان کے نام، تعلیم،عمر،قومیت و ذومی سائل کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جائے؟

وزیر خوراک و زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) یکم دسمبر ۱۹۹۵ء سے لے کر تاحال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ ایک سے لے کر سولہ تک کے 17 ملازم بھرتی کئے گئے۔یہ ملازم عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے بھرتی کئے گئے اور ان پر باقاعدہ تقرری کے لئے منظور شدہ طریق کار پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ان ملازمین کے نام تعلیم،قومیت،ذومی سائل اور شرائط و قواعد کا گوشوارہ(الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) موجودہ وائس چانسلر صاحب کے مورخہ ۹۵-۱۲-۱ کو عہدہ کا چارج سنبھالنے کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں جن انتظامی عہدوں پر ملازمین کو تبدیل کیا گیا اس کی تفصیل بمعہ نام، تعلیم، عمر، قومیت و ڈومی سائل کا گوشوارہ(ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں وائس چانسلر کا تقرر

*2196۔ رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر کا تقرر کب اور کن شرائط پر ہوا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نئے وائس چانسلر کی تقرری کے وقت زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں تمام کلاسز کے داخلے مکمل ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود کتنی ایک داخلے کیے گئے ایسے تمام طالب علموں کے کوائف کیا ہیں اور ان کو کن وجوہ کی بناء پر داخل کیا گیا تمام تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):۔

(الف) وائس چانسلر صاحب کی تقرری مورخہ۹۵-۱۲-۱ کو ہوئی اور جناب چانسلر صاحب نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایکٹ ۱۹۷۳ء کے سیکشن ۱۴(۱) کے تحت موجودہ وائس چانسلر صاحب کی تقرری کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ ان کی بطور وائس چانسلر تقرری کی شرائط بعد میں مشتہر (NOTIFY) کی جائیں گی جو کہ ابھی تک ان کے زیر غور ہیں۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ نئے وائس چانسلر کی تقرری کے وقت صرف تعلیمی میرٹ کی بنیاد پر ہونے والے تمام داخلے مکمل ہو چکے تھے۔لیکن مندرجہ ذیل داخلے ان کے سامنے دی گئی وجوہات پر بعد میں مکمل ہوئے۔

	نام	وجوہات
۱۔	عرفان مسرور ولد محمد مسرور	سپورٹس بورڈ کی سفارشات پر اس کا داخلہ بی ایس سی فرسٹ سمیسٹر میں ہوا مگر بروقت فیس جمع نہ کروا سکا اس کی بہترین کار کردگی کی بناء پر ۹۵-۱۲-۶ کو فیس جمع کرانے کی اجازت دی گئی۔

۲۔	فاضلہ نبیلہ اقبال دختر محمد اقبال ڈپٹی لائبریرین زرعی یونیورسٹی	اس طالبہ نے ۹۵-۶-۱۴ مقررہ تاریخ پر اپنا فارم جمع کرایا لیکن کوائف میں یہ درج نہ کیا کہ وہ یونیورسٹی ملازم کی بیٹی ہے حالانکہ اس سے کم میرٹ والے طلباء داخل ہو گئے یونیورسٹی دوبارہ کھلنے پر اس نے اس امر کا ثبوت فراہم کر دیا لہٰذا داخلہ کیا مورخہ ۹۵-۱۲-۲۶ کو اسے چٹھی جاری کر دی گئی۔
۳۔	رانا محمد رفیق ولد مختار خان	یہ طالب علم میرٹ کی بنیاد پر داخل ہوا داخلہ کے لیے اسے اطلاع نامہ بھیجا گیا مگر بروقت فیس جمع نہ ہوئی۔یونیورسٹی کے دو بارہ کھلنے پر اس نے درخواست گزاری کہ اسے اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔ کافی غور و خوض کے بعد اسے فیس جمع کرانے کی اجازت دے دی گئی۔

سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت لاہور کے لیے کولڈ سٹوریج کی فراہمی

*2208۔ جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت لاہور میں مارکیٹ کمیٹی تشکیل پائی ہے اگر تشکیل طے پا چکی ہے تووہ کن انضباط کار اور قواعد کے تحت تشکیل پائی ہے اس کی کب تشکیل ہوئی ہے' نیز ان کے اراکین کی تعداد اور مدت کتنی ہے۔

(ب) متذ کرہ منڈی میں کتنے لائسنس دار ہیں' فرمیں کتنی ہیں' ڈیلرز کتنے ہیں اور کوآپریٹو سوسائٹیز کتنی ہیں اور ان کی لائسنس فیس کتنی کتنی ہے۔ تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

(ج) متذ کرہ منڈی میں کاروبار کرنے والوں کے لیے کیا کیا سہولیات میسر ہیں۔آیا ان کے لئے کولڈ سٹوریج موجود ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے نیز کتنے شیڈز موجود ہیں؟

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور تشکیل نہ پائی ہے اور حکومت پنجاب کی طرف سے مورخہ 5-10-93 سے ایڈمنسٹریٹر تعینات ہے۔

(ب) سبزی نا پھل منڈی کوٹ لکھپت لاہور میں کل تعداد(۲۴۸) بشمول فرمیں/ ڈیلر لائسنس یافتہ ہیں۔

منڈی میں کوئی کوآپریٹو سوسائٹی نہ ہے منڈی میں کمیشن ایجنٹ /ڈیلر کی لائسنس فیس مبلغ 100 روپے سالانہ ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور میں مندرجہ ذیل سہولیات میسر ہیں پلیٹ فارم (پھڑ) پانی، بجلی، سوئی گیس، ٹیلی فون، کارپار کنگ، جنرل بیت الخلاء متعلقہ منڈی میں کوئی کولڈ سٹوریج نہ ہے۔

محکمہ جنگلات کے زیر تصرف اراضی پر قائم جنگلات کی تفصیل

*2281- سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ جنگلات کے زیر تصرف کتنی اراضی ہے اور اس پر قائم جنگلات کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) رواں مالی سال میں کتنی شجر کاری کا پروگرام ہے اور بقیہ اراضی پر کب تک جنگل اگایا جائے گا؟

وزیر جنگلات (رانے اعجاز احمد خان)۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ جنگلات کے زیر تصرف اراضی کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ بیلاجات اور رکھ ہائے کا کل رقبہ 11691 ایکڑ محکمہ جنگلات کی تحویل میں ہے اس میں سے 1335 ایکڑ پر جنگل کے درخت کھڑے ہیں۔بقایا 11336 ایکڑ میں سے 1755 ایکڑ قابل شجر کاری خالی پڑا ہے جس پر مختلف سکیم ہائے کے تحت آئندہ دو سالوں میں شجر کاری کی جائے گی۔بقایا 1581 ایکڑ رقبہ بوجہ دریا بُردگی ناقابل کاشت ہے۔

۲۔ اسی طرح ضلع حافظ آباد میں محکمہ جنگلات کی تحویل میں 6 عدد سڑکات لمبائی 180 کلومیٹر ہے۔جس پر کچھ جگہوں پر جنگل کی فصل کھڑی ہے ان پر 284 ریونیو میل رقبہ قابل شجر کاری ہے جس پر آئندہ سالوں میں شجر کاری کی جائے گی۔

۳۔ اسی طرح مختلف نہر ہائے (لمبائی 188 میل) پر بھی 557 ریونیو میل رقبہ پر آئندہ سالوں میں شجر کاری کی جائے گی۔

(ب) رواں مالی سال میں ضلع حافظ آباد میں کوئی شجرکاری کا پروگرام نہ ہے البتہ آئندہ دو سالوں میں 1755 ایکڑ پر شجر کاری کا پروگرام ہے۔

درختوں کی چوری روکنے کے اقدامات

*2310۔ **ملک غلام شبیر جوئیہ** : کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی ' خوشاب' بھکر اور لیہ میں محکمہ جنگلات کے زیر انتظام شیشم اور دیگر اقسام کے لاکھوں درخت ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں کئی خشک درخت کھڑے یا گرے ہوئے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان درختوں کو چوری ہونے سے بچانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات(رائے اعجاز احمد خان) :

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درخت مختلف وجوہات کی بنا پر خشک ہوتے رہتے ہیں۔ ذخیرہ جات میں موجود خشک اور گرے ہوئے درخت ورکنگ پلان (جو کہ گورنمنٹ سے منظور شدہ ہوتی ہیں) میں ہدایات کے مطابق چھٹائی (Thinning) کے دوران یہ درخت کاٹ لیے جاتے ہیں اور پھر فروخت کر دیے جاتے ہیں جبکہ سڑکوں اور نہروں کے کناروں پر ایستادہ خشک اور گرے ہوئے درخت باقاعدہ لسٹیں بنا کر مجاز اتھارٹی سے منظوری حاصل کرنے کے بعد نیلام عام میں فروخت کر دیے جاتے ہیں۔ خوشاب' میانوالی اور بھکر کے اضلاع میں موجودہ سال کے دوران یکم جنوری 1996ء سے لے کر اب تک 1839ء درخت فروخت کیے جا چکے ہیں۔ مزید 4457 درختان کی فروخت کی منظوری دی جا چکی ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ تمام درختان کا رجسٹروں میں اندراج موجود ہے اور ان کی خورد برد کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جہاں اور جب کوئی درخت چوری ہوتا ہے ملزمان کے خلاف فارسٹ ایکٹ کے تحت ضروری کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میرا سوال انتہائی اہم ہے اور محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے لہذا اسے مؤخر کر دیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے اور یہی بار بار کہا جاتا ہے کہ فاضل اراکین ضمنی سوالات کم

کریں اور زیادہ پوائنٹ آف آرڈر بھی نہ کریں تاکہ جن دوستوں کے بعد میں سوالات ہیں وہ بھی پیش ہو سکیں۔ لیکن ہمارے فاضل اراکین پہلے دو تین سوالات پر اتنا وقت لے لیتے ہیں کہ باقی سوالات کے لیے وقت نہیں بچتا۔ آپ کا کونسا نمبر ہے؟

وزیر خوراک و زراعت ، جناب والا! مجھے اسے پر کوئی اعتراض نہیں ہے آپ بے شک اسے موخر کر دیں لیکن میں آج مکمل تیاری کے ساتھ آیا ہوں اور میری طرف سے تو آپ بے شک وقفہ سوالات کے وقت میں بھی اضافہ کر لیں مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، لیکن اس کی کوئی روایت نہیں ہے

وزیر زراعت، لیکن جناب والا! پھر وہی آپ والی بات کہ جب کسی ایک سوال کے اوپر دس دس پندرہ پندرہ ضمنی سوالات ہوں گے تو سارے سوالات کیسے مکمل ہوں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، فاضل وزیر صاحب کی بات بالکل درست ہے' کیونکہ یہ پہلے سوچنا چاہیے اور میرے خیال میں اہم تو سارے سوالات ہوتے ہیں۔ اس لیے میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

(اس مرحلے پر قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

اپوزیشن کے اراکین نے ڈیسک بجا کر ان کا استقبال کیا اور مندرجہ ذیل نعرے لگائے گئے۔

نعرہ تکبیر۔ میاں نواز شریف زندہ باد ۔ پاکستان مسلم لیگ زندہ باد ۔

قائد حزب اختلاف کا سیاسی صورت حال پر اظہار خیال

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے--- جی جناب قائد حزب اختلاف کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

ایوان ، خوش آمدید۔ نعرہ ہائے تحسین ----- نعرہ تکبیر! اللہ اکبر -----نعرہ رسالت۔ یا رسول اللہ ---

قائد حزب اختلاف، میں آپ کی اجازت سے یہاں پر اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس سے پہلے کہ قائد حزب اختلاف اپنی گفتگو کا آغاز کریں میں دو فقرے کہنا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف تقریباً دو سال کے بعد یہاں اس ہاؤس میں تشریف

لائے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تشریف آوری جمہوریت کے لیے اس ایوان کے لیے ایک اچھی مثال ثابت ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی آمد تلخی کو ختم کرے گی، محاذ آرائی کو ختم کرے گی، افہام وتفہیم کو جنم دے گی اور ہمارا ملک جو کہ نو زائیدہ ملک ہے جو کہ ابھی ابھی مارشل لاء کے طوفانوں سے باہر نکل کر جمہوریت کے راستے پر آیا ہے ان کی آمد جمہوریت کو مزید زیادہ مضبوط کرے گی۔ میں فاضل اراکین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ پارلیمنٹ ہے' یہ صوبائی اسمبلی ہے اس کا رویہ وہی ہونا چاہیے جو ایک صوبائی اسمبلی کا ہوتا ہے یہ کوئی موچی دروازہ نہیں ہے وہ جلسہ گاہ نہیں ہے اور یہ کوئی عام روایتی جلسہ نہیں ہے جہاں پر آپ نے نعرے لگانے ہیں یا تالیاں بجانی ہیں۔ یہاں آپ ایک مدبرانہ تقریر سنیں گے اور میرے خیال میں تدبر سے سنیں گے۔ میں یہ اجازت اس لیے دے رہا ہوں کہ انھوں نے اپنی طرف سے خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اور میں ان کو وقت دے رہا ہوں تاکہ یہ اسمبلیاں ہمارے پاکستان میں اور زیادہ مضبوط ہوں۔ شکریہ مہربانی۔

سید ظفر علی شاہ: ڈیسک تو بجا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف۔ (نعرہ ہائے تحسین ......)

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ آج دو سال بعد میں آپ کے ساتھ ایک مرتبہ پھر ہوں۔ میں آپ کے توسط سے سب سے پہلے شاہنواز چیمہ صاحب کو حج کا فریضہ ادا کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! چھ ماہ پہلے میں پاکستان کے اندر اپنی سیاسی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے وطن لوٹ آیا تھا۔ مگر محترمہ وزیر اعظم کی کمال مہربانی سے میں ان کا مہمان بنا۔ میں ان کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کرتے ہوئے مجھے اڈیالہ جیل میں رکھا۔ اور یہی وجہ میری ذمہ داری کو تاخیر سے پورا کرنے کا سبب بنی۔ آج اس معزز ایوان سے مجھے دو سال بعد خطاب کرنے کا موقع ملا ہے۔ آج آپ کے توسط سے میں چند معروضات اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے ہماری وادی کشمیر میں کشمیری بھائی اور بہنیں خون کے دریا سے گزر رہے ہیں بھارت نے ان کے اوپر بے پناہ ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ مگر وہ ان کی آزادی کو ٹھنڈا نہیں کرسکا۔ گو کہ انھوں نے چنگیز خان کے ظلم کا مات کردیا۔ آج ہمارا سب کا ملی اور قومی فرض ہے کہ ہم کشمیر کے بہادروں، غازیوں اور شہیدوں کو ہدیہ تبریک پیش کریں کہ جن کی قربانی کے نتیجہ میں آج

ہندوستان کو وہاں پر علاً شکست فاش ہوچکی ہے۔ اور ان کے بہتے خون سے کشمیر کی وادی سرخ ہوچکی ہے۔ آج ہندوستان نے ایک مرتبہ پھر شملہ معاہدہ اوریو۔ این۔ او کی قرارداد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں پر انتخابات کا ناٹک رچایا۔ مگر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حریت کانفرنس کے مجاہدوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے یک زبان ہوکر اس ناٹک کو پوری قوت سےمسترد کر دیا۔ میں قومی اسمبلی کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جنہوں نے کشمیر کے اندر اس ناٹک کو مسترد کیا۔ آج میں اس معزز ایوان کو ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم قومی اسمبلی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے کشمیری بھائیوں کے لیے جو کہ ہندوستان کے مظالم اور جبر و ستم وہ پچھلے پچاس سال سے سہ رہے ہیں اور پھر اس ناٹک کو مسترد کرنے کے لیے اس ایوان میں divide کے دونوں حصے مل کر ایک متفقہ قرار داد لے کر آئیں اور کشمیری بھائیوں کے ساتھ پوری یگانگت اور سپورٹ کو show کریں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میری تقریر کے فوراً بعد آپ یہاں پر معزز اراکین کی ایک کمیٹی بنائیے جو پندرہ منٹ میں وہ قرار داد لے کر آئیں اور ہم اس قرار داد کو متفقہ طور پر قبول کرکے اپنی کشمیری بھائیوں کو یہ پیغام دیں کہ چاہے ملک کے اندر ہمارے لاکھ اختلافات ہوں لیکن کشمیر اور نیو کلیئر کے اوپر پوری قوم سیسہ پلائی دیوار کی طرح اکٹھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین -----)

جناب سپیکر! اب میں آپ کی اجازت سے پنجاب کی عمومی صورت حال کے بارے میں اپنی معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔ گو کہ میں دو سال تک یہاں سے غیر حاضر رہا۔ لیکن دل و دماغ اور سوچ ہمہ وقت اپنے ملک اور صوبے میں رہتی تھی۔ اور اگر یہاں پر میں حالات کے حوالے سے پوری طرح آگاہ نہ ہوں تو پھر آپ کی رہنمائی کا طالب رہوں گا۔ لیکن میں اپنے ٹریژری بنچز کے محترم اراکین سے توقع کروں گا کہ میری باتیں تنقید برائے تنقید کی عینک سے نہ دیکھیں۔ بلکہ اس کو مثبت انداز میں اصلاح احوال کے حوالے سے دیکھیں۔ اور یقیناً میری تقریر کے بعد ان کے پاس بھی خاصا مواد ہوگا اپنے جواز اور اپنے دلائل پیش کرنے کا اور بجا طور پر میں بھی ان سے توقع کروں گا کہ وہ بھی اسی spirit اور جذبے کے ساتھ اپنا جواب یا اپنے معاملات اس ایوان میں پیش کریں گے۔

جناب سپیکر! آج پنجاب کی صوبائی خود مختاری کو مکمل طور پر پامال کر دیا گیا ہے۔ اس معزز ایوان کے محترم سپیکر جناب حنیف رامے جو اپنے آپ کو پنجاب کے حقوق کا چیمپئن کہلاتے ہیں۔ آج اتفاق سے وہ صوبے میں قائم مقام گورنر کے عہدے پر فائز ہیں جب کہ اس صوبے کو اس کے

تمام آئینی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور وفاق پاکستان کے حکمران کا خاندان اس صوبے کو ریموٹ کنٹرول سے چلانا چاہتا ہے ۔ اور اس کو وزیر اعظم کے سیکرٹریٹ کے ایک سیکشن افسر کے دفتر سے بھی کم تر حیثیت دے دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایوان پنجاب کے سات کروڑ عوام نے منتخب کیا ہے اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ' پنجاب کے حقوق کی آواز اٹھانے کے لیے ' پنجاب کے غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیے ان کے دکھ درد بانٹنے کے لیے۔ مگر آج افسوس صد افسوس اس ایوان کے اختیارات کو اس طرح سلب کر لیا گیا ہے کہ آج ہمیں ایک ایسا وزیر اعلیٰ دیا گیا ہے جس کو میں محض ایک کھلونے کی حیثیت سمجھتا ہوں اس کی حیثیت ایک کھلونے سے زیادہ نہیں۔ کیوں کہ جناب سپیکر میں اس وزیر اعلیٰ سے کیا پوچھوں کہ چند دن پہلے ضلع اوکاڑہ میں ایک غریب خاندان کی مجبور بیٹی کو بے آبرو کر کے قتل کرنے والے امیر زادے کے خلاف جب اس مقتول کے والدین نے آہ و بکا اور منت و سماجت کے باوجود پولیس نے مقدمہ درج کرنے میں تاخیر اور لیت لعل سے کام کیوں لیا۔ جناب سپیکر! میں اس بے بس اور مجبور وزیر اعلیٰ سے کیا پوچھوں کہ آج سے چند ماہ پہلے ایس ایس پی لاہور عدالت عالیہ میں یہ بیان دے کہ مائی لارڈ ! ہم ان ناجائز قابضین سے زمین کا قبضہ نہیں چھڑا سکتے اس لیے کہ اس کے پیچھے حکومت کے با اثر لوگوں کی پشت پناہی ہے اور پولیس ان با اثر لوگوں کے ہاتھوں بے بس اور مجبور ہو چکی ہے۔ جناب سپیکر! انصاف کے حوالے سے وہ دن پنجاب کی تاریخ میں سب سے بدنصیب اور سیاہ دن تھا جب عدالت کے کٹہرے میں جبر اور ظلم کے ہاتھوں انصاف تڑپتا اور شکست کھاتا ہوا نظر آیا۔ جناب سپیکر! میں اس وزیر اعلیٰ سے کیا پوچھوں کہ اس کے اپنے ضلع میں چند ماہ پہلے ایک درندہ صفت شخص نے ایک مظلوم بچی کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا تو وہاں کا پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا لیکن پولیس نے لاٹھیوں اور گولیوں کی بارش کر دی۔ جناب سپیکر! جب منتظم' حاکم اور مجرم اکٹھے ہو جائیں تو پھر انصاف شکست کھایا کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مجبور اور محبوس پاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس وزیر اعلیٰ سے کیا پوچھوں کہ جاوید اشرف شہید کو کس نے شہید کیا۔ جناب سپیکر! یہ ایک بڑی دکھ اور درد بھری کہانی ہے۔ طارق لودھی نامی ایک رسوائے زمانہ بدنام آدمی جس نے کراچی میں ہزاروں اور سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو قتل کیا آج اس کو پنجاب کے اوپر مسلط کر دیا گیا ہے۔ پنجاب کی پولیس' پنجاب کی سپیشل برانچ اس کے تابع بنا دی گئی ہے اور جناب سپیکر! شومئی قسمت دیکھیے کہ ورلڈ کپ کے فائنل والے دن محترمہ

وزیر اعظم کے خلاف قذافی سٹیڈیم نعرے لگاتا ہے اور نواز شریف کو ایک متفقہ لیڈر کے طور پر ابھارتا ہے۔ محترمہ وزیر اعظم کو ورلڈ میڈیا کے سامنے یہ بے عزتی ناگوار گزرتی ہے اور وہ حکم فرماتی ہیں کہ جس آدمی نے یہ کارنامہ انجام دیا اس کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ جناب سپیکر! منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جاوید اشرف کے اوپر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اور دیکھیے کہ اس ظالم حکومت نے کتنی بے رحمی کے ساتھ اس کر اوپر گولی چلائی۔ جناب سپیکر! مہذب معاشرے تو کجا میں کہتا ہوں کہ پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں اس سے گھناؤنی اور بدترین مثال مل نہیں سکتی۔ جناب سپیکر! جاوید اشرف میرا انتہائی محترم اور انتہائی پیارا بھائی تھا۔ جاوید اشرف مسلم لیگ کا ایک جاں باز سپاہی تھا۔ جاوید اشرف وطن پرست تھا اور اس نے اپنی آبرو کو، اس نے اپنی عزت کو، اس نے اپنے خون کو مسلم لیگ کے لیے وقف اور نچھاور کر دیا (اپوزیشن اراکین کی طرف سے تالیاں) جناب سپیکر! یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جاوید اشرف کو ایسے مظاہرے میں مارا جاتا ہے جس کی کل تعداد خود حکومت کے مطابق بشمول خواتین کے بائیس تھی۔ آپ مجھے بتائیں کہ کوئی عقل کا اندھا بھی یہ جانتا ہے کہ بائیس افراد کے مظاہرے میں گولی تو بڑی دور کی بات ہے لاٹھی بھی نہیں چلا کرتی۔ ہوا کیا؟ نہ وہاں پر وارننگ دی گئی نہ وہاں پر لاٹھیاں چلائی گئیں نہ وہاں پر ہوائی فائرنگ ہوئی نہ وہاں پر پیروں پر گولی چلائی گئی سیدھا جاوید اشرف کے سینے کو نشانہ بنا کر اس کو قتل کرنے کی نیت سے اس کے اوپر گولی چلا دی گئی اور اس طرح یہ شہید اس طرح یہ مسلم لیگ کا ایک بہت بڑا بہادر جرنیل جناب سپیکر! ایک منتقم مزاج وزیر اعظم کے وحشیانہ غصے کا نشانہ بن گیا۔ جناب سپیکر! لیکن میں اس معزز ایوان میں یہ عہد کرتا ہوں اور میری یہ تمام پارٹی اس بات کی گواہ ہے کہ انشاء اللہ ہم جاوید اشرف کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے اور انشاء اللہ اس کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دلوائیں گے اور عدل اور انصاف ہونے تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

ہاں اے پیر فلک جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ وہ مرتا کچھ دن اور

(اپوزیشن اراکین کی طرف سے تالیاں)

جناب سپیکر! جاوید اشرف کا خون میں کس کے ہاتھ میں ڈھونڈوں۔ ایک ایسے سپاہی کو اس حکومت کے اندھے ظلم نے اس کو موت کی نیند سلا دیا جو پاکستان مسلم لیگ کی شان تھا اس کی آن

تھا۔ میرا ذاتی نقصان تو یہ تھا ہی پوری مسلم لیگ اور پوری شرافت کا بھی نقصان ہوا۔ جناب سپیکر! کسی نے خوب کہا۔

یہ کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا
ابھی تو نکلے تھے مقتل کو سرخرو کر کے

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ جاوید اشرف کی شہادت اس لیے ممکن ہوئی کہ میرا پنجاب آج اپنے آئینی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے اور جناب! یہ میں لفاظی سے کام نہیں لے رہا ابھی میں آپ کے سامنے اپنے اس argument کی support میں بلیک اینڈ وائٹ میں ثبوت کروں گا تاکہ جناب والا! میری اس معروضات کو قریب سے جان سکیں۔ جناب والا! اسلام آباد میں ایک صوبے کے خلاف بہت گھناؤنی سازش ہوئی اور اس سازش کا منبع معاف کیجیے ہمارے گورنر پنجاب راجہ سروپ ہیں۔ چودہ اگست 1994ء کو اسلام آباد میں انہوں نے کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ایک پیپر لکھا اور وہ پیپر محترمہ وزیر اعظم کو بھجوایا گیا اور اس پیپر میں یہ کہا گیا کہ پنجاب کے اندر اگر یہ تبدیلیاں لائی جائیں تو پنجاب میں ایک آئینی حکومت کا خاتمہ کر کے گورنر رول نافذ کیا جا سکتا ہے۔ جناب! یہ کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ یہاں پر اصول پر ڈٹ جانے والوں کو مجرم اور مفاد کے لیے ڈر جانے والوں کو محرم بنایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! 1995ء میں اس صوبے کے خلاف وفاق کے حکمران خاندان نے جو گھناؤنی سازش کی میں اس کے شرم ناک پہلو آج اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ کل کو یہ ایوان بھی اس کی گواہی دے گا اور اس ایوان کو یہ پتا چلے گا کہ ان کے حقوق کو کس نے اور کب اور کس طرح سلب کیے۔ کس نے پنجاب کے سات کروڑ عوام کے حقوق پر ڈاکہ مارا۔ جناب سپیکر! کس نے اس ایوان کو بے وقعت بنایا اور کس نے پنجاب کے اندر غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات کر کے منتخب جمہوری حکومت کو گھر بھجوایا اور ایوان کو سر بازار شرمسار کیا۔ میں یہ پیپر ابھی آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اس کے میں operative paragraphs آپ کے سامنے پیش کروں گا پھر یہ پیپر میں جناب کے پاس ریکارڈ پر داخل کرواؤں گا۔ میں یہ پورا پیپر نہیں پڑھوں گا اس ایوان کا قیمتی وقت میں نہیں لوں گا صرف operative paragraphs تاکہ بات قریب سے اور نزدیک سے سمجھ آ جائے۔ جناب سپیکر! اس گھناؤنی سازش میں جنرل راجہ سروپ یہ فرماتے ہیں جو کہ اس کمیٹی کے چیئرمین تھے۔

"The biggest contribution of nine MPAs so far has been made by the Prime Minister's personal agency, the Intelligence Bureau."

یعنی انٹیلی جنس بیورو کو وزیر اعظم کی پرسنل باندی بنایا جا رہا ہے حالانکہ جناب سپیکر! I.B کا فرض کیا ہے ملک اور صوبوں میں تخریب کاروں کی بیخ کنی کرے' ان کو monitor کرے' سماج دشمن عناصر' ملک دشمن عناصر آج بموں کے دھماکے کر رہے ہیں۔ عید سے ایک دن پہلے وزیر اعلیٰ کے اپنے ضلع میں بم کے دھماکے سے پچاس ساٹھ اشخاص لقمہ اجل بن گئے اور وزیر اعلیٰ پر حیف ہے جب پتا چلا کہ یہاں پر ساٹھ لاشیں تڑپ رہی ہیں' خون میں نہا رہی ہیں تو وہ سنگ دل وزیر اعلیٰ اپنا راستہ موڑتے ہوئے اپنے گاؤں کو چلا گیا اور وہ لاشیں وہاں پر تڑپتی رہیں حتیٰ کہ رات کے آٹھ بج گئے تاوقت کہ وہ لاشیں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ زخمیوں کو لاہور کے میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ جناب سپیکر! جب قانون کی پامالی کی جائے' آئین کی دھجیاں بکھیری جائیں اور مٹی کے مادھو وزیر اعلیٰ بنائیں جو ریموٹ کنٹرول سے چلتے ہوں ان کو عوام کے مسائل اور مشکلات سے کیاغایت و غرض۔ جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کر رہا تھا کہ یہ انٹیلی جنس بیورو جس کے پاس کروڑوں روپے کے فنڈز اس لیے ہوتے ہیں کہ وہ قوم کے دشمنان کا نوٹس لے اور ان کا قلع قمع کرے۔ وزیر اعظم کے براہ راست آرڈرز پر اس انٹیلی جنس بیورو نے وہ خطیر رقوم جو پنجاب اور پاکستان کے غریب عوام نے اپنے گاڑھے خون پسینے کی کمائی سے قومی خزانے میں جمع کرائی اور اس ایجنسی کو اس لیے یہ فنڈز مستفید کیے کہ وہ پاکستان کے دشمنوں سے نبرد آزما ہو۔ جناب سپیکر! وہ فنڈز اس صوبے کے اس معزز ایوان کے بعض ممبران کے ضمیروں کو خریدنے کے لیے بے دریغ خرچ کیے گئے ۔یہ میں نہیں کہہ رہا یہ پیپر کہہ رہا ہے اور یہ پیپر مستند ہے ۔ میں اسے ابھی آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اس میں ملک نعیم خالد' عادل شریف گل' راجا حمید گل' مہر لال بھیل' دریوس پستونجی' صالح محمد گنجیال اور مظہر قریشی کے نام لیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر ! اندازہ فرمائیں یہ آج ہمارے لیے ایک بڑا شرم والا دن ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں کہ جب میں اپنے معزز ایوان کے ان ممبران کا اس پیپر کے حوالے سے نام لے رہا ہوں اور یہ میں نے نہیں کہا یہ راجہ سروپ جو گورنر پنجاب ہیں انھوں نے پیپر بنایا ہے۔ جناب اس میں کوئی غلط بات نہیں کیونکہ بعد کے اقدامات اور حالات نے ایک ایک بات کی

تصدیق کی ہے۔ جناب سپیکر! میں آگے بڑھتا ہوں جوائنٹ ڈائریکٹر آئی بی لاہور کو یہ ڈیوٹی سونپی گئی کہ:

He should concentrate on opposition MNAs instead of MPAs His role in respect of individual opposition MNAs and MPAs should cease as soon as he has transferred the targets to the Governor in the Province and Syed Ijlal Haider Zaidi

یعنی آئی بی جوائنٹ ڈائریکٹر لاہور کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ شکار کر کے اور ان کو گورنر کی گود میں ڈال دے تاکہ گورنر ان کو نہلا دھلا کر پیپلز پارٹی کے کپڑے پہنا کر ان کی گود میں پھینک دے۔ یہ جناب سپیکر! میں نہیں کہہ رہا یہ اس پیپر میں لکھا ہے۔ آگے اجلال حیدر زیدی کی ڈیوٹی بتائی گئی ہے۔

He may monitor the progress of targets assigned to Federal Ministers MNAs and Co-ordinate with Joint Director, IB

یعنی وہ اجلال حیدر ایک ریٹائرڈ بیورو کریٹ ایک سازشی ذہن ایک غیر منتخب نمائندہ اس کو یہ ڈیوٹی سونپی گئی کہ وہ وفاقی منتخب وزیروں کو ایم این ایز کو اور ایم پی ایز کو مونیٹر اور سپروائز کرے۔ ایک ایسی حکومت جو عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے کے دن رات دعوے کرتی ہے اور تھکتی نہیں آج کس منہ سے ایک غیرمنتخب نمائندے کو ہمارے سروں پر بٹھا کر یہ کہے کہ آپ فلاں ایم پی اے اور ایم این اے کو خریدیں حیف ہے اس حکومت کے اوپر میں بڑے درد دل کے ساتھ اس ڈائس کے اس پار معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ یہ بات ہماری نہیں ہمارا رول بحیثیت اپوزیشن کے ان کمزوریوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرنا جس سے احوال کے آئندہ درستی ہو۔ اسی جذبے اور سپرٹ سے جناب سپیکر! میں یہ گزارشات آپ کے سامنے کر رہا ہوں۔ میں اس پیپر کے آخری دو Acts آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جو انتہائی اہم ہیں۔ جناب سپیکر! آپ لاء گریجوایٹ ہیں۔ آپ نے بہاولنگر میں بھی پریکٹس کی ہے اور لاہور ہائی کورٹ میں بھی کی ہو گی۔ یہ پوائنٹس آپ کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔ Taming of the High Court آج سے بیس سال پہلے ایک فلم آئی تھی

"Taming of the Shrewd" in which Oliver Reed was a character

In the same way, it is written. Taming of the High Court. As early as possible the Chief Justice of the Lahore High Court, Justice Mehboob may be replaced with a Judge loyal to the Prime Minister and President. This is an operative part." With a Judge loyal to the President and Prime Minister" not loyal to the appearesess. Not loyal to the needy Not loyal to the down trodden but loyal to the President and the Prime Minister.

میرے پاس یہ آئین پاکستان کی کتاب موجود ہے جس میں چیف جسٹس آف پاکستان اور ہائی کورٹ کی شرائط لکھی ہیں کہ کس طرح وہ کوالیفائی کرتے ہیں۔ آج اس پیپر میں راجہ سروپ وزیر اعظم کو یہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کے اور صدر کے loyal چیف جسٹس ہونے چاہییں۔ جناب سپیکر یہ بات آج روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ پیپلز پارٹی نے عدلیہ کی توہین کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی عدلیہ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ اگر یہ بات غلط ہوتی تو پھر یہ پیپر یہ بات نہ کر رہا ہوتا ۔ دیکھ لیجیے کہ حالات نے ان تمام باتوں کے اوپر مہر تصدیق کر دی ہے۔ اگلا پیرا اور اہم ہے ۔

Appointment of a pro Peoples Party Chief Justice would demoralize Nawaz Sharif

واہ واہ بلی کو ہمیشہ چھچھڑوں کے خواب آتے ہیں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ بات ٹھیک نہیں ہے ۔ فاضل رکن کو بات کرنے دیں۔ جی صالح محمد گنجیال۔

وزیر ماحولیات، میاں صاحب نے میرا نام لیا ہے۔ اس کی میں وضاحت کر دوں۔ میں نے آج سے دو سال پہلے نواز لیگ کو اس لیے چھوڑا تھا۔ میں نے ابھی تک کوئی پارٹی جوائن نہیں کی ہے۔ میں مسلم لیگ میں ہوں اور میں نے اور میرے ساتھیوں نے اپنی طرف سے فارورڈ بلاک بنایا ہوا ہے۔ میں میاں صاحب کو وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان کے عمرے کا ٹکٹ خرید تا ہوں۔ میں خانہ کعبہ میں جا کر قسم دیتا ہوں کہ میں گورنر سروپ سے ملا ہوں یا پیپلز پارٹی کے کسی راہنما سے ملا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : بڑی مختصر بات کریں ۔ زیادہ لمبا نہ کریں۔ (شور و غل)

وزیر ماحولیات : میاں صاحب! مجھے وہاں پر یہ بھی تسلی دیں کہ وہ صوبے کے عوام کے اور جمہوریت کے لیے حکومت کے ساتھ تعاون کریں گے تو میں یہ وزارت چھوڑ کر ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ! پوائنٹ آف آرڈر پر گھمن صاحب ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور : میاں صاحب کا لندن پلان ہم نے بہت غور سے سنا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میاں صاحب گورنر صاحب کے کنڈکٹ پر تنقید کر رہے ہیں۔ اور رولز کے مطابق گورنر کے کنڈکٹ کو ایوان میں اس پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں میاں شہباز شریف صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ میں نے آپ کی خواہش کا احترام کیا' اپوزیشن کی خواہش کا احترام کیا اور آپ کو وقت دیا تو آپ اپنی تقریر کو براہ مہربانی brief کریں۔ کیونکہ مجھے آدھ گھنٹے کا کہا گیا تھا۔ جبکہ میں بیس منٹ دینا چاہتا تھا۔

قائد حزب اختلاف : جناب سپیکر! میں دو معروضات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ ماشاء اللہ بڑے تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ کو قانون ازبر یاد ہے۔ جناب سپیکر یہ اس ہاؤس کی بھی اور اپر ہاؤسز کی بھی روایت ہے کہ جب لیڈر آف اپوزیشن بات کر رہا ہو تو پورا ہاؤس ان کو توجہ سے سنتا ہے اور پوائنٹ آف آرڈر کی روایت نہیں ہے۔ دوسری بات جو گورنر کے کنڈکٹ کو زیر بحث لانے کی بات ہے میں گورنر کے کنڈکٹ کو زیر بحث نہیں لا رہا ہے میں اس پوزیشن کو زیر بحث لا رہا ہوں جب وہ گورنر نہیں تھے اور صالح محمد گنجیال صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ رپورٹ آئی بی کی ہے میری نہیں ہے۔ جناب سپیکر!

A ppointment of a pro PPP Chief Justic would demoralize Mian Nawaz Sharif.

میں یہاں پر کوئی سیاسی شعبدہ بازی نہیں کرنا چاہتا میاں نواز شریف کے حوالے سے کہ انھیں demoralize کرنے کے لیے ایک چیف جسٹس لایا جائے جس کا بنیادی فرض یہ ہے کہ لوگوں کو انصاف دے یعنی Pro Pakistan چیف جسٹس ہو' Pro انصاف چیف جسٹس ہو نہ کہ Pro PPP چیف جسٹس ہو ۔ اگر بحث برائے بحث یہ بات مان بھی لی جائے کہ نواز شریف کو demoralize کرنے

کے لیے انھیں لانا مقصود تھا تو جناب سپیکر میں یہ شعر عرض کرتا ہوں۔

درِ غیر پر ہمیشہ تمھیں سر جھکاتے دیکھا
کوئی ایسا داغِ سجدہ میرے نام پر نہیں ہے
کسی سنگ دل کے در پر میرا سر نہ جھک سکے گا
میرا سر نہیں رہے گا مجھے اس کا ڈر نہیں ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں اس پیپر کا جو final decisive poisonous act ہے وہ میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور جب میں نے کہا تھا کہ آپ ایک لاء گریجویٹ ہیں تو اسی پیراگراف کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ جب میں یہ پیراگراف پڑھ لوں گا تو مجھے یقین واثق ہے کہ آپ فی الفور اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ ایکٹ آئینِ پاکستان کی رو گردانی ہے۔ جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے:

The final assault may be made by simultaneous directive of the Governor to the Chief Minister to take fresh vote of confidence

یہاں تک تو بات ختم ہوتی ہے۔

In case the PPP is not sure of the majority of the MPAs supporting it

اب یہ بات ہے جو operative part ہے۔

In case the PPP is not sure of the majority of the MPAs supporting it, the Governor may suspend the Assembly on the pretext of the collapse of the administrative machinery

اب دیکھیے جناب سپیکر! نواز شریف کیس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ پورے پاکستان کے سامنے ہے اور کس طرح یہ بہانے اور حیلے ڈھونڈ رہے ہیں اس صوبے میں جمہوریت کی بساط کو لپیٹنے کے لیے۔ اس ایوان کے اوپر کاری ضرب لگانے کے لیے۔ جناب سپیکر! میں وہ وجوہات جانتا ہوں کہ اسلام آباد کا حکمران خاندان پنجاب کے کن کن نا کردہ گناہوں کا انتقام لے رہا ہے۔ میں یہ پیپر جناب کی نذر کرتا ہوں۔ اور یہ بالکل حقائق ہیں۔ اس میں کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آج پنجاب سے اسلام آباد کا حکم ران خاندان کیوں انتقام لے رہا ہے؟ اس لیے کہ آج اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب مسلم لیگ کا گڑھ بن چکا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آج پنجاب سے کیوں انتقام لیا جا رہا ہے؟ اس لیے کہ پیپلز پارٹی کی موروثی سیاست کو پنجاب نے چیلنج کیا ہے اور ان کے سیاست کے بت سندھ کے اندر لاڑکانہ میں پاش پاش کر دیے ہیں۔ پنجاب میں حکم ران خاندان کیوں انتقام لے رہا ہے؟ اس لیے کہ یہ اپوزیشن خدا کے فضل و کرم سے آج شیروں کی ٹیم ہے۔ آج یہ حکمرانوں سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔ اور پنجاب کے سات کروڑ عوام کے حقوق کی ڈنکے کی چوٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر کسی کو غلط فہمی ہے کہ وہ پنجاب کو لاڑکانہ کی ایک تحصیل بنا کر ریموٹ کنٹرول سے چلا سکتا ہے تو میں ان ناہیدوں اور زرداروں سے کہتا ہوں کہ اس خام خیالی کو ذہن و دماغ سے نکال دو۔ خدا کے فضل و کرم سے ہم بحیثیت پنجاب کی اپوزیشن پنجاب کے سات کروڑ عوام کے حقوق کے لیے بڑی سے بڑی آئینی اور قانونی جنگ لڑیں گے اور ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ آئیے! میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اس ہاؤس کے وزیر اعلیٰ کو بااختیار بنانے کے لیے' اس ہاؤس کے وقار کو بلند کرنے کے لیے' اس ہاؤس کے آئینی کردار کو پختہ کرنے کے لیے آئیے مل کر ساتھ دیں اور پنجاب کے خلاف غیر منتخب نمائندوں کی اور ان کے گماشتوں کی جتنی چالیں ہیں ان کو اس ہاؤس کے اندر دفن کر دیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ نے ٹائم کی قدغن لگا دی۔ میں تو دو سال بعد آیا ہوں۔ ایک منٹ بھی روز دیں تو دو گھنٹے بنتے ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے تھوڑا سا وقت دیجیے گا۔ میں کوئی یہاں پر بات برائے بات یا تنقید برائے تنقید کے زمرے سے نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کتنا وقت اور لینا چاہتے ہیں؟

میاں محمد شہباز شریف: مہربانی' شکریہ۔ مجھے تھوڑا سا اور ٹائم دیجیے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پانچ منٹ آپ کو اور دیتے ہیں۔ آپ شروع کریں۔

میاں محمد شہباز شریف: آج خیبر سے کراچی تک کرپشن کا بازار گرم ہو چکا ہے۔ اس صوبے کے اندر تھانے بک رہے ہیں۔ نوکریاں نیلام ہو رہی ہیں۔ سرکاری محکمے رشوت کے اڈے بن چکے ہیں۔ حد یہ ہے اور حیرت یہ ہے کہ اس صوبے کی محترم ترین سیاسی شخصیات حکم ران ٹولے میں ان کے چند رفقاء کالے دھندے میں گردن تک دھنسے ہوئے ہیں۔ آج میں کس کس کرپشن کی بات کروں۔ آج جب

نوکریوں کی بات ہوتی ہے تو ایک اے ایس آئی کی پوسٹ کے لیے لاکھ لاکھ روپے کی بولی بولی جاتی ہے۔ اہلیت اور قابلیت کا معیار کون سا امتحان ہے؟ آج ایک بڑے افسر کے بیٹے کو نوکری ملتی ہے۔ آج بالا دست طبقے کے نالائق بچوں کو نوکری ملتی ہے۔ لیکن غریب ماں باپ کے ہونہار بچوں کو محلوں میں دھکے ملتے ہیں اور غریب لوگوں کے ہونہار بچے یہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ آج اس ملک کے اندر اگر قابل لوگ آتے ہیں' جواہر قابل آتے ہیں تو صرف بالا دست طبقے کے گھروں میں آتے ہیں اور باقی کروڑوں مائیں اس ضمن میں بانجھ ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں آپ کو چند مثالیں کرپشن کی پیش کروں گا۔ اگر تفصیل میں جاؤں تو رات ختم ہو جائے گی' تفصیل ختم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ مہران بینک کے ساٹھ کروڑ روپے اس غریب ملک کے سرحد کے اندر لٹا دیے گئے۔ اس حکومت کو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے ختم کرنے کے لیے۔ اور جناب' یونس حبیب کو عدالت نے دس سال سزا دی جس نے مال کھلایا تھا۔ اور حیرت یہ ہے کہ مال کھانے والے آج بھی انہی عہدوں پر اسی طرح براجمان ہیں اور ملک کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا' جناب سپیکر! انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اگر اس مال کھلانے والے کو دس سال کی سزا ہوئی تو کھانے والوں کو بیس سال کی سزا ہونی چاہیے تھی۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ اسی طرح دندناتے پھرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس غریب ملک کے عوام ان حالات کو دیکھ کر اگر اس نظام کے خلاف بغاوت کی بات کرتے ہیں تو پھر وہ سچے ہیں کیونکہ ان کے گاڑھے پسینے کی کمائی جس طرح لوٹی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کرپشن نے پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ یہ بات تسلیم کہ کرپشن پہلے بھی تھی۔ لیکن آج کا اور پچھلے ادوار کا فرق یہ ہے کہ اس زمانے میں کرپشن functional level پر تھی' آج کرپشن سٹیٹ لیول پر بڑی تیزی سے پروان چڑھ رہی ہے۔ جناب سپیکر! مہران بینک کی بات کریں تو آگے چلیے۔ حکومت پاکستان نے سوئی گیس کے پچاس فی صد حصص جاپان اور آسٹریلیا کی کمپنی کے ذریعے ہاشو گروپ' جو اس ملک کے اندر ہوٹل ٹریڈ کا بہت بڑا owner ہے' اس کو لاکھوں نہیں' کروڑوں نہیں' اربوں روپے کے حصص بیچنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب پاکستان مسلم لیگ نے اس انتہائی غیر قانونی' جانب دارانہ اور غیر شفاف فیصلے کے خلاف احتجاج بلند کیا تو پریذیڈنسی جو ہنوز paralysis کا شکار تھی اس نے بھی مجبور ہو کر حکومت پاکستان کو خط

لکھا۔ میں خط کی تفصیل آپ کو پیش نہیں کروں گا۔ صرف ایک پیرا گراف تین لائنوں میں آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ صدر پاکستان جس کو محترمہ وزیر اعظم نے کہا تھا کہ یہ ہمارا بندہ ہے' اس نے بڑا دل گردہ نکال کر کہا کہ نہیں' میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اس اللہ کے بندے نے مجبور ہو کر یہ کہا' اور جناب سپیکر! میں آپ کو یہ عرض کرتا ہوں۔ صدر صاحب فرماتے ہیں،

In his strongly worded letter which he has addressed to the Government on Tuesday January 9, the President said the EEC proposals as formatted appear to be deeply flawed

یہ صدر پاکستان' اللہ کا بندہ لکھ رہا ہے۔ اور پھر وہ فرماتے ہیں،

They are neither transparent nor prudent.

اور اگلا جملہ بڑا دل چسپ ہے،

They do not seem to serve Pakistan's political, economic or strategic interest

یہ اللہ کے بندے نے اس وزیر اعظم کو لکھا جس نے اس کو اپنا بندہ کہا تھا۔ میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! آگے چلیے۔ بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی۔ ابھی اس عوام دوست حکومت نے' منتخب حکومت نے' جو دن رات عوام کے دکھ درد بانٹنے کا راگ الاپتی ہے۔ اس نے اسلامک ریپبلک آف پاکستان کو کیا اعزاز دلوایا؛ جرمنی کے ایک ادارے نے ابھی چند ماہ پہلے یہ رپورٹ دنیا میں چھاپی ہے کہ پاکستان دنیا کا تیسرا کرپٹ ترین ملک بن چکا ہے۔ یہ ہے وہ اعزاز جو کہ اسلامک ریپبلک آف پاکستان کو اس حکومت نے دلوایا اور بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی کیونکہ محترمہ کی حکومت نے ہمیشہ اس بات کا بڑے زعم سے دعویٰ کیا کہ دنیا کا Strong 'A' ہماری پشت پر ہے۔ یعنی امریکہ کی سپورٹ ہمیں ہے۔ امریکہ میں وہ لوگ جو مسلم لیگ کے نہیں' پیپلز پارٹی ہی کے نہیں' پاکستان کے دوست ہیں جنھوں نے براؤن امنڈمنٹ میں Co-Sponsor کا رول ادا کیا۔ انھوں نے یہ خط ایک نے لکھا وارن کرسٹوفر کو اور دوسرے نے لکھا ہماری محترمہ وزیر اعظم کو۔ یہ بات اس divide کی نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ پاکستان کی عزت اغیار کے آگے مٹی میں رُل جائے تو میرا دل ایک مسلم لیگی کی حیثیت سے نہیں' ایک

پاکستانی کی حیثیت سے خون کے آنسو روئے گا اور 13 کروڑ عوام کے سرشرم سے جھک جائیں گے۔ اس خط کے میں صرف Operative paragraph ہی پڑھوں گا۔ یہ خط تھامس پی۔مورن کا ہے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء کو تھامس پی۔ مورن نے یہ خط وارن کرسٹوفر کو لکھا اور لکھتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پہ ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر میں مداخلت تو نہیں کرنی چاہیے۔ اب یہ ہمارے بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور یہ جو خط پیش کر رہے ہیں کہ کیا اس ہاؤس میں اس خط کو یا کسی کی بات کو جو اس ہاؤس کا ممبر نہیں یا اس ملک کا باشندہ نہیں پیش کرنا admissible ہے یا نہیں؟ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: واہ واہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات سنیں۔ ہر فاضل رکن کا ایک حق ہے۔ اگر آپ کسی کے حق کو اس طرح ختم کرنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ تو انھوں نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں اس سلسلہ میں یہی کہوں گا کہ یہ جو arguments ہیں' یہ کوئی ایجنڈے پر بات نہیں تھی' پھر یہ کوئی کسی طرح کی اس وقت بات نہیں تھی۔ وہ قائد حزب اختلاف ہیں۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ وہ دو سال کے بعد آئے۔ ان کی خواہش تھی کہ میں اپنا نقطہ نظر بیان کروں تو اس کی سپورٹ میں وہ یہ باتیں کر رہے ہیں تو ہمیں بردباری سے اور تحمل سے سننی چاہییں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔جی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد شہباز شریف: شکریہ جناب سپیکر! تو میں اس خط کا عرض کر رہا تھا کہ کانگرس میں تھامس پی۔ مورن لکھتے ہیں کہ۔۔۔

The Prime Minister's family has been . . .

یہ میں نہیں کہہ رہا۔ یہ خط کہہ رہا ہے اور مجھے اس کا دلی افسوس ہے۔ کاش کہ یہ خط نہ لکھا جاتا کیونکہ یہ پرائم منسٹر آف پاکستان ہیں اور جب پاکستان کا کوئی پرائم منسٹر منتخب ہو جاتا ہے تو ہمارا من حیثیت القوم فرض ہوتا ہے کہ اپنے ملک کی اور عزت کی حفاظت کریں اور divide کی بات نہ کریں۔ لہذا جب

میں یہ خط پڑھ رہا ہوں تو دردِ دل کے ساتھ پڑھ رہا ہوں' کوئی خوشی کے ساتھ نہیں پڑھ رہا۔

"The Prime Minister's family has been acquiring profitable private firms in a consistently corrupt and criminal manner."

اس میں blatantly پاکستان کے اوپر الزام لگایا ہے اور پھر کہا ہے۔ میں اس کا دوسرا پیرا آپ کی خدمت میں پڑھتا ہوں۔

"I have attacked a very specific description of the situation in Pakistan today"

وہ کہہ رہا ہے کہ میں کوئی general بات نہیں کر رہا۔ پھر آگے کہتا ہے۔

"These are neither allegations nor anecdotes."

یہ کوئی میں الزامات نہیں لگا رہا۔

"They are very viable examples of a country wide corruption that is consistent throughout the nation."

جناب سپیکر! یہ خط میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ دوسرا خط نام ہارکن کا ہے اور نام ہارکن وہ شخص ہے جس نے براؤن امنڈمنٹ میں co-sponsor کا رول ادا کیا۔ پاکستان کے عوام نے چھ سو ملین ڈالر امریکہ کو اپنے دفاع کے لیے دیے تھے جو کہ کئی سالوں سے وہاں پر locked up تھے۔ آج اگر اس حکومت نے تھوڑی بہت کوشش کر کے کچھ حصہ اگر retrieve کیا ہے تو مجھے بحیثیت پاکستانی اس بات کی خوشی ہے کہ میری قوم کا پیسہ واپس آیا ہے لیکن میں جو گزارش کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ پاکستان کا دوست پیپلز پارٹی کا نہیں' مسلم لیگ کا نہیں' جس نے اس براؤن امنڈمنٹ کو کامیاب کرانے میں ایک کلیدی رول ادا کیا ہے وہ پرائم منسٹر آف پاکستان کو لکھتا ہے اور یہ خط 2 اپریل 1996ء کا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

"As you know I am a strong advocate of a better legend between our two countries I would pround to co-sponsor the Brown Amendment to the fiscal year 1996."

اور جو میں operative paragraph پڑھتا ہوں۔

"I am concerned with recent reports from Pakistan that may indicate a run away

from the democratic path detailed accounts of restrictions on Press freedom in Pakistan harassment and arrest of political opponents and charges of corruption at the highest level are troublesome to me and other friends of Pakistan on Capitol Hill.

کتنی شرم کی بات ہے کہ Co-Sponsor جس نے اس ملک کے دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے اپنا پورا weight وہاں پر پھینکا وہ 2 اپریل کو پندرہ بیس دن پہلے وزیر اعظم پاکستان کو یہ خط لکھ رہا ہے۔ میں یہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! بات کرنے کو اور بہت مواد ہے لیکن میں اب اختصار سے کام لے رہا ہوں تاکہ آپ کے حکم کی بجاآوری ہو۔ آج اس ملک کے اندر غریب آدمی مہنگائی کے ہاتھوں پس چکا ہے۔ اس ملک کے اندر ایک مخصوص طبقہ دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال ہے۔ اس کی دہلیز پر دنیا کی ہر آرام دہ چیز دن رات سلام کرتی ہے مگر غریب آدمی آج محلوں اور گلیوں میں دو وقت کی روٹی کو ترستا ہے۔ ڈیڑھ دو سو روپے یومیہ کمانے میں وہ دال روٹی للئے' بچوں کے لیے دوائی لے کر آئے' کتاب' بنیان لے کر آئے۔ وہ کہاں جائے؟ کیا کرے؟ اور آج امراء اور بااثر طبقہ اپنے بچوں اور بچیوں کی شادیوں پر کروڑوں روپے بے دریغ خرچ کرتا ہے لیکن وہ مزدور اور لاچار جس کی بیٹی پڑھی لکھی اور خوبصورت بھی ہے وہ اس لیے اس کے ہاتھ پیلے نہیں کر سکتا کہ وہ کہاں ڈاکہ مارے اور کہاں سے وہ دس بیس ہزار روپیہ لا کر اپنی بچی کو بیاہے۔

جناب سپیکر! آج اس ملک کے اندر امراء' وزراء' وزیر اعظم اور صدر پاکستان عوامی خرچ کے اوپر عمرہ ادا کرتے ہیں۔ کہیں اسلام میں نہیں لکھا' کہیں قرآن میں نہیں لکھا کہ بیت المال یا سرکاری فنڈ سے آپ پیسے لے کر جا کے عمرہ ادا کر کے آؤ۔ یہ عمرہ ادا کرنا سرکاری خرچ کے اوپر یونہی ہے کہ کسی غریب اور یتیم کے منہ سے نوالہ چھین لینا۔

جناب سپیکر! آپ ڈیوٹی فری کار کی امپورٹ کو لے لیجیے۔ جس ملک کے اندر کروڑوں عوام سردی اور گرمی میں بس سٹینڈ کے اوپر کھڑے ہو کر گھنٹوں بس کا انتظار کریں اور اپنے کارخانے میں مزدور نہ جا سکے' مریض ہسپتال نہ جا سکے' طالب علم یونیورسٹی نہ جا سکے' وہاں پر ایک کالے قانون کے ذریعے مرسڈیز کاریں صدر پاکستان' وزیر اعظم اور گورنر منگوائیں تو میں سمجھتا کہ یہ اس غریب ملک کے

عوام کی غربت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے اور پھر اب چند ماہ پہلے میں نے سنا کہ میری غیر حاضری میں فیڈرل گورنمنٹ نے وزرائے اعلیٰ کی بھی اس کالے قانون کے اندر شراکت کر دی ہے تاکہ وہ بھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں اور میں نے سنا ہے کہ ہمارے محترم وزیر اعلیٰ نے اپنی ڈیوٹی فری کار کو کراچی سے لاہور بائی ایئر لفٹ کیا ہے۔ اندازہ کیجیے کہ غریب قوم کے پیسوں کو کس طرح تباہ و برباد کیا جا رہا ہے تو کیوں نہ پھر یہ قوم اس نظام کے خلاف دھاوا بول دے۔ کیا جلدی تھی وزیر اعلیٰ کو بائی ایئر گاڑی منگوانے کی؟ کیا ان کے رفیق ان کو دھکا دے رہے تھے اور فارغ کر رہے تھے یا پھر ایک کروڑ روپیہ بلیک مارکیٹ میں بیچ کر انھوں نے اپنی جیب گرم کرنی تھی؟ جناب سپیکر! اسلامی قانون میں کہیں ان باتوں کی اجازت نہیں۔ یہ اسلام کے خلاف ہے' یہ عدل کے خلاف ہے' یہ پاکستان کے اساسی نظریہ کے خلاف ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پھر آپ دیکھیے۔ ہمارے ہیلتھ منسٹر یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ وی آئی پی کلچر۔ وی آئی پی رومز ہسپتالوں میں' وی آئی پی لاؤنج ایئرپورٹ میں' وی آئی پی رومز ہوٹلوں میں' وی آئی پی رومز ریسٹورنٹس میں' آج اس ایوان کے اندر آپ کو' مجھے' ان وزراء' وزیر اعظم' صدر پاکستان کو پاکستان کے عوام نے اپنے پیسوں سے اور ووٹوں سے منتخب کر کے بھجوایا اور ہم نے وی آئی پی لاؤنجز بھی لے لیے' وی آئی پی رومز بھی لے لیے' مرسڈیز کاریں ڈیوٹی فری بھی منگوا لیں لیکن وہ غریب لوگ جو آپ اور مجھے اس ایوان میں اس لیے بھجواتے ہیں کہ کبھی ان کے بچوں کو بھی نوکری ملے' وہ بھی اپنے چہرے پر اپنی مسکراہٹ کو لے کر آئیں اور ان کے گھر میں بھی چولہا جلے۔ ہم وی آئی پی بننے کے بعد ان کو دھکا دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ نظام زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا یہ بات اس طرح نہیں بنے گی ہمیں عہد کرنا ہو گا' ہمیں اس نظام کی خرابیوں کو مل جل کر دور کرنا ہو گا ہم دونوں کو مل جل کر یہ عہد کرنا ہو گا' اس ملک کے اندر انصاف کا بول بالا کرنا ہو گا ان ججوں کو کورٹ میں بھجوانا ہو گا جو جج کہلوانے کے لائق ہوں جو غریب اور مظلوم کو انصاف دیں اس ملک کے اندر منصفانہ انتخاب کروانے کے لیے ہم independent machinery لے کر آئیں اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں بیٹھ کر مل کر گورنر کو appoint کریں اس ملک کے اندر چوروں اور ڈاکوؤں کی accountability کریں۔ جناب سپیکر! اس ایکٹ آف پارلیمنٹ کے ذریعے ہم Accountability Commission کو

constitute کریں تاکہ کوئی گروہ ، فرد یا کوئی ٹیم جو اس ملک کے خزانے کو لوٹ رہی ہے اسے قرار واقعی سزا ملنی چاہیے اور وہ کمیشن پوری self-sustained اور self-contaned ہونا چاہیے وہ صدر سے لے کر ایک عام آدمی کو سزا اور جزا دے سکے تاکہ اس ملک کے اندر کرپشن کی بیخ کنی ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج وقت آ گیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے اوپر الزامات نہ لگائیں ہم ایک دوسرے کے اوپر points score نہ کریں۔ ہم درد دل کے ساتھ مل کر معاملات کو طے کریں ورگرنہ پانی پلوں سے پہلے بھی بہت بہہ گیا ہے اور قوم ہمیں زیادہ وقت دینے کے لیے اور انتظار نہیں کروائے گی۔ میں آخر میں یہ شعر پڑھتا ہوں اور اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔

تمنا آبرو کی ہے اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے
اور نہیں یہ شان خودداری چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے کوئی زیب گلو کر لے

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چودھری بدرالدین!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن نے ابھی یہ فرمایا کہ عوامی حکومت نے ہسپتالوں کے اندر وی۔آئی۔پی رومز بنائے ہیں۔ جناب والا! میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ وی۔آئی۔پی رومز ہمارے نہیں بلکہ یہ ان کے دور میں بنے تھے ہماری حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ جتنا شدید مریض ہو گا وہ اتنا ہی بڑا وی۔آئی۔پی ہو گا ہمیں یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ اس سے پہلے نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مجھے بھی تقریر کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں۔جناب مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ اب میں تحاریک استحقاق لیتا ہوں۔ یہ ڈیبیٹ نہیں تھی۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! حکومت پر ایک جعلی دستاویزات کی بنا پر جھوٹے الزامات لگائے گئے ہیں اورجو کام موجودہ اپوزیشن نے حکومت کے دوران کئے تھے اور اب وہ مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے ان کی تردید کر رہے ہیں ان کا جواب دینے کے لیے مجھے اجازت فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون ، جی' جناب!

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے قائد حزب اختلاف کی طویل غیر حاضری کی وجہ سے آپ سے خصوصی ٹائم کے لیے درخواست کی تھی۔ آگے دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونا ہے اس پر یہ دل کھول کر بات کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر وہ چار منٹ بول لیں ----

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، آپ انہیں چار پانچ منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون ، جناب میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب والا! جناب قائد حزب اختلاف بیماری کی وجہ سے دو سال ملک سے باہر رہے ہیں اور سب سے پہلے دو سال کے بعد یہاں پر ان کی تشریف آوری پر میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

میری یہ بات کچھ لمبی ہو جائے گی۔ وہ اس عرصہ میں کچھ مقدمات میں مفرور قرار دے دیے گئے جن کی وجہ سے وہ مفرور کی حیثیت سے جب فرار ختم کر کے ملک میں واپس آئے تو پھر ان مقدمات میں انہیں جیل میں جانا پڑا اور آج صحت کی وجہ سے ضمانت پر رہا ہو کر وہ ایوان میں تشریف لائے ہیں میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور اس کے ساتھ میں ان کی صحت کے لیے دعا بھی کرتا ہوں۔

جناب والا! انہوں نے ایک جھوٹی اور جعلی دستاویزات کی بنا پر کچھ الزامات حکومت پر لگائے

ہیں جن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کچھ ایسا بھی عرصہ تھا جب ایک گورنر تھے اور پھر کچھ واقعات ایسے ہیں جب دوسرے گورنر تھے۔ کیونکہ گورنر کے کنڈیکٹ کو یہاں بحث میں لانا مناسب نہیں اور یہ رولز کے خلاف ہے اس لیے میں زیادہ بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن میں یہ کہوں گا کہ کچھ واقعات ایسے تھے جب مرحوم چودھری محمد الطاف گورنر تھے۔ اور کچھ ایسے واقعات ہیں جب موجودہ گورنر یہاں پر تشریف فرما ہیں تو اس عرصہ کو ایک ہی جگہ مدغم کر دینا اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ یہ سارے کے سارے دستاویزات جھوٹے اور فرضی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ جو دوسرے دستاویزات ہیں ان کی بھی صحت کچھ ٹھیک نہیں ہے اور قائد حزب اختلاف کی طرح ان کی صحت بھی کچھ مشکی ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب سپیکر! حزب اختلاف نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ کشمیر کے بارے میں jointly ایک قرارداد لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب ابھی بات کر رہے ہیں۔

چودھری پرویز الہیٰ ، ان کی بات تو ہو گئی ہے۔

وزیر قانون ، آپ گھبرا نہ جائیں۔

جناب والا! انہوں نے جو وی۔آئی۔پی کلچر اور دوسری جن باتوں کا ذکر کیا یہ وہ ہیں جو مارشل لاء کے دور میں اور موجودہ حزب اختلاف جب حکومت میں تھی اس وقت یہ پیدا کیا گیا اس وقت یہ کرپشن بڑھی اور اسی وقت پاکستان کرپشن میں تیسرے نمبر پر آیا اور ان ہی باتوں کا ذکر ان خطوط میں بھی کیا گیا تو اس لیے میں کہوں گا کہ اگر واقعی ان میں یہ خلوص آ گیا ہے تو جیسے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کو دعوت دی ہے کہ یہ ہمارے ساتھ مل کر تعاون کریں اور جو نیشنل issues ہیں ان کے لیے ہم اکٹھے مل کر چلنے کے لیے تیار ہیں۔ اسی طرح ادھر بھی ہم قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتے ہیں کہ جو ایسی برائیاں ہیں ان کے لیے وہ آئیں تجاویز لائیں ہم مل بیٹھ کر ان کو دور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

انہوں نے ایک بات کشمیر میں انتخابات کے بارے میں کہی ہے وہ کمیٹی ابھی بنا لیتے ہیں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور وہاں ایک متفقہ قرارداد پیش کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں پھر تمام دوست کہیں گے۔ ایک ادھر سے بول گئے اور پھر لاء منسٹر صاحب نے بول لیا اب آگے ہم چلتے ہیں پھر آپ کو ٹائم دیتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یقیناً ہم قائد حزب اختلاف کو دو سال کے بعد اسمبلی میں آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر تو ابھی کہنے والا ہوں۔

جناب سپیکر! معزز وزیر قانون نے قائد حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی دستاویزات کو جھوٹی قرار دیا ہے۔

MINISTER FOR FINANCE: The honourable speaker is on a point of order, Have you permitted him to reply the Law Minister

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ابھی شروع کر رہے ہیں ۔

MINISTER FOR FINANCE: Has he sought the permission for point of order?

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر کی مجھ سے اجازت لی ہے جی چودھری صاحب!

چودھری محمد فاروق، جناب والا! معزز وزیر قانون نے قائد حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی دستاویزات کو جعلی قرار دیا ہے کہ یہ جعلی دستاویزات پیش کی گئی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر جب کوئی وزیر بات کرے تو اس کی بات پر بھی trust کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح اگر قائد حزب اختلاف کوئی بات کرے اس بات کو بھی درست سمجھا جاتا ہے لیکن جب categorically وزیر قانون یہ کہیں کہ یہ دستاویزات جھوٹی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ اس صوبے کی آئینی حکومت کو ------

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ تشریف رکھیں ۔ میں چودھری صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے ایک تقریر کی۔ وزیر قانون نے اس پر اپنا point of view بیان کیا۔ اب ان کے point of view پر

آپ کو کوئی اختلاف ہے تو کوئی اور فاضل رکن اس کو بذریعہ پوائنٹ آف آرڈر agitate نہیں کر سکتا کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے یا یہ بات غلط ہے۔ اس لیے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ چودھری فاروق صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ یہ آئندہ کے لیے نمبر بازی تھی ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے۔ یہ ان کی گود میں جانا چاہتے ہیں۔ یہ ہیچہ گیری تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

قرار داد

مقبوضہ کشمیر میں نام نہاد انتخابات رکوانے اور استصواب رائے کروانے کا مطالبہ

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' ابھی وقفہ سوالات چل رہا تھا تو محترم وزیر قانون یہاں ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور دو قرارداد ہائے جو کہ اپوزیشن کی طرف سے آپ کی خدمت میں بھیجی گئی ہیں ان کے بارے میں انھوں نے بات کی۔ ایک قرارداد کشمیر پر ہے اور دوسری قرارداد لبنان کے حالات پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب! کیا یہ وہی قرارداد ہے؟

وزیر قانون، جی ہاں! قائد حزب اختلاف کی تجویز بھی آئی ہے۔ انھوں نے کمیٹی کی تجویز پیش کی ہے۔ اب آپ جس طرح مناسب سمجھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف نے جو یہاں آپ سے درخواست کی ہے۔ اس سے پہلے انھوں نے صرف کشمیر کے بارے میں کہا ہے۔ لیکن اس سے پہلے لاءمنسٹر اور ہمارے درمیان یہ بات طے ہوئی کہ یہ دو تحاریک ہماری طرف سے ہیں۔ انھوں نے یہ فرمایا کہ وہ بھی پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے ابھی تحاریک بھیجی نہیں۔ ہم نے ان سے یہ طے کیا تھا کہ ایک تحریک اپوزیشن کی طرف سے پیش ہو جائے آپ سپورٹ کر دیں اور دوسری تحریک آپ کی طرف سے پیش ہو جائے تو ہم بھی اس کو سپورٹ کریں گے۔ یہ طے پا گیا تھا لیکن اب میں نہیں سمجھتا کہ کیا امر مانع ہے۔ ہم تحریک کشمیر الیکشن پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کی تائید کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس سے پہلے کہ آپ تجویز پیش کریں۔ میاں شہباز شریف صاحب نے کشمیر کے بارے میں ایک تجویز پیش کی ۔ وزیر قانون نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ اگر اس کے باوجود جو آپ کی قرارداد کشمیر کے بارے میں ہے وہی مقصد پورا کرتی ہے تو میرے خیال میں اس کمیٹی کو بنانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہی چیز آجائے گی ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ خود متن پڑھ لیجیے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چونکہ ہاؤس کا اس بات سے اتفاق ہے کہ اجلاس کی معمول کی کارروائی معطل کر کے اور قاعدہ کو معطل کر کے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہاؤس رولز معطل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اب میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

مخدوم اشفاق احمد ، یہ سارا ایوان اور سارا ملک متفق ہے اس بات پہ کہ ہم کشمیریوں کا ساتھ دیں گے مگر آج کی یہ قرارداد جو ان کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے اس سے کچھ شرارت محسوس ہو رہی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے آپ نے کچھ سنا نہیں ہے ۔ ایسا نہیں ہے ۔

مخدوم اشفاق احمد ، میں اس کی وضاحت کرتا ہوں اور ان سب حضرات سے جو کہ اپنے آپ کو مسلم لیگی کہتے ہیں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کشمیر کا مسئلہ کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مخدوم صاحب! آپ مجھے میرے چیمبر میں ملنا۔ یہ سوال و جواب کا سیشن نہیں ہے۔(قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔

مخدوم اشفاق احمد ، ایک مسئلہ فلسطین کا بھی ہے۔ ہم فلسطینیوں کو ان کی اکثریت دلانے کے حق میں ہیں جس کو اسرائیلی ختم کر کے اقلیت میں بدل رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ ہم نے جنگیں لڑی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ ایوان ہے آپ کو سپیکر کی بات ماننی پڑے گی۔ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی، آپ کی نوازش ہو گی۔ ہم دونوں بھائی چند منٹ بیٹھیں گے اور بات کریں گے۔ جی کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایوان میں یہ قرارداد پیش کرنی چاہتا ہوں کہ ،

"یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کرے
کہ وہ بھارت کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں چھ لاکھ فوجیوں کی سنگینوں کے
سائے میں ہونے والے نام نہاد انتخابات رکوا دیں اور اپنی منظور کردہ قرارداد کے
مطابق مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کے انعقاد کا بندوبست کرے"۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ ،

"یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کرے
کہ وہ بھارت کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں چھ لاکھ فوجیوں کی سنگینوں کے
سائے میں ہونے والے نام نہاد انتخابات رکوا دیں اور اپنی منظور کردہ قرارداد کے
مطابق مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کے انعقاد کا بندوبست کرے"۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

اب ایک اور قرارداد ہے۔

وزیر قانون ، قرارداد کی افادیت کے لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ صرف ایک قرارداد ہی پیش ہو گی۔

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 1 جناب عارف حسین چٹھہ صاحب!

مقامی اخبار میں چیئرمین پی اے سی کے خلاف جھوٹی خبروں کی اشاعت

جناب عارف حسین چٹھہ ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور نے مورخہ 22 اپریل 1996ء میں میرے خلاف مختلف

خبریں شائع کی ہیں۔ ان میں ایک خبر کچھ اس طرح ہے۔

"عارف چٹھہ سے ملتان ایئر پورٹ پر شراب پکڑی گئی۔ نشہ میں اہلکاروں کو گالیاں دیتے رہے۔"

جناب عالی! میں پی اے سی II کی میٹنگ کے سلسلہ میں دیگر اراکین کمیٹی کے ہمراہ ملتان اور بہاولپور گیا ہوا تھا اور 21 اپریل 1996ء کو واپس فلائٹ نمبر پی کے 388 کے ذریعے ملتان سے لاہور آیا تھا۔ ملتان ایئر پورٹ پر ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا اور یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ اس کے گواہ جناب عبدالرحمٰن کھر وزیر برائے سمال انڈسٹریز، نوابزادہ منصور علی خان وزیر برائے مال، جناب حسین جہانیاں گردیزی مشیر برائے وزیر اعلیٰ، جناب خالد پرویز ورک سپیشل اسسٹنٹ برائے وزیر اعلیٰ، جناب سعید اکبر خان ایم پی اے اور میاں انتصار حسین بھٹی ایم پی اے اس وقت وہاں موجود تھے۔ دراصل پی اے سی II نے آڈٹ رپورٹ برائے سال 93-1992ء میں شامل محکمہ صحت سے متعلق ڈرافٹ پیروں کی پڑتال کے دوران محکمہ صحت میں سال 86-1985ء سے سال 93-1992ء کے عرصہ کے دوران خریدے گئے طبی آلات و مشینری مالیتی =/1,56,28,05,597 روپے کی تفصیلی انکوائری کا حکم دیا ہے۔ جس میں سے بیشتر سامان غیر ضروری طور پر خریدا گیا۔ جو ابھی تک ہسپتالوں میں استعمال نہیں کیا گیا۔ اس میں کیونکہ "پاکستان" اخبار کے مالک جناب اکبر علی بھٹی کی فرم اکبر برادرز نے بھی محکمہ صحت کو سامان سپلائی کیا تھا۔ میرے خلاف یہ پروپیگنڈا مہم بحیثیت چیئرمین پی اے سی، میرے فرائض میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے شروع کی گئی ہے۔ اس معاملہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب محمد عارف چٹھہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج آپ اس اہم تحریک استحقاق پر ----

جناب قائم مقام سپیکر: میری اس مقدس ایوان سے درخواست ہے کہ معاملہ ایک فاضل رکن کا ہے۔ نہ صرف وہ فاضل رکن ہیں بلکہ وہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ ان کے بارے میں ایک بڑا اہم الزام لگایا گیا جس کے بارے میں معزز رکن تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں اس لیے ذرا آپ کی توجہ درکار ہے۔ جی چٹھہ صاحب فرمائیے۔

جناب محمد عارف چٹھہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے ساتھ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں معزز اراکین اپوزیشن بھی کام کرتے ہیں۔ گزشتہ دو سال سے جس محنت، لگن اور دیانت داری سے ہم نے accountability کے process کو آگے بڑھایا ہے اور اس کو پنجاب میں خاص طور پر موثر

بتایا ہے اگر اخبارات خبروں کے ذریعے اسی طرح اسمبلی، اراکین اسمبلی، منتخب چیئر مین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو ان کے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکتے رہے اور black-mailing کا سبب بنتے رہے، اگر اخبارات کے مالکان، رپورٹرز صاحبان معزز وزراء کرام اور اراکین اسمبلی کو جمہوری اقدام کرنے سے، اسمبلی کا کام کرنے سے روکتے رہے، اخباری black-mailing سے رکاوٹ بنتے رہے تو جمہوری اداروں یا اس ایوان کو جتنا نقصان پہنچے اس کے بارے میں آپ سوچ بھی نہیں سکتے ۔ میں آج اس معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں، میری معزز ایوان سے استدعا ہے کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا ایگزیکٹیو ادارہ، پنجاب کا سب سے بڑا legislative ادارہ ہونے کے باوجود اگر یہ اپنے ممبران کو تحفظ نہیں دے سکتا، اگر یہ قانون سازی کر کے ایسے اخبارات، اخباری مالکان، پرنٹرز، publishers کو سزا نہیں دلوا سکتا تو پھر یہ اراکین کہاں جائیں گے ؟ یہ اسمبلی کس طرح کام کرے گی ؟ جناب والا! میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب اور پاکستان کی تاریخ میں اس سے بڑی جھوٹی خبر آج تک نہ شائع ہوئی ہے، نہ print ہوئی ہے۔ ایک پورا صفحہ ایک ممبر کے بارے میں چھاپ دیا گیا ہے اور پھر صرف اسی ایک اخبار نے یہ سب کچھ لکھا ہے۔ یہ بات سوچنے والی ہے کہ ہم 9 ممبران VIP lounge میں موجود تھے۔ وہاں پر سرے سے کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اگر آپ اپنے ممبران کو تحفظ نہیں دلوا سکتے تو پھر کیا فائدہ ہے۔ آپ اس ایوان کے ممبران سے پوچھ لیں کہ آیا ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے ؟ جب ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ہے تو پھر یہ اخبار کا پورا صفحہ کیوں لکھا گیا ہے، کیسے لکھا گیا ہے ؟ جناب والا ! یہ صرف ڈیڑھ ارب روپے کی انکوائری روکنے کے لیے اور مجھے black-mail کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ فاضل اراکین اپوزیشن بھی یہ جانتے ہیں، ان کے سامنے یہ آڈٹ رپورٹیں پیش ہوئی ہیں ۔ چار آفیسرز اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔ تمام حقائق منظر عام پر آ چکے ہیں اور جو فرم اس میں ملوث ہے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں اگر اس طرح رکاوٹ ڈالی گئی تو آپ ملاحظہ فرمائیں کہ پھر میں یا میرے ساتھی جو کہ accountability کے process کو مکمل کر رہے ہیں ہم کس طرح یہ سب کچھ کریں گے؟ جناب والا! اخبارات میں لکھا جاتا ہے کہ "یہ کیسے منتخب ممبر ہیں"، "یہ کیسے منتخب عوامی نمائندے ہیں" میں آج آپ کی وساطت سے یہاں بیٹھے ہوئے اخباری رپورٹرز یا مالکان سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ان سے یہ پوچھا جائے کہ آپ کیسے اخبارات کے مالک ہیں، آپ کیسے اخباری رپورٹرز ہیں، آپ کیسے پرنٹرز ہیں اور آپ کیسے پبلشرز ہیں؛ کہ اتنی بڑی جھوٹی خبر جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے اسے آپ صفحہ

اول پر نمایاں طور پر چھاپتے ہیں۔ اس سے بڑی بے حیائی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جناب والا! میں پورے ایوان کے سامنے حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ خدا کی قسم اگر اس خبر میں ایک رتی بھر بھی سچائی ہوئی تو میں اسمبلی کی سیڑھیوں کے سامنے پھانسی چڑھنے پر تیار ہوں ۔ میری اس اسمبلی سے استدعا ہے کہ اگر اخبارات کے مالکان اس طرح لوگوں کو black-mail کرتے رہے تو پھر accountability کیسے ہو سکے گی؟ جناب سپیکر! اسی طرح وزیر مال کے خلاف خبریں لگائی گئیں، وزیر آبپاشی کے خلاف خبریں لگائی گئیں کیونکہ وہ زمین کے سکینڈل منظر عام پر لا رہے تھے ۔ 340 مربع اور 19 ایکڑ زمین ان لوگوں نے جعل سازی سے حاصل کی ۔ اسی طرح انھوں نے ریلوے کی زمین غصب کی، کوآپریٹو سکینڈل میں ان کی جائیدادیں ضبط ہو چکی ہیں ۔ اور یہ اخبار کے organ کو استعمال کرتے ہوئے تمام ممبران اور خاص طور پر ان لوگوں کو جو ان کے فراڈ کو عیاں کر رہے ہیں کے خلاف جھوٹ لکھنا شروع کر دیتے ہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ ان کے فراڈ کو عیاں کرتے رہیں گے اور ان خبروں سے نہیں ڈریں گے ۔ میں یہ فراڈ ثابت کروں گا اور اس میں ملوث لوگوں کو سزا دلوا کر رہوں گا خواہ یہ میرے خلاف جتنی بھی خبریں چھاپ لیں مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ مگر میں اسمبلی سے یہ استدعا کر رہا ہوں کہ میں نے تو تحریک استحقاق پیش کر دی ہے اب یہ ایوان کا کام ہے، یہ اسمبلی کا کام ہے کہ وہ اسے منظور کرے اور ان black-mail کرنے والوں کو تختہ دار تک پہنچائے۔ اس بارے میں قانون سازی کی جائے اور انھیں سزا دلوا کر اراکین کی عزت کا تحفظ کیا جائے۔ اگر اراکین کی عزت کو بحال کرنا اس اسمبلی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے تو پھر بتایا جائے کہ یہ منتخب نمائندے کہاں جائیں؟ جناب والا! میں آخر میں ان دوستوں سے استدعا کرتا ہوں جو اس روز VIP lounge ملتان میں موجود تھے۔ اس روز وہاں پر حافظ اقبال خاکوانی صاحب، عبدالرحمن کھر صاحب، حسین جہانیاں گردیزی صاحب، نواب زادہ منصور علی خان صاحب بھی موجود تھے ۔ اس بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی ذاتی انکوائری کروائی ہے اور اس ذاتی انکوائری میں ڈی سی، ایس ایس پی ملتان اور ایئر پورٹ سکیورٹی فورس کے کمانڈنگ آفیسر طارق خان نے حلف اٹھا کر کہا ہے کہ وہاں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔ جناب سپیکر! خدارا آپ پوچھیں کہ یہ اخبارات کے کیسے مالکان ہیں، یہ کیسے اخبارات ہیں جو کسی شریف آدمی کی اس طرح پگڑی اچھالتے ہیں ۔ یہ کسی شریف آدمی کی عزت کو کس طرح داغ دار کرتے ہیں ۔ جناب والا! میں پوری اسمبلی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہے تو جہاں سے چاہیں اس کی

انکوائری کروالیں ۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سفید چادر کی طرح پاک ہوں اور اسی کے ساتھ ہی یہ استدعا بھی کروں گا کہ اگر آج آپ ان لوگوں کو سزا نہیں دیں گے ' آج لگام نہیں ڈالیں گے تو پھر یہ کام بڑھتا رہے گا' آپ black-mail ہوتے رہیں گے' کام میں رکاوٹ بنتی رہے گی اور ہم بے بس اور بے سرو سامان رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان : جناب والا! میں اس ہاؤس اور پریس کی information کے لیے اپنے دوست کی اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اس دن by chance میں بھی کسی فلائیٹ سے وہاں ائرپورٹ پر موجود تھا اور میں اس بات کا چشم دید گواہ ہوں کہ وہاں سرے سے کوئی بات ہوئی ہی نہیں ہے۔نہ کسی کے ساتھ کوئی بدتمیزی ہوئی ہے نہ کوئی جھگڑا ہوا ہے اور نہ کسی کے ساتھ کوئی بدتمیزی ہوئی ہے۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ عارف چٹھہ صاحب سینئر آدمی ہیں شریف آدمی ہیں جب ان کے خلاف اتنی بڑی خبر لگی اور جو پورے پاکستان میں پہنچی جسے کافی لوگوں نے پڑھا تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کی جو اتنی بے عزتی ہوئی ہے اور اتنا بڑا واقع پیش آیا ہے اب یہ اس کو اس تحریک استحقاق کے ساتھ کس طرح cover کریں گے۔ یہ خبر عام آدمی نے پڑھی ان کے حلقے میں پڑھی گئی ان کے دوستوں نے یہ پڑھا کہ انھوں نے وہاں ایئر پورٹ پر کس طرح behave کیا۔ میں وہاں موجود تھا یقین مانیں کوئی بات ہی نہیں ہوئی تو میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ اگر پریس والے اس طریقے سے کسی کی بے عزتی کریں گے اس کی عزت اور پگڑی اچھالیں گے تو پھر یہ سلسلہ کس طرح چلے گا۔ اگر بغیر تحقیق کے اپنے آپ کو اس بات میں شامل کرتے ہوئے اپنی انا کی تسکین کی خاطر کسی اپنے problem کو شامل کرتے ہوئے کسی شریف آدمی کی پگڑی اچھالتے ہیں تو پھر یہ سلسلہ کیا چلے گا پھر ہمارے اوپر کون اعتبار کرے گا پھر ان کے اوپر کون اعتبار کرے گا۔ تو میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کی تحقیق کی جائے اور خاص طور پر اس میں time limit رکھا اور استحقاق کمیٹی کے ممبران پر یہ قدغن لگائی جائے کہ اس کی تحقیق کر کے آئندہ جو جون میں اجلاس ہے اس میں رپورٹ آنی چاہیئے' اس کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے اور اس کے لیے آئندہ جو لائحہ عمل تیار کرنا ہے یا قانون سازی کرنی ہے تو پورا ہاؤس قانون سازی کرنے کے لیے تیار ہے۔ تاکہ ہم بھی اپنے آپ کو پابند کریں اور یہ بھی اس میں پابند ہوں کہ کسی کے خلاف جھوٹی خبر نہ آئے ۔ جناب والا! میری یہی استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق

کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور تحقیق کر کے اس پر کارروائی کی جائے۔ شکریہ

وزیر سمال انڈسٹری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں نے پہلے باد شاہ آفریدی سے وعدہ کیا تھا۔ آفریدی صاحب آپ وہاں موقع پر تو نہیں تھے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میں تو ان کو وقت دے رہا ہوں جن کے انھوں نے نام لیے ہیں اور جو وہاں پر موجود تھے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میرے بولنے پر بھی انھیں اعتراض نہیں ہو گا۔ میں relevant بات کر رہا ہوں اور جیسا کہ آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ اس ہاؤس میں بار ہا پریس کے رویے کے متعلق تحاریک استحقاق پیش ہوتی رہیں۔ جناب والا! میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے تقدس کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسی قانون سازی کی جائے کہ جو اخبارات بغیر کسی بنیاد کے جو واقعہ ہوتا ہی نہیں اس کو بغیر کسی تحقیق کے اتنا اچھال دیتے ہیں جیسے چٹھہ صاحب آج مجھے لابی میں ملے اور میں نے ان سے پوچھا تو اس شریف آدمی کے تقریباً آنسو نکل آئے۔ میں پریس کے سب لوگوں کی بات نہیں کرتا چند لوگوں کی بات کر رہا ہوں پریس کی اکثریت اپنے فرائض دیانتداری کے ساتھ انجام دیتی ہے لیکن چند لوگ ایسے ہیں جو اپنی ذاتی اغراض کے لیے' ذاتی انتقام کے لیے' ذاتی مفاد کے لیے یا اپنے کسی کالے کرتوت پر پردہ ڈالنے کے لیے ایسا کرتے ہیں کیونکہ بعض اخبارات کے مالک بہت سے ناجائز دھندوں میں ملوث ہیں اور جب کوئی بھی آدمی ان کے دھندوں کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس کو expose کرنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اب مجبوری یہ ہے کہ ان کے پاس تو ایک فورم ہے جسے وہ استعمال کر لیتے ہیں اور ہمیں پورے پاکستان میں بد نام کر دیتے ہیں۔ اب ہمارے پاس سوائے اسمبلی فلور کے اور کوئی فورم نہیں کہ ہم کس طرح اپنی سچائی بیان کریں۔ میں عارف چٹھہ صاحب کی مکمل تائید کرتا ہوں لیکن آپ سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ہاؤس میں ایسی قانون سازی کیجیے کہ کوئی بھی اخبار کا مالک یا کوئی بھی صحافی بغیر کسی بنیاد کے اگر کسی ممبر کی کردارکشی کرتا ہے تو اسے کم از کم اتنی سزا تو ملنی چاہیے جتنی کہ ہماری عزت نفس damage ہوتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی پہلے ملک عبدالرحمان صاحب پھر چودھری محمد اقبال صاحب۔ جی کھر صاحب!

وزیر سمال انڈسٹریز، جناب والا! چونکہ جب یہ خبر اخبار میں آئی تو اس میں میرا نام mention کیا گیا تھا میں حیران ہوا کہ میں وہاں پر پہلے سے موجود تھا جب چٹھہ صاحب تشریف لائے تو یہ آ کر میرے ساتھ ہی بیٹھے تھے اور ہم دونوں سامان کی تلاشی کرانے کے بعد اکٹھے ہی وین پر بیٹھ کر جہاز پر چلے گئے لیکن اس کے باوجود اس قسم کی خبر لگائی گئی ہے جس میں ہم جیسے لوگوں کو بھی شامل کیا گیا ہے کہ یہ بھی بیچ میں تھے بلکہ میری فیملی کو بھی mention کیا گیا میری فیملی بھی ٹریول کر رہی تھی۔ جناب والا! اس میں سرے سے کوئی حقیقت ہے ہی نہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی ممبران کے خلاف اس قسم کی خبریں اخباروں میں آ چکی ہیں لیکن ہمارا سسٹم کچھ اس قسم کا ہے کہ اس پر صحیح طریقے سے action نہیں ہوتا۔ اگر یہ خبر ہم جیسے نوجوان آدمی پر لگتی تو پھر شاید ہمارے لیے کیری کرنا مشکل ہوتا لیکن چٹھہ صاحب جیسے آدمی پر جو خبر لگائی گئی ہے اور اس پر ایک چھوٹی تردید اخبار میں آئی ہے اور وہ ساری دنیا کے سامنے روتے پھر رہے ہیں لیکن ان کی کوئی ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اب اس فلور پر بھی ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس کی بھی صبح چھوٹی سی خبر آ جائے گی کہ اسمبلی میں یہ ہوا۔ لیکن آپ وہ اخبار منگوا کر دیکھیں کہ اس کے پورے صفحہ پر چٹھہ صاحب کی خبر ہے اور چٹھہ صاحب کو وہ ٹوپی بھی پہنا دی گئی پتا نہیں وہ فوٹو کہاں سے لائے ہیں۔ جناب والا! میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ انھوں نے جن جن کے نام لیے ہیں ہم سب وہاں پر موجود تھے اور اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ٹھیک ہے۔ جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں نہایت ہی دکھ سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ کوئی وتیرہ سا بن گیا ہے۔ ہم سیاسی لوگ تو پہلے ہی شیشے کے گھر میں رہتے ہیں ایک ہی پتھر ماریں تو سارا گھر برباد ہو سکتا ہے اب دیکھیے کہ عارف چٹھہ صاحب کا تعلق میرے ضلع سے ہے اور اتفاق سے یہ اس پبلک اکاونٹس کے چیئرمین ہیں جس کا میں بھی ممبر ہوں۔ ان کی عمر دیکھیں ان کا حلقہ انتخاب دیکھیں وہاں پر اس شریف آدمی کی کیا پوزیشن رہ گئی ہو گی جن کے بارے میں بغیر سوچے سمجھے یہ خبر لگا دی گئی ہے اور پھر ہمارے فاضل اراکین اسمبلی وہاں پر موجود تھے اور شرفا وہاں موجود تھے۔ جناب والا! میں

آپ سے بڑی مؤدبانہ التجا کروں گا کہ آپ اسی کیس کو ٹیسٹ کیس بنا لیں اگر کیس صحیح ہے تو پھر ہم سب اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرنے کے لیے تیار ہیں اور میں چٹھہ صاحب کو بھی offer کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنے آپ کو پیش کریں اگر یہ خبر غلط ہے تو پھر آپ اس ہاؤس اور پورے ممبران اسمبلی کے کسٹوڈین ہیں آپ اس کا نوٹس ضرور لیں اور اس پر ضرور action لینا چاہیے۔ یہ کوئی بات نہیں کہ جس کی مرضی آئے اس کی پگڑی اچھال دی ۔ جب خبر آتی ہے تو پورا کالم ہوتا ہے لیکن جب تردید آتی ہے تو وہ دو تین لائنوں میں آتی ہے اس سے تو شریف آدمی کا امیج بحال نہیں ہوتا جسے وہ ایک دفعہ خراب کر دیتے ہیں۔ ہمارے لیے سارے صحافی بڑے قابل قدراور قابل احترام ہیں ہم سب کو نہیں کہتے ان میں بہت اچھے لوگ بھی ہیں لیکن ایک آدمی حرکت کرتا ہے وہ پوری صحافت کو بد نام کرتا ہے پوری صف کو بد نام کرتا ہے ۔ آپ اس کا سختی سے نوٹس لیں اور اس کا کوئی for ever ازالہ کر دیں۔ میری تو یہی استدعا ہے۔

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان) ، جناب سپیکر!

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر ! میں بھی اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پہلے غلام سرور صاحب کھڑے ہوئے تھے ۔جی

وزیر صحت ، جناب سپیکر! جب یہ خبر ہم نے راولپنڈی کے اخبارات میں دیکھی تو ہمیں دلی دکھ ہوا ہم ذاتی طور پر عارف چٹھہ صاحب کو اور ان کے خاندان کو اچھے طریقے سے جانتے ہیں ۔ یہ ان کی کردارکشی کی گئی ہے یہ بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں اور اس کی بھی ایک back ground موجود ہے۔ عارف چٹھہ صاحب پبلک اکاونٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں' میں وزیر صحت ہوں 91-1992ء کچھ ایسی خریداریاں کی گئی تھیں۔ اس کمپنی نے محکمہ صحت کو کچھ ادویات اور کچھ aquipments فراہم کیے تھے اور اس میں خورد برد ہوئی تھی اور میں نے جب MSD کا دورہ کیا تو میں نے وہ ساری چیزیں دیکھیں اور اس پر انکوائری کے احکامات دیے اور اس میں وہ کمپنی ملوث پائی جاتی ہے انھوں نے پبلک اکاونٹس کمیٹی میں point out کیا۔ تو کمپنی نے انھیں بلیک میل کرنے کے لیے ان کی کردارکشی کی اور ان کے خلاف اس قسم کے الزامات لگائے گئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی صحافت کی بھی خدمت نہیں ہے یہ کوئی پریس کی خدمت بھی نہیں اس ملک کی بھی خدمت نہیں بلکہ یہ درپردہ سیاسی عمل سے بھی دشمنی کی جا رہی ہے' صحافت کے مقدس پیشے کے ساتھ بھی دشمنی کی جا رہی ہے ۔ اس سلسلے میں پہلے بھی

کئی بار تحاریک استحقاق آ چکی ہیں آپ غالباً اس سلسلے میں ایک کمیٹی بھی بنا چکے ہیں جو کہ ضابطہ اخلاق طے کرنا چاہتی ہے کہ پریس میں آئے دن اس قسم کی خبریں آ رہی ہیں اور جب مقدس ایوان یہ بات کہتا ہے' جب سپیکر کی کرسی یہ بات کہتی ہے کہ آپ اس کی تردید کریں تو چھوٹی سی خبر میں تردید کی جاتی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ نا قابل معافی جرم ہے ہم نے کافی انتظار کیا ہے۔ پریس میں اور لوگوں کی نظروں میں آج سیاست دان کو سب سے ناپسندیدہ شخصیت کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ آج ہر کوئی سیاست دان کو گالی دیتا ہے آج ہم ایم این اے' ایم پی اے کی پلیٹ نہیں لگا سکتے۔ آج ہم اپنی کاروں پر جھنڈا نہیں لگا سکتے کہ جہاں سے ہم گزرتے ہیں تو دیکھنے والا ہمیں گالیاں دیتا ہے۔پریس نے اور زرد صحافت نے ہمیں اتنا متنازعہ بنا دیا ہے اور ہماری اتنی کردارکشی کی گئی ہے کہ عوام کی نظروں میں ہم گر چکے ہیں۔ جناب والا! اس ایوان کے تقدس کی بحالی کے لیے اپنے نمائندگان کی عزت کو بحال کرنے کے لیے میں یہ چاہوں گا کہ آپ ضابطہ اخلاق طے کرنے کے لیے ایوان کی ایک کمیٹی بنوائیں اور اس تحریک استحقاق کو admit کریں اور جن لوگوں نے یہ خبریں لگائی ہیں اس پریس کے خلاف لازمی ایکشن ہونا چاہیے اور متعلقہ صحافی کے خلاف بھی ایکشن ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اب اس پر کتنے دوست بولنا چاہتے ہیں مسئلہ تو بالکل طے شدہ ہے۔ اگر اس طرح تمام دوست بات کریں گے تو آپ کا ایجنڈا تو پھر رہ جائے گا۔ میں پہلے وزیر قانون کی بات سننا چاہوں گا آپ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے عدالت کسی کی ضمانت لے لیتی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میری معروضات پھر بھی سنو۔ (قہقہے) یہی بات ہے جب ہم ذہنی طور پر اس کے لیے تیار ہیں آپ پھر بھی کہتے ہیں کہ اسی پر بات کریں۔

وزیر قانون ، جناب والا! وہی بات ہے کہ آپ نے ضمانت لینی ہے تو اب کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے جناب غلام سرور خان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ نے کہا ہے کہ کوئی ضابطہ اخلاق وضع ہونا چاہیے۔ میرے خیال میں اس سے پچھلے اجلاس میں یہ فیصلہ کر دیا گیا تھا کہ واقعی ایک ایسی روایت چل نکلی ہے خصوصاً منتخب آدمیوں کے خلاف ایک خبر لگا دی جاتی ہے جس کا کوئی سر اور پیر نہیں ہوتا اور وہ بیچارہ پھر لاکھ سمجھاتا رہے لوگوں پر اثر نہیں ہوتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے خبر کو پڑھا ہے اگلے دن وہ تردید پڑھتے

بھی ہیں یا نہیں۔ لہذا اس کا تو قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے پچھلے اجلاس میں' میں نے ایک کمیٹی وزیر اطلاعات کی سرکردگی میں بنائی تھی اور یہ کہا تھا کہ آپ مالکان سے مل کر طے کریں چونکہ اکثر ہم پر یہ الزام لگا دیا جاتا ہے یا حکومت وقت پر لگا دیا جاتا ہے کہ یہ آزادی صحافت کو سلب کر رہے ہیں اور یہ اس کا گلا گھونٹ رہے ہیں ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ صحافت کو آزادی ملے اور وہ اپنی رائے کا اظہار کریں لیکن سچی بات یہ ہے کہ خبر تحقیق کے بعد لگانی چاہیے بغیر تحقیق کے خبر نہیں آنی چاہیے۔ جس طرح سے یہ خبر بھی آئی ہے جس کا سر پیر بھی نہیں ہے اس طرح کی بات ٹھیک نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ایک کمیٹی پہلے ہی بنی ہوئی ہے ۔ میں چونکہ اس وقت قائم مقام سپیکر ہوں اور رامے صاحب قائم مقام گورنر بن چکے ہیں۔ میرے دوست باشی خان کدھر گئے ان کی وجہ سے آج میرے خلاف بھی ایک خبر چھپی ہے۔ "خبریں" اخبار نے پچھلے صفحے پر نمایاں طور پر یہ خبر لگائی ہے اور میں آپ کو یہ بھی بتاتا ہوں کہ انہوں نے کس طرح سے یہ بات کی ہے 'یہ اس لیے ہوا ہے کہ جس روز میں نے یہ کمیٹی بنائی باشی خان اور دوسرے دوستوں کو خبریں اخبار کے بارے میں اعتراض تھا کہ وہ ہمیں جھوٹی خبریں لگا کر پریشان کر رہا ہے ۔ اسی روز ان کے مالک کا مجھے فون آیا اور اس وقت بھی میں قائم مقام سپیکر تھا اور رامے صاحب یہاں نہیں تھے ' انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے خلاف تحریک کو admit کر لیا ہے یہ ہو گیا وہ ہو گیا ۔ میں نے کہا جب آپ اس طرح کریں گے تو پھر اس طرح ہوگا اور انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور اب اس کے ردعمل میں آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج ہی میرے خلاف اب پھر خبر آئی ہے جس کا سر پیر بھی نہیں ہے ۔ اور میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ انہوں نے کیسے یہ خبر دے دی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جی او آر میں ڈپٹی کمشنر نے ڈپٹی سیکرٹری کا سامان سڑک پر پھینک دیا ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات کو گھر الاٹ ہوا تو منظور موہل کے ڈپٹی کمشنر بھائی نے مکان خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ محمد خان موہل نے لاہور سے ٹرانسفر ہونے کے باوجود سرکاری رہائش خالی نہیں کی اور ابھی تک اس میں رہ رہے ہیں ۔ یہ خبر ہے اور وہاں آگے یہ بھی لکھا ہوا ہے کوٹھی نمبر 46 بی جی او آر تھری شادمان ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے بھائی آج سے چھ سات سال پہلے ایل ڈی اے میں تھے ان کو آج تک لاہور میں کبھی کوئی مکان الاٹ ہی نہیں ہوا ۔ اب جس کوٹھی کا ذکر کیا گیا ہے' میں نے اس کا پتا کیا کہ وہ کس شریف آدمی کی ہے انہوں نے بتایا کہ وہ ملک فیروز کو الاٹ ہے جو آج کل ڈپٹی سیکرٹری پٹرولیم اسلام آباد ہیں ان کو یہ کوٹھی چھ سات سال سے الاٹ ہے ۔

آگے اخبار میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد خان یہ خبر سن کر لودھراں سے بطور خاص آئے اور انہوں نے ان کا سامان پھینکا اور اس بیچارے کی عید بھی باہر گزری اور جب شادی ہوئی تو موہل صاحب کے بچے کوٹھی میں تھے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب میرا بھائی یہاں لاہور آتا ہے وہ میرے پاس ٹھہرتا ہے اور جب بچے آتے ہیں وہ بھی میرے پاس ٹھہرتے ہیں لیکن جب شادی ہوئی تو ہم نے 2 شادمان روڈ میں وزیر اعلیٰ کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے وہاں پر ہم نے تین کمرے تین دن کے لیے ان سے الاٹ کروائے تھے جہاں وہ شادی کے دنوں میں وہاں پر رہے اور پھر وہ میرے پاس آ گئے۔ اب بات یہ ہے کہ یہ سرے سے ہی کوئی بات نہیں ہے نہ انہیں کوٹھی الاٹ ہوئی اور نہ وہ وہاں پر ٹھہرے لیکن ساتھ منظور موہل کو بھی رگڑا ہے اگر تو صرف محمد خان موہل کا نام ہوتا تو ٹھیک تھا لیکن میرا نام بھی لکھ دیا اصل میں یہ ہاشمی خان والی دشمنی میرے ساتھ نکلتی ہے کہ اس کو ذلیل وخوار کیا جائے تا کہ دنیا میں یہ تاثر دیا جائے کہ یہ منتخب نمائندے اپنے رشتہ داروں کو کس طرح سے قانون کی خلاف ورزی کرنے دیتے ہیں ۔ تو میں بھی آج بحثیت سپیکر جو کبھی بھی نہیں ہوا ' میں بحثیت سپیکر اپنی تحریک استحقاق ایوان میں پیش کرتا ہوں اور وزیر قانون سے بھی میں دریافت کروں گا کہ آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے ؟ اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ اگر اس خبر کا ایک نکتہ بھی درست ہو انہیں کوئی کوٹھی الاٹ ہوئی ہو اور اس سلسلے میں میرا کوئی بھائی آیا ہو تو میں یہاں سے سپیکر شپ سے ہی نہیں بلکہ اسمبلی سے بھی اور ساری عمر سیاست سے بھی ریٹائر ہو جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا! میں اب یہ گزارش کروں گا کہ یہ میرا جو بیان ہے اس کو میں تحریک استحقاق کا درجہ دیتا ہوں ۔ وزیر قانون صاحب آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے ؟

وزیر قانون ، نہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ان کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے

سید تابش الوری ، جناب اس کے لیے تحریک پیش کرنی پڑے گی ۔

جناب ایس کے حمید ، جناب والا! اس کے لیے کوئی ضابطہ ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی اس کے لیے ضابطہ ہے۔ جب کوئی بات سپیکر کے خلاف ہو تو وہ تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے کیونکہ میں بطور ممبر تو نہیں بیٹھ سکتا۔ ضابطہ ہے مثالیں بھی ہیں میں آپ کو یہ دکھا دوں گا' بتا دوں گا۔ بہرحال اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے

جو کمیٹی بنائی ہے اس کو میں نے دو ماہ کی مہلت دی تھی مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے اس پر کس قدر کام کیا ہے بہرحال میری یہ درخواست ہے کہ وہ کمیٹی روزانہ اس مسئلے پر اپنے اجلاس کرے اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ کمیٹی قانون بھی بنائے' کیونکہ جب تک قانون نہیں بنے گا کوئی بات نہیں بنے گی۔ لہذا اس سلسلے میں عارف چٹھہ صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے اور جو میں نے یہاں تحریک استحقاق پڑھی ہے ....

سید تابش الوری ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ جناب چٹھہ کی تحریک استحقاق اور آپ کی تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے یہ تحاریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتیں ہیں اور میں اس رول کو معطل کرتا ہوں جس کے تحت یہ پابندی ہے کہ ایک ماہ میں کمیٹی کے دو اجلاس ہو سکتے ہیں۔ میں آپ کی اجازت سے اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو اس متعلقہ رول کو معطل کرتا ہوں ۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ یہ استحقاق کمیٹی ' جتنے بھی معاملات پولیس کے بارے میں ہیں فاضل اراکین کے بارے میں ہیں روزانہ اس پر اپنی کارروائی کرے اور ان کا فیصلہ کرے۔ آپ متعلقہ رول کو معطل کرتے ہیں؟

آوازیں ، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، لہذا یہ رول معطل کیا جاتا ہے اور کمیٹی اس کی روزانہ کارروائی کر کے اگلے بجٹ اجلاس میں اس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے ۔ مہربانی اور شکریہ۔ تحریک استحقاق کے چیئرمین اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

میاں مناظر علی رانجھا ، جناب سپیکر اس سلسلے میں میں ایک نہایت اہم نکتہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اسمبلی کے ہر اجلاس میں ہمارے کئی معزز اراکین تحاریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوتی ہیں اور استحقاق کمیٹی اس پر غور و غوض کر کے متعلقہ قواعد و ضوابط کے مطابق اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہے ۔ اس سلسلے میں میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ استحقاق ایکٹ میں بڑی limitation ہے ۔ یہ ایکٹ اب پرانا اور فرسودہ ہو چکا ہے۔ لہذا میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ جس طرح آپ نے اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے متعلق ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اسی طرح یا تو آپ استحقاق کمیٹی کو ہی اس بات کی پاور دیں کہ وہ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب سے مل کر' پارلیمانی امور کے وزیر سے مل کر اور دیگر متعلقہ لوگوں سے مل

کرنے قوانین وضع کرے۔ جناب والا! یہ بات نہایت ضروری اور اہم ہے۔ کیونکہ جس مقصد کے لیے ہم تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں اس سے ہمارا وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سلسلے میں بڑی limitations ہیں۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آپ براہ کرم اس میں ایک کمیٹی تشکیل دیں جو کہ Privilege Act میں ترمیم ایک ماہ کے اندر اندر لائے اور اسمبلی اس کی approval دے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانجھا صاحب کی یہ تجویز نہایت مناسب ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں اتنی تعداد نہیں ہے جتنی کہ صبح تھی۔ اور پھر میرے خیال میں اسی اجلاس میں جناب محمد حنیف رامے بھی آجائیں گے مجھے اس کا احساس ہے۔ میں بھی ان کو کہوں گا اور ان کی موجودگی میں ہم یہ ایک کمیٹی بنائیں گے جس میں جناب ظفر علی شاہ اور سید تابش الوری ضرور ہوں گے۔ اس لیے کہ یہ law knowing ہیں ۔ مجھے اس کا یہ بھی تجربہ ہے کہ پچھلے دور میں جناب منظور احمد وٹو سپیکر تھے ' ایک کمیٹی بنی تھی جس کو میں نے lead کیا تھا ہم نے کافی کام کیا ہے وہ بھی نکال لینا وہ جو کچھ کام کیا ہے وہ منظوری کے قریب تھا کہ ادھر سے اسمبلیاں ٹوٹ گئیں۔ رانجھا صاحب نے یہ بڑی اچھی بات کی ہے۔ اس کے بعد میں آگے چلتا ہوں۔ جناب محمد عباس کھوکھر چونکہ بڑا ٹائم لے لیا ہے صبح بھی آپ کی باری پھر نمبر ایک پر آجائے گی یعنی آج کافی وقت ہو گیا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، اس پر اتنا زیادہ وقت تو نہیں لگے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں کل میں کیا حرج ہے؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر، میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقت کم ہے ۔ projection زیادہ نہیں ملے گی۔ کل آپ کو زیادہ ملے گی۔ آج پھر ٹائم نہیں رہ جائے گا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب ! جیسے آپ حکم دیں ویسے پانچ منٹ لگیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کل اس تحریک کو لیں گے۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل کی یہ تحریک التوائے کار جو کہ پچھلے اجلاس میں پینڈنگ تھی ۔ جناب عبدالرؤف مغل۔۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔ اگر

لابی میں ہیں تو تشریف لائیں۔(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی نے بتایا کہ یہ move ہو گئی ہے۔) تو یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب منسٹر انڈسٹری جناب علی رضا نے دینا ہے۔ آج آپ کو اس تحریک التوائے کار کے بارے میں کچھ پتا ہے کہ نہیں یا میں اس کو آج پھر پینڈنگ کردوں؟

وزیر صنعت(جناب مخدوم سید علی رضا شاہ)، نہیں جناب ! ہم نے پروڈکشن منسٹری سے جو انفرمیشن مانگی تھی وہ مل گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انفرمیشن مل گئی ہے تو پھر آپ اس کا جواب دیں۔ کیوں کہ انہوں نے پڑھ دی ہے اور یہ ہاؤس میں تو آچکی تھی۔

پاکستان سٹیل مل کی جانب سے پنجاب کے لیے " پگ آئرن " کے کوٹے میں کمی

وزیر صنعت، جناب والا! پروڈکشن منسٹری نے جو ہمیں جواب دیا ہے اس میں یہ وضاحت ہے کہ صوبوں کا کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے اور اس کے علاوہ حکومت نے جو foundaries پگ آئرن استعمال کرتی ہیں ان کو رعایتی ٹیکسوں کے ساتھ پگ آئرن امپورٹ کرنے کی اجازت دے دی ہے ۔جناب! مجھے جو انفرمیشن ملی وہ میں نے بتا دی ہے۔ میرے خیال میں جناب! ان کی جو تحریک التوائے کار ہے یہ اس کا مکمل جواب بھی ہے۔ صوبوں کا کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ اور اس کے بعد فاؤنڈریز کو ڈائریکٹ امپورٹ کرنے کی رعایتی ٹیکسوں کے ساتھ اجازت مل چکی ہے کہ وہ اپنا پگ آئرن ڈائریکٹ امپورٹ کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ۔ فاضل رکن تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر موصوف نے جواب دے دیا ہے اس لیے یہ تحریک التوائے کار dispose of تصور ہوگی۔ آگے سید محمد عارف حسین بخاری ' صاحبزادہ محمد فضل کریم اور صاحبزادہ سعید احمد شرق پوری ہیں۔ یہ بھی تحریک التوائے کار پچھلے اجلاس سے پینڈنگ چلی آ رہی تھی۔ اس کا نمبر 7 تھا۔ یہ آپ نے move کر دی تھی اور یہ قرآنی آیات کی بے حرمتی کے بارے میں تھی۔

کتاب میں قرآنی آیات کی غلط پرنٹنگ

(----------جاری)

وزیر قانون(میاں محمد افضل حیات)، جناب والا! اس میں یہ گزارش ہے کہ خرم بک ایجنسی پبلشر اینڈ

بک سیلر جلال بلڈنگ القریب مارکیٹ اردو بازار لاہور 1980ء سے قائم ہے۔ اس کے مالک معین الدین ولد نصیر الدین سکنہ 1097 راوی روڈ لاہور۔ ایجنسی کا نام ان کے بیٹے خرم سے منسوب ہے۔ اس کی تعلیم بی اے ہے۔ جنھوں نے یہ چھاپی ہے یہ ان کے متعلق ہے۔ مذکورہ نے بتایا کہ جس ایڈیشن میں قرآنی آیات میں اعراب کی غلطیاں ہیں ۔ یہ آج سے چھ ماہ پہلے انھوں نے سلیم تنویر پرنٹنگ پریس ریٹگن روڈ لاہور سے چھپوایا تھا۔ ہم نے اس کی چار مرتبہ پروف ریڈنگ کروائی۔ ایک بار محمد رمضان پروف ریڈر ، دوسری دفعہ محمد رفیق چودھری پروف ریڈر ، دو دفعہ فقیر سائیں ،نور جامعہ دربار وحدت چک وئی شریف شیخوپورہ سے کروائی۔ اس کے باوجود اعراب کی تین غلطیاں رہ گئیں۔ جن کی نشاندہی خبر چھپنے سے بہت پہلے کی گئی تھی۔ یہ خبر جب چھپی تو اس سے پہلے ان کی نشاندہی کردی گئی تھی اور جن صفحات پر وہ غلطیاں ہوئی تھیں پھر ان سارے اوراق کو تلف کردیا گیا۔ کیوں کہ یہ انسانی کوشش ہے اور اعراب میں اکثر غلطیاں رہ جاتی ہیں جو پروف ریڈر پیپر پر غلطیاں لگا دیتے ہیں لیکن اگر پھر بھی غلطی رہ جائے تو عوام کی نشاندہی پر وہ غلطی درست کر دی جاتی ہے۔ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوا اور ہم نے اس کی تردید کے لیے اخبارات کو خط بھی لکھا جس کی فوٹو کاپی لف کی جا رہی ہے۔ اعراب کی غلطیاں اکثر ہوجاتی ہیں جو بعد میں درست کر لی جاتی ہیں ابتدائے اسلام میں قرآن پر اعراب نہیں تھے جو حجاج بن یوسف نے لگوائے تھے معین الدین نے بتایا کہ وہ خود بھی مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ میاں سعید احمد شرق پوری صاحب ایم پی اے سے ان کی عزیز داری بھی ہے۔ اعراب کی غلطیوں کی تفصیل کی ضرورت ہو تو عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے بس کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون، یہ غلطیاں انھوں نے جان بوجھ کر نہیں کی تھیں۔ کسی سازش کے تحت نہیں ہوئیں۔ جب ان غلطیوں کی نشاندہی ہوئی تو انھوں نے ان کو تلف کردیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب عارف حسین بخاری صاحب ! میرے خیال میں یہ بیان آپ کی تسلی کے لیے کافی ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، بے شک انھوں نے جو فرمایا ہے ظاہر ہے اس سے ہمدردی جھلکتی ہے۔ لیکن میری گزارش یہ ہے کہ کلام مجید کے معاملے میں اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاج کمپنی آپ کے سامنے ہے کہ آج تک تاج کمپنی کے بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی کہ کبھی ان کے

متن میں غلطی ہو یہ جو نت نئی کمپنیاں وجود میں آجاتی ہیں اور فقط جن کے پیش نظر جلب زر اور منفعت حاصل کرنا اور پیسہ کمانا ہوتا ہے۔ باقی معاملات تو رہے مگر قرآن پاک کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتے۔ براہ کرم ایک تو میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں قانون سازی کی جائے۔ پہلے ایک کمیٹی بنی تھی کپڑے پر مقدس نام چھپے تھے آپ نے وہ ایک کمیٹی بنائی تھی اس کمیٹی نے ماہ بہ ماہ اجلاس کرکے جو رپورٹ بھجوائی تھی اس میں بھی یہ سفارش کی گئی تھی کہ قرآنی آیات کی طباعت کے بارے میں ایک قانون سازی کی جائے ۔ میں اب بھی آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کو یہ عرض کروں گا کہ اللہ یہ نیک کام ان کے کھاتے میں ڈال دے۔ اور وہ آج اس نیک کام کی حامی بھر لیں کہ طباعت قرآن مجید کے متعلق یہ ایک قانون سازی کریں کہ اس کے متن کو کم از کم تین مستند علماء سے تصدیق کروانے کے بعد شائع کیا جائے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ ان سے یہ سفارش کریں کہ اس سلسلے میں یہ قانون سازی ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: آئندہ بہت زیادہ احتیاط کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں لاء منسٹر نے پہلے بھی کہا۔ اب جس طرح آپ نے فرمایا وہ کہتے ہیں کہ مزید اس سے بھی زیادہ احتیاط برتی جائے گی۔ میرے خیال میں آپ کا جو نیک مقصد تھا وہ پورا ہو گیا۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جی ہاں نیک مقصد تو پورا ہو گیا۔ اور اس سلسلے میں یہ مہربانی کریں یہ عاقبت میں بھلائی ہو گی اور یہ اس سلسلے میں قرآن پاک سے متعلق قانون سازی لائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے کہا ہے کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کوشش کریں گے۔

سید محمد عارف حسین بخاری: اس کے علاوہ میری ایک اور عرض ہے کہ میری ایک تحریک ایوان میں move ہوچکی ہے اور وہ حافظ آباد شہر کے متعلق ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آگے آتی ہے۔ لہذا اس statement کے بعد میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔

وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ جی' وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! جیسے ہی اس بات کا انتظامیہ کو پتا چلا اس کے متعلق پورا ایکشن لیا گیا۔ وہ مال اس نے ایک گٹھ کی صورت میں لیا تھا جو کہ باہر سے پرانے کٹ پیس کی صورت میں آتا ہے اور وہ مال اس نے بارہ سو اسی روپے کی وہ گٹھ خریدی ہوئی تھی۔ یہ کپڑا پاکستان میں تیار نہیں کیا گیا تھا یہ فارن کپڑا تھا جو کہ مغرب سے آیا تھا اور کیونکہ اس کو بغیر دیکھے بھالے کٹ پیسز کی صورت میں جو آتا ہے لے جاتا ہے اس کے باوجود اس کی پوری انکوائری کی جا رہی ہے اور ان کو باز پرس کیا گیا ہے اور اس کے مطابق اس کی قانونی کارروائی بھی کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ، محرک تشریف فرما نہیں ہیں لیکن وزیر قانون نے سٹیٹمنٹ دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سٹیٹمنٹ sufficient ہے گورنمنٹ نے پہلے ہی اس بارے میں کافی قدم اٹھایا ہے لہذا اس سٹیٹمنٹ کے بعد اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ آج مورخہ 8-5-96 کو صوبہ میں امن عامہ اور دہشت گردی پر بحث ہو گی لہذا تحریک التوائے کار نمبر چار، چھ، سات، دس، گیارہ، چودہ، سولہ، بیس اور بائیس جو ان امور سے متعلق ہیں اسمبلی کے قواعد انضباط کار 1973ء کے قاعدہ 67 ای کے تحت dispose of تصور ہوں گی اور ان پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ اب ہم اگلی تحریک پر چلتے ہیں نمبر ایک جناب ارشد عمران سلہری، شیخ انور سعید، میاں فضل حق تشریف رکھتے ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب اس کو پڑھیں گے۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

غیر رجسٹرڈ اداروں سے ٹرانسپورٹ پول کی گاڑیوں کی مرمت

جناب ارشد عمران سلہری، ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت کے ٹرانسپورٹ پول کی گاڑیوں کی دیکھ بھال اور مرمت کا کام سول سیکرٹریٹ میں رجسٹرڈ اداروں کی بجائے غیر رجسٹرڈ اداروں کو سونپ دیا گیا ہے۔ یہ تمام کارروائی تین رجسٹرڈ اداروں کی طرف سے بیس لاکھ روپے کے بلوں کے حصول کے لیے دباؤ روکنے کی خاطر کیا گیا ہے۔ جن غیر رجسٹرڈ اداروں کو کام سونپا گیا ہے انھیں چھ ماہ میں لاکھوں روپے کے بل ادا کر دیے گئے ہیں۔ ٹرانسپورٹ پول کے اہلکاروں نے لوٹ مار کا نیا طریقہ اپنا لیا ہے اور قومی خزانے کو لوٹنے کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ واقعہ قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر

بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے وزیر ٹرانسپورٹ بیمار ہیں۔ جی' وزیر قانون صاحب۔

جناب وزیر قانون، جناب والا! یہ درست نہ ہے کہ ٹرانسپورٹ پول کی گاڑیوں کی مرمت کا کام غیر رجسٹرڈ اداروں سے کروایا جاتا ہے حالانکہ جو غیر رجسٹرڈ ہیں ان سے بھی کام کروانے پر کوئی خاص ممانعت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود کوئی کام غیر رجسٹرڈ ورک شاپس سے نہیں کروایا گیا جو بھی کام کروایا جاتا ہے وہ پہلے کوٹیشنز کی جاتی ہیں اور پھر ان کی تکنیکی اور تقابلی جائزہ لے کر جو ورک شاپ کم سے کم کوٹیشن دیتی ہے ان سے یہ کام کروایا جاتا ہے۔یہ بات بالکل درست نہیں ہے کیوں کہ انھوں نے کسی رجسٹرڈ ورک شاپ کا ذکر نہیں کیا اگر وہ ان تین رجسٹرڈ ورکشاپس کا ذکر کرتے جن سے بیس لاکھ روپے کا کام کروایا گیا ہے تو شاید اس کا بھی کوئی جواب ہاں یا ناں میں دیا جا سکتا تھا لیکن یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ جو بھی کام کروایا جاتا ہے وہ کریڈٹ پر کروایا جاتا ہے اور آج بھی 65 لاکھ روپے ٹرانسپورٹ پول نے مختلف رجسٹرڈ ورک شاپس کو دینے ہیں اور اس لیے اگر کسی کے کریڈٹ میں پیسے ابھی دینے ہیں اور مقروض ہیں تو اس میں بھی کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن اگر وہ ان ورکشاپس کا ذکر کر دیں تو پھر شاید اس کی نشاندہی میں بھی آسانی ہو۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ پنجاب حکومت ٹرانسپورٹ پول غیر رجسٹرڈ فرموں سے کام کروا رہا ہے اور ان کا طریق کار کوٹیشنز کے ذریعے ہے اور یہاں انھوں نے فرمایا ہے کہ ان ورک شاپس کے نام بتا دیے جائیں کہ جن کے 20 لاکھ روپے کا مسئلہ ہے تو جناب سپیکر! اس میں میں گزارش کروں گا کہ ایک نوشین موٹرز ہے دوسری سہارا موٹرز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سنیے۔ I call the House to order please. میرا خیال ہے یہ اجلاس کے اندر کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے' جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر قانون نے یہ وضاحت مانگی ہے کہ اگر ان ورک شاپس کے نام آ جائیں تو اس کو ہم دوسرے طریقے سے treat کریں گے کہ میں یہ کہوں گا کہ اس میں نوشین موٹرز' سہارا موٹرز اور ری پبلک موٹرز کے 20 لاکھ روپے کے جو واجبات تھے وہ ادا نہیں کیے گئے اور ان کا پریشر روکنے کے لیے غیر رجسٹرڈ فرموں کو یہ کام دیا گیا ہے کہ جس

میں تقریباً لاکھوں روپے دے دیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے بھی اس سے پہلے جب کہ وزیر اعلیٰ وٹو صاحب کی گورنمنٹ تھی یا ختم ہونے والی تھی اس وقت آپ نے پریس کانفرنس کی تھی اور آپ نے خصوصی طور پہ ذکر کیا تھا کہ چیف منسٹر ہاؤس کے اندر سیکرٹری سراب انور صاحب پول کے اندر کس طرح سے کرپشن کر رہے ہیں پریس کانفرنس میں آپ نے چیکس کے نمبر بھی دیے تھے۔ جناب سپیکر! میں یہاں دو گاڑیوں کے نام لوں گا کہ جس میں پجارو LOA 208 یہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب کے پاس ہے۔ جناب سپیکر! مارچ 1995ء میں اس کے انجن کی اوور ہالنگ ہوئی جس کے اوپر ایک لاکھ 91 ہزار روپے خرچ آیا جب کہ اس میں دوسری فرموں کی ایک کوٹیشن ایک لاکھ 25 ہزار کی تھی دوسری ایک لاکھ 5 ہزار کی تھی تیسری کوٹیشن ایک لاکھ 65 ہزار کی تھی لیکن اس کے باوجود highest کوٹیشن کو اس کا کام دیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ تمام دوستوں کے پاس بھی گاڑیاں ہیں کہ ایک پجارو کی اوور ہالنگ کے اوپر کیا پونے دو لاکھ سے دو لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور گاڑی ہے میرے بھائی نواب زادہ منصور علی خان صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے کہ ان کی گاڑی LOQ 218 انٹرکولر ہے اس کے اوپر ایک لاکھ 78 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں جب کہ وزیر موصوف ابھی بھی مطمئن نہیں ہیں کہ ان کی گاڑی ٹھیک نہیں ہے کہ ان کے بقول اس کے اوپر تین لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ پول کے اندر جتنی بھی بد انتظامی ہے اس کو ہمیں کنٹرول کرنا چاہیے کہ پٹرول کے اوپر' اس کی ریپئر کے اوپر جو لاکھوں روپے قومی سرمایا خرچ ہو رہا ہے اس کا جائزہ لینے کے لیے آپ کو کوئی مخصوص کمیٹی تشکیل دینا چاہیے اور جہاں سے ایک پٹرول ڈلواتی ہے تو اس کے اوپر ایک کلرکس کی ڈیوٹی ہوتی ہے وہ چیک کرتا ہے کہ اس میں کتنا پٹرول ڈالا گیا۔ جناب سپیکر! یہاں ایک ایک گاڑی کی مرمت کے اوپر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو اس کے چیک کے لیے کوئی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب وزیر قانون! جو ارشد عمران صاحب نے کچھ گاڑیوں کا ذکر کیا ہے کہ ان پہ ایسے fictitious بل ڈال دیے گئے ہیں اس بارے میں آپ کا کیا view ہے ان کو مطمئن کریں۔

وزیر قانون، اس کے متعلق میں ان سے particulars لے لوں گا اور سینئر منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور اس کے متعلق پوری انکوائری کر کے جو بھی اس کا ذمہ دار ہو گا کس کے خلاف پورا ایکشن

لیا جائے گا۔ یہ ایک بڑا لمبا چوڑا مسئلہ ہے ۔ سینئر منسٹر صاحب اس کے متعلق بتائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ اگر آپ کارروائی کریں گے تو وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ جناب اعوان صاحب موجود ہیں ۔ ان کی بات سن لیتے ہیں۔

وزیر بلدیات۔ جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جہاں تک گاڑیوں کی maintenance اور ان کی مرمت' تقسیم اور پرچیز کا تعلق ہے حال ہی میں ایک میٹنگ میری' چیف سیکرٹری' ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور کابینہ کے ممبران کی ہوئی ہے ۔ اس میں ہم اس سارے معاملے بمعہ بل' ورک شاپ' گاڑیوں کی مرمت اور ان کی maintenance کو زیر بحث لائے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں کچھ وقت درکار ہے ۔ ان شاء اللہ پندرہ دن میں ہم اپنا کام مکمل کریں گے ' entitled آدمی کو گاڑی ملے گی اور ان سے گاڑیاں لے لی جائیں گی جو non entitled ہیں۔ اس کے علاوہ بلوں کی پوری انکوائری' ورک شاپ کی establishment کے لیے بھی ہم ایک باقاعدہ طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔ جس سے وہ ورک شاپ جہاں سے گاڑیاں تیار ہوتی ہیں وہاں پر بلوں میں گڑ بڑ ہوتی ہے ۔ ہم ان کا خدشہ دور کریں گے۔ اس کے لیے ہمیں پندرہ دن درکار ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی ارشد عمران صاحب آپ فرمائیں۔

جناب ارشد عمران سلہری۔ جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس کے اوپر کام ہو رہا ہے ۔ میری اس میں یہ گزارش تھی کہ میری یہ تحریک انتہائی specific ہے اور جہاں تک وزیر قانون نے یہ کہا بھی تھا کہ اگر وہ ان ورکشاپوں کے نام لے لیں تو ہم اس کے اوپر مزید غور کریں گے ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ مالیات سے اس کا تعلق ہے ۔ اس لیے اس کو admit کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ کی جو تحریک التوائے کار ہے اس کے اوپر اعوان صاحب نے بڑا تفصیل سے ذکر کر دیا ہے بلکہ انھوں نے اس سے بھی آگے کہا ہے کہ ہم سب کا جتنا بھی یہ سسٹم ہے اس پر ہم ایک ایسی پالیسی بنا رہے ہیں کہ جو سرمائے کا زیاں یا فراڈ ہے یا جعل سازی ہے اس کو روک دیں۔ آپ کا مقصد بھی یہی تھا کہ گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے۔ جو قومی خزانہ ضائع ہو رہا ہے اس کا کسی طریقہ سے انتظام کیا جائے کہ ایسی صورت حال نہ ہو۔ تو میرے خیال میں وزیر موصوف کی سٹیٹمنٹ کے بعد میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ اگلی تحریک جناب ایس اے حمید صاحب کی ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری: جی وہ نماز عصر پڑھنے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب ! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس تحریک التوائے کار سے علیحدہ ہے جو تخریب کاری کی لہر اس پنجاب میں شروع ہوئی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس اسمبلی بلڈنگ کی حفاظت آپ بحیثیت انچارج سخت کریں۔ کافی لوگ جو متعلقہ نہیں ہوتے اندر آ جاتے ہیں۔ تو اس کو ضرور مد نظر رکھا جائے اور اس تخریب کاری کی لہر کو بھی آپ ذہن میں رکھیں اور اس کے لیے آپ کوئی مثبت آرڈر کریں۔ تاکہ یہ جو تخریب کاری کی لہر ہے اس کی چنگاری اس اسمبلی تک نہ پہنچ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سعید اکبر خان صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا معقول اور جائز ہے واقعی اس لہر میں پنجاب اسمبلی کی عمارت یا اس کے اردگرد خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر فاضل اراکین حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں اس سلسلے میں اسمبلی کے عملہ کے ساتھ تعاون کریں تو پھر ہم اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک فاضل رکن آتے ہیں ان کے ساتھ 7/8 آدمی ہیں۔ اگروہ ان کو اجلاس کے دنوں میں روکتے ہیں تو وہ رکتے نہیں۔ اس بارے میں یا تو آپ یہ کہہ دیں کہ کسی کو بھی اجلاس کے دنوں میں اندر نہ آنے دیا جائے۔ میرے خیال میں یہ مناسب بات ہے۔ 248 آدمی ہیں اگر 2/2 آدمی بھی لائیں تو وہ تو 500 آدمی ہو جائیں گے۔ یہ بات آسانی سے کنٹرول ہوسکتی ہے اگر آپ عملہ سے تعاون کریں۔

جناب سعید اکبر خان: ہم ممبران کو صوبے اور ملک کے حالات کے مطابق اس میں تعاون کرنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک ایک آدمی ایم پی ایز کے ساتھ ہوتا ہے جو ان کے کاغذات سنبھالتا ہے۔ اس کو بھی دیکھ لیا جائے اور جو آپ کا چیکنگ کا طریق کار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے آپ یہ بات نوٹس میں لائے ہیں۔ اس پر ہم ان شاء اللہ تعالیٰ مناسب کارروائی کریں گے۔ میں تحریک نمبر دو بھول گیا تھا اور ایس اے حمید صاحب کو تحریک نمبر تین کے لیے کہا تھا۔ تحریک نمبر دو خواجہ محمد اسلام کی ہے وہ تشریف رکھتے ہیں تو پڑھیے۔

فیصل آباد میں غیر معیاری سڑک کی تعمیر

خواجہ محمد اسلام، شکریہ جناب سپیکر!

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹی ایس ٹی (ٹرپل سرفس ٹریٹمنٹ) کے فارمولہ کے مطابق لائٹ ٹریفک کی سڑک تیار کرنے کے لیے جو کار پیٹنگ کی جاتی ہے اس کے محلول کا طے شدہ فارمولہ 1.13 مربعہ فٹ کے لیے 67 پونڈ لک استعمال ہوتی ہے اور ہیوی ٹریفک کی سڑکوں کے لیے 1.32 مربعہ فٹ کے لیے 79 پونڈ لک استعمال کی جاتی ہے مگر بلدیہ فیصل آباد اس وقت ہلکی ٹریفک کی سڑکوں پر جو کارپیٹنگ کر رہا ہے اس کے محلول میں ایک انچ موٹائی کے لیے 1.65 مربع فٹ اور دو انچ موٹائی کے لیے 3.30 مربعہ فٹ کے حساب سے لک استعمال کر رہی ہے۔ یہ فارمولہ اس لیے اپنایا گیا ہے تاکہ مرضی سے بداعنوانیاں کی جاسکیں۔ یونیورسٹی گیٹ سے لے کر بلال چوک تک ٹھیکہ 4,600,000 روپے کا دیا گیا۔ اس سڑک پر ہیوی ٹریفک چلتی ہے مگر یہاں 1.32 مربع فٹ کے حساب سے میٹریل لگایا گیا جب کہ یہاں 3.30 مربعہ فٹ کے حساب سے لک لگنی چاہیے تھی۔ بعد ازاں ایک سیاسی شخصیت کے ایماء پر اس ٹھیکہ پر نظر ثانی کی گئی اس ٹھیکہ کو 9900000 روپے کر دیا گیا اور 80 فیصدی رقم پیشگی بھی ادا کردی گئی جس سے فیصل آباد کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے پڑھ لی ہے۔ کیا لاء منسٹر اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! لائٹ ٹریفک اور چھوٹی رابطہ سڑکوں کے لیے T S T کرتے وقت 67 پاؤنڈ لک کا فارمولہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جس پر schedule of rate 1979 کے مطابق ایک ہزار 13 روپے فی مربع فٹ لاگت آتی ہے۔ اسی طرح جن سڑکوں پر ہیوی ٹریفک ہوتی ہے وہاں T S T کرتے وقت 79 پاؤنڈ لک کا فارمولہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس پر schedule of rate 1979 کے مطابق ایک ہزار 32 روپے فی مربع فٹ لاگت آتی ہے۔ اسی طرح جن سڑکوں پر ہیوی ٹریفک ہوتی ہے۔ وہاں T.S.T کرتے وقت 79 پونڈ لک کا فارمولا استعمال کیا جاتا ہے جس پر schedule of rate 1979 کے مطابق ایک ہزار 32 روپے فی مربع فٹ لاگت آتی ہے۔ اس طرح مزید بہتر اور زیادہ پائیدار اور زیادہ اہمیت کی

سڑکوں کے لیے فنڈز مہیا کرنے کی صورت میں T S T کی بجائے premix carpeting کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جس کی لاگت دو انچ موٹائی کے لیے تین تین روپے فی مربع فٹ آتی ہے یہ درست ہے کہ یونیورسٹی گیٹ سے بلال روڈ تک اور دوسری ملحقہ سڑکوں کے لیے ابتدائی تخمینہ مبلغ 46 لاکھ روپے تیار کر لیا گیا تھا۔ جو کہ بعد میں کمشنر کی ہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور یہ ہدایت ورلڈ کپ کے سلسلہ میں کی گئی تھی - کیونکہ ورلڈ کپ فیصل آباد میں ہو رہا تھا تو اس سے زیادہ سڑکیں بنانے کا منصوبہ تھا۔ مزید ملحقہ سڑکوں کو اس کے ساتھ کارپٹ کرنے کے لیے ترمیمی تخمینہ تیار کیا گیا - یہ درست نہ ہے کہ 80 فی صد رقم پیشگی ادا کی گئی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سڑکات کی کارپٹنگ باقاعدہ پلانٹ اور مشینوں کے ساتھ تسلی بخش طریقہ پر کی گئی ہے اور موقعہ پر کام مکمل ہونے کے بعد ٹھیکیدار کو ادائیگی کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' اسلام صاحب۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جو ورلڈ کپ کا روٹ بنا تھا اور دوسری بات جو جناب لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس سڑک کی کارپٹنگ معیار کے مطابق ہوئی ہے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے صرف وہاں پر ایک انچ' یا جہاں پر تین انچ گہرائی ہونی چاہیے تھی' وہاں پر کوئی پتھر نہیں ڈالا صرف اور صرف ایک سرکاری افسر کو' اور ایک سرکاری شخصیت کو اور اس کارپوریشن کے ٹھیکے دار کو نوازنے کے لیے اس کا پہلا ٹھیکہ سترہ لاکھ روپے کا ہوا تھا۔ پھر چوالیس لاکھ کا کیا گیا۔ پھر ننانوے لاکھ کا کیا گیا اور جناب سپیکر! یہ سڑک فیصل آباد کی وی آئی پی سڑکوں میں سے ہے۔ اس پر کسی قسم کی ضرورت ہی نہ تھی' جب کہ پورا فیصل آباد کھنڈر بنا ہوا ہے۔ وہاں پر سڑکوں کی حالت یہ ہے کہ وہاں پر گڑھے بنے ہوئے ہیں۔ یہ وی آئی پی روڈ کو صرف انھوں نے ایک ٹھیکیدار کو اور سرکاری افسر کو اور ایک سیاسی شخصیت کو نوازنے کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس کی انکوائری کی جائے۔ انکوائری کمیٹی بنائی جائے۔ اگر یہ بات ثابت نہ ہو تو جو آپ کہیں گے میں اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اصل میں جو تحاریک التوائے کار ہیں' صرف اتنی sense ذہن میں رکھتے ہیں کہ فاضل رکن ہیں' شہری علاقوں میں رہتے ہیں' وہاں مسائل ہیں۔ ان کو یہاں اسمبلی میں پڑھ دیا جائے گا' پریس میں آنے کا تو ان کے ووٹر کہیں گے کہ یہ ہمارے لیے کچھ کر رہے ہیں۔

otherwise یہ جو matter ہے' جس طرح آپ کہتے ہیں کہ یہ ہو گیا تو اس کے لیے ایک پروسیجر set ہے۔ یعنی آپ وہاں پر ایک درخواست دے سکتے ہیں کہ وہاں پر یہ بات ہوئی' انکوائری کمیٹی سی اینڈ ڈبلیو محکمہ بنا دیتا ہے۔ اس پر وہاں چیکنگ والے چلے جاتے ہیں جو میٹریل کو چیک کرتے ہیں۔ That is a separate procedure. تو یہاں پر کمیٹی چونکہ تمام چیز کی jurisdiction نہیں لیتی' لہٰذا The matter does not relate to a matter of recent occurrence, as the same position seems to be continue for some time. اس لیے یہ inadmissible ہے۔ It relates to a policy day to day administrative matter. اس لیے بھی یہ ناقابل پذیرائی ہے۔ لہٰذا منسٹر کی statement کے بعد میں اس کو dispose of تصور کرتا ہوں۔ آدھا گھنٹا ہو گیا ہے۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا۔

امن و امان اور دہشت گردی پر بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم آگے چلتے ہیں۔ آج لاء اینڈ آرڈر اور دہشت گردی پر بحث ہے۔ مجھے وہ فہرست دی جائے جو فاضل اراکین اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔

اپوزیشن کی طرف سے مجھے جو فہرست ملی ہے' اس میں ہیں، سید تابش الوری' سید عارف حسین بخاری' حاجی مقصود احمد بٹ' صاحب زادہ سعید احمد شرقپوری' بادشاہ میر خان آفریدی' ایس اے حمید صاحب' سردار امجد حمید خان دستی۔ یہ ہیں سات فاضل اراکین جن کی فہرست ملی ہے۔ گورنمنٹ سائیڈ سے بھی کوئی فہرست ہے؛ لاءمنسٹر صاحب۔ تاکہ میں ایک اُس طرف سے اور ایک اِس طرف سے بلاتا جاؤں۔ تو اس کا آغاز کریں گے جناب سید تابش الوری۔ جی' سید تابش الوری۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آج ہم دہشت گردی اور امن عامہ کے سنگین مسئلے پر بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ اور آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ حکم رانوں کی مسلسل غلط پالیسیوں کے نتیجے میں ایک طرف پورا ملک زبردست معاشی' سیاسی' معاشرتی انتزاع' انتشار اور اضطراب میں مبتلا ہے اور سیاسی محاذ آرائی اور انتقامی کارروائیوں نے کہرام بپا کر رکھا ہے اور دوسری طرف کراچی کے بعد اب پنجاب بھی خون ریز بدامنی' دہشت گردی' تخریب کاری اور سنگین جرائم کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر چودھری محمد وصی ظفر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

شوکت خانم میموریل ہسپتال کے بعد پھول نگر میں بم کا خوف ناک دھماکہ ہوا اور آج شیخوپورہ کے قریب بس میں ایک الم ناک دھماکہ ہوا ہے جس سے پورا صوبہ لرز رہا ہے اور عوام میں جان و مال کے عدم تحفظ کا احساس گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ان دھماکوں میں درجنوں نہتے' بےقصور اور معصوم شہریوں کی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ بچے یتیم' عورتیں بیوہ اور ہنستے بستے گھر اجڑے ہیں۔ اور خوف اور دہشت کی چادر پورے پنجاب پر تنی ہوئی ہے۔ ان دھماکوں میں جو افراد جاں بحق ہوئے ہیں ان کا خون حکومت کی گردن پر ہے' کیونکہ حکومت آئین کے تحت بنیادی طور پر ذمہ دار ہے کہ وہ ہر شہری کے جان و مال کا تحفظ کرے اور ملک میں ہر حالت میں امن و امان قائم رکھے۔ جناب سپیکر! آپ نے' ہم نے' وزیر اعلیٰ نے' وزراء نے حلف اٹھا رکھا ہے کہ ہم دستور کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے اور عوام کے بنیادی حقوق کی حفاظت کریں گے۔ جناب والا! آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دھماکے یکے بعد دیگر ہوئے ہیں تو اس کی سنگینی کا احساس اجاگر ہو گیا ہے۔ لیکن یہ دھماکے تو بہت پہلے سے جاری ہیں۔ گوجرانوالہ' سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں ایسی دہشت گردیاں اس سے پہلے مسلسل ہوتی رہی ہیں جن پر ہم نے مسلسل توجہ دلائی ہے۔ مسلسل احتجاج کیا ہے۔ مسلسل مطالبات اور تجاویز پیش کی ہیں۔ اور مسلسل اسمبلی کے اجلاس طلب کیے ہیں تاکہ اس بڑھتی ہوئی بدامنی اور جرائم کے فروغ کو روکنے کے لیے غیر معمولی اقدامات کیے جائیں۔ لیکن آپ نے دیکھا ہے کہ حکومت کی جانب سے اس معاملے کی سنگینی کے باوجود مسلسل غیر سنجیدہ' غیر مؤثر اور غیر دانش مندانہ روش اختیار کی گئی ہے۔ کبھی حکم رانوں نے ان دھماکوں اور دہشت گردی کے واقعات کو میاں شہباز شریف سے موسوم کیا ہے اور کبھی اسے فرقہ وارانہ جارحیت کا نام دیا ہے۔ کبھی اسے تخریب کاری قرار دیا ہے۔ تاکہ ان کی اپنی ذمہ داریاں دوسروں پر ڈالی جا سکیں۔ جناب والا! حکم رانوں کی جانب سے بارہا بڑھکیں ماری گئیں' دعوے کیے گئے کہ اب کوئی دھماکہ نہیں ہو گا' اب کہیں دہشت گردی نہیں ہونے دی جائے گی' ہم نے سب انتظامات مکمل کر لیے ہیں۔ ہم نے سب راستے روک دیے ہیں اور اگر پولیس نے کوئی کوتاہی کی تو ان کی بیلٹیں اتار دی جائیں گی۔ ان کو برطرف کر دیا جائے گا۔ ان کو گھروں میں بھیج دیا جائے گا۔ یہ دعوے' یہ بڑھکیں اب عوام کے لیے محض مذاق بن کر رہ گئی ہیں۔ حکومت جو اعتبار اور اعتماد کا نام ہوتی تھی اب بے اعتمادی کا نشان بنتی جا رہی ہے اور لوگوں کے ذہن سے حکومت اور قانون کا

خوف ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

جناب والا! مہذب معاشرے انسانوں کے تحفظ کے معاشرے ہوتے ہیں لیکن ہمارا معاشرہ جنگل کا معاشرہ بنتا جا رہا ہے جس میں طاقت کی حکومت ہے۔ جس آدمی کے پاس' جس گروہ کے پاس طاقت ہے' چاہے وہ کلاشنکوف کی ہے' چاہے وہ اقتدار کی ہے' چاہے وہ سیاست کی ہے' چاہے وہ بدمعاشی کی ہے' چاہے وہ شرافت کی ہے' اگر اس کے پاس طاقت ہے تو وہ زندہ رہ سکتا ہے ورنہ اس کے بغیر اسے سانس لینے کا بھی باعزت طور پر حق حاصل نہیں ہے۔ یہ معاملات اتنے سنگین ہو گئے ہیں کہ ہمیں تمام امور پر ترجیح دینی ہو گی کیونکہ اگر کوئی معاشرہ پرامن' مہذب اور محفوظ نہیں ہوتا تو نہ اس کی تاریخ محفوظ ہوتی ہے' نہ اس کی تہذیب محفوظ ہوتی ہے' نہ اس کی سیاست محفوظ ہوتی ہے' نہ اس کا حال محفوظ ہوتا ہے اور نہ اس کا مستقبل محفوظ ہوتا ہے۔ آج ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اس معاشرے کو محفوظ و مامون کرنے کے لیے اپنی تمام توانائیاں' اپنی تمام طاقتیں' اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کر کے کم از کم عوام کو جینے کا تو حق دیں۔ کم از کم انھیں اپنے گھروں میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کے تو مواقع دیں۔ یہ کیسا معاشرہ ہے جسے اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے اور وہاں اب شہری اپنے گھروں ہی میں نہیں بلکہ خدا کے گھروں میں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ جو ملک گھر کو تحفظ نہیں دے سکتا' اس کی حرمت کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور جو حکومت دستور کے تحت اپنی اس بنیادی ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکتی' وہ کم از کم حکومت کہلانے کی کسی طور پر مستحق نہیں ہے۔

جناب والا! اب ہم دیکھ رہے ہیں' آپ دیکھ رہے ہیں' پورا ملک دیکھ رہا ہے کہ حکمرانوں کے سارے دعوے جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں' سارے نعرے غلط نکلے ہیں' ساری بڑھکیں ضائع گئی ہیں۔ جرائم کم کہاں ہونے تھے' دن بدن ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کا خوفناک رقص جاری ہے۔ قتل و غارت' اغواء' اغواء برائے تاوان' عصمت دری' ڈاکہ زنی اور بدامنی کے شعلوں نے پورے صوبے کو جہنم بنا دیا ہے۔ وہ صوبہ جو کبھی امن کا گہوارہ تھا اب بدامنی کا انگارا بن گیا ہے اور لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ ہم کس قسم کی نااہل اور ناعاقبت اندیش حکومت کے چنگل میں گرفتار ہو گئے ہیں' جو اپنے گھر کو محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں' آدھا پنجاب حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہے' آدھے پنجاب نے تو آپ کو سرخرو کیا ہے' اس نے تو آپ کو ووٹ دیے ہیں' پنجاب کے ہر حصے میں آپ کے ووٹر موجود ہیں' آپ کم از کم انھیں کا خیال کریں۔

مخالفین کو انتقام کا نشانہ بنائیں، مخالفین کی فریادیں نہ سنیں، مخالفین کو درخور اعتناء نہ ڈالیں لیکن اپنے لوگوں کو، اپنے ووٹروں کو اپنے رائے دہندگان کو تو حفاظت فراہم کریں۔ ان کی ذمہ داریاں تو پوری کریں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت شاید اندھی اور بہری ہو چکی ہے کہ اس کے کانوں پر عوام کی فریادیں، زخمیوں کی سسکیاں اور مرتے ہوئے لوگوں کی کراہیں بھی اثر نہیں کر رہیں۔ ابھی حال ہی میں جناب وزیر اعظم صاحبہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ان دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے بھارت کا ہاتھ ہے اور اس کی ایجنسی را یہ دھماکے کرا رہی ہے اور ان کے پاس اس کے ثبوت بھی موجود ہیں۔ یہ اعتراف کافی نہیں ہے، صرف الزام کافی نہیں ہے، اگر آپ کے پاس ثبوت ہیں تو وہ سامنے لائیے۔ اگر آپ کو سازشوں کا علم ہے تو انھیں بے نقاب کیجیے، اگر آپ کے پاس مجرموں کی فہرست ہے تو انھیں رنگے ہاتھوں پکڑیے۔ اب لوگوں کو محض الزام تراشی کے ذریعہ بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ ان کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جا سکتی۔ ایک دفعہ بے وقوف بن سکتا ہے، آدمی دوسری دفعہ بے وقوف بن سکتا ہے لیکن ہمیشہ بے وقوف نہیں بن سکتا۔ اب عوام بیدار ہیں اور ان کی احتسابی قوتیں آپ کا تعاقب کر رہی ہیں۔ جناب وزیر اعظم صاحبہ، جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اب محض نعروں اور دعوؤں سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں اب نتائج چاہیئں۔ قوم بے چینی سے اس بات کی منتظر ہے کہ حکمرانوں کو اپنے دعوؤں کی دلیل دینی ہو گی۔ (پریس لابی سے شور و غل)

جناب چیئرمین (چودھری محمد وصی ظفر)۔ الوری صاحب! ایک منٹ۔ یہ اوپر سے کچھ شور کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ان سے گزارش ہے کہ ذرا خاموشی اختیار کریں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر!۔۔۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب چیئرمین! ابھی آپ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہیں اور پینل آف چیئرمین میں سے ہیں تو سپیکر تو آپ کو کہنا مناسب نہیں۔ بجائے سپیکر کے آپ کو جناب چیئرمین پکارا جائے تو بہتر ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار، یہ کیا بات ہوئی؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یہ صوبہ عوام کی خون پسینے کی کمائی کے اربوں روپے پولیس اور انتظامیہ پر خرچ کر رہا ہے۔ پولیس کو بے پناہ وسعت دے دی گئی ہے۔ انھیں نیا اسلحہ اور ٹرانسپورٹ فراہم کی گئی ہے۔ خفیہ ایجنسیوں کا جال پھیلا دیا گیا ہے اور انھیں بے شمار

شہنشاہی مراعات سے مالا مال کیا گیا ہے۔ پولیس کا بجٹ دو گنا ہو چکا ہے اور ہر سال اس میں غیر معمولی اضافہ کیا جا رہا ہے لیکن انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ جوں جوں صرفہ بڑھ رہا ہے اسی کی رعایت سے جرائم بڑھ رہے ہیں جوں جوں عملہ بڑھ رہا ہے دہشت گردی بڑھ رہی ہے جوں جوں مراعات بڑھ رہی ہیں عوام کو لوٹنے کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں ۔ حکمرانوں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے اپنے ذاتی مفادات کے لیے انتظامیہ، پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کو استعمال کریں گے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ انتظامیہ پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کو ذاتی اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے اور سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے وقف کر دیا گیا ہے ان کو جرائم روکنے کے اصل کام سے ہٹا کر پروٹوکول کی ڈیوٹیوں پر لگا دیا گیا ہے وزراء وی ۔ آئی۔پیز، مرکزی وزراء، صوبائی وزراء، مشیران گرام کی ایک فوج ظفر موج ہے ان کے تحفظ کے لیے تو پولیس موجود ہے لیکن غریب عوام کے لیے مزدوروں کے لیے کسانوں کے لیے جن کی نمائندگی کا یہ جماعت نام نہاد دعویٰ کرتی ہے ان کی حفاظت کا کہیں کوئی انتظام نہیں ہے ۔ جناب والا! آج ہی گجرات میں ......

جناب چیئرمین ، آپ کو کتنا اور وقت درکار ہے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں بڑی اختصار کے ساتھ اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! آج ہی گجرات میں نو افراد بیک وقت قتل کر دیے گئے۔

وزیر قانون، جناب والا! وہ گجرات میں نہیں بلکہ وہ شیخوپورہ کی بات ہے۔

سید تابش الوری ، نہیں۔ گجرات میں۔ وہ تو دھماکے کی بات ہے ۔ میں آج یہ گجرات کی بات کر رہا ہوں۔ وہاں ایک ہی خاندان کے نو افراد دن دہاڑے بیک وقت بے دردی کے ساتھ قتل کر دیے گئے اور مجھے یاد ہے کہ یہیں قائم مقام حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی صاحب نے جناب سپیکر سے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں مجرموں کا ایک ایسا گروہ ان کا تعاقب کرتا رہا ہے جس نے احمد مختار صاحب کی رہائش گاہ میں جا کر پناہ لی اور پولیس نے ان کو تحفظ دیا انہوں نے مطالبہ کیا کہ میں تو آج اللہ کے فضل سے بچ گیا ہوں لیکن جن لوگوں کو آپ نے چھوڑ دیا ہے وہ معلوم نہیں قتل و غارت گری کا کیا طوفان برپا کریں گے اور سنا ہے کہ اسی گروہ نے آج یہ نو قتل کر دیے ہیں ۔ جناب سپیکر! قانون ایک لمحے کے لیے ایک وقت کے لیے ایک گروہ کے لیے اور ایک پارٹی کے لیے نہیں ہوتا یہ سب کے لیے ہوتا ہے قانون کی آہنی گرفت کو سب پر مضبوط کیجیے سب کو بلا امتیاز احتساب کے شکنجے میں کسیے اور پولیس

اور انتظامیہ کو سیاسی اثر سے آزاد کر کے امن و امان کی حفاظت کا target دیجیے اور اگر وہ اس ٹارگٹ کو پورا نہ کر سکیں تو آپ کا حق ہے کہ ایسی نا اہل انتظامیہ اور ایسے نکمے افسر اور پولیس فورس کے افراد کو برطرف کیا جائے جو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بجائے رات دن اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف ہیں اور حکمرانوں کی چاپلوسی سے ان کا جو وقت بچتا ہے وہ مال بناتے ہیں یا مال بنواتے ہیں دولت کی ایک اندھی دوڑ ہے جس نے انہیں پاگل کر دیا ہے انہیں ایک جنونی گروہ بنا دیا ہے جو بے بس اور مجبور عوام کو رات دن لوٹنے تشدد کرنے بے حرمت کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حکومت کا کوئی ادارہ ان کا احتساب نہیں کر سکتا بلکہ اب تو عدلیہ میں پیش ہو کر انتظامیہ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم بے بس ہیں اور بااثر لوگ ہمیں اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داریاں پوری کرنے سے باز رکھے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! ایسی شکل میں میرا آپ کا اور پورے ہاؤس کا سب سے بنیادی فرض یہ ہے کہ ہم امن و امان کے قیام کے لیے بدامنی کو کچلنے کے لیے غیر معمولی اقدامات بروئے کار لائیں اور پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کو سیاسی اثر سے آزاد کر کے عوام کے تحفظ کے لیے مامور کریں ورنہ یاد رکھیں کہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا وہ اپنا فیصلہ صادر کرتا ہے اور آگے چلا جاتا ہے آج پنجاب سیاسی' معاشی اور امن و امان کی جانکنی میں مبتلا ہے عوام مہنگائی رشوت بدعنوانی اور لوٹ مار سے بیزار ہو چکے ہیں لاقانونیت کی زنجیریں پھیلتی جا رہی ہیں اور کلرک اساتذہ مزدور اپنے مطالبات کے لیے سڑکوں پر نکل آئے ہیں ----------

جناب چیئرمین : تابش الوری صاحب! مہربانی کریں آپ نے جو ٹائم کہا تھا اس سے سات منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں آخری جملہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمیں ایک مہذب قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو پھر یہ جو سیاسی انتقام اور ریاستی جبر کی جو بھٹیاں بھڑکائی جا رہی ہیں ان کو بجھانا ہو گا آئینی ذمہ داریاں پوری کرنی ہوں گی اور عوام کو پولیس اور انتظامیہ کی ناانصافیوں اور بدعنوانیوں سے محفوظ رکھنا ہو گا۔ جناب والا! ہم بتانا چاہتے ہیں ہم خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ تاریخ کا یہ اصول ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ کفر کی حکومت دیر تک رہ سکتی ہے لیکن ظلم کی حکومت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ ستم کار یہ عیار یہ غدار وطن اپنے سنگین جرائم کی سزا پائیں گے اور ہم کبھی پرورش ظلم نہ ہونے دیں گے سرکشی کی جو دھار پر انہیں لٹکائیں گے اور ہم انقلابات کے پرچم یہاں لہرائیں گے زندگی ایک

نئے روپ میں ڈھل جائے گی یہ مناظر یہ عناصر یہ گلستان کے نظام ہم جب آئیں گے تو صورت ہی بدل جائے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین ، ماشاء اللہ۔ آپ کا ایک فقرہ یہ ہے تو تقریر اس طرح ہوتی ہے۔

اب جناب سید عارف حسین بخاری صاحب نے تقریر کرنی ہے لیکن اب چھ بچاس پر وقفہ نماز ہے اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو وقفہ نماز کے بعد آپ اپنی تقریر کر لیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین ، اب سوا سات بجے تک کے لیے وقفہ نماز مغرب ہوتا ہے۔

(چھ بج کر اڑتالیس منٹ پر ہاؤس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کی گئی)۔

(وقفہ نماز مغرب کے بعد کی کارروائی)

(7.15 پر جناب قائم مقام سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سید عارف حسین بخاری صاحب!

سید محمد عارف حسین بخاری ، شکریہ' جناب سپیکر! نہ جانے غالب نے کن حالات میں کہا تھا:

رہیے اب کچھ ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا ایک گھر بنانا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو

لیکن آج یہ بات بالکل ہمارے حالات پر صادق آتی ہے۔ بستیوں سے وحشت ہونے لگی ہے بازار مقتل بن گئے ہیں گلی محلہ سڑک کوئی جگہ محفوظ نہیں ہے نہ خدا کا گھر محفوظ ہے' نہ ہسپتال نہ' ویرانہ محفوظ ہے' نہ بازار' نہ ذرائع سفر محفوظ ہیں نہ گھر کی چاردیواری۔ جائیں تو کہاں جائیں کریں تو کیا کریں؛ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ جناب والا قدر! سکتے کا عالم ہے مایوسیوں کے گھٹاٹوپ اندھیرے ہیں لاقانونیت اور موت کا رقص ہے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں ستم ہے حالات جس سمت ہم کو لیے جا رہے ہیں اور جس طرح ہمارے کارپردازان حکومت حالات سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں اس پر تو یہی کہہ سکتا ہوں ،

میرے شہر کو مقتل بنا دیا کس نے

سنا ہے اہل سیاست کی مہربانی ہے

جناب والا قدر! اس تشنگی میں ہمیں جن لوگوں سے چارہ سازی کی امید تھی' داد رسی کی امید تھی زخموں پر مرہم رکھنے کی امید تھی' جن کو ہم مسیحا سمجھتے تھے انہیں اپنے عشوہ و غمزہ سے اور اپنی فسوں طرازیوں سے ہی فرصت نہیں۔ جناب والا قدر! غیر نصابی سرگرمیوں نے ان کے شب و روز کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ادھر پورا صوبہ جہنم زار بنا ہوا ہے چوری چکاری جیسے معمولی واقعات کی تو کوئی اہمیت ہی نہیں اب تو بم دھماکے ہو رہے ہیں' ڈاکو شاہی ہے' راہ زنی ہے اغوا برائے تاوان ہے اور ایسے حالات میں ہمارے حکمران حالات سے آنکھیں بند کیے ہوئے نہ جانے کہاں کی سوچ رہے ہیں۔ اب کسی جگہ لاڈلوں کی نادانیاں ہیں اور کہیں اپنے پیاروں کی من مانیاں ہیں اس کی ایک تازہ مثال شاہد سیٹھی کا کیس ہے۔ جناب والا قدر! شاہد سیٹھی کے کیس میں ملاحظہ فرمائیں کہ جن محنتی افسروں نے شب و روز ایک کر کے اس کیس کی گتھی کو سلجھایا' مغوی کو بر آمد کیا' مجرموں کو بے نقاب کیا۔ افسوس کہ وہ لوگ آج بھی کھڈے لائن لگے ہوئے ہیں اور key پوسٹوں پر کون ہیں؟ جن کے پاس سفارش ہے یا خوشامد یا سفلی جذبات کی تسکین کا سامان۔ خدا را! سیاسی اثر و رسوخ کو در نہ آنے دیجئے۔ اگر سیاسی اثر و رسوخ انتظامیہ میں آجائے تو ایس پی اور ڈی سی کو حکمرانوں کی خوشامد اور چاپلوسی کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں رہتا اور جب صورت یہ ہو جائے تو پھر عوام بے چارے پریشان ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان مظلوم' بے بسوں' بے کسوں کی آہیں اور انکے نالے اللہ کے عرش پر تو پہنچتے ہیں لیکن ہمارے ان رنگیلے بادشاہوں کے کانوں تک نہیں پہنچ پاتے۔ جناب والا قدر! شاہد سیٹھی کیس میں جو مجرم تھے ان میں سے کوئی بھی گرفتار نہیں ہوا وہ دندنا رہے ہیں' دھاڑ رہے ہیں' چنگھاڑ رہے ہیں اور روزانہ اخبارات کی جلی سرخیوں میں ہوتا ہے کہ اس گروہ کے اکبر صوفی نے اور فلاں نے آج رات فلاں مقام پر شراب کی منڈی لگائی۔ آج فلاں جگہ ان کے اعزاز میں دعوت ہوئی اور انہوں نے وہاں پر مجرا دیکھا۔ جناب والا! یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ فقط اس لیے کہ ان کے سر پرست بہت مضبوط ہیں انتظامیہ ان پر ہاتھ نہیں ڈالتی اور اب تو صورت یہ ہو چکی ہے کہ اضلاع میں انتظامیہ حکمران پارٹی کے ممبران اسمبلی کے اشارہ ابرو کو دیکھتی ہے کہ ان کی منشاء کیا ہے؟ ان کی مرضی کیا ہے۔ جناب والا! میرے حلقے میں ایسے لوگ جو حکمران پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے' جن لوگوں کا ممبران اسمبلی کے ساتھ

نیازمندانہ رویہ نہیں ہے ان غریبوں پر جھوٹے مقدمات درج کیے گئے ' پرچے درج کیے گئے اور جائیں تو کس دروازے پر جائیں' کہاں پر دستک دیں؛ کوئی سننے والا نہیں ہے۔ جناب والا قدر! میں آپ کی وساطت سے حکمرانوں سے عرض کروں گا کہ جناب! اچھی روایات قائم کریں یہ وقت تو آنا جانا ہے ۔ اقتدار کبھی کسی کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہا۔

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
رو کر گزار یا ہنس کر گزار دے

یہ چند دن کی بات ہے خدارا اچھی روایات قائم کریں ۔ جناب والا قدر ! ہم حالات کا مرثیہ پڑھتے پڑھتے تھک گئے۔ آہ وفغاں کرتے بے بس ہو گئے، حکمرانوں کو متوجہ کرتے کرتے عاجز آ گئے لیکن ہمارے ارباب و بست و کشاد ہیں کہ یہ صم بکم عمی فہم لا یبصرون کی تصویر بنے ہوئے ہیں،

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

محترم! آج ہی ہمارے دوست رانا محمد اقبال خان سانحہ پھول نگر کے بارے میں بتا رہے تھے کہ جب پھول نگر میں بم دھماکہ ہوا ،بس میں بم پھٹا لوگ بس سے باہر نکلنے کے لیے بے تاب تھے چودہ لاشیں دروازے کے آگے بس کے اندر گتھم گتھا پڑی تھیں کہ وہ لوگ باہر نکلنے کی تگ و دو میں ایک دوسرے کے اوپر گرتے رہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں تھا ۔ آگ بجھانے کے لیے فائر بریگیڈ کی گاڑی نہیں تھی' کہاں گئی تھی؟ جائے حادثہ سے دس میل کے فاصلے پر ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کا گاؤں ہے اور میونسپل کمیٹی کی فائر بریگیڈ کی واحد گاڑی ان کے گاؤں میں ان کے راستے پر چھڑکاؤ کرنے گئی ہوئی تھی ۔ افسوس۔ مقام شرم ہے میرا دین وہ ہے۔ میرے کریم نبی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر کعبے کے پتھروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے کعبہ تو محترم ہے تیرا بہت مقام ہے لیکن تیرے سے مومن کا خون زیادہ محترم ہے۔ رسول اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک طرف کعبے کی عمارت گر رہی ہو ایک طرف انسان قتل ہو رہا ہو تو کعبے کو اس کے حال پر رہنے دو مرتے ہوئے آدمی کو بچا لو۔ اور قران کریم میں ہے کہ جس نے ایک جان کو بچایا وہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری کائنات پوری انسانیت کو زندگی بخش دی۔ جس نے کسی ایک جان کے ساتھ ظلم کیا وہ ایسے ہے جیسے پوری انسانیت کو اس نے ختم

تیغ کر دیا۔

جناب والا قدر ! بس میں بم کا دھماکہ ہوا' بس میں آگ لگی ہوئی ہے ذرا تصور فرمائیے کہ وہ کتنا دل دوز منظر ہو گا' کتنا کرب ناک منظر ہو گا کیسی صورت ہو گی بس سے شرارے اٹھ رہے ہیں' دھواں اٹھ رہا ہے' آگ بھڑک رہی ہے لوگ بیچارے باہر نکلنے کی کوشش میں ہیں۔ میں اخبار پڑھ کر اپنے آنسو ضبط نہیں کر سکا کہ ایک ماں کے پاس دو بچے تھے جب بس میں آگ بھڑکی تو اس نے ایک بچے کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا اور باہر ایک ریڑھی والے نے اس بچے کو اپنی گود میں لے لیا جو بچہ اس نے باہر پھینکا وہ بچ گیا اور دوسرے بچے کو ماں نے سینے کے ساتھ لگایا اور آگ کے شعلوں کی نذر ہو گئی آگ ماں کی ممتا کو متاثر نہ کر سکی اور ماں بچے کو سینے سے لگائے ماں بیٹا دونوں اجل کی آغوش میں چلے گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ کیونکہ وہاں پر فائر بریگیڈ نہیں تھا ان کو بچانے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی گئی اور ہمارے محترم وزیر اعلیٰ اسی راستے سے تشریف لا رہے تھے ایک میل کے فاصلے پر تھے اطلاع ملی کہ بم بلاسٹ ہو گیا ہے تو بجائے اس کے کہ وہاں تشریف لے جاتے آپ نے رخ بدل لیا اور اپنے گاؤں تشریف لے گئے اور سارا دن عید کی رنگینیوں میں گم رہے رات آٹھ بجے ہسپتال میں جا کر پوچھ رہے ہیں کہ جناب یہاں پر کوئی رپورٹر ہے ۔ ارے تجھے وہاں بھی فکر ہے کہ میری پریس کوریج ہو جائے۔ شرم کا مقام ہے افسوس کا مقام ہے۔ جناب والا! یہ ہے ہماری صورت حال کہ،

سانحے پہ سانحے ہوتے رہے
آپ پیہم تعزیت کرتے رہے
جان بحق ہوتے رہے ارباب ذوق
آپ فقط تعزیت کرتے رہے

جناب والا! ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کی ہر دلدوز سانحہ کے بعد ہر دکھ بھرے واقعہ کے بعد ایک نئی نویلی بڑھک اخبارات کی زینت بنتی ہے اور اب تو اگر اس دور حکومت پر کوئی thesis لکھے تو موت کا رقص' خون کی ندیاں اور سوکھی بڑھکیں ایک بہترین عنوان ہیں جن کے تحت شاید وہ پی ایچ ڈی بھی کرے تو اسے خاصا مواد مل سکتا ہے۔

جناب والا قدر ! میں عرض کر رہا تھا کہ ہر واقعہ کے بعد ایک نئی نویلی بڑھک زینت اخبار

بنتی ہے اور انتظامیہ کا رہا سہا وقار بھی ان سو کمی بڑھکوں نے ختم کر دیا ہے اور اب وزیر اعلیٰ صاحب کے بیانات شاید حکمران پارٹی کے اراکین کس نظر سے دیکھتے ہوں ' اپوزیشن کے اراکین اس کو جس نظر سے دیکھتے ہوں لیکن تانگے والے ریڑھی والے گلی محلے میں نائی کی دوکان پر وہ لوگ جب نکئی صاحب کا بیان اخبارات میں پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں فقط نوری نت اور مولا جٹ والا روائتی تصور رہ جاتا ہے۔ ان کے ذہنوں میں اور کوئی بات نہیں آتی۔ جناب والا! جب چیف ایگزیکٹو کی یہ حالت ہو جائے تو پھر سوائے اس کہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں اور کچھ باقی نہیں بچا۔ جناب والا قدر! کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن جیسے میرے پیش رو محترم تابش الوری صاحب نے فرمایا .... جناب والا! میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں اور میں بہت جلد اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیونکہ کافی مقرر ہیں آٹھ بھی بجنے والے ہیں میں چاہتاہوں کہ ....

سید محمد عارف حسین بخاری، چلیں میں اس کو ذرا مختصر کرلیتا ہوں اور آخری بات کرتا ہوں۔ جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس مؤقر ایوان میں اٹھنے والی آوازوں پر خدارا ان کو کھائیں کہ کان دھریں۔ ہم ماہ دو ماہ بعد یہاں معاہدہ تقاریر کر لیتے ہیں اور اس معاہدہ تقاریر کے بعد اپنے گھروں کو سدھار جاتے ہیں عملی قدم کوئی نہیں۔ اس اسمبلی کو ہم نے فقط debating club بنا کر رکھ دیا ہے۔ براہ کرم یہاں پر ہونے والی باتوں کا نوٹس لیا جائے اور آہنی ہاتھوں سے ظالموں کو ڈاکوؤں کو' درندوں کو' دہشت گردوں کو لگام دیں۔ اسلام میں یا تو قاتل کی سزا پھانسی ہے یا پھر دہشت گرد کی' راہزن کی سزا پھانسی ہے۔ براہ کرم آہنی ہاتھوں سے ان ظالموں کا گلا دبا دیں۔ ضرورت ہے ایک ایسے مسیحا کی جو زخموں پر مرہم رکھے۔ ضرورت ہے ایک ایسے ہمدرد کی جو لوگوں کو محبت دے سکے۔ ضرورت ہے ایک ایسے چیف ایگزیکٹو کی جو جائے وقوعہ پر پہنچ کر غریبوں کے ساتھ انصاف کرے ظالم کا گریبان نوچے' ظالم کا گلا دبوچے لیکن ہماری آنکھیں دیکھتے دیکھتے تھک گئی ہیں۔

میری جھکی نگاہیں تلاش کرتی ہیں
کوئی ضمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات

جناب والا! میں اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جناب وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ انتہائی شکریہ جناب سپیکر ! سب سے پہلے تو میں اپوزیشن اراکین کا مشکور ہوں کہ جب بھی اجلاس بلاتے ہیں تو وہ دہشت گردی پر یا امن عامہ پر بحث فرماتے ہیں ۔ یہ بڑی صحت مند بات ہے اس سے گورنمنٹ کو بھی اس کی کمزوریوں کا پتا چلتا ہے ' عوام کو بھی پتا چلتا ہے ۔ جناب والا! اس میں صورت حال یہ ہے کہ یہ تو ایک طے شدہ بات ہے کہ کوئی بھی گورنمنٹ یہ نہیں چاہے گی کہ اس کے دور حکومت میں بدامنی ہو بے چینی ہو اور دہشت گردی ہو یا امن عامہ کی صورت حال خراب ہو ۔ جو بھی حکومت ہو گی حتی الوسع عوام کو سہولتیں دینے 'عوام کا تحفظ کرنے ' عوام کو ہر طرح کے جرائم سے بچانے کی کوشش ہوتی ہے ۔ اس وقت جو موجودہ صورت حال ہے ہمیں اس پر غور کرنے کے لیے پیچھے بھی جانا پڑے گا اور موجودہ صورت حال کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ یہ جمہوریت ہی کی بدولت ہے کہ آپ نے دیکھا کہ کتنی کاوشوں اور کوششوں کے بعد کراچی میں حالات پہلے سے کتنے زیادہ پرسکون ہو گئے ہیں اور یہ اسی گورنمنٹ کو کریڈیٹ جاتا ہے۔ کیونکہ اب ملک میں جمہوری دور ہے جس کی وجہ سے حالات میں بہتری ہوئی ہے ورنہ سابقہ دور میں بھی جو حکومت رہی وہ اس مسئلے پر بری طرح سے ناکام ہوئی ۔ اس سے پہلے ملک میں مارشل لاء تھا وہ بھی بری طرح سے ناکام ہوئے ۔لیکن اس دور حکومت میں آپ دیکھیں سندھ میں ڈکیتیاں بھی ختم ہوئیں اور اب جو صورت حال ہے وہ کچھ بہتر ہے ۔ دشمن ممالک کے جو ایجنٹ کراچی میں یا اندرون سندھ ان کاموں میں مصروف تھے وہاں سے جب ان کا ناطقہ بند ہوا تو انھوں نے ادھر کا رخ کر لیا۔ کچھ دشمن کی نیت ہوتی ہے کچھ جمہوری قوتوں کے خلاف جو قوتیں کام کرتی ہیں ان کی جو نیت ہوتی ہے کہ اس طرح کی بدامنی اور بے چینی پھیلائی جائے ' اس طرح کی بدسکونی کی جائے۔ اس کا سب سے نازک ترین ٹارگٹ یہ ہوتا ہے کہ مڈل کلاس یا لوئر مڈل کلاس کو خوف زدہ اور ہراساں کیا جائے۔ اور اتنا زیادہ ہراساں کر دیا جائے کہ وہ مجبور ہو جائیں کہ وہ حکومت کے خلاف باہر سڑکوں پر واضح طور پر نکل آئیں۔ اور نہ صرف حکومت کو بلکہ سٹیٹ کو بھی عدم استحکام تک لانے کے لیے یہ تمام ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اگر آپ آج بھی ریشو واٹز دیکھیں تو ضیاء الحق کے دور میں جس قدر شدید دھماکے یا دہشت گردی ایک موقعے پر شروع ہوئی تھی اس نہج پر بھی ہم ابھی نہیں پہنچے۔ اور یہ درست ہونے کے باوجود بھی کہ ایسے نادار غریب یا درمیانے طبقے کے لوگ جن کا کسی طرح بھی کسی طرف کوئی تعلق نہیں وہ بیچارے جا رہے ہیں کسی طرف سفر کر رہے ہیں بس میں دھماکہ ہوا اور وہ

ساری بس اڑ گئی۔ بچے بھی اسی میں عورتیں بھی اسی میں اور یہ انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے۔ یہ اوپر نیچے عید سے پہلے اور فوراً بعد اب جو ہوا۔ لیکن ان کا جو aspect ہے کہ اس میں اس طرح نہیں ہے کہ انتظامیہ کی کوئی شدید کمزوری ہے یا حکومت کی کوئی ناکامی ہے۔ یہ بات اس طرح ہے کہ اس میں عوام بھی ساتھ دیں ' احتیاط کریں عوام کو ایجوکیٹ کیا جائے کیوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ ہوتا ہے وہ کہیں بازار میں رکھ کر چلے جائیں۔ جو دشمن کا ایجنٹ ہے اس کو اس طرح سے روکنا اب یہ تو نہیں ہے بس فلاں curtail کیا جاسکتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک میں جہاں پر بڑے بڑے security measures ہیں وہاں پر بھی یہ چیزیں ہو گئی ہیں۔ اس میں صورت حال یہ ہے کہ یہ تجزیہ بھی کرنا پڑے گا کہ ہم اس نہج پر پہنچے کیوں ۔ اور یہ تمام ہوا کیوں۔ اور اس کے پیچھے کیا عزائم ہیں ؟ آیا واقعی جو دشمن کے ایجنٹ ہیں وہی اس پر ہیں یا دشمن ممالک کی اور بھی کوئی قوتیں اندر سے ان کا ساتھ دے رہی ہیں۔ اس بات کو بھی مدنظر رکھنا پڑے گا جن کے عزائم خود یہ ہوں کہ ہم ہر حربہ تو استعمال کر چکے ہیں لیکن حکومت کو نہیں گرا سکے۔ اب چلو اسی طرح سے کرلیں شاید اسی طرح گرا لیں شاید اسی طرح لوگ تنگ ہو کر باہر نکل آئیں ' شاید اسی طرح یہ کام آگے کو بڑھے۔ یہ تمام چیزیں ہیں ادھر صبح سے تقاریر ہو رہی ہیں پہلے فاضل اپوزیشن لیڈر تقریر فرما رہے تھے اپنا کیا ہوا سب بھول گئے جیسے کہ ان کا خیال تھا کہ تمام قوم بھی بھول چکی ہے کہ اس دور میں کیا لوٹ مار ہوئی۔ کس طرح قومی خزانہ لوٹا گیا ' کس طرح رشوت ستانی کا بازار گرم تھا ' کس طرح پینتالیس پینتالیس پچاس پچاس پچپن پچپن سال کے تحصیل دار بھرتی کیے گئے ' کس طرح جرائم میں ملوث لوگوں کو اے ایس آئی اور انسپکٹر بھرتی کیا گیا ' قواعد میں نرمی کرنا ان کا ایک مشغلہ تھا۔ ان تک فائل جاتی نہیں تھی۔ مشین کی طرح سے ایک ڈپٹی سیکرٹری بیٹھا ہوا تھا جس نے ٹک مارک کرنا ہے کہ in relexation of all rules وہ تمام کچھ جو کیا ہے اس کا جو consiquence ہے وہ فوری طور پر تو ظاہر نہیں ہوجانا تھا ۔ یہ نا اہل لوگ ابھی تو تعینات ہی نہیں ہوئے ادھر کہا گیا کہ ایک ایک لاکھ روپیہ لے کے اے ایس آئی بھرتی کر دیا گیا۔ 1993ء سے لے کر اب تک ایک بھی اے ایس آئی بھرتی نہیں ہوا۔ وہ اپنا لاکھ لاکھ یاد کر کے تو نہیں ان کو وہ یاد آ رہی تھی۔ وہی یاد وہ دہرا رہے تھے یا ان کو ہائے وہ لاکھ یاد آ رہا تھا۔ کچھ سمجھ نہیں آئی بات کی کہ ایک بھی اے ایس آئی بھرتی نہیں ہوا۔ اور وہ رونا کس بات کا تھا وہ لاکھ کا رونا ہی تھا کہ ہائے میرا وہ لاکھ جو آنا تھا اور تو کوئی رونا نہیں ہوسکتا جناب ! یہ تو ریکارڈ کی بات ہے ہوا ہی نہیں جب

کچھ تو لاکھ پھر وہی یاد آئے گا۔ جب وہ لاکھ والا جو بھرتی ہوا ہوا ہے وہ آج کس اہلیت سے کام سرانجام دے رہا ہوگا اور وہ کیا نظم و نسق کرے گا۔ بویا ہوا ان کا جو آج اس قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اور ان کے سامنے آ رہا ہے۔ جب آپ جرائم پیشہ افراد نائب تحصیل دار اورتحصیل دار کریں گے وہ جو آج مجسٹریٹ بن بیٹھے۔ ان کو آپ انسپکٹر کریں گے جو کہ ڈی ایس پی ہوگئے۔ ان کو اے ایس آئی کریں گے جو سب انسپکٹر ہوگئے۔ اور جن کا معیار تھا نہ تجربہ تھا اور نہ ہی qualification تھی۔ relexation of rules میں یہ کیا کہ آدھے حلقہ 95 کے کر لیں اور آدھے باقی پنجاب میں بانٹ دیں۔ وہ تو بندر بانٹ تھی۔ اور آدھے بیچ دیں اور آدھوں سے جماعت کے لیے فنڈز اکٹھے کرلیں۔ یہ وہ تمام کی تمام چیزیں ہیں جو ہمارے آگے آ رہی ہیں۔پھر اس طرح کے کوئی جعلی سے کاغذ لندن پلان کوئی بنا کے وہاں سے ساتھ ہی لاکے انھوں نے وہ جون پڑھنے شروع کیے جس کی انگریزی بھی ابھی آپ لیپ چلا کر دیکھ لیں لکھی ہوئی بھی غلط پڑھی گئی۔ وہ تلفظ بھی غلط تھا شاید spelling بھی غلط ہی ہوں گے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میاں عبدالستار پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دہشت گردی پر جو بحث ہے اس کا اس سے کیا تعلق ہے کہ کاغذات وغیرہ اور اس طرح کی بات۔

چودھری محمد وصی ظفر، back ground وہی ہے نا اہلوں کی۔ میں بتاتا ہوں۔

میاں عبدالستار، back ground کیا - میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ یہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میاں صاحب سے کہیں کہ کھڑے ہو کر بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' This is no point of order میاں صاحب بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، ابھی تو جناب! میں نے دم پر پاؤں رکھا ہی نہیں تھا۔ میں تو اپنی طرف سے بڑی ہی ہلکی تقریر کر رہا تھا۔ اگر کسی کو بری لگی تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ جناب facts بیان کر رہا

ہوں اور اس کی back ground یہ ہے کہ یہ چیزیں ہیں دیکھیں جناب! جو ترمیم آج ہو گی ، ہم جب ہائی کورٹ بار میں وکیل کے طور پر تھے تو آئین میں 212 کی ایک ترمیم کردی ہم سڑکوں پر نکل آئے لوگوں نے ہمیں پوچھا کہ کیا ہوا ہے ۔ ہم نے انھیں کہا کہ یہ آپ کو دو سال بعد پتا چلے گا کہ کیا ہوا۔ اور پھر وہ پتا چلا اور سپریم کورٹ نے اپنی Judgement میں کہا کہ یہ تو شریعت بنچ بھی ایک مذاق ہے یہ شریعت کورٹ بھی ایک مذاق ہے ادھر تو جج کو بھیجنا ہی سزا ہے۔ یہ 400 صفحات کی Judgement ہے ۔ اور تمام ججوں نے یہی لکھا ہے کسی نے نہیں پڑھی ہو گی میں نے پڑھی ہے میرے پاس ابھی تک دفتر میں پڑی ہے۔ یہ میاں صاحب خود وکیل ہیں ان کو بھی بار ایسوسی ایشن کی کم از کم وہ آئینی ترامیم یا قانونی ترامیم کا کچھ پہلے سے پتا چلتا ہے۔ اگر ہم جیسے بے وقوف ہیں تو بڑے بڑے سمجھ دار بھی ہیں۔ جن کو پتا چلتا ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! انھوں نے آج تسلیم کر لیا کہ یہ بے وقوف ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ان کی برادری سے ہوں۔ (قہقہے۔۔۔۔۔)

اس میں جناب گزارش یہ ہے کہ جو چیز بھی آج ہوئی ہے اس کا اثر فوری طور پر تو نہیں ہونا اس کا اثر دو سال بعد ، تین سال بعد چار سال بعد بارہ سال بعد آ کے ظاہر ہو گا جب وہ صحیح طریقے سے زیر استعمال آئے گی جب وہ استعمال ہوتی چلی جائے گی تو پھر اس کا استعمال آئے گا۔ یہ اس طرح اسمبلی میں جعلی کاغذ پیش کر دیے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ سارا کچھ ہو گیا۔ اس کا بھی effect نکلے گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا میں اس لیے حوالہ دے رہا تھا کہ سیاست پچھلے دور میں ایسی کی گئی جو کہ جھوٹ پر مبنی تھی اور سچ کی سیاست پسند نہیں آتی۔ کسی میں حوصلہ نہیں تھا اخبار میں بیان اور عمل اور ۔باتیں اور عمل اور۔ اسی وجہ سے قوم نے انھیں رد کیا ۔ ادھر انھوں نے کہا کہ مسلم لیگ پنجاب میں۔ پتا نہیں کیا پنجاب کی۔ پنجاب نے تو مسلم لیگ کو رد کیا اور پنجاب سے نکالا۔ بلکہ کون سی مسلم لیگ کی بات کرتے ہیں یہ (ن) لیگ کی بات کریں۔ جو ایڈمنسٹریشن نے بنائی ، جو انتظامیہ نے بنائی جو اوپر سے اتری ، وارد ہوئی ، مارشل لاء میں سے پیدا ہوئی اس کی بات کریں۔ مسلم لیگ کا نام کیوں بدنام کرتے ہیں اس نے تو پاکستان بنایا وہ بے چارے ختم ہو گئے آپ تو ان کی ہڈیوں کو بھی رول رہے ہیں۔ آج پھر وہی کی وہی باتیں ہیں کہ لوگوں کو اسی طرح مداری ازم سے بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ jugglery سے بے وقوف بنایا جا رہا ہے کہ ہم تو جی بڑے پنجاب کے ، کیا آپ کے پنجاب میں ، ہم کوئی انڈیا سے آئے

ہیں۔ ہم بھی یہیں کی پیداوار ہیں یہیں کے سپوت ہیں باپ دادے سے یہاں کے رہنے والے اصل جانگلی کھوکھر ہیں۔ ہم سے بڑا پنجاب کا کون درد رکھے گا اور ہماری majority اسی طرح ہے یہ ہی after effects ہیں کہ ابھی تک انھوں نے وہ سیاست ہی نہیں چھوڑی۔ وہ کہتے ہیں اور یہ کوئی جرم ہے کہ ادھر وزیر اعظم سندھ سے ہے کیا سندھ پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ لاڑکانہ کا رہنے والا ہونا کوئی سیاسی جرم ہے ؟ یہ ایک عجیب بات ہے۔ یہ ایک تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں اور صوبائی عصبیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب نفرت پیدا کرنا ہے میرے پاس کیا آپ کل کے اخبار پڑھ لیں ان کے ایم این ایز' ایم پی ایز پرائیویٹ محفلوں میں بیٹھ کر کہتے ہیں اس ملک کو جمہوریت راس ہی نہیں آسکتی۔ ان کا ایم این اے طارق بانڈے کل امریکن سنٹر میں تقریر کر کے آیا کہ جمہوریت اس ملک کے لیے ہے ہی نہیں۔ یہ تو تیسری قوتوں کے راستے ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں تیسری قوت استعمال ہو اور کاٹھی ہم ڈال لیں یہ ان کی خواہشات ہیں' یہ ان کے مقاصد ہیں' یہ ان کے مطلب ہیں' اس وجہ سے یہ jugglery کرتے ہیں۔ انتہائی شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' Thank you very much سردار امجد حمید دستی۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر! مدت کی بات ہے یہ انگریزوں کے وقت سے پہلے کی بات ہے کہ کبھی سرخ آندھی آتی تو لوگ کہتے کہ کہیں قتل ہوا ہے اور کئی کئی سال کے بعد آندھی آتی اور یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی تھی کہ ایک انسان انسان کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے۔ پاکستان بنا انگریز چلے گئے اور انگریز کے جانے کے بعد یہ تاثر پیدا ہوا اور یہ تاثر صحیح تھا کہ یہ ملک امن کا گہوارہ ہو گا یہاں امن و انصاف ہو گا یہاں سب کو برابر کے مواقع میسر ہوں گے لیکن ہوا یہ کہ غریب پستا رہا' مزدور پستا رہا اور کاشتکار غریب پستا رہا کسی نے ان کی شنوائی نہیں کی نہ عدالتوں نے شنوائی کی' نہ پولیس والوں نے شنوائی کی اور نہ حکومت نے شنوائی کی۔ حالات زیادہ سے زیادہ خراب تر ہوتے گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جہاں لوگ امن تلاش کرنے کے لیے جاتے ہیں کہ مسجد میں چلے جائیں گے تو یہاں امن ملے گا۔ امام بارگاہ میں چلے جائیں گے تو امن ملے گا اور ہسپتال پہ کوئی حملہ نہیں کرنے گا اور جناب والا! آپ کو یاد ہو گا اور ان بے حس لوگوں کو بھی یاد ہو گا کہ بڑی بڑی جنگیں آئیں۔ جنگ عظیم اول' ورلڈ وار اس میں بھی کسی نے جان بوجھ کے کسی ہسپتال پہ حملہ نہیں کیا۔ جہاں ریڈ کریسنٹ کا نشان ہوتا تھا کوئی بمباری نہیں ہوتی تھی امن' چین ہوتا تھا لیکن یہاں یہ ہوا کہ یار لوگوں نے محض اس لیے کہ

کسی نے غلطی سے نعرہ لگا دیا کہ عمران خان وزیر اعظم تو عمران خان کے ہسپتال پہ بمباری شروع کر دی اور بے گناہ لوگوں کو، کینسر زدہ لوگوں کو جو علاج کے لیے آئے ہوئے تھے بے شمار لوگوں کو زخمی کیا اور کئی بیماروں کی جانیں لیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں "باغاں مڈ کے" یہ وصی ظفر صاحب "باغاں مڈ کے" کہہ رہے تھے کہ چونکہ آپ نے اسے ایس آئی بھرتی کیے تھے اور nominate کیے تھے اس لیے یہ بدامنی ہوئی اور اس کے اثرات سال کے بعد، دو سال کے بعد، پانچ سال کے بعد اب ظاہر ہوئے ہیں جب یہ پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے تو اسے وصی ظفر میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ان کے لیے تو qualifications تھیں کہ کم از کم ایف اے پاس ہو یہ تمہاری جیالوں کی جو فوج ظفر موج ہے جن میں نوے فی صد ان پڑھ آدمی ہیں ان کی تم نے وزراء کی قطار لگا دی۔ ان پڑھ آدمیوں کو ایڈوائزر بنا دیا ان کو political assistant بنا دیا اور پھر وہ کیا کریں گے یہی کریں گے۔ روزانہ آپ کی پارٹی میٹنگز میں یہ شکایات آتی ہیں کہ جناب والا! چپڑاسی سے لے کر کسی سیکرٹری تک کوئی ہماری بات نہیں سنتا۔ کیوں تمہاری بات سنے؛ تم ان پڑھ جیالوں کی کون سنے۔ تم تو لوٹ مار میں ملوث ہو۔ رنگ رلیاں منانے کے سوا تمہیں تو کام ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لالہ مہر لعل بھیل پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ جی لالہ صاحب۔

لالہ مہرلعل بھیل، جناب! میری گزارش ہے کہ پچھلا دور جو گزرا ہے ایک دوسرے پر نام لیتے ہیں جو وقت گزر گیا اچھی کر گئے بری کر گئے وہ کر گئے۔ آپ آج کی بات کریں آئندہ کی بات کریں پچھلی باتوں میں سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ' آگے آپ کو میں وقت دوں گا آپ یہ اپنی تقریر میں کریں۔

لالہ مہرلعل بھیل، اچھائی ہے' برائی ہے ایک دوسرے پر تنقید کر کے پنجابی میں ایک کہاوت ہے کہ "توں اپنی گٹھڑی سنبھال تینوں چور نال کی توں اپنی نبیڑ تینوں ہور نال کی"۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وصی ظفر صاحب۔

چودھری وصی ظفر ، آپ کے توسط سے دستی صاحب کی اپنی تعلیمی قابلیت اور رانا پھول صاحب کی تعلیمی قابلیت اور اس طرح کے دوسرے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں' This is no point of order. جی' دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب ان پڑھ جیالے قسم کے وزراء بھوربن میں رنگ رلیاں منائیں اور انھوں نے خود ہی تسلیم کیا ہے کہ بھوربن میں ساری رات لوگ ناچتے رہے' گانے گاتے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دستی صاحب! یہ آپ نام نہ لیں ویسے آپ کرتے رہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی ، نام نہیں لیتا آپ خود ہی سمجھ جاؤ۔ گزارش کی ہے کہ جناب سپیکر! اگر یہی طریقہ رہا ہر جگہ بمباری ہوتی رہی۔ وزیر اعلیٰ کے گاؤں سے دس میل کے فاصلے پہ ہوتی رہی اور کوئی ٹس سے مس نہ ہوا کسی کو جنازے میں شریک ہونے کی توفیق نہ ہوئی۔ کسی کو دعائے مغفرت کرنے کی توفیق نہ ہوئی اور پولیس والے ان کی حفاظت میں لگے رہے اور جو آگ بجھانے والے تھے وہ وزیر اعلیٰ کے گاؤں کی طرف چھڑکاؤ کرتے رہے کہ یہ پانی وہاں جائے۔ جہاں جہاں قتل عام ہوا نہ بجلی تھی نہ پانی تھا۔ یہ تو اب کا واقعہ ہے اور جناب سپیکر! عجیب بات ہے کہ یہ پے در پے واقعات عجب بات ہے' عجب حسن اتفاق نہیں کہتا یہ اتفاق کا حسن نہیں ہے یہ قوم کی بد بختی ہے کہ اگلے دن عید ہونی ہے لوگوں نے قربانیاں دینی ہیں ۔ لوگوں نے خوشیاں منانی ہیں ۔ اور یہاں یہ ہوا کہ عید سے ایک دن قبل پھول نگر میں لاشوں کے پھول گرائے گئے اور کوئی ٹس سے مس نہ ہوا اور سنیے کہ یہاں تحصیل نارروال میں ایک مقام ہے سنگترا یا سنگھترا کیا ہے وہاں کیا ہوا کہ ڈاکوؤں نے ڈرائیور کو گولی مار دی اور بس کو لوٹا ، لوگوں کو پتا تھا کہ یہ جیالوں کی حکومت ہے یہ ان پڑھ لوگوں کی حکومت ہے ' یہ بے حس لوگوں کی حکومت ہے ' یہ بے ایمان لوگوں کی حکومت ہے۔ یہ لوٹنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ تو انھوں نے ڈاکوؤں کو پکڑ لیا اور دو کو مار دیا اور ان کی لاشیں کھمبوں کے ساتھ لٹکا دیں۔ جب تیسرے کو بھاگ کر پکڑنے لگے تو پولیس والے سامنے آ گئے کہ کہیں اس کو بھی نہ مار دیں یہ ڈاکو تو ہمارا دوست ہے ۔ اس ڈاکو کو بچا لیا اور اس کو ساتھ لے گئے جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ وہ تیسرا ڈاکو جو لوگوں نے پکڑ کر دیا اس کے ساتھ وی آئی پی والا سلوک کیا گیا۔ کیونکہ وہاں کے ایس پی ڈاکوؤں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں منیر ازہر صاحب۔

چودھری محمد منیر ازہر ، جناب میرے فاضل دوست نے جس ڈکیتی کا ذکر کیا ہے اور جو دوست پولیس والے بتائے ہیں۔ انکوائری کرائی جائے کہ وہ کس دور کے بھرتی تھے۔ کیا وہ ہمارے دور کے

بھرتی ہیں یا ان کے دور کے بھرتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی دستی صاحب

سردار امجد حمید خان دستی ، میں پہلی کسی عید کا ذکر نہیں کر رہا اسی عید کا ذکر کر رہا ہوں۔ یہ عید کیا تھی ہمارے لیے تو یہ قیامت تھی اور جناب والا یہ تیسرا واقعہ ہوا کہ عید سے ایک دن پہلے ایک اے ایس آئی اس کے کنسٹیبل اور کچھ سویلین لوگ ان کے دلال وہ ایک غریب سیدزادے کو پکڑ لائے اور اس کے خلاف یہ الزام تھا کہ اس کے پاس شراب ہے ۔ ساری رات اس کو مارتے رہے ایک قطرہ شراب اس سے برآمد نہ ہوا۔ اس کی ٹانگیں توڑ دیں بازو توڑ دیے' گھٹنے توڑ دیئے 28 زخم تھے ۔ وہ زخموں سے چور چور ہو گیا بچنے کی امید نہ رہی تو اس کو تھانے سے جلدی جلدی بھیجا اور جب اس کے ورثا اسے ہسپتال لے گئے تو اس کی ہسپتال پہنچنے سے پہلے جان نکل گئی ۔ آپ حیران ہوں گے مجھے مظفر گڑھ کے لوگوں نے بتایا ہے کہ جب وہ غریب سید زادہ زخموں سے چور زخموں سے نڈھال پانی مانگتا تھا تو ایک اے ایس آئی جو اقبال فہیم نامی کہلاتا ہے جو اسے پکڑ کر لایا تھا اور جس کی ساری یہ شرارت تھی وہ اور اس کے ساتھی اسے کہتے ہیں کہ تجھے پیاس ہے اور بٹن کھول کر موتنا شروع کر دیتے تھے۔ یہ تو یزید نے بھی نہیں کیا ۔ ارے خدا کے قہر سے ڈرو اور ہمیں کہتے ہو کہ ہمارے اے ایس آئیز کی وجہ سے یہ ظلم وستم ہو رہا ہے ۔ اگر تم بند کرنا چاہو اور عیش و عشرت میں ملوث نہ ہو ۔ تمھاری تو یہ حالت ہے کہ ہمارے یہاں میچ ہو رہے تھے اورتم رنگ رلیاں منانے کے لیے اسی شازیہ خشک کو لے آئے اور شازیہ خشک خود خشک رہی لیکن سارے ہال کو پانی پانی کر دیا اور وہ ساری رات اپنے کپڑے سکھاتے رہے ۔ جناب سپیکر ! اب یہ حال ہے کہ عید کی قربانیاں اس طرح سے انھوں نے دی ہیں۔ جناب سپیکر ! مجھے رات یہ خبر ملی ہے کہ حضور والا! یہ آپ کی جماعت کے لوگ انھوں نے عید ایسے منائی کہ ایک لبنانی ٹیم [*****] اور جناب والا! آج شیخوپورہ میں بم کا واقعہ ہوا ہے۔

وزیر پارلیمانی امور ، میرے خیال میں یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔ یہ جو الزامات لگا رہے ہیں کہ [*****]

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

یہ الفاظ مناسب نہیں انہیں حذف کیا جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! سنگاپور چھوٹا سا ملک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں منیر ازہر صاحب!

چودھری محمد منیر ازہر، انھوں نے چسکے لے کر ذکر کیا ہے تو میں شعر عرض کروں گا کہ اب وہ خود بھی جھومنے لگے ہیں ان کے لیے ہے۔

دو قدم چل کر دکھا دو

لوگ قائل نہیں قیامت کے

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو اب پتا چلا ہے سب جانتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! ہم تو زبانی چسکے لیتے ہیں یہ تو اصل چسکے لیتے ہیں۔ ساری رات ناچتے ہیں' ساری رات گاتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ ہم چسکے لیتے ہیں۔ ہم مان لیتے ہیں کہ زبانی چسکے لیتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ چھوٹا سا ملک ہے۔ 26 میل لمبا اور 26 میل چوڑا اور وہاں ایک امریکن لڑکے نے شرارت کے طور پر کاروں پر رنگ ڈالنا شروع کیا مائیکل فے یا کچھ فے اس کا نام تھا وہ وہاں کے سکول میں داخل تھا۔ یہ کوئی پچھلے دو اڑھائی سال کی بات ہے۔ انھوں نے اس کو 8 کوڑوں کی سزا دی۔ ساری امریکن حکومت بلبلا اٹھی۔ سب نے کہا یہ امریکن شہری ہے اس کو کیوں اتنی سزا دی گئی کلنٹن کو اس میں دخل دینا پڑا۔ آپ حیران ہوں گے کہ انھوں نے معافی نہیں دی کلنٹن کے نام پر دو کم کر دیے اور اس کو ننگا کر کے اس کے چوتڑوں پر کوڑے لگائے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ یہ بمباری اور دہشت گردی بند نہیں کروا سکتے تو آپ کے چوتڑوں پر بھی بینت لگنے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، دستی صاحب آٹھ بجنے والے ہیں میں لاء منسٹر سے پوچھتا ہوں کہ کیا ٹائم بڑھا دیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! اب wind up کرنے کی اجازت دیں۔ میں 5 ,10 منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' امجد حمید دستی صاحب دس منٹ تک ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، چین میں جو سب سے بڑی افیونی قوم تھی انھوں نے کہا کہ یہاں کوئی

افیون نہیں کھائے گا۔ انھوں نے دو تین سو ہزار آدمیوں کو لٹکا دیا تھا۔ کوئی وہاں پر افیونی نہ رہا۔ اگر سزا نہیں دو گے تمھارے پولیس والے ڈاکوؤں سے ملے ہوں گے، تمھارے ایم پی ایز اور ایم این ایز ملے ہوئے ہوں گے تمھارے وزراء ملے ہوئے ہوں گے تمھاری سفارشیں ہوں گی تو لاء اینڈ آرڈر کس طرح قائم ہو گا کس طرح کسی مظفر گڑھ کے غریب سید زادے کو پولیس کے ظلم و ستم سے بچایا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے تو ڈر ہے کہ کسی دن آپ کی کرسی کے نیچے اگر بم رکھ دیا گیا تو آپ بھک سے اڑ جائیں گے اور ساتھ ہم بھی اڑ جائیں گے۔ تو اس لیے مہربانی کریں، ان کو سمجھائیں کہ یہ انسان بنیں۔ یہ رنگ رلیاں بند کریں اور یہ جو لاء اینڈ آرڈر کی سچوایشن ہے، اس سے بد تر سچوایشن کبھی کسی ملک میں ہوئی ہے اور نہ ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی، اور عمران خان کا ذکر آیا تو "نیوز ویک" والوں نے کہا،

"A politically clean man in a dirty country".

politically clean ٹھیک ہے۔ Though politically novice لیکن یہ بات انھوں نے آپ کی وجہ سے کہی ہے کہ This is a dirty country, because you are dirty. You have made us dirty. اور خدا آپ سے پوچھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی، شکریہ۔ لالہ مہر لال بھیل۔

وزیر قانون، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو صبح سے بیٹھے ہیں اور ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ وائنڈ اپ کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر قانون، میں یہی عرض کر رہا تھا۔ اگر آپ اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ وائنڈ اپ کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، اگر اجازت دیں تو میں وائنڈ اپ کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر، رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! مقررین کی فہرست میں میرا نام بھی ہے اور میرے حلقے میں وہ بم

دھماکہ ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میری بات سنیں۔ نام تو ابھی کافی ہیں۔ آپ کا بھی ہے اور حاجی مقصود احمد بٹ کا بھی ہے' سعید احمد شرق پوری کا بھی ہے۔ مسٹر بادشاہ میر خان آفریدی کا بھی ہے۔ ایس اے حمید صاحب کا بھی ہے۔

رانا محمد اقبال خان ، آدھا گھنٹا بڑھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میری بات تو سنیں۔ مسئلہ یہ ہے۔ اسی لیے میں شروع میں آپ کو احساس دلاتا رہتا ہوں کہ یہ غیرضروری پوائنٹ آف آرڈر اور اس طرح کی باتوں سے اجتناب کریں۔ دیکھیں' آپ کا ٹائم تو یہی تھا کہ آج لاء اینڈ آرڈر اور دہشت گردی پر بحث کرنی ہے۔ اب ہوتے ہوتے جو وقت تھا وہ میرا خیال ہے کہ تقریباً ساڑھے چھ بجے تابش الوری صاحب نے تقریر شروع کی ہے' اندازاً۔ اس طرح ڈیڑھ گھنٹا۔ درمیان میں نماز کا وقفہ بھی آ گیا۔ تو آگے بھی آپ کے دن آئیں گے تو میری یہی استدعا ہے کہ آپ ٹائم کو ضرور مد نظر رکھا کریں۔

سید تابش الوری، رانا صاحب نے تحریک التوائے کار بھی دی ہے۔ ان کے حلقے میں یہ بم دھماکہ ہوا ہے۔ یہاں ستر آدمی جاں بحق ہوئے ہیں۔ انھیں صرف دو منٹ آپ دے دیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کو ٹائم دے دیں' پھر وائنڈ اپ کرا دیں۔

سید تابش الوری، دوسرے relevant نہیں ہیں'یہ تو relevant ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلیں' پانچ منٹ ہم رانا صاحب کو دیتے ہیں۔ جی' رانا اقبال صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! عوام کے جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔ لیکن ہمارے صوبے میں خصوصی طور پر لاء اینڈ آرڈر کی جو پوزیشن اس وقت ہے اس سے لگتا ہے کہ جس طرح کہ بسوں میں لکھا ہوتا ہے کہ سواری اپنے سامان کی خود حفاظت کرے گی' مجھے لگتا ہے کہ اب ہم سب کو اپنی جان کی حفاظت کے لیے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا' چونکہ میرے خیال میں حکومت اس معاملے میں مکمل طور پر فیل ہو چکی ہے۔ افسوس ہوتا ہے اور بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہمارے اسی ضلع سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا تعلق ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اخبارات کے مطابق پچھلے دنوں میں پڑھ

رہا تھا کہ اخبار نے لکھا ہے کہ ۲۹ ڈکیتیاں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے حلقے میں ہوگئیں اور ان میں سے میرے خیال میں اب تک شاید ہی کوئی برآمد گی ہوئی ہو۔ دن رات ڈکیتیاں' لوٹ مار۔ جدھر بھی دیکھیں' ہسپتال بھی محفوظ نہیں۔ مساجد بھی محفوظ نہیں۔ یہاں تک کہ اب بس بھی محفوظ نہیں تو لوگ جائیں تو جائیں کہاں اور میرے حلقے میں جو ایک الم ناک واقعہ ہوا' انتہائی افسوس ناک واقعہ ہوا جسے کہ دیکھنے کے بعد لوگوں کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ اور افسوس ہے' ہمارے دوستوں نے اس کا ذکر کر دیا۔ میں بھی آپ کا کوئی زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ ستر آدمی جو بےچارے وہاں شہید ہوئے' جل کر ان میں سے اکثر راکھ ہوئے اور کچھ جو بچے جن کی ہڈیاں تھیں ان کو دفنایا گیا ان کو کفن دیا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو ہیں وہ نزدیک ہی کوئی دس میل کے فاصلے پر اپنے گاؤں میں رہے اور ان سے اتنا نہ ہو سکا کہ وہ ان شہداء کے لیے' ان کی دعا کے لیے' یا ان کی نماز جنازہ میں ہی شامل ہو جاتے۔ کتنے افسوس کی بات ہے جناب سپیکر! اور اس قسم کا آج بھی ایک دھماکہ ہوا ہے۔بڑا افسوس ناک ہے اور آئندہ محرم الحرام آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارا دشمن کوئی ایسی کارروائیاں مزید کرے جس پر حکومت کو کڑی نظر رکھنی چاہیے اور اس کا فوری طور پر کچھ تدارک ہونا چاہیے۔ جب کہ وزیر اعلیٰ خود فرما رہے تھے' اخبار میں تھا' کہ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ تین سو افراد بھارت سے پاکستان میں کسی منصوبے کے تحت داخل ہو چکے ہیں۔ تخریب کاروں کے داخلے کا ان کو علم ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ کوئی مؤثر اقدامات نہیں کر سکتے تو پھر کس چیز کی حکومت' کس بات کی حکومت جناب عالی! تو کس سے ہم انصاف مانگیں' کس کو ہم پکاریں؟ اللہ کے سوا میرے خیال میں پنجاب اور پاکستان کے لیے یہ حکومت تو کچھ نہیں دے سکتی۔ نہ کسی کا تحفظ کر سکتی ہے' نہ کسی کو حفاظت فراہم کر سکتی ہے۔ نہ یہ جان و مال کی حفاظت کر سکتی ہے۔ نہ یہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ ان کو ذرا تنبیہ کر دیجیے کہ کم از کم محرم کے مہینے کے لیے اپنے انتظامات مکمل کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب افضل حیات صاحب' وزیر قانون۔ وائنڈ اپ کریں۔ کتنا ٹائم آگے کر دوں۔

وزیر قانون ، میں تقریباً دس منٹ لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آٹھ بج کر بیس منٹ تک ہاؤس کے وقت میں توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر قانون، تقریر کرنے کے بجائے صرف چند ایک پوائنٹس ہیں جن پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، للہ مہر لال بھیل! آپ بیٹھ جائیے۔ کیونکہ جب میں نے آپ کو بلایا تھا اس وقت آپ نے توجہ ہی نہیں دی۔ اب لاء منسٹر صاحب بات کریں گے۔ ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! موجودہ امن عامہ کی جو صورت حال ہے' اس کے متعلق اگر آپ ماضی پر کچھ نظر ڈال کر لائیں تو ۱۹۸۵ء تک ایک صورت حال بنتی ہے کہ ایک normal crime study ہوتی رہی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۹۱ء میں آ کے کرائم ریٹ میں' قتل میں بھی' ڈاکے میں بھی' ہر چیز میں یک دم بہت اونچا shoot کیا۔ اور ۱۹۹۱ء میں آ کے کرائم کئی گنا بڑھ گیا۔ اس کے چند ایک محرکات تھے۔ کچھ ایسے محرکات تھے جن پر صوبائی حکومت قابو پا سکتی تھی۔ کچھ ایسے محرکات تھے جن پر قابو نہیں پایا جا سکتا تھا۔ ایک تو افغان جنگ کے بعد اسلحہ جو ایک بہت بڑی تعداد میں پاکستان میں آیا۔ ہیروئن کی سمگلنگ بڑھی اور وہاں سے دہشت گردوں اور مجرموں نے تربیت لے کر پاکستان کا رخ کیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہاں گراف دکھایا تو نہیں جا سکتا۔ اگر گراف دیکھیں تو ۱۹۹۱ء میں اگر آپ قتل ہی لے لیں تو تقریباً ۲۵ سو تک پہنچے۔ اور اس سے پہلے ۸۵ یا ۸۳ میں دو ہزار تھا۔ تو یہ یک دم کرائم میں بہت ہی تیزی آ گئی جس میں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے' اسلحہ کا وافر مقدار میں آنا' ہیروئین کی سمگلنگ اور سب سے بڑھ کر غلط لوگوں کو پولیس اور انتظامیہ میں بھرتی کرنا۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کی بھرتی کی وجہ سے آج ابھی تک ہم ان مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ میں یہاں پر موجودہ حکومت جو کہ اکتوبر 1995ء میں آئی اس سے پہلے کا اور اس کا تقابل آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جولائی سے ستمبر 1995ء تک 1282 قتل ہوئے۔ اکتوبر سے دسمبر تک 1050 قتل ہوئے۔ یعنی کہ اگلے تین ماہ میں 232 قتل پہلے سے کم ہوئے۔ یہ تو نہیں کیا جا سکتا کہ یکدم وارداتوں کو اور ان جرائم کو روک دیا جائے لیکن ان میں کچھ اقدامات ایسے کیے گئے کہ جن کی وجہ سے جرائم میں کمی آنی شروع ہو گئی۔ اسی طریقہ سے attempted murder جولائی اور ستمبر کے درمیان 1828 تھے جبکہ اکتوبر اور ستمبر کی سہ ماہی میں 1556 تھے۔ یعنی کہ 272 کی کمی ہوئی۔ اسی طریقے سے دوسرے ریپ میں بھی اور کڈنیپنگ میں بھی کمی آئی۔ جبکہ جولائی اور ستمبر کے تین ماہ میں 9750 crimes against person ہوئے' اکتوبر اور ستمبر کی سہ ماہی میں 7819 ہوئے یعنی کہ 1886 کی کمی ہوئی۔ اسی طریقے سے crimes against property میں جولائی اور ستمبر کے درمیان 4576 وارداتیں ہوئیں جبکہ اکتوبر اور دسمبر کے درمیان

3839 ہوئیں یعنی کہ 737 کی کمی آئی۔ اسی طریقے سے 1995ء کی پہلی سہ ماہی میں 29 گینگ پکڑے گئے جبکہ 1996ء کی سہ ماہی میں جنوری سے لے کر مارچ تک 43 گینگ پکڑے گئے یعنی کہ 14 گینگ پہلے سے زیادہ پکڑے گئے۔ اسی طریقے سے 1995ء کی پہلی سہ ماہی میں 133 arrest ہوئیں جبکہ 1996ء کی پہلی سہ ماہی میں 223 arrests ہوئیں۔ اس طرح پہلے سے 90 زیادہ arrests کی گئیں جو کہ جرائم پیشہ تھے۔ تو اس سے ثابت کرنا مقصود تھا کہ جو عام کرائم ہے اس پر واقعتاً کنٹرول کیا جا رہا ہے اور پچھلے چھ ماہ سے موجودہ چھ ماہ میں کرائم کا جو ریٹ ہے وہ پہلے سے بہت کم ہوا ہے۔ جہاں تک دہشت گردی کا سوال ہے پہلے یہ دہشت گردی soft valley سمجھ کر کراچی میں کی جا رہی تھی اور پھر جب وہاں پر کنٹرول ہوئی تو وہی را کے ایجنٹ جو پہلے کراچی میں دہشت گردی میں ملوث تھے انھوں نے اب پنجاب کا رخ کیا ہے اور اب یہ لہر پنجاب میں آ گئی ہے۔ اس کا بھی تدارک بڑی سنجیدگی کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور کئی اقدامات کیے جا رہے ہیں جس کی اب امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دہشت گردی پر بہت حد تک قابو پا لیا جائے گا۔ کئی دہشت گرد پکڑ بھی لیے گئے ہیں جن کا تعلق ایم کیو ایم سے بھی بتایا جاتا ہے' را سے بھی بتایا جاتا ہے۔ اصل میں یہ سب وہی ہیں کہ جو پہلے کراچی کو ایک soft valley سمجھ کر وہاں پر وارداتیں کر رہے تھے اب انھوں نے پنجاب کا رخ کیا ہے اور آج بھی اور گزشتہ دنوں میں بھی دو دھماکے بسوں میں ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے شوکت خانم ہسپتال میں ایک دھماکہ ہوا ہے۔ اس کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ anti terrorist کارروائی کی جائے۔ اس کے لیے عام پرسنل کیریئر اور دیگر خصوصی سامان مہیا کیا جا رہا ہے۔ امن عامہ کے ضمن میں پیدا ہونے والی کسی بھی صورت حال پر سپاہ کے تحفظ کے لیے اے۔ پی۔ سی گاڑیاں حاصل کی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ رات کے وقت دیکھنے کی صلاحیت' بلٹ پروف جیکٹوں سے ملبوس اور خود کار اسلحہ سے لیس سطح پر تعینات متعدد دستوں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جو کہ کسی قسم کی دہشت گردی سے فوری طور پر نمٹنے کے لیے نہ صرف تیار ہوں گے بلکہ دہشت گردوں کو کنٹرول کرنے کے لیے مکمل صلاحیت کے حامل بھی ہوں گے۔ ان کو ٹریننگ بھی دی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں پنجاب پولیس نے اپنے ٹریننگ سکول اور سنٹرز کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے کالج کی فوری ضرورت کے پیش نظر ایک کروڑ روپے کی خصوصی گرانٹ دی جس سے کالج کی کارکردگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ مزید برآں امن کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

غریب عوام کی قلت میں داد رسی کو یقینی بنایا گیا ہے اور ادھر جو بھی اپنی رپورٹ درج کرانے کے لیے جاتا ہے تو اس کی ایف آئی آر یقینی طور پر درج کی جاتی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے جو رجسٹرڈ کیسز ہیں وہ ابھی بھی کافی زیادہ نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ مجرمان پر گرفت مضبوط کی جائے اور پولیس کو چوکنا اور اس کو بروقت حرکت میں رکھا جائے۔

تو میں یہاں پر آخر میں یہی عرض کروں گا کہ پہلے جو عام امن عامہ کی صورتحال ہے اس پر اس ششماہی میں پہلے سے صورتحال بہت حد تک بہتر ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آنے والے وقت میں اس کو اور زیادہ بہتر کیا جائے گا۔ جہاں تک دہشت گردی کا سوال ہے اس کو روکا جائے اور دہشت گردوں سے نمٹا جائے۔ اس کے لیے عوام کا تعاون بھی چاہیے' اپوزیشن کا تعاون بھی چاہیے اور ایڈمنسٹریشن کا تعاون بھی چاہیے۔ اس کے لیے ہم سب کو مل کر کام کرنا پڑے گا کیونکہ یہ ملک دشمن عناصر کی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ اس میں وہ کشمیر کی طرف سے بھی re-act کرتے ہیں۔ جب وہاں پر مسئلہ تیز ہوتا ہے تو اس کو re-act کرنے کے لیے وہ پنجاب میں دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹائم دو منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون، تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کے توسل سے ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دہشت گردی پر بھی قابو پا لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اقبال خاکوانی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے تبرکاً ایک چیز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک بزرگ سے ایک موقع پر' یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی' مجھے انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا جو چہرہ بنایا ہے' کبھی اس پر غور کریں کہ یہ چہرہ پوری دنیا کو دیکھ سکتا ہے اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم کو اور اپنے سامنے مدمقابل تمام نظر آنے والی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے اگر نہیں دیکھ سکتا تو یہ اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ پھر انہوں نے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ بیٹا! اگر آپ کے چہرے پر کہیں کوئی داغ لگ جائے یا کوئی کالک لگ جائے تو جو آدمی اس کو point out کرے گا

دراصل وہ آپ کا دوست ہو گا کیونکہ وہ کالک آپ خود نہیں دیکھ سکتے اور جو آپ کو point out کر رہا ہے کہ آپ اس کو صاف کرلیں۔ جناب سپیکر! تبرکاً یہ ایک کہاوت سناتے ہوئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت ملک میں بالعموم اور بالخصوص ہمارے پنجاب میں اور لاہور کے اردگرد میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ حکومتی ارکان کی دلچسپی کا آپ اندازہ لگالیں کہ سینئر منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ جس منسٹر صاحب کے پاس ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ ہمارے ہوم ڈیپارٹمنٹ یا پولیس کے بالا افسران یہاں تشریف نہیں رکھتے اور پھر اتنے شریف ترین ہمارے لاء منسٹر ---------

جناب قائم مقام سپیکر ، پانچ منٹ کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! مجھے بہت ہی افسوس ہو رہا ہے کہ وہ ایک لکھے لکھائے الفاظ پڑھ رہے تھے اور ان کی روانی میں انہوں نے کہہ دیا کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پچھلے وقتوں سے اس سہ ماہی میں بہت بہتر ہوئی ہے۔ جناب والا! میں نے اکثر اس پلیٹ فارم سے گزارش کی کہ کیا اتنے اہم topic کو ہم ان دیواروں کو سنانے کے لیے آتے ہیں۔ آج آپ اندازہ لگائیں کہ ------

وزیر پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ ان کا تو نام مقرروں میں نہیں ہے۔

MINISTER FOR PARLIAMENTRAY AFFAIRS: Sir,

The proceedings should be regulated by some rules Your honour have to follow some rules and the proceedings are to be regulated under the rules.

HAFIZ MOHAMMAD IQBAL KHAN KHAKWANI: I was on a point of order

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! یہ privilege آپ کا ہے۔ آپ مجھے کہہ سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرے خیال میں اب ٹھیک ہے۔ آپ نے بڑی بات کر دی۔ آپ تو تقریر کر رہے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، نہیں۔ نہیں۔ میں نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے آپ کی بات سنی ہے اور یہ بہت اچھی ہے۔ میں نے اس کو نوٹ کیا ہے تو چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر آج بحث ہونا تھی۔ اس پر بحث پوری نہیں ہو سکی تو میں اس بارے میں آج ایک خاص بات کرنی چاہتا ہوں۔ خاکوانی صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے۔ تو خاص طور پر میں گورنمنٹ پارٹی کو ، منسٹر پارلیمانی امور کو خصوصاً قائد ایوان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت حزب اقتدار کے کل چھ حضرات تشریف فرما ہیں۔ دو وزیر ہیں وزیر قانون اور وزیر پارلیمانی امور اور ایک ہیں اظہر حسن ڈار جو میرے خیال میں سپیشل اسسٹنٹ ہیں۔ خلیل الرحمٰن چشتی صاحب ہیں وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور صفدر امتیاز صاحب ہیں اور ایک لالہ مہر لال بھیل ہیں۔ یہ کل چھ شخص ہیں جبکہ وزراء کی فوج ظفرموج ہے اور سپیشل اسسٹنٹ اور ایڈوائزر پارلیمانی سیکرٹری ۱۵۲ کے قریب ہیں اور قائد ایوان کا یہ بیان تھا کہ جو کوئی اجلاس میں حاضر نہ ہو وہ مجھے وجہ بتائے کہ وہ کیوں حاضر نہیں ہے تو میں یہ صرف اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کم از کم اخبارات والے اور باتیں تو بڑی لکھتے ہیں لیکن یہ بھی لکھ دیں کہ کل چھ آدمی حاضر تھے اور ان کے یہ نام ہیں۔ اسی طرح میں اپوزیشن کی طرف آتا ہوں۔ جب شہباز شریف صاحب نے آنا تھا اس وقت پوری حاضری تھی۔ تقریر میں بھی بڑی حاضری رہی لیکن اس وقت بھی ان کی حاضری حزب اقتدار والوں سے بہتر ہے لیکن مارک پر نہیں ہے کیونکہ میرے خیال میں صرف سترہ یا اٹھارہ فاضل اراکین تشریف فرما ہیں میں ان کے نام اس لیے بول رہا ہوں تاکہ پریس والے لکھ لیں۔ عطا محسن کھوسہ صاحب ہیں۔ اقبال خاکوانی صاحب ہیں۔ ڈاہا صاحب ہیں شمس حیدر صاحب ہیں۔ رانا اقبال صاحب ہیں۔ سعید احمد شرقپوری ہیں خواجہ ریاض محمود صاحب ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب ہیں۔ عمران مسعود صاحب ہیں۔ ایس اے حمید صاحب تشریف فرما ہیں۔ منشاء اللہ بٹ صاحب ہیں۔ تابش الوری صاحب ہیں۔ عارف حسین بخاری ہیں اور میاں عبدالستار ہیں۔ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ادھر تو ہم کہتے ہیں کہ اجلاس نہیں ہوتے اور اجلاس بلا لیا جائے۔ ایمانداری کی بات ہے کہ میرا دل یہ کرتا ہے کہ جس قدر امن و امان اور دہشت گردی پر بولنے کی ضرورت ہے پہلے کبھی اس قدر نہیں تھی اگر یہاں پر اقتدار والے بھی ہوتے وزراء بھی ہوتے تو میں تو سیشن کو رات کے بارہ بجے تک چلانے کو تیار ہوں قطعاً مجھے اس سے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر ہم باتیں یا تقریریں کریں بھی تو اس کا اثر کیا ہو گا کچھ بھی نہیں ہو گا تو اس لیے میں چاہتا ہوں اور خاص طور پر میں اپنے بھائی

پارلیمانی امور کے جو وزیر مملکت صاحب ہیں اور وزیر قانون سے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس بات پر کچھ عمل کریں مجھے یقین ہے کہ آپ کو بھی میری طرح احساس ہے آپ بھی ان ہی لائن پر سوچیں لیکن کچھ کریں کچھ علاج کریں انہیں کچھ احساس دلائیں تو لہذا اب اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس)

جمعرات' 9- مئی 1996ء

(پنج شنبہ 20 ذوالحج 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10.00 بج کر ایک منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۹ وَوُفِّيَتْ
كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۰

سورۃ الزمر آیات 68 تا 70

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کرگر پڑیں گے مگر وہ جس کو خدا چاہے پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہوکر دیکھنے لگیں گے۔ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی۔ اور پیغمبر اور (اور) گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ اور جس شخص نے جو عمل کیا ہو گا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔

وما علینا الا البلاغo

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر' میں ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔ میں ہاسٹلز ہاؤس 11 ۔سی میں مقیم ہوں۔ میں نے وہاں کی انتظامیہ سے بارہا شکایت کی ہے کہ وہاں جو پانی آ رہا ہے انتہائی بدبودار ہے۔ اور میرے مشاہدے کے مطابق پانی کا کنکشن شاید سیوریج لائن سے منسلک ہو چکا ہے ۔ اس وجہ سے انتہائی بدبو دار پانی ہے جو صحت کے لیے انتہائی مضر ہے ۔ اس لیے جناب سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں خصوصی احکامات جاری کریں تاکہ پانی کی لائنوں کو تبدیل کیا جائے اور چیک کیا جائے کہ پانی بدبودار کیوں آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، درست ہے ۔ سیکرٹریٹ اس کا نوٹس لے اور اس کا انتظام کرے ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میں ایک دردمندانہ التماس کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی سانحہ پھول نگر کے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ کل شیخوپورہ لہو لہان ہو گیا اور آج اخبارات میں ہے کہ ہماری پنجاب حکومت کے زیر اہتمام ہمارے فاضل وزیر اعلیٰ شاہی بگھی پہ بیٹھ کے پتلی تماشہ ، لوک ڈانس اور لوک رقص کا افتتاح فرمانے والے ہیں۔ میری یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ موجودہ حالات کے تناظر میں یا تو جشن پنجاب کو مؤخر کر دیا جائے یا اگر کرنا لازمی ہی ہے تو سادگی سے کیا جائے اور آتش بازی' پتلی تماشہ اور لوک ڈانس کے پروگرام ختم کر دیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بخاری صاحب! آپ نے کل لاء اینڈ آرڈر اور دہشت گردی پر تقریر بھی کر لی۔ آج پھر آپ نے وہی بات کی ہے ۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایسے ہی آدمی اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر کرے۔ اب ہمیں ایسے پوائنٹ آف آرڈر کرنے چاہییں جو قانونی طور پر بنتے ہوں۔ آپ کو کل وقت دیا گیا اور آپ نے بڑی اچھی تقریر کی ۔ مہربانی شکریہ ! اب ہم کال اٹینشن نوٹس پر چلتے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر'

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے پہلے بھی بار ہا کہا ہے کہ یہ نہیں ہوتا کہ جب اجلاس شروع ہو تو آدمی سارے جہاں کی بات پوائنٹ آف آرڈر پر کرنے کی کوشش کرے۔ جی' فضل کریم صاحب!

صاحبزادہ محمد فضل کریم، گزارش یہ ہے کہ یہ سارے جہاں کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سید عارف حسین شاہ بخاری نے جس مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ آپ کی خاص توجہ کا طالب ہے۔ صورت حال بالکل مختلف ہے۔ لوگ اس پر ہمارا مذاق اڑائیں گے ۔ ایک طرف تو چیف

منسٹر پنجاب جو کہ امن و امان کی بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ میری بات سنیں۔ آپ کو بات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ آپ نے یہ جو چار پانچ روز تقاریر کرنی ہیں ان میں آپ یہ پوائنٹ لا سکتے ہیں اور اس پر سیر حاصل بات کر سکتے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، پھر آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ related بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ! میاں معراج دین صاحب!

میاں معراج دین، جناب سپیکر! شکریہ' کل میرے علاقے میں ایک پائپ لیک کر گیا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ٹیلی گرام دی ہیں۔ ایم ڈی واسا' ڈی جی' ایل ڈی اے اور چیف منسٹر صاحب کو بھی اس کی کاپی بھجوائی ہے۔ اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اسی طرح ہر فاضل رکن اپنے علاقے کے بارے میں یا جو اس کو تکلیف ہے یا اس نے کوئی درخواست دی ہوئی ہے' ایوان میں بات کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ اب ہمیں سمجھنا چاہیے کہ کیسے مسائل حل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اب کال اٹینشن نوٹس کو لیتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر خوشی کے ساتھ آپ اجازت دیتے ہیں تو میں بولنے کی جرأت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں بھی سارے ماحول کو سمجھتا ہوں۔ یہ صرف ایسی ہی باتیں ہیں۔ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر کیجیے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پھول نگر کے بعد کل شیخوپورہ کے علاقہ میں آگ اور خون کا جو کھیل کھیلا گیا ہے اس سے کئی غریب لوگوں کی قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! کل اس پر بحث ہو چکی ہے۔ شیخوپورہ کے واقعے پر بھی باتیں ہوئی ہیں۔ آپ یہ کوئی نئی بات نہیں کر رہے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس وقت اس بارے میں یہاں پر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

خواجہ ریاض محمود : ***

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات بالکل غلط ہے کہ اگر وزیراعلیٰ تشریف لائیں اور آدمی کہے کہ ان کی موجودگی سے میں فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اب ہم نوٹس برائے طلبی توجہ کو لیتے ہیں ۔ پہلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

میاں عثمان ابراہیم : جناب والا ! حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : میاں عثمان ابراہیم حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر سوال کرتے ہیں۔ جی فرمائیے۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب والا ! کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 4 اپریل 1996ء کو جاوید اشرف ایڈیشنل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ لاہور کو پولیس نے گولی مار کر شہید کر دیا ــــــــــــ

جناب قائم مقام سپیکر : میاں عثمان ابراہیم صاحب ! ذرا رکیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو آپ کے دوسرے سوال ہیں یعنی جو ہمارا وقفۂ سوالات ہوتا ہے اس میں تو آپ on his behalf کر سکتے ہیں لیکن Call Attention Notice میں on his behalf نہیں ہو سکتا ۔ یہ بات سیکرٹری اسمبلی ابھی میرے نوٹس میں لائے ہیں۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر ! آپ مجھے اجازت دے چکے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں یہ ضروری نہیں ہے اگر رولز کے خلاف میں بھی بات کروں گا تو وہ جائز نہیں ہے۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب والا ! چونکہ آپ مجھے اجازت دے چکے ہیں اس لیے اب رولز معطل کر دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں، آپ تشریف رکھیں میں متعلقہ رول پڑھتا ہوں ۔

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

1. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving the law and order situation in the Province, through a Call Attention Notice.

Explanation: Call Attention Notice means a notice by which a special question of public importance involving law and order may be raised.

لہذا اس پر آپ on his behalf سوال نہیں کر سکتے۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! پھر آپ اسے pend کر دیں۔ اور دوسرا سوال برائے طلبی توجہ لے لیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس دوران حاجی مقصود احمد بٹ صاحب آ جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے اسے pend کر دیتے ہیں۔ اگلا سوال سید ظفر علی شاہ صاحب کا ہے۔ جی شاہ صاحب!

سیالکوٹ میں رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ

سید ظفر علی شاہ : کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 18۔ اپریل 1996ء کو قریباً اڑھائی بجے صبح سیالکوٹ میں جناب محمد منشاء اللہ بٹ' ایم پی اے کے مکان کو پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا اس سلسلے میں کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (سردار محمد عارف نکئی) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(الف) ایس پی سیالکوٹ کی رپورٹ کے مطابق جناب محمد منشاء اللہ بٹ' ایم پی اے نے ایک تحریری درخواست دی کہ شب درمیانی 17/18۔اپریل 1996ء کو بوقت اڑھائی بجے رات جب کہ وہ سوئے ہوئے تھے اچانک دھویں کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ گھر کے باہر والے دروازے کو آگ لگی ہوئی ہے۔ فائر بریگیڈ کو اطلاع دی گئی جس نے موقع پر پہنچ کر آگ پر قابو پا لیا۔ مدعی مقدمہ کی رپورٹ کے مطابق کسی شخص نے خوف و ہراس

پھیلانے کی خاطر آگ لگائی جس سے گھر کا بیرونی دروازہ مالیتی 8 - ہزار روپے جل گیا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گھر میں مین گیٹ پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگائی گئی تھی۔

(ب) اس بارے میں مقدمہ نمبر 61 مورخہ 18 - اپریل 1996ء زیر دفعہ 436 ت پ تھانہ نکا پورہ ' سیالکوٹ درج ہو چکا ہے۔ تفتیش کے لیے ڈی ایس پی سٹی کی نگرانی میں ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ مقدمہ میں کسی شخص کو نامزد نہیں کیا گیا تاہم نامعلوم ملزمان کی تلاش کے لیے پوری پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! کیا محترم وزیر اعلیٰ صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ ایس پی سیالکوٹ نے اس واقعے کے بارے میں پہلی بار آپ کو کب رپورٹ دی ؟

وزیراعلیٰ: یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر واقعے کی رپورٹ مجھے دی جائے۔ اور جب آپ کا یہ Call Attention Notice میرے پاس آیا ہے تو اس کے بعد یہ رپورٹ دی گئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا ! میں نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا ضروری ہے اور کیا نہیں۔ میرا سوال بڑا سادہ ہے کہ محترم وزیراعلیٰ صاحب کو ایس پی سیالکوٹ نے ایک ایم پی اے پنجاب کے گھر کو آگ لگنے کے بارے میں پہلی بار کب بتایا ؟ -

وزیر اعلیٰ : جب یہ واقعہ ہوا ہے تو اس کے بعد مجھے فوری طور پر ٹیلیفون پر بتایا گیا کہ ایک ایم پی اے کے گھر کے دروازے کو آگ لگائی گئی ہے۔ اس کے بعد جب آپ کا یہ Call Attention Notice آیا تو مزید تفصیلات سے بھی مجھے آگاہ کر دیا گیا۔ یعنی یہ رپورٹ دی گئی -

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! محترم وزیراعلیٰ صاحب سے پوچھنے کا میں یہ حق رکھتا ہوں - ویسے تو پورے صوبے میں کسی کے بھی گھر کو آگ لگ جائے ' پورے صوبے میں کوئی بے گناہ زخمی ہو جائے تو اس کے بارے میں پوچھنے کا بھی میں حق رکھتا ہوں لیکن میں اس سلسلے میں اس لیے یہ پوچھ رہا ہوں کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب کو جس وقت یہ علم ہوا کہ ان کے ہاؤس کے ایک ممبر کے گھر کو آگ لگا دی گئی ہے تو اس اطلاع کے بعد جناب وزیراعلیٰ صاحب نے کیا اقدامات کیے ؟ کن کن اعلیٰ حکام کو ' کس کس ذریعے سے اس بارے میں تفتیش کرنے کے لیے کہا ؟

جناب قائم مقام سپیکر : آپ ایسے سوال کر رہے ہیں جیسے کسی گواہ پر عدالت میں کیا جاتا ہے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا - آپ ضمنی سوال میں وہ provision پڑھیں - میں اس کی اجازت نہیں

دیتا۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا ! میں اپنے سوال کو مختصر کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! اب میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! Call Attention Notice کا ایک فلسفہ ہے۔ Call Attention Notice اس لیے نہیں ہے کہ کوئی ایک ممبر سوال کر دے گا۔ وزیر اعلیٰ صاحب جواب دے جائیں گے خبر چھپ جائے گی۔ اللہ اللہ خیر صلہ۔ Call Attention Notice اس لیے ہے کہ صوبے کے immediate Chief Executive کو صوبے کے امن و امان کے معاملات میں کس قدر دلچسپی ہے، اس کی اس پر کس قدر grip ہے اور کس قدر اس کا صوبے کے امن و امان کے مسئلے پر اثر ہے۔ اس لیے legislation نے اس کو رکھا ہوا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر : شاہ صاحب ! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تقریر فرما رہے ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر بڑا brief ہوتا ہے۔ ضمنی سوال یا پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ میں نے کرنا ہے۔ اجازت دینی ہے یا نہیں دینی یہ میرا کام ہے۔ ضمنی سوال کا فیصلہ میں نے کرنا ہے کہ آیا اس کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ لہذا میں نے وہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! کیا وزیر اعلیٰ صاحب اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے کہ پورے صوبے میں یہ کہا جاتا ہے کہ سیالکوٹ کے ایک پولیٹیکل با اثر گروپ جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے الیکشن میں ان کا سپورٹر تھا اس کو وزیر اعلیٰ صاحب نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ سیالکوٹ سے حزب اختلاف کے ہر رکن کو جس انداز سے مرضی ہے وہ پریشان کرے۔ اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس سوال سے اس کا کیا تعلق ہے؟

سید ظفر علی شاہ : آپ کو تو میرا ہر سوال اچھا نہیں لگے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں، نہیں۔ جی چودھری اقبال صاحب ! ضمنی سوال پر ہیں؟

چودھری محمد اقبال، جناب والا! کیا معزز وزیر اعلیٰ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پہلے ملتان میں بھی اپوزیشن کے ممبر کے ساتھ ایسا واقعہ ہو چکا ہے۔ دوسرا واقعہ اپوزیشن ممبر کے ساتھ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ صوبے میں جو اپوزیشن ممبران کے ساتھ یہ پروگرام چل رہا ہے اس کو روکنے کا کوئی پروگرام رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو کیا پروگرام ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں پہلے شاہ صاحب کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب نے مجھ سے جو ضمنی سوال کیا تھا آپ نے انھیں منع کر دیا لیکن میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس ہاؤس میں اس سوال کا ضرور جواب دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب قائد ایوان میری بات سنیے کہ یہ ایک بری روایت بن جائے گی کہ اگر سپیکر نے ایک بات کو منع کیا ہے اور چونکہ وہ میں نے منع کر دیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ آپ اس کا جواب دیں ۔ آپ چودھری اقبال صاحب کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! جب مجھے اس مقدمہ کی اطلاع ملی کہ سیالکوٹ میں یہ وقوعہ ہوا ہے تو میں نے اسی وقت ایس پی کو کہا کہ آپ خود منشاء اللہ بٹ کے پاس جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ تفتیش کے لیے انھیں کن کن افسران کی ضرورت ہے ۔تو ان کے کہنے پر اور ان کی سفارش پر انسپکٹر کو تفتیشی ٹیم میں شامل کیا گیا۔ ساتھ ہی میں نے ایس پی کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس علاقے میں سفید پارچہ جات میں آدمی تعینات کیے جائیں تاکہ کوئی ایسا آدمی جو مشکوک حالت میں ہو اس کو پکڑ سکیں۔ اس کے علاوہ ان کے محلہ میں اس روز سے باوردی پولیس گشت جاری ہے۔ اس مقدمہ میں' میں ان کی اطلاع کے لیے گزارش کروں گا کہ ان کے ساتھ ایک دربار ہے اور ایک آدمی وقوعہ کے وقت وہاں سے گزر رہا تھا تو اس نے ایک آدمی کو دیکھا جو موٹر سائیکل پر تھا اور اس نے ٹریک سوٹ پہنا ہوا تھا تو اس نے جو اس کا حلیہ بتایا ہے ہم نے اس کی یہ تصویر بنائی ہے اور اس تصویر کے مطابق ہم اس آدمی کو trace کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ تصویر آپ کی اطلاع کے لیے ہاؤس کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔اگر یہ صاحبان اس تصویر کو پہچان سکیں تو ان کی بڑی مہربانی ہو گی۔

سید ظفر علی شاہ ، ہمیں یہ تصویر دکھائی جائے۔ یہ تصویر چودھری اختر صاحب کی ہے یا چودھری

اقبال صاحب کی؟

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز

وزیر اعلیٰ، جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے چودھری اختر کے متعلق کہا ہے ----

MR ACTING SPEAKER: No cross talk please.

وزیر اعلیٰ، میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھے بتائیں کہ کون سے ان کے اتنے با اثر اپوزیشن لیڈر ہیں جن کے گھر کے دو آدمی ایم این اے بنے اور دو ایم پی اے بنے؟ اگر وہ شخص اتنا با اثر نہ ہوتا اور لوگوں کے ساتھ اتنا اچھا ریکارڈ نہ ہوتا تو ایک گھر کے چار آدمی کبھی منتخب نہیں ہو سکتے۔ یہ اس بات کا تعلق ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔

(قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، یہ میرا حق ہے کہ اس کے بعد میں ضمنی سوال کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چودھری اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟ آرڈر پلیز آرڈر پلیز

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ نے ایک بات ختم کر دی ہے ----(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، افضل سندھو صاحب! No cross talk please.

میاں فضل حق، سندھو صاحب بیٹھے بیٹھے بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بھی تو بیٹھے بیٹھے بول رہے ہیں۔

میاں فضل حق، میں کھڑے ہو کر بول لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خاموشی اختیار کیجیے۔ No cross talk please میں نے ان کو بھی کہا ہے کہ No cross talk دیکھیں ناں کہ اس طرح بات نہیں چلتی۔ براہ مہربانی کوئی بھی فاضل رکن کسی فاضل رکن کو بیٹھے بیٹھے کوئی بات نہ کرے اگر کوئی بات کرنی ہے تو سپیکر سے اجازت لیں پھر بات ہو سکتی ہے۔ جی، چودھری اقبال صاحب !

چودھری محمد اقبال، جناب والا ! میں نے پوائنٹ آف آرڈر یہ کیا تھا کہ جب آپ نے ایک بات پر

رونگ دے دی ہے اور بات ختم ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے سوال کیا ہے تو میرے خیال میں وزیر اعلیٰ صاحب اس سوال پر آجائیں اور اس کا جواب دے دیں اور بات ختم ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا کیا سوال تھا؟

چودھری محمد اقبال، میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ واقعات مسلسل تیزی سے اپوزیشن ممبران کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ملتان میں ہمارے اپوزیشن ممبر کے ساتھ ایک واقعہ ہوا۔ اب دوسرا سیالکوٹ میں ہوا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جو سلسلہ چل رہا ہے اس کو روکنے کے لیے یا اس کے تدارک کے لیے معزز وزیر اعلیٰ کوئی پروگرام رکھتے ہیں؟ اگر پروگرام ہے تو کیا ہے ہمیں بتایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، منشاء اللہ بٹ کے بارے میں تو بتایا ہے کہ وہاں پر ہم نے سفید کپڑوں میں اور باقی پولیس بھی لگائی ہے۔ جی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ -------

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! ابھی جو چودھری اقبال صاحب نے فرمایا ہے کہ -------

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ۔ میں نے وہ کہہ دیا ہے۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! آپ مجھے ان کا جواب تو دے لینے دیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی اس واقعہ کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ میں نے اسی وقت ضلع سیالکوٹ کے ایس پی کو یہ ہدایت دی کہ وہ فوری طور پر منشاء بٹ صاحب کے پاس جائیں اور اس واقعہ کے بارے میں تفصیلات طے کریں۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے ایس پی صاحب سے دوبارہ یہ دریافت کرنا بھی گوارا کیا کہ آیا وہ اس ایم پی اے صاحب کے پاس تشریف لے گئے یا نہ لے گئے اور اگر لے گئے تو کب لے گئے تاکہ میں آپ کو بتاؤں کہ ایس پی کب تشریف لے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میرے خیال میں منشاء اللہ بٹ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ ایک نیک اور شریف آدمی ہیں۔ تمام سیالکوٹ میں ان کی عزت کی جاتی ہے اب منشاء اللہ بٹ صاحب یہاں پر فرمائیں کہ کیا ایس پی صاحب ان کے پاس نہیں گئے تھے یا ان کے ساتھ ان کا مشورہ نہیں ہوا یا ان

کے کہنے کے مطابق انسپکٹر کو شامل نہیں کیا گیاتو پھر میں اس کے بعد جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مطلب ہے کہ ایس پی صاحب نے آپ کو بتا دیا تھا کہ میں گیا ہوں۔

وزیر اعلیٰ، جی ' ایس پی صاحب نے بتا دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں جی بتا دیا تھا۔ جی منشاء اللہ صاحب ! آپ اس بارے میں فرمائیں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ محترم ایس پی صاحب پرسوں میرے پاس تشریف لائے تھے اور انھوں نے مجھ سے مشاورت بھی کی تھی۔ میں آپ کے ہی توسط سے اپنے محترم بزرگ وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس صوبے کی انتظامیہ کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ ہم روز اخبارات میں صوبے کا جو حال پڑھ رہے ہیں اور جو بات میرے ساتھ ہوئی ہے یا جس گھر کو باہر سے آگ لگائی جائے کیا وہاں پرسکون ہو سکتا ہے ؟ کیا یہ آئینی اخلاقی اور دینی ذمہ داری چیف ایگزیکٹو کی نہیں ہے کہ وہ ان حالات کو درست کریں؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ اگر اس واقعہ کے بعد میرے ساتھ ایک مزید واقعہ ہوتا ہے یا یہ مجرم نہیں پکڑے جاتے تو میں اس کا ذمہ دار صرف اور صرف پنجاب کے چیف ایگزیکٹو کو ٹھہراؤں گا کیونکہ اس ہاؤس نے صوبے کے امن و امان کی تمام تر ذمہ داری صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو دی ہوئی ہے ----

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ بات پوچھوں گا کہ کیا اخلاقی طور پر' مذہبی طور پر' دینی طور اور قانونی طور پر چیف ایگزیکٹو کا یہ حق رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کی ذمہ داریاں جاری رکھے ؟

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی قائد ایوان ! اب آپ اس پر اپنا پورا اور مکمل بیان دے سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! جب ہمیں کسی چیز کا علم ہوتا ہے تو ہم فوری طور پر action لیتے ہیں اور ان کی اطلاع بھی دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہسپتال کے واقعہ کے بعد جب ہم نے کچھ ٹیپیں پکڑیں' ٹیلی فون کالیں پکڑیں جن میں اپوزیشن لیڈر کے بڑے بھائی جو سابق وزیر اعظم ہیں ان کے متعلق تھیں اور سینئر منسٹر کے متعلق تھیں جو میں یہاں پر بیان نہیں کروں گا اگر یہ سننا چاہیں تو میں

لیڈر آف دی اپوزیشن اور ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ وہ آپ کے چیمبر میں آ جائیں یا میرے چیمبر میں آ جائیں تو میں ان کو وہ ٹیپیں سنانے کے لیے تیار ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر !

وزیر اعلیٰ، آپ میری بات سنیں۔ جناب سپیکر ! کیا میری بات کے دوران وہ پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! محترم وزیر اعلیٰ جو نہایت ہی ذمہ دار پوسٹ enjoy کر رہے ہیں انہوں نے یہاں پر ایک بات کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ میں اس کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا جب کہ بات بھی انہوں نے کر دی ہے کہ ہم نے ٹیلیفون ٹیپ کیے ہیں۔ پتا نہیں کس کے کیے ہیں اور کیسے کیے ہیں؟ اس میں سابق وزیر اعظم پاکستان اور قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی کے بڑے بھائی کا نام لیا جا رہا تھا ۔ میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ کھل کر بات کریں۔ یہ امن وامان کی بات ہے۔ یہیں پر بات کریں۔ خوفزدہ نہ ہوں' ڈریں نہیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا بات ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پھر تقریر شروع کر دیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سید ظفر علی شاہ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جس میں سکیورٹی کے معاملات involve ہوتے ہیں یا کئی ایسے معاملات ہوتے ہیں جن کو بیان کرنا مناسب نہیں ہوتا اور وہ چیف ایگزیکٹو ہی بہتر جانتے ہیں کہ کون سی بات یہاں کی جا سکتی ہے اور کون سی نہیں کی جا سکتی۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ بات ایوان کی روایات میں سے ہے کہ جب قائد حزب اختلاف یا قائد ایوان بات کریں تو ان کی تقریر کے دوران نہیں بولتے ۔ کل قائد حزب اختلاف نے تقریر کی بڑی سخت باتیں کیں لیکن ہم دانستہ خاموش بیٹھے رہے ۔ اسی روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے ان کی تقریر کے دوران کوئی مداخلت نہیں کی ۔ جب قائد ایوان اپنی بات

ختم کر لیں پھر اجازت دیا کریں درمیان میں کسی کو بات کرنے کی اجازت نہ دیا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب وصی ظفر کی بات بالکل جائز ہے۔ کل بھی اسی طرح سے ہوا کہ جب قائد حزب اختلاف تقریر کر رہے تھے ادھر سے بھی صالح محمد گنجیال نے پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا لیکن جب پوائنٹ آف آرڈر ہو جائے تو میں پھر اس کو روک نہیں سکتا۔ میں نے ان کو بھی پھر اجازت دی تھی اور یہی بات پھر اپوزیشن کی طرف سے کہی گئی تھی کہ مداخلت نہ کی جائے۔ لیکن جب کوئی فاضل رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بضد ہو تو پھر سپیکر کو اجازت دینا پڑتی ہے لیکن یہ روایات میں نہیں ہے اور یہ اچھی روایت بھی نہیں ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف یا قائد ایوان تقریر کر رہے ہوں تو ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ سید ظفر علی شاہ تو بہت سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں اس کے لیے معافی چاہتا ہوں لیکن اس وقت سوال و جواب کا وقت ہے اور ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ......

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تقریر کر رہے تھے ایک بیان دے رہے تھے کہ آپ نے اس دوران نکتۂ اعتراض اٹھایا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ! وہ تقریر بے شک کریں ان کا استحقاق ہے اور میں وہ نہیں لے سکتا۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ بے شمار دفعہ خبریں آ چکی ہیں کہ حزب اختلاف کے جو رہنما ہیں وہ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ہیں ان کی جان کو خطرہ ہے۔ بہت ساری ایجنسیاں ان کی جان لینے کے درپے ہیں اور یہ بات ہمیں بھی پتا ہے۔ ہمیں بھی اس کی اطلاعات ہیں۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ چیف صاحب کو جو کچھ پتا ہے وہ یہاں ہاؤس میں اس کے بارے میں بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، قائد ایوان اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کچھ حالات واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو میں openly بیان نہیں کر سکتا۔ یہ معاملہ ابھی زیر تفتیش ہے اگر میں تمام واقعات ایوان میں بتا دوں تو ملزمان اس سے باخبر ہو جائیں گے اور وہ پھر روپوش ہو جائیں گے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو اطلاعات ہمیں ملتی ہیں ، اور اس کے متعلق بھی مجھے جب اطلاع ملی تو میں نے میاں نواز شریف کو

خود ٹیلیفون کیا لیکن انہوں نے میرا ٹیلیفون بھی سننے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ ان کے سکیورٹی آفیسر سے میری بات ہوئی اور ان کو میں نے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اس لیے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کوئی الہام نہیں ہوتا کہ کہاں پر کون سے واقعات ہونے ہیں لیکن جن واقعات کے متعلق ہمیں اطلاعات ملتی ہیں ان کے لیے ہم احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں تاکہ ایسے واقعات رونما نہ ہو سکیں ۔ اس لیے جہاں سے انہیں اطلاعات ہیں' انہیں خطرہ ہے ہمیں بتائیں کہ ہمیں فلاں سے دشمنی ہے یا خطرہ ہے تو ہم اس کے لیے اقدامات کرنے کے لیے تیار ہیں۔

سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ انہوں نے اپنی سٹیٹمنٹ میں کہا ہے کہ تین سو دہشت گرد بھارت سے پنجاب میں داخل ہو گئے ہیں اور ہمیں اس کا علم ہے۔ کیا اس سلسلے میں وہ فرمائیں گے کہ کیا پنجاب حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا ہے یا اس کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ اس سوال کا اصل سوال سے کیا تعلق ہے یہ تو ان کی ایک باہر کی سٹیٹمنٹ ہے اس وقت متعلقہ ضمنی سوال کیا ہے؟ آپ سے ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔

سید تابش الوری، جناب والا! چونکہ انہوں نے میاں نواز شریف صاحب کے سلسلے میں آفر کی ہے کہ ہم دہشت گردی یا اس قسم کی تخریب کاری کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کر رہے ہیں .....

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے تو آفر کر دی ہے کہ اگر کسی نے وہ ٹیپ سننی ہو تو وہ سپیکر چیمبر میں تشریف لے آئے اور اس میں وہ بات واضح ہو جائے گی ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں دو تین آدمی آ جائیں اور یہ ٹیپ سن لیں۔

سید تابش الوری، جناب والا ! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ منشاء اللہ بٹ کے مکان میں آگ لگنے کے جرم میں کسی کو گرفتار کیا گیا ہے یا اگر اب تک کسی کو شامل تفتیش کیا گیا ہے تو وہ کتنے افراد ہیں؟

وزیر اعلیٰ، میرے خیال میں سید تابش الوری نے میری پہلی بات غور سے نہیں سنی۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہم تفتیش کر رہے ہیں اور اس میں کافی آدمیوں کو شامل تفتیش بھی کیا گیا ہے اور یہ جو میں نے آپ کو ابھی فوٹو دکھائی تھی وہ ایک خاکہ تھا جو اطلاعات کے مطابق وہاں پر دیکھا

گیا تھا اس کی تلاش جاری ہے اگر اس فاضل کے مطابق ان کے نوٹس میں کوئی ایسا آدمی ہے تو ہمیں بتائیں ہم فوری طور پر اسے گرفتار کر کے تفتیش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ نوٹس برائے طلبی توجہ کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں اب وقت ختم ہو گیا۔ میں اب نہیں سنتا میں نے اس پر بڑا وقت دیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سوال کا تو وقت ختم ہو گیا۔ اب میں پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے اس ٹیپ کے حوالے سے آفر کی ہے کہ میں وہ سپیکر چیمبرز میں سنانے کے لیے تیار ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر چودھری پرویز الٰہی صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو اپنے چیمبرز میں یا سپیکر چیمبرز میں وہ ٹیپ تفصیلی طور پر سنائیں تاکہ ہمارے علم میں آجائے کہ وہ معاملہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سپیکر چیمبر میں سننا پسند کریں گے یا وزیر اعلیٰ کے چیمبر میں؟

سید ظفر علی شاہ: سپیکر کے چیمبر میں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ سپیکر چیمبر میں ان کو وہ ٹیپ سنوا دیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! ان سے یہ بھی گزارش کی جائے کہ ہمارے جتنے ٹیلیفون ٹیپ ہوتے ہیں وہ بھی ساتھ لے آئیں۔

وزیر اعلیٰ: وہ آپ کے ٹیلیفون ٹیپ نہیں ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی شکریہ۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میرے سوال کا کیا بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ میں نے اب مؤخر کر دیا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میں تو صرف حاضری لگانے کے لیے گیا تھا میں تو فوری طور پر آ گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں۔ یہ ایسے بات نہیں ہے ۔ چودھری محمد وصی ظفر !

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ جو تصویر ہے یہ سارے ہاؤس میں دکھائیں کیونکہ مجھے شک ہے کہ یہ امان اللہ خان صاحب سے ملتی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ایسی بات نہیں ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! پھر میرے سوال کو اگلے دن take up کر لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو چاہیے تھا کہ آپ وقت پر آتے۔ میرے پاس پندرہ سوال تھے اور میں نے جاوید اشرف جو بے چارہ مقتول ہے اس کو select کیا لیکن آپ نے اتنا نہیں کیا کہ وقت پر حاضر ہوتے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب میں تو صرف حاضری لگانے گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں یہ بات میں نہیں مانتا ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب والا! کل پر رکھ لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، کل تو نہیں ہو سکتا آپ کو تو یہ بھی نہیں پتا کہ نوٹس برائے طلبی توجہ کب سنا جاتا ہے۔ اب میں نے اسے موخر کر دیا ہے آپ اب سیکرٹریٹ سے پوچھیں ۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔ مجھے اس کا پتا ہے کیونکہ میں روزانہ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سنتا ہوں اس لیے پتا چل جاتا ہے ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! آپ سن تو لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا اگر معقول ہے تو کریں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! اب تو میں احتجاجاً بات نہیں کروں گا۔ کیوں کہ جن کو میں نے آپ کی وساطت سے سنانا تھا وہ تو باہر چلے گئے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اگر لابی میں گئے ہیں تو وہاں بھی یہ باتیں سنائی دے جاتی ہیں----- اب

ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ جناب ملک محمد عباس کھوکھر کی تحریک استحقاق نمبر 2 ہے ۔ جی کھوکھر صاحب !

ایس۔ ایچ۔او تھانہ دیپالپور اور ڈی۔ایس۔پی کا رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

ملک محمد عباس کھوکھر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ 30 مارچ 1996ء کو عبدالجبار صاحب سینئر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے ازالہ کے سلسلے میں امداد حسین سابق چیئرمین بلدیہ حویلی لکھا تھانہ دیپال پور ضلع اوکاڑہ کے ہمراہ ایک درخواست لے کر ڈی ایس پی رانا ارشد شاہد کے پاس گیا۔ ابھی میں نے بات شروع ہی کی تھی کہ ڈی ایس پی صاحب نے عبدالجبار صاحب کو ناقابل تحریر ' غلط اور اخلاق سے گری ہوئی گالیاں دینی شروع کر دیں۔میں اس کے رویہ پر ششدر رہ گیا اور خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔ اس کے دفتر کے باہر ایک معزز شہری حمید یوسف کھڑا تھا اس نے مجھے کہا کہ ایس ایچ او تھانہ دیپال پور نے میری ویگن اور کار پکڑی ہوئی ہے آپ چل کر مجھے اس سے گاڑیاں سپرداری پر دلوادیں۔ چنانچہ میں اسے ساتھ لے کر چودھری عبدالحمید ایس ایچ او تھانہ دیپالپور کے پاس چلا گیا۔ اس نے بھی حمید یوسف اور عبدالجبار صاحب کو اخلاق سے گری ہوئی گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہا کہ میں حمید کو گرفتار کرلوں گا۔ میں نے اسے کہا کہ چودھری صاحب تحمل سے بات کریں ' غصہ ٹھنڈا کریں مگر وہ اور بھی سیخ پا ہوگئے۔ اور کہا کہ میں عبدالجبار وٹو اورحمید یوسف کوگرفتارکروں گا ۔میں نے کہا کہ چودھری صاحب کسی شریف آدمی کو گالیاں دینا معیوب بات ہے آپ اطمینان سے بات کریں۔ مگر اس نے اپنی بدتمیزی جاری رکھی۔ اور مجھے کہا کہ اگر تم سابق پولیس افسر نہ ہوتے تو میں تمھیں بھی گرفتار کر لیتا۔ یہ سب کچھ ڈی ایس پی کے کہنے پر ہوا۔ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او دیپال پور کی بدتمیزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مختصر بیان۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میرے ساتھ یہ زیادتی ایک پروگرام کے تحت کروائی گئی۔ میں وہاں گیا۔ میاں امداد حسین ادارے کا سابق چیئرمین ہے اور ہمارا اسمبلی کا ٹکٹ ہولڈر بھی ہے اس نے

الیکشن بھی لڑا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی تھا اس نے مجھے کہا کہ یہ اس کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ میں ذرا ہاؤس کو in order کرلوں۔ میرے خیال میں اگر میں کسی بھی فاضل رکن سے پوچھوں کہ عباس کھوکھر صاحب کیا کہہ رہے ہیں تو کسی کو بھی پتا نہیں ہو گا۔ (آوازیں پتا ہے۔۔۔) چند ایک کو پتا ہوگا جو قریب بیٹھے ہیں۔ (قہقہے) میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ براہ مہربانی جب تحریک استحقاق ہو اور ہاؤس میں باقی کام ہو' خاص طور پر تحریک استحقاق تو ایک معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ ہوتا ہے اس پر توجہ دینی چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور ان کا کیا مسئلہ ہے۔ اور اب یہ چودھری سلیم اقبال صاحب کو ہی دیکھ لیں۔۔۔۔۔ بہت سینئر ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ مہربانی۔ اب آپ ملک محمد عباس کھوکھر کی بات کو غور سے سنیں۔ جی کھوکھر صاحب!

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب والا! جب میں اور میاں امداد حسین اور ایک آدمی اور تھا اس وقت تو میں اس کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب میں ڈی ایس پی کے کمرے میں گیا تو ڈی ایس پی صاحب نے جوتی اتاری ہوئی تھی کرسی پر لمبے پڑے ہوئے تھے میں نے سلام کیا تو جواب دینے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کی۔ اس کے بعد انھوں نے ایسی گفتگو شروع کر دی کہ جس پر میں نے انھیں ایک لمحہ کے لیے ٹوکا لیکن اس کے بعد میں نے کہا کہ اگر میں زیادہ بات کروں گا تو یہ مجھ سے الجھ پڑے گا۔ میں اپنی عزت کی خاطر وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔ میں نے میاں امداد اور اس کے ساتھی کو کہا کہ چلو ہم انسپکٹر سے بات کرتے ہیں ایس پی صاحب بہت غصے میں ہیں۔ چنانچہ میں ایس ایچ او کے کمرے میں آیا تو ایس ایچ او ایک دو منٹ پہلے وہاں سے نکل چکا تھا۔ ہوا ایسے کہ جب انھوں نے مجھے ادھر آتے دیکھا تو ڈی ایس پی صاحب نے اس کو بلوا لیا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ ملک عباس وہاں آ رہا ہے اس کو discourage کرنا ہے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرنا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ ایس ایچ او صاحب تشریف لے آئے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ بڑی گرمی میں اس نے ایسی گفتگو کی کہ میں نے اسے کہا کہ چودھری صاحب حوصلہ کریں غصہ ٹھنڈا کریں آپ ہماری بات تو سنیں۔ اس نے کہا کہ میں بالکل بات نہیں سنوں گا اور جبار کے متعلق غلط گفتگو شروع کر دی۔ اور جو آدمی ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا جناب ایس ایچ او صاحب آپ کا منشی گاڑی سپرداری پر دینے

کے لیے مجھ سے بہت پیسے مانگا ہے لہذا مہربانی کریں۔ بس اس نے اتنی بات کی اور اس نے اسے گالیاں دینی شروع کردی ' اس کو ایس ایچ او نے میرے سامنے ایسی ایسی بیہودہ گالیاں دیں میں نے ٹوکا تو مجھے کہنے لگا کہ میں اس کو گرفتار کراوں گا۔ میں نے کہا کہ آپ کیسے گرفتار کر لیں گے۔ میرے ساتھ آئیں اگر کوئی مقدمہ ہے تو دکھائیں اور گرفتار کرلیں۔ چنانچہ اس نے میرے خلاف بھی بیہودہ گفتگو شروع کردی اور مجھے کہنے لگا کہ میں آپ کو بھی گرفتار کر لیتا اگر آپ سابق پولیس افسر نہ ہوتے۔ تو میں نے کہا کہ میں سابقہ پولیس افسری پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میرا اب یہ مقام ہے کہ میں عوامی نمائندہ ہوں اور تم عوام کے نوکر ہو میں آپ کے پاس ایک آدمی کا مسئلہ لے کر آیا ہوں۔ اور آپ نے میرے ساتھ اتنی بیہودہ حرکت شروع کردی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں ابھی قائد حزب اختلاف اگر دو منٹ اور بیٹھے رہتے تو میں ان کی موجودگی میں بتاتا۔ کہ ان کے ہاں بھی یہ افسر پہلے رہا ہے تو کیا کرتا رہا ہے۔ ہمارے ساتھ وہ وہاں پر بہت زیادتی کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس نے ہم کو لگوایا ہے جو وہ کہیں گے ہم وہ سب کچھ برداشت کرلیں گے۔ اس کے بعد میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جماعت اسلامی کے ایک امیر ہیں ' ایک دکاندار کے ساتھ زیادتی ہوئی وہ اس کے احتجاج کے لیے گیا تو اس ایس ایچ او نے اس کو اس کے گلے سے پکڑ لیا اور اس کا گریبان چاک کردیا۔ پھر پکڑ کر اس کو حوالات میںدے دیا۔ دو گھنٹے حوالات میں رکھا۔ جب شہر والوں نے جلوس نکالا تو ڈی ایس پی آیا اور دیکھا کہ اب ہماری عزت نہیں رہتی تو اس کو حوالات سے نکال دیا۔ نہ اس کی گرفتاری ڈالی اس کو ایسے ہی دو گھنٹے تک حوالات میں رکھا گیا۔ پھر ایک تیسرے آدمی کے ساتھ اس طرح زیادتی کی اور وہ ہائی کورٹ میں گیا رٹ کی' انھوں نے ہماری خاطر کچھ نہ کیا حالانکہ ایس پی نے خود محسوس کیا پھرڈی ایس پی نے بھی محسوس کیا کہ ملک عباس کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ اس کو اتنی زیادتی نہیں کرنی چاہیے تھی لیکن اب اس کو بدلنا نہیں اس لیے کہ یہ اپوزیشن کا ایم پی اے ہے اور یہ پولیس prestige کا سوال ہے لہذا اس کو نہیں بدلنا۔ مگر اللہ نے ہماری امداد کی اور ہمارے ساتھی اس کے خلاف رٹ میں گئے۔ رٹ میں ہائی کورٹ کے جج نے اس کو پکڑ کر وہاں دو گھنٹے سزا دی حوالات میں دیا۔ پھر ایس پی نے کہا کہ جناب میں اس کی انکوائری کرتا ہوں اور میں اس کو معطل کرتا ہوں۔ جناب اس طرح سے وہ وہاں سے تبدیل ہوا۔ اس کے بعد میں یہ ساری بات سینئر منسٹر کے نوٹس میں لایا کہ میں کافی دیر سے ہاؤس کا ممبر ہوں اس نے میرے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ بڑی بدتمیزی کی ہے۔ مہربانی کرکے نوٹس لیں۔

انھوں نے میرا علقہ نام وغیرہ سارا لکھ لیا مگر اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ حالانکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس قسم کی تحریک استحقاق یہاں دوں۔ سپیکر صاحب! میں نے مجبور ہو کر یہ بات کی ہے میں اس کے بعد چیف منسٹر کے پاس گیا ان کو بھی یہ بتایا کہ میرے ساتھ کتنی بڑی زیادتی ہوئی۔ چیف منسٹر صاحب نے ایس پی کو ٹیلی فون کیا لیکن ایس پی صاحب نے بھی کوئی نوٹس نہ لیا۔ میں نے ایس پی کو بھی جا کر بتایا کہ میرے ساتھ یہ یہ ظلم ہوئے ہیں تو انھوں نے بھی کوئی نوٹس نہ لیا۔ ان کو تو پولیس prestige پیاری تھی۔ بطور ایم پی اے تو ہمارا استحقاق ہے نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کے ایم پی اے کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنا استحقاق ظاہر کرے۔ لیکن جناب سپیکر! ہم لوگ اس ملک کے شریف شہری تو ہیں، ہمارے حقوق بطور شہری کے تو ہیں، ہم وہاں جائیں تو وہ ہماری اس طرح بے عزتی کرنے لگتے ہیں یہ بات ہمیں گوارا نہیں۔ میں ہر دروازے پر گیا ہوں، ہر ایک آدمی کو میں نے یہ بات بتائی ہے۔ ہوا کیا کہ وہ ایس ایچ او میرے ساتھ الجھ رہا تھا تو وہ لڑکا بےچارہ خاموشی سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد اس کے خلاف جھوٹا پرچہ دے دیا گیا۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر کہتا ہوں کہ اس پرچے میں ایک فیصد بھی حقیقت ہو تو میں احتجاجاً اس ہاؤس سے استعفیٰ دے دوں گا۔ پھر ہم تھانے گئے وہ ہمارے سامنے بیٹھا رہا ڈی ایس پی کے پاس بھی نہیں گیا۔ اتنی بڑی زیادتی کے بعد میں ایس پی صاحب کے نوٹس میں یہ بات لایا، سینئر منسٹر کے نوٹس میں لایا اور وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں بھی لایا اس کے باوجود بھی میرا کہیں سے کوئی مداوا نہ ہوا۔ صرف چیف منسٹر صاحب نے ایس پی کو ٹیلی فون کیا کہ اس کو کہو کہ ملک عباس سے معافی مانگے۔ اس نے قطعاً معافی نہیں مانگی اور میرے پاس آنا گوارا نہیں کیا۔ اب میں یہ گزارش کرتا ہوں اگر ہمارے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا تو پھر جناب سپیکر! میری بھی ایک بات سن لیں۔ اگر ہمارے خلاف جھوٹے پرچے دئیے جائیں، وہ ہمارے ساتھ قانونی طور پر جو زیادتی کر سکتے ہیں کریں لیکن وہ اگر ہماری ذات پر حملہ کریں گے تو یہ حکمران آج سن لیں ہم مر جائیں گے مگر اپنی ذات پر حملہ نہیں کرنے دیں گے۔ ہم ان سے ٹکرا جائیں گے۔ یہ میں آپ کی وساطت سے پھر ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری ذات پر حملے کیے گئے تو ہم برداشت نہیں کریں گے۔ لہٰذا میں استدعا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو admit کیا جائے اور اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محمود اختر گھمن صاحب!

وزیر پارلیمانی امور، جناب سپیکر! کھوکھر صاحب ہمارے بڑے بھائی ہیں لیکن جو واقعات مقدمہ ہیں وہ کچھ اس طرح سے ہیں کہ ان کی تحریک استحقاق کا محور ہائی کورٹ کے سینئر وکیل عبدالجبار ایڈووکیٹ صاحب ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عبدالجبار صاحب نے اپنا حلفی' قلمی بیان اس تحریر میں دیا ہے اور اس واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے اور بتایا ہے کہ ڈی ایس پی صاحب' ایس ایچ او صاحب تحصیل دیپالپور نے اس کے ساتھ کبھی کوئی زیادتی نہ کی ہے اور نہ ہی کبھی کوئی تذلیل کی ہے بلکہ عبدالجبار صاحب ایڈووکیٹ کے بیان کے مطابق تمام تحریک استحقاق جو کہ ملک عباس کھوکھر صاحب ایم پی اے کی طرف سے پیش کی گئی ہے از خود عبدالجبار صاحب اس کی تردید کرتے ہیں۔ میں وہ رپورٹ پڑھ رہا ہوں آپ جو فرماتے ہیں میں اس کی تردید نہیں کر رہا ہوں آپ کا رتبہ' آپ کا مقام' آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں' پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ جو حقائق انھوں نے بیان کیے ہیں وہ صرف میں عرض کر رہا ہوں۔ رانا شاہد احمد خان ڈی ایس پی دیپالپور کے بیان کے مطابق محمد عباس صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کے دفتر میں آئے جن کو ان کے سماجی منصب کے مطابق نہایت احترام کے ساتھ دفتر میں بٹھایا گیا اور سنا گیا جب تک وہ ان کے دفتر میں رہے تو میاں عبدالجبار ایڈووکیٹ کا کوئی سابقہ واقعہ زیر بحث نہ آیا نہ ہی ملک محمد عباس کھوکھر صاحب کی اس موضوع پر کوئی گفتگو ہوئی بلکہ بڑے دوستانہ اور خوشگوار ماحول میں ان سے باتیں ہوئیں وہ میرے لیے قابل احترام ہیں۔ ملک محمد عباس صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے تھے اور دفتر میں اکثر میرے پاس آتے جاتے رہتے ہیں البتہ ایک واقعہ تھانہ سٹی دیپالپور میں اس انداز میں پیش آیا کہ تحریک استحقاق میں ملک محمد عباس کھوکھر نے جس معزز شہری کا ذکر کیا ہے اور اس کی سفارش کا ذکر کیا ہے اور وہاں میاں عبدالجبار اور حمید یوسف کے ساتھ بموجودگی ملک محمد عباس ایم پی اے بدتمیزی اور گالیاں دینے کا تعلق ہے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ حمید یوسف جو ریکارڈ یافتہ بدنام منشیات فروش ہے جس کے ریکارڈ کے مطابق مقدمات علیحدہ لف ہذا ہیں۔ تھانہ سٹی دیپالپور میں دو کلو افیون کا مقدمہ نمبر 85 اور 96 مورخہ 29-6-96 بجرم 9-6/95 تھانہ سٹی درج رجسٹر ہوا اور حمید یوسف اس مقدمے کا نامزد ملزم ہے اور اس وقت تک ملک محمد عباس کھوکھر صاحب ایم پی اے کے ہمراہ بغیر کسی عبوری ضمانت قبل از گرفتاری تھانہ میں ویگن متعلقہ جس میں سے برآمدگی افیون ہوئی تھی قبضہ پولیس میں لی گئی تھی بغیر کسی قانونی ضابطے کی کارروائی کے ایس ایچ او صاحب حاصل کرنا چاہتے تھے جو گواہان تھانہ سٹی

دیپالپور میں موجود تھے جہاں تک عبدالمجید کا تعلق ہے وہ تو وہاں سے transfer to the Lines ہو چکا ہے اس کا بیان ابھی ریکارڈ پہ نہیں آ سکا۔ انھوں نے محمد عباس کھوکھر سے حمید یوسف نامی ملزم کی گرفتاری کی خواہش کا اظہار کیا اس صورت حال کو دیکھ کر اگر زبردستی حمید یوسف کو گرفتار کیا گیا تو ملک محمد عباس صاحب کی وجہ سے معاملہ سنگین صورت اختیار نہ کر جائے۔ ایس ایچ او موصوف نے اس کی گرفتاری التواء میں رکھ لی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا موقف یہ ہے کہ اس تحریک کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر پارلیمانی امور، جناب! یہ میرے ایک فاضل ممبر' بھائی ہیں خواہ اپوزیشن میں ہوں یا گورنمنٹ پارٹی میں احترام ہر ایک کا لازم ہے اور استحقاق کسی کا مجروح نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے یہ واقعات مقدمہ عرض کیے ہیں۔ تیس تاریخ کا بیان کیا گیا ہے انتیس تاریخ کا حمید یوسف پہ کیس درج ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، اسی کی دریافت کرالیں اس میں اگر ایک رتی بھر بھی حقیقت ہو تو بھی میں ملزم' دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ حمید یوسف۔ میں نے پہلے کہا کہ میں اس کا نام تک بھی نہیں جانتا تھا کوئی ریکارڈ اس کے خلاف نہیں جو انھوں نے مقدمہ درج کیا ہے جب میں وہاں گیا وہ بھاگ گیا اس کے بعد انھوں نے دو کلو ہیروئن ڈالی ہے۔ کرائم برانچ میں اب مقدمہ ہے اب انھوں نے پھر اس کی تفتیش بدلوائی ہے۔ میں اور میاں یسین وٹو دونوں ڈی آئی جی صاحب کے پاس گئے وہاں تفتیش کرائی وہ پرچہ خارج ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں وہ دو کلو افیون کہاں سے آئی وہ تو میرے سے چار گھنٹے پہلے کا تھانے میں موجود ہے۔ اس سے پہلے ڈی ایس پی کے دفتر میں موجود تھا اس کے بعد جب اس نے ان کو گالیاں دینی شروع کیں تو بے چارہ عزت کا مارا بھاگ گیا اگر یہ پرچہ سچا ہو جو اس کے جانے کے بعد انھوں نے دیا ہے تو بھی میں استعفیٰ دے دوں گا' میں سیاست سے ریٹائر ہو جاؤں گا اور انھوں نے یہ ساری کی ساری کہانی بنائی ہے۔ جبار کے متعلق انھوں نے بیان لکھا ہے جبار اس وقت میرے ساتھ نہیں تھا میں نے جبار کی بات نہیں کی کہ جبار میرے ساتھ تھا اس وقت میرے ساتھ میاں امداد اور اس آدمی کے متعلق میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس سے پہلے میں اس کا نام بھی نہیں جانتا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ پرچہ اس کے جانے کے بعد دیا گیا اور جھوٹا دیا گیا اور صرف اس لیے کہ میرے ساتھ انھوں نے زیادتی کی اس کے مداوا کے لیے انھوں نے یہ پرچہ دیا اور

ایک اسی بات کی تصدیق کرالیں کہ اس میں اگر ایک رتی بھر بھی سچ ہو تو میں بھی دین دار ہوں۔ اتنی بڑی زیادتی ہوئی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جناب! وہ ایسا تھا وہ ویسا تھا۔ میں گیا تھا اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے اس کے ساتھ نہیں کی۔ جب اس نے گالیاں دیں تو وہ وہاں سے چلا گیا اگر اس کے پاس افیون تھی تو پکڑ کر گرفتار کرتے کیوں نہ کیا انھوں نے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے، شکریہ۔

وزیر پارلیمانی امور، جو واقعات ہیں میں ان کی تردید نہیں کرتا ہوں۔ میرے قابل احترام بھائی ہیں ان کے بیان کی میں عزت اور احترام کرتا ہوں لیکن چونکہ وہ رپورٹ تھی میرا فرض تھا کہ وہ واقعاتبھی جناب کے نوٹس میں لاتا جو کہ دوسری سائیڈ کا موقف تھا جو برآمدگی انھوں نے ڈالی ہوئی ہے ان کے مطابق یہ وقوعہ ایک دن پہلے کا تھا۔ میں آپ کے کسی بیان کی تردید نہیں کرتا میں سمجھتا ہوں آپ کا بیان at par ہے اور میں اس حیثیت میں نہیں ہوں کہ اس کی تردید کروں لیکن یہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ دوسری طرف کے جو واقعات ہیں وہ بھی ایوان کے علم میں لانا ضروری ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پہ سعید صاحب ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر پارلیمانی امور کے پاس جو رپورٹ آئی وہ انھوں نے ہاؤس میں پیش کی۔ فیلڈ رپورٹ سے ہاؤس کو انفارم کرنا ان کا فرض بھی ہے لیکن میں ایک بات گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ملک عباس کھوکھر نے جس انداز میں اور جس جذبے کے ساتھ کہا کہ اگر یہ حقائق غلطی پہ ہوں تو میں سیاست سے ریٹائر ہونا چاہتا ہوں اور اس اسمبلی سے بھی میں استعفیٰ دینے کے لیے تیار ہوں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ہمارے ساتھی ہیں، ہمارے بھائی ہیں اور باعزت آدمی ہیں تو وہ اپنی اس بات کو اس حد تک لے جانے کے لیے تیار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بات کو حقیقت سمجھتے ہوئے اسے accept کیا جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ، میں آپ سب کی توجہ چاہتا ہوں۔ سعید اکبر خان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا لیکن انھوں نے ایک گفتگو کی ہے اس کو سپورٹ کیا ہے میں آپ سب کی توجہ اس لیے چاہتا ہوں کہ میں بھی دیہاتی تعلق رکھتا ہوں سچی بات ہے اس وقت ملک میں پولیس سٹیٹ بنی ہوئی ہے (ہاؤس سے تالیوں کی آواز آئی) اگر آپ لوگ اسی طرح آپس میں حزب اقتدار، اپوزیشن بنے

رہے تو یہ آہستہ آہستہ آپ لوگوں کو بھی اندر کرتے چلے جائیں گے وہ ایک رپورٹ لکھ دیا کریں گے تو اس بارے میں میں یہ چاہتا ہوں کہ چونکہ یہاں یہ ہمارے فاضل وزیر پارلیمانی امور نے تو ایک ڈی ایس پی کی رپورٹ پڑھ دی جس کے وہ خلاف ہے جو پولیس سارا کچھ کرتی ہے۔ بہرحال مجھے اس کرسی کے تقدس کا احساس ہے ورنہ میں کچھ واقعات بھی بتاتا یہ کرسی مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں ایسی بات نہ کروں (ہاؤس سے تالیوں کی آواز آئی) بہرحال میں یہ چاہتا ہوں کہ پولیس جو رپورٹ کر دیتی ہے یا جس طرح قائد ایوان نے آج یہ کہا کہ بمطابق رپورٹ ایس پی سیالکوٹ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا ایک اثر ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ ان کی طوطے کی طرح جو کہانی ہے وہ یہاں رٹی رٹائی سنا دی جائے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس کی کوئی بات نہیں ہے تو لہذا میں اس observation کے ساتھ اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجتا ہوں کہ سب سے پہلے وہ کمیٹی اس رپورٹ کی تصدیق کرے کہ یہ درست ہے یا غلط ہے (ہاؤس سے تالیوں کی آواز آئی) وزیر پارلیمانی امور نے پولیس کی جو رپورٹ اس ہاؤس میں پڑھی ہے سب سے پہلے تحریک استحقاق کمیٹی اس کی authenticity کا دریافت کرے وہ سب کمیٹی بنائے وہ آئی جی کو کہے کہ وہ ایک نہایت دیانت دار آدمی کو مقرر کرے جو جا کر کے وہاں تحقیقات کرے اور میں اس کا نام لے دیتا ہوں۔ بہاولپور میں علی اکبر گجر جو ڈی ایس پی کرائم برانچ ہے اس کے بارے میں ہر کوئی قسم اٹھا سکتا ہے، میں بھی قسم اٹھا سکتا ہوں کہ اس وقت وہ دیانتدار آدمی ہے۔ اس کو ساتھ بھیجا جائے اور استحقاق کمیٹی سب کمیٹی بنا کر اس کی تصدیق کرے، اگر وہ ثابت ہو جائے تو پھر وہ استحقاق کمیٹی ایکشن لے کر بھیجے کہ ڈی ایس پی اور اس کے ساتھ کیا ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس observation کے ساتھ میں یہ چاہوں گا کہ دو ماہ کے اندر رپورٹ اس ہاؤس میں پیش ہو۔ جی شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد: شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ اس وقت صوبہ یا ملک پولیس سٹیٹ بن چکا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی حوالے سے جو ایوان کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے اور ایم پی اے کی حیثیت کو قانون کا معاون بنانے کے لیے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہمیں یعنی اپوزیشن اور گورنمنٹ والوں کو بل لانا چاہیے کہ ہمیں تھانے کی انسپیکشن کے اختیارات ملنے چاہئیں۔ اس سے یہ ہو گا کہ ہائی کورٹ کے بیلف کے اختیارات ہمیں مل جائیں گے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور قانون کا احترام برقرار رکھتے ہوئے معاون ہو

گا۔ اس سلسلہ میں ہمیں پیش رفت کر کے بل لانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ! جی سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! سر اس سے پہلے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ ہمیشہ سچی بات کو ہاؤس میں بیان فرماتے ہیں۔ اور جو بھی حقیقت ہوتی ہے ' چاہے وہ مجھے اچھی لگے' میرے مفاد میں اچھی ہو یا نہ ہو لیکن حقیقت ہو آپ اس کی support کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک تحریک استحقاق کل بھی آئی ۔ آپ نے کہا جیسے عارف چٹھہ کے خلاف غلط سٹیٹمنٹ آئی اسی طرح آپ نے بھی سچ کہا۔ میں سمجھتا ہوں یہ اچھی روایت ہے۔ اگر آپ جیسے عہدے والے آدمی کے ساتھ ایسا ہوتا ہے اور آپ اس ہاؤس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جو غلط کام کرنے والے ہیں اس طرح ان کو تھوڑا بہت سبق ضرور ملے گا۔ میں اس پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ کی حقیقت پسندی کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! مجھے اس بات پر انتہائی خوشی ہے کہ آپ نے کل کے اجلاس میں بھی واضح طور پر اپنے ضمیر کے فیصلے کے مطابق وہ بات کہہ دی جو شاید سرکاری بنچوں کو پسند نہ آئی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت جس طرح بے گناہ اور مظلوم انسانوں کا خون بہہ رہا ہے اور اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں جس طور پر حکومت کی بے حسی ہمارے سامنے آئی ہے۔ اور جس طریقے سے انھوں نے رٹے رٹائے پولیس کے بیانات پڑھے ہیں اور یہ کہا ہے کہ صوبے میں امن و امان کی حالت اچھی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے عام آدمی جو پنجاب میں بستا ہے اس کو بہت مایوسی ہوئی ہے ۔ جناب سپیکر! پھر آپ نے جو آج بات کہی ہے یہ تاریخی بات ہے کہ بطور سپیکر آپ نے کہا ہے کہ پولیس کی دہشت گردی انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ جناب سپیکر! اس بارے میں کمیٹی بنائیں اس وقت تمام شہروں میں ڈاکے' چوریاں' ڈکیتیاں اور اغوا کے واقعات اتنی تیزی سے بڑھ رہے ہیں کہ آج ہمیں اس بیماری کو ختم کرنے کے لیے جنگی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اپنی اور اپنے اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے تعاون کا یقین دلاتا ہوں کہ ایسی کسی بھی کوشش اور کاوش کے لیے ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ شکریہ۔ جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں گھمن صاحب!

وزیر پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب کا لاء اینڈ آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر تھا یا تقریر تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اصل میں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا لیکن صورت حال ایسی تھی اور بات ایسی تھی ۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اقتدار اور اختلاف یہ چند دن کا میلہ ہوتا ہے ۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے ملک میں عوام کے لیے کیا اچھا کام کر سکتے ہیں۔ یہ میری رائے ہے ہمیشہ میں نے کہا ہے کہ پولیس کی پہلے بھی high handedness رہی ہے ۔اس سے پہلے ادوار میں بھی پولیس ناجوازیاں کرتی رہی ہے لیکن اس وقت تو یہی بات ہے کہ بہت عروج پر ہے ۔ ہم لوگ بغیرکسی کو دیکھے کہ کون کیا ہے اس کا کسی قسم کا کوئی تدارک کریں یہی میری اپیل آپ سے ہے۔میرا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں آپ ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔ کیونکہ آپ ہمارے ساتھی ہیں۔ شکریہ مہربانی۔ تحریک التوائے کار جناب ایس اے حمید صاحب!

تحاریک التوائے کار

گوجرانوالہ میں حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے رکن صوبائی اسمبلی کے حلقہ میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے سلسلے میں غیر مساویانہ سلوک

جناب ایس اے حمید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔مسئلہ یہ ہے کہ عرصہ تین سال سے بلدیہ گوجرانوالہ نے میرے رہائشی علاقہ سٹیلائٹ ٹاؤن میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جس سے علاقہ کے مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے ۔ علاقہ میں سٹریٹ لائٹس کا کوئی بندوبست نہیں ہے جس سے ہر طرف اندھیرا چھایا رہتا ہے اور سماج دشمن عناصر اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں دیدہ دلیری سے کررہے ہیں ۔ اس کے برعکس حکومتی پارٹی کے ایک ایم پی اے جو کہ اسی علاقہ میں رہتے ہیں ان کی رہائش گاہ کے ارد گرد تمام سڑکوں کی مرمت کردی گئی ہے اور سٹریٹ لائٹس بھی کام کر رہی ہیں۔ حکومت کی طرف سے اس

جانبدارانہ رویہ سے اور بلدیہ کی مسلسل عدم توجہی اور چشم پوشی سے ٹیکس گزار شہریوں میں بے چینی اضطراب اور رنج وغصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب وزیر پارلیمانی امور' آپ دیں گے ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں خواجہ ریاض محمود۔

خواجہ ریاض محمود، آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ وزیر پارلیمانی امور کس حیثیت سے جواب دے رہے ہیں ۔ جبکہ یہ لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے اور لوکل گورنمنٹ کے جو وزیر ہیں وہ سینئر وزیر کہلاتے ہیں جناب مشتاق اعوان صاحب جن کے علاقے میں کل بم پھٹا ہے۔ وہ کہاں پر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ادھر گئے ہیں جہاں بم پھٹا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، اگر ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں تو آپ بولنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور یہاں وزیروں کی سطح پر اس قدر بے قاعدگی ہو رہی ہے ۔میں حقیقت بول رہا ہوں کوئی افسانہ نہیں کہہ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا یہ آپ کہہ رہے ہیں۔ یہ آپ پرویز الٰہی صاحب یا سلیم اقبال سے پوچھیں۔ تشریف رکھیں خواجہ صاحب آپ کا پوائنٹ نوٹ ہو گیا۔ مہربانی شکریہ۔

وزیر پارلیمانی امور، اب میں جناب ایس اے حمید صاحب کی تحریک کے لیے عرض کرتا ہوں کہ معزز رکن اسمبلی کے رہائشی علاقے کی سڑکات کا کام مورخہ 7-4-1996 سے جاری ہے ۔ جن میں سے درج ذیل سڑکات کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے ۔ سرکلر روڈ 'سٹیلائٹ ٹاؤن سے چوک فرید سے سیالکوٹ روڈ گورنمنٹ بوائز کالج روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن 'ایس اے حمید صاحب کی رہائش والی سڑک کی مرمت کا کام جاری ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد مکمل ہو جائے گا۔ اس سڑک پر مورخہ 14-4-1996 سٹریٹ لائٹ کے گیارہ پوائنٹ درست کر کے روشن کر دیئے گئے تھے۔ صرف ایک پوائنٹ سٹور میں سامان نہ ہونے کی وجہ سے روشن نہ ہو سکا۔ جونہی سٹور میں سامان کی دستیابی ہو گی یہ پوائنٹ بھی درست کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ میں on the floor of the House ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کام جاری ہیں وہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچا دیئے جائیں گے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر، جی ایس اے حمید!

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! تین سال سے، جب سے یہ حکومت آئی ہے انھوں نے امتیازی سلوک کی بنیاد پر سیٹلائٹ ٹاؤن کا آدھا حصہ بنایا اور بقیہ ڈسٹرکٹ کو چھوڑ دیا جہاں پر میری رہائش ہے۔ جناب سپیکر! وہاں پر کئی وارداتیں ڈکیتی کی ہو چکی ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ مرمت کا کام جاری ہے۔ یہ مجھے اس ہاؤس میں اس فلور پر آج بتا دیں کہ یہ کام کتنے دنوں کے بعد مکمل ہو جائے گا تو میں پریس نہیں کروں گا۔

MR ACTING SPEAKER: Any time limit?

وزیر پارلیمانی امور، میں نے on the floor of the House عرض کیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ "جلد" اس کی کچھ definition چاہتے ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور، ۲۰۔ جون تک انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ۲۰۔ جون تک۔ مہربانی شکریہ۔ جی، عثمان ابراہیم صاحب! اب آپ کا بھی کوئی مسئلہ ہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، اسی مسئلے میں، کیونکہ یہ مسئلہ اسمبلی میں زیر بحث ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی وزیر موصوف نے شہر کے صرف ایک حصے کے متعلق کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پورے شہر کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔ اور رات کو پورے شہر میں اندھیرا چھایا رہتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد اور محرک کے مطمئن ہونے پر اس کو dispose of کرتا ہوں۔ مہربانی، شکریہ۔ اگلی تحریک ہے، جناب انعام اللہ خان نیازی، سید محمد عارف حسین بخاری، چودھری محمد اقبال، حاجی مقصود احمد بٹ، میاں عبدالستار، خواجہ ریاض محمود، جناب ارشد عمران سلہری، حاجی عبدالرزاق۔ اس کو کون پڑھیں گے؟ ارشد

عمران سلہری پڑھیں گے۔

با اثر افراد کو شراب کے ڈپو کھولنے کی اجازت دینا

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 96-4-7 کے روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ صوبہ پنجاب کی با اثر سیاسی شخصیات اپنے خاص آدمیوں کو شراب کے ڈپو دلوانے کے لیے عرصہ سے حکومت پر دباؤ ڈال رہی تھیں اور اس سیاسی دباؤ پر حکومت نے انہیں پنجاب میں شراب کے اڈے کھولنے کی اجازت دے دی ہے ۔ اور مزید بااثر شخصیات اپنے خاص آدمیوں کو شراب کے ڈپو دلوانے کے لیے حکومت پر دباؤ ڈال رہی ہیں۔اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے متذ کرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ صوبے میں کسی بااثر شخصیت نے شراب کے ڈپو دلوانے کے لیے نہ تو حکومت پر کوئی دباؤ ڈالا ہے نہ ہی حکومت پنجاب نے کسی شخص کو صوبے میں شراب کی دکانیں یا اڈے کھولنے کی اجازت دی ہے۔ حکومت نے صوبے بھر میں غیر ملکیوں اور غیرمسلموں کو شراب مہیا کرنے کے لیے صرف سات بڑے ہوٹلوں کو اجازت دی ہے جو کہ عرصۂ دراز سے کام کر رہے ہیں۔ اس کے لیے یہی عرض کروں گا کہ یہ Prohibition Order ۱۹۷۹ء میں آیا۔ اس وقت چھ ہوٹلوں کو اجازت دی گئی تھی جن میں تین لاہور کے ہیں' دو راولپنڈی کے ہیں۔ اس کے بعد آج تک' اس Prohibition Order کے بعد ایک ہوٹل کو اجازت دی گئی۔ وہ بھی میاں نواز شریف صاحب نے ۱۹۸۷ء میں سرینا ہوٹل فیصل آباد کو دی تھی۔ اس حکومت نے ابھی تک کسی ہوٹل کو اجازت نہیں دی ہے۔ میاں صاحب نے اپنی شفقت سے' اپنی مہربانیوں سے سرینا ہوٹل فیصل آباد کو اجازت دی تھی۔ ان کی وجوہات کا ان کو علم ہوگا کہ کیا واقعات تھے انھوں نے اجازت دی ہے۔ ہم نے' موجودہ حکومت نے ابھی تک کسی ہوٹل کو کوئی اجازت نہیں دی' نہ ہی کام شروع ہوا ہے۔ کچھ لوگوں نے تحرک کیا تھا' سروسز کلب کے بارے میں' لیکن اس میں بھی ----(مداخلت) جم خانہ کلب' سوری۔

جناب ارشد عمران سلہری، انھوں نے فرمایا ہے-----

جناب قائم مقام سپیکر، سلہری صاحب! میری ایک بات سن لیں۔ جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے وہ آپ نے پڑھنی ہوتی ہے۔ حکومت نے اس پر اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد تکرار کا مسئلہ نہیں آتا۔ وہ پھر سپیکر نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا میں اس کو admit کروں یا نہ کروں۔

جناب ارشد عمران سلہری، لیکن اس میں جہاں بھی کہیں contradiction ہوتی ہے' یا حقائق صحیح طور پر سامنے نہیں آتے-----

جناب قائم مقام سپیکر، اور میں یہ بھی بتا دوں کہ ہم لاہور والے' گوجرانوالے یا بڑے شہروں کے ممبران کو یہی بات ہے کہ وہ تحریک بنتی نہیں ہوتی' چیمبر میں بھی kill ہو سکتی ہے۔ لیکن اس لیے کہ آپ کا جو حلقہ انتخاب ہے وہ ذرا زیادہ باشعور ہیں تاکہ آپ کی یہاں بات آنے اور پریس میں آنے کے بعد وہ لوگ ذرا آپ سے مطمئن ہو جائیں کہ ہماری بات کی گئی ہے۔ صرف یہ بات ہوتی ہے۔ otherwise وہ matter نہیں بنتا کہ اس کو اسمبلی میں دو گھنٹے کے لیے discuss کیا جائے' کیونکہ یہ ایک خاص علاقے کا particular مسئلہ ہوتا ہے۔ ہم ایسا کرتے ہیں جس سے پورا پنجاب متاثر ہو۔ تو میرے خیال میں آپ کو اس بات پر ہی رہنا چاہیے کہ آپ نے پڑھ لی' وزیر موصوف نے جواب دے دیا۔ اب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں' میں دو باتیں کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ابھی تک سات آدمیوں کو انھوں نے لائسنس جاری کیے ہیں۔ اور انھوں نے کہا کہ کوئی بھی سیاسی شخصیت اس کے اوپر اثر انداز نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کے کہنے پر یہ لائسنس دیا گیا ہے۔ میں یہاں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جم خانہ لاہور کو کہ جس کے اوپر سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے اختلافی نوٹ لکھا تو وہ کون سی سیاسی شخصیت ہے جس کے کہنے کے باوجود لاہور جم خانہ کو شراب کا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ اور وہ سیاسی شخصیت ' میں اب نام لینا چاہوں گا جب کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کا یہاں نام لیا گیا ہے کہ اس وقت صوبے کے جو چیف ایگزیکٹو ہیں' جناب چیف منسٹر صاحب' ان کے کہنے پر لاہور جم خانہ کو شراب کا لائسنس دیا گیا ہے۔ تو کیسے یہ وزیر صاحب کہتے ہیں کہ یہاں پر کسی سیاسی شخصیت کے کہنے پر لائسنس نہیں دیے گئے؟ جناب سپیکر! پاکستان کے ساتھ' جو کہ ایک اسلامی ملک ہے' ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت-----

جناب ارشد عمران سلہری، انھوں نے فرمایا ہے.....

جناب قائم مقام سپیکر، سلہری صاحب! میری ایک بات سن لیں۔ جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے وہ آپ نے پڑھنی ہوتی ہے۔ حکومت نے اس پر اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد تکرار کا مسئلہ نہیں آتا۔ وہ پھر سپیکر نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا میں اس کو admit کروں یا نہ کروں۔

جناب ارشد عمران سلہری، لیکن اس میں جہاں بھی کہیں contradiction ہوتی ہے' یا حقائق صحیح طور پر سامنے نہیں آتے.....

جناب قائم مقام سپیکر، اور میں یہ بھی بتا دوں کہ ہم لاہور والے' گوجرانوالے یا بڑے شہروں کے ممبران کو یہی بات ہے کہ وہ تحریک بنتی نہیں ہوتی' چیمبر میں بھی kill ہو سکتی ہے۔ لیکن اس لیے کہ آپ کا جو حلقہ انتخاب ہے وہ ذرا زیادہ باشعور ہیں تاکہ آپ کی یہاں بات آنے اور پریس میں آنے کے بعد وہ لوگ ذرا آپ سے مطمئن ہو جائیں کہ ہماری بات کی گئی ہے۔ صرف یہ بات ہوتی ہے۔ otherwise وہ matter نہیں بنتا کہ اس کو اسمبلی میں دو گھنٹے کے لیے discuss کیا جائے' کیونکہ یہ ایک خاص علاقے کا particular مسئلہ ہوتا ہے۔ ہم ایسا کرتے ہیں جس سے پورا پنجاب متاثر ہو۔ تو میرے خیال میں آپ کو اس بات پر ہی رہنا چاہیے کہ آپ نے پڑھ لی' وزیر موصوف نے جواب دے دیا۔ اب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں' میں دو باتیں کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ابھی تک سات آدمیوں کو انھوں نے لائسنس جاری کیے ہیں۔ اور انھوں نے کہا کہ کوئی بھی سیاسی شخصیت اس کے اوپر اثر انداز نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کے کہنے پر یہ لائسنس دیا گیا ہے۔ میں یہاں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جم خانہ لاہور کو کہ جس کے اوپر سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے اختلافی نوٹ لکھا تو وہ کون سی سیاسی شخصیت ہے جس کے کہنے کے باوجود لاہور جم خانہ کو شراب کا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ اور وہ سیاسی شخصیت ' میں اب نام لینا چاہوں گا جب کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کا یہاں نام لیا گیا ہے کہ اس وقت صوبے کے جو چیف ایگزیکٹو ہیں' جناب چیف منسٹر صاحب' ان کے کہنے پر لاہور جم خانہ کو شراب کا لائسنس دیا گیا ہے۔ تو کیسے یہ وزیر صاحب کہتے ہیں کہ یہاں پر کسی سیاسی شخصیت کے کہنے پر لائسنس نہیں دیے گئے؟ جناب سپیکر! پاکستان کے ساتھ' جو کہ ایک اسلامی ملک ہے' ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت .....

مکمل نہیں ہوتا اس وقت تک ان کو قانونی طور پر نہیں روکا جا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی' ایس اے حمید صاحب! ذرا مختصر۔

جناب ایس اے حمید، جی' بڑا ہی brief۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے آج سے چار ماہ پہلے بھی یہ بیان اسمبلی میں پڑھا تھا۔ اور وقتی طور پر ایک روز کے لیے وہ فیکٹریاں بند ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے بعد تسلسل سے چل رہی ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر قانون کوئی واضح طور پر بتا دیں کہ کتنی دیر میں یہ پراسیس مکمل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں' آپ نے پہلے بھی کیا تھا۔ لیکن تحریک التوائے کار recent occurrence کا مسئلہ ہوتا ہے۔ یہ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ چار مہینے پہلے بھی ہوا تھا۔ لہذا یہ اس لحاظ سے بھی admissible نہیں ہے۔ The remedy of a grievance, if any is available under the normal law of the land آپ قانونی ذرائع بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ It is a suggested matter which can be better brought before the House in the form of a resolution آپ اسے ریزولیوشن کی شکل میں بھی لا سکتے ہیں۔ لہذا یہ تحریک التواء نہیں بنتی۔ میں اس کو dis-order قرار دیتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ نے جو حکم صادر فرمایا ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ recent occurrence اس لیے ہے کہ آج یہ کام ہو رہا ہے۔ اب آپ کہتے ہیں کہ recent occurrence نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ recent occurrence ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا جو مسئلہ تھا اس پر ہم نے یہ کیا کہ آپ نے یہ پڑھی پھر انھوں نے بیان پڑھ دیا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جب یہ شہریوں کے لیے ایک وباء ہے۔ شہری مختلف امراض میں مبتلا ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تسلیم نہیں کرتا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن یہ تو ایک حقیقت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑی مہربانی' بڑی مہربانی۔ جناب ارشد عمران سلہری۔ تحریک التوائے کار نمبر۹

لاہور ڈرائی پورٹ میں آگ لگنے سے اربوں روپے کا نقصان

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت مورخہ 96-1-9 میں پاکستان کی سب سے بڑی لاہور کی ڈرائی پورٹ میں آگ لگنے کی خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی گئی کہ ڈرائی پورٹ میں پراسرار طور پر خوفناک آگ بڑھک اٹھی جس میں اربوں روپے کا درآمد اور برآمد کیا جانے والا سامان جل کر خاکستر ہو گیا۔ ایکسپورٹر حضرات سامان کو جلتا دیکھ کر روتے رہے۔ آگ کے شعلے کئی کلومیٹر تک نظر آتے رہے۔ دھوئیں کے بادلوں سے آسمان سیاہ ہو گیا۔ عملے نے امدادی کارروائیوں میں بے بسی کا اظہار کر دیا۔ اس قومی نقصان پر صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب والا! ڈرائی پورٹ کا علاقہ بنیادی طور پر ریلوے پولیس کے دائرہ اختیار میں آتا ہے جو کہ وفاقی jurisdiction بن جاتی ہے۔ اس کے باوجود جب یہ آگ لگی۔ 96-4-8 کو ساڑھے پانچ بجے ڈرائی پورٹ سے آتش زدگی کی اطلاع بذریعہ وائرلیس پہنچی۔ پھر ہر طریقے سے ڈپٹی کمشنر لاہور' دوسری انتظامیہ ' سول ایوی ایشن' آرمی کنٹونمنٹ اور کارپوریشن کے فائر بریگیڈ فوراً وہاں پر پہنچ گئے اور آگ بجھانے کی کوشش کی جاتی رہی جس پر بڑی مشکل سے قابو پایا گیا لیکن سب نے مل کر اس آگ کو بجھایا۔ اب اس کی تحقیقات اپنی جگہ ہو رہی ہیں۔ یہ دائرہ اختیار ریلوے پولیس کا ہے۔ اس کے متعلق کہاں تک تحقیقات پہنچی ہیں' اس کو دیکھنے کے لیے ریلوے پولیس نے کرنا ہے جو کہ وفاقی محکمہ ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں بھی اس ضمن میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

خواجہ ریاض محمود، جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! میں اب آپ کو بولنے کا موقعہ دے رہا ہوں حالانکہ آپ کا حق نہیں بنتا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ آپ بولنے نہیں دیتے۔

خواجہ ریاض محمود، نہیں۔ آپ بتائیں ناں کہ کس طرح بولا کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ تابش الوری سے پوچھیں۔

خواجہ ریاض محمود، آپ مجھے طریقہ بتا دیں کیونکہ مجھے لوگوں نے یہاں پر بولنے کے لیے بھیجا ہے۔ آپ بولنے نہیں دیں گے تو پھر میں یہاں پر کیا کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہ نہ۔ یہ ایک کتاب ہے۔ لوگ اس کو بھیجیں جو یہ کتاب جانتا ہو۔ جس کو پتا ہو کہ کیسے بولنا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، اور جناب سپیکر!

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

آپ بولنے بھی نہیں دیتے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب! آپ ذرا ایک کلاس بھی لیا کریں اور خاص طور پر خواجہ صاحب کو بتائیں کہ اسمبلی میں کیسے بولا جاتا ہے؟ کیا رولز ہوتے ہیں؟ کیسے پہلے نوٹس دیا جاتا ہے؟ کیسے تحریک التوائے کار بھیجی جاتی ہے؟ ریزولیوشن کیسے دیا جاتا ہے؟ یہ ان کو بتائیں۔ یہ جب مرضی آتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے بولنے دیں۔ (قہقہے)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ سورج کے سامنے چراغ کیسے دکھایا جاتا ہے اور ہیڈ ماسٹر موجود ہو تو پھر کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ آپ تو ہیڈ ماسٹر کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ایک منٹ لے لیں۔ ایک منٹ میں اپنا موقف بیان کریں۔

خواجہ ریاض محمود، نہیں' پانچ چھ منٹ تو لگیں گے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' نہیں۔ یہ بات نہیں۔ دو منٹ لے لیں۔ آپ شروع کریں۔ آپ کو پھر بند کون کرائے گا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈرائی پورٹ کا مسئلہ جو ہے جس میں'

میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا کروڑوں کا نہیں اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ تمام کا تمام محکمہ جل گیا ہے۔ لوگوں کا سامان تو درکنار رہا محکمے کی میز کرسیاں تک جل گئی ہیں۔ یہ بہت بڑی ایک اندھی واردات ہے اور اسی قسم کی واردات پھول نگر میں ہوئی ہے جہاں ستر جانیں خدا کو پیاری ہو گئیں۔

جناب سپیکر! آج پورا شیخوپورہ بند ہے۔ وہاں شیخوپورہ میں جنازے اٹھ رہے ہیں۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں اور حکومت سے فریاد کر رہے ہیں کہ اس ساری عوام کا ذمہ دار کون ہے۔ جناب سپیکر! حکومت کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے اور وہ پھول نگر وزیر اعلیٰ کا علاقہ ہے اور یہ شیخوپورہ سینئر منسٹر کا علاقہ ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ وہ دہشت گرد خصوصی طور پر ان علاقوں کا انتخاب کیوں کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اب آپ نے اپنی بات سنا دی ہے۔ مہربانی شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

ایک آواز، آپ کے مشورے سے کر رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، ہمارا مشورہ نہیں ہے۔ ہم مسلم لیگ کے داعی ہیں۔ ہم نے پاکستان بنایا تھا۔ ہم پاکستان کو برباد کرنے والے نہیں ہیں۔ پاکستان کو آباد کرنے والے ہیں ان شاء اللہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب سیاسی بات پر نہ آئیں۔ مہربانی۔ یہ دیکھیں ناں (خواجہ ریاض محمود) اب آپ ان کو چھیڑتے ہیں پھر ادھر سے بات شروع ہو جائے گی۔ جی تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! خواجہ صاحب نے جو بات کی ہے وہ دھماکوں اور خاص طور پر شیخوپورہ کے ہولناک دھماکے سے متعلق ہے جو بہت ہی سنجیدہ اور الم ناک مسئلہ ہے۔ تو میں نے اس سلسلے میں مرحومین کی دعائے مغفرت کے لیے اور ان بم دھماکوں پر اظہار تشویش کے لیے آپ کی خدمت میں ایک قرار داد پیش کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں، میں کرتا ہوں۔ پہلے ارشد عمران سلہری کی تحریک التوائے کار کو ڈسپوز آف کر لیں۔

سید تابش الوری، میں نے آپ کی توجہ دلائی ہے۔ جس وقت آپ مناسب سمجھیں۔ اس کو ٹیک اپ کر لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ تھا جو کہ میں اس تحریک التوائے کار

کے ذریعہ اس ایوان کے اندر لے کر آیا ہوں۔ آپ نے اس کی اجازت دی۔

جناب سپیکر! یہ ڈرائی پورٹ پر آگ لگنے کا جو واقعہ ہے لاہور کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا پہلا واقعہ ہے کہ جس میں اربوں روپے کی مالیت کی اشیاء جل کر تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ بیمہ کمپنیوں کا اس میں کروڑوں' اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ واقعہ اس وقت ہوتا ہے جب اسسٹنٹ ڈائرکٹر کسٹمز انٹیلی جنس اسلام آباد سے اس ڈرائی پورٹ پر آتے ہیں۔ وہ کچھ علاقہ جات کا وزٹ کر کے جب واپس جاتے ہیں تو پھر اس کے بعد وہاں پر آگ لگ جاتی ہے اور خصوصی طور پر آگ بھی اس جگہ پر لگی جہاں پر جو مال تھا وہ درآمد کیا ہوا تھا۔ تو اس میں' میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے استدعا کروں گا کہ اس واقعہ کی کوئی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے کیونکہ اس میں قوم کا اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے تو وہ جو حقائق اور واقعات ہیں کہ آیا یہ دہشت گردی تھی یا عملے کے کسی فرد کی سازش تھی جس کے تحت اربوں روپے کا نقصان کیا گیا ہے۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی مقصود بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میرے بھائی ارشد عمران سلہری صاحب نے جس مسئلے پہ یہ بات کی ہے یہ ایک واقعی بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ یہ حکومت کا کوئی اربوں یا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے بلکہ یہ تاجر برادری کا نقصان ہوا ہے۔ اس میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے نہ تو کوئی انشورنس کروائی ہوئی تھی اور نہ ہی ان بیچاروں کا کوئی نقصان پورا کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو آگ لگی ہے اس میں وہاں کے عملے کا بھی ہاتھ ہے اور یہ جان بوجھ کر آگ لگائی گئی ہے۔ وہاں پر پہلے جو بہت سارا سامان چوری ہوتا رہا ہے اور اس چوری کو چھپانے کے لیے وہاں یہ آگ لگائی گئی ہے۔ ابھی میرے فاضل وزیر قانون صاحب نے یہ بات کی ہے کہ وہ علاقہ ریلوے کا ہے۔ تو وہ کوئی علاقہ غیر تو نہیں ہے۔ آخر وہ پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ وہاں کا پولیس سٹیشن بھی ہے۔ تو مختلف طریقوں سے یہ انکوائری کروائی جا سکتی ہے اور اس غریب تاجر برادری کا جو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے جس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ وہاں روتے رہے ہیں۔ ان کے سامنے سامان جلتا رہا ہے اور منسٹر صاحب نے یہ بات کہی کہ فائر بریگیڈ پہنچ گیا۔ دوسرے دن تک وہاں آگ لگی رہی ہے اور یہ بہت اہم مسئلہ ہے

میں تو یہ کہوں گا کہ اسمبلی میں اسے زیر بحث لایا جائے تاکہ آئندہ کے لیے بھی اس کا کوئی تدارک ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ وزیر قانون صاحب! ایک بات تو انہوں نے یہ کی ہے کہ ریلوے کے کئی پرائیویٹ لوگ بھی اس آگ کی لپیٹ میں آئے نمبر ایک۔ نمبر دو وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر تھانہ بھی ہے۔ ریلوے پولیس کا وہاں ضرور تھانہ ہوتا ہے اور وہ صوبہ پنجاب میں واقع ہے اس بارے میں کیا ایکشن ہوا کیا بات ہوئی۔ تیسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ اپنی خرابیوں کو چھپانے کے لیے یعنی کیا وہاں کوئی مال چوری ہوا تھا اس کو ہضم کرنے کے لیے انہوں نے یہ ایسا چکر چلایا۔ آپ اس بارے میں کچھ بتائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! انہوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان سے بالکل متفق ہوں لیکن بات صرف اتنی ہے کہ کسٹم، ڈرائی پورٹ اور ریلوے پولیس ان سب کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے اور وہ اس کی انکوائری کروا رہے ہیں اور یہ سب چیزیں ان کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں۔ یہ بات نہیں ہوسکتی کہ ایک انکوائری وہ شروع کرا دیں اور ایک انکوائری صوبائی حکومت شروع کروا دے تو پھر تو بات نہیں بنتی کیونکہ یہ انہی کا مسئلہ ہے اور وہ اس بارے میں پوری انکوائری بھی کروا رہے ہیں اور اس حساب سے اس پر ایکشن بھی ہو گا۔ کیونکہ اس کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے ہم اس پر کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں۔ وزیر موصوف کی اس statement کے بعد کہ چونکہ یہ وفاقی مسئلہ ہے اور قومی اسمبلی میں بھی ایم۔ این۔ اے حضرات تشریف رکھتے ہیں جو لاہور سے تعلق رکھتے ہیں ان کا مناسب فورم وہی ہے وہاں agitate کیا جا سکتا ہے اس لیے میں اس کو in order قرار نہیں دیتا۔

میرے خیال میں تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔ مہربانی شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر اور دہشت گردی کا جو معاملہ ہے اس کو high light کرنے کے لیے تابش الوری صاحب اور یہ سید صاحب بیٹھے ہیں اور کچھ اور لوگوں نے اپنی معروضات پیش کیں لیکن کسی اخبار میں اس کے متعلق اس کا ذکر نہیں آیا۔ میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا دہشت گردی سے یا لاء اینڈ آرڈر کے معاملے سے صائمہ کیس کا ذکر اور Love affairs کے سلسلے میں ہائی کورٹ میں جوڑے کے کپڑے پھاڑ دیے زیادہ ضروری ہے اور مظفر گڑھ میں ایک سید

زادے کی پولیس والوں نے ٹانگیں توڑ دیں بازو توڑ دیے اور اٹھائیس زخم تھے اس کا ذکر کسی اخبار میں نہیں آیا۔ ہم چیختے رہے۔ آپ کو میں نے Call Attention Notice بھیجا ہے آپ نے اس کی بھی اجازت نہیں دی۔ تو ہم کہاں جائیں۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، دستی صاحب! آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ایسے نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! نہ آپ کے شیشے میں مہک آتی ہے اور نہ اخبار والوں کے شیشے میں مہک آتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

میں تمام اراکین کی توجہ چاہتا ہوں۔ خاص طور پر مانیکا صاحب کی۔ مسئلہ یہ ہے۔ جس طرح سے دستی صاحب نے گفتگو کی میں نے بھی جب اخبارات پڑھے۔ میں نے تو خاص طور پر پڑھنا تھا کہ میری اسمبلی میں کیا ہوا کس نے کیا کہا اور کیا رپورٹنگ ہوئی یہ حقیقت ہے کہ پنجاب اسمبلی کا جو سیشن ہوتا ہے یہ سب سے بڑا event ہوتا ہے۔ یہاں پر اتنے وزراء اتنے آپ صاحبان تقریباً ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ حاضری تو رہی ہے ان کی بات کو کوئی خاص high light نہیں کیا گیا۔ یہ بھی بات درست ہے کہ "صائمہ کا کیس" اسی طرح سے love affairs کی باتیں' ان کو بڑی بڑی سرخیاں دی گئیں اور پہلے صفحے پر دی گئیں۔ ہم صحافی حضرات کو dictate نہیں کر سکتے۔ ہم ان کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ یہ شائع کریں اور کس انداز سے شائع کریں کیونکہ صحافت آزاد ہے انہوں نے اپنی مرضی سے کرنا ہے لیکن یہ ان کا اپنا تعلق ہے ان کی اپنی فکر ہے ان کی اپنی سوچ ہے ان کا اپنا معیار ہے کہ وہ کس طرح ڈیل کرتے ہیں ہم اس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ تو لہذا جس طرح میں پہلے کہتا رہا ہوں کہ ہر شعبہ زندگی میں انحطاط آ گیا ہے۔ مجھے یاد ہے ایوب کے دور میں بھی ہم نے اسمبلیاں دیکھیں اس وقت بھی اخبارات میں proceedings پڑھتے رہے اس کے بعد بھی ان کی کافی projection آ جاتی تھی۔ لیکن "نوائے وقت" اخبار ہے جس کی میں قدر کرتا ہوں تمام صفحوں پر تلاش کرنے سے بھی ہماری صوبائی اسمبلی کی خبر نہیں ملی۔ نہ پہلے صفحے پر نہ آخری صفحے پر۔ پتا کس صفحہ پر یا اشتہاروں کے نیچے دے دی گئی ہو تو مجھے پتا نہیں۔ تو یہ صورت حال ہے یہ ایک قومی المیہ ہے۔ اسی طرح آپ اپنی حالت بھی دیکھ لیں کہ کیا ہوتا ہے کل جب ہم نے ہاؤس adjourn کیا

تو صرف بیس کے قریب فاضل اراکین تھے تمام سسٹم ہی کوئی اس طرح کا ہو گیا ہے

دوسرے انہوں نے جو مجھ پر الزام لگا دیا کہ آپ نے مظفرگڑھ کا Call Attention Notice نہیں لیا یہ میرا سوال تھا۔ یہ بھی میں آپ کو بتا دوں۔ میرے پاس کل چودہ سوالات آئے میں نے ان میں سے کل دو pick up کرنے تھے۔ جو جاوید اشرف کا سوال تھا وہ پانچ حضرات نے دیا ہوا تھا لہذا سب سے priority میں نے اس کو دی۔ نمبر دو جو تھا وہ ایم ۔ پی ۔ اے کے متعلق تھا اور منشاء اللہ بٹ صاحب کے بارے میں تھا لہذا دوسرے نمبر پر میں نے اس کو ترجیح دی ۔ اب میں کیسے آپ سب صاحبان کے لے آتا کیونکہ اجازت مجھے دو کی ہے رولز دو کا بتاتے ہیں تو لہذا اس طرح کہہ دینا کہ جی آپ نے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا ویسے بھی سپیکر کی ذات under debate نہیں آ سکتی اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا ۔ نہ ہی میں جوابدہ ہوں میں جواب بھی دے سکتا لیکن میں نے ہمارے سب سے سینئر بھائی جو امجد حمید دستی ہیں ان کو clarify کیا ہے کہ خدا کے لیے مجھے قطعاً کسی سے کوئی ایسی بات نہیں ہے میں نے دیکھنا یہ تھا کہ ان میں سے کون سا اہم ہے اس کو میں نے Call Attention Notice کے طور پر لے لیا۔

سردار امجد حمید خان دستی، شکریہ۔ میں اسے دوبارہ دے دوں گا۔ مہربانی کیجیے اس کو بھول نہ جائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! نہ صرف میں اپنی طرف سے بلکہ اپنے ساتھیوں کی طرف سے آپ کے اس رویے کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بڑے منصفانہ طور پر کل کی کارروائی چلائی ہے۔ اور یہ واضح رہے کہ ہم نے کوئی ذاتی معاملات نہیں اٹھائے ہم نے ملکی اور صوبائی اہمیت کے معاملات اٹھائے جناب قائد حزب اختلاف کو آپ نے کھلا موقع دیا کہ وہ دو سال کی عدم موجودگی کا یہاں ذکر کرتے کہ یہ وجوہات تھیں وغیرہ وغیرہ ۔ ہم صحیح معنی میں آپ کے اس رویے کی تعریف کرتے ہیں اور امید بھی رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز آپ کا یہ طرز عمل قائم رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب والا! آپ نے اہم مسئلے پر اپنی observation دی ہے عام طور پر اخبارات میں کالم نگار تجزیہ نگار اسمبلیوں اور خاص طور پر پنجاب اسمبلی کی کار کردگی کے سلسلے میں یہ تبصرے کرتے رہے ہیں اور تبصرے کرتے ہیں کہ یہاں بڑی غیر سنجیدہ کارروائی ہوتی ہے دشنام طرازی ہوتی ہے اور جو دشنام طرازی یا ناخوش گوار واقعات ہوتے ہیں ان کو اخبارات میں high-light کیا جاتا

ہے اور اس کے نتیجے میں یہ تاثر ابھرتا ہے کہ یہ جو اسمبلیاں ہیں یہ محض جگت اور دشنام طرازی کا مرکز بن گئی ہیں اس سے ایک عام تاثر جمہوری عمل کے سلسلے میں متاثر ہوتا ہے لیکن جب نہایت سنجیدہ موضوعات پر نہایت خوش گوار ماحول میں پارلیمانی انداز کے ساتھ بحثیں ہوتی ہیں تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات اخبارات اسے نظر انداز کر دیتے ہیں یا غالباً گورنمنٹ کا جو پبلک ریلیشن کا محکمہ ہے وہ بعض مباحث اور بعض تقاریر کو اپنی خفیہ advices کے ذریعے رکوا دیتا ہے تو ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ کل جو دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوئی جو اس وقت پنجاب کا سب سے سنگین مسئلہ ہے ۔ کیا اخبارات نے خود اس کا بائیکاٹ کیا یا حکومت کے محکمہ نے خفیہ ایڈوائس کے ذریعے اس کی کوریج کو رکوا دیا۔ اس لیے آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں ۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ ٹھیک ہے ہم پابندی نہیں لگا سکتے ۔ ہاؤس کی طرف سے اخبارات کو مجبور نہیں کیا جا سکتا ۔ ہم ان کی آزادی کی ضمانت دینے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ہم ان کے کاز کے لیے لڑنے والے ہیں۔ اور پریس نے جب بھی کوئی احتجاج کیا ہے ہم نے ہاؤس نے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے امتیاز کے بغیر ان کا ساتھ دیا ہے۔ ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ صحافت بھی اس ہاؤس کی کارروائی اور اس کے سنجیدہ موضوعات ' جو سنگین عوامی مسائل ہیں ان کی بہتر کوریج کے لیے اور اس جمہوری عمل کو کامیاب کرنے کے لیے بہتر رویے کا اور بہتر تعاون کا مظاہرہ کرے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ' میں تابش الوری صاحب کے خیالات کی توثیق کرتا ہوں۔ واقعی یہ درست باتیں ہیں۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں اور سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' اگر آپ کا موڈ ٹھیک ہو تو میں گزارش کرنی چاہوں گا ۔ آج آپ کا موڈ بڑا اچھا ہے تو یہ ایک بڑی اہم قومی اہمیت کا مسئلہ ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہی تو آپ کی باتیں ہیں۔ ایک فقرے سے کہ " آپ کا موڈ ٹھیک ہے " آپ کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ سپیکر سے ایسی باتیں کریں؟

جناب ایس اے حمید ، یہ تو پیار کی باتیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ بات ٹھیک نہیں ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! اگر آپ کو میری بات ناگوار گزری ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، فرمائیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ بین الاقوامی طور پر پاکستان کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ میں نے ایک قرارداد دی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں پیش کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب لیجسلیشن کا کام شروع کرتے ہیں۔ آگے اس کی بات آئے گی۔ جس طرح معاہدہ ہوا ہے اس کے مطابق کارروائی کو چلائیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی کے بارے میں ہے کہ انھیں برطرف کیا جائے -----

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، نہیں۔ آپ کے منہ سے یہ بات نہیں جچتی۔ وہاں قومی اسمبلی کا اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ they should decide the matter. میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔

مسودہ قانون(ترمیم) (تنخواہ، بھتہ جات و استحقاقات) ڈپٹی سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب، مصدرہ 1996ء

MINISTER FOR LAW: I introduce the Provincial Assembly Deputy Speaker's Salary , Allowances and the Privileges (Amendment) Bill 1996

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker 's Salary , Allowances and the Privileges (Amendment) Bill 1996 has been introduced It is referrd to the appropriate Standing Committee

مسودہ قانون(ترمیم) (تحلیل) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز، مصدرہ 1996ء

MR ACTING SPEAKER: Now we take up The Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Bill 1996 Minsiter for Law , please!

MINISTER FOR LAW: I move.

that the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1996 as recommended by the Standing Committee on Cooperative be taken into consideration at once.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

that the Punjab Undesirable Cooperative Societies(Dissolution) (Amendment) Bill 1996 as recommended by the Standing Committee on Cooperative be taken into consideration at once.

(Opposed by the Opposition Benches)

جناب قائم مقام سپیکر ، اب اس پر کون بات کرے گا۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہمارے سامنے آج جو بل بحث اور منظوری کے لیے پیش کیا گیا ہے وہ

The Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1996.

ہے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں اور ان واقعات پر نظر رکھتے ہیں جو کوآپریٹوز کے ایک بڑے سکینڈل کے طور پر پورے پنجاب میں اپنے مہلک اور الم ناک اثرات رکھتا ہے۔ کوآپریٹو کا یہ سکینڈل پاکستان کی تاریخ کا بد ترین سکینڈل ہے ۔ جس کے ذریعے کروڑوں روپے کے لوگوں کے deposits اثاثے ، جسے ضبط ہو کر رہ گئے ، ختم کر دیے گئے اور کوآپریٹو موومنٹ جو دنیا کی ایک مقبول ترین تحریک ہے جس کے ذریعے مہذب معاشروں نے ، ترقی یافتہ اقوام نے اپنے معاشرے اور قوموں میں اقتصادی معاشرتی صنعتی اور زراعتی سطحوں پر انقلاب لانے کا باعث بنے ہیں ۔ لیکن ہمارے ملک میں جہاں کوآپریٹو کی سب سے زیادہ ضرورت ہے جہاں امداد باہمی کی بنیاد پر ہمیں صنعتی زراعتی، اقتصادی اور معاشرتی سطح پر انقلابی پروگراموں کو عملی جامہ پہنانا ہے۔وہاں بد قسمتی سے انتظامیہ اور ارباب بست و کشاد عاقبت نا اندیشیوں اور بدعنوانیوں اور نا اہلیوں کے نتیجہ میں کوآپریٹو تحریک رسوا اور بدنام ہو کر رہ گئی۔ حکمرانوں نے اور حکومت نے مختلف ادوار میں کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے بلیک میلروں،فراڈ کرنے والوں اور بدعنوانوں کو عوام کو لوٹنے اور ان کے اثاثوں پر اور ان کے سرمائے پر ڈاکے ڈالنے کے کھلے مواقع فراہم کیے ۔اور ایسی شرائط ، ایسے regulations جاری نہیں کیے جن کی بنیاد پر کوآپریٹو سوسائٹیز ایک محفوظ اور ensured ادارے کے طور پر اپنے فرائض انجام دیتیں، نہ ان کے

اثاثہ جات دیکھے گئے 'نہ کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرڈ کرانے والوں سے کوئی ضمانتیں لی گئیں' نہ آئندہ کوآپریٹو کے حصہ داروں کو ان کے استحقاق کی حفاظت کے لیے تحفظات فراہم کیے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوآپریٹو سوسائٹیاں فراڈ ' بدعنوانی ' لوٹ کھسوٹ کے بہت بڑے اداروں میں تبدیل ہو گئیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ بعض کوآپریٹو سوسائٹیز کے ناکام ہونے کے نتیجے میں پورے صوبے کے لوگوں کو عظیم مالی نقصانات سے دو چار ہونا پڑا ۔ بڑے بڑے لوگوں ' سرمایہ داروں ' صنعت کاروں اور جاگیرداروں کے لیے تو بہت سے ایسے مالی ادارے موجود ہیں جہاں وہ کروڑوں اور اربوں کے منافوں میں کھیل سکتے ہیں لیکن غریب اور سفید پوش لوگوں کے لیے کوآپریٹو سوسائٹیز ایسے پلیٹ فارم تھے جہاں وہ اپنی چھوٹی چھوٹی بچتوں ' اپنے مختصر سرمائے کو ان سوسائٹیز کے ذریعے منافع بخش بنائیں ۔ جناب والا ! اگر حکومت بروقت یہ اہتمام کر لیتی کہ کوئی بھی کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹر کرنے سے پہلے ان افراد کے اثاثہ جات اور سوسائٹی کے اثاثہ جات کا قبل از وقت جائزہ لیا جائے گا اور ان کی مسلسل نگرانی کے ذریعے یہ دیکھا جائے گا کہ جن مقاصد کے لیے انھوں نے یہ سوسائٹیز قائم کی ہیں 'جن سکیموں کی تکمیل کے لیے انھوں نے حکومت سے رجسٹریشن لی ہے کیا وہ اس پر بتدریج عمل کر رہی ہیں ۔ ان سے مسلسل رپورٹوں کا اہتمام ہونا چاہیے تھا ۔ انھوں نے اتنی بڑی تعداد میں لوگوں سے فراڈ کیا' لوگوں کو لوٹا لیکن ان کا احتساب کرنے والا کوئی مؤثر ادارہ موجود نہیں تھا ۔ آپ نے دیکھا کہ ہزاروں بیوائیں جو اپنے مرحوم شوہروں کی پنشنوں پر گزارا کرتی تھیں ان کے بچے کھچے سرمائے سے اپنی گزر اوقات کرتی تھیں۔ انھوں نے اپنا سرمایہ ان کمپنیوں کے سپرد کر دیا ۔ بہت سے پنشنرز نے ' سرکاری ملازمین جنھوں نے 60 سال تک حکومت کی خدمات انجام دیں اور عوامی خدمات سے سرخرو ہو کر اپنے گھروں میں پہنچے ۔ انھوں نے اپنی گریجوایٹی ' اپنی پنشن کی رقوم ' اپنی بچت ان اداروں کے سپرد کر دی ۔ بہت سے سفید پوشوں نے اپنے روز مرہ کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے ' اپنی آمدنی کو جائز ذرائع سے بڑھانے کے لیے ان اداروں کا سہارا لیا لیکن یہ لوگ دن دیہاڑے لوٹ لیے گئے ۔ ہنستے بستے گھر برباد کر دیے گئے ۔ بیوائیں ' یتیم ' پنشنرز ' غریب ملازمین ' سفید پوش فریادیں کرتے رہے ' سسکتے رہے لیکن حکومت نے ان کی کوئی مدد نہیں کی ۔ حکومت نے عوامی احتجاج کے نتیجے میں --------

جناب قائم مقام سپیکر: سید تابش الوری صاحب ! میں آپ کی توجہ رول 81 کی طرف دلاؤں گا کیونکہ

آپ سے بہتر اور کوئی نہیں جانتا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ۔۔

81. DISCUSSION OF PRINCIPLES OF BILLS - (1) On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

آپ details میں جا رہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس کے principles کو touch کریں ۔

سید تابش الوری: آپ نے بجا طور پر قاعدے کا حوالہ دیا ہے ۔ میں اسی قاعدے کے دائرے میں رہ کر کوشش کروں گا کہ نہایت اختصار کے ساتھ آپ تک جتنی ضروری باتیں ہیں وہ پہنچا دوں ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں تابش الوری صاحب کی یاد دہانی کے لیے عرض کرتا ہوں کہ جو گزشتہ حکومت نے کارکردگی کی ہے انھی باتوں کا یہ رونا ہے اور اسی کے لیے ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے اور ہم یہ قانون لاتے ہیں ۔ تابش الوری صاحب اپنی تقریر میں ہماری support کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے کبھی پارٹی کی بنیاد پر حمایت و مخالفت نہیں کی ۔ میں نے ہمیشہ اصول کی بنیاد پر ' حقائق کی بنیاد پر اپنا نقطۂ نظر بیان کیا ہے اور میں آج بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ چاہے ماضی میں غلطی ہوئی ہو چاہے آج غلطی ہو رہی ہو جب تک ہم اس غلطی کا اعتراف نہیں کریں گے اس کی اصلاح نہیں ہو گی ۔ غلطی کہیں سے بھی ہوئی اس حکومت کا یہ فرض ہے ' اس کو یہ بتانا چاہیے کہ اس نے ان لٹے ہوئے لوگوں کی مدد کے لیے کیا کیا؟ آج وہ یہ بل لے کر آئے ہیں کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کی جائیداد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو بے دخل کرنے کا مارشل لائی اختیار محکمے کو دے دیا جائے ۔ جناب والا ! میں یہی بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے تو کوآپریٹو سوسائٹیز نے لوگوں کو لوٹا ' بے قصور اور معصوم لوگوں کو برباد کیا اور اب اس نئے بل کے ذریعے ان معصوم اور بے قصور لوگوں کو ان کے گھروں سے ' ان کی دکانوں سے ' ان کے کاروباری اداروں سے نکالنے کی سازش ہو رہی ہے جن کا اس سارے سکینڈل میں کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔ جناب والا ! کیا یہ

حکومت بتانے کو تیار ہے کہ اس نے اب تک ان undesirable سوسائٹیز کے اثاثہ جات سے کتنی رقوم وصول کی ہیں اور کتنے لوگوں تک پہنچائی ہیں؟ انھوں نے اعلان کیا تھا کہ جن لوگوں کے 25 ہزار روپے تک کلیم ہیں ان سب کو ادائیگی کر دی جائے گی لیکن ابھی تک ان سب لوگوں کو ادائیگی نہیں کی جا سکی ہے۔ انھوں نے پھر اعلان کیا کہ اب 50 ہزار روپے تک کے کلیم رکھنے والے لوگوں کو بھی ادائیگی کر دی جائے گی لیکن حکومت ادائیگی کرنے میں ابھی تک ناکام نظر آتی ہے اور لوگ در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ لوگ اپنے کلیم لیے پھر رہے ہیں لیکن کوئی ان کی شنوائی کرنے والا نہیں ہے۔ آپ نے ایک dissolution بورڈ قائم کیا ہے اور وہ خود ایک سفید ہاتھی بن کر رہ گیا ہے۔ اس کے اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ جو کچھ تھوڑی بہت وصولی ہوتی ہے وہ ان کی تنخواہوں پر صرف ہو جاتی ہے وہ ان کے اللے تللوں پر خرچ ہو رہی ہے۔ جو لٹا ہوا مال ہے وہ لٹنے والوں کے پاس نہیں پہنچ رہا بلکہ نئے لوٹنے والے پیدا کر دیے گئے ہیں جن کی تنخواہوں کی شکل میں جن کے بھتوں کی شکل میں جن کی مراعات کی شکل میں ان سفید پوش لوگوں کی کمائی خرچ کی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ یہ ماضی کی حکومتوں کا شاخصانہ ہے لیکن آج آپ کی ذمہ داری ہے آج آپ کو جواب دہ ہونا ہے کہ آپ نے ان لوگوں کی کیا دستگیری کی جو در بدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور آج آپ ایک نیا بل لے کر آئے ہیں ایک نئی سزا دینے کے لیے آپ نے منصوبہ تیار کیا ہے جس کا کوئی منطقی قانونی اور اخلاقی جواز نہیں ہے۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے اراکین اسمبلی کو بتانا چاہتا ہوں کہ ترمیم یہ کی جا رہی ہے کہ بورڈ کو براہ راست یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوآپریٹو سوسائٹیز کی جائیدادوں میں بیٹھے ہوئے کرایہ داروں کو براہ راست بے دخل کر سکے۔ مجھے بتایا جائے کہ جو کرایہ دار قانونی طور پر اپنے کرایوں کی باقاعدہ ادائیگی کے ساتھ اپنی تمام قانونی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے اپنا کاروبار کر رہے ہیں۔ اپنے روز گار کے ذرائع سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب انھیں بے روز گار کیا جا رہا ہے۔ اس بل کا مقصد ان ہزاروں لوگوں کو بے روز گار کرنا ہے انھیں بے گھر کرنا ہے انھیں اپنے اداروں سے محروم کرنا ہے جو قانونی طور پر باقاعدہ کرایہ داری کی بنیاد پر وہاں پر رہائش اختیار کیے ہوئے ہیں یا اپنا کاروبار چلا رہے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ دنیا کا کوئی منطق، کوئی انصاف کا فلسفہ اس بات کی حمایت کرے گا کہ فراڈ تو کسی اور نے کیا فراڈ کی رقم کوئی اور کھا گئے اور اب ان بے گناہوں کو اور معصوموں کو اس کی سزا کے طور پر بے دخلی کا مارشل لائی اختیار لیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ اختیار تو کبھی مارشل لاء کی حکومت نے بھی حاصل نہیں کیا تھا کہ کسی شخص کو قاعدے اور قانون کے بغیر جو کرایہ داری کے

مروجہ قوانین ہیں ان سے بالا تر ہو کر ان کے گھروں سے اور ان کی دکانوں سے نکال دیا جائے۔ جناب والا! کرایہ داروں کو بے دخل کرنے کے لیے باقاعدہ قوانین موجود ہیں Rent Control Act موجود ہے ۔ اس کے تحت ہر شہری کو ہر مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر اس کی ضرورت جائز ہو اور اگر requirement ایسی ہو کہ قانون کے مطابق بے دخلی ضروری ہو تو وہ باقاعدہ دعویٰ دائر کر کے decree لے کر اسے بے دخل کر سکتا ہے لیکن یہاں پر یہ مارشل لاء سے بھی بڑا اختیار Dissolution Board کو دلوانے کی کوشش ہو رہی ہے کہ وہ ان تمام قانونی کارروائیوں سے تمام عدالتی ۔۔۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر تعلیم نے اس پورے ہاؤس کا ماحول خراب کیا ہوا ہے ۔ آپ سے میری یہ استدعا ہے کہ یا تو ان کو آگے اپنی سیٹ پر بٹھا دیں یا ان کو لابی میں بھیج دیں ۔ انوری صاحب بڑی مدلل تقریر فرما رہے ہیں میں ان کو سننا چاہتا ہوں لیکن وزیر تعلیم کی وجہ سے میں تقریر نہیں سن رہا تو اس لیے میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ہاؤس کے ماحول کو ٹھیک کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ خود ہی سمجھ دار ہیں ۔ انھوں نے آپ کی بات پر خود ہی فیصلہ کر لیا ہے ۔ ان کی مہربانی ہے ۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! یہ عجیب ستم ظریفی ہے یہ عجیب انصاف ہے یہ عجیب جبر ہے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ لوٹنے والے لوٹ کر لے گئے اور جو لوگ قانونی طور پر اپنی روزی چلا رہے ہیں اپنی رہائش اختیار کیے ہوئے ہیں انھیں بے دخل کرنا کون سا اخلاق کون سا انصاف کون سا قانون اس قسم کی قطائیت کی اجازت دیتا ہے؟ جناب والا! ہم قانون کی بات کرتے ہیں ہم مساوات کی بات کرتے ہیں ہم حلف اٹھائے ہوئے ہیں کہ ہم قانون کا اطلاق تمام شہریوں پر یکساں طور پر کریں گے۔ لیکن یہاں ایسا قانون بنایا جا رہا ہے جو دستور کے خلاف ہے آئین کے خلاف ہے اس میں امتیازی طور پر محکمے کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ مروجہ متعلقہ قوانین سے بالا تر ہو کر ایک ایسا ظالمانہ اختیار حاصل کرے جس میں کسی کو صفائی کا موقع دیے بغیر کسی جواز کے بغیر کرایہ دار کو اس کی مجوزہ جگہ سے بے دخل کر دیا جائے ۔ ان کے ذہن میں یہ فلسفہ ہے کہ اس طرح بورڈ کو یہ موقع اور یہ سہولت میسر آ

جائے گی کہ اگر وہ اس جائیداد کو نیلام کرنا چاہیں اگر وہ جائیداد خالی ہو گی اس کا قبضہ فوری طور پر مل سکے گا تو شاید اس کی بولی زیادہ ہو جائے گی۔ اپنی جگہ یہ بات درست لیکن یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک اپنے مفاد کے لیے دوسرے کے مفاد کو ناجائز طور پر قربان کر دیں۔ ایک ادارے کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہزاروں لوگوں کو غیر قانونی طور پر بے در اور بے گھر کر دیں۔ جناب والا! اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے عدل کی ضرورت یہ ہے' آئین کی منشاء یہ ہے کہ کسی کے ساتھ امتیازی اور ترجیحی سلوک نہیں کیا جانا چاہیے۔ کسی ادارے کو ایسے اختیارات نہیں دینے چاہئیں جن سے وہ جواز اور انصاف کے بغیر ناجائز طور پر اپنے مفاد کے لیے لوگوں کو اجاڑنے کا حق حاصل کرے۔ جناب والا! اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ بل غیر منطقی بلا جواز اور عوام کے مفادات کے خلاف ہے اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرنا چاہیے تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ اس بل کے سلسلے میں عوام کے احساسات و جذبات کیا ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آپ جو قانون سازی کر رہے ہیں وہ electorate کی منشاء اور مفاد کے خلاف ہے۔ جناب والا! عوام نے ہمیں اس لیے منتخب کر کے بھیجا ہے کہ ہم ان کے مفادات کا تحفظ کریں۔ ہم انھیں شہری اور قانونی سہولتیں فراہم کریں ان کے لیے ایسی قانون سازی کریں جن سے ان کا معیار زندگی بہتر ہو سکے لیکن اگر ہم انھیں کچھ دینے کی بجائے ان سے کچھ چھین لینے کے قانون بنانے لگیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک منتخب ادارے کی حیثیت سے electorate کے mandate سے یہ طرز عمل غداری کے مترادف ہو گا اور عوام کے جذبات و احساسات کی نفی کر کے جو قانون سازی کی جائے گی وہ کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہو گی۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہاں پر رول 185 کا حوالہ دینا چاہتا ہوں :-

> Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or any other motion becomes protracted and the Speaker may after taking the sense of the Assembly fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion as the case may be

اس سلسلے میں ' میں یہ کہوں گا کہ جو اس بل سے متعلقہ باتیں ہیں اس کے علاوہ discussion

protracted ہو رہی ہے ۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ اس پر ٹائم فکس کر دیں لیکن اس رول کا کچھ خیال رکھا جائے ۔

سید تابش الوری ،جناب والا! میں جناب وزیر قانون کی بات سمجھ نہیں سکا ۔ میں جو بات کر رہا ہوں اگر تو وہ غیر متعلقہ ہے پھر تو بات بنتی ہے میں تو اس بل کے پرنسپل پر بات کر رہا ہوں .....

جناب قائم مقام سپیکر ، ابھی وہ سٹیج نہیں آئی لیکن رول 177 جو ہے وہ repetition سے روکتا ہے۔ میں آپ کی تقریر تسلسل سے سن رہا ہوں آپ کی بات گھوم گھما کر ایک طرف آتی ہے اس لیے آپ مہربانی فرما کر....

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ بعض اوقات جو بچے اپنے سبق میں دلچسپی نہ لے رہے ہوں تو پھر اس کو تھوڑا سا repeat کر کے ذہن نشین کروانے کے لیے تکرار کرتا ہے ۔ اس کا مقصد repetition نہیں ہوتا بلکہ ذہن نشین کروانا ہوتا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ تو متوجہ ہی نہیں ہیں ذہن نشین کیا کروائیں گے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں تو مختلف پہلوؤں سے مختلف زاویوں سے انہیں یہ جانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں یہ صحیح نہیں ہے ۔

وزیر قانون ، جناب والا! اگر repetition بہت زیادہ ہو تو بچوں کا دھیان کہیں اور چلا جاتا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ ذرا مہربانی کریں ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ نہایت درد مندی کے ساتھ اس طرف بیٹھے ہوئے حضرات سے یہ درخواست کروں گا کہ بلا شبہ جو بل حکومت کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے اسے پاس کرنے کی ایک روایتی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے ۔ اگر مقصد صرف یہ ہو کہ حکومت بل بنائے اور اسے بہرصورت اسی شکل میں من وعن پاس ہی کرنا ہو تو پھر یہاں پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ برطانیہ میں ایک ایک سال ایک ایک قانون پر بحث ہوتی ہے اسے vet کیا جاتا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں کی چھان بین کرکے اسے حتمی شکل دی جاتی ہے۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جن پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے مجھے اس سے اتفاق ہے کہ کٹے ہوئے لوگوں کی ادائیگی کے لیے بورڈ کو فعال اور متحرک ہونا چاہیے اور اسے محض اپنی تنخواہوں پر ساری آمدنی خرچ

کرنے کی بجائے جو اس کے حقدار ہیں ان تک انہیں موثر طور پر پہنچانا چاہیے اور اس کے لیے ان کے پاس اختیارات بھی ہونے چاہئیں لیکن وہ اختیارات جو قانون کے مطابق ہوں جو دستور کے مطابق ہوں جو انصاف کے مطابق ہوں۔ یہ جو ترمیم کی جاری ہے اور یہ جو اختیار لیا جا رہا ہے وہ جناب والا! کرایہ داروں پر ظلم کے مترادف ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ عوام پر کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے تو ظلم ہو چکا اب اس بل کے ذریعے کرایہ داروں پر مزید ظلم نہ کیجیے' بے روزگاری میں اور اضافہ نہ کیجیے 'بے گھر لوگوں پر اور زیادتی نہ کیجیے اور اسے قانونی منطقی اور آئینی شکل دینے کے لیے اسے اس طور پر تبدیل کیجیے تاکہ یہ قانون کے مطابق بھی ہو اور عوام کے مفاد کی اس سے نفی بھی نہ ہو اور اس کے اثرات بھی بہتر ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔ ارشد عمران سلہری! آپ کی تقریر سے پہلے ایک تو میں یہ بتا دوں کہ رول 177 کے تابع جو آپ کے پیش رو نے باتیں کی ہیں ان کو دھرانا نہیں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ مجھ سے پہلے میرے سینئر ممبر محترم تابش الوری صاحب نے اس بل کے بارے میں بہت اچھی باتیں کی ہیں لیکن جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف دو تین نکات پر ہی بات کروں گا ۔ Punjab Undesirable Cooperative Societies کا جو آرڈیننس ہے اس کے اندر موجودہ حکومت ترمیم لانا چاہتی ہے جس کی منشا یہ ہے کہ ایسی جائیدادیں جو کہ کوآپریٹو اداروں کی ملکیت ہیں اور ان کے اندر کرایہ داران جو ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں یا ایسی جائیدادیں جو بنک نے کوآپریٹو اداروں کے سابقہ مالکان کی ان جائیدادوں کو جو بنک کے اندر گروی رکھی ہوئی ہیں ان کو نیلام کرنا چاہتی ہے ۔ جناب سپیکر! اس میں ترمیم کر کے حکومت پنجاب پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کو کلی طور پر با اختیار بنانا چاہتی ہے ۔ میرے فاضل رکن نے بالکل درست فرمایا کہ مارشل لاء دور میں بھی ایسے قانون نہیں بنے اور آج ایک جمہوری دور کے اندر مارشل لاء سے بھی بڑھ کر ایک ایسا قانون تیار کیا جا رہا ہے ۔ جناب سپیکر! قانون جو ہیں عوام کی فلاح وبہبود کے لیے بنتے ہیں نہ کہ ان کو پریشان کرنے کے لیے ۔ جناب سپیکر! اس ترمیم کے بعد پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ کسی بھی کرایہ دار کو بغیر نوٹس دیے بغیر اس کو سنے وہاں سے اس کو نکال سکتا ہے اور اس پراپرٹی کو وہ خالی کروا کر اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکتا ہے ۔ جناب سپیکر! اس ترمیم کے بعد لیکوڈیشن بورڈ بغیر نوٹس کے بغیر مہلت دیے

کوآپریٹو اداروں کے سابق مالکان جنہوں نے عوام کا پیسہ دینا ہے اس بل کے ذریعے ان کے رشتہ داروں کی جائیدادیں بھی ضبط کر لی جائیں گی۔

جناب سپیکر! قانون تو یہ کہتا ہے کہ nobody can be condemned unheard. یعنی کسی کو بھی بغیر سنے بغیر اس کو موقع دیے سزا نہیں دینی چاہیے۔ جناب والا! یہ درست بات ہے کہ پنجاب کوآپریٹو scandal پاکستان کی تاریخ کا بہت بڑا scandal ہے۔ اس میں ملک کے لاکھوں افراد متاثر ہیں جس میں غریب بیوگان' پنشنرحضرات شامل ہیں جن کا پیسہ اس کے اندر ڈوب چکا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اس حکومت کو معرض وجود میں آئے تین سال ہونے والے ہیں' میں اس حکومت سے پوچھنا چاہوں گا کہ آج تک سوائے اس ادارے کے ملازمین کو تنخواہوں کی صورت میں اس پیسے کو خرچ کرنے کے علاوہ لیکوڈیشن بورڈ نے کیا کام کیا ہے؟ جناب سپیکر! ہم عوام کے نمائندے ہیں ہمارا یہ حق بنتا ہے۔ آپ اقتدار میں ہیں آپ جو بل لے کر آئے ہیں اس کو اکثریت کے بل بوتے پر آپ نے اس کو پاس کرنا ہے آپ کی مجبوری ہے۔ لیکن ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس کے اندر جو خلا ہے کہ اس کے اندر عوام کو سہولت نہیں ملے گی بلکہ ان کا نقصان ہوگا ان کو مزید پریشانیاں ہوں گی۔ وہ ہم نشاندہی کریں گے آپ اس کی ضرور amendment کریں۔ جناب سپیکر! کسی بھی کرایہ دار کو خواہ وہ رہائشی ہے یا کمرشل ہے اس سے پیشتر کہ جو رہائشی ہیں ان کو کم از کم ایک ماہ کی مہلت کے لیے پہلے نوٹس ملنا چاہیے تاکہ آپ ان کا مؤقف سن سکیں اس کے بعد بورڈ فیصلہ کرے کہ اس کو ہم نے یہاں سے بے دخل کرنا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح میری گزارش ہے کہ جو کمرشل جائیدادیں ہیں کہ جہاں پر عوام لاکھوں کروڑوں کا کاروبار کر رہے ہیں اس بل کی amendment کے بعد لیکوڈیشن بورڈ صرف اور صرف اپنی بلڈنگ خالی کروانے کے لیے ایک حکم کے تحت اس کاروبار کو ختم کر سکتا ہے۔ یہاں پر میں یہ استدعا کروں گا کہ جو کمرشل بلڈنگز ہیں جو کہ کوآپریٹو اداروں کی ملکیت ہیں اور وہاں پر کرایہ دار موجود ہیں ان کو تین سے چھ ماہ کی مہلت ملنی چاہیے۔ تاکہ وہ اس مہلت کے اندر اپنا مؤقف بیان کرسکیں کہ آپ کس وجہ سے اس بلڈنگ کو خالی کروانا چاہتے ہیں۔ اگر اس کا مؤقف درست ثابت ہوتا ہے تو پھر آپ ان کو سزا نہیں دیں گے اگر وہ defaulter ہے بورڈ اس کو ثابت کرتا ہے اور وہ اپنا مؤقف پیش کرنے کے باوجود ناکام رہتا ہے تو پھر جناب اس کو بے دخل کیا جائے۔ تو میں اسی کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اگلے فاضل رکن شاہ صاحب نے اپوز کیا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ باقی دوست تشریف نہیں رکھتے۔ اگر کوئی دوست لابی میں تشریف رکھتے ہیں جنھوں نے بل کو اپوز کیا تھا تو وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔۔۔۔۔۔۔۔جی لاء منسٹر صاحب اس پر اب آپ فرمائیں۔

وزیر قانون،جناب والا! میں اس میں صرف اتنی گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ ترمیم اس لیے لائی گئی ہے جیسا کہ جناب تابش الوری صاحب نے بھی میری حمایت میں کافی باتیں فرما دی ہیں کہ یہ کوآپریٹوز نے پہلے ایک غلط قانون کے تحت عوام کو لوٹا اور اس محکمہ کی کرپشن کی وجہ سے غلط قسم کے لوگوں کو ڈھیل یا چھوٹ دے دی گئی اور انھوں نے اس وقت کے برسر اقتدار لوگوں کو قرضے دیئے اسی وجہ سے انھیں پوری چھٹی دے دی گئی۔ اب انھوں نے خود ہی اپنے لوگوں کے ذریعے وہ جائیدادیں rent پر لے لیں۔ اور وہ اس طریقے سے ان کی نیلامی اور ان کی confiscation کو بچانے کے لیے کامیاب ہوجائیں۔ تاکہ یہ حکومت جو کام کر رہی ہے اس کا وقت پورا ہوجائے ' اس کی term پوری ہوجائے تو شاید اس وقت تک اسے آگے لے جا کر جو انھوں نے مال لوٹا ہوا ہے اسے ہی وہ ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے جو بھی جائیدادیں اس قسم کی ہیں ان کو فوراً dispose of کرکے لوگوں کے واجبات ادا کر دیئے جائیں۔ یہ جائیدادیں rent out جو کہ انہی کوآپریٹوز کے حصہ داران اور انہی کے مالکان نے لی ہوئی ہیں جب تک ان کے خلاف یہ کارروائی نہ کی جائے اور یہ جائیدادیں ان سے واپس نہ لی جائیں تو اس وقت تک یہ dispose of نہیں ہوسکتیں۔ اور جب تک یہ dispose of جو ہیں ان کو فروخت نہ کیا جائے تو واجبات کی ادائیگی مشکل ہے۔ اس لیے یہ amendment لائی گئی ہے اور اس قانون کو منظور کرنا ضروری ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is,

> That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1996 as recommended by the Standing Committee on Cooperative be taken into consideration at once

(The motion was carried)

Clause - 2

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. Four amendments have been received in it. First amendment is from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr. S. A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulchri, Mian Abdul Sattar. Syed Tabish Alwari may move it.

SYED TABISH ALVARI: Sir, I move;

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Cooperatives in the proposed clause(ta) of section 7 of the Principal Act, the word "to" occurring in the beginning be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Cooperative in the proposed clause (ta) of section 7 of the Principal Act, the word "to" occurring in the beginning be deleted.

وزیر قانون: جناب والا! میں اس کو اپوز نہیں کرتا۔ تابش صاحب نے چونکہ move کی ہے۔ ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں مشکور ہوں کہ وزیر قانون نے بل میں موجود ــــــــ

جناب قائم مقام سپیکر: اپوز نہیں کیا گیا تو میں پھر اگلا question put کردوں؟

سید تابش الوری: جناب والا! میں بتاؤں تو سہی کہ یہ ہے کیا۔ میں اس کو مختصر طور پر بتاؤں کہ یہ کیا ہے۔

وزیر قانون: اس کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری: میری amendment کیا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہے کہ اگر انھوں نے اپوز نہیں کیا

تو مجھے بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ مجھے مختصر طور پر یہ بتانا تو ہے کہ یہ amendment کیا ہے ' اس کا مقصد کیا ہے اور انھوں نے اگر اپوز نہیں کیا تو اس کو unanimously منظور کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مقصد یہ ہے کہ آپ کی amendment تھی جو کہ اپوز نہیں کی گئی۔ لاء منسٹر صاحب! آپ نے اپوز کی یا نہیں ؟

وزیر قانون، جناب میں نے اپوز ہی نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے اپوز نہیں کی۔ تو آپ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جی میں تسلیم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اب اس کی کیا ضرورت ہے۔

سید تابش الوری، سر ضرورت یہ ہے کہ یہ ہمارا ایک ایک لفظ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں جب گورنمنٹ کو اس پر کوئی اعتراض ہی نہیں ہے۔

سید تابش الوری، یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو بول نہیں سکتے۔

جناب قائم سپیکر، نہیں تو یہ کہاں لکھا ہوا ہے اگر ہاؤس اس کو تسلیم کرتا ہے تو پھر بھی اس پر بحث کی جائے؟

سید تابش الوری، ہاؤس کو پتا ہی نہیں ہے کہ ترمیم کیا ہے۔ آپ ہاؤس سے پوچھیں کہ میری یہ ترمیم کیا ہے۔

MR SPEAKER: No, no:

The amendment moved and the question is:-

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Cooperative in the proposed clause (ta) of secton 7 of the Principal Act the word "to" occuring in the beginning be deleted.

(The motion was carried)

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ اسمبلی اس کام کے لیے بیٹھی ہے کہ جو بل پیش کیا جائے اس پر غور ہو، جو amendment پیش کی جائے اسے سمجھا جائے۔ اگر وہ صحیح ہو تو اسے بحث کے بعد مان لیا جائے۔ اگر وہ غلط ہو تو اسے نامنظور کر دیا جائے۔ یہی طریقہ جناب والا! ماضی میں مسلسل رائج رہا ہے۔ تجویز پیش کرنے والے اپنی تجویز پیش کرتے ہیں اور پھر یہ ہوتا ہے کہ اگر اس کو حکومت مان لے تو briefly یہ بتاتے ہیں کہ میری یہ تجویز کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات سنیں۔ اگر تو گورنمنٹ نہ مانے تو پھر آپ کو پورا حق ہے کہ آپ اس پہ تقریر کر سکتے ہیں۔

سید تابش الوری، یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر گورنمنٹ oppose کرے تو جو ترمیم پیش کرنے والا ہے وہ تقریر یا بحث نہیں کر سکتا یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ مجھے بتائیں کس قاعدے کے تحت آپ نے یہ رولنگ دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات سنیں۔ یہ بتائیں کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ جب گورنمنٹ مان جائے پھر بھی بولنا ہے۔ میں آپ کی اس دلیل کو reject کرتا ہوں۔

وزیر پالیمانی امور، جناب! آپ نے ایک رولنگ دے دی ہے۔ کیا اس کے بعد کوئی ممبر اصرار کر سکتا ہے؟ جناب کی رولنگ کے بعد تابش صاحب مسلسل اصرار کیے جا رہے ہیں میں اس پوائنٹ پہ جناب والا کی رولنگ چاہوں گا کہ جب سپیکر صاحب ایک رولنگ دے دیں تو کیا کسی ممبر کو حق حاصل ہے کہ وہ اصرار کرتا رہے یا اس کو خاموشی کے ساتھ بیٹھ جانا چاہیے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ بات تو سنیں انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے میں اس پہ یہ رولنگ دیتا ہوں کہ اگر کسی مسئلے پہ فاضل رکن بات کرے اور سپیکر اس پہ اپنی رولنگ دے دے چاہے وہ اس کی منشا کے خلاف ہو تو فاضل رکن اس کو agitate نہیں کر سکتا اس کو تسلیم کرنا پڑتی ہے۔ وہ ان کو مجبور بھی نہیں کر سکتا ہے کہ آپ اس طرح کریں۔

سید تابش الوری: جناب نے جو رولنگ دی ہے وہ کس قاعدے کے تحت دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جہاں فاضل رکن ایک ترمیم دے اس کو oppose نہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے جیسے میں نے پہلے بات کی تھی کہ اگر کوئی دوست کورٹ میں کسی کی ضمانت کرانے جائے تو کورٹ کہہ دے اس کی ضمانت منظور ہے وہ پھر بھی کہے میں نے فیس لی ہوئی ہے میں تو بحث کروں گا سناؤں گا تو میرے خیال میں وہ لاحاصل بحث ہے تو اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک لاحاصل بحث ہے کہ جس پہ ہم کہیں کہ جی نہیں یہ باتیں میں نے کرنی ہی کرنی ہیں تو میرے خیال میں آگے آپ کا ٹائم آرہا ہے آپ اس پہ مدلل تقریر فرما سکتے ہیں۔

سید تابش الوری: میں ایک لمحے کے لیے بھی غیر ضروری بات نہیں کرتا۔ قاعدے قانون کا جب آپ حوالہ دیتے ہیں میں فوراً اسے تسلیم کرتا ہوں۔ آپ پوری پارلیمانی تاریخ میں مجھے ایک موقع دکھا دیجیے جب ہم نے ترمیم پیش کی ہو گورنمنٹ نے اسے oppose نہ کیا ہو تو اسے اجازت نہ دی گئی ہو ایسے سینکڑوں قوانین بھی موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم آگے چلتے ہیں یہ میں نے زبانی کر دیا ہے میں آپ کو in writing ruling بھی دوں گا۔

Next amendment has been receieved by Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr. S.A.Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri and Mian Abdul Sattar. Syed Tabish may move the amendment

SYED TABISH ALWARI: I move:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing committee on Cooperatives in the proposed clause (ta) of section 7 of the Principal Act, for the word "direct", occurring in line 1, the word "process" be substituted

MR ACTING SPEAKER: The motion is :

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing

committee on Cooperatives in the proposed clause (ta) of section 7 of the Principal Act, for the word "direct", occurring in line 1, the word "process" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

سید تابش الوری، جناب والا ! 2 clause میں جو نیا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے اس میں Dissolution Board کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ بے دخلی کے سلسلے میں direction جاری کر سکتا ہے۔ لفظ یہ ہے To direct the eviction of the tenants from any of the properties vested in the Board جناب والا! میں نے یہاں direct کی جگہ process کا لفظ متبادل کے طور پر دیا ہے کیونکہ direction سے ایک مطلق العنان اختیار بورڈ کو حاصل ہو جاتا ہے جو مروجہ قوانین سے بالاتر کر کے انہیں اپنے طور پر براہ راست سارے مروجہ قوانین اور عدالتوں کو نظر انداز کر کے بے دخلی کی سہولت میسر آ جاتی ہے۔ ایسا اختیار کسی پرائیویٹ اونر کو بھی نہیں دیا گیا کسی بڑے سے بڑے جائیداد رکھنے والے کو بھی نہیں دیا گیا کہیں حکومت کو بھی نہیں دیا گیا خود مختار اداروں کو بھی نہیں دیا گیا کہ وہ اپنے طور پر عدالتوں سے بالاتر ہو کر خود بے دخلیوں کے لیے احکامات جاری کر سکیں۔ جناب وزیر پالیمانی امور اور وزیر قانون خود وکیل ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سہیل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا سہیل احمد نون، سپیکر صاحب! This is very unfortunate کہ ہمارے قابل صد احترام ممبر موصوف صاحب کل سے عدالتوں کے رویے کو discuss کر رہے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ یہ پاکستان میں عدالتوں کے وجود کا خاتمہ چاہتے ہیں یا انہیں برقرار رکھنا چاہتے ہیں' شکریہ جناب۔

سید تابش الوری، کہاں میں نے یہ بات کی؟

سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری

جناب سپیکر، تابش صاحب! اس کو میں overlook کر رہا ہوں آپ چلیں۔

سید تابش الوری، چلیے' بہرحال جیسے کچھ کہتے ہیں کہ دیہاڑی لگانی ضروری ہوتی ہے انھوں نے لگا دی۔

جناب سپیکر، لیکن یہ بھی بات یاد رکھیں ناں کہ خواجہ ریاض محمود صاحب سے تو سب نیچے ہیں۔

سید تابش الوری، جی ہاں جی' میں نے وہی عرض کیا ہے کہ کچھ حضرات ہیں جو حاضری لگاتے ہیں۔

جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ direct کا لفظ ادارے کو مطلق العنان بناتا ہے بلکہ judicial eviction کا اختیار دیتا ہے۔ عدالت سے ماورائے عدالت کرایہ داروں کو نکالنے کا اختیار بخشتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ماورائے عدالت جو اختیار ہوتے ہیں' ماورائے عدالت جو killings ہوتی ہیں' ماورائے عدالت جو غیر قانونی اور غیر آئینی فیصلے ہوتے ہیں ان سے پورا ملک اور پوری قوم رسوا ہوتی ہے۔ جناب والا! ہم جمہوری معاشرے کے دعویدار ہیں تو پھر ہمیں جمہوری انداز میں' قانونی انداز میں اداروں کو چلانا ہو گا اور ہم روز یہ کہتے ہیں کہ مختلف اداروں کو' افسران کو' منصب داروں کو discretion کے اختیارات دے کر انھیں بدعنوان اور کرپٹ بنا دیا گیا ہے۔ انھیں مغرور اور با اختیار حیثیت دے دی گئی ہے لیکن جناب والا! اب ہم خود اس قانون کے ذریعے ایک ادارے کو مطلق العنان بنا رہے ہیں اس کو صوابدیدی اختیار دے رہے ہیں کہ وہ اپنی منشا اور اپنی مرضی پر کسی جواز کے بغیر' کسی نوٹس کے بغیر' کسی صفائی کا موقع دیے بغیر جس شخص کو چاہے وہ بیک جنبش قلم نکال دیں تو میرا منشاء یہ ہے کہ ایسی direction کی بجائے محکمہ کو process کرنے کا اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اگر بے دخلی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے کارروائی کر سکے۔ direction نہ دے سکے بلکہ کارروائی کا آغاز کر سکے اور کارروائی مروجہ قوانین کے تحت ان کے حق کے مطابق کرے۔ تاکہ وہ لوگ جو قانونی طور پر کرایہ دار ہیں قانونی طور پر کرائے کی ادائیگی کر کے اپنا روزگار کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں انھیں ناجائزطور پر تنگ نہ کیا جائے۔ بیروزگار نہ کیا جائے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ direct کے لفظ کی جگہ process کا لفظ یہاں substitute کیا جائے۔ اس طرح سے ہم قانون کی پاسداری بھی کریں گے۔ جناب والا! میں اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ منطق کی بنیاد پر' قانون کی بنیاد پر اور مساوات کی بنیاد پر میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ! جی next ہیں میاں عثمان ابراہیم صاحب آپ نے اسی direct اور process کے درمیان ہی بولنا ہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، شکریہ جناب سپیکر! یہ جو سیکشن 7 ہے It relates to the powers of the Cooperative Board under the Punjab Undesirable Cooperative Societies Act

جناب سپیکر! کوآپریٹو بورڈ ایک انتظامی ادارہ ہے اور direction صرف کورٹ دے سکتی ہے انتظامی ادارہ نہیں دے سکتا۔ یہ کوآپریٹو بورڈ کورٹ کو apply کرسکتا ہے کہ آپ یہ direction دیں کہ فلاں tenant کو evict کیا جائے لیکن یہ خود بخود سارے اختیارات assume نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جو eviction ہے وہ ایک judicial process ہے ایک executive process نہیں ہے ۔ اسی سیکشن 7 کی کلاز "ٹی" پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں جو کہتا ہے کہ :

Cooperative Board apply to the Cooperative Judge for guidance in relation to any particular matter arising in winding up proceedings.

جناب سپیکر! کوآپریٹو بورڈ کو کوئی پاورز نہیں ہیں ۔ اس Act کے تحت جتنی پاورز ہیں وہ ساری کی ساری کوآپریٹو جج کو ہیں۔ یہ جو direction دی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے یہ کوآپریٹو بورڈ کوآپریٹو جج کی پاورز assume کرنا چاہتا ہے ۔ جو حقیقت میں انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرے گا۔ اس لیے ہم نے amendment دی ہے کہ اس کو process کیا جائے یہ کوآپریٹو بورڈ process کرے اور اس کے بعد قانون کے تحت یا کوآپریٹو جج کو یہ apply کرے تاکہ tenant جو ہے اس کو بیدخل کیا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ next ہیں جناب ایس اے حمید تشریف نہیں رکھتے ۔ next ہیں ارشد عمران سلہری وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میرے دو فاضل دوستوں نے جو arguments advance کی ہیں ۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑی مہربانی شکریہ۔جی لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب والا! process اور direction میں بڑا فرق ہے اگر process رکھا جائے تو پھر معاملات delay ہو جاتے ہیں۔ اور جن کے واجبات اور رقوم دینی ہیں جو کہ بڑی دیر سے ان رقوم کو حاصل کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور جن کی ساری کی ساری رقمیں ڈوب گئی ہیں۔ جو اپنے بچوں کی شادیاں نہیں کر سکتے ' جو اپنے دوسرے اخراجات پورے نہیں کر سکتے ۔ اس لیے یہ ترمیم لائی گئی ہے۔ تاکہ جلد سے جلد رقوم حاصل ہوں اور واجبات ادا کیے جا سکیں ۔ اسی لیے direct رکھا گیا ہے اگر process کر دیا جائے تو پھر یہ delay ہو گا اور واجبات ادا نہیں ہو سکیں گے۔

MR ACTING SPEAKER: Motion moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed clause (ta) of section 7 of the Principal Act, for the word "direct" occurring in line 1, the word "process" be substituted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment has been received by Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr. S.A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri and Mian Abdul Sattar. Syed Tabish Alwari may move the motion.

SYED TABISH ALWARI: I move:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed clause (ta) of section 7 of the Principal Act between the words "tenants" and "from" occurring in line 1, the words "according to the Punjab Urban Rent Restriction Ordinance 1959" be inserted.

MR.ACTING SPEKAER: The motion is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed clause (ta) of section 7 of the Principal Act between the words "tenants" and "from" occurring in line 1, the words "according to the Punjab Urban Rent Restriction Ordinance 1959" be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس کلاز کا مقصد اور منشاء ہاؤس کے سامنے بیان ہو چکا ہے۔ جس میں Dissolution Board direction کی بنیاد پر کسی بھی tenant کو بے دخل کرنے کا اختیار حاصل

کر رہا ہے ۔ میرا موقف یہ ہے کہ ایک تو یہ پوری کلاز متضاد ہے اور جو act Principal ہے اس میں جو پہلے سے اختیارات موجود ہیں ان سے تجاوز کر رہا ہے ۔ اس بورڈ نے ان تمام قانونی معاملات کے لیے اور اپنے بورڈ کے امور کو زیادہ تیزی اور آسانی سے نبٹانے کے لیے ایک کواپریٹو جج کی منظوری بھی حاصل کر رکھی ہے ۔ جناب والا! اسی سیکشن 7 کے تحت بورڈ کو یہ سہولت پہلے سے میسر ہے کہ وہ اپنے قانونی امور کو تیزی سے نبٹانے کے لیے اپنے کوآپریٹو جج کے ذریعے قانونی معاملات کو نبٹا سکتا ہے لیکن جناب وزیر قانون ہمیں یہ بتلائیں کہ وہ کیا مشکلات ہیں وہ کیا مانعت ہے جن کے پیش نظر ان کا اپنا جج غیر مؤثر ہو کر رہ گیا ہے ۔ اور پہلے سے ایک سہولت کی موجودگی کے باوجود وہ یہ اختیار کیوں حاصل کر رہا ہے کہ وہ اپنے ہی جج سے بھی بالاتر ہو کر جو ان کا اپنا جج ہے ۔ سول اور اعلیٰ عدالتوں کو تو ایک طرف رکھیے انھوں نے اپنا ایک مختار جج بنا رکھا ہے ۔ اب یہ اس جج کو بھی درمیان سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اس کو بھی supersede کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے اختیارات سے بھی ماورا ہونا چاہتے ہیں ۔ اس لیے میں نے اس ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ بورڈ کو tenant بیدخل کرنے کا تو اختیار ہے اور وہ اسے اختیار رہنا چاہیے لیکن وہ اختیار Rent Restriction Ordinence کے تابع ہونا چاہیے۔ جناب والا! اگر میری یہ ترمیم آپ منظور فرمالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ قانون اور انصاف کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل ہو گی اور بےدخل ہونے والوں کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ مروجہ ارین رینٹ ریسٹر کشن آرڈیننس کی حیثیت کے مطابق کارروائی میں حصہ لے سکیں۔ جناب والا! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یہاں یہ قانون اور انصاف، کا بنیادی اصول یہ ہے کہ صفائی کا موقع دیے بغیر کسی شخص کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ قانون اور انصاف کے اس بنیادی اصول کو پامال کرتے ہوئے بورڈ کو غیر قانونی طور پر یہ حق دیا جا رہا ہے کہ وہ کرایہ داروں کو نوٹس دیے بغیر' انھیں صفائی کا موقع دیے بغیر یک جنبش قلم بےدخل کر دے۔ اس لیے میری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ بورڈ کو آئین اور قانون کا تابع رکھتے ہوئے جو تمام شہریوں اور اداروں کو حقوق حاصل ہیں ان کے مطابق اگر کسی کرایہ دار کی بےدخلی مقصود ہے تو اسے مروجہ رینٹ کنٹرول ریسٹرکشن آرڈیننس کے تحت کارروائی کرنی چاہیے۔ جناب والا! آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ آپ کا اگر کوئی کاروبار کسی جگہ سال ہا سال سے جاری ہے تو وہ جگہ اپنی ایک goodwill بنا لیتی ہے۔ اس جگہ کا اپنا ایک استحقاق اور معیار قائم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے جو شخص اپنے گھر میں رہ رہا ہے اسے اس گھر سے ایک جذباتی وابستگی

ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ تابش صاحب! آپ نے اپنی پہلی امنڈمنٹ میں جو تقریر کی تھی اسی انداز میں پھر تقریر کر رہے ہیں۔ پھر تائم بھی آپ سمجھتے ہیں' یہ جو میرے فاضل ارکان ہیں ------

سید تابش الوری۔ میں نے یہ بات نہیں کی کہ اس جگہ کی goodwill ہوتی ہے۔ میں نے یہ بات نہیں کی کہ اسے اس جگہ پر جذباتی آسائش حاصل ہوتی ہے۔ وہ جس گھر میں رہ رہا ہے' میں بالکل نئی بات کر رہا ہوں' میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر خود سوچیے کہ اگر آپ کو آپ کی ایسی جگہ سے بےدخل کر دیا جائے جس کا کوئی قانونی استحقاق نہ ہو' جواز نہ ہو' آپ اس گھر میں سال ہا سال سے رہتے ہیں اس سے ایک جذباتی وابستگی ہو جاتی ہے۔ جس جگہ آپ کاروبار کرتے ہیں اس کی ایک شہرت اور goodwill ہوتی ہے۔ آپ انھیں بغیر کوئی معاوضہ دیے' انھیں بغیر کوئی متبادل جگہ دیے' انھیں صفائی کا موقع دیے بغیر بے دخل کرنے کا اختیار حاصل کر رہے ہیں جو سراسر ظلم' ناانصافی اور غیر منطقی حق ہے۔ جناب والا! اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اس کو انا کا مسئلہ بنائے بغیر ان کرایے داروں کو بورڈ کے ظالمانہ اقدامات سے بچانے کے لیے عدالتوں اور قانون کا پابند کیجیے۔ میری اس تجویز کا' اس ترمیم کا مقصد یہی ہے کہ بورڈ کو بےدخلی کا تو حق حاصل ہو لیکن وہ آپ ہی کے بنائے ہوئے مروجہ قانون کے تحت وہ حق استعمال کرے تاکہ لوگوں کو ناانصافی کی شکایت کا موقع نہ ملے اور صوابدید کی بنیاد پر بورڈ کو ایک قطعائی اور جابرانہ حیثیت حاصل نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ شکریہ۔ جناب عثمان ابراہیم!

بیرسٹر عثمان ابراہیم۔ جناب سپیکر! اگر ہماری اس امنڈمنٹ کو منظور نہ کیا گیا تو انصاف کے بنیادی تقاضے پورے نہیں ہوں گے' کیونکہ ایگزیکٹو بورڈ اور ایک جوڈیشل کورٹ کا یہی ایک فرق ہے کہ جوڈیشل کورٹ میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کیے جاتے ہیں۔ وہاں ہر فریق کو پورا وقت دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی صفائی میں' اپنے defence میں نہ صرف گواہی پیش کرے بلکہ arguments بھی پیش کرے۔ جناب سپیکر! اسی ایکٹ میں کوآپریٹو جج کی پروویژن ہے۔ اور کوآپریٹو جج ایک جوڈیشل کورٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ میں اسی ایکٹ کی سیکشن-۱۸' سب کلاز-۲ پڑھ رہا ہوں۔ اس میں لکھا ہے:

> The cooperative judge may after holding an inquiry order confiscation of all such properties and assets for distribution

among its depositors.

جناب سپیکر! اسی ایکٹ میں ایک پراپرٹی کو confiscate کرنے کے بھی اختیارات موجود ہیں۔ لیکن اس حق کو بھی صفائی کے موقف پیش کرنے کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے کہ اگر کوآپریٹو جج کوئی پراپرٹی confiscate کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس شخص کو صفائی کا موقع فراہم کرے گا کہ کیا واقعی آپ کی پراپرٹی confiscate کر دی جائے۔ یا اس سلسلے میں انکوائری کرے گا۔ لیکن جناب سپیکر! ایک ایگزیکٹو بورڈ کو اتنی sweeping powers دی جا رہی ہیں جو against natural justice ہے۔ جناب سپیکر! ہمارا جو قانونی نظام ہے' natural justice اس کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے کہ آپ کسی بھی شخص کو' No one is going to be condemned unheard. لیکن ہمارے انصاف کا جو بنیادی نکتہ ہے' اس قانون کو' اس نکتے کو violate کیا جا رہا ہے۔ اگر اس امنڈمنٹ کو جو حکومت نے move کی ہے' as it is منظور کر لیا گیا تو یہ کل کو عدالت میں چیلنج ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ عوام کے بنیادی حقوق نہیں چھین سکتے۔ بنیادی حق آئین کی طرف سے عوام کو دیا گیا ہے۔ میں آپ کو دوبارہ کہتا ہوں کہ اگر as it is' جس طرح گورنمنٹ نے امنڈمنٹ move کی ہے اور ہماری امنڈمنٹ کو اگر تسلیم نہ کیا گیا تو کل کو یہی ایکٹ ہائی کورٹ میں سپریم کورٹ میں چیلنج ہو جائے گا۔ تو جناب سپیکر! اس وجہ سے میری یہ گزارش ہے کہ ہم نے جو امنڈمنٹ move کی ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ آپ بولیں گے؟ میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! یہ جو امنڈمنٹ move کی گئی ہے اس میں جو اربن رینٹ ریسٹر کشن آرڈیننس اور اس کے لاز کی بات کی گئی ہے' میں اپنے دوستوں کی بات بڑھاتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ کسی بھی شخص کو اگر کوئی قابض ہے اور وہ کسی قانون قاعدے کے مطابق قابض ہے تو اسے tenant کہا جائے گا۔ اور اگر وہ unauthorized occupant ہے تو وہ tenant نہیں ہو گا اور اس کی eviction کے لیے ایک دوسرا طریق کار اپنایا جائے گا۔ یہاں پر جو ڈائرکٹ کہا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کو evict کیا جا سکتا ہے جو tenant ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ arbitrary decision ہو گا۔ اور ایسے arbitrary decisions جو ہوتے ہیں انھیں اعلیٰ عدالتوں میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ رد کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون کا منشاء ہے کہ کسی بھی شخص کو unheard

condemned نہیں کرنا چاہیے۔ اور یہاں پر جو امنڈمنٹ حکومت کی طرف سے move کی گئی ہے اس میں تمام کے تمام اختیارات liquidator کو، کوآپریٹو بورڈ کو دے دیے گئے ہیں کہ وہ جسے چاہے ایک آرڈر کے ذریعے، ایک arbitrary order کے ذریعے اسے evict کرسکتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس شخص کو سنا جانا چاہیے کہ اگر وہ کرایہ دار ہے، اگر وہ کرایہ باقاعدگی سے دیتا ہے تو پاکستان میں کوئی بھی قانون ایسا نہیں ہے کہ اس شخص کو کرایہ دینے کی صورت میں evict کر دیا جائے۔ یہاں پر یہ جو شرط لگائی گئی ہے کہ کسی بھی شخص کو جب وہ بورڈ چاہے، جو liquidation Board ہے، وہ اسے evict کر سکتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ قانون کی منشاء کے مطابق اگر وہ tenant ہے تو اسے West Pakistan Urban Rent Restriction Ordinance کے تحت evict کرنا چاہیے اور اگر وہ un-authorised occupant ہے تو اس کے خلاف suit for posession...... کرنا چاہیے اور اگر وہ کنٹونمنٹ بورڈ Cantonment Board میں پراپرٹی ہے تو کنٹونمنٹ بورڈ کے قوانین ہیں۔ اس کے مطابق ان کو evict کرنا چاہیے اور اس کے لیے سپریم کورٹ کا جج جو کہ Liquidation Board میں موجود ہے اسے یہ اختیارات دینے چاہئیں کہ Urban Rent Restriction Ordinance کے تحت یا وہ un-authorised tenant ہے تو اسے suit for posession کے ذریعے evict کرنا چاہیے لیکن arbitrary طور پر اسے evict کرنا قانون کی رُوح کے منافی ہے اور یہ آئین پاکستان کے جو fundamental rights ہیں جو کہ پاکستانیوں کو دیے گئے ہیں اس کے خلاف پھر یہ بات ہو گی۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ امنڈمنٹ جو کہ اپوزیشن کی طرف سے move کی گئی ہے یہ بالکل قانون کی منشاء کے مطابق ہے اور یہ جو equity کے اصول ہیں اس کے مطابق بھی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ جو ہماری امنڈمنٹ ہے اسے قبول کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ میاں صاحب۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہاں پر صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس امنڈمنٹ کا بھی صرف مدعا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسائل کو delay کیا جائے اور واجبات ادا نہ کیے جائیں۔ جنھوں نے یہ رقوم جمع کرائی تھیں، ان کی جو مظلومیت ہے اس کی طرف اپوزیشن کا کوئی خیال نہیں جاتا کیونکہ یہ اس وقت ان کو لوٹا گیا تھا جب یہ اپوزیشن حکومت میں تھی۔ اس لیے میری گزارش یہی ہے کہ اس امنڈمنٹ کو رد کیا جائے کیونکہ اس سے صرف مسائل کو زیادہ سے زیادہ delay کرنا اور واجبات کو ادا

نہ کرنے کے مترادف ہو گا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کو رد کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Cooperatives in the proposed Clause (ta) of Section 7 of the Principal Act between the words "tenant and from" ocurring in line 1 the words "occurring according to the Punjab Urban Rent Restriction Ordinance, 1959, be inserted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment is from Syed Zafar Ali Shah. He may move his amendment. I think he is not present in the House. It would be treated as disposed of. Now, the question is:

That Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it,the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1, of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since, there is no amendment in it, the question is :

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under onsideration, since there is no amendment received in it, it becomes part of the Bill

Now, we take up the Third Reading of the Bill. Minister for Law, please move the motion.

MINISTER FOR LAW: I move:

That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Bill,1996, be passed.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is :

That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill,1996, be passed.

SYED TABISH ALWARI: I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر، جی منسٹر فار لاء پلیز۔ پہلے آپ اس پر بولیں گے پھر تابش الوری۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے یہاں پر پہلے بھی یہ گزارش کی ہے کہ اس امنڈمنٹ کو منظور

کروانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جن مظلوم لوگوں کو گزشتہ دور میں لوٹا گیا تھا اور ان کی رقوم کو کوآپریٹو کے مالکان نے گزشتہ حکومت کے ساتھ مل کر ہضم کیا تھا' وہ ڈوبی ہوئی رقوم ان مظلوم لوگوں کو واپس دلوانا ہے تاکہ ان کے وہ واجبات ان تک واپس پہنچ سکیں۔ تو یہی اس امنڈمنٹ کا مقصد تھا اور میں یہ چاہوں گا' آپ سے گزارش کروں گا اور اس ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ اس کو پاس کر کے اس کو قانون بنا دیا جائے تاکہ ان کے واجبات لوٹائے جا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ چاہوں گا کہ جناب وزیر قانون نے جو فاضلانہ تقریر فرمائی ہے اگر آپ اس کا ترجمہ یا کوئی اختصار سمجھا سکیں تو میں اپنی تقریر میں کوشش کروں گا کہ اس کا جواب دے سکوں۔ وہ اتنے مدہم لہجے میں اور اس انداز میں گفتگو کرتے ہیں کہ ان کی ذات سے باہر وہ مسئلہ بہت کم پہنچتا ہے اور کمیونیکیشن کا ایک بڑا گیپ رہتا ہے۔ بہت اچھے دوست ہیں۔ بہت شریف آدمی ہیں لیکن ہم یہ چاہیں گے کہ اس ہاؤس میں چونکہ ایک ایک لفظ آئندہ تاریخ کے لیے ریکارڈ ہو رہا ہے اس لیے جو بات کی جائے کم از کم وہ ہاؤس کی سمجھ میں آنی چاہیے۔

جناب والا! اس وقت جبکہ ہم اس بل کی خواندگی کے آخری مرحلے میں ہیں۔ مجھے توقع یہ تھی کہ وزیر موصوف ہمارے اعتراضات کے جواب میں' ہماری ترامیم کے جواب میں ایسی وضاحتیں کریں گے' ایسے دلائل دیں گے جن سے یہ ہاؤس اور اس صوبہ کے عوام مطمئن ہو سکیں۔ ہمیں توقع تھی کہ وہ یہ بتائیں کہ وہ اس اختیار کو کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ پہلے سے جو اختیارات موجود ہیں ان سے تجاوز کیوں کرنا چاہتے ہیں؛ direction کے ذریعے tenant کو وہ کس طرح سے بیدخل کریں گے؛ وہ کیا طریق کار ہو گا جو Dissolution Board اپنا کر بیدخلی کی کارروائی کو عملی جامہ پہنائے گا۔ وہ کیا immediate مقاصد ہیں جن کے پیش نظر اس بل کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ ہمیں خوشی ہوتی اگر یہ بتاتے کہ اتنی رقم وصول ہو چکی ہے۔ اتنی distribution ہو چکی ہے۔ اتنی جائیداد نیلام ہو چکی ہے۔ اتنی جائیداد باقی ہے جس پر ہمیں بیدخلی کی کارروائی کے ذریعے اپنے عمل کو تیز کرنا ہے۔ لیکن ان تمام relevant باتوں کا کوئی جواب انھوں نے نہیں دیا۔ ہم نے جو ترامیم پیش کیں ان کا بھی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا صرف یہ فرمایا کہ ماضی میں اپوزیشن ہی کی حکومت تھی اس میں یہ گھپلے ہوئے اور یہ گھپلے اس بل کا جواز تو نہیں ہے۔ جناب والا! اگر آپ اپنی یاد داشت کو تازہ کریں

تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس سکینڈل میں پیپلز پارٹی کے بڑے بڑے لوگ بڑے بڑے نامور لوگ بڑے بڑے مگر مچھ کروڑوں روپے ہڑپ کر گئے ہیں ان میں ان کے ایم۔ این۔ ایز کے نام بھی ہیں ان میں ان کے سنیٹرز کے نام بھی ہیں اور قومی اسمبلی ایک طویل فہرست رسوائی کا اشتہار بن کر تمام اقوام عالم میں پھیل چکی ہے اور آپ نے دیکھا ہے کہ اسی بدعنوانی نااہلی کی بنیاد پر بین الاقوامی ادارے پاکستان کو امداد دینے سے قرضے دینے سے انکار کر رہے ہیں آپ محض الزام تراشی کر کے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے آج آپ برسراقتدار ہیں آپ کا فرض تھا کہ آپ ان لوگوں کے گریبانوں میں ہاتھ ڈال کر ان سے وہ رقوم تو وصول کرتے ٹھیک ہے ماضی کی حکومت نے غلطیاں کی ہونگیں آج تو آپ انصاف کیجیے آج آپ لٹے ہوئے لوگوں کی مدد کیجیے آج آپ ان مگر مچھوں سے پیسے نکلوائیے جو غریبوں کی کمائی سے اللے تللے عیاشیاں کر رہے ہیں اور پورے ملک کی رسوائی کا باعث بنے ہوئے ہیں جناب والا! ان کو آج بتانا چاہیے کہ ہم نے کوآپریٹو سوسائٹیز کے قانون میں اور نظام میں اب ایسی تبدیلی کر دی ہے کہ آئندہ ایسا فراڈ نہیں ہو گا ان کو بتانا چاہیے کہ ہم نے ایسے اقدامات کئے ہیں جن کے نتیجے میں اب عوام کو کوئی لوٹ نہیں سکے گا۔ جناب والا! جناب وزیر قانون نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جس کے نتیجے میں ہم سمجھتے کہ اس بل کے مقاصد کے واقعی کوئی جواز موجود ہیں جناب والا! ہمیں اگر وہ یہی بتا دیتے کہ اس ترمیم کے تحت وہ کیا طریقہ کار ہو گا جس سے غریب کرایہ دار کو بے دخل کیا جائے گا انہوں نے اس کی وضاحت بھی نہیں کی وہ مفہوم بھی vague ہے یہ بھی ان ہی کے محکمے کو معلوم ہے کہ وہ کیسے کریں گے جناب یہ ہاؤس پورے عوام کے منتخب نمائندوں کا ادارہ ہے اس کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ جو قانون منظور کیا جا رہا ہے اس کے تحت طرز عمل کیا ہو گا عملی کاروائی کیسے ہو گی۔ اب بھی وقت ہے ۔ میں جناب وزیر قانون سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کو اعتماد میں لے کر یہ بتائیں کہ انہوں نے عوام کے اس لوٹے ہوئے سرمائے کو محفوظ کرنے کے لیے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں محض ماضی پر کیچڑ اچھالنے سے آپ کا دامن روشن نہیں ہو گا آپ کو آج حکومت کے تمام اختیارات حاصل ہیں وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ میں آج powerful ہوں اگر وہ آج powerful ہیں تو پھر عوام کے مسائل کا حل کریں اگر وہ آج powerful ہیں تو بیواؤں یتیموں پینشنروں اور سفید پوشوں کی امداد کے لیے آگے آئیں اور بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے صرف Dissolution Board کی تنخواہوں کے لیے صرف ان کے بھتوں کے لیے ان کی مراعات کے

لیے آپ یہ قوانین منظور کر رہے ہیں ان سے عوام کا بھلا نہیں ہو گا ان سے غریبوں کا بھلا نہیں ہو گا سفید پوشوں کا بھلا نہیں ہو گا Dissolution Board کے جو اہلکار ہیں جو ملازمین ہیں اور Dissolution Board جو سفید ہاتھی بن چکا ہے اس کے پیٹ میں یہ سارا سرمایہ چلا جائے گا۔ ایک ظلم ماضی میں ہوا اور یہ نیا ظلم آج آپ کر رہے ہیں اور ان کرایہ داروں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا رہے ہیں جن کا ان کوآپریٹو سوسائٹیز کے بنانے میں کوئی ہاتھ نہیں اس کی سکیمنگ میں کوئی ہاتھ نہیں اس کے لوٹنے میں کوئی ہاتھ نہیں وہ تو صرف بیچارے قانونی کرایہ دار ہیں اپنا روزگار چلا رہے ہیں یا اپنے سر چھپانے کے لیے جگہ رکھے ہوئے ہیں آپ ان لوگوں کو بھی بے روزگار کر رہے ہیں بے گھر کر رہے ہیں اور یہ ظلم عوام کبھی معاف نہیں کریں گے آپ کی بڑکیں آپ کے جھوٹے دعوے آپ کے نعرے آپ کے کام نہیں آئیں گے وقت آ رہا ہے جب عوام آپ کی اس نااہلی پر آپ کی اس ناکارکردگی پر آپ کا احتساب کرے گی اور ان شاء اللہ آئندہ انتخابات میں آپ کو خس و خاشاک کی طرح سے عوام مسترد کر کے باہر پھینک دے گی۔

MR ACTING SPEAKER: Now the motion moved and the question is

> "That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill, 1996, be passed. "

(The Bill was passed.)

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت، مصدرہ 1996ء

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Punjab Local Government (Fourth Amendment)Bill, 1996 . ..... Minister for law.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, Sir, I move

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1996, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken intoconsideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1996, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

SYED TABISH ALWARI: I oppose.

MR ARSHAD IMRAN SULEHRI: I oppose

MIAN ABDUL SATTAR: I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ تابش صاحب۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! اس وقت وزیر قانون نے جس پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۹۶ء کو زیر بحث لانے کی تحریک پیش کی ہے یہ ایک جامع اور طویل پرنسپل ایکٹ میں ایک مختصر ترمیم کے لیے پیش کیا گیا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کی تفصیل بھی ہاؤس کے سامنے نہیں رکھی گئی آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ بلدیاتی ادارے صوبے میں غیر قانونی طور پر توڑے جا چکے ہیں اور ان اداروں کو ------

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! حکومتی بنچوں کا قانون سازی میں دلچسپی کا اندازہ آپ ان کی تعداد سے بھی لگا سکتے ہیں اور جو اس وقت یہاں موجود ہیں ان کو اپنے اپنے علاقوں میں ماسٹروں اور استانیوں کی تعیناتی سے زیادہ دلچسپی ہے آپ دیکھیں کہ وزیر تعلیم کے ارد گرد کس طرح دوستوں نے گھیرا ڈال رکھا ہے اور وزیر قانون اکیلے تشریف فرما ہیں اگر قانون سازی میں انکی دلچسپی کا یہ عالم ہے تو پھر میں یہ کہوں گا کہ یہ بلڈوز کرنے کے مترادف ہے کہ آپ دیواروں سے ووٹ لے کر قانون سازی کریں میں جناب والا! کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ اس وقت کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۳۹ فاضل ممبران موجود ہیں۔ لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لیکن عین پوری تعداد میں پورا ہے بالکل پورے ہیں تو لہذا یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ لہذا اپنی تعداد کو پورا رکھیں یہ قانون سازی کا کام ہے۔ تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہم لوکل باڈیز سے متعلق اس ترمیمی بل پر بحث کرتے ہوئے یقیناً یہ دیکھنا چاہیں گے کہ جس نظام کے حوالے سے یہ تبدیلی یہ ترمیم کی جا رہی ہے اس نظام کی اپنی جگہ حالت کیا ہے جن لوکل باڈیز کو زیادہ طاقتور اور وسیع کرنے کے لیے ہم قانون سازی میں حصہ لے رہے ہیں ان کی حالت کار کیا ہے جناب والا! پورے صوبے کی لوکل باڈیز بلدیاتی ادارے جو جمہوری نظام کی نرسری کی حیثیت رکھتے ہیں جو جمہوری عمل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں جہاں سے بنیادی طور پر سیاسی قیادتیں ابھرتی ہیں ان اداروں کو غیر قانونی طور پر غیر جمہوری طور پر بیک جنبش قلم توڑ دیا گیا توقع یہ تھی کہ جمہوریت کے دعویدار اور اس کے اتحادی اقتدار میں آنے کے بعد سب سے پہلے ان بنیادی جمہوری اداروں کو نئے سرے سے منظم کرنے اور انتخابات کے ذریعے ان اداروں کو زیادہ سے زیادہ فعال اور متحرک بنانے کا فیصلہ کریں گے لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی تو ماضی کی مسلسل یہ روایت رہی ہے کہ اس نے کبھی بلدیاتی انتخابات نہیں کرائے' اس نے کبھی بلدیاتی نظام کو مستحکم نہیں ہونے دیا اور آج بھی عوام کے شدید مطالبے کے باوجود' شہروں اور شہریوں کی خستہ حالی کے باوجود بلدیاتی ادارے کسمپرسی کی حالت میں بدنظمی کی حالت میں اپنے مستقبل کا انتظار کر رہے ہیں۔ عوام کو توقع تھی کہ اگر ایک غیر منتخب حکومت نے غلط فیصلہ کیا تھا تو موجودہ جمہوری حکومت اس کی تلافی کرے گی' چاہیے تو یہ تھا کہ ان اداروں کے انتخابات بروقت کروائے جاتے لیکن آپ نے دیکھا ہے ۔۔۔۔۔

ملک نواب شیر وسیر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیے

ملک نواب شیر وسیر۔ جناب والا میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہ بات عرض کرنی ہے کہ تابش الوری صاحب اکیلے ہی تقریر کر رہے ہیں۔ ایوان میں اپوزیشن کے کوئی اور معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے۔

شاید وہ ان کی باتیں سننا نہیں چاہتے تو پھر ہمیں کس لیے مصیبت میں ڈالا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہ اس لیے اکیلے ہیں کہ آپ کی تعداد پھر کم ہو اور ان کا کوئی ساتھی باہر سے آ کر دوبارہ کورم point out کر دے۔ لہٰذا آپ اپنی تعداد کو پورا رکھیں۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ بلدیاتی ادارے پارلیمانی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھیں مضبوط کیے بغیر صوبائی اور قومی سطح پر پارلیمانی نظام مضبوط نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے سابق وزیراعلیٰ نے ' موجودہ وزیراعلیٰ نے بارہا اعلانات فرمائے ہیں ' بارہا وعدے کیے ہیں کہ ہم عنقریب بلدیاتی انتخابات کرانے والے ہیں۔ اس کی تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں بلکہ ایک غیر معمولی عجلت کے ساتھ ایک نئے بلدیاتی نظام سے متعلق ایک آرڈی نینس گورنر سے جاری کروا دیا گیا۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ایک بلدیاتی انقلاب آنے والا ہے۔ انتخابات کے ذریعے ایک نئی جمہوریت جنم لینے والی ہے لیکن اس کے بعد سانپ ہی سونگ گیا۔ معلوم ہوا کہ جیسے اب یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے اور وزیراعلیٰ جو حکومت کی طرف سے اعتماد اور اعتبار کا نشان ہوتے ہیں اب ان کے اعلانات' ان کے وعدے ' ان کی یقین دہانیاں عوام کے نزدیک ایک غیر سنجیدہ مذاق بنتی جا رہی ہیں۔ جب حکومتوں کے اعلانات ' ان کے دعوے عوام کے نزدیک بے اعتبار ہو جائیں تو پھر حکومتیں نہیں چلا کرتیں بلکہ ختم ہو جایا کرتی ہیں۔ جناب والا! جن لوکل باڈیز کو وسیع کرنے کے لیے یہ بل لایا جا رہا ہے ----

جناب قائم مقام سپیکر : تابش الوری صاحب! میں نے پہلے بھی رول 81 کا حوالہ دیا تھا کہ آپ جب principles of Bill پر بحث فرماتے ہیں تو آپ صرف principles تک محدود رہیں۔ اب آپ کے زیر نظر یہ بات بھی رہے کہ ایک تو Bill ہوتا ہے جبکہ یہ amendment آئی ہے۔ بل تو stand کرتا ہے' قانون تو موجود ہے۔ اگر یہ اس اسمبلی میں نیا بل آتا تو پھر آپ یہ تمام باتیں کر سکتے تھے لیکن اس وقت بل تو موجود ہے صرف اس میں amendment لائی گئی ہے لہٰذا آپ براہ مہربانی اس سلسلے میں جو principles effect ہیں اسی تک رہیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! آپ نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے۔ جناب والا! میں یہ بتا رہا تھا کہ اس بل کا مقصد بلدیاتی اداروں کی حدود میں اضافہ کرنا ہے۔ میں اس بل کی مخالفت کر رہا ہوں -----

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کا حق ہے آپ کریں۔ میں نے تو صرف آپ کو ایک اشارہ دیا ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! جن بلدیاتی اداروں کی وسعت کے لیے یہ قانون منظور کیا جا رہا ہے سرے سے وہ ادارے موجود ہی نہیں ہیں' ان کی افادیت ختم ہو چکی ہے' ان بلدیاتی اداروں کو سرکاری ملازمین کی دست بُرد میں دے کر بدعنوانیوں اور نااہلیوں کے مراکز میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ شہری حقوق سے محروم ہیں' انھیں شہری سہولتیں میسر نہیں ہیں' اکثر بلدیاتی ادارے دیوالیہ ہو چکے ہیں یا مالی بحران کا شکار ہیں' ان کے پاس اتنے وسائل اور سرمایہ نہیں ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو صفائی کی سہولت دے سکیں' انھیں سیوریج کی سہولت میسر کر سکیں' انھیں واٹر سپلائی کی سہولت دے سکیں۔

چودھری محمد منیر ازہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

چودھری محمد منیر ازہر: جناب والا! بلدیات کی تباہی' بدحالی اور بربادی کی باتیں بہت ہو رہی ہیں' دو سال سے ہو رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بلدیات کی سڑکیں فروخت کر دی گئیں۔ سکولوں کے کنارے' ڈسپنسریوں کے کنارے' نہروں کے کنارے فروخت ہو چکے ہیں۔ ہر شہر کی بلدیات کروڑوں روپے کی مقروض ہیں۔ جناب والا! یہ سب کچھ کس نے کیا؟ ہم نے کیا یا انھوں نے کیا؟ اس کے لیے آپ ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دے دیں جو یہ فیصلہ کرے کہ یہ سب کچھ کس نے کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت principles پر بحث ہو رہی ہے۔ لہذا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

میاں عبدالستار: جناب والا! چونکہ وزیراعلیٰ صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں' حکومت بیٹھی ہے وہ کیوں الیکشن کا اعلان نہیں کر دیتے۔ کیوں انھوں نے ادارے توڑے ہوئے ہیں۔ آپ الیکشن کروائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ لوگ کس کے ساتھ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا اپوزیشن کے پاس کٹوتی کی تحریک دینے کا نہ کوئی اور ممبر ہے نہ ہی کوئی اور بولنے والا ہے' کیا تابش الوری صاحب ابھی تک تھکے نہیں ہیں؟ یہ

بتائیں کہ یہ کیا کھاتے ہیں' یہ کون سا جانور کھاتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے۔ یہ آپ کی ایک بات ضرور ہے لیکن یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں حلال کمائی اور حلال جانور کھاتا ہوں۔ جبکہ میرے دوست کی ترجیحات مختلف ہیں ۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہمارے بیشتر بلدیاتی ادارے اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے قاصر ہیں اور بیشتر میونسپل کمیٹیاں ،ضلع کونسلیں اپنے وسائل کو سرکاری پارٹی کے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہیں ۔ عوام کی ضروریات سے قطع نظر انھیں جناب وزیر اعلیٰ اور سرکاری پارٹی کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ضلعی کونسلوں اور بلدیات کے سارے وسائل' سارا بجٹ اور ساری ترقیاتی رقوم پیپلز پارٹی کے جیالوں اور اراکین کی مرضی کے مطابق خرچ کی جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت ان اداروں میں کہرام مچا ہوا ہے 'لوٹ مچی ہوئی ہے اور مختلف سیاسی کارکنوں کو غیر سرکاری طور پر ان اداروں پر مسلط کر کے بلدیاتی اداروں کے تمام وسائل کو ذاتی مفادات کے لیے اور سیاسی اغراض کے لیے وقف کر دیا گیا ہے اور پھر اس میں بھی امتیاز ہے۔ جو جیتے اراکین اسمبلی ہیں ان کے لیے بلدیاتی وسائل موجود ہیں جبکہ جو جیتے سرکاری ارکان نہیں ہیں انھیں بھی ان وسائل سے استفادہ کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ جناب والا! اس وقت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ دوسری میونسپل کارپوریشنوں کی داستانیں ہر رکن یہاں بیان کرتے رہے ہیں خود بہاولپور میں میونسپل کارپوریشن اس وقت دیوالیہ ہو چکی ہے ------

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(رانا اکرام ربانی):پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی رانا اکرام ربانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔ جی رانا صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر تو یہ ہے کہ جیسے پہلے آپ نے observation دی تھی کہ قانون اپنی جگہ پر موجود ہے اس amendment کے حوالے سے یہ تقریر غیر متعلقہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کی طرف سے میرے فاضل دوست کو جس طرح misuse کیا جا رہا ہے میں اس کے خلاف ایک منٹ کا واک آوٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر رانا اکرام ربانی واک آؤٹ کرکے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! خواجہ صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں آپ ادھر یہ لائیٹ تیز

کریں کیونکہ جب وہ اندر ہوتے ہیں تو نظر نہیں آتے اور وہ اندھیرے ہی میں چھپ کر کے باہر نکل جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی تابش صاحب!

خواجہ ریاض محمود، نہ کھیڈاں گے نہ کھیڈن دیاں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے منتخب ہونے کے بعد اعلان فرمایا تھا کہ ------

وزیر خزانہ (چودھری محمد افضل سندھو)، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی افضل سندھو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں جناب تابش الوری صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ کم از کم اپوزیشن میں ایک سپوت ایسا ہے جو اس نظام کی بحالی کے حق میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جو بہاولپور سے تعلق رکھتا ہے۔

سید تابش الوری، اور بہاولپور کا ایک سپوت ہی اس کی تائید کر رہا ہے اور بہاولپور ہی کا ایک سپوت اس وقت preside کر رہا ہے۔جناب والا' میں درخواست کروں گا کہ ہاؤس کو in order کریں اور جو یہ cross talk ہے یہ بند کی جائے۔

(اس مرحلے پر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات واک آؤٹ ختم کر کے ہاؤس میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر، خاموشی اختیار کیجیے۔ I call the House to order please رانا صاحب بائیکاٹ ختم کر کے تشریف لائے ہیں۔جی تابش صاحب

سید تابش الوری، میں جناب ربانی کی ہمدردیوں کا بہت شکرگزار ہوں اور جناب افضل سندھو کے خراج تحسین کا بھی اور میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ نے منتخب ہونے کے فوراً بعد یہ اعلان فرمایا تھا کہ اس صوبے میں سب سے انصاف کیا جائے گا کوئی امتیاز نہیں ہو گا۔ ہر ایم پی اے اپنے حلقہ میں وزیر اعلیٰ ہو گا لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ پنجاب کی ترقی میں حزب اختلاف کی ترقیاتی سکیموں کو نظر انداز کر کے آدھے پنجاب کو ترقی سے محروم کیا ہے بلکہ بلدیات میں بھی ------

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! اوہناں دی عادت دی وجہ توں اوہناں دی پارٹی چھڈ کے نس گئی اے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا مقصد یہ ہے کہ وہ ان کی باتیں سن سن کر تنگ ہو کر ہاؤس سے چلے گئے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! لفظ تنگ آنا مناسب نہیں۔ نکو نک ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی افضل سندھو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! ابھی ابھی فاضل ممبر نے وزیر اعلیٰ کے بارے میں فرمایا کہ انھوں نے یہ اعلان کیا تھا۔ میں اس بات کی اور وزیر اعلیٰ صاحب کے اس اعلان کی تائید کرتا ہوں کہ جیسے ------

جناب قائم مقام سپیکر، اور اس پر قائم بھی ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے جیسے فرمایا ہے اور وہ جیسے ہمیشہ کہتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے اس بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے قول کے پابند رہتے ہیں اور ہمیشہ اس پر قائم رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی تابش صاحب! لیکن میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ان کو اپنی تقریر کرنے دیں شاید آپ اتنی مداخلت نہ کرتے تو شاید وہ اب تک اپنی تقریر ختم کر چکے ہوتے یہ قانون سازی کا کام ہے اور ہم نے آج ہی ختم کرنا ہے۔ تین بجے تک ہاؤس چلے گا تو پوائنٹ آف آرڈرز کے ذریعے ان کو interrupt نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ شام تک بولیں۔ جتنا مرضی ہے بول لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس طرح کر کے ان کو تازہ دم کر دیتے ہیں وہ پھر اسی طرح ہو جاتے ہیں آپ ان کو بولنے دیں۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے منصف سادہ لوح وزیر اعلیٰ نے جس انصاف کا پرچم بلند کرنے کا اعلان کیا تھا اس کے مطابق تو یہ چاہیے تھا کہ تمام بلدیاتی اداروں میں منتخب اراکین اسمبلی کی مشاورت سے شہریوں کو سہولتیں مہیا کرنے کے اقدامات کیے جاتے لیکن ---

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ تو سمجھ دار ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ذرا مائیک کا والیم کم کیا جائے ہمارے کان پھٹ رہے ہیں۔ اگر مائیک بند بھی کر دیا جائے تو ماشاء اللہ ان کی آواز ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی شکریہ۔ نہیں ایسے نہ کریں اس طرح سے بات مناسب نہیں ہے۔ میرے خیال میں مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آپ اس موڈ میں ہیں اور بل پاس نہیں کرانا چاہتے۔ اگر آپ ایسے نہ کرتے تو وہ اپنی تقریر ختم کر چکے ہوتے۔جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

جناب والا! ہم پر یہ الزام ہے پورے ہاؤس پر یہ الزام ہے کہ ہم قانون سازی کے سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہیں اور جبکہ ایک عرصے کے بعد یہ قانون سازی کا مرحلہ آیا ہے تو مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قانون ساز کس قدر بے صبری اور جلد بازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس کے اثرات اچھے نہیں ہوتے آخر مجھے بتائیں کہ لاکھوں روپے خرچ کرکے ایک ایک ووٹر کی منت کر کے آپ یہاں کس لیے پہنچتے ہیں؟ آپ قانون سازی کرنے کے لیے پہنچتے ہیں' آپ ان کو شہری مراعات دینے کے لیے پہنچتے ہیں۔ آپ ان کے مسائل زیر بحث لانے کے لیے پہنچتے ہیں اور آپ کا یہ عالم ہے کہ آج پہلے دن قانون سازی شروع ہوئی ہے تو آپ کے صبر کے پیمانے لبریز ہو گئے ہیں۔ خدا کے لیے تاریخ کے سامنے آپ کو جواب دہ ہونا ہے کہ اس نسل کا رویہ قانون سازی اور جمہوری نظام کے سلسلے میں کیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب تقریر شروع کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے ______

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ابھی اجازت نہیں دی۔ میں افسوس کر رہا ہوں کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، آپ اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ابھی آپ کو اجازت نہیں دی۔ میں سوچ رہا ہوں کہ میں کیا کروں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں بولوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر نہ کریں۔ ایسی کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ سارا مسئلہ میرے بھی تو سامنے ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر میں متعلقہ بات نہ کروں تو آپ مجھے اجازت نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! بات یہ ہے کہ انوری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا یہ non-serious attitude ہے۔ یہ non- serious attitude نہیں ہے دو بجے تک اتنے بندوں کی حاضری ہے اور سارے بیٹھے ہیں آپ ادھر بھی دیکھ لیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ کسی کے بولنے پر اعتراض ہو سکتا ہے اس کے انداز پہ اعتراض ہو سکتا ہے لیکن قانون سازی پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ ہم اس بات پر serious ہیں ہم اسی پہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم یہ بات برداشت نہیں کرتے کہ ہمیں کوئی اس طرح کہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا کیونکہ یہ ان کا ایک نقطہ نظر تھا اور یہ آپ کا ایک نقطہ نظر ہے۔ میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ دونوں طرف سے ہی serious نہیں ہیں۔ ہاؤس میں آنے کے لیے قطعاً serious نہیں ہیں۔ میں اس کرسی پر بیٹھ کر آپ کو برملا کہہ رہا ہوں۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اگر حکومت نیک نیتی سے بلدیاتی اداروں کو مضبوط بنانا چاہتی ہے ان کی توسیع کے لیے اس بل کے ذریعے اختیار لینا چاہتی ہے تو اسے بلدیاتی اداروں کو اس ظلم، لوٹ کھسوٹ سے بچانا ہو گا جو سرکاری افسروں کی نگرانی میں جیالوں اور سیاسی کارکنوں کے ذریعے وسائل کو لوٹا اور برباد کیا جا رہا ہے۔ جناب والا میں بہاولپور میونسپل کارپوریشن کا حوالہ ......

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب آپ پھر لوٹ کھسوٹ اور جیالوں کا ذکر کر رہے ہیں، آپ اپنی بات کو repeat کر رہے ہیں۔ آپ سے پرانا پارلیمنٹیرین اور کوئی نہیں ہے آپ قانون سازی

کو بھی سمجھتے ہیں: مہربانی فرما کر ایک تو repeat نہ کریں دوسرا آپ اپنی حدود کے اندر رہیں۔

سید تابش الوری: شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کسی بھی کام کے لیے اس کی نیک نیتی کا ثبوت ضروری ہے۔ آپ ایک طرف بلدیاتی اداروں کے علاقوں کی توسیع چاہ رہے ہیں ان کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے انہیں مزید بااختیار بنانا چاہ رہے ہیں لیکن دوسری طرف عام شہریوں کو ان مراعات سے ان سہولتوں سے محروم رکھے ہوئے ہیں جو ان کا آئینی اور قانونی حق ہے۔ اس لیے اگر آپ ان اداروں کو وسیع کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ان بلدیاتی اداروں کو جمہوری بنانیے ان کے فوری طور پر انتخابات عمل میں لائیے۔ آپ نے ہائی کورٹ میں بار بار یقین دھانیاں کروائی ہیں کہ ہم فوری طور پر انتخابات کروانا چاہتے ہیں لیکن آپ پھر ان باتوں سے منحرف ہو گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں رول 177 کا پھر حوالہ دیتا ہوں،

> The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetition either of his own arguments or of the arguments used by other members in debate, may direct him to discontinue his speech

میں اب اس مرحلے پر آ گیا ہوں' کیونکہ آپ پھر وہی بات کر رہے ہیں کہ الیکشن کروا دیں یہ ہو جائے وہ ہو جائے۔ آپ ٹائم کو kill کر رہے ہیں اور جان بوجھ کر کر رہے ہیں۔ اس لیے میں آپ کو آخری بار یہ کہہ رہا ہوں۔

سید تابش الوری: جناب والا! اس بل کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ضلع کونسلوں اور ضلعی حدود کا نئے سرے سے تعین کیا جائے اور اس کے ذریعے اب شہری علاقے کو ضلع کی حدود میں دیا جا رہا ہے۔ میونسپل ایکٹ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ضلع کا مطلب وہ notified area ہو گا جو ریونیو بورڈ نے کیا ہے اور اس میں اربن ایریاز اور کنٹونمنٹ ایریاز شامل نہیں ہوں گے۔ یہ لوکل باڈیز کے پرنسپل ایکٹ میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن یہاں اس ترمیمی بل کے ذریعے ضلع کونسل کو اس کی حدود بڑھا کر شہری جو بلدیاتی ادارے میں اور ان کے جو شہری ہیں ان سے بھی ٹیکس وصول کرنے کا اختیار دیا جا رہا ہے۔ جب کہ جو شہری بلدیاتی ادارے ہیں وہ پہلے ہی اپنے وسائل کی کمیابی کی وجہ سے اپنی کم آمدنی کی وجہ سے اپنے مسائل کو حل کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ ان

شہری اداروں کو مالی طور پر زیادہ مضبوط کیا جاتا ان کی حدود بڑھائی جاتی اور ایکسپورٹ ٹیکس لگانے کا ان کو اختیار دیا جاتا لیکن یہاں تمام شہریوں پر یہ جابرانہ قانون نافذ کیا جا رہا ہے کہ اگرچہ وہ ضلع کونسل کی حدود میں نہیں ہیں لیکن ایکسپورٹ ٹیکس کے لیے ہر شہری اپنا حصہ ادا کرے گا۔ جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ شہری بلدیاتی ادارے جو بد حالی کا شکار ہیں مالی بحران میں مبتلا ہیں ان کے لیے قانون سازی کی جائے ان کے لیے وسائل پیدا کیے جائیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہی شہری علاقوں کو جنہیں ضلع کونسل کا حصہ بنایا جا رہا ہے ان میں میونسپل کارپوریشن بہاولپور بھی شامل ہے جو تقریباً دیوالیہ ہو چکی ہے۔ جو تین مہینے سے اپنی ملازمین کو تنخواہیں ادا کرنے کی بھی پوزیشن میں نہیں ہے۔ جو گلی کوچوں میں صفائی کرنے سے بھی قاصر ہے۔ گلی گلی میں جوہڑ بنے ہوئے ہیں راستے بند ہیں عفونت سے لوگ آمدورفت میں حصہ نہیں لے سکتے لیکن میونسپل کارپوریشن ......

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ میں معزز رکن کی تقریر میں مداخلت کر رہا ہوں ۔ میرے بزرگ ہیں میرے لیے بڑے محترم ہیں لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ بہاولپور میونسپل کارپوریشن کے حوالے سے انہوں نے یہاں پر جتنی بھی باتیں کی ہیں وہ سراسر غلط ہیں ۔ ان کو تنخواہیں بھی مسلسل مل رہی ہیں اور جناب سپیکر! میں بڑے چیلنج کے ساتھ ہاؤس کے فلور پر عرض کرنا چاہتا ہوں ....

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ کی بات جائز ہے ۔

وزیر زراعت: جناب والا! انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا سچائی سے تعلق ہی نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن وہ ان کا ایک حق ہے ......

وزیر زراعت: جناب والا! وہ اتنے پرانے اور سینئر پارلیمنٹرین ہیں ....

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے آپ سے ہمدردی ہے میں آپ کو جائز سمجھ رہا ہوں لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ سید تابش الوری ۔

وزیر پارلیمانی امور: ***

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر، وہ مجھے نہیں ہیں اور میں نے انہیں اجازت نہیں دی ہے اگر ڈیسک پر بیٹھے بیٹھے کوئی بات کرتا ہے تو وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔

سید تابش الوری: جناب وہ ہمارے ریکارڈ میں آجاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں نہیں بنتا۔ اور اگر وہ کارروائی میں آ گیا ہے تو میں اسے حذف کرتا ہوں۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک تو انہیں بیٹھے بیٹھے اور کم از کم وزیر کو بیٹھے بیٹھے cross talk نہیں کرنی چاہیے۔ اور انہوں نے جو لفظ .... استعمال کیا اس کی جگہ انہیں غلط کہنا چاہیے تھا۔ اس لیے میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یا تو وہ کہیں کہ میں نے یہ لفظ نہیں کہا یا وہ اسے واپس لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں وہ تو میں نے بھی سنا ہے لیکن وہ بیٹھے ہوئے تھے اس لیے وہ کاروائی کا حصہ نہیں ہے۔ اگر وہ کارروائی کا حصہ بن چکا ہے تو میں نے پہلے بھی کہا دیا ہے کہ اسے حذف کیا جاتا ہے۔ آپ اب براہ مہربانی ذرا جلدی کریں۔ میرے فاضل اراکین بجائے اس کے کہ رولز کے مطابق آپ کو کنٹرول کریں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر اور اس طرح سے بات کرتے رہتے ہیں جو مناسب نہیں ہے۔ آپ دوست بھی رولز دیکھیں وہ کافی ناجائز جا رہے ہیں یہ میں ان کو کہہ دوں۔ وہ اس رولز کے اندر بات نہیں کر رہے جو ان کی تقریر کا حق ہے لیکن بار بار سپیکر کو بھی نہیں کہنا چاہیے' کیونکہ وزیر قانون موجود ہیں باقی حضرات موجود ہیں ان کو سمجھائیں کہ آپ اپنی حدود سے کس طرح سے باہر جا رہے ہیں۔ اب آپ ذرا ......

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا: دو تین دفعہ جناب سپیکر نے ان کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ جب جناب کے کہنے کا ان پر اثر نہیں ہوتا تو ہم کون ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب! اگر یہی صورت رہی تو پھر میں ٹائم فکس کردوں گا۔ براہ مہربانی آپ اپنی بات کو حدود کے اندر رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس کا مرحلہ نہیں آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کبھی آپ کی خواہش سے انحراف نہیں کیا۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنے اختتامی جملوں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ خدارا بلدیاتی نظام اور بلدیاتی اداروں کو مضبوط کرنے کے لیے مثبت قانون سازی کیجیے منفی قانون سازی نہ کیجیے اور آپ سب یہاں پر شہروں کے نمائندے بھی ہیں اور دیہاتوں کے نمائندے بھی ہیں انہیں غور کرنا چاہیے محسوس کرنا چاہیے کہ آپ کے ذریعے کس بل پر منظوری حاصل کی جا رہی ہے؟ کہیں انتظامیہ آپ کے انگوٹھے لگوانے کے لیے تو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال تو نہیں کر رہی ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ پرنسپل ایکٹ میں ضلع کونسل کی حدود میں شہری علاقہ اور کنٹونمنٹ کا علاقہ شامل نہیں تھا لیکن اس تعریف کے ذریعے اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔ پھر ایک بات کی میں وزیر قانون سے وضاحت چاہوں گا کہ پرنسپل ایکٹ میں excluding urban areas اور کنٹونمنٹ ایریاز لکھا ہوا ہے۔ لیکن یہاں ترمیم میں جو جملہ دہرایا گیا ہے اس میں کنٹونمنٹ ایریاز کو حذف کر دیا گیا ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ پرنسپل ایکٹ میں اربن ایریاز اور کنٹونمنٹ ایریاز دونوں کو ضلعے کی حدود سے باہر رکھا گیا تھا۔ آپ اب اربن ایریز کو تو ضلعے کی حدود میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن کنٹونمنٹ ایریاز کو کس کی حدود میں رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ کس طرح سے الگ جزیرہ بن جائیں گے میرے خیال میں یہ کوئی سقم ہوا ہے۔ اور اگر یہ سقم نہیں ہے تو پھر اس کی وضاحت ضروری ہے کہ کس طرح سے پرنسپل ایکٹ میں جو الفاظ موجود ہیں ترمیم کے ذریعے کنٹونمنٹ کو کیوں نکال دیا گیا ہے۔ اور جناب والا! انھیں یہ بھی وضاحت کرنی چاہیے کہ ضلع کونسلوں کو اتنا بااختیار اور با وسائل بنا کر جو شہری بلدیاتی ادارے ہیں ان کو کیوں محروم رکھا جا رہا ہے اور ان کی تلافی کے لیے حکومت کے ذہن میں کیا اقدامات ہیں۔ آخر ایکسپورٹ ٹیکس کی اتنی بڑی آمدنی کو صرف ضلع کونسل کیوں خرچ کرے۔ اور جو کنٹونمنٹ اور شہر کے علاقے کے جو شہری ہیں ان کی آمدنی کو ان کے اوپر کیوں نہ خرچ کیا جائے۔ جناب والا! پھر یہ بات بھی محل نظر ہے کہ اس بل کے ذریعے اسے موثر بہ ماضی بنایا جا رہا ہے۔ اس بل کے ذریعے قانون کو آج سے نہیں 1990ء سے نافذ کرنے کی اجازت لی جا رہی ہے۔ آج ہم 1996ء میں داخل ہو چکے ہیں اور یہ قانون 1990ء پر اطلاق پذیر ہو رہا ہے اور اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً عدالتوں میں کچھ مقدمات زیر سماعت ہیں اور ان مقدمات میں چونکہ مدعیوں کا مؤقف مضبوط ہے کہ ضلعے کی حدود میں شہر اور کنٹونمنٹ شامل نہیں ہیں اور آپ ان سے ایکسپورٹ ٹیکس لیتے

رہے ہیں اسے چیلنج کیا گیا ہے۔ اس لیے آپ ان رٹوں کو ، ان قانونی فیصلوں کو متاثر کرنے کے لیے یہ غیر اخلاقی قانون سازی کر رہے ہیں۔ جس میں جو آپ قانون بنا رہے ہیں اس کا آج سے اطلاق نہیں ہوگا بلکہ اس کا 1990ء سے اطلاق ہوگا۔ اور اس طرح سے ممکن ہے کہ ایکسپورٹ ٹیکس کے ٹھیکے داروں کو شاید آپ کو بہت بڑی رقوم بھی واپس کرنی پڑیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ اطلاعاً عرض کروں کہ یہ fiscal law جو ہے وہ retrospective ہو ہی نہیں سکتا۔ ٹیکس پہ اس کا effect ہو ہی نہیں سکتا یہ تو بات ہی غلط ہے اور irrelevant ہے اور یہ کم علمی پر محیط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید تابش الوری: انھوں نے فرمایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ان کا جواب نہیں دینا۔ بلکہ آپ اپنی بات کریں۔

سید تابش الوری: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس بل کی ایک کلاز ہے جس میں کہا گیا ہے کہ It shall come into force at once and shall be deemed to have taken affect on the first day of July, 1990. یہ جناب اس کی ایک کلاز ہے جس میں کہا گیا ہے کہ----

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ یہ بل میں نے پڑھا ہوا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں fiscal law retrospect نہیں ہو گا۔ وہ غلط کہہ رہے ہیں ٹیکسوں پر affect نہیں ہو گا باقی پر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ شکریہ۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں اسی کی بات کر رہا ہوں کہ اس کا اطلاق مؤثر بہ ماضی ہو گا۔ اور ایسی legislation پارلیمانی نظام میں ہمیشہ قابل اعتراض اور قابل نفرت سمجھی جاتی ہے۔ جن کے ذریعے مؤثر بہ ماضی کرکے لوگوں کے استحقاق کو مجروح کیا جانے اور عدالتوں میں جو زیر سماعت مقدمات ہیں انھیں

infructuous کرنے کے مواقع دیے جائیں۔ جناب والا! اگر ہم نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ عدالت میں کوئی نکتہ زیر بحث ہے کوئی قانون کا سقم انھیں فائدہ پہنچا رہا ہے تو ہماری یہ اسمبلی اس سقم کو دور کرکے اس مدعی کو نقصان پہنچانے کے لیے عدالت کو فیصلہ کرنے سے باز رکھنے کے لیے یہاں قانون سازی شروع کردے۔ اس لیے جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ بل بلدیاتی اداروں کے خلاف ہے۔ شہری علاقے میں میونسپل کارپوریشنوں اور ٹاؤن کمیٹیوں اور کنٹونمنٹ بورڈ کے خلاف ہے۔ شہریوں کے مفادات کے خلاف ہے۔ اور اس کے ذریعے ضلعے کی حدود میں غیر قانونی، غیر منطقی طور پر توسیع کرنے کا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو اگر عوام کی رائے معلوم کرنی ہے تو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے اسے مشتہر کیا جائے۔ اور رائے عامہ معلوم کرنے کے بعد بلدیاتی اداروں سے رائے لینے کے بعد ان سے پوچھیے کہ اس بل کے ذریعے جو شہری بلدیاتی ادارے ہیں ان کے حقوق کس طرح سے متاثر ہوں گے۔ ان کی رائے لیجئے، ماہرین کی رائے لیجئے اور عوام کی رائے لیجئے پھر یہ قانون سازی ایک حقیقت پسندانہ قانون سازی ہو گی۔ ایک جمہوری عمل کے تابع قانون سازی ہو گی۔ یہ بلڈوز کرکے ایک ہی دن میں بغیر تقریروں کے، بغیر مباحثے کے اور بغیر جواز کے اگر بل پاس کر دیے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی تاریخ میں ہم جواب دہ ہوں گے اور ہماری شرمندگی اور رسوائی کو کوئی نہیں مٹا سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

سید تابش الوری: اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس بل کو اس مرحلے پر پاس نہ کریں، زیرغور نہ لائیں بلکہ عوامی اداروں میں اسے استصواب کے لیے مشتہر کریں۔ اور اس کے بعد اسے ایوان میں پیش کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی ارشد عمران سلہری!

جناب ارشد عمران سلہری: شکریہ جناب سپیکر! ہمارے دوست تابش الوری صاحب نے اس لوکل گورنمنٹ کے بل کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس کے اوپر انھوں نے بات نہیں کی۔ اور خصوصی طور پر یہ جو amendment لے کر آرہے ہیں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء وہ آرڈیننس ہے جو مرحوم شہید ضیاءالحق کے دور میں آیا۔ اور جس کے تحت ہمارے یہ بلدیاتی اداروں کو صاف اور شفاف الیکشن کے حوالے سے 1993ء میں معطل کیا گیا۔ اور

اکثر یہاں پر فاضل دوست اس دور کا یعنی 1979ء کے دور کا ذکر کرتے ہوئے مختلف ممبران کو کہ یہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ اور آج یہی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کہ جس کو آج انھوں نے گود میں اٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ اس کے اندر آج amendment لانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ ہمارے صوبے کے بلدیاتی ادارے جو عوام سے اربوں روپے کا ٹیکس وصول کرتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس ٹیکس کو لینے کے بعد ہم عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کریں گے۔ جناب سپیکر! نہ تو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ان اداروں کو جو کہ جمہوریت کی نرسری ہیں ' یہاں پر میرے فاضل دوست ممبران اس نرسری کی پیداوار ہیں جو آج ان ایوانوں کے اندر بیٹھے ہیں۔ نہ تو ان کو بحال کیا گیا بلکہ ان اداروں کے ذریعے لاکھوں کروڑوں اور اربوں روپے کا ٹیکس لے کر عوام کے اوپر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت صوبہ پنجاب کے اندر بلدیاتی اداروں کی حیثیت' ان کی اہمیت کیا ہے۔ کسی بھی ادارے کو آپ دیکھ لیں کہ ان کی مالی طور پہ کیا حالت ہے۔ لاہور کارپوریشن کہ جہاں کا میں تقریباً بارہ سال رکن رہا' اس کا ڈپٹی میئر رہا' وہاں کا لیڈر آف دی ہاؤس رہا کہ وہاں آج عملے کو تنخواہ دینے کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ لاہور کی میونسپل کارپوریشن کی بلڈنگ جناح ہال کو نیلام کرنے کا بھی اخبارات میں ذکر آیا۔ جناب سپیکر! اس وقت ہم جو اس قانون کے اندر ترمیم لے کر آنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! کارپوریشنز' ڈسٹرکٹ کونسلیں' لوکل کونسلیں' ٹاؤن کمیٹیز کے لیے قانون ہے کہ کتنی آبادی کے اوپر کارپوریشن بنے گی' کتنی آبادی کے اوپر ڈسٹرکٹ کونسل' ٹاؤن کمیٹیز اور یونین کونسلز بنیں گی۔ جناب سپیکر! یہ حکومت اس بل کے اندر جو ترمیم لے کر آنا چاہتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مقصد ٹھیک نہیں ہے ان کی intention کارپوریشنوں کے مفاد میں نہیں ہے جیسا میرے بھائی نے ذکر کیا۔ جناب سپیکر! آج آپ اس ترمیم کو لا کر 1990ء سے لاگو کرنا چاہتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا جواز کیا ہے؟ اس میں حکومت کی کیا intention ہے کہ اس وقت بعض کورٹس کے اندر ٹھیکیداروں کے حوالے سے رٹیں چل رہی ہیں۔ جناب سپیکر! وہاں یہ ہوا کہ ایریا کارپوریشن کا ہے کہ جس کے اوپر عوام سے کارپوریشن بھی ٹیکس لے رہی ہے اگر وہ کارپوریشن کی حدود پار کر کے ضلع میں گئی ہے تو اس سے بھی ضلع ٹیکس انھوں نے بھی لیا تو اس طرح سے ٹھیکیداروں کے خلاف رٹیں چل رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج اس بل کے اندر یہ چوتھی ترمیم جو آپ لانا چاہتے ہیں اس کے ذریعے

کارپوریشنوں کی آمدنی کے ذریعہ کو آپ محدود کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! کارپوریشنوں کی آپ حالت دیکھ لیں کہ آج کوئی بھی کارپوریشن اپنا مالی ٹارگٹ پورا نہیں کر رہی۔ لاہور کارپوریشن دیوالیہ ہونے کو ہے اسی طرح ہماری صوبے کی دیگر جو کارپوریشنز ہیں' ڈسٹرکٹ کونسلیں ہیں کہ ان کے اندر عرصہ تین سال میں جو کرپشن ہوئی' عوام کے ساتھ جو زیادتی ہوئی۔ میں یہاں پہ ذکر کروں گا کہ لاہور کارپوریشن نے تقریباً 96-1995ء ڈیڑھ ارب روپے کا بجٹ پاس کیا کہ وہاں پہ انھوں نے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے منصوبے رکھے۔ لاہور کارپوریشن کی حدود کے اندر انھوں نے ایک پلازہ تعمیر کرنا تھا' لاہور کارپوریشن کے جناح ہال کو انھوں نے مرمت کرنا تھا' لاہور کے اندر مختلف دو مقامات پر ٹاؤن شپ اور آرا بازار میں فائر بریگیڈ کے اسٹیشن قائم کرنے تھے۔ جناب سپیکر! اس طرح ان کی دیگر مدات ہیں کہ جس کے اندر انھوں نے لاکھوں روپیہ رکھا لیکن اس وقت موقع پہ کہیں بھی عوام کی فلاح و بہبود کا کوئی ایسا کام نہیں ہوا لیکن اس وقت ان کی مالی پوزیشن یہ ہے کہ لاہور کارپوریشن کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کا فنڈ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس دوران کارپوریشنوں کے فنڈز جو کہ عوام کی فلاح و بہبود کے اوپر خرچ ہونے تھے۔ جناب سپیکر! وہ اس حکومت نے اپنے بڑے بڑے یوم تاسیس پر' اپنی پارٹی کے بڑے بڑے فنکشنوں کے اوپر اس رقم کو خرچ کیا ہے ورنہ ہم لاہور کے شہری حق بجانب ہیں کہ ہم نے ڈیڑھ ارب روپے کا ٹیکس دیا۔ جناب سپیکر! لاہور کی کوئی گلی' کوئی سڑک کہ جہاں پہ سٹریٹ لائٹ جلتی ہو نظر نہیں آتی۔ سڑکوں کی حالت یہ ہے کہ کوئی سڑک ایسی نہیں کہ جہاں سے ہم گزر سکیں' گڑھے پڑے ہوئے ہیں اس وقت چند ایک ایسی سڑکیں ہیں جو ایل ڈی اے نے اور کچھ چند سڑکیں کارپوریشن نے بنائی ہوں گی۔ جناب سپیکر! 94-1993ء کہ جس وقت ان بلدیاتی اداروں کو صاف اور شفاف الیکشن کے بہانے سے معطل کیا گیا اس وقت ہم ایک ارب تیس کروڑ روپے کا بجٹ پاس کر کے آئے تھے اس کے اندر لاہور کی ایک سوتیس وارڈوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے ڈویلپمنٹ کے لیے دیے گئے اور اس کے علاوہ بارہ کروڑ روپیہ جناب میئر کی صوابدید پہ ڈویلپمنٹ کے لیے رکھا گیا۔ جناب سپیکر! جو بجٹ ہم پاس کر کے آئے تھے ان ایڈمنسٹریٹروں نے جو آج کلی طور پر پیپلز پارٹی کے جیالوں کے زیر سرپرستی ہیں۔

جناب سپیکر: ارشد عمران سلہری صاحب! آپ حدود کے اندر آئیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! 94-1993ء کا بجٹ'

1994-95ء کا بجٹ اور 1995-96ء کا بجٹ' ان اداروں نے عوام کی فلاح و بہبود کے اوپر خرچ نہیں کیا اور آج آپ ان ایڈمنسٹریٹروں کی خواہش پر اس بل کے اندر ترمیم لے کر آنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! وہاں پر کوئی ایسا عوامی نمائندہ نہیں بیٹھا ہوا کہ جو اس حق کا تحفظ کر سکے کہ لاہور کارپوریشن اپنی حدود کو ضلع کی حدود کے اندر کیوں شامل کرنے دیں۔ ضلع کونسل اپنی حدود کے اندر اپنا ٹیکس وصول کرے۔

جناب سپیکر: آپ یہ repetition کر رہے ہیں وہی جو تابش الوری صاحب باتیں کر گئے ہیں۔ میں نے بار بار یاددہانی کرائی ہے کہ نہ آپ اپنی باتوں کی repetition کر سکتے ہیں نہ دوسرے فاضل رکن کی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! ہم اس بل کی یہاں پہ مخالفت کرتے ہیں کہ اس بل کے اندر کہیں نہ کہیں کوئی bad intention موجود ہے کہ اگر آپ یہ بل عوام کی فلاح و بہبود کے لیے' ان اداروں کی فلاح و بہبود کے لیے لے کر آنا چاہتے ہیں تو جناب سپیکر! اس میں آپ یہ دیکھیں پھر آپ کہیں گے کہ وہی دوبارہ بات آتی ہے کہ جناب سپیکر! لاہور کارپوریشن کی حدود مخصوص ہیں۔ ایکسپورٹ ٹیکس کے حوالے سے لاہور کے اربن ایریا کو آپ ضلع کونسل کے ایریا میں شامل کرنا چاہتے ہیں اور اس میں پھر آپ نے کنٹونمنٹ ایریا کو ایک خلاء کے اندر چھوڑ دیا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ بورڈ آف ریونیو نے ضلع کی جو حدود مقرر کی ہوئی ہیں اس کے اندر رہنا چاہیے ورنہ کل کو ایسا ہو گا کہ لاہور شہر کی حدود سے کوئی بھی شخص باہر نکلے گا تو ضلع کونسل والے اس کو پکڑ لیں گے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہہ کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں ایک تو یہ بات آپ نے اس بل کو اکثریت کے بل بوتے کے اوپر پاس کرنا ہے لیکن اس بات کو مدنظر رکھیں کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی ہوتی ہے تو 1990ء میں لے جا کر آپ کس کی فلاح و بہبود کرنا چاہتے ہیں یا ہمیں اس کی وجہ ضرور بتائی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نوٹ کریں اور یہ وجہ ضرور بتائیں۔جی میاں عبدالستار!

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

میاں عبدالستار: شکریہ! جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس بل کے introduction کی مخالفت میں بہت لمبی تقریریں سنیں ہیں۔ میں جناب کا زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف ایک دو باتیں

کہہ کر آپ سے اجازت چاہوں گا - یہ جو بل fourth amendment کی صورت میں آج حکومت نے پیش کیا ہے یہ دراصل شہریوں کے حقوق پر ایک ڈاکہ مارنے والی بات کی گئی ہے - اس لیے کہ ضلع کی حدود کو بڑھا کر شہروں کو اس میں شامل کرنا اور وہاں پر ایکسپورٹ ٹیکس کے نام پر ٹیکس وصول کرنے کا اختیار جو کہ لوکل گورنمنٹ کو دیا جا رہا ہے یہ دراصل شہریوں پر ڈبل ٹیکس لگانے والی بات ہے۔ لوکل کونسلز کے اندر رہنے والے جو شہری ہیں وہ میونسپل کمیٹیز اور میونسپل کارپوریشن کی صورت میں ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ضلع میں انھیں شامل کرنے سے ضلع کا ایکسپورٹ ٹیکس جب ان پر لگایا جائے گا تو اس طریقے سے ان سے ڈبل ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے - جناب سپیکر! میں شاید یہ بات اس طرح سمجھا ہوں کہ 1993ء کے الیکشن میں شہریوں نے اکثریتی ووٹ آج کی اپوزیشن کو دیے اور حکومت شاید وہ بدلہ لینا چاہتی ہے کہ شہریوں پر ٹیکسوں کے ذریعے وزن ڈالا جائے - میں یہ سمجھتا ہوں کوئی بھی ٹیکس لگانے سے پہلے اگر ضلع کونسل کے ٹیکس ہیں تو اس ضلع کونسل کے نمائندوں کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ ٹیکس لگانے کے بارے میں فیصلہ کر سکیں۔ اسی طریقے سے جو میونسپل کارپوریشن یا میونسپل کمیٹیز ہیں وہاں کے ممبروں کو یہ ٹیکس اکٹھے کرنے کا اختیار ہونا چاہیے - لیکن افسوس کی بات ہے کہ 1993ء سے لے کر آج تک پورے پنجاب میں بلدیاتی ادارے موجود نہیں۔ 1993ء میں فیئر الیکشن کے چکر میں بلدیاتی اداروں کو توڑا گیا اور عجیب اتفاق ہے کہ ملک کے باقی حصوں میں خاص طور پر بلوچستان میں وہ ادارے بحال ہو گئے لیکن پنجاب کے ادرے بحال نہیں کیے گئے۔ سب سے پہلے ان سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کا اختیار لیا گیا پھر اس کے بعد بلدیاتی ادارے توڑ دیے گئے - اور 1993ء سے لے کر آج تک وہ بلدیاتی ادارے حکومت کے رحم و کرم پر ہیں کہ انھیں کس طرح چلایا جائے۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کہنی چاہوں گا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہو چکا ہائی کورٹ نے بلدیاتی ادارے بحال کیے لیکن کسی نہ کسی طریقے سے حکومت نے اس بات کو ایک انتظار میں رکھ دیا - جناب سپیکر! میں یہ بات کہنی چاہوں گا کہ آج سوچنے کی بات ہے کہ 1970ء سے لے کر 1977ء تک اس ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی لیکن ان پورے سات سالوں میں بلدیاتی انتخابات نہ کرائے گئے - اور جناب سپیکر! 1993ء سے یہ موجودہ پیپلز پارٹی کی حکومت موجود ہے لیکن 1993ء سے لے کر آج تک بلدیاتی اداروں کے انتخابات نہیں کرائے گئے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر کون سی وجہ ہے کہ حکومت کو عوام پر اعتماد نہیں ہے اور وہ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات نہیں کرانا چاہتے۔ جناب سپیکر! میں یہ بات بڑے وثوق سے کہتا

ہوں کہ اس وقت حکومت یہ سمجھ چکی ہے کہ یہاں پر بلدیاتی انتخابات اگر کروائے گئے تو حکومت کو شکست ہو گی ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس طرح amendments کے ذریعے تمام مالی اختیارات ایڈمنسٹریٹروں کے سپرد کرنا چاہتی ہے ۔ میں یہ بات کہنی چاہوں گا کہ حکومت بلدیاتی انتخابات نہ کروا کر دراصل لوگوں کے بنیادی حقوق سلب کر رہی ہے ۔ اور حکومت کو چاہیے کہ بلدیاتی انتخابات فوری طور پر کروائے تاکہ عوام کو بلدیاتی اداروں کے نمائندے منتخب کرنے کے اختیارات واپس مل جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم عوام کو بلدیاتی اداروں میں شامل کریں گے اور وہ اپنے مسائل حل کرنے کے خود ذمہ دار ہوں گے ۔ جناب سپیکر! یہ جو ترمیم یہاں پر لائی گئی ہے ۔ اس سے وہ تمام کے تمام مالی اختیارات جو کہ کارپوریشن کو حاصل ہیں میونسپل کمیٹیز کو حاصل ہیں وہ سارے کے سارے اختیارات ضلع کونسلوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ ابھی میرے بھائی 1990ء کی بات کر رہے تھے retrospective effect کی بات کی گئی ہے ۔ یہ دراصل وہ کیس جو عدالتوں میں موجود ہیں ۔ حکومت ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس بل کو 1990ء سے لاگو کرنا چاہتی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسے 1990ء سے لاگو کیا گیا تو ان لوگوں کے ساتھ جن کے کیس عدالتوں میں اس وقت موجود ہیں۔ ان کو سنے بغیر ان کے خلاف یہ فیصلہ کیا جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا اس وقت اس کی کوئی افادیت نظر آتی ہو لیکن اگر اس کی کوئی افادیت ہے تو اس کی افادیت ظاہر کرتے ہوئے یہ بل عوام الناس کے لیے مشتہر کیا جانا چاہیے' لوگوں سے رائے لینی چاہیے' اور اس بل کو بلدیاتی اداروں کو بھیجا جانا چاہیے۔ اور وہاں سے رائے لینے کے بعد اسے دوبارہ یہاں پر لایا جانا چاہیے تاکہ پتا چل سکے کہ آخر اس کے کیا فائدے اور نقصانات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ ! میاں صاحب۔ جناب لاء منسٹر !

وزیر قانون: جناب والا! میں یہاں پر مختصراً کچھ نکات پہلے پیش کر دوں گا ۔ اس کے بعد ترامیم دی گئی ہیں ان میں پھر دوبارہ انہی نکات کو دہرانے کی بجائے ' جو نکات ترامیم میں آئیں گے وہ میں اس وقت بیان کر دوں گا اور جو اس کی جنرل چیزیں ہیں وہ میں ابھی آپ کی سامنے عرض کرتا ہوں۔

جناب والا ! سیکشن 137 آف 1979 ، Punjab Local Government Ordinance Second Schedule part II Item No.7, میں بیان کیا گیا ہے کہ ضلع کونسلوں کو ضلع حدود سے باہر جانے والی اشیاء اور جانوروں پر ٹیکس لگانے کا اختیار ہو گا۔ اسی آرڈیننس میں ضلع کونسل کی حدود کا تعین

کیا گیا ہے ۔ یہ جو آرڈیننس ہے ' جو ترامیم ہم پیش کر رہے ہیں اس میں صرف یہ ہے کہ ضلع کونسل کی جو تعریف ہے اسے تبدیل کیا جا رہا ہے ۔ پہلے ضلع کونسل میں شہری علاقے نہیں آتے تھے ۔ اس ترمیم کے ذریعے شہری علاقے بھی ضلع کونسل کی حدود میں صرف goods exit tax وصول کرنے کے لیے شہری علاقے ضلع کونسل کی حدود میں شامل کیے گئے ہیں۔ جب 1979ء میں یہ Act بنایا گیا اس وقت بھی مقصد یہی تھا لیکن اس کے بعد کچھ ٹھیکیداران ' کچھ ٹیکس دہندگان عدالتوں میں چلے گئے اور انھوں نے اس definition کی وجہ سے جو ٹیکس لیا جاتا تھا اس کو چیلنج کر دیا۔ اب صرف اس ابہام کو' جو شروع میں پیدا ہو گیا تھا دور کرنے کے لیے یہ ترمیم لائی جا رہی ہے۔اس کے تحت جو مال شہری حدود' اربن ایریاز کی حدود کے اندر تیار ہوتا ہے' یا جو مویشی شہری حدود کے اندر سے باہر جاتے ہیں ان پہ بھی goods exit tax لاگو ہو گا۔ اس سے پہلے ابہام کی وجہ سے یہ ہو رہا تھا کہ جو مال دیہی علاقوں میں تیار ہوتا ہے اس پر تو ٹیکس لگ رہا تھا' جو مال شہری حدود میں تیار ہو رہا تھا اس پر ٹیکس نہیں لگ رہا تھا۔ یعنی یہ ایک بہت بڑی تفریق پیدا ہو رہی تھی اور صرف ان اشیاء پر ٹیکس لگ رہا تھا جو دیہی حدود میں تیار ہوتی ہیں۔ اب اس کے تحت اس مال پر بھی ٹیکس لگے گا جو کہ شہری حدود کے اندر تیار ہوتا ہے اور کارپوریشن کے تحت یہ ٹیکس جو goods exit tax ہے' یہ نہیں لگتا۔ اور یہ ٹیکس صرف ان چیزوں پر لگتا تھا جو دیہی حدود میں تیار ہوتی تھیں۔اب شہری حدود اور دیہی حدود میں جو بھی مال تیار ہوتا ہے اس پر goods exit tax لگ سکے گا۔ یہ پہلے بھی intention یہی تھی لیکن ایک ابہام کی وجہ سے' definition میں کمزوری کی وجہ سے اس ٹیکس کا وہ فائدہ اٹھا رہے تھے۔ اب اس ترمیم کے ذریعے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس کے متعلق جو retrospective effect ہے' جب یہ ترامیم دیں گے تو چونکہ ان کا جواب پھر بھی دینا پڑے گا۔ میں وقت کو بچانے کے لیے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے تاکہ اس کو لاگو کیا جا سکے۔

MR.ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is

> That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 1996, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once

(The motion was carried)

Clause-2

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Three amendments have been received in it. First amendment is from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mian Abdul Sattar, Mian Fazal Haq, Mr. S.A.Hameed and Mr. Arshad Imran Sulehri. Mr. Tabish Alwari may move the amendment.

SYED TABISH ALWARI: Sir, I move:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed clause (ix) of sub-section (1) of section 3 of the Principal Ordinance, between the words "areas" and "but" occurring in line 2, the words "and cantonment areas " be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed clause (ix) of sub-section (1) of section 3 of the Principal Ordinance, between the words "areas" and "but" occurring in line 2, the words "and cantonment areas" be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

سید تابش الوری: جناب سپیکر! principal act میں کلاز 7 کی سب کلاز (ix) میں کہا گیا ہے۔

> "Zila" means a revenue district as notified under the Punjab Land Revenue Act, 1967, but excluding its urban areas and

cantonment areas and ... ...

جناب والا! اس principal act میں ضلع کی جو حدود متعین کی گئی ہیں اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ضلع میں وہ دیہاتی علاقہ شامل ہوگا جسے ریونیو بورڈ نے باقاعدہ notafy کیا ہے۔ اور واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ضلع کی حدود میں اربن ایریاز اور کنٹونمنٹ ایریاز شامل نہیں ہوں گے۔ اب جو ترمیمی بل لایا گیا ہے اس میں یہ ـــــ

جناب قائم مقام سپیکر: تابش صاحب! میں پھر یہ ناخوش گوار فریضہ سرانجام دے رہا ہوں۔ اس پر آپ بحث کر چکے ہیں۔ اب آپ نے یہ بتانا ہے کہ کلاز یہ ہے' ہم اس میں یہ ترمیم کر رہے ہیں۔ اس سے پہلا مقصد یہ ہے اب یہ ہو جائے گا۔

سید تابش الوری: میں یہی بات تو کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں' بس یہی۔ بس اس پر۔

سید تابش الوری: بالکل' میں تو یہی کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی' شکریہ۔

سید تابش الوری: میرا خیال ہے کہ آپ بھی تھک گئے ہیں۔

جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جو Principal Act ہے' اصل آرڈیننس ہے اس میں جو ضلع کی حدود متعین کی گئی ہیں اس میں دیہات کو ضلع کی حدود میں شامل کر کے ضلع کونسل کی حدود میں دیا گیا ہے اور شہری ایریاز اور کنٹونمنٹ ایریاز کو اس سے باہر رکھا گیا ہے۔ اب جو یہ ترمیم دی جا رہی ہے اس میں وہ پہلے والی جو سیکشن ہے اسے repeat کیا ہے۔ لیکن یہ عجیب و غریب بات ہے کہ اس میں excluding urban areas کے ساتھ excluding cantonment areas repeat نہیں کیے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اصل آرڈیننس یہ ترمیم کر کے اب آپ کنٹونمنٹ ایریا کو اس کی حدود سے باہر نہیں رکھ رہے۔ ضلع کی حدود سے آپ باہر نہیں رکھ رہے' بلکہ اس میں شامل کر رہے ہیں۔اور اس سے آگے مزید جو ترمیم کی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع ٹیکس کے مقاصد کے لیے اربن ایریاز اب شامل ہوں گے۔ اس میں کنٹونمنٹ ایریاز کو پھر شامل نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کنٹونمنٹ ایریا کے جو لوگ ہیں وہ ایک جزیرے کی حیثیت رکھیں گے۔ وہ ضلع کی حدود میں شامل نہیں ہوں

گے۔اس لیے جو ایکسپورٹ ٹیکس ہے وہ ادا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جو Principal Act ہے' اس میں excluding urban areas and cantonment areas تھا' وہاں ان cantonment areas کو repeat کیوں نہیں کیا گیا! میں نے ترمیم یہی دی ہے کہ اس کے بغیر ایک بڑا سقم رہ جائے گا' ایک بڑا خلا پیدا ہو جائے گا اور پھر اس کو دوبارہ عدالتوں میں چیلنج کیا جائے گا کہ اس میں کنٹونمنٹ ایریاز کے لوگ کہاں ہیں۔ اگر وہ ایکسپورٹ ٹیکس دیتے وقت یہ کلیم کریں کہ ہم کنٹونمنٹ ایریا سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے ایکسپورٹ ٹیکس وصول نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے میں خود بھی ذاتی طور پر وزیر قانون اور وزیر پارلیمانی امور کی خدمت میں یہ سمجھنے کے لیے حاضر ہوا تھا کہ میں اپنی تقریر سے پہلے اگر سمجھ لوں تو شاید میں یہ ترمیم پیش نہ کروں۔ لیکن میرے خیال میں ابھی وہ خود اسے سمجھ رہے ہیں اور شاید آپ اور ہاؤس کو اب سمجھا سکیں۔ اس لیے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون سازی کو عجلت میں کرنا' قانون سازی کو جلد بازی میں کرنا کسی طور پر بھی صوبے اور ملک کی خدمت نہیں ہے۔ نہ یہ عوام کے مفاد میں ہے۔ نہ اس کو انا کا سوال بنانا چاہیے۔جن نکات پر ہم بات کر رہے ہیں' جس طرح کہ میری پہلی ایک ترمیم پچھلے بل میں ۲ کو حذف کرنے سے متعلق انھوں نے منظور کر لی وہ ضروری تھی۔ کیونکہ اگر وہ حذف نہ ہوتی تو superfluous ہو کر مذاق بن جاتی۔ تو جس طرح انھوں نے اسے قبول کر لیا میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس نکتے کو سمجھ رہے ہوں گے کہ کنٹونمنٹ ایریاز کو define کیا جانا چاہیے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ چونکہ وفاق کی تحویل میں ہیں اور وفاق کا قانون ان پر لاگو ہوتا ہے اس لیے ہم وہاں اس کا ذکر نہیں کرتے۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں۔ کنٹونمنٹ بورڈ تو واقعی وفاقی حکومت کا ہے لیکن جو کنٹونمنٹ ایریاز ہیں وہ تو صوبے کا حصہ ہیں۔ کنٹونمنٹ ایریاز میں جو شہری رہتے ہیں ان پر جو ٹیکس عائد ہے وہ تو صوبے کو ادا کرتے ہیں۔ کنٹونمنٹ ایریاز سے جو لوگ باہر کوئی چیز یا جانور لے کر جائیں گے تو وہ یا ٹیکس ادا کریں گے یا ادا نہیں کریں گے۔ تو اس کی وضاحت پہلے سے ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ یہ تو واضح طور پر definition موجود تھی۔ اس لیے اگر آپ کے توسط سے میری یہ بات سمجھ لی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے Principal Act میں موجود ہے' میں کوئی نئی بات نہیں کر رہا ہے' Principal Act میں جو لفظ موجود ہیں' میں انہی کو یہاں insert کرانا چاہتا ہوں تاکہ یہ جو نیا قانون بنے وہ Principal Act اور اس کے درمیان کوئی تضاد' کوئی سقم' کوئی خلاء باقی نہ رہے۔ اس طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس میری اس ترمیم کو جو نہایت جائز بھی ہے' ضروری بھی ہے' منطقی بھی ہے اسے قبول کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی میاں صاحب۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! پرنسپل ایکٹ میں ضلع کی جو definition دی گئی ہے اور اگر ضلع میں جو اربن ایریاز ہیں ان کو شامل کیا جا رہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کنٹونمنٹ کا جو علاقہ ہے اسے شامل کیا جانا پرنسپل سیکشن کی روح کے عین مطابق ہو گا۔ میں نے اپنے پہلے خیالات میں جس وقت میں ان کو submit کر رہا تھا اس وقت میں نے عرض کیا تھا کہ اگر وزیر قانون اس وقت بتا دیتے تو شاید تابش الوری صاحب کو بھی بات کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی اور میں بھی شاید بات نہ کرتا کہ کنٹونمنٹ علاقوں کو نہ شامل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو کنٹونمنٹ کے علاقے ہیں وہاں پر رہنے والے شہری جو ہیں ان پر پنجاب کے قوانین کا اطلاق ہوتا ہے۔ وہ پنجاب کے شہری ہیں اور پنجاب میں کوئی قانون جو بنے گا وہ ان پر مکمل طور پر لاگو ہو گا۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ کنٹونمنٹ بورڈ جو ہیں وہ وفاق کے تحت چلائے جانے والے ادارے ہونے کے باوجود ان پر صوبہ کا کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو امنڈمنٹ ہے اس میں کنٹونمنٹ کے علاقوں کو insert کیا جائے۔ اسے قبول کیا جانا چاہیے اور اسے حکومت کو اپنی ضد کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب وزیر قانون۔ ان کا مقصد جو ہے وہ یہ ہے کہ پہلے جو definition کی گئی ہے اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون: یہ میں عرض کر دیتا ہوں۔ یہ جو ترمیم لائے ہیں کہ:

Zila means, the revenue districts as notified under the Punjab Land Revenue Act 1967 excluding its urban areas but for purposes of tax owners export of goods and animals the Zila includes its urban areas.

تو حقیقت یہ ہے کہ کنٹونمنٹ ایریا جو پہلے اس definition میں شامل تھا اس کی بھی ضرورت نہیں، اس کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ایریا جو ہے اس پر وفاقی قوانین لاگو ہوتے ہیں۔ وہ وفاقی کنٹرول میں ایریا ہے اور اس کو کنٹونمنٹ بورڈ run کرتے ہیں۔ اس لیے پہلے جیسے تابش الوری صاحب فرما رہے تھے کہ 2 جو تھا وہ جو پہلے ہی سے قانون کی ترمیم دی گئی ہے 2 جو تھا اس کی ضرورت نہیں تھی۔ تو جب 2 کی ضرورت نہیں تھی تو ہم نے مان لی وہ بات۔ پہلے قانون میں جو کنٹونمنٹ شامل

کیا گیا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اس لیے جو موجودہ ترمیم ہے اس میں ہم نے کنٹونمنٹ کو شامل نہیں کیا کیونکہ کنٹونمنٹ ایریا جو ہے اس پر لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت وہ قوانین لاگو نہیں ہوتے اور وہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت آتا ہی نہیں۔ اس لیے اس کا لکھنا بھی ضروری نہیں تھا۔ صرف اس لیے اسے exclude کیا گیا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Govt and Rural Dvelopment in the proposed clause (ix) of sub-section (1)of Section 3 of the Principal Ordinance, between the words "areas" and "but"occurring in line 2, the words "and cantonment areas and" be inserted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment has been moved in it from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mian Abdul Sattar, Mian Fazal Haq, Mr S A.Hamid, Mr Arshad Imaran Sulehri. Syed Tabish Alwari may move it.

SYED TABISH ALWARI: Mr Speaker, I move:

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Govt and Rural Development in the proposed clause (ix) of sub-section (I) of section 3 of the Principal Ordinance between the words " areas" and "but" occurring in line 2, the words "and cantonment areas"and between the words "areas and semi-colon" occurring in line 4, the words "and cantonment areas" be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in the proposed clause (ix) of sub-section (1) of section 3 of the Principal Ordinance, between the words "areas" and "but"occurring in line 2, the words "and cantonment areas"and between the word"areas and semi-colon" occurring in line 4, the words "and cantonment areas" be inserted

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی تابش صاحب۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! جیسا کہ پہلی امنڈمنٹ میں آپ نے میرے نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش فرمائی۔ میری اس دوسری ترمیم کا تعلق اسی بل کے ترمیمی پیرے کے دوسرے حصے سے ہے جس میں حکومت ضلع کی حدود میں توسیع کر کے شہری علاقے کو ایکسپورٹ ٹیکس ادا کرنے کا پابند کر رہی ہے لیکن اس میں کنٹونمنٹ ایریا کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اب صورت یہ ہے کہ اس definition کے مطابق کنٹونمنٹ ایریاز پنجاب کی یا اس ضلع کی حد میں سرے سے اپنا وجود ہی نہیں رکھتے حالانکہ جو ریونیو بورڈ کا نوٹیفکیشن ہے اس کے مطابق ضلع میں دیہاتی ایریا بھی شامل ہے' شہری ایریا بھی شامل ہے' کنٹونمنٹ ایریا بھی شامل ہے۔ جو اور یجنل ریونیو بورڈ کا نوٹیفکیشن ہے اس میں یہ تینوں ایریاز ضلع میں شامل ہیں۔ اصل بل کے ذریعہ آپ نے ضلع کی تعریف کرتے ہوئے کنٹونمنٹ اور اربن ایریاز کو ضلع کی حدود سے باہر کر دیا لیکن اب اس ترمیم کے ذریعہ یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ ضلع میں دیہات کی حدود کے ساتھ شہری ایریاز کو بھی ایکسپورٹ ٹیکس ادا کرنے کے لیے شامل کر دیا جائے۔ جناب والا! میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ وفاق کے نظام کے تحت چلائے جاتے ہیں لیکن آخر وہ صوبے کے کسی نہ کسی حصے میں موجود ہیں اور ان کے رہنے والے پنجاب کے قوانین کے پابند ہیں یہاں میں کنٹونمنٹ بورڈ کو شامل نہیں کروا رہا ہوں ہم کنٹونمنٹ بورڈ کا ذکر نہیں کر رہے ہم کنٹونمنٹ ایریاز کا ذکر کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی جناب وزیر قانون نے مشورے کے بعد میری اس ترمیم کو قبول نہ کیا تو میں خبردار کرتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں ایک دفعہ

پھر یہ ایکسپورٹ ٹیکس چیلنج ہو گا اور کنٹونمنٹ ایریاز کے لوگ اپنے جانوروں اور اپنے مال کے برآمد کے سلسلے میں ٹیکس دینے سے انکار کر دیں گے کیونکہ ضلع کی حدود میں وہ شامل نہیں ہوں گے اور اس طرح سے ایک نئی الجھن ایک نئی قانونی پیچیدگی اور نیا بحران پیدا ہو گا اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ میں نے جتنے دلائل دیے ہیں میں نے جو موقف اختیار کیا ہے اس کے جواب میں کنٹونمنٹ ایریاز کو باہر رکھنے کی ان کے پاس کوئی دلیل اور کوئی جواز نہیں ہے اور جیسا کہ مسودہ قانون بیوروکریسی نے بنا کر ان کو دے دیا ہے وہ صرف لکیر کے فقیر بن کر اسی کی تائید پر مجبور نظر آتے ہیں حالانکہ یہاں ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہ ہم اپنی صوابدید اپنی ذہانت اور اپنی مہارت کو استعمال میں لاتے ہوئے اس قانون کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے اپنی رائے دیں۔ جناب والا! آپ خود گواہ ہیں کہ ۱۹۷۰ سے ۱۹۷۶ء تک بے شمار ایسے قوانین اس اسمبلی نے ترمیموں کے ساتھ پاس کئے ہیں اور جب ہم نے کسی تجویز کے لیے دلیلیں دی ہیں تو انہوں نے اس کو مان کر اسے بہتر بنایا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ۷۰ اور ۷۶ کے درمیان جو بہت سے قوانین بنائے گئے جس میں پنجاب یونیورسٹی ایکٹ ہے جس میں بہاولپور یونیورسٹی ایکٹ ہے جس میں سول سرونٹس ٹریبونل ایکٹ ہے اور اسی طرح سے اور ہیں ان کو بہتر سے بہتر بنا لیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ مخالفت برائے مخالفت کے جذبے سے نہیں بلکہ نہایت مثبت سوچ کے ساتھ ان ترامیم کو پیش کر رہے ہیں جس کا مقصد اس قانون کو بہتر بنانا ہے ورنہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب عدالتوں میں اس نقص کے ساتھ کوئی قانون چیلنج ہو گا تو عدالت بھی اس پورے ہاؤس کے متعلق کوئی اچھی رائے کا اظہار نہیں کرے گی ہم قانون ساز ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں اور عدالتیں قانون کی تشریح کرنے والے ادارے ہیں انہیں یہ موقع نہیں دینا چاہیے کہ ہم اپنی قانون سازی کے نقائص کی بنیاد پر ان کو زیادہ سے زیادہ مداخلت کے مواقع دیں اس لیے ہمیں اسی مرحلے پر ٹھنڈے دل سے غور و خوض کر کے ان ترامیم کو قبول کرنا چاہیے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ترمیم قبول نہیں کی گئی تو کنٹونمنٹ صوبے میں ضلع میں الگ الگ جزیرے بن جائیں گے ایک الگ خود مختار علاقے بن جائیں گے جن پر نہ ایکسپورٹ ٹیکس کا اطلاق ہو گا اور نہ دوسرے صوبائی قوانین کا اطلاق ہو گا اگر کنٹونمنٹ ایریاز میں تجاوزات ہونگے تو صوبائی حکومت ان کے سلسلے میں اپنے کوئی اختیارات استعمال نہیں کر سکے گی اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے ریونیو بورڈ نے پورے ضلعے کو notify کیا ہے اس کے مطابق یہاں کنٹونمنٹ کو exclude or

include کرنے کے لیے وضاحت کی جانی چاہیے اور میری ترمیم اسی وضاحت کے لیے منظور ہونا ضروری ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ ان دلائل کی بنیاد پر میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب ایس ۔ اے ۔ حمید۔

جناب ایس۔ اے حمید: جناب والا! جو کچھ تابش صاحب نے فرمایا ہے میرے خیال میں کافی ہے اور میں ان کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار: میں بھی تابش الوری صاحب کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی ۔-------- جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلے میں میرا وہی جواب ہے کہ یہ صرف لوکل باڈیز آرڈیننس کے تحت ہے اور اس کے لیے یہ جو definition ہے اس کا اطلاق صرف لوکل باڈیز آرڈیننس کے تحت ہوتا ہے اور اس کے لیے جو کنٹونمنٹ بورڈز ہیں یا جو کنٹونمنٹ ایریا ہے وہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں نہیں آتا اس لیے اس کو یہاں پر لکھنے کی ضرورت نہیں تھی میں اسی کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو مسترد کر دیا جائے ۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in the proposed clause (ix) of sub clause (1)of Section 3 of the Principal Ordinance, between the words areas' and "but" occurring in line 2. the words. "and Cantonment areas' and between the word"areas and semi-colon occurring in line 4. the words "and Cantonment areas"be inserted

(The motion was lost)

MR ACTING SPEKAER: Next amendment has been received in it from

Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mian Abdul Sattar, Mian Fazal-e-Haq, Mr S A. Hameed, Mr Arshad Imran Sulehri Syed Tabish Alwari may move it

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ آپ کی direction پر یہاں تو لوگ کم ہیں لیکن چیف منسٹر اور منسٹر کے ساتھ لابی بھری ہوئی ہے ------

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی مہربانی ہے۔ وہاں آپ کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

سید تابش الوری، وہ لوگ وہاں اپنے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں یہ مواقع بھی حاصل کر رہے ہیں بلکہ وزیر اعلیٰ نے اپنی مہربانی سے مجھے دو الائچیاں بھی بھجوائی ہیں میرا گلہ ٹھیک کرنے کے لیے۔ تاکہ میرا گلہ ٹھیک ہو جائے۔ میں ان کا ممنون ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کی مہربانی سے ہی چیف منسٹر صاحب موجود ہیں اور لوگوں کے مسائل حل ہو رہے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے یہ کہا کہ ان کو بے صبر ہونے کی بجائے ممنون ہونا چاہیے کہ یہ وزراء جو ہاتھ نہیں آتے جو چھپے پھرتے ہیں وہ آج آپ کے پاس ہیں اور یہی اس ہاؤس کا فائدہ ہے کہ جتنا زیادہ یہ ہاؤس چلے گا یہ لوگ آپ کے سامنے موجود رہیں گے۔

میاں عبد الستار: جناب سپیکر! وہ لوگوں کے مسائل حل نہیں کر رہے بلکہ ممبران اور وزراء صاحبان اپنے ہی مسائل حل کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ممبر کا مسئلہ حل ہو جائے تو وہ لوگوں کا ہی پیش کردہ مسئلہ ہے۔ لہذا وہ حل ہو جاتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگرچہ میں اس بات پر سنجیدہ نہیں ہوں لیکن میں کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور ماشاء اللہ آپ قانون دان بھی ہیں اور کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ قانون سازی ہو رہی ہے اور آپ اس ساری کارروائی کو غیر قانونی طور پر چلائے جا رہے ہیں جبکہ ایوان میں کورم ہی نہیں ہے۔ یہ ہیں حالات۔ حکومت قانون سازی میں بھی دلچسپی نہیں لے رہی اور کورم بھی پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے؟

(اس مرحلہ پر فاضل ارکان ایوان میں تشریف لائے)

خواجہ ریاض محمود: اب کورم پورا ہو رہا ہے۔ ہاؤس اندر چل رہا ہے اور آپ لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! اگر آپ نے کورم سنجیدگی سے point out کیا ہے تو پھر میں گنتی کرواؤں۔ No cross talk, please

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں سنجیدہ نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ مہربانی۔ جی تابش صاحب۔ میں وقت کو آدھ گھنٹہ مزید extend کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے یہ فرمایا جائے کہ کیا بیٹھے بیٹھے تقریر کی جا سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں کی جا سکتی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب وہ تو صبح سے ہی بیٹھے بیٹھے تقریر کر رہے ہیں۔

SYED TABISH ALWARI: Sir, I move

That in Clause-2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Clause (ix) of Sub section (1) of Section 3 of the Principal Ordinance, between the word "areas" and semi-colon occurring in line 4, the comma and the words "and suitable share out of the income of such export tax shall be given to the concerned Urban Local Councils as decide by the Provincial Government" be inserted

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is

That in Clause-2 of the Bill, as recommended by the Standing

Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Clause (ix) of Sub section (1) of Section 3 of the Principal Ordinance. between the word areas" and semi-colon occurring in line 4, the comma and the words "and suitable share out of the income of such export tax shall be given to the concerned Urban Local Councils as decide by the Provincial Government" be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر : ایک چھوٹا سا اعلان۔ ایک دوست اپنی سیٹ پر 50 ہزار روپے بھول گیا ہے۔ وہ مجھ سے لے لیں۔

جی تابش صاحب ' آپ اپنی ترمیم پر فرمائیے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر ' آپ نے سمجھ لیا ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے ' اس ترمیمی بل کے ذریعے ضلع کی حدود میں شہری علاقوں کو اور شہری علاقوں کی لوکل کونسلوں کو شامل کیا جا رہا ہے اور برآمدی ٹیکس کی ادائیگی کے لیے ضلع کونسل کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ دیہاتی علاقے کے ساتھ ساتھ شہری علاقے کے لوگ بھی ایکسپورٹ ٹیکس ادا کیا کریں گے۔ جناب وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ پہلے یہ ابہام موجود تھا کہ شہری علاقے ادا نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ جناب والا ' آپ کو معلوم ہے کہ ایکسپورٹ ٹیکس پورے ضلعے کے شہری ادا کرتے رہے ہیں اور آج بھی ادا کرتے ہیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے - یہ صحیح ہے کہ پرنسپل ایکٹ میں شہریوں کو ایسا ٹیکس ادا کرنے کا اختیار نہیں تھا ' حق نہیں تھا - آپ آج ان پر جبراً یہ ذمہ داری ڈال رہے ہیں کہ وہ ایکسپورٹ ٹیکس بھی ضلع کونسل کو ادا کریں - جناب والا ' یہ دوہرا مفاد دیا جا رہا ہے اور آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ یہ دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جس شہر میں یا جس علاقے کی آمدنی ہو اسی علاقے اور اسی شہر میں اس آمدنی کو خرچ کیا جانا چاہیے - جناب والا ' یہ عجیب و غریب قانون بنایا جا رہا ہے جس میں دیہات کے ساتھ تمام شہری علاقے کے لوگ ایکسپورٹ ٹیکس ادا کریں گے لیکن ضلع کونسل ان پر ایک پیسہ بھی ادا نہیں کرے گی ' ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرے گی۔ ان کے لیے کوئی ترقیاتی سکیمیں نہیں بنائی جائیں گی -

جناب والا! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ پنجاب کے لوگ تو ٹیکس ادا کریں اور ان کی آمدنی اس ٹیکس کی ساری آمدنی کو بلوچستان پر خرچ کر دیا جائے یا صوبہ سرحد پر خرچ کر دیا جائے۔ اس لیے میں نے اس ترمیم کے ذریعے آپ کی اور ہاؤس کی سنجیدگی کے ساتھ توجہ چاہتا ہوں۔ اگر وہ سمجھیں کہ میری بات میں وزن ہے، میری دلیل درست ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انھیں ٹھنڈے دل کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہیے۔ میں نے تجویز یہ کیا ہے کہ اگر آپ بامرمحال کسی قانونی پیچیدگی کی وجہ سے اربن ایریا کو ضلع کی حدود میں شامل کرنے پر مجبور ہی ہو گئے ہیں تو پھر کم از کم یہ ہونا چاہیے کہ اس ایکسپورٹ ٹیکس میں سے ایک مناسب حصہ ان شہری لوکل کونسلوں کو ملنا چاہیے جن کے لوگ یہ ایکسپورٹ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔

جناب والا! آپ میرے اس جائز مطالبے کی حمایت کریں گے کہ شہری علاقے کے لوگ اس وقت سہولتوں اور وسائل سے محروم ہیں۔ میونسپل کارپوریشنیں صوبائی حکومت کی گرانٹ پر چل رہی ہیں۔ ان کی امداد پر ان کا گزارا ہو رہا ہے۔ ان کے وسائل بڑھانے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ جو ایکسپورٹ ٹیکس ضلع کونسل وصول کرے اس میں سے ایک مناسب حصہ میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی کو دیا جائے تاکہ ان کے شہری جو ٹیکس ادا کر رہے ہیں اس کی آمدنی سے ان کے شہری مسائل حل کیے جا سکیں۔ جناب والا! میں نے بلدیات کے ماہرین سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات نہایت جائز اور منطقی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے آئندہ آپ اس میں مزید کوئی ترمیم کر کے نئی قانون سازی کر کے مزید وقت ضائع کریں میں چاہتا ہوں کہ اس میں یہ ترمیم کر دی جائے کہ ایکسپورٹ ٹیکس میں سے ضلع کونسل ایک مناسب حصہ لوکل کونسلوں کو ادا کرے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوکل کونسل ایسی گائے بن جائے گی جو گھاس تو شہروں سے چرے گی اور دودھ دیہات میں دے گی۔ اس لیے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس گائے کے دودھ کا حصہ منصفانہ دیہات اور شہریوں کو برابر برابر تقسیم کیا جانا چاہیے اور آپ کو اسی مرحلے پر میری یہ ترمیم قبول کر لینی چاہیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ آج تابش صاحب نے حکومتی پارٹی کے ارکان کو تھکا دیا ہے۔ ان کو بڑی نیند آ رہی ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ تابش صاحب بس کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تابش صاحب ! آگے تو کوئی بات ہی نہیں ہے ۔ آگے تو Preamble اور Title ہے ۔میرا خیال ہے کہ اپنے ساتھی کی بات مان لیں۔

سید تابش الوری، ابھی تو تھرڈ ریڈنگ باقی ہے ۔ میں آپ کے اور اس ایوان کے احساسات کا احترام کر رہا ہوں ۔ میں آپ کے اور اس ایوان کے معزز ارکان اور دوستوں کی رائے اور جذبات کا احترام کر رہا ہوں ۔ میرے پاس جناب قائد ایوان نے جناب بدرالدین کے ذریعے ایک اور الائچی بھجوا دی ہے۔ لہٰذا میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ میں تو اپنی بات کو مختصر کر کے ختم کرتا ہوں لیکن میں یہ چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ موجود ہیں' وزیر قانون موجود ہیں۔ میری اس ترمیم کو وہ اگر قبول فرمالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے دیہاتی علاقے کے ساتھ شہری علاقوں کو بھی انصاف کا موقع ملے گا' سہولتوں کا موقع ملے گا ' وسائل میسر آئیں گے اور یہ قائد ایوان کی طرف سے شہریوں کے لیے ایک تحفہ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ' جی میاں عبدالستار صاحب !

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! اب ختم کریں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ ان کو موقع دیں مجھے امید ہے کہ وہ اپنی بات جلد ختم کر دیں گے ۔

میاں عبدالستار : جناب والا! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ چودھری محمد وصی ظفر صاحب سکولوں میں نالائق شاگرد رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہاؤس میں بیٹھنے کو شاید اچھا نہیں سمجھتے ۔ سید تابش الوری صاحب نے اس ہاؤس کا بہت وقت لیا ہے اور انھوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے اکثر دوست تھکے ہوئے ہیں اور اپوزیشن سے جلدی چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لیے میں مختصراً یہ بات کہنا چاہوں گا کہ شہروں سے ٹیکس وصول کرنے کے بعد اسے شہریوں پر ہی خرچ ہونا چاہیے۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہو گی کہ ٹیکس تو اربن ایریا سے وصول کیا جائے لیکن اس ٹیکس کو ضلع کونسل والے اپنے مفادات پر خرچ کریں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ ضلع کونسل اربن ایریا سے جو export ٹیکس اکٹھا کرے وہ سارے کا سارا ٹیکس اربن ایریا پر ہی خرچ کیا جانا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نا انصافی کی جا رہی ہے اور یہ بات بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ محترم وزیراعلیٰ صاحب نے پورے ایک سال سے اپوزیشن ممبران کے ساتھ نا انصافی کر رکھی ہے ۔ یہ بالکل ایسے ہی جیسا کہ پنجاب کی نصف آبادی پر ترقیاتی فنڈز خرچ نہیں کیے جا رہے ' اپوزیشن کے اراکین سے ترقیاتی سکیموں کی تجاویز نہیں لی جا رہیں۔ چونکہ محترم قائد ایوان یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اس لیے میں ان سے یہ گزارش

کروں گا کہ وہ اٹھ کر کھڑے ہوں اور یہ بتائیں کہ پورا ایک سال گزر جانے کے بعد بھی اپوزیشن اراکین سے ترقیاتی سکیمیں نہیں لی گئیں ------

وزیر قانون : جناب والا ! اس بات کا اس بل کے ساتھ کیا تعلق ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر : آپ کی بات ٹھیک ہے ۔ میاں عبدالستار صاحب ' میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہ legislation کا مرحلہ ہے ۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا ! ہم فنڈز کی بات نہیں کرتے لیکن امن و امان کی بات تو کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر ! اس ملک میں دھماکے ہو رہے ہیں جبکہ وزیراعلیٰ صاحب ناچ گانوں کا ' کھیلوں کا افتتاح کر رہے ہیں ۔ ادھر قوم مر رہی ہے ------

جناب قائم مقام سپیکر : ایس اے حمید صاحب ! امن و امان پر تو کل آپ بحث کر چکے ہیں۔ اس وقت تو legislation ہو رہی ہے اور legislation میں ایسی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ سید تابش الوری صاحب ! ذرا آپ اپنے دوست کو بتائیں کہ اس مرحلے پر یہ باتیں نہیں ہو سکتیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جناب والا ! میری بات تو سنیں۔

MR ACTING SPEAKER: I disallow it Now, the question is

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed Clause (ix) of sub section (1) of Section 3 of the Principal Ordinance, between the word "areas" and semi-colon occurring in line 4, the comma and the words"and suitable share out of the income of such export tax shall be

given to the concerned Urban Local Councils as decided by the Provincial Government" be inserted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is :-

That Clause-2 of the Bill do sand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause-3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is :-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-1

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up Clause 1 of the Bill. There is one amendment received in it from :-

1. Syed Tabish Alwari
2. Mian Usman Ibrahim
3. Mian Abdul Sattar
4. Mian Fazal Haq
5. Mr. S.A. Hameed
6. Mr Arshad Imran Sulehri.

Mr Tabish Alwari may move the amendment.

SYED TABISH ALWARI: Sir, I move:

That in sub clause (2) of Clause-1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural

Development, the words and figures "and shall be deemed to have taken effect on the Ist day of July, 1990"occurring in lines 1-2, be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

That in sub clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the words and figures "and shall be deemed to have taken effect on the Ist day of July, 1990" occurring in lines 1-2, be deleted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر : جی تابش الوری صاحب !

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آپ بہتر طور پر سمجھ رہے ہیں کہ میری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی قانون کو موثر بہ ماضی نہ کیا جائے ۔ اچھی قانون سازی کی مثال یہ ہوتی ہے کہ جو قانون بنتا ہے وہ اس کے بعد فوری طور پر نافذالعمل ہوتا ہے لیکن اس ترمیمی بل کے ذریعے اس کا اطلاق موثر بہ ماضی کر کے 1990ء سے لاگو کیا جا رہا ہے جو کسی طرح سے بھی اچھی قانون سازی نہیں سمجھی جا سکتی اور اسے ہمیشہ malafide سمجھا جاتا ہے ۔ ہمیشہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا مقصد کچھ شہریوں کو ان کے بنیادی ' عدالتی اور آئینی حقوق سے محروم رکھنے کے لیے یہ طریق واردات اختیار کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل اگر منظور ہی کرنا ہے تو پھر اسے آئندہ سے نافذ کیا جائے ۔ اسے موثر بہ ماضی کر کے لوگوں کو موثر بہ ماضی سزا نہ دی جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کے توسط سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ ۔ وزیر قانون صاحب ! آپ نے بھی اس پر کچھ کہنا ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ' میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ 1-7-1990 کو یہ رولز بنائے گئے تھے جن کے تحت یہ exit tax وصول کیا جاتا رہا ۔ اس کے بعد اس definition کی وجہ سے کئی لوگ عدالتوں میں چلے گئے۔ اور اس ابہام کو دور کرنے کے لیے چونکہ یہ ترمیم لائی جا رہی ہے اور

اس طریقے سے نہیں ہے کہ پھر سے یہ لاگو کیا جا رہا ہے یہ اس لیے ہے کہ retrospective effect اس ابہام کو 1990ء سے دور کرنا ہے ۔ اس لیے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے ۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is :

That in Sub Clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the word sand figures "and shall be deemed to have taken effect on the Ist day of July, 1990" occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is :-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since, there is no amendment in it, The question is :-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR ACTING SPEAKER: Now. the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment received in it, it becomes part of theBill.

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Third Reading of the Bill.

Minister for Law, please move the motion.

MINISTER FOR LAW: I move -

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1996, be passed

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1996, be passed

(The motion was not opposed by any of the Member)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is :-

That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 1996, be passed

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR ACTING SPEAKER: The House is adjourned till 12th May, 1996 to meet at 4.00 p.m

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس)

اتوار' 12 - مئی 1996ء

(یک شنبہ' 23- ذوالحج 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 4 بجے منعقد ہوا۔
جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ
لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ
لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

سورۃ الحجرات آیات 12' 13

اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۝ لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبر دار ہے۔

وما علینا الا البلاغ۝

میاں اظہر حسن ڈار ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیے۔

میاں اظہر حسن ڈار ، جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ خان عبدالولی خان نے صوبہ سرحد میں جلسہ کرتے ہوئے ہمارے سب کے قائد حضرت قائد اعظم، علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اور خان عبدالقیوم خان کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حضرت قائد اعظم وطن کی سالمیت اورمحسن قوم اورمفکر پاکستان پر اس طرح سے تنقید کرنا کہ وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے اور پاکستان بھی انگریزوں نے بنایا ہے۔ پاکستان بنانے میں پاکستانی قوم اور حضرت قائد اعظم کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ اجمل خٹک نے یہاں تک کہا کہ خان عبدالقیوم خان ہمارے جوتے چاٹتا تھا۔ حالانکہ وہ شیر سرحد تھا قائد اعظم کا دست راست تھا اور پاکستان بنانے میں ان کی بڑی جدوجہد شامل تھی......

جناب قائم مقام سپیکر، ڈار صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

میاں اظہرحسن ڈار ، جناب والا! اصل میں' میں چاہتا ہوں کہ رول 202 کو معطل کر کے اس مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے۔ حضرت قائد اعظم جنہوں نے ہمیں یہ ملک دیا اور ملک و ملت کے تیس لاکھ افراد نے اس کے لیے قربانی دی۔ اس مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے 'غدار وطن جو کہ پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کرتے' غدار ابن غدار ہیں۔ جو کہ پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ میری بات سنیں ...

میاں اظہر حسن ڈار ، وہ نوازشریف مسلم لیگ کا نام تو لیتا ہے لیکن قائد اعظم کا نام نہیں لیتا اور آج اخبارات میں بھی آیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے انہیں روک دیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے وزیر قانون یا پارلیمانی امور کے وزیر جو تشریف فرما ہیں ان سےمشورہ کرلیں۔ اگر کوئی ایسی صورت ہے تو پہلے قرار داد آئے گی۔ اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر میں بات کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ اس سلسلے میں رولز موجود ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! میں لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل بھائی جناب ڈار صاحب بڑے محترم ہیں اور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ یہاں پر ہر چیز کو پیش کرنے کے لیے کوئی رولز ہیں' قواعد وضوابط ہیں اگر کرنا ہے تو اس کے مطابق کریں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے بھی ان سے یہی گزارش کی ہے۔ جناب وڑائچ صاحب!

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ استدعا کروں گا کہ ایک ممبر اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ڈار صاحب کے جذبات ہیں اور ان جذبات میں تمام ممبران شامل ہیں۔ میں تو اپوزیشن کے دوستوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کیونکہ وہ بھی پاکستانی ہیں۔ اگر قائد اعظم کے خلاف کوئی شخص بات کرے تو ہمارے سب کے جذبات ایک ہونے چاہییں اور اگر رولز سے ہٹ کر بھی کوئی بات ہو جائے تو سن لینی چاہیے ......

جناب قائم مقام سپیکر: اس ہاؤس میں کوئی کام کرنے کے لیے ایک طریقہ کار ہے ویسے میں نے انہیں ایک منٹ بات کرنے کا موقع دے دیا تھا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات ٹرانسپورٹ زکوٰۃ وعشر و مال)

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ آج ٹرانسپورٹ' زکوٰۃ و عشر' اور محکمہ مال کے سوالات ہیں لیکن ہاؤس میں نہ تو محکمہ ٹرانسپورٹ اور نہ ہی محکمہ زکوٰۃ و عشر کے وزیر موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی آپ آگے چلیں۔ آپ نے پہلے ہی یہ ذکر کر دیا۔ مقصد یہ ہے کہ جب ہم اس کو شروع کرتے تو تب یہ بات تھی۔ آج ہمارے پاس محکمہ ٹرانسپورٹ' زکوٰۃ و عشر اور مال کے سوالات ہیں۔ میاں معراج دین کا سوال ہے۔

میاں معراج دین: سوال نمبر 1200۔

پی آر ٹی سی کے لیے گولڈن ہینڈ شیک سکیم

*1200۔میاں معراج دین، کیا وزیر ٹرانسپورٹ نشان زدہ سوال نمبر 811 کے جز(ب) کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں مورخہ 28 فروری 1994ء کو دیا گیا تھا ازراہ بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فالتو قرار دیے گئے 1579 ملازمین میں مسمی شبیر احمد ٹائر مین گارڈن ٹاؤن ڈپو پی آر ٹی سی بھی شامل تھا مگر مذکورہ ملازم کو گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت ابھی تک کوئی مراعات نہیں دی گئیں۔

(ب) اگر جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازم کو گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت جملہ مراعات دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی محمد اقبال گھرکی)،

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں فالتو ملازمین کی تعداد 1579 نہیں کل تعداد 10,014 ہے۔ جن میں 8,011 فالتو ہیں۔ 1993ء میں 6,421 ملازمین نے گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت ریٹائرمنٹ کے فارم جمع کروائے تھے جن میں شبیر احمد ٹائر مین پی آر ٹی سی گارڈن ٹاؤن ڈپو کا نام شامل ہے۔اب تک گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت 1579 ملازمین کو واجبات دے کر فارغ کیا جا چکا ہے۔جبکہ بقیہ ملازمین ابھی تک پی آر ٹی سی سے باقاعدہ تنخواہ وصول کر رہے ہیں۔ان ملازمین میں شبیر احمد ٹائر مین بھی شامل ہے اور وہ پی آر ٹی سی کا باقاعدہ ملازم ہے اور ہر ماہ تنخواہ وصول کر رہا ہے۔

(ب) ادارہ مذکورہ ملازم کو دیگر 4842 ملازمین کے ساتھ گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت جملہ مراعات دینے کو تیار ہے۔جس کے لئے ایک ارب روپے کی ضرورت ہے جونہی یہ رقم حکومت فراہم کر دے گی شبیر احمد کے واجبات بمعہ دیگر 4842 ملازمین کے ادا کر دیئے جائیں گے۔فی الحال مدت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں فضل حق، میں گزارش کروں گا کہ انھوں نے جو جواب پڑھا ہے اگر آپ پہلی سطر میں غور فرمائیں تو وہاں انھوں نے لکھا ہوا ہے 1579۔ انھوں نے ایک لاکھ پتا نہیں کتنا پڑھ دیا۔ پہلی بات تو یہ ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، میں نے ایک ہزار پڑھا ہے۔ شاید آپ نے ٹھیک سے سنا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ ایک ہزار ہے شاید آپ کی سمجھ میں فرق ہے۔ جی----

کوئی ضمنی سوال ؟ میاں صاحب ضمنی سوال۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! جب یہ فہرست بنائی گئی تو شبیر احمد تائر مین کا نام اس میں شامل تھا۔ اور اب اس کا نام یہاں سے کس بناء پر نکال دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ پہلے نام شامل تھا۔ پھر اس کا نام کس وجہ سے فہرست سے نکال دیا گیا؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! جنھوں نے apply کیا تھا ان میں سے بہت سے لوگ بقایا ہیں جن کے ابھی واجبات دینے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ پہلے نام شامل تھا۔ پھر بعد میں اس کا نام کس وجہ سے نکال دیا گیا یا تو پہلے شامل نہ ہوتا؟

وزیر ٹرانسپورٹ، وہ رقم نہ ہونے کی وجہ سے نکالا گیا ہے۔ اس میں اور بھی بہت سے لوگ رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ضمنی سوال میاں فضل حق۔

میاں فضل حق، جناب والا! اس میں ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ 1579 ملازمین کو واجبات دے کر فارغ کیا جا چکا ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو کتنی رقم ادا کی گئی ہے۔ حکومت نے گولڈن شیک ہینڈ کے تحت ملازمین کو فارغ کیا تو ان کو کتنی amount pay کی گئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ، ان کی تعداد تو مجھے نہیں بتائی گئی۔ لیکن ان کی ملازمت کے حساب سے جتنے پیسے

جناب قائم مقام سپیکر، کُل بے باقی کر دیا گیا؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جی ہاں۔

میاں فضل حق، اسی سوال کا حصہ آگے آئے گا۔ کیوں کہ انھوں نے آگے لکھا ہوا کہ باقیوں کو pay کرنے کے لیے ایک ارب روپے کی ضرورت ہوگی۔ تو یہ ہاؤس کو پتا ہونا چاہیے کہ جو 1579 ملازمین کو فارغ کیا گیا ہے تو ان کی کسی حساب سے جتنی بھی گریجویٹی بنتی ہوگی، جو بھی سروس ہوگی اس کے حساب سے pay کیا ہوگا؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اصل میں بیمار تھے۔ یہ ضمنی سوال بن سکتا ہے۔

میاں فضل حق، کون بیمار تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں گھر کی صاحب پچھلے دنوں بیمار تھے اخبار میں بھی خبر پڑھی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے پوری تیاری نہ کی ہو۔ یہ ضمنی سوال بن سکتا ہے۔

میاں فضل حق، جناب یہ ضمنی تو بن ہی گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ پہلے چودھری اقبال صاحب ان کے بعد پھر میاں عثمان ابراہیم سوال کریں گے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے ملازمین کو فارغ کرنے کی کوئی ترجیح مقرر کی ہوگی کہ کس کو پہلے فارغ کرنا ہے اور کس کو بعد میں فارغ کرنا ہے۔ وہ جو ترجیحات ہیں وہ کس بناء پر ہیں اور کیا میرٹ رکھا ہوا ہے یعنی criteria کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی جو پہلے فارغ ہوگئے یا جن کو ابھی کرنا ہے کچھ criteria بنایا تھا کہ کس طرح کرنا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! ان کی باقاعدہ ایک فہرست بنائی گئی ہے۔ نمبروں کے حساب سے جیسے جیسے ان کے لسٹ وائز نام آتے ہیں اسی حساب سے ان کو فارغ کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی جس کا پہلے نام آتا ہے اس کو پہلے اور جس کا بعد میں آتا ہے اس کو بعد میں فارغ کیا جاتا ہے۔ یہ جو تمام لوگ فارغ ہوئے ہیں ان کے نام پہلے تھے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جی ہاں ۔ اسی حساب سے ان کو فارغ کیا گیا ہے اور اسی حساب سے آئندہ بھی فارغ کیا جائے گا۔

چودھری محمد اقبال، میرا سوال یہ تھا کہ وزیر موصوف نے یا ان کے محکمے نے اس کا کوئی criteria تو مقرر کیا ہو گا کس کی سروس زیادہ ہے یا کوئی طریقہ تو بنایا ہو گا۔ میں وہ طریقہ سمجھنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے بتایا ہے کہ جو فہرست بنی ہے اس میں جو اوپر ہیں ان کو پہلے باقیوں کو بعد میں فارغ کیا جائے گا۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! اگر آپ اس جواب سے مطمئن ہیں تو پھر آپ فرما دیں کہ میں اس جواب سے مطمئن ہو گیا ہوں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، گزارش یہ ہے کہ جس ترتیب سے ان لوگوں نے درخواستیں دی ہیں اسی ترتیب سے ان کے نمبر لگائے گئے ہیں اور اسی ترتیب سے ان کو فارغ کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی first come first serve۔ جو پہلے آیا اس کو فارغ کر دیا ۔ جی میاں عثمان ابراہیم۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب جز (ب) میں فرمایا ہے کہ فی الحال مدت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا چونکہ بجٹ کے لیے تیاریاں شروع ہیں اور انھوں نے اس سلسلے میں چیف منسٹر کو کیا کوئی سمری move کی ہوئی ہے؟ اگر کی ہوئی ہے تو کب اور کس تاریخ کو کی گئی ہے اور اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، ایک ماہ پہلے چیف منسٹر کو سمری move کی گئی ہے۔ امید ہے کہ چند دنوں تک اس کا کچھ تعین کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

میاں عثمان ابراہیم، یہ اتنی دیر تک اس کا انتظار کیوں کیا گیا؟ کیوں کہ یہ کارروائی 1993ء میں شروع کی گئی ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ماہ پہلے سمری move کی گئی ہے۔ تو یہ تین سال کا جو gap ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ تین سال تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا؟

وزیر ٹرانسپورٹ، صرف پیسے نہ ہونے کی وجہ سے انھیں فارغ نہیں کیا جا سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

وزیر ٹرانسپورٹ، ان کے لیے ہم نے دو تین criteria مقرر کیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بس اتنا مختصر جواب ہی ٹھیک ہے۔

میاں فضل حق ، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میاں صاحب۔

میاں فضل حق، یہ 4842 ملازمین کو تین سال تک تنخواہیں دی گئیں۔ وہ انھوں نے ان کو گولڈن شیک ہینڈ کے تحت دینا ہے۔ وزیر صاحب ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ تین سال کی اتنے ملازمین کو کتنی تنخواہیں دی گئیں کیونکہ وہ کچھ کام نہیں کر رہے وہ تو فالتو ہیں جیسے کہ انھوں نے اوپر فرمایا کہ ہمارے پاس سرپلس ہیں لیکن یہ تین سال سے 4,842 ملازمین کو تنخواہیں دی جا رہی ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ جب گورنمنٹ سے ایک ارب روپیہ آئے گا تو ان کو وہ بھی دیا جائے گا۔ تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ ان ملازمین کو تین سال کے اندر کتنی تنخواہ ادا کی گئی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، فگرز تو شاید میں بھی پوری نہ بتا سکوں لیکن میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ان کے لیے تین چار criteria مقرر کیے ہیں کہ کس طریقے سے ان کو فارغ کیا جا سکتا ہے جن کے لیے محکمہ خزانہ ہمیں یا تو ادھار دیتا ہے یا دوسرا محکمے کی پراپرٹی کو فروخت کیا جاتا ہے یا اس کے علاوہ حکومت جو بھی فیصلہ کرے گی اس کے مطابق ان کو ادا کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں پھر آپ کے پچھلے سوال رہ جائیں گے۔

میاں فضل حق، جناب! میں صرف یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ کیسے دیا؟ آپ نے بسیں بیچ دیں، زمینیں بیچیں مجھے اس سے غرض نہیں ہے وہ تو اور بات ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تین سال میں چار ہزار آٹھ سو بیالیس ملازمین کو کتنی تنخواہ دی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا جواب یہ ہے کہ جتنی تنخواہ ہے ان سے ضرب دے کر اتنے وقت کی آپ نکال لیں۔ یہی ہو گا نا۔ اگلا سوال میاں معراج دین۔

میاں معراج دین: 1304۔

کلرکوں کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

*1304۔ میاں معراج دین: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گذشتہ سال ماہ اگست وستمبر میں ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹی لاہور میں قریباً ۱۰۵ فیلڈ کلرکوں کو تین سال کے معاہدے پر ملازم رکھا گیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کلرکوں کو جنوری تا اگست ۱۹۹۳ء کے عرصہ کی تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں حالانکہ صوبائی زکوٰۃ کونسل نے مطلوبہ رقوم ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دی تھیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ کلرکوں کو ان کے بقایا جات ادا نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور انہیں کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اسلم):

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ فیلڈ کلرکوں کی تعداد ۱۰۵ کی بجائے ۸۷ ہے۔

(ب) درست نہیں ہے ۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ ۲ جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۰ جون ۱۹۹۳ء کے عرصہ کے لیے ۳۸ زکوٰۃ کلرکوں کے بقایا جات کی رقم مبلغ ۲۷۰۶۲۴۰۰۰ روپے صوبائی زکوۃ انتظامیہ پنجاب سے وصول ہوئی تھی۔بقایا جات کی ادائیگی کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کی ہدایت ہے کہ جن فیلڈ کلرکوں کو بقایا جات کی ادائیگی کرنی ہے۔ان کے کام کی پڑتال کی جائے اور کام مکمل ہونے کی صورت میں ادائیگی کی جائے۔ان ہدایات کے تحت ۱۶ فیلڈ کلرکوں نے اپنا کام چیک کروایا۔ جسے آڈٹ آفیسر نے تصدیق کرنے کے بعد ادائیگی کی سفارش کی۔چنانچہ ان سولہ ملازمین کو بذریعہ ایڈوائس نمبری ۱۶۹۷ بتاریخ ۹۴-۸-۳ مبلغ ۱۱۳۹۲۰۰۰ روپے کی ادائیگی کر دی گئی۔ بقایا اہلکاروں نے ہدایات کے مطابق ابھی تک اپنے کام کی پڑتال نہیں کروائی۔اس لئے ان کو ادائیگی نہیں کی گئی۔

(ج) بقایا جات کی عدم ادائیگی کی جز"ب"میں وضاحت کر دی گئی ہے ۔ اس سلسلہ میں یہ وضاحت

ضروری ہے کہ مرکزی حکومت نے یکم جولائی ۱۹۹۴ء سے زکوٰۃ کا نظام اپنے دائرہ اختیار میں لے لیا ہے لہٰذا مزید ادائیگی اب مرکزی حکومت کی ہدایت کے مطابق ایڈمنسٹریٹر ضلع زکوٰۃ و عشر کمیٹی لاہور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو 78 فیلڈ کلرک رکھے گئے تھے ان کی terms of service کیا تھی؛ شرائط ملازمت کیا تھیں؛

وزیر زکوٰۃ و عشر، الف جز میں لکھا ہے کہ قریباً ایک سو پانچ فیلڈ کلرکوں کو تین سال کے معاہدہ پر وہاں پہ رکھا گیا تھا۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ ان کی شرائط ملازمت کیا تھیں؛ انھوں نے کام کیا کرنا تھا اور ان کے فرائض کیا تھے؛ فرائض اس میں نہیں دیے گئے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، یہ totally different question ہے اور اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔

میاں عبدالستار، ضمنی سوال ہے کہ ایک شخص کو حکومت پنجاب نے ملازم رکھا اور میں پوچھ رہا ہوں کہ ان کی ڈیوٹیز کیا تھیں اور ان کی ڈیوٹیز کے سلسلے میں بات کی جا رہی ہے کہ پڑتال کرنے کے لیے کہا گیا' آڈٹ رپورٹ منگوائی گئی تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کلرکوں کی ڈیوٹی کیا تھی؛ انھوں نے کیا کرنا تھا تو حکومت پنجاب نے انھیں تنخواہ دینی تھی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، میں عرض کرتا ہوں۔ ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ انھوں نے اپنے ریکارڈ' رجسٹروں کو maintain کرنا تھا لیکن یہ لوگ غیر حاضر رہے' بلانے کے باوجود نہ آئے۔ انھوں نے ریکارڈ maintain نہ کیا اور اپنا ریکارڈ چیک نہ کروا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؛

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! جن کلرک حضرات کی تنخواہ روکی گئی۔ وزیر موصوف خاصے پڑھے لکھے آدمی ہیں یہ بتائیں گے کہ کس قاعدے کے تحت تنخواہ روکی گئی؛

جناب قائم مقام سپیکر، جی چودھری محمد اسلم صاحب۔

جناب وزیر زکوٰۃ و عشر، کیا سوال ہے جناب؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی تنخواہ کس قاعدے، کلیے کے تابع روکی گئی ہے؟

چودھری محمد اقبال، اگر ان کی سمجھ میں نہیں آیا تو میں پھر سوال دہرا دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سوال پھر دہرا دیں ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھا ہے کہ ان کلرکوں نے کام کی پڑتال نہیں کروائی تو ان کی تنخواہ روک لی گئی یہ تنخواہ کس قاعدے، قانون کے تحت روکی گئی؟ یہ میرا بڑا سادہ سا سوال ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، یہ ملازمین حاضر نہیں ہوتے تھے۔ جو حاضر نہ ہو، مطالبہ ہی نہ کرے تو کوئی ان کے گھر دینے تو نہیں جائے گا وہ حاضر نہیں ہوتے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا ضمنی سوال، میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا ان کے بقول جن لوگوں نے اپنے فرائض سرانجام نہیں دیے۔ کیا انھیں کوئی نوٹس دیا گیا ہے اور اگر نوٹس دیا گیا ہے تو کب دیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جنھوں نے کام نہیں کیا ان کو کب نوٹس دیا گیا؟ جی، چودھری محمد اسلم۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، میں جز (ب) میں عرض کر چکا ہوں کہ بقایا اہلکاروں کو ہدایت کی گئی تھی لیکن انہوں نے ہم سے رجوع نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال چودھری شوکت داؤد۔

اراضی کی الاٹمنٹ میں جعلسازی

*1502۔**چودھری شوکت داؤد،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صادق آباد تحصیل میں فراڈ گینگ نے جعلسازی سے ۱۴۷۵ ایکڑ اراضی الاٹ کروائی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقریباً دو سال قبل وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے اس فراڈ کے متعلق

انکوائری کی تھی جس کے سربراہ نے اس فراڈ گینگ کو ملوث ثابت کیا تھا؟

وزیر مال(نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ کچھ افراد کوتحصیل صادق آباد میں 1478 ایکڑ 2 کنال اور 7 مرلہ رقبہ الاٹ کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے اس سلسلہ میں انکوائری کر کے جنوری1993ء میں ایک خلاصہ وزیر اعلیٰ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔معاملہ زیر بحث کے مختصر حقائق اس طرح ہیں کہ عدالت عالیہ لاہور نے بحکم مورخہ 16-7-1976 عبدالعزیز اور محمد شفیع کے دعاوی کے محاذ متبادل رقبہ کی الاٹمنٹ کے احکامات صادر کیے تھے۔

چونکہ ابتدائی طور پر عبدالعزیز اور محمد شفیع کے دعاوی ضلع رحیم یار خان ارسال کیے گئے تھے۔تین مختلف ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر صاحبان رحیم یار خان نے بطور نوٹیفائیڈ آفیسر عدالتی احکام کے ذریعے کل 478 ایکڑ دو کنال اور سات مرلہ اراضی ہائی کورٹ کے مذکورہ بالا احکامات کے تحت 1988ء سے 1992ء کے دوران الاٹ کیا۔ان الاٹمنٹوں کے خلاف بہت سی شکایات بصورت متفرق درخواست ہائے مختلف لوگوں کی طرف سے موصول ہوتی رہیں اور اس سلسلہ میں متعدد بار تحقیقات ہوئیں۔ 1993ء میں یہ معاملہ اخبارات نے اٹھایا تو پھر تفصیلی تحقیقات شروع ہوئیں جس کے دوران ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے احکامات جاری کیے۔جن کی رو سے الاٹ کی جانے والی اراضی کی مزید منتقلی بروئے رجسٹری یا انتقال منع کر دی گئی۔اس کے خلاف الاٹیان نے ایک رٹ پٹیشن نمبر 1993/R/2350دائر کی۔ اس رٹ میں فیصلہ مورخہ 13 ستمبر 1994ء کے مطابق ہائی کورٹ نے یہ معاملہ برائے تحقیقات و فیصلہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے سپرد کیا۔چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے بروئے حکم مورخہ 14 نومبر 1994ء امور تنقیح طلب متعین کرنے کے بعد بطور جانشین عدالت ایڈیشنل کمشنر (ریونیو) نوٹیفائیڈ آفیسر کے سپرد کیا کہ فریقین متعلقہ کو سماعت کرنے کے بعد سابقہ عدالتی احکام کے کالعدم و غیر قانونی پائے جانے کی حد تک واپس لیں۔

چیف سیٹلمنٹ کمشنر پنجاب کے حکم مورخہ14-11-94 کے خلاف رٹ نمبر 46- آر

1995ء۔ بہاولپور بنچ عدالت عالیہ میں دائر کی گئی جو ابھی تک عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

رانا سہیل احمد نون، شکریہ جناب سپیکر! یہ بڑا متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ کو پتا ہے کہ اسمبلی میں Question hour کی ہمیشہ بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ آج سے تقریباً پانچ ماہ پہلے میں نے ایک اسمبلی question دیا تھا کہ notice of question rule 36 کے تحت دیا گیا ہے۔ after admission of question this is mandatory آٹھ یوم کے اندر اس کا جواب آنا لازمی ہوتا ہے۔ آج پوری لسٹ میں میرے سوال کا جواب نہیں ہے مجھے پتا چلا ہے کہ وہ question withdraw ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا سوال یہاں ہے؟

رانا سہیل احمد نون، جناب! سوال نہیں ہے ناں۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ میرا سوال محکمہ مال کا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ محکمہ مال پہ آجائیں گے۔

رانا سہیل احمد نون، آ گئے ہیں جناب؟

جناب قائم مقام سپیکر، ابھی تو وہ چودھری صاحب ہیں۔ ایک منٹ اس وقت آ جانے دیں۔ ابھی مجھے نہیں پتا آگے کون سا وزیر آئے گا کیا سوال آئے گا پھر اس وقت کر لیں۔ جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جیسا کہ زکوٰۃ کے معاملے پہ ابھی سوالات ہو رہے تھے تو اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جولائی 94ء سے زکوٰۃ کا نظام جو کہ پہلے صوبوں کے پاس تھا۔ یکم جولائی 94ء سے یہ مرکز کے پاس چلا گیا ہے تو اس میں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ افراد جو زکوٰۃ نہیں دیتے، جن کے اوپر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیا وہ زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین بن سکتے ہیں؟ اور ایسا اس وقت عملی طور پہ ہو رہا ہے۔ اس کی میں ذرا وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے یہ مجھ سے پوچھا ہے یا وزیر سے؟

جناب ارشد عمران سلہری، وزیر صاحب جواب دے دیں۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے مخاطب

ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔

خواجہ ریاض محمود، میں اپنے اپوزیشن بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ چودھری اسلم صاحب ماشاء اللہ بڑے نیک آدمی ہیں' شریف آدمی ہیں اس لیے کہ یہ اسمبلی کی لوکل گورنمنٹ کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ میں ممبر ہوں میں نے ممبر کی حیثیت سے انھیں قریب سے دیکھا ہے اور میں تیس چالیس سال کا تجربہ رکھتا ہوں میں نہ حکیم ہوں' نہ ڈاکٹر ہوں' نہ انجینئر ہوں لیکن اس چالیس سال کے تجربے سے ماتھا ٹیک کے بتا دیتا ہوں کہ بھئی بے ایمان ہے یا ایمان دار ہے۔ جناب موہل صاحب! یہ ایمان دار شخص ہے اور شاعر نے ایسے لوگوں کے متعلق کہا کہ۔

وہ جو دل کے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں
اے آدم! ہوشیار لوگوں سے
لوگ منکر نکیر ہوتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر، جو آدمی نہیں آتا' جو دلچسپی نہیں لیتا تو جو موجود ہوتے ہیں ان کا سوال آنے دیا کریں۔ جی میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! ابھی خواجہ ریاض محمود چودھری اسلم صاحب کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نیک آدمی ہیں' شریف آدمی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے وزراء کرام سے گزارش کروں کہ خدا کے لیے سوالوں کے جواب تیار کر کے لایا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حسن اختر موکل صاحب کا ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ سید محمد عارف حسین بخاری۔

سید محمد عارف حسین بخاری، 1601 جناب اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

موضع کوٹ نکہ کا اشتمال

*1601۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع کوٹ نکہ ضلع حافظ آباد میں اشتمال اراضی کے دوران کتنے مالکان اراضی کو بیش از حصہ زمین دی گئی ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں بھی مذکورہ گاؤں کا اشتمال ہوا تھا۔ مگر بے ضابطگیوں کے باعث بورڈ آف ریونیو نے اسے کالعدم قرار دے دیا تھا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان بے ضابطگیوں کا نوٹس لیا جا رہا ہے؟

وزیر مال، میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر مال نے اسے پڑھنا ہے۔ بڑا اچھا پڑھتے ہیں۔ رانا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! question کے admit ہونے کے بعد کیا سوال withdraw ہو سکتا ہے! یعنی سوال جب admit ہوجائے تو اس کا جواب آٹھ دن کے اندر اندر آنا mandatory ہے تو میں نے اپنا سوال پانچ ماہ سے دیا ہوا ہے۔ اس کے admit ہونے کے بعد اب مجھے نوٹس دیا جا رہا ہے کہ اسے واپس لینے کے لیے دوبارہ review کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ سوال withdraw ہو سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب! آپ کا ایک سوال آیا تھا۔ وہ محکمے کو بھیجا گیا تھا۔ محکمے نے کوئی reservation رکھی ہے' متعلقہ وزیر نے بھی کہا ہے under the Rules یہ سوال نہیں بنتا۔ گو سیکرٹریٹ نے یا ہم نے اسے منظور کیا تھا لیکن محکمے نے پھر اسے ہماری طرف بھیجا ہے کہ یہ بنتا نہیں ہے۔ تو ہم نے آپ کو نوٹس دیا کہ اس میں یہ بات ہے کہ آپ ہمیں کوئی rule بتائیں۔ میرے خیال میں یہی وجہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ جس سے سوال admit ہونے کے بعد withdraw ہوسکتا ہے۔ جبکہ اس کا جواب آٹھ دن کے اندر اندر آنا mandatory ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے میرے comments مانگے ہیں۔ آپ میرے دفتر میں آ جائیں۔ میں سیکرٹریٹ کو بلا لوں گا وہاں ہم دونوں بھائی بیٹھ کر کوئی حل نکال لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب! یہ بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں کہ کیا سوال withdraw ہو سکتا ہے

جناب قائم مقام سپیکر، میری رولنگ یہ ہے کہ اگر کوئی محکمہ ایسی بات بھیج دیتا ہے تو اسے reconsider کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب! اگر محکمے سے کوئی ایسا سوال پوچھ لیا جائے جس سے محکمے کی کارکردگی یا اعمال نامہ سامنے آجائے تو کیا اسے review کرنا چاہیے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ایسا کریں کہ مجھ سے مل لیں۔ ہم بیٹھ کر اس کا علاج سوچیں گے۔ آپ اکثر میرے پاس آتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے نہیں ملنا۔ Sir, We are sitting in this House.

You are the custodian of the House. You have to give a Ruling. Sir, Can you withdraw this question?

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے۔ آپ کا سوال آنے کے بعد ہم نے اگر اسے admit کیا ہے اور محکمے کو بھیج دیا ہے تو اس بارے میں کوئی قانونی بات سیکرٹریٹ والے جانتے ہیں تو ہم نے آپ سے comments مانگے ہیں کوئی اسے reject نہیں کیا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب اس کا جواب آٹھ دن کے اندر آنا ضروری ہے۔ اگر کوئی problem تھی تو پہلے دن ہی جواب لکھتے کہ اس پر یہ query ہے پانچ ماہ کے بعد نوٹس نہیں آسکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ مجھے ملیں تو سہی۔ہم اس کا نوٹس لیں گے۔ آپ میرے پاس آج بیٹھے رہے ہیں لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں لائے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب! سوالات کی اہمیت یہ ہے کہ نہ جمعرات اور نہ ہفتہ کو وقفہ سوالات ہوتا ہے۔ بجٹ اجلاس میں وقفہ سوالات نہیں ہوتا۔ ایک محکمے کی ایک سال میں ایک دفعہ باری آتی ہے۔ یہ سوال اگر ختم ہوجاتا ہے تو اس کی دوبارہ باری نہیں آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر محکمہ اس میں at fault ہوا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔مہربانی شکریہ! جی پوائنٹ آف آرڈر ہے عثمان ابراہیم صاحب!

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! جہاں تک آپ کی قابلیت کا تعلق ہے۔ ہم اس کو مانتے ہیں اور یہ

ایک مسلمہ امر ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ 1988ء اور 1990ء کی اسمبلی میں اس وقت کے سپیکر کو جب بھی guidance کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ آپ سے مشورہ لیتے تھے اور آپ بڑا صحیح طور پر Rule quote کرتے تھے۔ جس کو اس وقت کے سپیکر تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ لیکن جناب آج میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے سیکرٹری صاحب آپ کو بار بار مشورہ دے رہے ہیں۔ اس سے آپ کی قابلیت مشکوک ہوتی نظر آ رہی ہے۔ ذرا انھیں ہدایت کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ میں اس وقت تیاری کر کے آیا کرتا تھا۔ آج میں بہاولنگر سے سیدھا ادھر آیا ہوں۔ جی سید عارف حسین شاہ بخاری!

سید محمد عارف حسین بخاری، میں نے عرض کیا تھا کہ سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور ضمنی سوال کے لیے مجھے اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے بھی تو پتا چلے ناں کہ سوال کیا ہے اور جواب کیا ہے؟ کیونکہ میں نے نہیں پڑھا ہوا۔ میں نے بتایا ہے کہ میں سیدھا بہاولنگر سے یہاں آیا ہوں۔ جی وزیر مال!

وزیر مال، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اس سوال 1601 کا جواب دوں۔ میں آپ کے اور اس معزز ایوان کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو سوال و جواب اسمبلی سیکرٹریٹ نے چھاپ کر ایوان کی میز پر رکھا ہے اس میں کچھ figures misprint ہوئے ہیں تو برائے مہربانی انھیں یہ نہ سمجھا جائے کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے misquote کیے ہیں۔ بلکہ جو میں عرض کروں اسے صحیح سمجھا جائے۔

وزیر مال(نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) موضع کوٹ نکہ کی سکیم اشتمال اراضی مورخہ 89-7-31 کو اس وقت کے افسر اشتمال نے کنفرم کی ریکارڈ کے مطابق اس موضع کے کل 802 مالکان اراضی میں سے 149 مالکان اراضی کو ان کے استحقاق سے زیادہ یعنی بیش از حصہ قانونی زمین دی گئی جس کی تفصیل ضمیمہ "الف" اور ضمیمہ "ب" میں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ متذکرہ 149 بیش از حصہ اراضی لینے والوں میں سے تیرہ کس مالکان اراضی ایسے ہیں جن کو اراضی میں بیشی بر بناء باہمی تبادلہ برضا مندی دی گئی اور اس امر کا حسب ضابطہ ریزولیشن رجسٹر میں اندراج کیا گیا۔ باہمی رضا مندی سے دی گئی بیشی قانونی حیثیت رکھتی ہے اور بے ضابطگی میں شامل نہ ہے۔ البتہ بقایا 136 کھاتہ داران

کو زائد از استحقاق بیشی اراضی دینے کا بظاہر کوئی جواز موجود نہ ہے (ضمیمہ ب) لہذا اس بے ضابطگی کی درستی بذریعہ SUO-MOTO (سوموٹو) ریفرنس کیے جانے کی غرض سے قانونی اقدام کیے گئے ہیں اور نئے عملہ اشتمال کو ہدایات دی جا چکی ہیں اس بے ضابطگی کے ذمہ دار اہلکاران کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز بھی کیا جا چکا ہے۔

(ب) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ اس موضع کی سکیم اشتمال قبل ازیں مورخہ 31-3-85 کو کنفرم ہوئی تھی۔ مگر بے ضابطگیوں کی بناء پر (بورڈ آف ریونیو پنجاب) نے اس سکیم اشتمال کو کالعدم قرار دے دیا تھا۔اور دوسری بار سکیم اشتمال مورخہ 31-7-89 کو کنفرم کی گئی۔

(ج) جی ہاں۔بے ضابطگیوں کے بارے میں متعلقہ اہلکاران کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جی، میں عرض کرتا ہوں۔ لیکن ضمنی سوال سے پہلے ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر موصوف نے کہا تھا کہ اس سوال میں محکمے نے کچھ misprint کیا ہے۔ جب یہ جواب پڑھا گیا تو میں بھی دیکھتا رہا ہوں۔ اس میں کوئی ایسا تضاد نہیں ہے۔ جو ٹیبل پر رکھا گیا ہے، اگر اس میں کوئی تضاد ہو تو پتا نہیں۔ آپ نے وہی پڑھا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے متعلق نہیں، generally بات کی ہے۔ آگے بھی پھر سوالوں کے جواب دینے ہیں، اس کے متعلق بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی، ضمنی سوال۔

سید محمد عارف حسین بخاری، پہلے دو منٹ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، آپ ضمنی سوال کیجیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جی، میں عرض کرتا ہوں۔ جن لوگوں سے یہ بے ضابطگی ہوئی ہے جس میں مالکان اراضی کو بیش از استحقاق زمین دے دی گئی ہے، ان کے خلاف آج تک کیا کارروائی ہوئی

ہے؟ کیا ان کو تبدیل کیا گیا ہے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ جو ضمنی سوال کیا گیا ہے اس میں ایک بات میں وضاحت کے ساتھ بتاتا چلوں کہ جس موضع میں اشتمال ہو جب تک وہاں سے کوئی شکایت نہ کی جائے' بورڈ آف ریونیو کو آج تک کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ قطعاً کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ آخر جو aggrieved لوگ تھے' کہیں نہ کہیں وہ اس چیز کی شکایت کرتے اور انھیں remedy ملتی۔ یہ تو شاہ صاحب نے سوال کیا تو ہم نے یہ سمجھا کہ یہ سوال بڑی اہمیت کا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہاں کے کچھ لوگ aggrieved ہوں جو بورڈ آف ریونیو تک نہ پہنچ سکے ہوں۔ تو ہم نے ایڈیشنل کمشنر (کنسالیڈیشن) گوجرانوالہ کو یہ ہدایت جاری کر دی ہے کہ case to case ان معاملات کو take up کریں اور اس میں اگر کہیں بے ضابطگی پائی جاتی ہے تو اس کو فوری طور پر ان errors کو rectify کریں ۔ تو یہ خاص طور پر بات تھی کہ بورڈ آف ریونیو کے نوٹس میں نہیں ہے۔ آج تک کوئی درخواست on the record نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، اس سے پہلے بھی اس موضع کا اشتمال ہوا تھا اور بورڈ آف ریونیو نے انھی بے ضابطگیوں کے باعث اس اشتمال کو کالعدم قرار دیا تھا۔ اب دوسری بار انھی مالکان اراضی کو جن کو پہلی بار بیش حصہ زمین دی گئی تھی' same انھی لوگوں کو اب دوبارہ بیش حصہ زمین دی گئی ہے۔ انھوں نے باقاعدہ بورڈ آف ریونیو میں درخواست گزاری ہے۔ لیکن ستم یہ ہے کہ اسی پٹواری کو جس نے پہلی بار بیش حصہ زمین دی تھی اب بیش حصہ زمین دی ہے اسی کو اب تک برقرار رکھا ہوا ہے۔ پھر قانونی کارروائی کیا ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میں دوبارہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' میری بات سن لیں۔ وقفۂ سوالات میں وزیر موصوف نے جو ایک وضاحتی بیان دیا' آپ کا جواب دیا۔ اس پر اگر آپ پھر اس طرح اپنی تنقید شروع کر دیں----

سید محمد عارف حسین بخاری، نہیں' تنقید نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ آپ ضمنی سوال کیجیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ضمنی سوال میں عرض کر رہا ہوں جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی جو دل میں آتا ہے وہ آپ بات کر دیتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جی، میں عرض کرتا ہوں۔ محترم! جو ضمنی جواب اس میز پر رکھا گیا تھا' اس میں ایک آدمی نصر اللہ خان ہے ۔ اس کو ۱۲۵ کنال اراضی بغیر کسی استحقاق کے دی گئی ہے۔ پہلے اس کے خانے میں درج ہی نہیں ہے کہ کوئی زمین تھی۔ یہ کیوں دی گئی ہے؟ ۱۲۵ کنال اراضی اس کو بغیر استحقاق کے دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نصر اللہ خان نامی شخص کا بتا رہے ہیں کہ اس کو ۱۲۵ کنال اراضی بلا جواز اراضی دی گئی ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ ہمیں' یعنی بورڈ آف ریونیو کو کسی قسم کی کوئی شکایت آج تک اس گھڑی تک موصول نہیں ہوئی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کس شخص کو کیا نقصان پہنچا ہے' کیا فائدہ پہنچا ہے' کون aggrieved ہے ایک بات خاص طور پر فاضل رکن جو بار بار پوچھ رہے ہیں تو یہ سن ۸۵ میں پہلی دفعہ کنفرم ہوئی اور اسی حوالے سے فاضل ممبر سوال کر رہے ہیں۔ سن ۸۵ میں ہمارے اپوزیشن کے جو بھائی بیٹھے ہیں انھی کا دور تھا۔ اور اسی دور میں اس قسم کی بےضابطگی ہو جایا کرتی تھی' یہ لوگ کر لیا کرتے تھے (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور انھیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ تو اس دور میں ہوا۔ کسی نے کوئی نوٹس نہیں لیا ہو گا۔ پھر ۸۹ میں ہوا۔ وہ بھی اسی حکومت کا دور تھا۔ اس میں بھی ہوا۔ ہو گا۔ کسی نے کچھ نہیں کیا ہو گا۔ تو جناب' ہمارے تو جیسے ہی نوٹس میں آیا ہے' ہم نے تو فوری طور پر اس معاملے کو take up کیا ہے۔ ایڈیشنل کمشنر (ریونیو) کو ہم نے کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں وزیر مال کی ذرا تصحیح کر دوں کہ ایک تو یہ اس دور میں کالعدم قرار دے دی گئی تھی۔ نمبر ایک' اور نمبر دو یہ میں اپنے بھائی سے پوچھوں گا کہ یہ اس وقت کہاں تھے؟ یہ بھی اسی حکومت کا حصہ تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں ایسی باتیں نہ کریں۔ جی' کوئی ذاتی وضاحت ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی۔ جناب سپیکر! کچھ حصہ تو میرے عزیز فاکوانی صاحب نے بیان کر دیا ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی observation ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایسے attacks نہیں ہونے چاہئیں۔ تو آپ فاضل وزیر کو ہدایت فرما دیں کہ پہل نہ کیا کریں۔ اگر انھوں نے آج پہل کی ہے تو آج ہم نے ابھی تک کچھ نہیں کہا۔ ہم نے تو صرف یہی کہا ہے کہ یہ اس وقت حکومت میں شامل تھے۔ ہم بہت کچھ اس ہاؤس میں کہہ سکتے ہیں جناب سپیکر۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مال، جناب سپیکر! میں ایک بات کی تصحیح کر دوں کہ میں سن ۸۵ میں اس حکومت کے ساتھ شامل نہیں تھا۔ یہ میں بالکل وضاحت کر دوں تاکہ یہ بات on the record رہے۔ میں ان کے ساتھ کبھی نہیں تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، سن ۸۵ میں تو یہ elect ہی نہیں ہوئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ ایک منٹ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تو جمہوریت چند سال آتی ہے پھر چلی جاتی ہے پھر کچھ اور ہو جاتا ہے۔ جہاں جمہوریتیں پختہ ہیں' کافی عرصے سے' صدیوں سے چل رہی ہیں وہاں نظام یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی حکومت کا کوئی کام ہو' جو حکومت موجود ہوتی ہے وہ ذمہ داری سے اس کا جواب دیتی ہے۔ اس کے بارے میں خواہ مخواہ یہ کہنا کہ یہ اُس زمانے کی بات ہے مناسب نہیں ہے۔ پھر جب آپ اپوزیشن میں ہوں گے تو وہ کہیں گے کہ وہ اُس زمانے کی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو میرے خیال میں ہم ان گڑے مردوں کو نہ چھیڑیں۔ اس طرح سے ایوان میں تلخی پیدا ہوتی ہے۔ پھر سوال' جواب' اُدھر سے جواب۔ یہ تلخی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس ہاؤس کو چلانے کے لیے بڑی بردباری سے' بڑے تحمل سے' بڑی بلند حوصلگی سے جواب دینے چاہئیں۔ جی' بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جب یہ بے ضابطگی اب وزیر صاحب کے علم میں آ ہی گئی ہے تو کیا یہ تیار ہیں کہ اب یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو کے ممبر کے سپرد کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ کوئی بھی درخواست آ کر دے۔ بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ پہلے بھی اگر اس بارے میں کوئی شکایت ہو تو ہم اس کو rectify کریں گے' درست کریں

گے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! suo-moto طور پر یہ بورڈ آف ریونیو میں اب کیا جائے۔ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ ان کے علم میں اب یہ آ گیا ہے۔تو بورڈ آف ریونیو کو ریفر کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ان کو کہہ دیا ہے۔ جی' آپ نے یہی بات کی تھی؟

وزیر مال، جی' میں اس میں مزید وضاحت کر دوں کہ فاضل ممبر میری بات سمجھے نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ایڈیشنل کمشنر(کنسالیڈیشن) گوجرانوالہ کو ہم نے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ انھوں نے suo-moto اس بات کو اٹھا لیا ہے۔ ان کے اختیار میں بھی ہے اور یہ قانون کے مطابق بھی ہے۔ تو چونکہ وہاں hearing ہو رہی ہے۔ ان کے پاس کچھ کیسز بھی ہیں۔ تو وہ case to case take up کریں گے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہے تو یہ وہ بھی درخواست وہاں دیں۔ وہ معاملہ take up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ اب بھی کوئی بھی شخص وہاں درخواست دے تو ہم کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، نہیں' بورڈ آف ریونیو میں اگر ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ایڈیشنل کمشنر کو بھی اختیارات ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ایڈیشنل کمشنر صاحب گیم کا ایک حصہ ہیں۔ اور یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے ایماء پر ہوا ہے۔ ایڈیشنل کمشنر پر ہمیں قطعاً اعتماد نہیں ہے۔ وہ ان کے ایماء پر ہوا ہے اور وہ اس سازش میں شریک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بورڈ آف ریونیو کو ریفر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب وہ فیصلہ کر دیں تو آپ اس کی اپیل میں بورڈ آف ریونیو میں آ جائیں۔ جی' چودھری محمد اقبال۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہ آٹھویں لائن کے آگے لکھا ہوا ہے کہ "suo-moto ریفرنس کیے جانے کی غرض سے قانونی اقدام کیے گئے "۔ ان

قانونی اقدام کی کوئی تفصیل اس معزز ایوان کو جانا چاہیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کہتے ہیں جو suo-moto قانونی اقدامات کیے گئے ہیں وہ کون سے اقدامات ہیں جو کیے گئے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ suo-moto جو انھیں کہا گیا ہے اور ویسے وہ اپنے طور پر بھی take up کر سکتے ہیں' یہ انھیں قانونی حق حاصل ہے۔ اس میں case to case انھوں نے دیکھنا ہے۔ ان کے پاس اگر کوئی مزید شکایات آئیں گی تو اسے بھی وہ دیکھیں گے۔ یہ تو وہ انکوائری کریں گے اور جن اہلکاروں کا قصور نکلے گا جنھوں نے غلط کاریاں کی ہیں ان کے خلاف پھر قانون کے مطابق E&D رولز کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میرا ایک آخری ضمنی سوال ہے کہ جس پٹواری نے یہ زائد از استحقاق زمین دی ہے کیا اس کو یہ انکوائری تک معطل کر دیں گے تاکہ وہ اثر انداز نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے تو کہا ہے کہ جو بھی آپ کہیں گے اس پر ایکشن لیا جائے گا۔

سید محمد عارف حسین بخاری، نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ کیسے کہہ دیں کہ میں معطل کر دوں گا۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص۔

معاوضہ کی ادائیگی

*1648۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) تیل کمپنی پی پی ایل نے موضع مستالہ تحصیل گوجر خان سے اب تک کتنی زمین خرید کی اور کس حساب سے مالکان کو معاوضہ دیا گیا مالکان کے نام' تعداد رقبہ اور رقم بتائی جائے۔

(ب) کیا مالکان کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق معاوضہ دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ابھی بہت سے مالکان کو معاوضہ نہیں دیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور کب تک ان کو معاوضہ کی ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) میسرز پاکستان پٹرولیم لمٹیڈ نے موضع مستالہ تحصیل گوجر خان میں اب تک کل رقبہ 897 کنال ایک مرلہ حاصل کیا ہے۔اس رقبہ کا معاوضہ مطابق قسم اراضی اوسط ایک سالہ کے حساب سے دیا گیا ہے۔مالکان اراضی کی کل تعداد 1392 ہے۔اس رقبہ کی کل قیمت مبلغ/4,54,0268 روپے بنتی ہے۔

(ب) مالکان اراضی کو اوسط یک سالہ کے حساب سے معاوضہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لینڈ ایکوزیشن رول 1983ء کے 11,10 کی دفعہ مطابق اوسط یک سالہ کے حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ابھی تک بہت سے مالکان کو معاوضہ نہ دیا گیا ہے۔کل مالکان اراضی 1392 ہیں۔جن میں سے515 کو معاوضہ دے دیا گیا ہے۔536 مالکان اراضی نے معاوضہ وصول نہ کیا ہے۔ کیونکہ ان کے کیس عدالت میں پینڈ نگ ہیں۔ان کا معاوضہ عدالت دیوانی میں جمع کر دیا گیا ہے۔باقی 341مالکان کو معاوضہ بہت جلد دے دیا جائے گا۔ کیونکہ ریکارڈ مال میں استحقاق کی پیچید گیاں ہیں۔جن کی وضاحت معاوضہ سے پہلے ہونی ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔۔۔ جی میاں عثمان ابراہیم۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! راجہ جاوید اخلاص نے جزو (الف) میں یہ سوال کیا تھا کہ "مالکان کے نام' تعداد' رقبہ اور رقم بتائی جائے"۔ لیکن وزیرموصوف نے اپنے جواب کے جزو (الف) میں مالکان کے نام کی لسٹ مہیا نہیں کی ہے۔ لہٰذا یہ لسٹ مہیا کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! 1392 کی لسٹ' اب آپ خود ہی سوچیے کہ 1392 کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے تو اس سے یہ کہیں بہتر ہو گا' میری یہ استدعا ہے' میری ایک رائے ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہم یہ تمام تفصیل اور یہ تمام قواعد رکھ دیتے ہیں جو بھی فاضل ممبر دیکھنا چاہے وہ دیکھ لے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' جو فاضل رکن پوچھتا ہے۔ اسمبلی جس کو admit کر لیتی ہے یا تو اسمبلی کا سیکرٹریٹ اس تعداد کو omit کر دیتا' جب وہاں واضح طور پر سوال میں ہے کہ ان کے نام اور

تعداد بتائی جائے تو وہ محکمہ اس کا جواب دینے کا پابند ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! پھر مجھے کچھ وقت دے دیجئے۔ میں اسمبلی سیکرٹریٹ میں وہ پیش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کو پینڈنگ کر کے ان کو کچھ وقت دے دیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سعید اکبر خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہاؤس کے جو بھی معزز ممبر سوال کرتے ہیں' اس میں جو بھی مانگا جائے' چاہے اس کا جتنا بھی بنڈل زیادہ ہو یا سیریل نمبر زیادہ ہوں تو اس کو ایوان کی میز پر رکھنا چاہیے تاکہ ایوان کے معزز اراکین اس کو پڑھیں اور دیکھیں۔ یہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اتنی لمبی لسٹ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہی میں نے فیصلہ دیا ہے۔ آپ جو بات کر رہے ہیں میں نے وہی فیصلہ دیا ہے۔ لہذا میں اس direction کے ساتھ کہ اس کا جو پورا سوال ہے' اس کی پوری جواب دہی نام' اس کا سارا رقبہ' لکھ کر next session میں ایوان کی میز پر رکھا جائے۔

وزیر مال: جی بالکل درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی' شکریہ۔

(سوال نمبر 1648 بحکم جناب قائم مقام سپیکر ملتوی کیا گیا)

اگلا سوال سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کا ہے۔

سنٹرل جیل راولپنڈی کی اراضی کی الاٹمنٹ

*1654۔ **سید محمد عارف حسین بخاری:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق سنٹرل جیل راولپنڈی کی اراضی کسی وفاقی ادارے کو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی یادگار تعمیر کرنے کے لئے دی گئی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کن شرائط پر اور کس اتھارٹی کے حکم سے ہوا ہے؟

وزیر مال(نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) بروئے کاغذات مال سابق سنٹرل جیل راولپنڈی کے زیر قبضہ اراضی کسی وفاقی ادارہ کو منتقل نہ ہوئی پائی جاتی ہے بلکہ بحوالہ چٹھی نمبری ۲۹۷۶ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۸۸ء آمدہ ہدایت چیف منسٹر پنجاب بذریعہ سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ گورنمنٹ پنجاب لاہور رقبہ زیر قبضہ سنٹرل جیل راولپنڈی کی بجائے متوضہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ راولپنڈی کا اندراج کرنے کا حکم وصول ہوا تھا جس کے متعلق رپٹ روز نامچہ واقعاتی نمبر ۲۰۲۵ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۹۱ء کا اندراج ہے رجسٹر حقداران زیر کار سال ۱۹۹۱ء' ۱۹۹۲ء میں رقبہ زیر بحث پر متوضہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا اندراج بخانہ کاشت اور ملکیتی صوبائی حکومت ہے یہ کارروائی بھی بمطابق ضابطہ نہ ہے اراضی سرکار محکمہ نو آبادیات کی ملکیتی تھی مگر مقامی افسران ڈپٹی کمشنر اورکمشنر نے مجلس مال/محکمہ نو آبادیات کے احکامات حاصل کیے بغیر یہ اراضی محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے زیر قبضہ درج کر دی اس طرح ریکارڈ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ کمشنر راولپنڈی ڈویژن نے وفاقی حکومت کے محرک پر رقبہ زیر بحث پر پبلک پارک تعمیر کرنے کے لئے ایک میٹنگ منعقد کی جس کے لیے اس نے صوبائی حکومت سے اجازت نہ لی اس بارہ میں اس سے وضاحت طلب کی گئی ہے ابھی تک رقبہ زیر بحث برائے پبلک پارک حوالہ وفاقی حکومت نہ کیا گیا ہے بلکہ ابھی تک باقاعدہ تجویز /استدعا بھی وفاقی حکومت سے موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ جز(الف) کاجواب اثبات میں نہ ہے لہذا اس بارےمیں تبصرہ کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو جواب موصول ہوا ہے اس جواب سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں اور مجھے تھوڑا سا وقت دیں تو میں اس کی پوری detail منگوا کے دیکھ لیتا ہوں اور آپ اسے next question hour میں رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ خود مطمئن نہیں ہیں؟

وزیر مال: میں ذاتی طور پر مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر موصوف خود ہی مطمئن نہیں ہیں لہذا ہم اسے پینڈنگ کرتے ہیں۔ next session میں اس کا جواب دیا جائے گا۔یہ ایک بڑی اچھی مثال ہے کہ اگر وزیر خود

ہی اپنے محکمے کے جواب سے مطمئن نہ ہو اور وہ خود ہی کہے کہ میں اس کو پینڈنگ کراتا ہوں تو میرے خیال میں یہ ایک اچھی روایت ہے۔ مہربانی، شکریہ۔

(سوال نمبر 1654 بحکم جناب قائم مقام سپیکر پینڈنگ کیا گیا)

سید تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی پوائنٹ آف آرڈر سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! انھوں نے بھی اچھی روایت قائم کی اور آپ نے بھی اس کی تعریف فرمائی لیکن وزیر موصوف کا کام تھا کہ جب دو دن پہلے انھیں brief کیا جا رہا تھا تو اس وقت وہ اس جواب سے عدم اطمینان کا اظہار کرتے بلکہ جواب صحیح نہ لانے پر ان کی فہمائش کرتے۔ تنبیہ کرتے اور آج صحیح جواب کے ساتھ یہاں آتے۔ یہ زیادہ مناسب اور بہتر ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تابش الوری کی یہ بات ہم سے بھی زیادہ مناسب ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ ہمارے تمام فاضل وزراء جب ایک دو دن پہلے تیاری کرتے ہیں، اگر ایسی بات ہو تو اسی وقت انھیں نوٹس لینا چاہیے۔ مہربانی۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی چودھری محمد فاروق صاحب۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آئندہ جب محکمہ مال کے جوابات آئیں گے تو کیا یہ ان میں شامل ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی، یہی میں نے رولنگ دی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی وضاحت چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ آپ اسی سلسلہ میں وضاحت چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جی، اسی سلسلہ میں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی فرمائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! یہ سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کا سوال ہے کہ

سنٹرل جیل راولپنڈی کی پراپرٹی ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) کی یادگار تعمیر کرنے کے لیے دی گئی ہے جس پر وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ وہ مطمئن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ چھوٹی سی وضاحت چاہیے تھی کہ جبکہ محکمہ کی طرف سے مکمل تفصیلی جواب جمع کرا دیا گیا ہے۔ کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا وجوہات ہیں' کون سی ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے آج وہ اس سوال سے مطمئن نہیں ہوئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انعام اللہ صاحب' مسئلہ یہ ہے کہ انھوں نے ایک بات کی اور میں نے اس پر رولنگ دے دی۔ اب وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ next session میں اس کا جواب آئے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! اتنی غیر ذمہ داری کا ثبوت پھر کس نے دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں' نہیں۔ وہ ساری بات ہو گئی ہے۔ پھر تابش الوری صاحب نے اس بات کو بڑے اچھے انداز میں پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے بھی یہی نوٹس لیا ہے وزیر موصوف کو یہاں آنے سے پہلے ہی اس کا نوٹس لینا چاہیے تھا۔ یہ بات بھی ہو گئی ہے تو میرے خیال میں یہ مناسب بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! اس بات کو تھوڑا سا گول مول کیا جا رہا ہے اگر اس کی وضاحت ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آئندہ اس کا جواب آئے گا۔ یہ ہم ختم نہیں کر رہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! یہ وضاحت لینی تو میرا فرض بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تابش صاحب سے رہنمائی حاصل کر لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب یہ سوالات تو ۹۲ اور ۹۳ کے ہیں اور اب وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ وہ ان کے بارے میں satisfy نہیں ہیں۔ ان کی تسلی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ جی تابش صاحب۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں نے وہ سوال اور اس کا جواب دیکھا ہے۔ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے جتنا وزیر موصوف نے اسے پیش کیا ہے۔ معاملے کی سنگینی یہ ہے کہ سوال کا جواب صریحاً غلط ہے اور غلط بیانی پر مبنی ہے اور وہ چھپ گیا ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو راولپنڈی جیل کی

زمین تھی اسے وفاقی حکومت کے حوالے نہیں کیا گیا اور وہاں پر کوئی سکیم نہیں ہے حالانکہ وہاں پر ذوالفقار علی بھٹو کی یادگار تعمیر ہو رہی ہے اور اس کی construction ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات تو سنیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں خود اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ جواب جو محکمے کا ہے اور وزیر موصوف جو یہاں پڑھتا ہے اگر وہی تائید نہیں کرتا تو ہم اس کو pending کرتے ہیں۔

سید تابش الوری: پھر آپ اسے postpone کریں اور ان سے کہیں کہ کل اس کی تحقیقات کر کے کل یا پرسوں اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن جب بھی محکمہ مال کی باری آنے گی ہو سکتا ہے کہ اسی سیشن میں آجائے یا next میں آئے جب اس کی باری آئے گی یہ pending ہے اس کا ازسر نو جواب دیا جائے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! محکمے کے خلاف کیا کارروائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ جب اس کا جواب آئے گا تو پھر بات ہو گی۔۔۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 1725۔ (معزز رکن نے جناب عبیداللہ شیخ کے ایماء پر دریافت کیا)

نئے بس سٹینڈز کھولنے کی اجازت

*1725۔ **جناب عبیداللہ شیخ:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں اب تک باقاعدہ منظور کیے جانے والے ڈی کلاس بس / ویگن اسٹینڈز کی تعداد کیا ہے۔

(ب) ریلوے اسٹیشن آسٹریلیا چوک لنک میکلوڈ روڈ لاہور میں کل کتنے ایسے ہالٹنگ پوائنٹ ہیں جن کے مالکان نے لاہور ہائی کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے نیز ان مالکان کے نام کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک کے اژدحام کے باعث ریلوے اسٹیشن آسٹریلیا چوک اور لنک میکلوڈ روڈ لاہور کے تمام علاقے کو ممنوعہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس علاقے میں جو نئے اسٹینڈز یا اڈے کھل رہے ہیں وہ کس کی اجازت سے کھل رہے ہیں علاوہ ازیں نئے نجی (پرائیویٹ) اسٹینڈز یا اڈے کھولنے کے لئے کن قواعد و ضوابط کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی محمد اقبال گھرکی)،

(الف) لاہور شہر میں اب تک باقاعدہ منظور کیے جانے والے ڈی کلاس بس / ویگن اسٹینڈ کی تعداد سات (۷) ہے۔

(ب) ریلوے اسٹیشن آسٹریلیا چوک تک میکلوڈ روڈ لاہور میں اٹھائیس (۲۸) بکنگ پوائنٹ کے مالکان نے لاہور ہائی کورٹ لاہور سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ ان کے نام اور پتے درج ذیل ہیں۔

۱۔ آغا عبدالرشید میسرز گرین ٹریولز سروس ۱۴۴ میکلوڈ روڈ لاہور۔
۲۔ غلام حسین۔میسرز حسین ٹریول سروس نزد ماڈرن ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۳۔ خالد محمود۔میسرز احمد اینڈ کمپنی فلائنگ کوچ نزد ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۴۔ ثاقب ملک۔میسرز رونیل فلائنگ کوچ نزد ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۵۔ میاں میر بشار۔میسرز انڈس ٹریول سروس پاک وے ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۶۔ عبدالکریم۔میسرز گرے ہونڈ ٹریولز میکلوڈ روڈ لاہور۔
۷۔ ادریس بابر۔صفدر بابر۔میسرز رفیق ٹریولز دلکشا ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۸۔ شہر یار۔میسرز شان فلائنگ کوچ میکلوڈ روڈ لاہور۔
۹۔ ظہیر شاہ شاد۔یاسر ٹریولز نزد پی سی او ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۱۰۔ میاں عصمت اللہ۔میسرز گلوب ٹریولز سروس آؤٹ سائیڈ برگنزہ ہوٹل لاہور۔
۱۱۔ شیخ سکندر حیات۔مشترکہ ویگن سروس نزد ریلوے اسٹیشن لاہور۔
۱۲۔ نیشنل فلائنگ کوچ کلفٹن ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور (آغا ممتاز الہیٰ)۔
۱۳۔ چودھری محمد حیات۔پرائم ٹریولز آسٹریلیا بلڈنگ لاہور۔
۱۴۔ مومن قمر۔میسرز فلائنگ کوچ لاہور۔

۱۵۔ قمر زمان۔میسرز کلاتنگ کوچ لاہور۔

۱۶۔ شوکت علی بٹ۔نیو فرخ کلاتنگ کوچ اولڈ برگنزہ ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور۔

۱۷۔عبیداللہ۔بلال خان۔ شالیمار کلاتنگ کوچ کلفٹن ہوٹل لاہور۔

۱۸۔ملک فتح محمد۔الحق الحاج ٹریول سروس شیش محل ہوٹل لاہور۔

۱۹۔ ہدایت اللہ۔میسرز سجان ائیر کلاتنگ کوچ سروس اولڈ برگنزہ ہوٹل لاہور۔

۲۰۔ حمید شہزاد خان ۔میسرز خان ٹریولز سروس لاہور۔

۲۱۔ محمد اقبال ۔شالیمار ٹریول سروس ۱۱۹ چوک یتیم خانہ لاہور۔

۲۲۔ چودھری محمد بشیر۔۲۸ بند روڈ لاہور۔

۲۳۔ محمد اقبال۔شالیمار ٹریولز لاہور۔

۲۴۔ حمید شہزاد۔میسرز خان ٹریولز سروس ۲۱۱ بادامی باغ بس سٹینڈ لاہور۔

۲۵۔ رشید حمید' پاک ٹریولز زمیندارہ ہوٹل چوک ریلوے اسٹیشن لاہور۔

۲۶۔ ظہور عالم۔المدنیہ ٹریولز سروس زمیندارہ ہوٹل ریلوے اسٹشن لاہور۔

۲۷۔ پاسبان ٹریولز سروس ۱۰۴ میکلوڈ روڈ لاہور۔

۲۸۔ امیرعبداللہ خان روکڑی۔میسر نیو خان روڈ رنرز لمٹیڈ ائیرکنڈیشن کوچ سروس سٹی ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ اگر کوئی ریلوے اسٹیشن آسٹریلیا چوک اور لنک میکلوڈ روڈ لاہور کے علاقے میں ڈی کلاس اسٹینڈ کے لیے درخواست دیتا ہے تو موٹر وہیکل رولز ۲۵۴ کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ایس پی ٹریفک' ڈپٹی کمشنر اور لاہور کارپوریشن سے رائے لینے کے بعد ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اپنے باقاعدہ اجلاس میں غور و خوض کے بعد قواعد کے مطابق لائسنس جاری کرتی ہے۔

(د) جیسا کہ جز ہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ ریلوے اسٹیشن آسٹریلیا چوک اور لنک میکلوڈ روڈ لاہور کو پرائیویٹ ڈی کلاس اسٹینڈ کے لئے ممنوعہ علاقہ قرار نہیں دیا گیا اگر کوئی ڈی کلاس اسٹینڈ کا لائسنس جاری کیا گیا ہے تو وہ قواعد و ضوابط کو پورا کرنے کے بعد قانونی طریقے سے جاری کیا گیا ہے پرائیویٹ ڈی کلاس اسٹینڈ / کمپنی اسٹینڈ موٹر وہیکل رولز ۲۵۴ اور ۲۶۵

مجریہ ۱۹۶۹ء کے تحت لوکل اتھارٹی سے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد جاری کیے جاتے ہیں۔لوکل اتھارٹیز کے این او سی کے بغیر پرائیویٹ اسٹینڈ جاری نہیں کیا جاتا ہے۔

قواعد و ضوابط کے تحت پرائیویٹ یا ڈی کلاس اسٹینڈ کی منظوری کے لئے درج ذیل شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔

۱۔ کمپنی اسٹینڈ یا ڈی کلاس اسٹینڈ کے استعمال کے لئے جگہ کا تعین ضروری ہے۔

۲۔ درخواست گزار یا کمپنی کے نام پر کم از کم ۸ گاڑیوں کا پرمٹ ہونا ضروری ہے۔

۳۔ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اس امر سے مطمئن ہو کہ مجوزہ جگہ کے محل وقوع کی وجہ سے درخواست گزار کو جنرل اسٹینڈ یا دیگر اسٹینڈ سے چلنے والی سٹیج کیرج گاڑیوں کے مقابلے میں کوئی نامناسب فائدہ نہ ہو گا۔ صرف ایسی گاڑیاں کمپنی اسٹینڈ استعمال کریں گی جن کا اندراج پرمٹ ہولڈر شخص یا کمپنی کے نام پر ہو یا ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے اپنے حکم میں خصوصی ذکر کیا ہو۔

۴۔ مسافروں کے لئے انتظار گاہ،بیت الخلاء، پینے کا پانی،گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے اسٹینڈ اور ڈرائیوروں کے لئے آرام گاہ وغیرہ کا مناسب انتظام کرنا ضروری ہے۔

۵۔ اسٹینڈ کے لیے چھت اور چار دیواری کا ہونا بھی ضروری ہے ۔ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی مفاد عامہ میں دیگر شرائط بھی عائد کر سکتی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سٹیشن آسٹریلیا چوک اور لنک میکلوڈ روڈ لاہور کے علاقے میں halting point کے لیے اب تک کتنے لائسنسز جاری کیے جا چکے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! یہ کوئی ۱۲ کے قریب جاری کیے جا چکے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لائسنس دینے کی شرائط یا اس کا جو طریقہ کار ہے اسے بیان کیا جائے کہ یہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ لائسنس دینے کا وہ طریقہ کار پوچھ رہے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: ریلوے سٹیشن پر درج ذیل halting points اصل منظوری کی جگہ کی بجائے

دوسری جگہ سے چل رہے ہیں یا دونوں جگہ سے سروس چلائی جا رہی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ لائسنس دینے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، میں آپ کو یہ سب کچھ بتاتا ہوں۔ اگر آپ یہ مکمل طور پر نہیں سننا چاہتے ہیں تو پھر میں آپ کو اس کا متعلقہ جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھرل صاحب' آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

اس سوال کی اہمیت کے پیش نظر یہ جو ویگنوں کے اڈے اور جو لاہور میں صورتحال ہے یہ اس قدر ابتر ہو چکی ہے میں اس کی ایک مثال آپ کو دیتا ہوں۔ میں نوڈیکلسن روڈ پر گیا جہاں نوابزادہ صاحب کا دفتر ہے قلعہ گجر سنگھ کی سائڈ پر۔ شام سات بجے کا وقت تھا بغیر کسی وجہ کے سڑک کے درمیان میں بسیں اور ویگنیں کھڑی تھیں وہاں پر کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اور تمام سڑک اسی طرح بے تھی۔ میں نے ڈی۔ آئی۔ جی ٹریفک کو فون کیا اس نے کہا کہ ہم سب بے بس ہیں میں نے کہا کہ آپ کیوں بے بس ہیں تو اس نے کہا کہ ہم نے بڑی کوشش کی ہائی کورٹ stay دے دیتا ہے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے تو لہذا میں اس کے بارے میں یہی کہوں گا کہ کوئی ایک ممبر اس بارے میں رول ۵۲ کے تحت اسمبلی میں نوٹس دے ہم ایک گھنٹہ اس پر بحث کریں گے۔ کوئی بندہ move کردے۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ اب کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ میں نے تو پورے کو ہی قبول کر لیا ـــــ ایس۔ اے حمید صاحب' آپ اس کا نوٹس دے دیں۔ کہ رول ۵۲ کے تابع اسمبلی اس پر بحث کرے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں تحریک دیتا ہوں کہ رول ۵۲ کے تحت اس اہم سوال پر بحث کے لیے وقت کا تعین کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو میں اسمبلی کو کہتا ہوں کہ اس پر within two days ایک گھنٹہ بحث کے لیے مخصوص کر دیں۔ لہذا Sunday کو اس پر ایک گھنٹہ بحث ہو گی۔ مہربانی شکریہ۔ یہ نہایت ... جی' ایس۔ اے۔ حمید۔

... اگلا سوال۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، سوال نمبر 1749-

دفاتر میں ائیر کنڈیشنر کا ناجائز استعمال

*1749- جناب ایس اے حمید، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر ڈپٹی کمشنر، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کے کمروں میں ائیر کنڈیشنر نصب ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وہ قانونی طور پر ائیرکنڈیشنر استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔

(ج) کیا صوبہ کے 37 ضلعوں میں عدلیہ کے کسی سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج کو اے سی کی سہولت میسر ہے اگر نہیں تو اس تضاد کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر حضرات کے دفاتر میں ائیرکنڈیشنر نصب ہیں۔اکثر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور کچھ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کے دفاتر میں ائیرکنڈیشنر نصب ہونے کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔

(ب) اس جزو کا صحیح جواب محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی (ڈی)دے سکتا ہے۔ کیونکہ بطورضلعی و سب ڈویژنل سربراہان ڈپٹی کمشنر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر صاحبان اس محکمے کے ماتحت کام کرتے ہیں۔جہاں تک بورڈ آف ریونیو کا تعلق ہے۔یہ افسران بطور کلکٹر ،اسسٹنٹ کلکٹر بھی کام کرتے ہیں۔ لہذا اس کام کی نگرانی بورڈ آف ریونیو کے سپرد ہے۔بورڈ آف ریونیو نے کلکٹر و اسسٹنٹ کلکٹر کوائیرکنڈیشنر خریدنے کے لیے بجٹ میں رقم مہیا نہیں کی۔ بورڈ آف ریونیو نے کمشنر حضرات کو ہدایات جاری کی ہیں کہ کوئی افسر دفتر میں حکومت کی اجازت کے بغیر ائیر کنڈیشنر استعمال نہ کرے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں 34 اضلاع ہیں اس جزو کا جواب رجسٹرار صاحب لاہور ہائی کورٹ دے سکتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے ناقص علم کے مطابق جب ہم لوگ ایوان میں بیٹھے ہوتے ہیں تو ہمیں cross talk گفتگو کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ person to

chair جو جواب ہوتا ہے وہ بھی to the chair ہوتا ہے۔ لیکن وزیر موصوف ہر بات پر بھی' ہے' یہ' وہ کہہ کر ہماری طرف گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں۔ ان کا یہ رویہ درست نہیں ہے۔ یہ منسٹر ہیں اور ذمہ دار آدمی ہیں۔ انہیں یہاں "رنگیلے" والا انداز نہیں اپنانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بادشاہ میر خان آفریدی کی بات جائز ہے ۔ اس ہاؤس میں اپنے انداز سے ہٹ کر مضحکہ خیزی کے طور پر کوئی بھی فاضل رکن بات نہیں کر سکتا۔

وزیر بہبود آبادی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے بھائی خان صاحب ' انھیں ہم پیار سے باشی خان صاحب پکارتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ "میرے ناقص علم کے مطابق "جب ایک چیز ناقص ہے تو اس پر غور و خوض کرنا اس ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے ۔ انھوں نے خود admit کیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس لیے یا تو یہ کہیں کہ میرے علم کے مطابق ۔ ہمیں ناقص چیز پر ڈسکشن نہیں کرنی چاہیے۔ یہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے ۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ cross talk تو ادھر سے ہوئی ہے ۔ میں نے نہیں کی ۔ میں تو اپنا جواب دے رہا تھا ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب بات یہ ہے کہ مجھے چٹ آگئی ہے کہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ یہ ایک جواب ہے اس کو ہم نپٹا دیتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! سرکاری بنچوں سے فاضل رکن نے یہ کہا ہے کہ باشی خان صاحب نے اپنے بارے میں کہا ہے کہ "میری ناقص علم کے مطابق" ۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب! میں نے اس کو entertain ہی نہیں کیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جو بات میں نے مسترد کر دی ہے۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، فاضل وزیر صاحب آئندہ اپنے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ "میری فاضل رائے میں" یا "میری فاضل عقل" کے مطابق ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ایسی بات کی اجازت نہیں دیتا جس سے ہاؤس کا ماحول ناخوشگوار ہو جائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ ------

جناب قائم مقام سپیکر، اس سوال کا جو جواب وزیر موصوف نے دیا ہے میں اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہتا ہوں۔ یہ اسمبلی میں واضح طور پر آ گیا ہے کہ ڈی سی اور اے سی' ایڈیشنل کمشنر ایئر کنڈیشنرز استعمال کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی فاضل رکن یا ارکان اس کا نوٹس نہیں لے رہے۔ جب یہ بات ایوان کے اندر آ گئی تو یہ ایوان کی پراپرٹی بن گئی ۔ سپیکر کے سامنے یہ مسئلہ آ گیا کہ ڈپٹی کمشنر' ایڈیشنل کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر اے سی لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ کہاں کی بات ہے کہ ہم اسے نظر انداز کر کے آگے چل دیں۔ میں تو آگے نہیں جانا چاہتا۔ اس پر وزیر موصوف ہی خود بتائیں کہ جب آپ فرما رہے ہیں کہ وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے تحت کام کرتے ہیں۔ تو ایس اینڈ جی اے ڈی کے بارے میں لاء منسٹر جو کہ میرے خیال میں اس وقت قائد ایوان کے ترجمان ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تو ایسے بات ہو جائے گی کہ جیسے کوئی چوری یا ڈاکے کی بات ایڈمٹ ہو جائے اس کو ہم نظر انداز کر کے آگے چل دیں۔ اس سے اس ایوان کی بے وقاری کا اور ثبوت کیا ہو گا۔

وزیر قانون، جو ایئر کنڈیشنر لگانے کے مجاز نہیں ہیں اگر انھوں نے privately لگائے ہوئے ہیں اور بجلی خرچ کر رہے ہیں تو ان کے خلاف بھی ایکشن ہونا چاہیے۔ سرکاری اے سی کی بجائے اگر انھوں نے پرائیویٹ طور پر اے سی لگائے ہوئے ہیں پھر بھی حکومت کے خزانے پر بجلی کا بوجھ تو ہے۔ اس لیے وہ بھی غلط ہے ۔ ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لہذا میں ایک سپیشل کمیٹی بناتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ۔ قواعد بڑے واضح تھا کہ گریڈ انیس سے کم درجے کا کوئی افسر نہ تو ایئرکنڈیشنر کار استعمال کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے دفتر میں ایئر کنڈیشنر لگا سکتا ہے۔ جس طرح جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے پرائیویٹ وسائل سے اپنے دفتر میں کسی وجہ سے ایئر کنڈیشنر لگا لیتا ہے لیکن اس کی بجلی کا خرچ تو

حکومت کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ ایک لحاظ سے ایک بہت بڑی بے قاعدگی ہے۔ اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا جانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لہٰذا میں وزیر قانون کی خدمت میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی حکومتی پارٹی سے چار نام دے دیں۔ میں اپوزیشن میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ تین نام دے دیں۔ میں کمیٹی بناتا ہوں جس کی سربراہی طارق بشیر چیمہ کریں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! برابر برابر ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ہاؤس کی ریشو ہوتی ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ برابر برابر کیا یہاں کوئی جائیداد تقسیم ہو رہی ہے۔ یہ سپیشل کمیٹی ہو گی اور یہ کمیٹی دو ماہ کے اندر فیصلہ کرے اور دو ماہ کے اندر یہ اے سی اترنے چاہئیں۔ یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے کمروں میں لگا کر بیٹھے رہیں۔ طارق بشیر چیمہ صاحب یہ آپ کے ذمہ ایک کٹھن کام ہے۔ اب آپ کا پتا چلے گا۔

وزیر بہبود آبادی، جناب سپیکر! آپ نے یہ جو رولنگ دے دی ہے۔ یہ بالکل بجا ہے۔ مگر یہ چیز بھی اس کمیٹی کو دیکھنی چاہیے کہ یہ ایئر کنڈیشنر اس حکومت کے دور اقتدار میں لگے ہیں یا پہلے سے سابقہ دور سے نصب شدہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہم نے یہ اے سی اتروانے ہیں۔ آپ خوامخواہ اس حکومت یا اس حکومت کی بات کر رہے ہیں۔ ہم نے ایک اچھی بات کی ہے اور آپ حکومتوں کے چکر میں ڈال رہے ہیں۔ اس وقت یہ حکومت ذمے دار ہے۔

وزیر بہبود آبادی، میری بات مکمل ہونے دیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ اسے مسترد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر میں اجازت نہ دوں تو آپ نے زبردستی مجھے سنوانی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، ہو سکتا ہے آپ میری بات سے متفق نہ ہو۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا جیسے آپ نے یہ فرمایا ہے کہ بجلی کا بل تو خزانے کے اوپر بوجھ ہے۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ ایئر کنڈیشنر لگے ہوئے ہیں تو پھر بجلی کا بل اس وقت سے وصول کیا جائے جب سے یہ ایئر کنڈیشنر لگے ہوئے ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے کمیٹی بنا دی ہے ۔ طارق بشیر چیمہ اس کے سربراہ ہیں۔ خود یہ فیصلہ کریں گے کہ کیا ہوا کیسے ہوا ' کیا پالیسی ہونی چاہیے ۔ یہ مکمل طور پر پاورفل کمیٹی ہو گی ۔ اس بارے میں یہ اپنی رپورٹ دو ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کریں گے ۔ اسمبلی اس پر متفقہ طور پر جو بھی فیصلہ کرے گی اس پر عمل در آمد ہو گا۔

جناب سلطان عظمت حیات، میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اسے سی اور ڈپٹی کمشنر کا ذکر تو آ گیا ۔ ڈی ایس پی اور اسے ایس پی صاحبان نے بھی ایئر کنڈیشنر لگائے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں صرف ڈی سی اور اسے سی نہیں ہیں بلکہ جملہ محکموں کے افسران شامل ہیں۔ اس میں ایس پی بھی' محکمہ نہر بھی اور ہیلتھ بھی شامل ہیں۔ جو بھی سرکاری ملازم ہے اور وہ ایئر کنڈیشنر لگانے کا entitle نہیں ہے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! وزیر قانون صاحب کی مہربانی سے میرا نام بھی اس کمیٹی میں آ گیا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کو اور زیادہ وسعت دی جائے' اسے اور زیادہ با اختیار بنایا جائے کیونکہ اور بھی بہت ساری بے قاعدگیاں ہیں جو کہ اضلاع میں تعینات افسران سے سرزد ہو رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب! اس وقت زیر بحث مسئلہ ایئر کنڈیشنرز کا تھا۔ ہم نے اسے جملہ محکموں پر لاگو کر دیا ہے آپ جانتے ہیں' باقی دوستوں کے بھی علم میں ہے کہ کافی خرابیاں ہیں۔ پہلے ہم آپ کے ذمے صرف یہی ایک کام لگاتے ہیں اس کے بعد پھر دیکھیں گے۔ ہمارے بزرگ تاج محمد خان زادہ صاحب شاید کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی خان زادہ صاحب فرمائیے۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب سپیکر! آپ نے ابھی جو کمیٹی بنائی ہے یہ بہت اچھی بات ہے لیکن آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اس وقت حکومت میں جو 90 فی صد ایئر کنڈیشنرز لگے ہیں وہ ان لوگوں کے پاس لگے ہیں۔ جن کو کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ میں آپ کو صرف ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ پنجاب حکومت کی طرف سے ایک circular بھی کروادیں کہ ایسی کمیٹی قائم ہو چکی ہے اور جو لوگ unauthorised اپنے دفتروں یا گھروں میں استعمال کر رہے ہیں' سرکاری ایئر کنڈیشنرز لگائے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی ضلع کونسل کے اکاؤنٹ پر ہے' کوئی کمیٹی کے اکاؤنٹ پر ہے' کوئی ٹھیکیدار

کے اکاؤنٹ پر ہے۔ یہ سب لوگ ایک ہفتے کے اندر اندر اپنے ایئرکنڈیشنرز remove کریں ورنہ اس کے بعد ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، تاج محمد خان زادہ صاحب! آپ کی بات جائز ہے۔ میں یہاں observation دیتا ہوں کہ چیف سیکرٹری صوبہ پنجاب تمام پنجاب کے اندر ایک circular جاری کردیں کہ جو unauthorised ہیں وہ ایک ہفتے کے اندر اندر ان ائیر کنڈیشنرز کو اتار دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر مال، باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ چودھری محمد اسلم صاحب! آپ بھی اپنے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔ کیونکہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد اسلم، میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سپر دار اشخاص کے نام

*1587۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
تحصیل چونیاں میں حکومت کی ملکیتی زمین پر کھڑی فصلوں کے سپردار کن اشخاص کو کن کن دیہات میں مقرر کیا گیا مقرر کیا گیا ہے گاؤں وار سپر داروں کے نام بتائے جائیں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،
تحصیل چونیاں میں حکومت کی ملکیتی اراضی پر کھڑی فصلوں کے سپرداروں کی فہرست مہیا کردہ ڈپٹی کمشنر قصور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری زمین پر ناجائز قبضہ کی تفصیلات

*1588۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع جمشید کلاں تحصیل چونیاں ضلع قصور میں صوبائی حکومت کی ملکیتی کتنی زمین ہے اور اس پر کن کن لوگوں کا کتنے عرصے سے قبضہ ہے۔ اگر متذکرہ زمین حکومت نے کاشت کے لیے دی ہے تو کن شرائط پر دی ہے۔

(ب) آج تک قابضین/ کاشت کاروں سے کتنا تاوان /ریونیو وصول کیا گیا ہے۔ کھیوٹ نمبر 598 ملکیتی صوبائی حکومت خسرہ نمبران 1994-1995-4538-4539-6722 اور 6723 کے قابضین کے کیا نام ہیں اور مذکورہ قابضین کب سے قابض ہیں نیز ان سے آج تک کتنا تاوان وصول کرکے خزانہ سرکار میں جمع کروایا گیا ہے۔

(ج) 13-2-93 سے آج تک کتنا تاوان خزانہ سرکار میں جمع کروا دیا گیا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو رسیدات کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں اگر نہیں تو اس کیا وجہ ہے؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) موضع جمشید کلاں تحصیل چونیاں ضلع قصور میں صوبائی حکومت کی کل اراضی تعدادی 229 کنال ہے جس پر 40 اشخاص بطور ناجائز قابضین کاشت کر رہے ہیں۔ مذکورہ رقبہ حکومت نے کسی کو باقاعدہ طور پر کاشت پر نہ دیا ہے۔

(ب) ناجائز قابضین سے ابھی تک کوئی تاوان وصول نہ کیا گیا ہے بہر کیف مثل جات تاوان ناجائز کاشت تیار کرلی گئی ہیں اور خریف 1993ء ربیع 1994ء کی ناجائز کاشت پر تاوان مبلغ 22,550/ روپے عائد کیا جا چکا ہے اور وصولی کے لیے اقدامات کیے جارہے ہیں۔ مذکورہ نمبران خسرہ پر بشیر احمد ولد محمد بخش قوم ذوگر سال 1990ء سے قابض تھا۔ جس کو 1994ء سے بے دخل کردیا گیا ہے۔

(ج) 13-2-94 سے آج تک کوئی تاوان ناجائز کاشت کاران سے وصول ہوکر داخل خزانہ سرکار نہ ہوا ہے۔ کیونکہ اشد جات ناجائز کاشت تاخیر سے مرتب ہوئیں اب خریف 1993ء ربیع 1994ء کی فصلات کے بارے میں مثل جات ناجائز کاشت مرتب ہو کر تاوان تشخیص ہو چکا ہے اور وصولی تاوان کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں مزید براں سابقہ فصلات کی اشد جات ناجائز کاشت برائے تشخیص تاوان تیار کروائی جا رہی ہیں۔

صوابدیدی رہائشی مکانوں کی تعداد

*1752- جناب ایس اے حمید، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کمشنر گوجرانوالہ کی صوابدید پر رہائشی مکانوں کی کل تعداد کیا ہے اور وہ کس کس کو الاٹ کیے گئے ہیں۔

(ب) ان مکانات میں سے ماتحت عدلیہ کے اہلکاروں کو کتنے دیے گئے تفصیلاً ایوان کو مطلع کیا جائے؛

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)؛

(الف) کمشنر صاحب گوجرانوالہ کی صوابدید پر رہائشی مکانوں کی کل تعداد 144 ہے۔الاٹمنٹ کی تفصیل(جھنڈی الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل تعداد 144 مکانوں میں سے عدلیہ کے چودہ ججوں/جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کو "اے" اور "بی" ٹائپ رہائش الاٹ کی گئی ہے۔جس کی تفصیل (جھنڈی ج) بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اراضی کی اوسط قیمت میں تفاوت

*1762- چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دفتر کمشنر فیصل آباد میں مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۳ء کو ایک میٹنگ برائے تعین قیمت اراضی چک نمبر ۱۰۵ / آر بی تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد کے مربعہ جات نمبر ۸-۹-۱۰-۱۲-۱۷ /۲ کے لیے منعقد ہوئی تھی اگر ہاں تو اس میٹنگ کے ممبران کے نام بمعہ عہدہ تحریر کیے جائیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کے اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ نے میٹنگ میں اراضی ہذا کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار روپے فی ایکڑ مقرر کرنے کی تجویز دی لیکن قیمت کم ہونے کی وجہ سے دوبارہ اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ کو قیمت کا تعین کرنے کو کہا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ نے قیمت بڑھانے کی بجائے سابقہ اسسٹنٹ کمشنر کی تجویز کردہ قیمت سے بھی کم کر کے پچاس ہزار روپے فی ایکڑ کر دی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے اسسٹنٹ کمشنر نے قیمت کم کرنے کی وجوہات میں تحریر کیا ہے کہ وہاں نہ تو بجلی ہے اور نہ ہی پختہ سڑک ۔جبکہ وہاں سے پختہ سڑک اور بجلی کے علاوہ سیم نالہ بھی گزرتا ہے ۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال(نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) درست ہے۔ میٹنگ مورخہ 93-9-13کے ممبران کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صبغت منصور ڈپٹی کمشنر فیصل آباد

۲۔ غضنفر ضیاء اسسٹنٹ کمشنر سٹی فیصل آباد

۳۔مہر سلطان محمود اسسٹنٹ کمشنر صدر فیصل آباد

۴۔ مسٹر شکیل حسین نقوی اے سی جڑانوالہ

۵۔ رانا وارث علی خان اے سی سمندری

۶۔ رانا ارشاد احمد چغتائی اے ای ٹی او فیصل آباد

۷۔ انور حیات ایکسین بلڈنگ فیصل آباد

۸۔ مسٹر غلام عامر قمر ایکسین حافظ آباد ڈویژن

۹۔ مہر محمد امین ایکسین لوئر گوگیرہ ڈویژن

۱۰۔ مسٹر محمد ظفر اقبال ایکسئن برالہ ڈویژن

۱۱۔ میاں ذوالفقار احمد کالونی فیصل آباد

(ب) درست ہے۔

(ج) اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ نے اپنی رپورٹ مورخہ 5.8.93 میں سال 93-1992ء کی اوسط بیع مبلغ 41938/32 روپے فی ایکڑ تحریر کی اور قیمت بازاری مبلغ 1,20,000 روپے فی ایکڑ تجویز کی جس پر ضلعی تشخیص کمیٹی نے اپنے اجلاس مورخہ 13.9.94 میں یہ کیس واپس کیا کہ قیمت بازاری کم معلوم ہوتی ہے۔اس پر اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ نے اپنی رپورٹ مورخہ 94-2-7 میں

وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا کہ مطابق قواعد قیمت بازاری کا تعین اس تاریخ کے لحاظ سے کیا جاتا ہے جس کو پانی نہری مہیا کیا جاوئے۔چونکہ کیس ہذا میں نہری پانی 18-1-89 اور 3-8-89 کو منظور ہوا۔ اس لیے سال 1988-89ء کی شرح بازاری متعلقہ ہو گی۔ اس لیے سال 1988.89ء کی اوسط بیعہ 26206/40 روپے فی ایکڑ اور شرح بازاری مبلغ پچاس ہزار روپے فی ایکڑ تجویز کی اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ رقبہ زیر بحث پختہ سڑک سے زائد از تین کلومیٹر فاصلہ پر واقع ہے اور اس جگہ ابھی تک بجلی بھی نہیں ہے اس لیے سال 1988-89ء کی قیمت بازاری پچاس ہزار روپے فی ایکڑ ہے البتہ سال 1992-93ء کی قیمت بازاری 1,20,000 روپے فی ایکڑ ہی ہے۔

(د) یہ درست ہے۔

(ہ) قیمت کے تعین کی کارروائی دفتر ڈپٹی کمشنر فیصل آباد میں ہنوز زیر کارروائی ہے جس کے تکمیل کے بعد وصولی کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

مارکیٹ ریٹ کے مطابق اراضی کی قیمت کی ادائیگی

*1763۔ چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر ۱۰۵/آر بی تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد میں مسمیان شیر محمد ولد فضل دین۔رحیم بخش ولد میراں بخش کو بیس سالہ میوب ویل سکیم پر تقریباً ۱۲۴ ایکڑ اراضی الاٹ ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسمیان مذکورہ نے بارانی سکیم کی وجہ سے مبلغ تین سو روپے فی ایکڑ قیمت ادا کر کے بیع نامہ کروالیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیع نامہ میں یہ شرط تھی کہ اگر مسمیان نے نہری پانی حاصل کیا تو وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق زمین مذکورہ کی قیمت کی ادائیگی کریں گے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسمیان مذکورہ نے ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کی طرف سے این او سی کے بغیر ہی نہری پانی مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء سے حاصل کیا ہوا ہے جس کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پانچ سال گزرنے کے باوجود مارکیٹ ریٹ کے مطابق وصولی نہ ہونے کی وجہ کیا ہے اور پانی کے احکامات معطل کیوں نہیں کیے گئے۔ نیز حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) درست ہے کہ اراضی سرکار بر رقبہ ۱۲۲ ایکڑ ۲ کنال ۸مرلہ چک نمبر ۱۰۵/ر ب تحصیل جڑانوالہ میں شیر محمد ولد فضل دین و رحیم بخش ولد میراں بخش کو بحصہ برابر زیر سکیم چاہی تقسیم ہوا اس کا قبضہ بروئے دخل رپٹ نمبر ۲۲۵ مورخہ ۸۷-۲-۸ کو دلایا گیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) مطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ مورخہ ۷ فروری ۱۹۹۴ء کو شیر محمد اور رحیم بخش مذکوران نے محکمہ انہار کو نہری پانی کے اجراء کے لیے درخواست گزاری جو مورخہ ۸۹-۷-۱۸ اور ۱۹۸۹-۸-۹ منظور ہو کر پانی کا اجراء ہوا اس کی بابت سرٹیفکیٹ عدم اعتراض کمشنر فیصل آباد سے حاصل نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی مارکیٹ ریٹ کے مطابق ادئیگی ہوئی ہے۔

(ہ) مارکیٹ ریٹ کے تعین اور قیمت کی وصولی کے لیے کلکٹر ضلع فیصل آباد حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ تاخیر کے لیے متعلقہ ذمہ دار اہلکاران کے بارہ میں تعین کیا جا رہا ہے تاکہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جا سکے۔

آبیانہ اور مالیہ کی وصولی کا طریق کار

*1912۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

زمین داروں سے جو آبیانہ اور مالیہ وصول کیا جاتا ہے اس کا طریق کار کیا ہے اور کیا رقم وصول کرنے پر حکومت کی طرف سے متعلقہ زمین دار کو کوئی رسید جاری کی جاتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ رسید کون سا افسر مجاز جاری کرتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان):

قانون مالیہ زمین ۱۹۶۷ء کے تحت مالیہ زمین کی تشخیص کے دو طریقے ہیں یعنی مستقل،غیر مستقل۔مستقل مالیہ کی صورت میں مقررہ شرح بندوبست کے مطابق پٹواری مال کھیوٹ وار مالیہ کا تعین کر کے دو مساوی اقساط فصل خریف اور فصل ربیع کی ڈھال باچھ مقرر کرتا ہے۔ پٹواری علیحدہ فصل وار آبیانہ کی تشخیص کرتا ہے۔جہاں مالیہ غیر مستقل کا طریق کار رائج ہے وہاں پر کاشتہ رقبہ پر مقررہ شرح کے مطابق مالیہ مال اور آبیانہ کی تشخیص پٹواری نہر کے ذریعے کی جاتی ہے اور پٹواری نہرکھتونی تیار کر کے پٹواری مال کو مہیا کرتا ہے۔ ہر دومستقل اور غیر مستقل صورتوں میں تشخیص کا کام مکمل ہونے پر پٹواری مال اسامیوں کی نمبردار وار چھانٹ کر کے ڈھالباچھ تیار کرتا ہے۔نمبردار کو برائے وصولی تقسیم کر دی جاتی ہے۔اس کے مطابق نمبردار اسامیوں سے واجب الادا رقوم وصول کر کے داخل خزانہ سرکار کراتا ہے۔ نمبردار رسید جاری کرتا ہے۔ اگر نمبردار مقررہ میعاد میں واجبات سرکار داخل کرانے سے قاصر رہے تب ریونیو آفیسر حلقہ نمبردار کے خلاف تعزیزی تدارکات تحت قانون مالیہ زمین ۱۹۶۷ء کا آغاز عمل میں لاتا ہے۔

زمین کی الاٹمنٹ

*1944۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے چٹھی نمبر ۳۱۲ ۔ این ٹی او 95/5/07/ سیکرٹری (ریونیو) بورڈ آف ریونیو کو زمین کی الاٹمنٹ کے بارے میں تحریر کیا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ چٹھی پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور کیا ڈپٹی کمشنر کی سفارش پر عملدرآمد ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مظہر حسین نے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کو درخواست دی کہ واقعہ محتل میانہ تحصیل گوجر خان

ضلع راولپنڈی کی آبادی دیہہ میں ایک غیر مسلم حویلی میں پٹوار خانہ قائم کیا گیا تھا۔ اس پٹوار خانہ میں کوئی پٹواری رہائش پذیر نہ ہے اور یہ اس کے گھر سے ملحقہ ہے۔ پٹوار خانہ اس کو الاٹ کر دیا جائے وہ اس کی قیمت ادا کر دے گا یا اس کی جگہ کے برابر گاؤں کے ساتھ جگہ دے دے گا۔

ڈپٹی کمشنر نے بروئے چٹھی بالا یہ سفارش کی کہ یہ پٹوار خانہ مظہر حسین کو منتقل کر دیا جائے اور خسرہ نمبر 494 موضع مختل میانہ تحصیل گوجر خان میں6 مرلہ جگہ جس میں وہ 12 18 گز جگہ تعمیرکرے گا۔ برائے پٹوار خانہ منتقل کرا دے گا۔ ڈپٹی کمشنر نے نہ تو خسرہ نمبر 494 کی ملکیت کے بارے میں کوئی دستاویزی ثبوت پیش کیا اور نہ ہی پٹوار خانہ تعمیر کرنے کا تخمینہ بنا کر سفارش کے ساتھ بھجوایا۔پٹواری کو ہمہ ریکارڈ طلب کیا گیا۔غلام حیدر پٹواری حلقہ نے مورخہ 24-9-95 کو روبرو سیکرٹری (ریونیو)بیان دیا ہے کہ پٹوار خانہ 6 مرلہ متروکہ اراضی 1947 میں قائم ہے جس میں اس کا دفتر ہے نیز خسرہ نمبر 494 مظہر حسین درخواست دہندہ کی ملکیت نہ ہے۔ پٹوار خانہ اس کے زیر استعمال ہے۔اور اس کے تبادلہ کا کوئی جواز نہ ہے۔

دفعہ 12 آف Displaced Persons Land Settlement) Act,) کے تحت چیف سیٹلمنٹ کمشنر کو یہ اختیار تھا۔ کہ وہ متروکہ اراضی کا تبادلہ کر سکتا تھا۔ تبادلہ کا حکم دیتے وقت متروکہ اراضی پر تبادلہ گرندہ کے قبضہ کو مقدم رکھا جاتا تھا مگر تبادلہ کی اجازت اس صورت میں دی جاتی تھی۔ جب متروکہ اراضی پر تبادلہ گرندہ کا قبضہ ہو۔پٹوار خانہ پر محکمہ مال کا قبضہ ہے۔اور درخواست دہندہ مظہر حسین کا قبضہ نہ ہے۔ مزید آنکہ Displaced Persons Settlement Act,1958 منسوخ ہو چکا ہے اور اس کی بجائے Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) Act,1975 نافذ ہے اس Repeal Act میں متروکہ اراضی بذریعہ تبادلہ نہیں دی جا سکتی فاضل ممبر (ریونیو) اور چیف سیٹلمنٹ کمشنر بورڈ آف ریونیو پنجاب کے احکام کے بعدمظہرحسین کی درخواست خارج کر دی گئی۔ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی اور درخواست دہندہ کو بذریعہ چٹھی مجریہ NO.2553-95/1076/LR. III مورخہ 10-10-95 کے تحت مطلع کر دیا گیا ہے۔

سیلاب سے متاثرہ افراد کو امدادی رقم کی تقسیم

*1958۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے دریائے راوی میں بھی سیلاب آیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے تعاون سے سیلاب سے متاثرہ افراد کو امدادی رقوم دی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے راوی کے کنارے ضلع لاہور میں بسنے والے لوگ بھی متاثر ہوئے ہیں اگر ہاں تو مذکورہ دریا کے کنارے پر رہنے والے سیلاب سے متاثرہ افراد کو حکومت نے کتنی امدادی رقم کن کن متاثرین کو دی ہے ان کے نام بمع ولدیت اور پتہ جات کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو فنڈز کی تفصیل کیا ہے اور اگر نہ میں ہے تو امداد نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز کیا حکومت سیلاب سے متاثرہ افراد کو امداد دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ دریائے راوی میں اس سال سیلاب آیا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے تعاون سے متاثرہ افراد کو امدادی رقوم دینے کے لیے ڈپٹی کمشنر لاہور کو رقوم فراہم کر دی گئی ہیں۔متاثرہ افراد کی حتمی فہرست تیار کی جا رہی ہے جن کو جلد ہی رقوم تقسیم کر دی جائیں گی۔

(ج) ضلع لاہور میں شدید بارشوں کی وجہ سے مانگا منڈی اور گلشن راوی میں واقع طلعت پارک نامی جگہ کے افراد متاثر ہوئے۔ متاثرین کے کھانے وغیرہ پر مبلغ ۴۴۷۰۰ روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ حتمی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں۔

(د) ضلع لاہور کے متاثرہ افراد کو مالی امداد فراہم کرنے کے لیے اب تک مبلغ ۴ لاکھ ۵۵ ہزار روپے ڈپٹی کمشنر لاہور کو فراہم کر دیے گئے ہیں جو جلد ہی متاثرین میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

پراپرٹی کی منتقلی

*1978۔ چودھری محمد عارف چٹھہ: کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۰ء کو محکمہ سیٹلمنٹ کی پراپرٹی نمبر ایس ای۔آر۔۲۵۲ بذریعہ آکشن بڈ پر فارما کے سیریل نمبر ۱۷۳ کے تحت مساۃ بیگم بی بی کو مبلغ ۴۰۰۰ روپے میں فروخت کی گئی اور اسے بذریعہ پی ٹی او نمبر ۸۲۴۱۵۸ مساۃ بیگم بی بی کو منتقل کر دیا گیا جس کا قبضہ مذکورہ نے حاصل کر لیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پراپرٹی کے جعلی کاغذات مسمی حبیب عالم اور نتھو وغیرہ نے محکمہ کے افسران/ اہلکاران کی ملی بھگت سے تیار کیے اور یہ دونوں افراد مذکورہ پراپرٹی کو اپنی ملکیت اور حق ظاہر کر رہے ہیں اور محکمہ کے اہلکاران/افسران کی سرپرستی میں مذکورہ رقبہ کا قبضہ ناجائز طریقوں سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت مذکورہ پراپرٹی کے جعلی کاغذات کی جانچ پڑتال کرنے اور اس میں ملوث اہلکاران و افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) محکمہ بحالیات کے ریکارڈ کے مطابق مسمات بیگم بی بی بیوہ محمد صدیق نے آئٹم نمبر 173 پراپرٹی نمبر 252 میو روڈ لاہور کی نیلامی میں حصہ لیا اور سب سے زیادہ بولی دیکر مبلغ 4000/ روپے میں حاصل کی۔ ریکارڈ کے مطابق مسمات بیگم بی بی نے اپنی کتاب معاوضہ نمبر 224117/3217 اس پراپرٹی کی قیمت کے محاذ جمع کروائی اور اسے پی ٹی او نمبر 824154 (سوال میں دیا گیا پی ٹی او نمبر 824158 درست نہ ہے) جاری کیا گیا اس کے بعد ریکارڈ میں قیمت پراپرٹی کے جمع کرانے یا قبضہ دینے جانے کا کوئی ذکر نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مسمی نتھو اور مسمی حبیب علم کے درمیان دیرینہ قانونی تنازعہ پراپرٹی نمبر 252 میو روڈ لاہور کے ایک حصہ کے بارے میں عدالت ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر (اربن) میں زیر سماعت ہے۔

(ج) پراپرٹی مذکورہ کے مذکورہ حصہ کے بارے میں فریقین کے درمیان محکمہ بحالیات اور عدالت دیوانی میں متعدد فیصلہ جات ہو چکے ہیں اور اب یہ معاملہ عدالت مذکورہ میں زیر سماعت ہے۔ اگر مسمات بیگم بی بی یا اس کے وارثان کا اس پراپرٹی کے بارے میں کوئی استحقاق ہے تو انہیں عدالت موصوف میں زیر سماعت کارروائی میں شامل ہو کر اپنا موقف بیان کرنا چاہیے۔

تاخیر سے آبیانہ کی وصولی کی وجوہات

*2028۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
ضلع منڈی بہاؤالدین میں ربیع (سال) 87-1986ء کی فصل کا آبیانہ سال 1995ء میں وصول کیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو 9/8 سال بعد آبیانہ وصول کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

حکومت پنجاب (ریلیف ڈیپارٹمنٹ) نے بروئے نوٹیفکیشن نمبری 1435/C.R.11-936-87 مورخہ 26 مئی 1987ء ضلع منڈی بہاؤالدین سابقہ تحصیل پھالیہ کا تمام علاقہ آفت زدہ قرار دیا۔ جس کی وجہ سے فصل ربیع 87-1986ء کا آبیانہ و مالیہ وغیرہ معطل کر دیا گیا۔ محکمہ آبپاشی کی سفارشات پر ڈپٹی کمشنر گجرات نے بذریعہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن آبیانہ' مالیہ و دیگر واجبات کی معافی کے لیے مجلس مال کو متحرک کیا اور یہ کہ 1987ء سے یہ معاملہ اعلیٰ حکام کے ساتھ خط و کتابت میں رہا۔ اور 1-7-93 سے تحصیل پھالیہ کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا۔ معاملہ کے جائزہ سے یہ پایا گیا کہ حکومت پنجاب نے صرف فصل گندم ربیع 87-1986ء کے نقصان کی وجہ سے علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا تھا جبکہ دوسری فصلات از قسم کماد اور باغات ثمراد وغیرہ کا نوٹیفکیشن مذکور میں کوئی ذکر نہ تھا۔ اس بارے میں محکمہ آبپاشی سے استفسار کیا گیا اور انہوں نے کھتونی ہائے نہری جو کہ محکمہ مال کے پاس تھیں واپس منگوا کر دونوں اضلاع کا علیحدہ علیحدہ نیا مطالبہ قائم کیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے،

نام ضلع	مالیہ	ترقی فنڈ	لوکل ریٹ	آبیانہ	میزان
گجرات	2,922	876	4,67,260	18,90,641	23,61,699
منڈی بہاؤالدین	68,512	20,968	7,48,776	1,41,37,857	1,49,76,113

بمطابق پیرا 19.52 باب نمبر 19 دستورالعمل کاغذات زمین نہری کھتونی بانے عرصہ چھ سال تک محفوظ رکھی جا سکتی ہیں اس کے بعد قابل تلفی ہوتی ہیں۔اس لئے تمام مواضعاتی کھتونی بانے دستیاب نہ ہو سکیں اور جو دستیاب ہوئیں ان مواضعات کا محکمہ نہر نے دوبارہ آبیانہ تشخیص کر کے برائے وصولی محکمہ مال کو بھیج دیا جس کی بناء پر فصل ربیع 87-1986ء کی وصولی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

بسوں کی تعداد کی تفصیلات

*2041۔ سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب ٹرانسپورٹ بورڈ کے زیر انتظام صوبہ میں چلنے والی بسوں کی کل تعداد کتنی ہے ان بسوں سے ماہانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے اور ان کی مرمت پر کتنے اخراجات آتے ہیں۔

(ب) پنجاب ٹرانسپورٹ بورڈ میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد کیا ہے اور ان ملازمین کی ماہانہ تنخواہ کتنی ہے اور ماہانہ اخراجات کتنے ہیں تفصیل بتائی جائے؛

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی محمد اقبال گھرکی)،

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے زیر انتظام صوبہ میں اس وقت کارپوریشن کی55 بسیں چل رہی ہیں۔جن کی رواں مالی سال کی اوسط ماہانہ آمدن 16.11 لاکھ روپے ہے۔ ان بسوں کی مرمت پر اوسطاً 3.74 لاکھ روپے ماہانہ خرچ ہوتے ہیں۔ نیز ان بسوں کے علاوہ کارپوریشن ہذا 290 پرائیویٹ بسیں لیز پر بین الاضلاعی روٹوں پر چلاتی ہے۔ جس سے اوسطاً ماہانہ آمدن رواں مالی سال کے دوران 41.06 لاکھ روپے ہوئی ہے۔

(ب) (i) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں اس وقت 10060 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان ملازمین کو ماہانہ 317.49 لاکھ روپے بطور تنخواہ ادا کیے جاتے ہیں۔

(ii) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے رواں مالی سال کے اوسط ماہانہ اخراجات 372.87 لاکھ روپے ہیں۔جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ماہانہ تنخواہ	317.49 لاکھ روپے
ادائیگی پنشن	18.03 لاکھ روپے

روزمرہ اوپریشنل اخراجات	19.96 لاکھ روپے
متفرق اخراجات	17.39 لاکھ روپے
میزان	372.87 لاکھ روپے

بھرتی کی تفصیل

*2062۔چودھری عبدالحمید، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
سرگودھا میں سال 1993ء سے لے کر آج تک ڈی سی آفس اور امپرومنٹ ٹرسٹ میں کل کتنے افراد بھرتی ہوئے ہیں اور ان کے نام اور ڈومی سائل کہاں کہاں کے ہیں تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،
اس ضمن میں ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے جو اطلاعات مہیا کی ہیں۔ اس کے مطابق 44 افراد کو ڈپٹی کمشنر آفس میں اور 3 افراد کو امپرومنٹ ٹرسٹ آفس سرگودھا میں تعینات کیا گیاجن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اشٹاموں کی فروخت سے آمدن کی تفصیل

*2067۔ سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔
(الف) سال 1994ء میں اسلام آباد کی حدود میں عدالتی اشٹام/ریونیو ٹکٹ اور جائیداد کی منتقلی کے اشٹام وغیرہ کی فروخت سے کل کتنی آمدنی ہوئی ہے۔
(ب) کیا اس آمدنی میں سے وفاقی حکومت کو بھی کچھ حصہ ادا کیا جاتا ہے یا نہیں اگر ادا کیا جاتا ہے تو اس کا ریشو (RATIO) کیا ہے؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،
(الف) اسلام آباد کے لئے اشٹاموں کی فروختگی خزانہ راولپنڈی سے ہوتی ہے۔سال 1994ء میں راولپنڈی خزانہ سے عدالتی اشٹام ریونیو ٹکٹ اور جائیداد کی منتقلی کے اشٹام وغیرہ کی فروخت سے مندرجہ ذیل کل آمدنی ہوئی ہے۔

۱۔	اشٹام پیپر	22,39,85,099/- روپے
۲۔	کورٹ فیس	01,01,44,596/- روپے
۳۔	رسیدی ٹکٹ	00,65,23,700/- روپے
	میزان	24,06,53,395/- روپے

اشٹام کی فروختگی از دفتر خزانہ راولپنڈی اندرون حدود اسلام آباد کوئی علیحدہ کھاتہ مرتب نہ کیا گیا ہے۔بلکہ کل فروختگی اشٹام کا مشترکہ کھاتہ ہے۔

(ب) آمدن صوبائی اکاؤنٹ کی مد(0270000) میں جمع ہوتی ہے۔اس آمدن میں سے وفاقی حکومت کو کوئی حصہ ادا نہیں کیا جاتا۔

سرکاری رقبہ کا قبضہ نہ لینے کی وجوہات

*2082۔ راجہ سلطان عظمت حیات، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اراضی موضع دھلاں سیداں کھیوٹ نمبر 99 کھتونی نمبر 176 تا 197 اور 197/1 سالم تعدادی 1384 کنال 6 مرلہ اور اراضی واقع موضع جوڑیاں کھیوٹ نمبر 1 کھتونی نمبر 1 تا 25 سالم تحصیل و ضلع راولپنڈی غیر مسلم کے حق میں بیع شدہ رقبہ تھا جو اب بمطابق فیصلہ بعدالت جناب ایڈیشنل کمشنر ریونیو راولپنڈی مورخہ 13 مارچ 1993ء بذریعہ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سنٹرل گورنمنٹ کے نام منتقل ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رقبہ متذکرہ بالا کروڑں روپے مالیت کا ہے اور اس رقبہ پر اینٹوں کے بھٹے بنے ہوئے ہیں جس سے لاکھوں روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈیشنل کمشنر ریونیو راولپنڈی کے فیصلہ اڑھائی سال گزرنے کے باوجود ڈپٹی کمشنر راولپنڈی جو حکومت پنجاب کی جانب سے اس رقبہ کا کسٹوڈین ہے انہوں نے اس رقبہ کا موقع پر آج تک قبضہ نہ لیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے حکومت کو کتنا نقصان ہوا اور اگر نہیں تو رقبہ قبضہ میں لینے کی صورت میں پٹہ سے حکومت پنجاب کو کتنی آمدنی حاصل ہوئی؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان):

(الف) اس حد تک درست نہ ہے کہ رقبہ مندرجہ فقرہ نمبرا غیر مسلم کے حق میں بیعہ شدہ تھا۔مثل حقیت سال 57-1956ء کے مطابق رقبہ زیر بحث مسلم مالکان کے نام درج کاغذات مال ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ مطابق حکم کمشنر صاحب /ایڈیشنل کمشنر صاحب راولپنڈی بذریعہ ڈپٹی کمشنر صاحب موضع دھاماں کا رقبہ تعدادی 54 کینال 8 مرلہ بذریعہ انتقال نمبر 8249 رقبہ تعدادی 784 کینال 8 مرلہ موضع جوڑیاں بذریعہ انتقال نمبر 731 مورخہ 14-3-93 کو بحق سنٹرل گورنمنٹ منتقل ہو چکا ہے اور رقبہ ریکارڈ مال میں بدستور سنٹرل گورنمنٹ کے نام ہے۔جبکہ مالکان نے اس کے خلاف بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور میں اور بعد ازاں عدالت عالیہ راولپنڈی بنچ میں اپیل دائر کر رکھی ہے جس میں حکم معطل ہو چکا ہے اور اپیل زیر ساعت ہے جس میں پیشی 12-2-96 مقرر تھی مگر اس روز مقدمہ کی ساعت نہ ہو سکی۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ رقبہ قیمتی ہے۔جہاں تک بند کا تعلق ہے۔صرف موضع جوڑیاں میں ایک بند موجود ہے۔جبکہ دیگر اراضی سابق مالکان کے قبضہ میں ہے۔جس میں رقبہ کاشت آبادی اور ڈھوک وغیرہ پر مشتمل ہے اور کچھ رقبہ بنجر شکل میں بھی موجود ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ ایڈیشنل کمشنر صاحب کے حکم کے خلاف بورڈ آف ریونیو پنجاب میں اپیل دائر ہونے کے بعد ممبر (ریونیو) نے حکم امتناعی جاری کر دیا تھا اور مختلف تحقیقات بھی ہوتی رہی ہیں۔جبکہ اب عدالت عالیہ سے بھی حکم امتناعی جاری شدہ ہے۔لہذا اس کی موجودگی میں قبضہ حاصل نہ کیا جا سکتا ہے۔

(د) مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر اس پر تبصرہ کی ضرورت نہ ہے۔

نائب تحصیلداروں کی بھرتی

*2299۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری ۱۹۹۳ء سے دسمبر ۱۹۹۵ء تک محکمہ مال میں نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے ہیں۔

(ب) اگر (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو ان نائب تحصیلداروں کے ناموں کی تفصیل بمعہ پتا جات

اور انھیں کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کیا گیا۔ نیز کوئی تحریری امتحان لیا گیا یا نہیں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) جو امیدوار نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے ان کے کوائف ڈویژن وار جھنڈی "الف" پر شامل ہیں۔

جھنڈی "الف"

۱۔ راولپنڈی ڈویژن	۱۔ مسٹر محمد عبدالظہور ولد مرزا خان جونیئر کلرک ڈی سی آفس راولپنڈی کو لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ کے حکم کے تحت کمشنر راولپنڈی ڈویژن /اتھارٹی نے بھرتی کیا۔ کوئی تحریری امتحان نہ لیا گیا۔
۲۔ ملتان ڈویژن	۲۔ کوئی بھرتی نہ کیا گیا۔
۳۔ سرگودھا ڈویژن	۳۔ ۔ایضاً۔
۴۔ لاہور ڈویژن	۴۔ ۔ایضاً۔
۵۔ بہاولپور ڈویژن	۵۔ ۔ایضاً۔
۶۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن	۶۔ ۔ایضاً۔
۷۔ فیصل آباد	۷۔ ۔ایضاً۔
۸۔ گوجرانوالہ ڈویژن	۸۔ ۔ایضاً۔

منڈی بہاؤالدین میں ضلعی کمپلیکس کی تعمیر

*2313۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دیئے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے اور کیا یہاں ضلعی کمپلیکس

تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) کیا حکومت نے اس کمپلیکس کی تعمیر کے لیے زمین خرید کر لی ہے اگر خرید کر لی گئی ہے تو کتنی زمین خریدی گئی اور کس نرخ پر خریدی گئی اور اس کا معیار کیا ہے اور جن قواعد و ضوابط کے تحت زمین خریدی گئی ہے اس کی تفصیل بتائی جائے۔

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)؛

(الف) منڈی بہاؤالدین کو یکم جولائی 1993ء سے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔
ضلعی کمپلیکس تعمیر کرنے کے لیے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(ب) ضلعی کمپلیکس کی تعمیر کے لیے جو زمین acquire کی گئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام موضع / تحصیل	رقبہ حاصل کردہ مرلہ	کنال	قیمت فی کنال	کل قیمت
سوہاوہ بولانی / منڈی بہاؤالدین	۸	۸۶۹	۶٬۷۲۹ روپے	۵۸٬۵۰٬۱۹۳ روپے
واسو /منڈی بہاؤالدین	۱۹	۱۳۰	۱۰٬۷۶۰ روپے	۱۴٬۴۳٬۵۴۷ روپے
میزان	۷	۱۰۰۰	—	۷۲٬۹۳٬۷۴۰ روپے
جمع ۱۵ فیصد چارج Acquisition Charges				۱۰٬۹۴٬۰۶۱ روپے
کل میزان	۷	۱۰۰۰	—	۸۳٬۸۷٬۸۰۱ روپے

یہ زمین زرعی ہے اور Land Acquisition Act/Rules کے تحت حاصل کی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کرایہ نامہ کے نوٹیفکیشن کا اجراء

705۔ میاں معراج دین، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
آیا حکومت نے اندرون شہر اور بیرون شہر چلنے والی ٹرانسپورٹ کا کرایہ نامہ تیار کرنے کے

لیے کوئی نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اگر ہاں تو اس نوٹیفکیشن کی نقل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی محمد اقبال کھرکی)۔

جی ہاں۔ حکومت پنجاب نے اندرون و بیرون شہر چلنے والی گاڑیوں کے کرائے کا نوٹیفکیشن ۲۔ اگست ۱۹۹۴ء کو جاری کیا گیا تھا۔ جس کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کلہ بندی پر عملدرآمد

717۔ کیپٹن ڈاکٹر محمد رفیق، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۶۰-۱۹۵۹ء میں موضع ھذا کی تحصیل وضلع خوشاب کے زرعی رقبہ کی کلہ بندی کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کلہ بندی کے مطابق تاحال ریکارڈ مال تیار کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال کلہ بندی کے مطابق نہ تو نشان دہی کی گئی اور نہ ہی موقعہ پر قبضے تبدیل کرائے گئے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمشنر سرگودھا ڈویژن کو وقتاً فوقتاً کسان بورڈ ضلع خوشاب اور اہل دیہہ کے زمین دار کلہ بندی پر عملدرآمد کرانے کے لیے مطالبہ کرتے رہے ہیں لیکن اس پر کوئی توجہ نہ دی گئی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو 36/37 سال گزرنے کے باوجود ابھی تک کلہ بندی پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت کب تک کلہ بندی پر عمل درآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ کلہ بندی منظور شدہ کے مطابق بندوبست اراضی 79-1978ء مکمل کیا گیا تھا۔ مابعد رجسٹر حقداران زمین سال 84-1983ء، 88-1987ء اور 92-1991ء تیار ہو کر داخل ہو چکے ہیں۔

(ج) دوران بندوبست اراضی سال 79-1978ء جملہ مالکان اراضی کو نشاندہی دے دی گئی تھی۔ مگر

قبضہ جات موقع جزوی طور پر تبدیل ہوئے تھے۔باقی ماندہ مالکان اراضی نے اپنے رقبہ جات میں واقع نشانات مساحت موقع پر منہدم کر دیئے تھے۔جس لیے سالم دیہہ کے قبضہ جات تبدیل نہ ہو سکے۔

(د) یہ درست نہ ہے سال 1971ء سے یکے بعد دیگرے تین بار پٹواری مال حلقہ کے ذریعے نشانات مساحت موقع پر قائم کروائے گئے تھے۔ مگر مالکان نے انہیں موقع پر قائم نہ رکھا تھا۔ اب جناب وزیر اعلیٰ صاحب حکومت پنجاب کے حکم پر مبلغ 3,00,000/ روپے کی خصوصی گرانٹ مہیا کی جا چکی ہے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے بھی منظوری دے دی ہے اور خصوصی عملہ تعینات کر کے تحصیلدار خوشاب کو فوراً نشانات مساحت منہدم شدہ موقع پر بحال کرنے کے لئے پیمائش کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

(ہ) واقعات مندرجہ ضمنات "ب ج د" مذکورہ کی روشنی میں محکمانہ طور پر کوئی تساہل نہ ہوا تھا۔موضع ہڈالی تحصیل وضلع خوشاب کا کل رقبہ زائد از 34000 ایکڑ ہے جس میں سے اکثر رقبہ اندر حدود کمیٹی جوہر آباد و ہڈالی واقع ہے۔ اس رقبہ میں مختلف رہائشی کالونیاں بن چکی ہیں۔ علاوہ ازیں فیکٹری ہائے بھی تعمیر ہیں۔ اندریں حالات سالم دیہہ کی نظر ثانی پیمائش کے لیے کم از کم ایک سال کا عرصہ درکار ہو گا۔

تحصیل دار کے خلاف کارروائی

719۔ چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں معین الرشید عباسی تحصیلدار انتقال اراضی تعینات صادق آباد کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن ملتان اور بہاولپور کی طرف سے کئی بار مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیلدار کو معطل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تا کہ اس کے خلاف صحیح طریقے سے انکوائری کی جا سکے۔

(ج) اگر مذکورہ تحصیلدار کے خلاف مقدمات کا اندراج ہو چکا ہے تو کیا حکومت مذکورہ افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ میاں معین الرشید عباسی موجودہ افسر اشتمال صادق آباد کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن تھانہ ملتان نے اس کی تعیناتی بطور تحصیلدار (بندوبست) حاصل پور کے دوران تین عدد مقدمات درج کیے۔ جن کی تفصیل جھنڈی "الف" پر موجود ہے۔

(ب) ہر سہ مقدمات میں الزامات اس وقت کے ہیں جب معین الرشید عباسی تحصیلدار (بندوبست) حاصل پور تعینات تھا۔مذکورہ مقدمات میں معین الرشید عباسی تحصیلدار نے سپیشل جج انٹی کرپشن بہاولپور سے ضمانت قبل از گرفتاری منظور کروا لی۔ تحصیلدار نہ تو گرفتار ہوا اور نہ ہی مذکورہ مقدمات کی سماعت شروع ہوئی۔ محکمہ انٹی کرپشن / کمشنر ملتان و بہاولپور نے بورڈ آف ریونیو پنجاب کو ملزم کی معطلی کے بارہ میں بھی تحریر نہ کیا ہے۔مقدمہ نمبر 71/93 ایف آئی آر کے بارے میں ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن ملتان نے کمشنر بہاولپور کو (Sanction for Prosecution) اجازت برائے سماعت مقدمہ کے لئے لکھا۔ مگر کمشنر بہاولپور نے مقدمہ کی سماعت کی منظوری نہ دیتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ تمام درخواستوں میں گواہ رشتہ دار ہیں یا ایک ہی برادری کے ہیں۔ پٹواری کی تعیناتی کا اختیار صرف اسسٹنٹ کمشنر کو ہے۔ جس سے محکمہ بندوبست کا کوئی تعلق نہ ہے۔ درخواستیں / مقدمہ حقیقت پر مبنی نہ ہے دیگر دو مقدمات میں محکمہ انٹی کرپشن نے کسی ذریعے سے محکمہ ریونیو کو سفارشات نہ بھیجی ہیں۔ ان حالات میں محکمہ نے تحصیلدار میاں معین الرشید عباسی کے خلاف کسی محکمانہ کارروائی کا تحرک نہ کیا ہے۔

(ج) اس کا جواب جزو (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

جھنڈی (الف)

(1) مقدمہ ایف آئی آر نمبر 343/93 بجرم 5(2)47/PCA,161/PPC مورخہ 25 اکتوبر 1993ء کو تھانہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ملتان میں درج ہوا اس کی رو سے انتقال نمبر 4007 بابت تبادلہ اراضی چک نمبر 17/FW کی تصدیق کے وقت تحصیلدار معین الرشید عباسی نے اعتراض کیا کہ فضل حسین نابالغ ہے مگر -/1500 روپے رشوت لے کر انتقال منظور کر لیا۔

(2) مقدمہ ایف آئی آر نمبر 70/93 بجرم 5(2)47/PCA,468/PPC,409/467 مورخہ 26 دسمبر

1993ء کو تھانہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ملتان میں درج ہوا جس کی رو سے تحصیلدار معین الرشید عباسی نے انتقال نمبر 1209 چک نمبر 47/FW کا زرثمن /360000 روپے کی بجائے صرف /60,000 روپے تحریر کیا اور /18,300 روپے فیس انتقال وصول کی جبکہ صرف 3057 روپے داخل خزانہ سرکار کروائی اور باقی رقم خورد برد کر گیا اسی طرح انتقال نمبر 1210 چک نمبر 17/FW میں /90000 روپے زرثمن تحریر کیا اور /4590 روپے فیس انتقال وصول کی جبکہ /15,000 روپے زرثمن تحریر کیا اور 762 روپے فیس داخل خزانہ سرکار کی اور باقی رقم خورد برد کر لی۔

(3) مقدمہ نمبر ایف آئی آر نمبر 71/93 بجرم 5(2)47/PCA 161/PPC مورخہ 26 دسمبر 1993ء کو تھانہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ملتان میں درج ہوا جس کی رو سے محمد عارف سے مبلغ /5000 روپے رشوت وصول کی کہ اس کو پٹواری تعینات کروا دے گا مگر نہ ہی محمد عارف کو پٹواری بھرتی کروایا اور نہ ہی پانچ ہزار روپے واپس کیے۔

چاہ باؤی والا میں چھپڑ کے لئے مختص اراضی پر ناجائز قبضہ

765۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چاہ باؤی والا تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں چھپڑ کے لیے اراضی مختص کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو اس مقصد کے لیے کتنی اراضی مختص تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو اراضی چھپڑ کے لئے مختص کی گئی تھی اس پر اس گاؤں کے چند بااثر افراد نے ناجائز قبضہ کر کے تعمیرات کی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے گاؤں کا گندہ پانی گلیوں میں کھڑا رہتا ہے اور گاؤں کے لئے سخت مشکلات کا باعث بن رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی جو کہ چھپڑ کے لیے مختص تھی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) موضع چاہ باؤی والا کے مربع نمبر 45 کلہ نمبر 9 رقبہ تعدادی چار کنال میں غیرممکن چھپڑ موجود

ہے جہاں گاؤں کا گندہ پانی کھڑا رہتا ہے۔ جو نکاسی آب کے لیے عرصہ دراز سے استعمال ہو رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ علاقہ کے بعض افراد نے غیر قانونی طور پر تعمیرات اسی چھپڑ کے رقبہ میں کی ہوئی ہیں۔ مزید یہ کہ مطابق ریونیو ریکارڈ یہ رقبہ غیرمسلم اوقاف کی ملکیت ہے اور موقعہ پر اس وقت کوئی تعمیر نہ ہو رہی ہے۔

(ج) چونکہ رقبہ مذکورہ محکمہ غیرمسلم اوقاف کی ملکیت ہے لہٰذا محکمہ مال کی جانب سے ناجائز قابضین کی بے دخلی کی کارروائی نہ ہو سکی ہے البتہ فصل ربیع 1996ء کی گرداوری کے بعد محکمہ مذکورہ کو ناجائز تعمیرات کے بارے میں آگاہ کر دیا گیا ہے مزید کارروائی بابت بے دخلی ناجائز قابضین محکمہ غیر مسلم اوقاف کی جانب سے رسمی استدعا کے بعد کی جائے گی۔

افسران کے عہدوں کے ساتھ "صاحب" کا لفظ لگانے سے متعلق جناب سپیکر کی رولنگ

سید تابش الوری : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیے۔

سید تابش الوری: جناب والا! آپ کو یاد ہو گا آپ نے ایک بہت اہم رولنگ دی تھی جس میں یہ کہا تھا کہ انگریز کے زمانے سے جو کمشنر بہادر ، کمشنر صاحب ، ڈپٹی کمشنرصاحب ، ایڈیشنل کمشنرصاحب ، ڈی آئی جی صاحب بہادر لکھا جاتا ہے یعنی منصب کے ساتھ یہ جو صاحب یا بہادر لگانا ہے یہ کسی طور پر جائز نہیں ہے اور یہ انگریز کی یاد گار ہے تو آئندہ منصب کے ساتھ صاحبان یا صاحب کا لفظ استعمال نہ کیا جائے لیکن ابھی جس سوال پر آپ نے ایک کمیٹی نامزد فرمائی ہے اسی سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے " ڈپٹی کمشنرحضرات ، اسسٹنٹ کمشنرصاحبان ، کمشنرحضرات۔ تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کی وہ جو بہت اہم رولنگ ہے اس پر عمل در آمد نہیں ہو رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر : سید تابش الوری صاحب کی بات درست ہے ۔ میں نے واقعی رولنگ دی تھی لیکن محکموں نے اس پر عمل نہیں کیا ۔ آج پھر ان کو یاد دہانی کے لیے میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ آئندہ کوئی محکمہ کسی افسر کے ساتھ صاحب یا صاحب بہادر کا لفظ نہ لکھے ! گر لکھا ہو تو اسمبلی سیکرٹریٹ اس کو delete کر دے ۔

جناب عبدالرشید بھٹی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیے ۔

جناب عبدالرشید بھٹی : جناب والا ! جیویں الوری صاحب نے "انگریز بہادر" دا ذکر کیتا اے ۔ ایسے حوالے نال مینوں وی اک گل یاد آ گئی اے ۔ کجھ مہینے پہلے پوری اسمبلی نے اور جناب نے خصوصی مہربانی فرمائی تے "پگ" واسطے پورے ہاؤس نے ، پورے پنجاب لئی ، پورے پاکستان لئی اک قرار داد پاس کیتی سی اور حکومت نوں direct کیتا سی کہ تُسیں ہوٹلاں دے وچ یا جتھے جتھے وی پگاں دی تذلیل کیتی جا رہی اے اینوں ختم کیتا جائے لیکن سوائے اسمبلی توں پورے پاکستان وچ ، پنجاب وچ ، لاہور وچ even اج تیکر اس قرار داد اُتے عمل درآمد نئیں ہویا ۔ اُوہ قرار داد جیہڑی کہ اپوزیشن اور حکومتی دوستاں نے متفقہ طور تے یعنی پورے ہاؤس نے متفقہ طور تے پاس کیتی سی اج تیکر ایس اُتے کوئی عمل درآمد نہیں ہویا ۔ میں سمجھنا کہ ایہہ توہین صرف میری نئیں بلکہ پورے ہاؤس دی توہین اے ۔ میں اج تہانوں گزارش کراں گا کہ حکومت کولوں مکمل طور تے کیونکہ ایس دن میرے خیال وچ گول مول گل رہ گئی سی ۔ اس دن اینہاں کولوں اساں کوئی پکی یقین دہانی نئیں لئی ۔ اج اینہاں کولوں تسیں پکی یقین دہانی کراؤ ۔ کم از کم پنجاب حکومت اپنے صوبے دے وچ تے ایس قرار داد اُتے عمل کرائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : بھٹی صاحب ! مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بڑی بڑی خامیاں ہیں ۔ بڑی بڑی چیزوں کی اصلاح کی ضرورت ہے ۔ ہم یک دم یہاں بیٹھ کر سب کچھ ٹھیک نہیں کر سکتے ۔ ابھی ایئر کنڈیشنرز کی بات ہوئی ہے ۔ آپ پہلے اس کو کر لیں ۔ میں نے وہ بات کی تھی لیکن صبح ہمارے سپیکر محمد حنیف رامے صاحب تشریف لے آئیں گے آپ ان کے سامنے یہ مسئلہ بیان کرنا ۔ وہ اس پر اپنا فیصلہ کریں گے ۔

جناب عبدالرشید بھٹی : جناب والا ! بڑی بد قسمتی والی گل اے ۔ سانوں تہاڈے توں بڑیاں امیداں وابستہ نیں ۔ تسیں ایس اسمبلی دے وچ اک دو اچھے فیصلے کیتے نیں ۔ اسیں ہر روز جو کجھ کرنے آں اوہدا کیسے نوں کناں فائدہ پہنچ رہیا اے ایس توں ساری عوام وی آگاہ اے ، تسیں وی آگاہ او تے اسیں سارے دوست وی آگاہ ہیگے آں ۔ پگ نال کوئی پنجاب نئیں جاگ پینداں ۔ نہ ای ایندے نال کوئی

مسئلے حل ہو جاندے نیں۔ مسئلے اوسے طراں ای رہندے نیں لیکن ایہہ اک معمولی جئی گل اے جیندے اُتے نہ تہاڈا نہ حکومت دا کوئی ول خرچ ہوناں اے۔

جناب قائم مقام سپیکر : بھٹی صاحب ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کل سپیکر صاحب آ جائیں گے تو پھر ہم بیٹھ کر ایسی بات کریں گے جس پر عمل درآمد بھی ہو گا۔ اس لیے مہربانی سے تشریف رکھیں۔

"ہن توں سارے مسئلے ایتھوں حل نہ کروا"

جناب عبدالرشید بھٹی : ہن تسیں بڈھے ہو گئے او تے تہانوں ہن کجھ نئیں ہوندا۔ ہن تسیں پہلے وی لگ جاؤ گے تے کی ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ مہربانی سے تشریف رکھیں۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 3 ، میاں انتصار حسین بھٹی صاحب کی ہے۔ یہ پیر تک pending ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 12 ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔ کیا ارشد عمران سلہری صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

میاں معراج دین : جناب والا ! وہ عصر کی نماز پڑھنے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگر وہ نماز پڑھنے گئے ہیں تو اس کو pending رکھ لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13 انعام اللہ خان نیازی صاحب کی ہے۔

شیخوپورہ میں کمرشل سرکاری اراضی کی ناجائز الاٹمنٹ

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 10-4-96 کے مطابق سینئر وزیر نے شیخوپورہ میں کروڑوں کی کمرشل اراضی زمین پر اپنے چہیتوں کے ذریعے قبضہ کرا دیا۔ کروڑوں روپے کی یہ سرکاری زمین متعلقہ محکمے یا اعلیٰ اتھارٹی کی اجازت اور قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف اور صرف سینئر وزیر کے ایک اشارے پر راتوں رات 38 دکانوں میں تبدیل کر کے اپنے من پسند افراد کے نام پر

معمولی کرائے پر دے دی گئیں اور اندر کھاتے ان دکانوں کو دس لاکھ روپے فی دکان کے حساب سے فروخت کیا گیا اور کاغذات میں ان قیمتی .دکانوں کا دو سو سے دو سو پچھتر روپے فی ماہ کرایہ شو کیا گیا۔ اس سکینڈل کا انکشاف ہونے کے بعد سینئر وزیر محکمہ زراعت پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ الاٹمنٹ کو ریگولرائز کیا جائے۔ سینئر وزیر کی اس غیر قانونی کمرشل سرکاری اراضی زمین پر قبضہ کرنے سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اورغم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب طارق بشیر چیمہ اس کا جواب دیں گے۔

وزیرخوراک و زراعت(چودھری طارق بشیر چیمہ)، یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ شیخوپورہ نے غلہ منڈی شیخوپورہ میں سرکاری زمین پر 38 عدد پلاٹ محکمہ یا اعلیٰ اتھارٹی کی اجازت اور قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مختلف لوگوں کو الاٹ کر دیے تھے۔ محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے فوری کارروائی کرتے ہوئے مذکورہ بالا الاٹمنٹس کو منسوخ کیا ہے اورمتعلقہ اہلکاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے ۔ میں اس میں تھوڑی سی گزارش کر دوں کہ نہ صرف یہ کہ وہ الاٹمنٹس کینسل کی ہیں بلکہ مارکیٹ شیخوپورہ کا جو ایڈمنسٹریٹر تھا he has been placed under suspension اور باقاعدہ اس کی ایک سمری چیف سیکرٹری کو move کی ہوئی ہے تاکہ E&D رولز کے تحت اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ وہ الاٹمنٹ کینسل ہو چکی ہے اور شیخوپورہ مارکیٹ کے جو انچارج کمیٹی ہیں ان کو محکمے نے لکھا ہے کہ فوری طور پر اس زمین کا قبضہ واپس لیا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا ! اب جبکہ وزیر موصوف نے ------

حاجی عبدالرزاق ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! اسمبلی کے اندر اسمبلی لگی ہوئی ہے آپ توجہ فرمائیں۔ ایک اسمبلی تو آپ نے لگائی ہوئی ہے اور ایک اسمبلی کے اندر اسمبلی لگی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ نیازی صاحب وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے اس کے پیش نظر آپ مطمئن ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں وضاحت نہیں چاہتا۔ میں نے تو پھر فیصلہ دینا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا تو پھر میرا فیصلہ سن لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا۔

جناب قائم مقام سپیکر، فیصلہ سنیں۔

وزیر خوراک و زراعت، جناب والا! اگر آپ مجھے ایک منٹ اجازت دیں تو ـــــ

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر میں ان کو بھی بولنے دوں گا۔

وزیرخوراک وزراعت، ان کو بولنے دیں۔ ان کے بولنے پر مجھے اعتراض نہیں ہے۔آپ بے شک انھیں موقع دیں لیکن میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کسی سرکاری اہلکار نے ایک غیر قانونی اور غلط حرکت کی ـــــ

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بیٹھیں اور میری بات سنیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ Remedy of the grievance is available under the normal law of the land. Item appearing in a newspaper not to form basis of an Adjournment Motion. لیکن ہم نے وزیر موصوف کو سنا ہے اس کے بعد جو صورت حال ہے وہ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو admit کر کے ہاؤس کا دو گھنٹے وقت وقف کروں لہٰذا میں اس کو out of order قرار دیتا ہوں۔جی اگلی تحریک التوائے کار ـــــ

جناب انعام اللہ خان نیازی، ***

جناب قائم مقام سپیکر، آپ چیلنج نہیں کر سکتے۔ میں اجازت نہیں دوں گا۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں۔ نیازی صاحب ایک منٹ۔ یہ مائیک بند کر دیا جائے اور یہ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔ دیکھیں آپ میری ذات کو لا رہے ہیں۔ آپ ایسا نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔میری بات تو سنیں میری بات تو سنیں۔ تشریف رکھیں میں نے ایک رولنگ دے دی ہے۔ ایک منٹ ـــــ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ مجھے بھی ملوث کر رہے ہیں میں اس

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

کو چیمبر میں بھی kill کر سکتا تھا یہاں آنے ہی نہ دیتا ـــــ ایسے نہ کریں۔ آپ سپیکر کو اس طرح address نہیں کر سکتے۔ آپ کی مہربانی۔ آپ کا شکریہ' آپ کی بڑی نوازش ہے۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس پر نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، پہلے ارشد عمران سلہری صاحب ان کے بعد وصی ظفر صاحب۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میری تحریک التوائے کار نمبر 12 جو کہ اس سے پہلے تھی لیکن میں ہاؤس سے باہر تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے pending رکھی ہوئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پیش کردوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اجازت ہے۔

بلدیہ عظمیٰ لاہور میں مالی بدعنوانی

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کو رواں مالی سال میں 331 ملین روپے خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس سے بلدیہ کے ترقیاتی منصوبہ جات بری طرح متاثر ہو گئے ہیں۔ یہ کمی کارپوریشن کے مختلف شعبوں میں عملہ کی بد نظمی اور لوٹ مار کے باعث ہوئی ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ محصول چونگی میں 40 ملین روپے' پراپرٹی ٹیکس میں 111 ملین روپے' جائیداد کی خرید و فروخت میں 31 ملین روپے' بلڈنگ پلاننگ میں 9.6 ملین روپے اور خطرناک جائیدادوں کی مدمیں 29 ملین روپے کم وصول ہوئے ہیں یہ سب کچھ عملہ کی لوٹ مار اور بد نظمی کا نتیجہ ہے۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں

بھی شائع ہو چکے ہیں ۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذ کرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب اس کا جواب آپ دیں گے ؟

وزیر قانون، جی ہاں

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون، جناب والا! ایک تو اس کا یہ جواب ہے کہ ہم نے اس دفعہ کرپشن پر بحث رکھی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کس پر؟

وزیر قانون، کرپشن پر بحث رکھی ہوئی ہے جو کہ کل ہونی ہے لیکن اگر اس کے باوجود بھی اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ رول 67(e) کے تابع hit ہو گی۔ کرپشن پر بحث کے لیے ایک دن رکھا ہوا ہے۔میرے خیال میں غالباً آپ بھی اس کمیٹی میں تھے کرپشن پر' لاء اینڈ آرڈر پر اور تعلیمی ماحول پر بحث رکھی ہوئی ہے لہذا یہ 67(e) کے تحت hit ہوتی ہے۔ جب ایک matter ہاؤس میں discuss ہونا ہو تحریک التوائے کار میں بھی discuss ہونا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ اس کے تابع hit ہوتی ہے لہذا میں اسے rule out قرار دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس ایوان میں متعدد بار کہا گیا ہے کہ سینئر منسٹر کرپٹ ہے میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ غریب طبقے سے تعلق رکھتا ہے ادھر جب جاگیر دار سینئر وزیر رہے تو کوئی بھی نہیں بولا اور نہ کسی نے سینئر وزیر ہونے پر اعتراض کیا۔ ہم جب pure پیپلز پارٹی کے درمیانے طبقے کے لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں تو ایک مخصوص جاگیر دار اور سرمایہ دار طبقہ problem میں آ جاتا ہے اور یہ سارا خمیازہ اس problem کا ہے

اور جو یہ کرتے ہیں یہ سارے اس کے ایجنٹ ہیں ۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں یہ chapter close ہو گیا ہے اور میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سنیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! اگر یہ سینئر وزیر کے بارے میں صفائیاں پیش کریں تو مجھے بھی بتانے دیں کہ نچلے طبقے سے آنے والے شخص نے پورے پنجاب کو دلالوں کی منڈی بنا کر رکھ دیا ہے ۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ۔ ایسے نہ کریں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ سینئر منسٹر کی کرپشن کی بات کرتے ہیں۔ آپ اخباروں میں وہ داستانیں پڑھ لیں کہ سینئر وزیر نے کہاں کہاں پراپرٹی پر قبضے کر رکھے ہیں ۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب یہ شرارت آپ نے کی ہے ۔ میں نے matter کو close کر دیا تھا کنٹرول کر لیا تھا لیکن آپ نے خواہ مخواہ اس پر پٹرول پھینکا۔۔۔۔۔۔ وصی ظفر صاحب آپ بیٹھ جائیں میں نیازی صاحب کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بیٹھ جائیں (قطع کلامیاں) اگر ایسی بات ہے تو پھر میں ہاؤس کو adjourn کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آپ سینئر منسٹر کی کرپشن پر پردہ ڈالنے کے لیے ہاؤس کو adjourn کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں دونوں ممبران وصی ظفر اور انعام اللہ کو کہتا ہوں کہ ہاؤس سے نکل جائیں ۔ ہاؤس سے باہر جائیں۔ انعام اللہ صاحب آپ بھی اور وصی ظفر صاحب بھی ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔ آپ دونوں صرف پانچ منٹ کے لیے ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

(اس مرحلے پر معزز ارکان اسمبلی چودھری محمد وصی ظفر اور جناب انعام اللہ خان نیازی ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 ارشد عمران سلہری اور میاں فضل حق کی طرف سے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری نمبر 15

مخدوم اشفاق احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چودھری وصی ظفر صاحب نے فرمایا کہ جب ایک جاگیر دار سینئر منسٹر تھا تو میں اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ وہ جاگیر دار سینئر منسٹر کون تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے اس مسئلے پر دو فاضل اراکین کو ایوان سے باہر نکالا ہے خدا کے لیے ایسی صورت حال دوبارہ پیدا نہ کریں۔ مہربانی۔

مخدوم اشفاق احمد، جناب والا! آپ وضاحت تو کریں یہ سینئر منسٹر کون تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پھر کوئی ایسی متنازعہ بات کر دیں گے جس سے کوئی نئی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ ارشد عمران سلہری۔

لاہور کے سینما گھروں میں فحش فلموں کی نمائش

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب سپیکر! ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں ثقافت کے نام پر جو سیلاب امڈ آیا ہے اس نے پورے معاشرہ کی جڑیں کھوکھلی کردی ہیں۔ لاہور کے سینما گھروں کے مالکان نے محکمہ ثقافت، محکمہ ایکسائز اور ضلعی انتظامیہ کے اہلکاروں سے "مک مکا" کرکے غریب عوام کو سستی تفریح کے نام پر بے ہودہ اور لچر فلمیں دکھا کر نوجوان نسل کو بے راہ روی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ علاوہ ازیں سینما گھروں کے مالکان نے ایکسائز انسپکٹروں کی ملی بھگت سے ٹکٹوں کی قیمتیں بھی مقررہ ریٹ سے زیادہ وصول کرنی شروع کردی ہیں۔ حال ہی میں چند فلم بین شائقین نے بتایا ہے کہ لاہور کے گلستان اور رتن سینماؤں میں جو حال ہی میں فلمیں نمائش کے لیے ریلیز ہوئی ہیں وہ نہ صرف نوجوان نسل کو فحاشی کی طرف مائل کررہی ہیں بلکہ حکومت کی طرف سے ٹکٹوں کے مقرر کردہ ریٹ سے دس روپے سے پندرہ روپے تک زیادہ وصول کیے جارہے ہیں اور ثقافت کے نام پر معاشرہ کو بگاڑا جارہا ہے اور لوٹ مار کا بازار

بھی گرم کر رکھا ہے ۔اس سے نہ صرف صوبہ بھر کے عوام میں بلکہ پورے ملک میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب والا! یہ جو تحریک التوائے کار ہے۔ اس میں دو تین پہلو ہیں ایک تو یہ کہ جہاں تک کوئی فلم لچر ہے یا غلط ہے وہ specific نہیں ہے۔ اگر کسی خاص فلم کا ذکر کرتے تو اس کا جواب دیا جا سکتا تھا یا اس کے خلاف کارروائی بھی کی جا سکتی ہے۔ یہ ایک جنرل سٹیٹمنٹ ہے۔ جناب والا! مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں ایک سنسر بورڈ بنایا ہوا ہے جو فلموں کو سنسر کرتا ہے۔ اگر کسی خاص فلم پر ان کو اعتراض ہے تو اس کا ذکر تحریک کے اندر ہونا چاہیے تھا۔ دوسری بات جناب والا! ٹکٹوں کے متعلق کہی گئی ہے۔ اگر کسی فلم پر بہت زیادہ رش ہے یا وہ عوام میں بہت زیادہ مقبول ہے تو اس پر کئی دفعہ تو بلیک ہوتی ہے' گورنمنٹ اس چیز کی مجاز ہے کہ اس کا ٹکٹ بڑھا دیا جائے اور اگر ٹکٹ بڑھا دیا جائے تو پھر اس کا گورنمنٹ کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور وہ ایک regularise چیز ہوتی ہے اور یہ ماضی میں کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ اگر کسی فلم کی لمبائی زیادہ ہے یا اس کی کوئی خاص وجوہات ہیں تو اس کی ٹکٹ بڑھائی جاتی رہی ہے۔ دوسرا میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ کوئی specific بات سامنے نہیں آئی جس کا میں جواب دے سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس سٹیٹمنٹ کے بعد آپ مطمئن ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا اور پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک specific ہے اور اس میں خصوصی طور پر گلستان سینما اور رتن سینما کا نام لکھا گیا ہے اور اس سینما میں اس وقت جو فلمیں لگی ہوئی ہیں ان کا بھی ذکر ہے۔ جناب والا! اس میں بلیک اس طرح ہوتی ہے کہ کھڑکی کھلنے کا جو وقت ہوتا ہے اس وقت وہ کھڑکی نہیں کھولی جاتی اور خود ساختہ رش لگا کر بتایا جاتا ہے کہ اس فلم پر بہت رش ہے۔ اس طرح لائن لگ جاتی ہے اور کچھ وقت کے بعد کھڑکی کو کھولا جاتا ہے اس کے بعد جب رش بڑھ جاتا ہے تو پھر بلیک میں ٹکٹیں فروخت کی جاتی ہیں۔ اس لیے میں یہاں عرض کروں گا کہ جس اخبار کا ہم نے حوالہ دیا ہے اس میں ایک خاتون فائزہ خان جو

ڈیفنس سوسائٹی لاہور کی رہنے والی ہے انہوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ میں وہاں پر فلم دیکھنے گئی اور وہاں پر کھڑکی کھلنے کا جو وقت تھا اس وقت پر کھڑکی نہیں کھلی وہ منیجر کے پاس گئی وہ اس وقت موقع پر موجود نہیں تھا۔ عملے نے خود ہی مل ملا کر رش اتنا کر دیا کہ جب فلم شروع ہونے میں تھوڑا عرصہ رہ گیا تو اس وقت منیجر صاحب بھی وہاں پر آ گئے۔ اس طرح سے جو ٹکٹ دس روپے کا تھا وہ بیس روپے میں اور جو ٹکٹ بیس روپے کا تھا وہ چالیس روپے میں فروخت کیا گیا۔ اس طرح سے جناب والا! وہاں پر عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ اس تحریک میں ہم نے خصوصی طور پر سینما مالکان کا اور محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا بھی خصوصی طور پر ذکر کیا ہے اور جناب سپیکر! اس وقت پورے لاہور کے سینماؤں کا یہی حال ہے۔ پورے لاہور کے عوام جو سینماؤں میں فلمیں دیکھنے کے لیے جاتے ہیں اس کرپشن اور بد عنوانی سے پریشان ہیں اور تنگ آ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ صفائی کی حالت بھی وہاں پر ابتر ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ میاں فضل حق

میاں فضل حق، جناب والا! میرے اس سلسلے میں دو نکات ہیں جو میں جناب کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ سینماؤں میں حکومت کے مقرر کردہ نرخ سے چارجز زیادہ وصول کیے جاتے ہیں۔ دوسری بات جو سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر ایسی فلمیں دکھائی جا رہی ہیں جو معاشرے کو خراب کر رہی ہیں اور نوجوان نسل کو temptation کے لیے بتایا جاتا ہے کہ وہاں پر کس قسم کی فلم ہے اور بلیک میں ٹکٹ بیچے جاتے ہیں۔ جو میں نے یہ کہا ہے کہ فلم کس قسم کی دکھائی جاتی ہے تو وزیر موصوف سے ایک متوقع جواب آتا ہے کہ سنسر بورڈ سنٹرل سنسر بورڈ ہے اس لیے ہمارے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کو لازمی طور پر ایک moral conduct ہے اور اس کو یہ بات واضح کرنی چاہیے کہ کس قسم کی فلمیں ریلیز ہونی چاہئیں۔ اصل بات معاشرے کو خراب کرنے کی ہو رہی ہے اور میرا بنیادی نکتہ بھی یہی ہے آگے جو ٹکٹوں کی بلیک کا ذکر آیا ہے تو وہ بھی اسی لیے آیا ہے کہ لاہور کے بیشتر سینماؤں میں جب اس قسم کی فلمیں لگتی ہیں تو وہاں پر بلیک ہوتی ہے۔ اس لیے میرے معزز دوست جو سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وزیر قانون کو اس بات کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ اگر آپ اس سلسلے میں دو گھنٹے کی

بحث بھی رکھ دیں تو اس کا اثر نہیں ہوگا اس لیے اسے سنجیدگی سے لیں اور پنجاب حکومت کی طرف سے مرکز کو تجاویز جانی چاہییں کہ سنسر بورڈ ایسی فلمیں پاس کرے جس سے ہمارا معاشرہ خراب نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ.....

جناب قائم مقام سپیکر ، خواجہ صاحب وہ فاضل اراکین تو محنت کر کے تحریک التوائے کار اسمبلی میں دیتے ہیں اور آپ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اپنا مقصد پورا کر لیتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! میں رنجیت سنگھ کے دربار کا شالی باجا ہوں اور میرے یہ دوست جو تحریکیں دیتے ہیں میں ان کے پیچھے پیچھے بھاگتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ پھر ان کو کہہ دیا کریں کہ آپ کا نام بھی لکھ دیا کریں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! کیا بتائیں آپ کو وہاں پر بھی دو نمبر کام چلتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ شعر پڑھنا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود ، نہیں میں شعر نہیں پڑھنا چاہتا میں یہ حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں بڑے بڑے ہوٹل جہاں پر شراب کی اجازت ہے اور بڑے بڑے سینما جہاں پر یہ ایکسائز انسپکٹر لگتے ہیں ایک ایک انسپکٹر کو لگانے کے لیے دس دس لاکھ روپے رشوت لی جا رہی ہے۔ جناب والا! میں حقیقت بیان کر رہا ہوں جب کوئی انسپکٹر دس لاکھ روپے رشوت دے کر کسی ہوٹل میں لگے گا یا کسی سینما میں لگے گا تو وہ گورنمنٹ کو ایکسائز ڈیوٹی اکٹھی نہیں ہونے دے گا۔ جناب والا! بعض سینما والے تینوں شو کا ایکسائز ٹیکس مل کر کھا جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ میری بات سنیں اس کو آپ کسی ایسے رنگ میں لائیں جس سے ہم اس پر باقاعدہ بحث کریں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! بحث تو یہی چل رہی ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کروڑوں روپے اربوں روپیہ سیاست دان کھا رہے ہیں لاکھوں روپے روزانہ بیوروکریٹ کھا رہے ہیں اور اگر یہ دس پندرہ روپے غریب آدمی اپنی غربت کو دور کرنے کے لیے ٹکٹ بلیک کر لیتا ہے تو جرم بن جاتا ہے؟

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالات کے مطابق یہ کوئی جرم نہیں۔ جس کی چھ سات بیٹیاں ہیں چار پانچ بیٹے ہیں وہ اگر اپنا گھر چلانے کے لیے دس پندرہ روپے ہیر پھیر کر لیتا ہے اس میں کوئی جرم نہیں ہے۔ بس میں یہ بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

وزیر پارلیمانی امور (جناب محمود اختر گھمن)، کیا یہ خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔

وزیر پارلیمانی امور، صحیح کرپشن پر بحث تھی۔ اگر خواجہ صاحب حصہ لینا چاہتے تو لے سکتے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کئی فاضل ارکان ایسے ہیں جو کسی کی نہیں سنتے۔ زبردستی کھڑے ہو کر اپنی بات کر دیتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، اور جناب ان کو سپیکر کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

وزیر قانون، اور یہ خواجہ صاحب کی privilege motion ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، انعام اللہ خان نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ کے کہنے پر میں باہر چلا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی مہربانی شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، لیکن آپ براہ مہربانی ایک بات کا یہاں پر فیصلہ کرلیں۔ کہ آیا آپ نے اس سپیکر کی کرسی کو ان کو بچانے پر صرف کرنا ہے یا ایوان چلانا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ بیٹھیں۔ اب میری بات سنیں۔ آپ نے مجھ پر الزام تو لگا دیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! میں تو آپ کی کرسی کا احترام کرتے ہوئے باہر چلا گیا۔ لیکن آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ بھی براہ مہربانی ان چیزوں کا، ان حالات کا احترام کریں جن حالات کے سہارے انھوں نے اندھی مچائی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب بیٹھ جائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب! چھوٹی سی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی لیے میری ان بن ہو جاتی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں دیکھیں۔ آپ سمجھ دار شخص ہیں۔ خواجہ صاحب تو بڑے بھی ہیں اور مجھ سے عمر میں بھی بڑے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پچھلے دنوں فیصل ٹاؤن میں پیپلز پارٹی کے سیکرٹریٹ پر حملہ ہوا۔ مسلم لیگ کے کچھ لوگ پکڑے گئے اور پھر چھوڑ دیئے گئے کہ وہ بے گناہ تھے۔ اس واقعہ کے اصل محرکات کچھ یہ تھے کہ فیصل ٹاؤن میں پیپلز پارٹی کے سیکرٹریٹ سے کچھ فاصلے پر کچھ لوگوں نے سینئر وزیر کے کہنے پر ایک پلاٹ پر قبضہ کیا اس پلاٹ کے مالکان آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تو تقریر کر رہے ہیں یہی تو بات ہے۔ اب آپ تجاوز کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: ***

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تمام کارروائی کو حذف کر دیا جائے جو فاضل رکن نے میری اجازت کے بغیر بات کی ہے۔ اب میں جواب دہ نہیں ہوں۔ لیکن اس بات کے کہ آپ نے جو مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں تحفظ دیتا ہوں۔ یہ تین دن سے کارروائی چل رہی ہے اور ہمارے سپیکر محمد حنیف رامے صاحب قائم مقام گورنر ہیں۔ اس لیے یہ ذمہ داری مجھ پر پڑی ہے میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ہاؤس کی کارروائی دیانت داری سے چلائی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین ------) آپ ابھی دیکھ لیں۔ میں نے جتنے بھی فیصلے کیے ہیں یہ وقفہ سوالات تھا ایئر کنڈیشن کی بات آئی، حکومت پر یہ بات لاگو ہوتی ہے کیوں کہ اس کے دور میں یہ ہو رہا ہے میں نے اس کا بھی نوٹس لیا۔ بلکہ یہاں پر کوئی بھی وقفہ سوالات میں کارروائی کا نوٹس نہیں لیتا۔ میں نے اس بات کا بھی فوری طور پر نوٹس لیا اور سپیشل کمیٹی بنائی۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میری تھوڑی سے بات آپ کو ناگوار گزرتی ہے تو جو میری کہی ہوئی اچھی بات

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کیا گیا)

ہوتی ہے اس کو بھی آپ ختم کر دیتے ہیں۔ کم از کم ایسے نہ کیا کریں پھر آدمی کا دل پریشان ہوتا ہے۔ کہ یہاں پر آدمی بات بھی صحیح کرے' انصاف بھی کرے تو پھر وہی بات ہو۔ میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ میرا جھکاؤ 51% آپ کی طرف ہے اور 49% ان کی طرف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہاں پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب نے جو رولنگ دی ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ اسی چیز کو دیکھتے ہوئے میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو آپ نے ڈکا لگا دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی آپ کی۔ اب پوائنٹ آف آرڈر پر شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری بھی کوئی چھ سات تحاریک ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقت ختم ہونے والا ہے اور آگے آپ کا نمبر آنے والا ہے۔ اور پوائنٹ آف آرڈر میں ہی وہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوجائے گا۔ اگر آپ اپنی تحریک التوائے کار لینا چاہتے ہیں تو آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر 17 ہے۔ جناب چودھری شوکت داؤد۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! اس کو پینڈنگ کیا جاسکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی ہاں۔ میں اس کو پینڈنگ کر دیتا ہوں۔ میں تو آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔ (قہقہے ۔۔۔) اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے اور اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب نماز کے بعد یہاں meet کریں گے 6 بج کر 20 منٹ پر۔ sorry ۔ نماز کا وقت 6 بج کر 52 منٹ ہے۔ ایس اے حمید صاحب۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> ضابطہ اخلاق برائے پریس کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> ضابطہ اخلاق برائے پریس کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

چودھری محمد وصی ظفر: میں تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں تحریک استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ سردارحسن اختر موکل ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ سردار حسن اختر موکل ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ چودھری تنویر خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ چودھری تنویر خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد وصی ظفر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ چودھری اختر رسول ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ چودھری اختر رسول ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایم پی اے کے

بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ جناب عبدالرحمان خان نیازی وزیر برائے جیل خانہ جات پنجاب کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ جناب عبدالرحمان خان نیازی وزیر برائے جیل خانہ جات پنجاب کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 پیش کردہ جناب عبداللہ شیخ ایم پی اے کے بارے میں

مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 6 پیش کردہ جناب عبداللہ شیخ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر6 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر6 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی

جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 5 اور 6 پیش کردہ ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 5 اور 6 پیش کردہ ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: یہ جو رپورٹس آئی ہیں یہ انھوں نے نہیں سنیں یہ باہر سے تشریف لائے ہیں۔ یہ جو اتنی رپورٹس پیش کی ہیں وہ انھوں نے سنی نہیں ہیں۔ ان کی زبان غوطہ کھا گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجازت ہے؟ سعید انور صاحب جائیں گے آپ کی اجازت ہے؟

شیخ محمد انور سعید: جی' اجازت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ' تو کیا ہاؤس ایک ماہ کی توسیع کی اجازت دیتا ہے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 9 پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 9 پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب قائم مقام سپیکر، اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

میاں امتیاز احمد

سیکرٹری اسمبلی، میاں امتیاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے بارہ مئی انیس سو چھیانوے سے بقیہ ایام اجلاس ہذا میں شرکت نہیں کر سکوں گا براہ کرم میری ان ایام میں رخصت نوٹ فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

راجہ جاوید اخلاص

سیکرٹری اسمبلی، راجہ جاوید اخلاص صاحب کی طرف سے ہے گزارش ہے کہ راجہ اشفاق سرور صاحب ایم پی اے نے امریکہ سے فون پر اطلاع دی ہے کہ وہ بسلسلہ علاج وہاں مقیم ہیں لہذا موجودہ اجلاس کی چھٹی منظور کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

حاجی غلام صابر انصاری

سیکرٹری اسمبلی، حاجی غلام صابر انصاری صاحب کی طرف سے ہے۔ گزارش ہے کہ میں گیارہ تا چودہ

جنوری انیس سو چھیانوے تک کام کے سلسلے میں کراچی گیا ہوا تھا اس لیے اسمبلی کے مذکورہ اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا چار دنوں کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سردار محمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی، سردار محمد نواز خان کی طرف سے ہے گزارش ہے کہ بندہ کار کے حادثے میں ابھی تک شدید زخمی ہے اور زیر علاج ہے جس کی وجہ سے اجلاس مورخہ پانچ مارچ انیس سو چھیانوے میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں فضل حق، جناب والا! انور سعید صاحب نے ابھی جو پوائنٹ اٹھایا تھا وہ بڑا relevent تھا میں اس مسئلے میں عرض کروں گا کہ سپیکر رائے صاحب نے آج سے کوئی چند ماہ پہلے observation دی تھی کہ خاص طور پر تحریک استحقاق میں extension بہت دی جاتی ہیں تو میں being a member of the committee میں بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے observe کیا ہو گا کہ پانچ یا چھ تحریک استحقاق کی رپورٹس آئیں اور تقریباً بارہ کے قریب ایسی ہیں جو کہ پینڈنگ ہو رہی ہیں تو جناب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر ہماری میٹنگز ریگولر ہونی چاہئیں کچھ اس میں problem آ رہی ہے کہ مہینے میں ایک میٹنگ ہوتی ہے یا زیادہ سے زیادہ دو اب یہ ہے کہ لاء کے اندر more than two meetings in a month یہ بھی ہے تو کم از کم اگر دو ہوتی رہیں اور یہ اس طریقے سے چلے تو مسلسل اس کو extensions دینے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے گورنمنٹ کا ریونیو بڑا ضائع ہوتا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے

کہ اس میں گورنمنٹ کا کتنا ریونیو ضائع ہو رہا ہے کہ ہم لوگ extension لیتے ہیں اور اس کے بعد پھر وہ دو مہینے اس میں کم از کم تین ایسی ہیں جو کہ چھ مہینے سے اس کے اندر extensions آ رہی ہیں جیسے عبیداللہ شیخ صاحب کی ہے' حاجی مقصود بٹ صاحب کی ہے تو میں چاہوں گا کہ آپ اپنی observation دیں کہ اس کو ہم ذرا ریگولرائز کریں اور جلدی سے جلدی میٹنگز کریں' شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے آپ کا یہ پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ خصوصی توجہ دی جائے گی۔ یہ آپ کی بات جائز ہے۔ اب ہم قانون سازی کا کام شروع کرتے ہیں۔ جی تابش الوری صاحب۔

پوائنٹ آف آرڈر

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے چیئرمین کے انتخاب میں تاخیر

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر۔ ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں قانون سازی کا کام شروع ہو رہا ہے۔ تابش الوری صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟

سید تابش الوری: جی' جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں بات غور سے سنیئے۔ جی' تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آپ ہمیشہ اسمبلی اور اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنانے پر زور دیتے رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں آپ نے مختلف اوقات میں بہت اہم رولنگز بھی دی ہیں۔ آج بھی آپ نے ایک سپیشل کمیٹی بنا کر ایک اہم assignment اس کے سپرد کی ہے لیکن آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ پہلے سے اسمبلی کے تحت جو ہمارے ادارے کام کر رہے ہیں وہ مفلوج ہوتے جا رہے ہیں۔ پی اے سی کا معاملہ بے حد سنگین ہو چکا ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں بڑی واضح طور پہ رولنگ دی تھی کہ پندرہ دن کے اندر اس کا اجلاس منعقد کر کے چیئرمین کا انتخاب کیا جائے وہ اجلاس تو طلب کیا گیا لیکن حکمران پارٹی نے اسے سبوتاژ کر دیا اور ان کا کوئی رکن اس کمیٹی کے اجلاس میں شامل نہیں ہوا۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پی اے سی مقننہ کی طرف سے سب سے بڑا احتسابی ادارہ ہے اور وہ بڑی باقاعدگی

کے ساتھ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کی بنیاد پر محکموں میں احتساب کی قوت کو بیدار کر رہا تھا اور اس نے بعض شعبوں میں بڑی اہم پیش رفت کی لیکن جناب والا! آپ دیکھ رہے ہیں کہ پی اے سی نمبر 1 مفلوج ہے چونکہ اس کا چیئرمین ابھی تک منتخب نہیں ہو سکا اور آپ کی اس ڈائریکشن کے بعد دوسری ڈائریکشن بھی نہیں دی گئی اور دوسرا اجلاس طلب نہیں کیا گیا۔ یہ ایک مذاق ہے کہ اگر رولنگ پارٹی کا چیئرمین کسی وجہ سے منتخب نہ ہو سکے تو سرے سے اس کمیٹی ہی کو مفلوج اور بے عمل اور غیر مؤثر اور معطل کر دیا جائے اس لیے میں جناب والا! اس سنگین مسئلے پر آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے ہمیشہ اداروں کی اہمیت اور استحکام پر زور دیا ہے۔ پی اے سی اسمبلی کا سب سے اہم ادارہ ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ آج اس مسئلے پر واضح طور پر ڈائریکشن دیں کہ چیئرمین کے لازمی انتخاب کے لیے اجلاس طلب کریں آپ اس کے لیے تاریخ مقرر کریں اور رولنگ پارٹی کو ہدایت دیں کہ وہ اسے باعمل، متحرک اور فعال بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب وزیر قانون! اس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پہلے آپ ہی میرے خیال میں چیئرمین تھے اب وزیر قانون بن گئے تو میرے خیال میں آپ نے استعفیٰ دے دیا تو آپ اس پہ ذرا روشنی ڈالیں کہ کیا بات ہے۔

وزیر قانون: اگر تھوڑی دیر آپ اجازت دیں تو وزیر پارلیمانی امور ایک میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں واپس آتے ہیں کیونکہ وہی اس کے متعلقہ ہیں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، مجمعہ جات واستحقاقات وزراء پنجاب، مصدرہ 1996ء

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے تابش صاحب، مہربانی۔ اب ہم قانون سازی کا کام شروع کر رہے ہیں تو وزیر قانون پلیز۔

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law

MINISTER FOR LAW: I move:

That the Punjab Ministers (Salaries , Allowances and

Privileges) (Amendment) Bill 1996 as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be taken into consideration at once.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be taken into consideration at once.

SYED TABISH ALWARI: I oppose it.

MIAN USMAN IBRAHIM: I oppose it.

MR. ARSHAD IMRAN SULEHRI: I oppose it.

MIAN FAZAL HAQ: I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب اس پر تابش صاحب آپ آغاز کریں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس وقت ہمارے سامنے Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996, ہے۔ جس پر بحث کرنے اور اسے منظور کرنے کے لیے وزیر موصوف نے استدعا کی ہے۔ یہ بل محض ایک جملے کا ہے۔ ایک فقرے پر مشتمل ہے جس میں یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ اگر چاہیں تو وہ ایک مرسڈیز 280 ایس ای ایل کی کسٹم ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس ادا کیے بغیر درآمد کر سکتے ہیں بشرطیکہ وفاقی حکومت اس کی اجازت دے دے۔ اس بل کا مقصد اور غرض و غایت اور اس کے ذریعے اسمبلی سے ایک قاعدہ قانون کے ذریعے وزیر اعلیٰ کو ان کے استحقاقات اور مراعات میں اضافہ کرنے کے لیے یہ ایک نیا ترمیمی بل لایا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ ہمارا معاشرہ طبقاتی امتیاز، قول و فعل کے امتیازات، ذاتی اور گروہی مفادات، دکھاوے، جھوٹ، منافقت، بددیانتی، بدعنوانی، فریب اور مصنوعی زندگی کا معاشرہ بنتا جا رہا ہے اور اس صورت حال نے ہمارے معاشرے میں سلسلہ در سلسلہ سنگین معاشرتی، سیاسی، اقتصادی مسائل،

خرابیوں اور برائیوں کو جنم دیا ہے۔ جناب والا! ہم بڑی بلند آہنگی سے جس مذہب کی پیروکاری کا دعویٰ کرتے ہیں وہ مذہب اسلام ہے ۔ اور اسلام نے انسانوں کے لیے اقوام عالم کے لیے ایک مکمل نظام حیات دیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ رنگ و خون ' عرب وعجم ' کالے گورے اورنسل و قوم کی تمیز سے بالاتر ہو کر مساوات محمدی پر مشتمل ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جائے جہاں سب کے لیے قانون یکساں ہو جہاں معاشرے میں طبقاتی امتیازات اورگروہی اورنسلی تعصبات کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور ایک ایسا فلاحی معاشرہ تشکیل دیا جائے جس میں غریب اور امیر کو دولت کے ترازو میں تولنے کی بجائے تقوے کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ جناب والا! اسلام نے افراد کے ساتھ حکم رانوں کو بھی اس نظام حیات کا مثالیہ بننے کے لیے بہت سے درس دیے ہیں۔ بہت سے اصول مرتب کیے ہیں۔ بہت سی ہدایات جاری کی ہیں اور فرد کے مقابلےمیں حاکم کو مثال بننے کے لیے زیادہ ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اس کی ترجیحی طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے نظام حیات کے مطابق نہ صرف اپنے آپ کو مثالیہ بنائے بلکہ پورے معاشرےمیں ان تعلیمات اور اخلاقیات کو رائج کرنے کے لیے موثر ترین اقدامات کرے۔

میاں محمد شہباز شریف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف، شکریہ جناب سپیکر! میں محترم تابش صاحب کی خدمت میں بڑی معذرت سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جس انتہائی عمدہ طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار اس بل کے اوپر فرما رہے ہیں ۔ اس میں رخنہ ڈالنا یہ بڑی زیادتی کی بات ہے ۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ مکمل طور پر اسی حوالے سے قانونی نوعیت کا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بات جو بڑی relevant and pertinent ہے, لانا چاہتا ہوں کہ یہ بل جس کے بارے میں تابش صاحب ابھی اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے ۔یہ بل کسی آئین اور قانون کے حوالے سے جائز نہیں ہے ۔

It is not valid It cannot be presented in the House under any relevant by-laws of this Assembly or the Constitution or any law In this regard I want to bring it to your kind notice that the subject to import or allow duty free car to the Chief Minister, which includes taxes etc, is totally a federal subject and I would like

to draw your kind attention to the relevant Article of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and it will not take more than a minute. Article 142 of the Constitution says - "Subject to the Constitution - Parliament shall have exclusive power to make laws with respect to any matter in the Federal Legislative List Now, the point at issue is that taxes, revenues, is exclusively the part of the Legislative Lists which is mentioned in the Fourth Schedule of the Constitution" I will not go through it because it is a very comprehensive and long list but I will come straight to the point for discussion. I will refer you to No. 43, 44 and 45 of the Legislative Lists -

"43. Duties of customs, including export duties.

44. Duties of excise, including duties on salt, but not including duties on alcoholic liquors, opium and other narcotics.

45. Duties in respect of succession to property." and so on so forth.

The point of submission, Mr. Speaker, is that since this particular item falls under Federal Legislative List and is primarily and exclusively the domain of the Federal Parliament It cannot be brought on the floor of this House and, as such, it cannot be discussed. It will be against the Constitution, against the relevant Article of the Constitution to discuss this subject matter here because this will then involve many other complications. Tomorrow, Federation, on this precedent, can legislate something which is entirely the domain of the Provincial Assembly. We in the Provincial Assembly and the Federal Parliamentarian can legislate simultaneously on concurrent list. That, of course, is possible but those areas of legislation which are meant for separate and respective Assemblies, whether it is Federal Parliament or Provincial

Assemblies, those cannot be trespassed.

Thank you very much.

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law, do you want to say anything on this point of order? This is a legal point.

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کا جواب وقت آنے پر دے دوں گا۔ میں نے صرف جناب قائد حزب اختلاف کے احترام میں ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو چیلنج نہیں کیا، حالانکہ یہ اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا۔ اسی کے اوپر پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ یہ قانون ادھر لایا گیا ہے۔ کمیٹی کے پاس گیا ہے۔ آج اس کے اوپر بحث ہو گی۔ جب وقت آنے گا تو میں اس پوائنٹ کے اوپر جواب دوں گا۔ اس وقت یہ بات بطور پوائنٹ آف آرڈر غیر متعلقہ تھی۔ اگر جناب قائد حزب اختلاف ادھر موجود ہوتے اور وہ اس بل کو oppose کرتے تو وہ یہی پوائنٹ جنرل ڈسکشن میں لا سکتے تھے۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! میری گزارش ہے، میں آپ کو پاکستان سینٹ کی مثال دیتا ہوں۔ میرے محترم بھائی نے جو فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان سینٹ کے اندر دو طرح کی رولنگز موجود ہیں۔ بل پیش ہوا سابق صدر جناب غلام اسحاق خان جب سینٹ کے چیئرمین تھے اور بل پیش ہونے پر اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ایسا سوال اٹھایا تھا جس کی رولنگ سینٹ میں موجود ہے۔ رولنگ اس کے اوپر موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ظفر علی شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اس پوائنٹ آف آرڈر پر لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو پوائنٹ raise کیا ہے، پہلی بات تو یہ بڑی واضح ہے کہ It is a point of order. اب جناب نے اس کا فیصلہ کرنا ہے This way or that way. That is up to the Speaker. چونکہ پوائنٹ آف آرڈر جو ہوتا ہے وہ only related ہوتا ہے with the Constitution or with the Rules of Procedure of the Assembly. جو فاضل لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں، اس سے پہلے اسی مسئلے کو جب یہ آرڈیننس آیا تھا تو میں نے ہی disapproval کے لیے ریزولیوشن move کیا تھا۔ اور وہ ریزولیوشن، ریزولیوشن کی حد تک نہ پہنچ سکا، کیونکہ مطلوبہ تعداد ریزولیوشن move کرنے کی اس وقت موجود نہ تھی۔

اب کوئی مسئلہ بھی کسی وقت بھی پوائنٹ آف آرڈر کی روشنی میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب یہ نہیں کہ انھوں نے کوئی بل ٹیبل کر دیا ہے تو اب اس کا صرف وہی پروسیجر ہی adopt کیا جائے گا۔ اگر کسی بھی وقت جناب کے اور ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لائی جاتی ہے کہ یہ کارروائی غیر آئینی ہے۔ آئین کے منافی ہے۔ تو اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ سپیکر کی آئینی ذمہ داری ہے کہ there and then رولنگ دے کر اس کا فیصلہ کرے۔ یہ ٹھیک کیا آپ نے کہ آپ نے دوسری پارٹی کو سن لیا۔ آپ مزید دوسری پارٹی کو سن سکتے ہیں۔ لیکن یہ آئینی نکتہ آپ کو باقی بحث مکمل ہونے سے پہلے نمٹانا پڑے گا۔ ورنہ اگر آپ اس کو پینڈنگ کرتے ہیں' یا آپ اس کو کل پرسوں تک لے جاتے ہیں تو ہاؤس کا وقت تو ضائع ہو جائے گا۔ دو تین گھنٹے اس پر اِس طرف سے بھی اور اُس طرف سے بھی بحث ہو جائے گی۔ آپ نے اس پوائنٹ کو dispose of کرنا ہے اور بے شک دوسری پارٹی کو آپ آدھا گھنٹا سن لیں' گھنٹا سن لیں۔ آپ ان کو وقت دے دیں۔ لیکن ان کو سن کر' اِس طرف کو سن کر آپ کو یہ dispose of کرنا ہو گا۔ اور اس پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں آپ کو حتمی رولنگ دینی ہو گی۔
Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

وزیر قانون: اگر آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کو admit کر لیا ہے تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں' میں نے admit ابھی نہیں کیا۔ لیکن مجھے اپنا فیصلہ تو دینا ہے۔ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اس کے متعلق بڑی مختصراً دو باتیں عرض کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بل وزیر اعلیٰ کی مراعات کے متعلق ہے۔ منسٹرز اور سپیکرز وغیرہ۔ اور ایسی مراعات کا بل صرف صوبائی اسمبلی میں لایا جا سکتا ہے۔ دوسرے' بل میں جو ترامیم لائی گئی ہیں ان کو اگر آپ پڑھیں تو۔

The Chief Minister, during his tenure as such, may import or purchase out of hand one motor car with engine capacity upto 3200 C.C for his personal use, without payment of custom duty and sales tax if exemption in respect of the same is granted by the Federal Government.

ہم نے یہ proviso اور یہ condition ساتھ رکھی ہوئی ہے اور ہم ان کے اختیارات کے اوپر نہیں جا رہے۔ اور یہ proviso ساتھ ہے کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ اس کی اجازت دے تو پھر چیف منسٹر یہ مراعات حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ مراعات -----

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ ابھی ان کی بات جاری ہے۔ میں آپ کو سنوں گا فاروق صاحب۔

وزیر قانون: اور یہ رعایت صرف اور صرف صوبائی اسمبلی کی قانون سازی کے ذریعے چیف منسٹر کو حاصل ہو سکتی ہے' وفاقی حکومت کی قانون سازی کے ذریعے یہ رعایت حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس میں یہ بڑا واضح طور پر لکھا ہے کہ:

If the same is granted by the Federal Government.

اور اس لیے صوبائی حکومت' مرکزی حکومت کے اختیارات نہیں لے رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' چودھری فاروق صاحب! اس کے بعد آپ۔ فاروق صاحب! ذرا مختصر۔

چودھری محمد فاروق: مختصر' جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے آئین کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا۔ جب کہ وزیر قانون انہی کے پوائنٹ آف آرڈر کی تائید میں بات کر رہے ہیں کہ امپورٹ کا مسئلہ ہے' ڈیوٹیز کا بھی مسئلہ ہے' ٹیکسز کا بھی مسئلہ ہے۔ لیکن ساتھ کہہ رہے ہیں کہ If Federal Government permits تو جناب سپیکر! یہیں سے بات واضح ہے کہ جو ابھی وفاقی حکومت نے اجازت پتا نہیں دینی ہے یا نہیں دینی اور مفروضے کی بنیاد پر اس گناہ میں اس سارے ایوان کو ملوث کیا جا رہا ہے کہ مفروضے کی بنیاد پر جو گاڑی امپورٹ کی جا رہی ہے وزیر اعلیٰ کی خوش نودی کے لیے ۔ اس گناہ میں پورے کا پورا ایوان غیر آئینی طور پر ملوث کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بات ابھی طے شدہ ہی نہیں' وفاقی حکومت نے اجازت نہیں دی۔ اس صورت حال میں اس اسمبلی سے یہ اجازت لینا اور یہ بل پاس کرنا آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ایک منٹ' لاء منسٹر صاحب! ہاؤس کو ذرا یہ clear کر دیں کہ وفاقی حکومت نے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

وزیر قانون: جی' رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک۔ میرا خیال ہے پہلے قائد حزب اختلاف۔

میاں محمد شہباز شریف، سر! گزارش یہ ہے کہ ہم legislate کر رہے ہیں۔ قانون سازی کر رہے ہیں کہ کیا ٹیلی فون اور تاروں سے ہم وفاقی حکومت سے پوچھیں کہ جناب' ہم یہ قانون سازی کر رہے ہیں اور آپ اجازت دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے؟ یہ تو ایک ایسی بات ہے۔

We are talking purely within the framework of Constitution You cannot put any "if and but" to this. Either you legislate or you don't.

یہ جو بات فرما رہے ہیں' اگر انھوں نے اس گناہ کبیرہ کے لیے پورے ہاؤس کو پنجاب کی سات کروڑ عوام کے سامنے شرمندہ کرانا ہے تو اس گناہ کبیرہ میں وزرائے اعلیٰ کو شامل کرنے کے لیے ایک ریزولیوشن لے آئیں کہ ہم نے وفاق کو یہ سفارش کرنی ہے۔ While you are legislating there are no "ifs and buts". The law is very clear. Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی پہلے ظفر علی شاہ صاحب' ان کے بعد تابش الوری صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کروں گا کہ اس وقت بھی میرا مدعا نظر یہی تھا۔ اب اس بل میں تین باتیں ہیں۔ نمبرا کہ موجودہ چیف منسٹر صاحب کی وزارت اعلیٰ کے دوران' ان کی کیبنٹ نے یہ سمری بھیجی اور آرڈیننس لگوایا۔ غالباً وہ اپنے لیے کار امپورٹ کروانا چاہتے تھے جو کہ انھوں نے کروا لی ہے۔ وہ ان کی واردات مکمل ہو چکی ہے۔ ان کی کار بغیر امپورٹ ڈیوٹی کے ان کو مل چکی ہے۔ وہ بذریعہ ہوائی جہاز لفٹ ہو کر ان کے پورچ میں چلی گئی ہے۔ وہ ایک الگ معاملہ ہے۔ اس لیے ان کی ایک ذات کا جو مسئلہ ہے وہ پورا ہو گیا ہے۔ اب پیچھے رہ جاتے ہیں' یہ law making کے دو portion ہیں۔ ایک یہ کہ Chief Minister may import the car اور دوسرا ہے کہ if the federal government ۔ جہاں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق ہے وہ آپ اور میرے کسی کے بس میں نہیں ہے۔ جہاں تک پہلا حصہ ہے کہ Chief Minister may import the car ۔ تو کسی شہری کے لیے کوئی لاء نہیں بنا ہوا۔ وہ الگ امپورٹ' ایکسپورٹ کے لاء ہیں اور وہ سبجیکٹ بھی سنٹر سبجیکٹ ہے not only the Chief Minister,Deputy Speaker may import the car. I may import the car Even the peon of the Assembly may import the car اور سنٹرل گورنمنٹ کا prerogative ہے کہ وہ کسی کی بھی کار کو exempt کر دے اور اس کو نہ بھیجے۔ یہ میں نے اس وقت بھی عرض کی تھی اور

اب بہت صحیح ٹائم پر لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ point out کیا ہے۔ یہ ایک redundant قسم کی ایک ایسی لیجسلیشن ہے جس سے پورا پنجاب اور پورے پنجاب کی اتنی بڑی اسمبلی بے وقوف لگے گی۔ ہم اس احمقانہ لیجسلیشن کے لیے کہہ رہے ہیں کہ ابھی بھی ٹائم ہے لاء منسٹر صاحب اس کو واپس لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس مسئلے پر آئین بڑا واضح ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب! آپ تو اس پر تقریر کر رہے تھے۔ آپ تو admit کر چکے تھے اور اس پر آپ نے amendments بھی دی ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے اس پر amendments دی ہیں اور میرا اس پر نکتہ نظر ہی یہ تھا کہ یہ غیر آئینی' غیر ضروری اور super fluous ہے۔ محض ایک انتظامی حکم سے یہ کام ہو سکتا تھا۔ میرے arguments یہی ہیں۔ لیکن اب اس وقت چونکہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا چکا ہے اس لیے اس میں' میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو سبجیکٹ ہے یہ خالصتاً فیڈرل ہے اور فیڈرل سبجیکٹ پر صرف پارلیمنٹ کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے۔ پہلے ایسی ہی کسٹم ڈیوٹی میں جو رعایات دی گئی ہیں وہ فیڈرل لاء کے تحت دی گئی ہیں۔ مثلاً گورنر کو' کمانڈر انچیف کو' وزیر اعظم کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ اگر کار امپورٹ کرنا چاہیں تو وہ ڈیوٹی فری امپورٹ کر سکتے ہیں اور اس کے لیے الگ فیڈرل لاء موجود ہے۔ تو اب چونکہ یہ بھی وزرائے اعلیٰ کو اسی کیٹیگری میں شامل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اسی فیڈرل لاء میں یہ ترمیم کی جانی چاہیے۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ چونکہ وزراء کے Privileges Act میں یہ ایک privilege ہے تو میں اس بات کو مانتا ہوں کہ اگر صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی رعایت انھیں دینی مقصود ہو' صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی بھتے میں اضافہ مقصود ہو' ان کے لیے ایک کار کی بجائے چار کاریں دینی مقصود ہوں' اگر انھیں مرسڈیز کی بجائے کوئی ہیلی کاپٹر دینا مقصود ہو تو پھر پنجاب کے Privileges Act میں اس کی ترمیم کا جواز موجود ہے اور پھر ہونا چاہیے۔ لیکن یہ وہ کام کیا جا رہا ہے جس کا فیڈرل گورنمنٹ کو اختیار ہے جو فیڈرل سبجیکٹ ہے اور فیڈرل گورنمنٹ اس پر پہلے ہی ایک لاء بنا چکی ہے۔ اگر ترمیم ہونی ہے تو اسی لاء میں ہونی چاہیے۔ اس صوبائی اسمبلی کی سطح پر اگر کوئی بھی ترمیم ہو گی تو وہ غیر آئینی اور اس سے متصادم ہو گی۔ میں یہاں آرٹیکل 143 کا حوالہ دے

رہا ہوں۔

اگر کسی صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کا کوئی حکم (مجلس شوریٰ) کو کسی ایسے ایکٹ کے کسی حکم سے متناقض ہو جسے وضع کرنے کی [مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)] مجاز ہو یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں مندرج امور میں سے کسی کے متعلق کسی موجودہ قانون کے کسی حکم سے متناقض ہو، تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا ایکٹ، خواہ وہ صوبائی اسمبلی کے ایکٹ سے پہلے بنا ہو یا بعد میں یا جیسی بھی صورت ہو، موجودہ قانون پر غالب رہے گا اور صوبائی اسمبلی کا ایکٹ، تناقض کی حد تک باطل ہو گا۔

جناب والا! یہ آئین بڑا واضح طور پر کہہ رہا ہے کہ اگر فیڈرل لسٹ میں سے یا مشترکہ جو لسٹ ہے اس میں سے ہو تو صوبائی حکومت کو اختیار ہے لیکن اگر فیڈرل لسٹ میں سے کسی بھی سبجیکٹ پر صوبائی اسمبلی قانون بنانے گی تو وہ قانون باطل ہو گا۔ ہم پاس بھی کر دیں تو وہ کالعدم ہو گا اور میرے خیال میں یہ صوبائی اسمبلی کے لیے ایک بڑا مذاق ہو گا کہ وہ ایک ایسا قانون پاس کر دے جو آئین کے بھی خلاف ہو اور اس کے اختیار کے بھی خلاف ہو اور عدالت عالیہ میں بھی اسے چیلنج کیا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اب کتنے فاضل اراکین اس پر بولنا چاہتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ ایک خاص مسئلہ ہے اس میں آپ ہماری رائے سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے سن لیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! سب سے پہلے تو قائد حزب اختلاف نے اور اس کے بعد اپوزیشن کے ارکان نے بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب کوئی نیا پوائنٹ ہے تو وہ آپ مجھے بتائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی، میں نیا پوائنٹ پیش کر رہا ہوں لیکن ایک چیز آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جو فیڈرل لسٹ پہ قوانین یا قانون سازی ہے وہ موجود ہے۔ اس میں صوبائی اسمبلی مداخلت نہیں کر سکتی۔ یہ آئین کی خلاف ورزی ہو گی اور اس فیڈرل اسمبلی نے جو مراعات دی ہیں وہ صدر، پرائم منسٹر، چاروں صوبوں کے گورنرز اور چیف آف آرمی سٹاف کو دی ہیں۔ اب پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے لیے یہاں اس اسمبلی میں بل پیش کیا جا رہا ہے جسے محترم قائد حزب اختلاف آئین پاکستان

کے حوالے سے آپ کے سامنے quote کر چکے ہیں وہ غیر آئینی ہے۔ دراصل اس بل کو پنجاب اسمبلی سے موو کروانے اور اس کو یہاں سے منظور کروانے کا جو مقصد ہے وہ چیف منسٹر سندھ کو مرکزی حکومت یہ مراعات دینا چاہتی ہے اور یہ پنجاب کے کندھے پر بندوق رکھی جا رہی ہے۔ تو اس اسمبلی کو یہ غیر آئینی اور غیر قانونی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ اس پر پنجاب کی بہت ہی بدنامی ہو گی کہ جہاں لوگ مہنگائی میں پس رہے ہوں' دو وقت کی کھانے کی روٹی میسر نہیں' وہاں پنجاب اسمبلی یہ بل پاس کرے کہ وزیر اعلیٰ کے لیے ایک ڈیوٹی فری مرسڈیز منگوائی جائے۔ ہم اس گناہ میں ملوث نہ ہوں اور اگر اس لسٹ میں وزیر اعلیٰ کا add کرنا ہے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کا اختیار ہے نہ کہ ہمارا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی میاں عثمان ابراہیم۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں بڑا اہم آئینی نکتہ اٹھایا ہے اور جناب وزیر قانون نے یہ جو استدلال پیش کیا ہے کہ ہم نے ایک proviso رکھا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اس کی اجازت دے دے گی تو پھر یہ بل effective ہو گا۔ حالانکہ ہمارے قائد حزب اختلاف نے بڑے واضح طور پر آرٹیکل (142) اور شیڈول (4) کا ذکر کیا ہے جس میں ٹیکسز کا جو اختیار ہے وہ پارلیمنٹ کو ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کو نہیں ہے' پارلیمنٹ کو ہے اور اس بل میں جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس میں یہ فیڈرل گورنمنٹ سے اجازت مانگی گئی ہے۔ تو فیڈرل گورنمنٹ اجازت دے ہی نہیں سکتی۔ صرف پارلیمنٹ ٹیکسز کے نفاذ کے لیے اجازت دے سکتی ہے یا تو پھر اس سے فیڈرل گورنمنٹ کو نکالیں ورنہ یہ بل جو ہے یہ صریحاً on the face of it. it is unconstitutional ۔ یہ illegal ہے اور جو قائد حزب اختلاف نے نکتہ اٹھایا ہے' وہ بڑا valid ہے۔ آپ اس کو valid قرار دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میں اب اس پر اپنا فیصلہ دینا چاہتا ہوں۔ جی خان زادہ تاج محمد۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, the question is not of the person of Mr Nakai. The question is that the Central Government has passed orders regarding the Governors of the Provinces A Governor can import the car without paying the custom duty. He becomes the personal owner of that car

and he can sell it at whatever price he desires of that. If the Central Government wishes to allow the Chief Ministers of the Provinces to import a car they are welcomed Then they should pass an order which applies to all the four Provinces of Pakistan saying that the Chief Ministers are allowed to import a car either on personal account or on Government account. If it is to be imported on the Government account there is no harm if Central Govt. can do it, but if it is to be imported on personal account then the Custom duty can be excused When Mr Wattoo imported an aeroplane for 12 crores of rupees, it was never brought to the Assembly. Why are you bringing a car worth 65 lacs of rupees to the Assembly You can buy a car by paying 65 lacs of rupees, why did you bring this matter to the Assembly.

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔ چونکہ ایک نکتہ اعتراض قائد حزب اختلاف نے -------

سید تابش الوری، جناب والا! یہ بہت اہم قانونی نکتہ ہے لہذا اس سے پہلے کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں میں یہ چاہوں گا کہ ایسے issues پر ہمیشہ پارلیمانی روایت رہی ہے کہ اگر ایسا کوئی اہم قانونی سوال پیدا ہو جائے جس میں آئین اور بل متصادم ہو تو پھر اس کے لیے سپیکرز یہ کرتے رہے ہیں کہ اسے دوبارہ کمیٹی کو refer کر دیتے ہیں جہاں ایڈووکیٹ جنرل اور جو دونوں نقطہ نظر ہیں وہ دوبارہ سامنے آ جائیں اس کو ایک دفعہ پھر thrash out کر لیں -------

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

مسئلہ یہ ہے جیسا کہ سید ظفر علی شاہ صاحب نے کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف جو ان دنوں یہاں موجود نہیں تھے نے اس آرڈیننس کو oppose کیا تھا۔ اس کے بعد ان ہی پوائنٹس پر یہاں بحث ہوئی تھی۔ چونکہ admission کے لیے ایک مطلوبہ تعداد کی ضرورت تھی وہ مطلوبہ تعداد پوری نہ ہو سکی اس لیے آگے کارروائی جاری نہ رہ سکی۔ اسی طرح جب یہاں اسی ہاؤس میں اس سے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر raise ہوا جب یہ سوال اسمبلی میں lay down کیا گیا جب متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی

کو بھیجا جا رہا تھا تو اس وقت بھی اس پر بحث ہوئی تھی۔ اب یہ قانون سٹینڈ نگ کمیٹی سے بھی ہو کر آ گیا ہے یہاں بھی یہ پھر put ہوا اس کے بعد آج اس پر بحث کا آغاز ہو گیا پرنسپلز پر بحث ہو رہی تھی۔ تو قائد حزب اختلاف آئے انہوں نے point of order کے ذریعے اس کو آئینی انداز میں پیش کیا میں نے اس کو تحمل سے سنا تمام ساتھیوں کو اس پر اجازت دی کہ آپ اپنا اپنا نقطہ نظر بیا نکریں میں اس نکتے پر پہنچا ہوں کہ اس سٹیج پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا I rule it out اور میں اس پر تفصیلی فیصلہ تحریری طور پر پرسوں دوں گا ------

LEADER OF OPPOSITION: We will not become part of any unconstitutional debate in this House. Sorry, Sir.

(اس مرحلہ پر اپوزیشن والے واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی ۔ شکریہ ۔

یہاں پر پرنسپلز پر بحث ہو رہی تھی اور سید تابش الوری صاحب اس پر بحث فرما رہے تھے۔ سید تابش الوری صاحب اپنی بحث جاری رکھیں۔ میرے خیال میں وہ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے ۔ سید ظفر علی شاہ صاحب ، عثمان ابراہیم ، ارشد عمران سلہری صاحبان نے بھی oppose کیا تھا یہ صاحبان بھی ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ جو حضرات لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ اندر تشریف لے آئیں۔ گنتی شروع کی جائے ۔

(گنتی کی گئی اور کورم پورا تھا)

جناب قائم مقام سپیکر، کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جنہوں نے oppose کیا تھا وہ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے ۔

The motion moved and the question is :-

"That the Punjab Ministers(Salaries , Allowances and Privileges) (Amendment) Bill , 1996 , as recommended by the Standing Committee on Services , General Administration and Information , be

taken into consideration at once."

(The motion was carried).

Clause 2

MR. ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause. Clause No. 2 of the Bill is under consideration. Four amendments have been received in it. First amendment is from Syed Zafar Ali Shah. He may move it.

وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ It stands disposed of. اب ہم آگے چلتے ہیں۔

The next amendment has been received from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr Arshad Imran Sulehri, Mian Fazal-e-Haq, Syed Sajjad Haider Kirmani. Now Syed Tabish Alwari may move it. Nobody is present in the House who has given the amendment, so it will be treated as disposed of.

Next amendment in it has been received from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr Arshad Imran Sulehri, Mian Fazal-e-Haq, Syed Sajjad Haider Kirmani. Syed Tabish Alwari may move it. He is not present nor any of the mover is present, so it will be treated as disposed of.

Next amendment in it has been received from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr Arshad Imran Sulehri, Mian Fazal-e-Haq and Syed Sajjad Haider Kirmani. Syed Tabish Alwari may move it. He is not present nor any of the other member is present, so it will be treated as disposed of.

Now the question is:

"That clause-2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

Clause 3

MR ACTING SPEAKER:Now clause-3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Minister for Law and Parliamentary Affairs He may move it.

MINISTER FOR LAW: I move:

> That for clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, the following be substituted:
>
> " 3 Repeal ... The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Ordinance, 1996 (Ordinance V of 1996) is hereby repealed".

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is that

> For Clause 3 of the Bill, as recommended by th Standing Committee on Services, General Administration and Information, the following be substituted:
>
> "3. Repeal--- The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Ordinance 1996 (Ordinance V of 1996) is hereby repealed"

(Nobody Opposed)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is that:

> For Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, the following be substituted:

"3 Repeal --- The Punjab Ministers (Salaries , Allowances and Privileges) (Amendment) Ordinance 1996 (Ordinance V of 1996) is hereby repealed "

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

That Clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1

MR . ACTING SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR . ACTING SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it The question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR . ACTING SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it It becomes part of the Bill. Second reading ends.

MINISTER FOR LAW: I move:

"That the Punjab Ministers (Salaries , Allowances and

Privileges) (Amendment) Bill, 1996 be passed."

MR.ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Ministers (Salaries Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1996 be passed."

(NOT OPPOSED)

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is.

"That the Punjab Minister (Salaries , Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1996 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill was Passed)

جناب قائم مقام سپیکر، اجلاس ملتوی کرنے سے پہلے ایک افسوس ناک خبر ہے۔ ہمارے اسمبلی کے اسٹیٹ افسر شیخ ذوالفقار علی قضائے الہیٰ سے وفات پا گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ اوکاڑہ میں ہو گی۔ اب اجلاس کل صبح 10-00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس)

پیر' 13- مئی 1996ء

(دو شنبہ' 24-ذوالحج 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ
يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا
مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝11

سورة الحجرات آیت:11

مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ داخلہ)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ داخلہ کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلے راجہ ریاض احمد صاحب کا سوال ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 159 (معزز رکن نے راجہ ریاض احمد کے ایماء پر دریافت کیا)۔

تھانہ سر گودھا روڈ فیصل آباد کے اشتہاری ملزمان کی تفصیل

*159۔راجہ ریاض احمد: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد کے تھانہ سرگودھا روڈ اور اس سے منسلک چوکی میں کل کتنے ملزمان اشتہاری ہیں اور ان کے نام و پتہ جات کیا ہیں وہ کتنے عرصے سےمطلوب ہیں اور ان کے خلاف کس کس جرم کے تحت مقدمات درج ہیں۔

(ب) متذکرہ تھانہ اور اس کی منسلک چوکی کے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری نہ ہونے کی وجہ سے کیا کسی ذمہ دار افسر کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو کب اور کس کے خلاف اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر، جواب کافی لمبا ہے اس لیے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف)

نام و پتہ مجرمان اشتہاری	مطلوب تاریخ	عنوان مقدمہ
۱۔ ضیاء الحسن ولد محمد اکرم ذات	۲/ ۲/ ۸۹	مقدمہ ۴۲۳۱ مورخہ ۸۸ /۱۲/ ۱۲
راجپورت سکنہ خانہ بدوش حال کرایہ		جرم ۴۲۰ ت پ تھانہ
دار مکان ۸۷ /اے گلستان کالونی سر گودھا روڈ		
۲۔ ذوالفقار ولد محمد رمضان ذات	۲۴/ ۷/ ۹۲	مقدمہ ۱۵۵ مورخہ ۹۲ /۵/ ۲۰ بجرم
راجپوت گلی نمبر۶ منصور آباد		۱۱۔امتناع منشیات
راجپوت گلی نمبر۶ منصور آباد سر گودھا روڈ		

۳۔ارشد جاوید ولد نور محمد ذات ملک	۲۶/ ۴/ ۹۲	مقدمہ ۵۸۷ مورخہ ۲۲/ ۴/ ۹۱
نمبر۶ منصور آباد		بجرم ۴۲۰/ ۴۰۶ ت پ
سرگودھا روڈ		
۴۔ محمد نذیر احمد ولد حاجی نور محمد ارائیں	۸/ ۷/ ۹۲	مقدمہ ۲۳۹ مورخہ ۹/ ۴/ ۹۱ بجرم
پرانا نواب شاہ لائن پار صوبہ سندھ		۳۸۲ ت پ تھانہ
سرگودھا روڈ		
۵۔ محمد اقبال ولد حاکم علی	۔ایضاً۔	ایضاً
۶۔شہزاد ولد محمد اشرف ذات پٹھان	۲/۲/۹۳	مقدمہ ۲۴۲ مورخہ ۲۰/۷/۹۲ بجرم
چک۱۵ /ڈی بی تھانہ پیلاں ضلع میانوالی		۳۹۲ ت پ ۶۵/ ۲۰/
	۲۳	اے او تھانہ سرگودھا روڈ
۷۔ سخاوت علی ولد شیر خان گوندل	۱۴/۲/۹۳	مقدمہ ۳۶۱ مورخہ ۱۶/۱۱/۹۲ بجرم ۱۱
		۱۰/ حدود زنا
سکنہ سمیکا لنڈیانوالہ		سرگودھا روڈ
۸۔ طارق سلیم ولد وارث علی انصاری	۲۲/ ۸/ ۹۲	مقدمہ ۱۸۸ مورخہ ۱۸/ ۷/ ۹۲ بجرم
		۱۸۷/ ۳۵۳/ ۳۷۴/ ۳۹۲
گلی ۲ ہجویری ٹاؤن مائی دی جھگی		ت پ تھانہ سول لائن'
		فیصل آباد

(ب) تمام اشتہاری مجرمان گرفتاری کے لئے پولیس افسران کو مامور کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ تمام مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے ہرممکن کوشش کریں بصورت دیگر ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔تاحال اس سلسلے میں کسی افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے ۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قبل ازیں مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کسی مخصوص افسر کو سونپی گئی تھی لیکن اب علیحدہ علیحدہ افسران کو مامور کر کے ۱۵ یوم کی مہلت دی گئی ہے کوتاہی کے مرتکب افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل لائی جائے گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں یہ تحریر فرمایا گیا ہے کہ " تمام اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے لیے پولیس افسران کو مامور کیا گیا ہے اور انھیں ہدایت کی گئی ہے کہ تمام مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لیے ہرممکن کوشش کریں بصورت دیگر ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی ۔ تاحال اس سلسلے میں کسی افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے ۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قبل ازیں مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کسی مخصوص افسر کو سونپی گئی تھی لیکن اب علیحدہ علیحدہ افسران کو مامور کر کے 15 یوم کی مہلت دی گئی ہے کوتاہی کے مرتکب افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی"۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ تین سال کے بعد اس سوال کا جواب اسمبلی کے اندر آیا ہے ۔

جناب سپیکر: تین سال نہیں بلکہ دو سال اور کچھ ماہ ہیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری چلیے اڑھائی سال کہہ لیں ۔ میں یہاں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ وہ کون کون سے افسران ہیں جن کو یہ انکوائری سونپی گئی ہے اور انھیں 15 دن کی مہلت کس تاریخ کو کس سال دی گئی تھی؟

وزیر داخلہ : جناب سپیکر! یہ سوال 5-1-1994 کو وصول ہوا اور اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ضیاء الحق ولد محمد اکرم ذات راجپوت سکنہ خانہ بدوش حال کرایہ دار مکان نمبر 87 ۔ اے ۔ گلستان کالونی ۔ یہ 2-2-89 کو اشتہاری ہوا ہے ۔ اس کے خلاف مقدمہ نمبر 4331 مورخہ 12-12-88 جرم 420 ت پ تھانہ سر گودھا روڈ ــــــــــ

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! وزیر موصوف تو وہی لکھا ہوا جواب پڑھ رہے ہیں جو پہلے ہی پڑھا ہوا تصور کیا جا چکا ہے۔ میں نے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ جن افسران کو آپ نے 15 دن کی مہلت دی ہے ان افسران کے نام اور وہ تاریخ بتائی جائے ۔

وزیر داخلہ : جناب والا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی تفصیل آپ کو بیان کر دوں ۔

جناب سپیکر، جی جی ۔ سلہری صاحب ایک منٹ ذرا موقع دیں۔

وزیر داخلہ، تو میں اس کی تفصیل بیان کر دوں کہ ظفر اقبال سب انسپکٹر اس کام پر مامور ہوا اور اس نے اس کو پکڑنے کی کارروائی کی لیکن پھر بھی وہ اس اشتہاری مجرم کو نہ پکڑ سکا تو محکمہ نے اس کو وارننگ دی کہ آپ فوری طور پر اس کو پکڑیں ورنہ آپ کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اسی طرح نمبر 2 ذوالفقار کے متعلق محمد اکرم ASI کو مامور کیا گیا۔۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وزیر موصوف ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے جائیں کہ ان افسران کو کس کس تاریخ کو وارننگ دی گئی۔

وزیر داخلہ، جناب والا! میں اس کے متعلق گزارش کروں گا کہ جو روز نامچہ تھانے یا چوکی میں ہوتا ہے جو ASI ' اشتہاری مجرم کے لیے جتنے raid کرتا ہے اس میں درج ہوتا ہے اور وہ اس کی تفصیل اپنے SDPOs through incharge of Choki دیتا ہے۔ اب اس کی تعداد کے مطابق افسران بالا مختلف اوقات پر اس کو وارننگ یا اپنے احکامات صادر فرماتے رہتے ہیں ۔ مگر اس سوال میں اس افسر کے متعلق روز نامچہ واقعاتی سے لے کر اوپر SDPO کی کارروائی تک جو تفصیلات میرے پاس پہنچی ہیں اس کے مطابق اس کو ابھی تک وارننگ دی گئی ہے کہ اس مجرم کو فوری طور پر پکڑا جائے ورنہ آپ کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے گی ۔ نمبر 2 ذوالفقار چوکی منصورہ آباد پر محمد اکرم ASI کو مامور کیا گیا۔ ایس ایس پی صاحب نے اس اشتہاری مجرم کو نہ پکڑنے کی پاداش میں اسے 17-11-94 کو show cause notice جاری کیا کہ آپ اسے جلد از جلد گرفتار کریں اور اس کے بعد بھی انھوں نے اس کو وارننگ دی ہے کہ آپ اس کو پکڑیں ورنہ آپ کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔ نمبر 3 ارشد جاوید چوکی منصورہ آباد' عبدالرشید ASI کو اس ڈیوٹی پر مامور کیا گیا اور مجرم نہ پکڑنے کی صورت میں ایس ایس پی صاحب نے اسے censure دی ۔ اس کے علاوہ نذیر ولد نور محمد چوکی منصورہ آباد' محمد حنیف SI کی ڈیوٹی لگائی گئی اور اس اشتہاری مجرم کو نہ پکڑنے کی صورت میں ایس ایس پی صاحب نے 23-8-95 کو اسے show cause notice جاری کیا کہ آپ اسے فوری طور پر گرفتار کریں اگر گرفتار نہیں کریں گے تو آپ کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اس کے علاوہ محمد اقبال کو بھی ایس ایس پی صاحب کی طرف سے show cause notice جاری کیا گیا ہے ۔ تھانہ سرگودھا روڈ کے نصیب' ولد محمد لودھی اشتہاری مجرم کے لیے محمد دین SI کو مامور کیا گیا۔ اس کو بھی show cause notice جاری

کیا گیا ہے ۔ اشتہاری مجرم فضل احمد ولد سلطان احمد کو پکڑنے کے لیے غلام عباس ASI کو تعینات کیا گیا اور اس اشتہاری مجرم کو نہ پکڑنے کی صورت میں ایس ایس پی صاحب نے اسے show cause censure جاری کیا ہے۔ تو مختلف اوقات میں higher officers کی طرف سے ان کو وارننگ show cause notice جاری کیے گئے ہیں اور اس کے علاوہ جو magisterial level پر 87 کی کارروائی ہوتی ہے وہ بھی ان کے خلاف ہو رہی ہے تاکہ ان کو P O declare کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، چودھری پرویز الٰہی صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کسی بھی ایک پولیس افسر کو ملزمان نہ پکڑنے پر suspend کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، جی سینئر منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! ابھی تک اس سلسلے میں کسی بھی ASI یا SI کو suspend نہیں کیا گیا۔ مگر latest محکمانہ show cause and censure جاری کیے گئے ہیں اور ان کو 15 دنوں کی مہلت دی گئی ہے کہ اگر آپ ان کو نہیں پکڑیں گے تو آپ کے خلاف اس سے بھی بڑی محکمانہ کارروائی ہو سکتی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ show cause notice کو دیے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے اور اس پر عمل در آمد نہیں ہوا؟

جناب سپیکر، آپ جو 15 دنوں کی بات کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ وہ تو کئی مرتبہ 15 دن گزر گئے تو اس کے بعد کیا فیصلہ ہوا؟

وزیر داخلہ، جناب والا ! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ latest ان کو آخری 15 یوم دیے گئے ہیں اگر انھوں نے ان اشتہاری مجرمان کو ------

جناب سپیکر، ایک منٹ ۔ یہ آخری 15 دن کب دیے گئے؟

وزیر داخلہ ، یہ اس اجلاس سے ایک ڈیڑھ ہفتہ پہلے کی بات ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! وزیر موصوف specific date بتائیں کیونکہ سوال بہت

پرانا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اسی پر بات ہو رہی ہے کہ یہ جو آخری 15 دن انھیں دیے گئے ہیں از راہ کرم اگر آپ جا سکیں تو ــــــ

وزیر داخلہ، میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جو آخری 15 دن ہیں اور ابھی تک جو مجھے اطلاع ملی ہے اور میرے پاس جو latest مواد آیا ہے کہ دو افسران کو سزا دی گئی ہے ان کو censure دی گئی ہے ان کو سزا دی گئی ہے اور آج سے تقریباً ایک دو ماہ پہلے show cause notice کے ذریعے ان کو بتایا گیا تھا کہ آپ ان کو 15 دنوں میں پکڑیں۔

جناب سپیکر، آج سے ایک دو ماہ پہلے؟

وزیر داخلہ، ایک ماہ پہلے۔

جناب سپیکر، تو اس کا مطلب ہے کہ 15 دن تو ہو گئے؟

وزیر داخلہ، جی ہو گئے اور اب ان کے خلاف تادیبی کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اب آپ خود اس بات کا اندازہ لگا لیجیے کہ اگر یہ سوال نہ آتا تو شاید یہ جو تھوڑا بہت action ہوا ہے وہ بھی نہ ہوتا۔ دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور ذرا وزیر صاحب کے محکمے کی کارکردگی کا مظاہرہ فرمایے گا کہ دو سال کے عرصے میں ملزموں کو پکڑنے کے لیے جن پولیس افسروں کی ذمہ داری لگائی گئی تھی ان کے خلاف کوئی action نہیں لیا گیا۔ جناب والا! show cause notice کیا action ہے؟

جناب سپیکر، اس کا ایک پہلو تو یہ ہے اور دوسرا پہلو کچھ ہمارے اپنے سیکرٹریٹ سے بھی تعلق رکھتا ہے کہ جو یہ طریقہ ہے کہ سوالات 93ء میں آتے ہیں ان کے جوابات 94ء میں آتے ہیں اور وہ آج 96ء میں پیش ہو رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس صورت حال میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے اور جناب سیکرٹری میں خاص طور پر آپ کو تاکید کر رہا ہوں کہ یہ جو محکمانہ سوالات ہیں ان کو جلد از جلد پیش کرنے کی کوئی صورت پیدا کرنے کے لیے میرے ساتھ discuss کیجیے تاکہ اس کی صورت حال بھی

بہتر ہو اور جناب وزیر موصوف سے بھی ہم گزارش کریں گے کہ از راہ کرم انھوں نے جو اب فیصلہ کیا ہے کہ 15 دن والی بات تو 15 دن گزر چکے ہیں اب اس پر خصوصی توجہ دے کر جو بھی ضروری کارروائی ہے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

چودھری پرویز الہٰی: جناب سپیکر! تو کیا وزیر موصوف اگلے اجلاس میں بتانے کے قابل ہوں گے کہ انھوں نے ان پولیس افسران کے خلاف کیا action لیا ہے جنھوں نے ان ملزمان کو پکڑنے میں کوتاہی کی ہے؟

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ 15 دن تو پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ انشاء اللہ ہم ان کے خلاف قانون کے مطابق تادیبی کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کریں گے لیکن جب اگلا اجلاس ہو گا تو اس میں بتائیں گے؟

وزیر داخلہ: اور اگر یہ ملزم اس وقت تک بھی نہ پکڑے گئے تو ہم ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کریں گے۔

چودھری پرویز الہٰی: وہ تو دو سال سے ہی نہیں پکڑے گئے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس بارے میں ہاؤس کو بتا سکیں گے؟

وزیر داخلہ: میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ آئندہ اجلاس تک نہ پکڑے گئے تو جو افسران ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: چلیے بہت اچھا۔ جی کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! چودھری پرویز الہٰی صاحب کی آپ سے یہ درخواست تھی کہ ان افسران کے خلاف جو کارروائی کی جائے گی کیا وزیر متعلقہ اگلے اجلاس میں بتائیں گے؟ وزیر صاحب تو یہ یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ اگر تب تک نہ پکڑے گئے تب ہم کارورائی کریں گے۔ وہ تو ان کے اپنے کہنے کے مطابق 15 دن گزر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اگلے اجلاس تک کارروائی ہو جائے گی لیکن جو سوال آپ کر رہے ہیں وہ دوبارہ دہرا دیتے ہیں۔ کھوسہ صاحب کی اور جناب پرویز الہٰی صاحب کی یہ خواہش ہے کہ

جب نیا اجلاس آئے تو اس وقت تک آپ نے جو بھی کارروائی کی ہو از راہ کرم کیا آپ ہاؤس کو اس سے مطلع فرمائیں گے۔

وزیر داخلہ، جناب والا! میں آپ کے توسط سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اشتہاری مجرمان واقعی حکومت کے لیے بھی اور عوام کے لیے بھی سر درد ہیں۔ اور یہ جب تک نہ پکڑے جائیں محکمہ بھی اپنے افسران کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اس لیے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اجلاس تک ہم ان ملزمان کو یا تو پکڑ لیں گے یا اس افسر کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر، یہ تو ہو گیا جو بھی آپ کریں گے اس سلسلے میں ہاؤس کو آگاہ کریں گے؟

وزیر داخلہ، جناب والا! اس سلسلے میں ہاؤس کو بتایا جائے گا۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! شکریہ۔ دراصل یہ ضروری اس لیے ہے میں جناب کے تھوڑا سا گوش گزار بھی کر دوں۔ یہ اشتہاری ملزمان کوئی ایک واردات نہیں کرتے بلکہ کئی وارداتیں کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گیارہ ماہ پہلے جو اشتہاری ملزمان وفاقی وزیر تجارت کی سروس انڈسٹریز سے پکڑے گئے تھے اگر اس وقت ان کو سزا دی جا چکی ہوتی اور ان کو کھلا نہ چھوڑا جاتا تو آج گجرات میں جو گیارہ قتل ہوئے ہیں وہ نہ ہوتے۔

جناب سپیکر، اسی طرح سے اور بھی بہت سے واقعات ہوتے ہیں اگر اس کو Nip the evil in the bud کر لیا جائے تو اچھا ہے۔ میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک مجرم اگر بچ جاتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ شیر ہو جاتا ہے اور پھر پہلے سے بڑی واردات کرتا ہے اور اگر اس سے بچ جاتا ہے تو اس سے بھی بڑا ڈاکو بن جاتا ہے اس سے بھی بچ جاتا ہے تو اس کا پھر گینگ بن جاتا ہے۔ اس لیے مجرم کو جتنی جلدی سزا دے دی جائے اتنا ہی وہ پھلنے پھولنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کو قابو میں کیا جا سکتا ہے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے سوالات کے سلسلے میں بہت اہم observation دی ہے۔ میں بتانا یہ چاہوں گا کہ طریقہ کار میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض منسٹریاں باقاعدگی سے سوالوں کے جواب میں آجاتی ہیں اور بعض منسٹریاں مسلسل

نظر انداز رہتی ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ باقاعدہ ایک طریقہ کار اور معیار مقرر کر دیں جس کے مطابق سلسلہ وار تمام محکمے یکے بعد دیگرے یہاں سوال و جواب میں شامل ہوں۔ اب یہ ہوتا ہے کہ محکمہ داخلہ کا سوال آیا ہے تو اس میں دو سال لگ گئے ہیں۔ اور اس میں غالباً کوئی صوابدید بھی ہے۔ اس کو ذرا دیکھ لیں کہ یہ رکاوٹ کس جگہ ہے اور اس کو کیسے بلا امتیاز سلسلے وار بنایا جائے۔

جناب سپیکر ، جی بجا ہے ۔ چونکہ سوالات کا اکثر فیصلہ محترم ڈپٹی سپیکر صاحب کرتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب میں یہ چاہوں گا کہ جب یہ مسئلہ زیر بحث آئے تو ڈپٹی سپیکر صاحب اور مجھے دونوں کو اس پر آپ بریفنگ دیں تاکہ ہم اس کا کوئی بہتر حل نکال سکیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا گجرات سے متعلق بات آئی ہے تو میں بھی وہاں سے تعلق رکھتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، اب آپ کو پتا چل گیا ہے آپ تشریف لے آئے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب والا! یہ جو ہم لیڈر صاحبان ہیں یہی بد معاشوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور ایک خاندان کو پہلے قتل کرواتے ہیں اور پھر ان کی دشمنی پڑتی ہے اور وہ بدلے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر ، نہ کیا کریں ایسے آپ لوگ ... (قہقہے)

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب والا! میرا مطلب یہ ہے کہ چاہیے یہ کہ ہم کوشش کریں تاکہ یہ بد معاشی ختم ہو۔

جناب سپیکر ، بہت اچھی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ بات کافی عرصہ سے establish ہے کہ ہمارے محترم چودھری گل نواز صاحب ***** کیوں مشہور ہیں؟

جناب سپیکر ، نہیں، نہیں پلیز۔ نہیں ایسے نہیں وہ معزز رکن ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری گل نواز صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ یہ ساری جو گفتگو ہوئی ہے یہ مناسب نہیں ہے پہلے مشہور تھا

*****(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

کہ سیاست دان ایک دوسرے کے اوپر کیچڑ ڈالتے ہیں اور اب آپ پٹرول ڈالنے لگ گئے ہیں۔ خدا کے لیے ایسا نہ کریں اس سے تو آگ لگ جانے کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ کیجیے اور مہربانی کیجیے۔ آگے چلیے راجہ ریاض احمد کا سوال ہے۔

راجہ ریاض احمد، سوال نمبر 198

ایس پی سٹی کو برائے تفتیش منتقل کردہ مقدمات کی تفصیلات

*198۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۳ء کے آخر تک انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب لاہور، ڈی آئی جی پولیس فیصل آباد رینج فیصل آباد اور دیگر کس کس مجاز اتھارٹی نے ایس پی سٹی کو کن کن مقدمات کی تفتیش کن تاریخوں میں منتقل کی۔ایسے تمام مقدمات کے نمبر اور جرائم کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ آفیسر کو مذکورہ مدت کے دوران جن مقدمات کی تفتیش منتقل کی گئی ان میں سے افسر مذکورہ نے دوران تفتیش کتنے مقدمات تفتیش غلط اور کتنے درست پائے۔کتنے مقدمات میں ملزمان کو بے گناہ قرار دیا گیا کتنے مقدمات کا چالان مرتب ہوا۔کتنے مقدمات میں ملزمان کو مجرم قرار دیا گیا۔اور بعد ازاں کتنے ایسے مقدمات میں عدالتوں نے ملزمان کو بری کیا اور کتنے مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی۔نیز کتنے مقدمات کی تفتیش تاحال افسر مذکورہ کے پاس زیر التواء ہے اور کتنے مقدمات جن میں افسر مذکورہ نے چالان مرتب کئے عدالتوں میں زیر سماعت ہیں تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۳ء کے آخر تک انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے کوئی تفتیش ایس پی سٹی فیصل آباد کو نہ دی ہے ۔البتہ ڈی آئی جی فیصل آباد نے اس عرصہ کے دوران ۶۵ مقدموں کی تفتیش اور ایس ایس پی فیصل آباد نے ۸۰ مقدمات کی تفتیش ایس پی سٹی فیصل آباد کو سونپی جبکہ ۹ مقدمات کی تفتیش ایس پی سٹی نے اپنے حلقہ میں از خود کی۔

مجموعی طور پر ایس پی سٹی فیصل آباد نے ۱۵۲ مقدمات کی تفتیش کی ہے یا ان کو مارک ہوئی ان مقدمات کے نمبر تاریخ منتقلی اور جرائم کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اوپر بیان کئے گئے کل مقدمات میں سے ۵۳ مقدمات دوران تفتیش غلط پائے گئے۔جبکہ ۸۶ مقدمات درست پائے گئے ۲۰ مقدمات میں ملزمان کو بے گناہ قرار دیا گیا جن میں سے ۳ مقدمات میں بالکل بے گناہ اور ۲۷ میں جزوی بے گناہ قرار پائے ۸۶ مقدمات کا چالان مرتب ہوا عدالتوں سے اب تک کوئی بری نہ ہوا ہے ۔ایک کو سزا ہوئی تیرہ مقدمات جو ایس پی سٹی کو مارک ہوئے تھے بعد میں کسی دوسرے آفیسر کو برائے تفتیش دیئے گئے۔ایس پی سٹی فیصل آباد کے پاس اس وقت کوئی مقدمہ زیر تفتیش نہ ہے۔

نوٹ۔ (مقدمہ نمبر 355 مورخہ 19/8/93 بجرم 365/337-AF ت پ تھانہ سرگودھا زیرتفتیش ایس آئی گل محمد انچارج چوکی منصور آباد تھانہ سرگودھا روڈ ہے)

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید ، سوال نمبر 1325

ذوالفقار ورک سب انسپکٹر گوجرانوالہ کی معطلی اور بحالی

*1325۔جناب ایس اے حمید، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ذوالفقار ورک سب انسپکٹر ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کو کچھ عرصہ قبل معطل کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سب انسپکٹر کے زیر استعمال ایک مسروقہ کار کافی عرصہ تک رہی اور محکمہ کو مخبری ہونے کے بعد اس کی بازیابی سیالکوٹ سے فرضی طور پر دکھائی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ ایس ایس پی گوجرانوالہ نے تمام تر دباؤ کے باوجود مذکورہ انسپکٹر کو بحال کرنے سے انکار کر دیا۔لیکن کچھ عرصہ قبل نہ صرف اس کو بحال کر دیا گیا ہے بلکہ اس کو ترقی بھی دے دی گئی ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سب انسپکٹر کی معطلی ختم کرنے اور اسے

ترقی دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)

(الف) یہ درست ہے کہ ذوالفقار علی ایس آئی ضلع هذا کو مورخہ 26-10-93 کو مسٹر آفتاب سلطان جو کہ اس وقت ایس ایس پی صاحب گوجرانوالہ تھے نے معطل کر دیا تھا۔ایس آئی مذکورہ پر الزام تھا کہ اس کے قبضہ سے سوزوکی کار نمبری 7452۔ ایل پی ٹی مورخہ 16/10/93 اور 17/10/93 کو دیکھی گئی جو اس نے یہ جانتے ہوئے اور باور کرتے ہوئے کہ کار سرقہ شدہ ہے۔اپنے قبضہ میں رکھی۔دوران تفتیش رپورٹ ابتدائی مقدمہ نمبر 140 مورخہ 2/9/93 بجرم 392 ت پ تھانہ گکھڑ منڈی' ذوالفقار علی ایس آئی مال مسروقہ قبضہ رکھنے کا قصور وار پایا گیا۔

(ب) جیسا کہ جز الف بالا میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایس آئی ذوالفقار علی کے قبضہ میں مسروقہ کار نمبر 7452۔ ایل پی ٹی مورخہ 16-10-93 اور 17/10/93 کو دیکھی گئی چنانچہ ذوالفقار علی سب انسپکٹر نے اپنے اس غیر قانونی فعل کو چھپانے کے لئے سی آئی اے سٹاف صدر سیالکوٹ سے ساز باز کر کے اس کار کی بازیابی زیر دفعہ 550 ض ف کی نسبت سی آئی اے سٹاف سیالکوٹ کے روزنامچہ میں بحوالہ رپٹ نمبر 3 مورخہ 16/10/93 ظاہر کر دی۔

(ج) یہ درست ہے کہ سابقہ ایس ایس پی صاحب گوجرانوالہ نے ذوالفقار علی ایس آئی کو الزامات ثابت ہونے پر بحوالہ حکم نمبری 37-123 مورخہ 9/1/94 ملازمت سے برخاست کر دیا تھا۔ایس آئی ذوالفقار نے ایس ایس پی صاحب گوجرانوالہ کے حکم برخاستگی کے خلاف ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس گوجرانوالہ رینج گوجرانوالہ کو محکمانہ اپیل کی جو منظور کر لی گئی اور بحوالہ حکم نمبری 16258-60 ای سی سی مورخہ 15/5/94 کو اسے ملازمت پر بحال کر دیا گیا تاہم بطور سزا انسپکٹر مذکورہ کی تنخواہ میں ایک درجہ تخفیف کر دی گئی۔

(د) یہ غلط ہے کہ سب انسپکٹر کو ترقی دیکر بحال کیا گیا بلکہ ایس آئی ذوالفقار علی قبل ازیں بحوالہ حکم نمبری 20439 مورخہ 22/7/93 کو عہدہ سب انسپکٹر پر ترقیاب ہو چکا تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ مقدمہ مذکورہ بالا کی تفتیش بعد ازاں کرائم برانچ لاہور کو منتقل ہو گئی۔جو کہ دوران تفتیش مقدمہ کے گواہ منحرف ہو گئے۔اس طرح کرائم

برانچ لاہور نے مقدمہ کے اخراج کی سفارش کر دی۔چنانچہ مقدمہ کے خارج ہونے کے بعد سب انسپکٹر ذوالفقار کو ملازمت پر بحال کیا گیا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا وزراء جو بھی یقین دہانی فلور آف دی ہاؤس کرواتے ہیں اس سلسلے میں آپ نے رولنگ بھی دی تھی کہ اس پر ایکشن ہونا چاہیے ۔ اسی طرح ہمارا فیصل آباد سے متعلقہ ایک سوال تھا اور وزیر موصوف نے کہا تھا کہ زمین پر جو ناجائز قبضہ ہے اسے ختم کروایا جائے گا کیونکہ یہ زمین حکومت پنجاب کی تھی .....

جناب سپیکر ، رانا صاحب! دیکھیں یہ مسئلہ تو اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! اس وقت وقفہ سوالات ہے اور میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی سوالات کے متعلق ہے اس لیے یہ بڑا متعلقہ ہے۔ اس سوال کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے اگر اس پر عمل نہیں ہونایا تو آپ مجھے بتائیں کہ میں کس وقت اس مسئلے پر بات کروں۔ اس کا متعلقہ ٹائم کونسا ہے؟ جو سوالات ہم کر رہے ہیں حکومت یا وزراء صاحبان اس پر جو یقین دہانی کرواتے ہیں اگر اس یقین دہانی پر کوئی ایکشن ہی نہیں ہونا تو پھر یہ سب بے مقصد ہے اور سوال جواب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سلسلے میں آپ نے ایک رولنگ دی ہے۔ کیا آپ اپنی رولنگ پر عمل درآمد روائیں گے ؟

جناب سپیکر ، کروائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا کب کروائیں گے؟ اس پر دو سال چار ماہ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ اس سوال کے بارے میں خاص طور پر مجھے بتایے کہ کونسا سوال ہے جس کی ایوان میں یقین دہانی کروائی گئی تھی میں اس کا سختی سے نوٹس لوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! بہت شکریہ۔

جناب سپیکر ، اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیا گیا ہے اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟ اگر نہیں ہے تو آگے چلتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! اس انسپکٹر سے جس سے یہ کار برآمد ہوئی ایس ایس پی نے صحیح

طور پر اس کو معطل کیا لیکن پھر کیا وجوہات تھیں کہ اس کے خلاف مقدمہ خارج کر دیا گیا اور پھر اس کو بحال بھی کر دیا گیا۔

وزیر داخلہ، جناب والا! یہ تفتیش بالآخرکرائمز برانچ کو منتقل ہوئی اور کرائمز برانچ نے عدم ثبوت یعنی گواہان کے پیش نہ ہونے کی بناء پر اس کو خارج کر دیا۔ مگر یہ سب انسپکٹر پہلے ہی سب انسپکٹر تھا۔ اس کی بطور سب انسپکٹر تنزلی ہوئی تھی۔ اب اس کی تنخواہ کا کچھ till his retirement forefeit۔ ہوچکا ہے اور یہ اس کو سب سے major سزا ہوئی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! مقدمہ خارج کیا گیا کیوں کہ ظاہر ہے انسپکٹر کے خلاف کون گواہی دے گا۔ کیا مقدمہ خارج ہونے کے بعد اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ ایس ایس پی صاحب نے غلط کام کیا کہ ان کو suspend کیا؟

جناب سپیکر: ظاہر ہے اگر ثبوت نہیں ملا تو جو ایکشن لیا گیا تھا وہ انھوں نے غلط لیا تھا۔ جب پوری تفتیش ہوئی اور پتا چلا کہ اس کے خلاف کوئی گواہ نہیں ہیں تو مقدمہ خارج کردیا گیا۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! اسی جواب میں یہ درج ہے کہ اس سے ساری چیزیں on record برآمد کی گئیں۔

جناب سپیکر: ذرا بتائیے کہاں ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی، سوال نمبر 1325 کے جواب جز (ج) میں ہے۔ "یہ درست ہے کہ سابقہ ایس ایس پی صاحب گوجرانوالہ نے ذوالفقار علی ایس آئی کو الزامات ثابت ہونے پر بحوالہ حکم نمبری 37-123 مورخہ 9/1/94 ملازمت سے برخاست کر دیا تھا"۔ یہ تو ثابت ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: اس نے اس کے بارے میں کوئی اپیل کی۔ ذرا وضاحت کیجئے؟

وزیر داخلہ، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اس سب انسپکٹر نے سی آئی اے سیالکوٹ کے ذریعے مسروقہ گاڑی سپرداری پر حاصل کی۔ یہ گاڑی سپرداری پر حاصل کرنے کے بعد متعلقہ افسران نے اس کے خلاف انکوائری کی۔ انکوائری کے بعد ایس ایس پی صاحب نے اس کو dismiss کر دیا۔ اسی دوران یہ انکوائری کرائمز برانچ میں منتقل ہو گئی۔ کیوں کہ متعلقہ سب انسپکٹر نے یہ الزام لگایا کہ میرے ساتھ

bias ہوکر محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ اور مجھے یہاں سے انصاف کی توقع نہیں ہے۔ چنانچہ کرائمز برانچ نے اس تفتیش کو ازسرنو کیا۔ اور اس کے خلاف جو چارج تھا اس کو exonerate کیا۔ اس سب انسپکٹر نے ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج کے پاس اپیل کی جس نے اس کی اپیل منظور کرلی۔ مگر انھوں نے اس پر major penalty یہ ڈالی کہ اس کی ریٹائرمنٹ تک اس کی تنخواہ کا کچھ حصہ کاٹ لیا جائے گا۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! اگر وہ انسپکٹر بے گناہ تھا تو پھر penalty کس بات کی ڈالی گئی؟

وزیر داخلہ: محکمے کو یہ اختیار ہے کہ اگر جرم ثابت نہ بھی ہو اور وہ indiscipline میں آتا ہو تو محکمہ کو اس پر بار نہیں ہے کہ وہ اس کو سزا نہ دے سکے۔ لیکن اس نے کوئی اپیل بھی نہیں کی اور اس سزا کو قبول کیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! چودھری صاحب کا سوال بھی یہی تھا اور میں بھی یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ indiscipline یا کوئی جرم اور کیا رہ گیا۔ جرم تو اس کے قبضے سے کار کی برآمدگی کا تھا۔ جب وہ غلط ثابت ہو گیا تو پھر indiscipline کس چیز کا اور سزا کس بات کی ملی؟

جناب سپیکر: اصل میں یوں لگتا ہے کہ پہلے ایس ایس پی نے جو کچھ بھی کیا تھا۔ اس میں کچھ نہ کچھ حقیقت تھی۔ اس کے بعد اس کے خلاف اپیل ہوئی اور کرائمز برانچ میں منتقل ہو گئی وہاں پر گواہان منحرف ہوگئے یا کر دیے گئے جیسے آپ سمجھتے ہی ہیں۔ جب وہ گواہ نہ ملے ساتھ یہ مسئلہ بھی تھا کہ اس نے کیا تو کچھ تھا اب گواہی دینے کے لیے کوئی موجود نہیں ہے۔ تو ان دونوں کے درمیان میرا خیال ہے سمجھوتہ یہ ہوا کہ چونکہ گواہ نہیں ہے تو اب تکنیکی طور پر اس کے خلاف کچھ کیا نہیں جا سکتا۔ لیکن کیا بھی ہے اس نے تو اس میں تھوڑی سی سزا بھی دے دی۔ یہ کوئی درمیانی راستہ نکالا ہوا لگتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! مقامی ایس ایس پی بھی گواہان موجود تھے۔ ایس ایس پی نے ان گواہان اور باقی جو کیس کی تیاری کی گئی ہوگی اس ملزم کے خلاف اس کی بناء پر اس کو سروس سے نکال دیا تھا۔ تب تک تو وہ کارروائی موجود تھی۔ اب جبکہ ادھر سے انکوائری منتقل کرکے کرائمز برانچ میں دے دی گئی وہاں ملزم گواہان پر حاوی ہو گیا۔ تو ڈی آئی جی رینج اس ساری کارروائی کو نظر انداز کر دیں گے۔ جو ریکارڈ پر آچکی ہے اور جن گواہان کے بیان آچکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے علم میں ہے کہ عدالتیں یا تفتیش کرنے والے ادارے ان کے پاس جو گواہ ہوتے ہیں اور جو ثبوت سامنے آتے ہیں انھی پر انھوں نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! آپ نے صحیح فرمایا۔ لیکن اگر superior officer براہ راست جو حالات دیکھ اور جان رہا ہے جیسے کہ آپ نے خود نشاندہی کر دی کہ وہ گواہان تھے اور بعد میں وہ بیچ میں سے کھسکا لیے گئے۔ تو ڈی آئی جی صاحب کو تو اس بات کی cognizance لینی چاہیے تھی کہ گواہان موجود ہیں؟

جناب سپیکر: cognizance لیتے ہوئے ہی انھوں نے اس کو تھوڑی بہت سزا دی ہے۔ ورنہ تو یہ تھا کہ وہ کہتے کہ گواہ نہیں ہیں چلو چھٹی۔ میرا خیال ہے انھوں نے تو آپ کی خواہش پوری کی ہے۔ باوجود اس کے کہ گواہ نہیں مل رہے تھے یہ دیکھتے ہوئے کہ کسی نہ کسی حد تک اس کا قصور تو ہے اس پر انھوں نے اس کو تھوڑی سی penalty ڈالی دی ہے۔ جی رانا صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جو گواہان منحرف ہوگئے تھے کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گواہ اپنے اصل بیان سے منحرف ہو جائیں تو محکمہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرتا ہے؟

وزیر داخلہ: جناب والا! یہ جو انکوائری تھی یہ ایک محکمانہ انکوائری تھی۔ اور محکمانہ انکوائری میں 182 کا جوڈیشل کارروائی کا تعلق نہ ہے۔ اور یہ محکمے کے purview میں ہے، محکمے کے دائرہ اختیار میں ہے کہ ایک subordinate officer سے لے کر higher officer تک۔ ورنہ تو محکمانہ کارروائی کا کوئی جواز ہی نہیں ہے اگر 182 or 188 or۔ جو بھی کارروائی ہوتی ہے اس کا مقصد پھر یہ ہوتا ہے کہ یا تو entirely جس کے خلاف کارروائی ہے اس کو عدالت کے سپرد کیا جائے۔ ورنہ محکمے کے indiscipline ہونا یا محکمے کے rules and regulations جاننے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کو purely محکمے نے خود deal کیا ہے' superior officer ایس ایس پی نے کیا ہے۔ اس نے major penalty دی ہے۔ اسی مواد پر ڈی آئی جی نے کیا ہے جو مواد اس کے سامنے اور subsequent مواد جو ریخ کرائم سے آیا ہے۔ اس کے مطابق انھوں نے major penalty اس کی تنخواہ کا کچھ حصہ اس کی ریٹائرمنٹ تک کاٹ لیا اور پولیس رولز میں یہ سب سے بڑی penalty ہے۔

جناب سپیکر، سینئر منسٹر صاحب ! میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ جو اس کو سزا دی گئی ہے وہ کافی اہم سزا ہے اور ایک طرح سے یہ کیا گیا ہے کہ removel سے نکال کر اس کو reduction in pay scale یا میں سزا دے دی گئی۔ یہ بھی بڑی سزا ہے۔ رانا صاحب کا یہ سوال ہے کہ جو لوگ گواہی سے منحرف ہوئے ان کے خلاف محکمے نے کوئی کارروائی کی یا نہیں؟

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! محکمے کو ان کے خلاف کارروائی کے لیے کوئی اختیار نہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! کس قانون کے تحت اختیار نہیں؟

جناب سپیکر، اس کا قانون بنا ہی نہیں ہے۔ کوئی قانون ہے ہی نہیں جس کے تحت اسے سزا دی جاسکے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! میرا ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس سے محکمے میں بد دلی نہیں پھیلتی کہ ایک اعلیٰ اور superior officer نے ایک اچھا کام کیا ہے اور اس کو موقع پر پکڑوایا ہے۔ مگر اس کو پکڑ کر چھوڑ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، اس میں سوال کرنے کی کیا بات ہے۔ بد دلی تو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، یہی تو ہم کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اس بد دلی کا تدارک کیجئے۔ اور اسمبلی اسی لیے ہے کہ جہاں جہاں بد دلی ہے اور قانون ناکافی ہے اس کی جگہ نیا قانون لائیے۔

وزیر داخلہ، جناب والا! میں فاضل رکن اسمبلی اور ہمارے سابقہ جو قائد حزب اختلاف ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ ہر چیز قانون کے مطابق چلتی ہے۔ یہی اسمبلی اگر یہ قانون لاگو کر دے Efficiency and Discipline Rules, Services Rules اور پولیس ایکٹ میں اگر یہ اسمبلی ترمیم پاس کر دے تو جو سروسز کے باہر افسران ہیں ان کے سامنے proceeding ہوتی ہے ' اس کی بنیاد پر یا ان کی جتنی کارروائی ہے اس کو سزا و جزا confinement کی arrest کی ' اندر دینے کی سزا اگر یہ اسمبلی پاس کر دے تو یہ ہو جائے گا۔ قانون کی بات ہے قانون اگر اجازت دے تو محکمہ قانون کے اندر رہ کر کام کرتا ہے' باہر جا کر کام نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، جناب سینئر منسٹر صاحب! آپ ازراہ کرم یہ بتائیں کہ قانون میں جو سقم ہیں آپ تیار ہیں کہ ان کو دور کرنے کے لیے آپ کوئی کارروائی کریں؟

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے purview میں قانون جس میں تبدیلیاں مثلاً یہ پولیس ایکٹ ہے میرے خیال میں یہ 1925ء کا بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ efficiency and discipline rules پاکستان کے بعد بنا ہے ان دونوں قوانین میں اگر موجودہ اسمبلی ترمیم کرے اور حکومت بھی محسوس کرتی ہے کہ اتنے پرانے قانون اور اتنے سنجیدہ قسم کے جرائم اور hemous قسم کے جرائم آج کل ہو رہے ہیں اس میں تعداد ہے اور معاشرے کو کنٹرول کرنے کے لیے' معاشرے میں harmoney پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان میں تبدیلیاں لائی جائیں اور اگر اپوزیشن کی طرف سے تبدیلی آئے گی تو ہم اس کو accept کریں گے۔

جناب سپیکر، حقیقت یہ ہے کہ پولیس اصلاح کے لیے جب سے پاکستان بنا ہے پتا نہیں کتنے کمشن بن چکے ہیں یہاں تک کہ آخر میں ایک کمشن اس لیے بنایا گیا کہ اب تک جتنے پولیس کمشن بنے ہیں ان سب کی مجموعی طور پہ رائے تھی اور اس کے اندر کوئی consensus ہو سکتا ہے ان سب کا اجتماعی طور پر کہیں کوئی ایسا نکتہ ہے جہاں وہ سب متفق ہوتے ہوں تو اب سوال یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ایک حد تک جاتے ہیں۔ کوشش شروع کرتے ہیں اسے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچاتے کمشن بنتے ہیں ان کی رپورٹیں آتی ہیں پھر ان کمشنوں کے اوپر کمشن بنتے ہیں اس کی رپورٹ آتی ہے لیکن ان رپورٹوں پر عملدرآمد نہیں ہوتا ازراہ کرم ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ خود جیسے فرما رہے ہیں کہ انگریز کے زمانے سے پرانے قوانین چلے آ رہے ہیں۔ 1925ء سے یعنی تقریباً ستر سال ہو گئے ہیں تو اب یہ ہے کہ ان کو revise کر کے جو ضرورتیں ہیں' معاشرے میں جو تبدیلیاں آ گئی ہیں' آبادی بڑھ گئی ہے' شہروں کی آبادی بڑھ گئی ہے اور بے شمار نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں تو ان کے تحت ازراہ کرم ان کو revise کیا جائے اور اسمبلی اسی مقصد کے لیے کہ جہاں قانون میں تبدیلی کی ضرورت ہے اسے لایا جائے۔

قانون کی حکومت کا ایک بڑا عجیب و غریب romantic تصور ہے کہ قانون کی حکومت ہونی چاہیے لیکن قانون جب ناکافی ہو جاتا ہے تو اسی قانون کو کالا قانون کہتے ہیں اور اسے بدلنے کے لیے اس اسمبلی کی ضرورت ہے ورنہ قوانین کی کوئی کمی ہے؛ قوانین تو بہت موجود ہیں۔ قانون کے اوپر قانون چڑھا ہوا ہے

لیکن قانون جب انصاف مہیا کرنے کے لیے ناکافی ہو جاتا ہے تو اسے بدلنے کی ضرورت کے تحت یہ اسمبلیاں بنائی گئی ہیں تو ازراہ کرم اس طرف مزید توجہ دیجیے اس لیے کہ لاء اینڈ آرڈر کی جو موجودہ صورت حال ہے وہ قانون کے اندر اصلاح کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جی، محترم خان صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! ابھی جناب سینئر منسٹر صاحب نے ذکر کیا کہ 1861ء کے پولیس ایکٹ میں ترمیم کی ضرورت ہے اور اسمبلی ترمیم کر سکتی ہے۔ جو میرا مطالعہ ہے جو مجھے اپنے بزرگوں نے اورجو ہمارے پرانے لوگ تھے انھوں نے بتایا کہ جس وقت 1861ء میں انگریز کے دور میں پولیس ایکٹ بنا تھا۔ انگریز کے دور میں پولیس کو لاء اینڈ آرڈر اور قانون کی پاسداری کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ انگریز کے دور میں اتنی لاقانونیت نہیں تھی لیکن یہ حقیقت ان کو تسلیم کرنی چاہیے کہ ہماری حکومتیں، میں اس حکومت کی بات نہیں کر رہا، ہماری حکومتیں آئے دن پولیس کو اپنے اقتدار کی طوالت کے لیے استعمال کرتی ہیں جس کی وجہ سے پولیس کی کارکردگی ناقص ہے اور جناب والا! یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس کے کسی افسر پر کوئی الزام آ جائے تو پنجابی کی مثال کہ "مجھ مجھ دی بھین ہندی اے" پورا محکمہ اس افسر کو بچانے کی کوشش کرتا ہے اور اگر جناب سینئر منسٹر صاحب ریکارڈ کا جائزہ لیں تو یہ بات ان کے مشاہدے میں آئے گی کہ اگر پبلک پر سو کیس بنتے ہیں تو نوے کیسوں میں عام آدمی کو سزا ہوتی ہے اور اگر پولیس پر تشدد یا اختیارات کے ناجائز استعمال یا رشوت کے اگر سو کیس بنتے ہیں تو ننانوے کیسوں میں پولیس والے بری ہو جاتے ہیں اور اس مدعی کو convey کیا جاتا ہے کہ اگر تم نے اپنا مقدمہ واپس نہ لیا یا آپ نے اگر اپنی گواہی واپس نہ لی تو اس پنجاب میں آپ کا جینا حرام کر دیا جائے۔ جناب! یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ جناب سینئر منسٹر صاحب جس طرح ازخود کسی قانون میں تبدیلی لائے، بغیر سینئر منسٹر کا ایک عہدہ create کیا، اسی طرح یہ بھی اپنے اختیارات کو استعمال میں لاتے ہوئے از خود اپنے اختیارات کو استعمال کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ پولیس کی اصلاح نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے، مہربانی۔ جی وزیر قانون صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! جیسے بادشاہ آفریدی صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ یہی قوانین پہلے بڑے effective تھے اب نہیں ہیں تو کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ کئی قانون ایک وقت میں effective

ہوتے ہیں اور ان کو بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ایک سیکنڈ، یہ قوانین انگریز نے ہمارے اوپر دباؤ ڈالنے کے لیے، ہمیں غلاموں کے طور پر استعمال کرنے کے لیے بنائے تھے اب معاشرے میں آزادی ہے۔ اب اس کے اندر ایک کشادگی آئی ہے۔ اس لیے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں یقیناً تبدیلی کی ضرورت ہے۔

وزیر قانون: جہاں پہ حکومت اپنی جگہ کوشش کر رہی ہے میں وہاں پہ سارے ایوان کو حکومت کی طرف سے دعوت دیتا ہوں اس چیز کو مدنظر رکھے بغیر کہ چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں یا گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں اس سلسلے میں خاص طور پر جو بھی تجاویز اپوزیشن کی طرف سے آئیں انھیں ہم welcome کریں گے اور اس کے مطابق یہاں پہ متفقہ قانون سازی کر کے کوشش کریں گے کہ اس کو بہتر بنایا جائے میں ان کو offer دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بڑی اچھی پیشکش ہے۔ بادشاہ خان آفریدی صاحب نے بڑی اہم بات کی ہے۔ کہتے ہیں کہ پولیس میں جب کوئی آدمی زیر عتاب آتا ہے تو باقی کے سارے ساتھی اسے بچانے کی فکر کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ تقریباً تمام محکموں میں ہے اور خاص طور پہ ہماری سول سروس میں بھی ہے اور اگر نہیں ہے تو صرف سیاستدانوں میں نہیں ہے۔ وہ ایک دوسرے کی مٹی پلید کرتے ہیں ایک دوسرے کی زندگی کو کرید کے، کھود کے اس کے اندر کیڑے نہیں ہیں تو کیڑے ڈالتے ہیں یہ شرف اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم لوگوں کو حاصل ہے کہ سب اپنی community کی عزت کرتے ہیں اور تحفظ کرتے ہیں اور اگر نہیں کوئی کرتا تو ماشاء اللہ سیاستدان نہیں کرتا جو ایک دوسرے کی مٹی پلید کرنے میں ماہر ہو گیا ہے کچھ آپ لوگ بھی خیال کیا کریں اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ سیاستدان اور سیاست بدنام ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی کردارکشی میں ماہر ہو گئے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کے لیے کلمہ خیر نہیں کہتا اگر سیاست ناکام ہو جائے گی تو سب کچھ ناکام ہو جائے گا۔ اس لیے خدارا جہاں باقی لوگوں کے بارے میں آپ یہ کہتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ جیسے وہ عیب چھپاتے ہیں آپ بھی اس طرح کریں لیکن یہ بھی کوئی بات نہیں ہے کہ عیب نہیں بھی ہے تو آپ اس کو عیب بنا کے پیش کرتے ہیں اور صبح شام ایک ہی روّیہ ہے کہ اِدھر والے اُدھر کو، اُدھر والے اِدھر، کو مہربانی سے بعض اوقات تو گالیوں تک نوبت آ جاتی ہے

نہیں تو بُرے سے بُرے القابات سے نوازتے رہتے ہیں، فرمایئے جناب۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب! تقریباً ڈیڑھ سال بعد میرے دو سوال آئے ہیں آپ خوب صورت تقریریں کرکے میرا وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

سید تابش الوری: یہ جو آپ کی تقریر کا وقفہ ہے یہ سوالات کے وقفے میں سے حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔ آپ کی تقریروں کا بھی میں حساب رکھتا رہتا ہوں، فکر نہ کیجیے۔ آگے چلتے ہیں جناب ایس اے حمید صاحب۔

چودھری محمد اقبال: سوال نمبر 1326 - (معزز رکن نے جناب ایس اے حمید کے ایماء پر دریافت کیا)

ماتحت عدلیہ کے جج صاحبان کو رہائش و دفتر کی سہولیات کی فراہمی

*1326- **جناب ایس اے حمید**: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ صوبائی ماتحت عدلیہ کے جج صاحبان کے لئے رہائش و دفاتر کے خاطر خواہ انتظامات موجود نہ ہیں اگر ایسا ہے تو حکومت اس سلسلہ میں ان کو متذکرہ بالا سہولتیں فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؛

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان):

یہ درست نہیں ہے کہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صوبے بھر میں ماتحت عدلیہ کے تمام جج، جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کے لئے عدالت /دفتر کے تسلی بخش انتظامات موجود ہیں رہائشی سہولتیں بھی بہت حد تک فراہم کی گئی ہیں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جہاں ایسے انتظامات موجود نہ ہیں وہاں پر عدلیہ کے ماتحت افسروں کے لیے صوبائی حکومت عدالتیں اور رہائش گاہیں تعمیر کرانے کے لئے سکیم بنائی ہے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کے ذریعہ رقم فراہم کرتی ہے۔ مرکزی حکومت بھی ایسے تعمیراتی منصوبوں کے لئے گرانٹ ان ایڈ فراہم کرتی ہے تاکہ ماتحت عدلیہ کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دستیاب ہوں۔

پنجاب بھر میں جج صاحبان جوڈیشل مجسٹریٹوں کے لئے موجودہ عدالتی سہولیات درج ذیل ہیں۔

عہدہ	تعداد افسران	جوڈیشل بلڈنگ	اصلاح شدہ بلڈنگ
۱۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج	۵۶	۵۰	۶
۲۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج	۱۴۳	۱۱۰	۳۳
۳۔ سول جج	۳۷۲	۲۹۰	۸۲
۴۔ جوڈیشل مجسٹریٹ	۷۸	۳۰	۴۸

رہائشی سہولیات

عہدہ	تعداد افسران	جوڈیشل بلڈنگ	اصلاح شدہ بلڈنگ	کرایہ پر
۱۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج	۳۶	۲۷	۸	۱
۲۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج	۱۴۳	۷۵	۱۸	۵۰
۳۔ سول جج	۳۷۲	۱۹۱	۱۰۰	۸۱
۴۔ جوڈیشل مجسٹریٹ	۷۸	۱۵	۳۷	۲۶

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! کیا وزیر داخلہ پسند فرمائیں گے کہ یہ جو آخری دو لائنیں ہیں۔ ان میں کہا گیا ہے کہ مرکزی حکومت بھی ایسے تعمیراتی منصوبوں کے لیے گرانٹ ان ایڈ فراہم کرتی ہے۔ یہ اس معزز ایوان کو گرانٹ ان ایڈ کی کوئی تفصیل جتانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے وفاقی حکومت کی مخصوص گرانٹ کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ وہ میں ایک علیحدہ سوال کے جواب میں وفاقی حکومت کی طرف سے اب تک ملنے والی گرانٹ کی تفصیل بیان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بجٹ کے علاوہ ہوتی ہے ۔

وزیر داخلہ: جی ہاں یہ بجٹ کے علاوہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیے آگے چلتے ہیں۔

سید تابش الوری: کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ 95-1994 کے دوران ججز کی رہائش گاہوں یا دفاتر کی تعمیر کے لیے کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب دسمبر 1994ء تک کا تھا۔

وزیر داخلہ: میں 1995ء تک کی تفصیل دے دیتا ہوں۔ سکیموں پر عدالت ہائے فوجداری کی تعمیر اور تبدیلی کے بارے میں 2 کروڑ 26 لاکھ روپے سے کام ہو رہا ہے۔ کل سکیمیں 29 ہیں اور جو رقم ADP میں مختص کی گئی ہے وہ 2 کروڑ 26 لاکھ روپے ہے۔ 96-1995 کے دوران عدالتوں کی تعمیر کی کل چودہ نئی سکیمیں ہیں۔ جن پر 77 لاکھ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ ADP میں بھی رقم مختص کی جائے گی اور انھیں مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آگے چلتے ہیں میاں محمد ثاقب خورشید!

میاں محمد ثاقب خورشید: سوال نمبر 1478۔

وہیکلز آرڈیننس کے تحت چالانوں کی تعداد

*1478۔**میاں محمد ثاقب خورشید:** کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے نومبر ۱۹۹۴ء تک وہاڑی شہر میں موٹر وہیکلز آرڈیننس اور اس کے تحت مرتبہ رولز کی خلاف ورزی پر کتنے چالان ہوئے۔

(ب) ان چالانوں کے تحت کتنے خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی گئی اور اس سزا کی کیا نوعیت تھی۔

(ج) قانون توڑنے والے کتنے افراد کو بغیر سزا کے چھوڑ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) ضلع وہاڑی میں یکم جنوری 1993ء سے 30 نومبر 1994ء تک موٹر وہیکلز آرڈیننس رولز کی خلاف ورزی پر کل 10094 چالان کیے گئے۔جن کی تفصیل یوں ہے۔

1-1-93 سے 31-12-93 تک 6003 چالان ہوئے۔

1-1-94 تا 30-11-94 تک 4091 چالان ہوئے۔

(ب) مندرجہ بالا رولز کی خلاف ورزی کرنے والے 10094 اشخاص کو جرمانے کی صورت میں سزا دی گئی اور مندرجہ ذیل جرمانہ کیا گیا۔

1-1-93 سے 31-12-93 تک	/932284 روپے
1-1-94 سے 30-11-94 تک	819314 روپے
کل جرمانہ	1751598 روپے

(ج) قانون توڑنے والے کسی شخص کو بغیر سزا کے نہ چھوڑا گیا۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب والا ضمنی سوال ہے ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ خلاف ورزی کس نوعیت کی تھی۔ اور کتنے افراد کے پاس لائسنس نہیں تھے۔

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں ضلع وہاڑی میں کل 10094 چالان کیے گئے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے ۔ 1-1-93 سے 31-12-93 تک کل 6003 چالان ہوئے۔

میاں محمد ثاقب خورشید،جناب سپیکر! یہ تو میں بھی پڑھ رہا ہوں۔ میں نے تو پوچھا ہے کہ یہ خلاف ورزی کس نوعیت کی تھی۔ انھوں نے کہا ہے کہ موٹر وہیکلز آرڈیننس رولز کی خلاف ورزی پر کل اتنے چالان کیے گیے۔

جناب سپیکر، خلاف ورزی کی نوعیت پوچھ رہے ہیں کہ یہ خلاف ورزی کیا تھی۔

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! جو چالان کیے گیے ہیں۔ وہ موٹر وہیکلز آرڈیننس رولز کے تحت کیے گیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ٹریفک کی خلاف ورزی قانون کی خلاف ورزی ہے ۔زائد سواریاں بٹھانا اشارہ کاٹنا یا اسی قسم کی آرڈیننس رولز کے تحت خلاف ورزیاں ہیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید، کیا آپ الگ الگ یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے لوگوں کے پاس لائسنس نہیں تھے یا اشارہ توڑنے کی کتنے اشخاص نے خلاف ورزی کی؟

وزیر داخلہ، ان کی تفصیل جو بغیر لائسنس کے ہیں یا اشارہ توڑنے کی خلاف ورزی ہے یا roads کی کوئی خلاف ورزی ہے۔ اس کا جواب میں صاحب موصوف کو علیحدہ سوال میں دے سکتا ہوں۔

میاں محمد ثاقب خورشید، میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے جز"ب" میں یہ فرمایا ہے کہ مندرجہ بالا رولز کی خلاف ورزی کرنے والے 10094 اشخاص کو جرمانے کی صورت میں سزا دی گئی ہے ۔ اور مندرجہ ذیل کو جرمانہ کیا گیا ہے ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 1-1-93 تا 31-12-93 تک کتنے افراد کو جرمانہ کیا گیا ہے۔

وزیر داخلہ، جناب سپیکر میں جو تفصیل پڑھنے والا تھا ۔ مجھے منع کر دیا گیا۔ 1-1-93سے 31-12-93 تک۔ 932284 روپے جرمانہ کیا گیا۔

میاں محمد ثاقب خورشید، یہ انھوں نے amount بتائی ہے لیکن افراد نہیں بتائے کہ کتنے افراد کو جرمانہ کیا گیا تھا۔

وزیر داخلہ، جتنے افراد نے خلاف ورزی کی کسی کو نہیں چھوڑا گیا۔ سب کو جرمانے کی سزا دی گئی ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید، آپ یہ مبہم جواب دے رہے ہیں کہ کل 10094 آدمیوں کو جرمانہ کیا گیا۔ آپ علیحدہ علیحدہ کیوں نہیں بتاتے کہ 1993ء میں کتنے اشخاص کو جرمانہ کیا گیا اور 1994ء میں کتنے اشخاص کو جرمانہ کیا گیا۔

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے استدعا کروں گا کہ اس کی تفصیل کہ کتنے اشخاص نے کون سے موٹر وہیکلز آرڈیننس کی خلاف ورزی کی اور کیا کیا جرمانہ ہوا۔

جناب سپیکر، وہ مختصر سا جواب مانگ رہے ہیں کہ پورے عرصے میں آپ نے 10094 لوگوں کو سزا دی لیکن جرمانہ بتاتے ہوئے آپ نے دو پیریڈ الگ الگ دیے ہیں۔ 1-1-93 سے 31-12-93 تک اتنا جرمانہ ہوا۔ اور 1-1-94 سے 30-11-94 تک اتنا جرمانہ ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ جس طرح آپ نے ان دو سالوں

کے الگ الگ جرمانے بتائے ہیں اسی طرح ان الگ الگ سالوں میں کتنے کتنے لوگوں کو سزا ہوئی۔ اگر وہ بتا دیں تو اس سے آپ کو یا ایوان کو کیا فائدہ ہو گا۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! ایک تو مجھے ڈیڑھ سال کے بعد جواب دیا گیا ہے اور آپ اس کی افادیت ختم کرنا چاہتے ہیں۔ شاید اس میں کوئی وجہ ہو جو میں بتانا چاہتا ہوں۔ تو وزیر موصوف شاید مقامی انتظامیہ کو تحفظ دینا چاہتے ہوں۔ شاید ایک سال میں ہی انھوں نے اتنے جرمانے کیے ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو نیا سوال لے آئیں۔

وزیر داخلہ: جناب سپیکر میں نے گزارش کی ہے کہ 1-1-93 سے لے کر 31-12-93 تک 6003 آدمی تھے۔ اور دوسرا جناب 1-1-94 سے لے کر 30-11-94 تک 4091 آدمی تھے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید: 1492

اسلحہ لائسنس کے طریقہ کار کو آسان بنانا

*1492۔ **میاں محمد ثاقب خورشید:** کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا حکومت اسلحہ لائسنس حاصل کرنے کے طریق کار کو آسان بنانے کے لیے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنس کے حصول کے لئے متعلقہ ڈی سی کو اختیار حاصل ہے۔ اگر ہاں تو ایک ماہ میں وہ کتنے لائسنس جاری کر سکتے ہیں؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) اسلحہ لائسنس (غیر ممنوعہ بور) جاری کرنے کا مروجہ طریقہ کار نہایت سہل ہے لہذا حکومت پنجاب اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(ب) آرمز رولز کے تحت ڈی سی صاحبان غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنس جاری کرنے کے مجاز ہیں ڈی سی صاحبان ایک ماہ کے اندر اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت جتنے چاہیں لائسنس جاری کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ طریقۂ کار نہایت سہل ہے تو وہ اس طریقۂ کار کی وضاحت ایوان میں کر دیں۔

جناب سپیکر: جی' ذرا طریقۂ کار کی وضاحت کر دیں۔

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! ہر درخواست دہندہ اپنے شناختی کارڈ کے ذریعے اسلحہ لائسنس فارم پر کر کے متعلقہ پولیس سٹیشن سے verification کرا کے ڈپٹی کمشنر متعلقہ سے direct اسلحہ لائسنس حاصل کر سکتا ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید: اس طریقۂ کار سے کون کون سے افراد مستثنیٰ ہیں؟

وزیر داخلہ: جی I beg your pardon میں سمجھا نہیں۔

جناب سپیکر: اس طریق کار سے کون کون سے لوگ مستثنیٰ ہیں؟

وزیر داخلہ: اس طریقۂ کار سے کوئی بھی شخص مستثنیٰ نہیں۔ شناختی کارڈ کی پابندی' فارم کا پُر کرنا' فیس داخل کرنا اور recommendation, verification اسلحہ لائسنس جاری کرنے کے لازمی جز ہیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید: اسلحہ لائسنس کی سرکاری فیس کیا ہے؟

وزیر داخلہ: اس کی سرکاری فیس پندرہ سو روپے ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب' ڈی سی صاحبان اسلحہ کے ساتھ جو چندہ وصول کرتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے؟

وزیر داخلہ: ڈی سی صاحبان کوئی چندہ وصول نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ کرتے ہیں' سوائے جو فیس کی شکل میں ہے اور جس کی ڈی سی آفس باقاعدہ رسید جاری کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی فیس کے وصول کرنے کے مجاز نہیں۔

جناب سپیکر: حضرت مولانا حاجی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد: شکریہ جناب' شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ڈی سی صاحبان پوسٹ آفس کی فیس کے علاوہ کوئی فیس وصول نہیں کرتے۔ حالانکہ کئی

سالوں سے یہ پریکٹس چلی آ رہی ہے کہ ڈی سی صاحبان نے ویلفیئر کے نام سے مختلف اضلاع میں فنڈ مقرر کیا ہوا ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ میں ہے۔ جن کو چاہتے ہیں اس کے بغیر کرتے ہیں' ورنہ ان سے ایک ہزار سے دو ہزار تک وصول کرتے ہیں۔ اور بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک اس کا کوئی آڈٹ نہیں ہوا اور ان کی اپنی مرضی ہے۔ اس کی نہ کوئی رسید ہوتی ہے۔ جہاں وہ چاہیں وہ پیسہ استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ پریکٹس ہے۔

جناب سپیکر: اچھا' آپ کا اچھا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ ارشاد فرمایئے۔

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ہاؤس کی توجہ جس طرف مبذول کرائی ہے محکمہ ہوم کی طرف سے غیر قانونی جتنی بھی collections ہیں وہ ban ہیں۔ illegal collection کوئی بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اسلحہ لائسنس جاری کرتے وقت نہیں لے سکتا۔ اگر کسی جگہ پر کوئی اس طرح کی غیر قانونی بات ہو رہی ہے تو وہ حکومت کے نوٹس میں لائی جائے' حکومت اس پر سخت ایکشن لے گی۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف! میں گزارش کروں گا کہ جتنی آوازیں میں نے سنی ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پریکٹس میں تو ہے۔

آوازیں: پریکٹس میں ہے۔

جناب سپیکر: اگر پریکٹس میں ہے اور سارے دوست اس پر متفق ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی ہے حکومت کے نوٹس میں لانے کے لیے۔ اور آپ چونکہ اس محکمے کے انچارج ہیں' از راہ کرم آپ اس کا نوٹس لیں اور ڈپٹی کمشنر صاحبان سے پتا کریں کہ کیا وہ اس طرح کی کوئی فالتو فیس لوگوں سے اپنی صوابدید پر وصول کرتے ہیں' اور اگر کرتے ہیں تو اس کی آپ کو کوئی uniform policy بنانی چاہیے۔ ان کی صوابدید پر یہ چیز نہیں چھوڑنی چاہیے کہ جس سے تو وہ چاہیں لے لیں اور جس سے چاہیں وہ نہ لیں۔ اول تو اس کے لینے کی اجازت نہیں ہے تو پھر اس کو وہ خواہ مخواہ استعمال نہ کریں۔ از راہ کرم اس پر ذرا ہاؤس کو بتایئے۔

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں گزارش کروں گا اور اس ہاؤس کے سامنے یہ کہوں گا کہ اسلحہ لائسنس جاری کرتے وقت کسی بھی قسم کی جو غیر قانونی ادائیگی ہوتی ہے وہ محکمہ ہوم نے پہلے

بھی ہدایات جاری کی ہیں' مگر آج چونکہ آپ کی طرف سے اس پر توجہ دلائی گئی ہے----

جناب سپیکر، اور ہاؤس کی طرف سے۔

وزیر داخلہ، اور ہاؤس کی طرف سے۔ تو ہم ایک نئی instruction ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جاری کریں گے کہ کوئی اسلحہ لائسنس کی فیس کے ماسوا کوئی بھی غیر قانونی پیسہ وصول نہ کیا جائے' اس کی ادائیگی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو نہ کی جائے۔

جناب سپیکر، میاں فضل حق۔

میاں فضل حق، داؤد صاحب نے جس طرف توجہ مبذول کرائی تھی وزیر متعلقہ نے اس پوائنٹ کو ابھی touch نہیں کیا۔ انھوں نے کہا تھا کہ ویلفیئر فنڈ کے نام پر جو وہ پیسے لیتے ہیں' ہوم ڈیپارٹمنٹ اسلحہ لائسنس کے وقت تو دو سو یا دو ہزار روپیہ نہیں لے رہا۔ وہ تو ڈی سی لے رہا ہے جو ویلفیئر فنڈ میں آ رہا ہے۔ اس کے متعلق کوئی واضح پالیسی آنی چاہیے کہ حکومت اور وزیر متعلقہ اس کے متعلق کیا نوٹس لیں گے۔ That is the basic point

جناب سپیکر، میاں صاحب! انھوں نے اسی کی وضاحت کی ہے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ نے تو ایک فیس مقرر کر دی۔ اس فیس کے علاوہ جو بھی لیا جاتا ہے وہ غلط لیا جاتا ہے اور اس کے لیے وہ نوٹس جاری کریں گے کہ وہ نہ لیا جائے۔

میاں فضل حق، سر! میں یہ چاہوں گا کہ وزیر متعلقہ نے آج یہ ایک قسم کی commitment دے دی ہے تو آئندہ جب اجلاس ہو تو اس کے اندر یہ بتائیں کہ انھوں نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا اور کیا instructions دی گئیں اور ان instructions کے تحت انھیں کیا جواب ملا ہے۔ ڈی سی تو کبھی commit نہیں کرے گا کہ وہ لے رہے ہیں۔ .It is very obvious کہ وہ تو نہیں کہیں گے کہ ہم کوئی چیز لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے واضح commitment دی ہے کہ وہ ایک نئی instruction جاری کر رہے ہیں۔ آپ اس پر مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! ہم نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹس کا ابھی بھی اجلاس بلایا ہوا ہے۔ وقفہ سوالات

کے بعد میں نے بھی جانا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب خاص طور پر یہ میٹنگ لے رہے ہیں۔ ہم نے آج صرف ڈپٹی کمشنر صاحبان کو بلایا ہوا ہے۔ تو انشاء اللہ یہ معاملہ بھی آج ہی ہم discuss کر کے ان کو ہدایات جاری کریں گے کہ ایسی کسی قسم کی illegal ----

جناب سپیکر: جو ہدایات آپ انھیں جاری کریں اگر اس کے بارے میں آپ اپنی بریفنگ میں' یا پریس بریفنگ میں بھی بتا دیں تو خلق خدا کو بھی پتا چل جائے کہ ان سے جو غلط چیزیں وصول کی جاتی ہیں' وہ وصول کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ تو اس سے فائدہ ہو جائے گا اور دوستوں کو بھی پتا چل جائے گا۔

وزیر داخلہ: یقیناً۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ: جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چوری شدہ گاڑیوں کی برآمدگی

*1556۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
لاہور سی آئی اے کار لفٹنگ سٹاف نے سال ۱۹۹۴ء کے دوران کتنی چوری شدہ گاڑیاں برآمد کیں۔ان سے کتنی گاڑیاں مالکان کے حوالے کی گئیں۔ان گاڑیوں کے نمبر و ماڈل بتائے جائیں؛

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان):

لاہور میں سی آئی اے کار لفٹنگ سٹاف نے سال 1994ء میں کل 345 گاڑیاں برآمد کیں اور جن میں سے 139 گاڑیاں ان کے مالکان کو سپرداری پر دیں جن کی تفصیل بمعہ نمبر و ماڈل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈکیتی، اغواء اور سرقہ بالجبر کی وارداتیں

*1557۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
لاہور میں سال ۱۹۹۴ء میں ڈکیتی، اغواء اور سرقہ بالجبر کی کتنی وارداتیں ہوئیں نیز اس عرصہ کے دوران کتنا مسروقہ مال برآمد کر کے مالکان کے حوالے کیا گیا؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان):

لاہور میں سال 1994ء میں ڈکیتی کی 32 سرقہ بالجبر کی 527، اغواء بچگان وبالغان 184 اور اغواء حدود 10/11/7/79 کی 323 وارداتیں ہوئیں۔ ڈکیتی کی وارداتوں میں مبلغ =/1,15,24,829 روپے مالیت کا مال سرقہ ہوا اور سرقہ بالجبر کی وارداتوں میں مبلغ =/5,64,82,437 روپے مالیت کا مال سرقہ ہوا ہے۔

اس عرصہ میں ڈکیتی کے 32 مقدمات میں سے 18 مقدمات چالان ہوئے اور ان میں سے مبلغ =/80,78,229 روپے مالیت کا مال مسروقہ برآمد ہوا اور سرقہ بالجبر کے 527 مقدمات میں سے 330 مقدمات چالان ہوئے اور ان میں مبلغ -/2,99,51,420 روپے مالیت کا مال مسروقہ برآمد ہو کر مالکان کے حوالے ہوا ہے۔ جبکہ اغواء بچگان و بالغان کی 184 وارداتوں میں سے 163 وارداتیں ٹریس ہوئی ہیں اور اغواء حدود 10/11/7/79 کی 323 وارداتوں میں سے 296 وارداتیں ٹریس ہوئی ہیں۔

گریڈوں میں تضاد کی وجوہ

*1596۔ سردار حسن اختر موکل: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ داخلہ کے گریڈ ۱۶ کے ملازمین کو گزیٹڈ افسر تصور کیا جاتا ہے۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ گریڈ ۱۶ کے حامل انسپکٹر پولیس کو گزیٹڈ افسر تصور نہ کیا جاتا ہے۔
(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تضاد کی وجہ کیا ہے کیا حکومت انسپکٹر پولیس کو گزیٹڈ افسر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو اس سلسلے میں کب تک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) محکمہ داخلہ بلکہ کسی بھی محکمہ میں گریڈ 16 کے ملازمین کا گزٹیڈ یا نان گزٹیڈ (NON-GAZZETTED) کا تصور حکومت کے آرڈر SOR-III-1-52/73 مورخہ23 جولائی 1974ء کے بعد ختم ہو چکا ہے۔اب افسران / ملازمان صرف بنیادی تنخواہ سکیل کے مطابق بھرتی ہوتے ہیں۔متذ کرہ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔تاہم پولیس کی اصطلاح میں انسپکٹر کو گزٹیڈ آفیسر تصور کیا جاتا ہے۔

(ج) (الف) اور (ب) کے مطابق اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع قصور میں پولیس ملازمین کے خلاف مقدمات

*1621۔سردار حسن اختر موکل۔ کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع قصور میں جنوری ۱۹۹۲ء سے لے کر آج تک پولیس اہلکاران /افسران کے خلاف رشوت ستانی کے کتنے مقدمات درج کئے گئے ۔ان میں سے کتنے اہلکاران کے خلاف درج شدہ مقدمات خارج کئے گئے ۔ان سب کے نام اور عہدے بتائے جائیں؟

(ب) کتنے اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ ان کے نام اور عہدے بھی بتائے جائیں؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) ضلع قصور کی پولیس اہلکاران،آفیسران کے خلاف جنوری1993ء سے لے کر جنوری1996ء تک انٹی کرپشن کے کل 42 مقدمات درج کئے گئے ہیں انٹی کرپشن نے قصور کے پولیس اہلکاران آفیسران کے خلاف درج شدہ مقدمات جس میں 18 مقدمات کو خارج کیا گیا جس کی تفصیل منسلکہ "اے" میں درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) انٹی کرپشن نے قصور پولیس اہلکاران اور افسران کے خلاف درج شدہ مقدمات میں8 مقدمات کے خلاف عدالت میں چالان دیئے جانے کا فیصلہ ہوا ہے۔جس کی تفصیل منسلکہ"بی" میں درج ہےجو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 5 مقدمات کے خلاف ڈیپارٹمنٹ ایکشن کا فیصلہ ہوا ہے جس کی تفصیل منسلکہ "سی" میں درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی

گئی ہے۔ باقی 11 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ جس کی تفصیل بھی منسلکہ "ڈی" میں درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضمیر حسین منہاس کے خلاف مقدمات کا اندراج

*1697۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل راولپنڈی کے سابق وائس چیئرمین ضمیر حسین منہاس کے خلاف تھانہ مصطفیٰ آباد ضلع قصور میں ۱۹۹۱ء میں کار چوری کے مقدمات درج ہوئے تھے۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے کل کتنی گاڑیاں برآمد ہوئیں وہ کتنے مقدمات میں چالان ہوا۔ اور ان مقدمات میں کیا فیصلہ ہوا۔

(ج) دوران تفتیش کیا پولیس کو ملزم سے تھانہ مصطفیٰ آباد کے علاوہ بھی مقدمات کا پتہ چلا ہے اگر ہاں تو وہ مقدمات صوبہ کے کن کن تھانوں میں درج ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل راولپنڈی کے سابق وائس چیئرمین ضمیر حسین منہاس کے خلاف تھانہ مصطفیٰ آباد ضلع قصور میں حسب ذیل دو مقدمات بابت کار چوری درج رجسٹر کئے گئے۔

۱ مقدمہ نمبر 360 مورخہ 1991-8-11 بجرم 215/411/379 ت پ 17/6/79 ۔اسلامک لاء

۲ مقدمہ نمبر 361 ۔ایضاً۔

(ب) ملزم ضمیر حسین منہاس اور ہمراہی ملزمان سے دو گاڑیاں نمبری 6600 اے اے جی اور 4464/ ایل ایچ جے برآمد ہوئیں۔

ملزم مندرجہ بالا دونوں مقدمات کے علاوہ مقدمہ نمبر 274 مورخہ 91-4-30 بجرم 79-6-17 اسلامک لاء 420ت پ تھانہ چونیاں میں بھی چالان ہوا۔ جو کہ ابھی زیر سماعت ہے جبکہ مقدمات 361/91,360/91 تھانہ مصطفیٰ آباد ملزم زیر دفعہ 249۔اے ض ف بعدالت جناب جمشید داؤدی جوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول مورخہ 93-4-11 کو بری ہوا۔

(ج) تھانہ مصطفیٰ آباد کے دو مقدمات کے علاوہ ضمیر حسین منہاس کے خلاف تھانہ چونیاں میں بھی مقدمہ نمبر 274/91 درج ہوا جو زیر سماعت ہے۔

تھانہ پھلروان کی عمارت کی تکمیل

*1723۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمشنر سرگودھا نے ۹۔۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے تھانہ پھلروان کی عمارت کی تعمیر کے لئے مبلغ ۲۲ لاکھ روپے کا تخمینہ تیار کر کے منظوری کے لئے بھیجا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلے میں ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

(ج) اگر جز (الف) و(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا عمارت کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ بالا عمارت کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن ابھی تک فنڈز دستیاب نہیں ہوئے۔جونہی فنڈز دستیاب ہوئے عمارت کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔اب یہ سکیم فنڈز کے لئے TPP 1996-97 میں شامل کر لی گئی ہے۔

وحدت کالونی میں ڈاکہ

*1747۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر ۱۳۴۸ کے جزو(ج) کے حوالے سے جس کا جواب مورخہ ۷دسمبر ۱۹۹۴ء کو دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ:۔

ڈکیتی کے ملزمان کو تلاش کرنے کے لئے اب تک پولیس نے کیا پیش رفت کی ہے اگر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

اسمبلی سوال ہذا کا تعلق مقدمہ نمبر 141/94 بجرم 392 ت پ تھانہ وحدت کالونی لاہور سے ہے

جو مدعی محمد عبداللہ خان ولد چودھری نیاز علی کے بیان پر درج رجسٹر ہوا۔جس کی تفتیش محمد عارف ایس آئی نے عمل میں لائی دوران تفتیش مال مسروقہ کی برآمدگی اور ملزمان کو ٹریس کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی گئی مگر باوجود کوشش کے ملزمان ٹریس نہ ہو سکے لہذا مقدمہ ہذا میں رپورٹ خاتمہ بصیغہ عدم پتہ مورخہ 10-4-95 کو مرتب کی جاچکی ہے۔

ضلع راولپنڈی میں ڈکیتیوں کی تفصیلات

*1772۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری ۱۹۹۴ء سے تاحال ضلع راولپنڈی میں بنکوں،دوسرے اداروں،فوجی فونڈیشن ڈکیتی کیس منی چینجر اور دیگر صرافہ بازار میں کل کتنی مالیت کی ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔

(ب) ان میں سے کتنی رقم برآمد ہوئی ہے اور کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) 1-1-94 تا 15-6-95 تک ضلع ہذا میں کوئی بینک ڈکیتی کی واردات نہ ہوئی ہے۔صرف صرافہ بازار میں ڈکیتی کی واردات ہوئی تھی جو ٹریس کرلی گئی تھی۔

جو رقم بذریعہ راہزنی لوٹی گئی۔

نمبر۱ بینک ہائے	3366191/= روپے
نمبر۲ صرافہ بازار	1750000/= روپے
نمبر۳ بلدیہ	459481/= روپے
میزان	55,75672/= روپے

(ب) نمبر۱ بینک راہزنی(Robbery) برآمدگی 1,59310/= روپے

نمبر۲ صرافہ بازار ڈکیتی برآمدگی 17,50000/= روپے

<u>ملزمان گرفتار</u>۔صرافہ بازار ڈکیتی میں پانچ ملزمان گرفتار کرکے بعد برآمدگی مال مسروقہ چالان عدالت کئے گئے ہیں۔

بینک راہزنی واردات میں ملوث دو ملزمان پولیس مقابلہ میں جان بحق ہوئے۔

پٹرول پمپ کی تعمیر کے لیے این او سی کا اجراء

*1773۔چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پٹرول پمپ کی تعمیر کے لئے این او سی جاری کرنے کے لئے حکومت پنجاب کی کیا پالیسی ہے اور ڈی سی صاحبان کو کیا اختیارات حاصل ہیں۔

(ب) 1995ء میں ضلع رحیم یار خان میں ڈی سی رحیم یار خان نے پٹرول پمپ کی تعمیر کے لئے کل کتنے این او سی جاری کئے ان میں سے کتنے ہائی وے روڈ پر اور کتنی نیشنل ہائی وے پر جاری کیے گئے؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) پٹرول پمپ کی تعمیر / حصول لائسنس کے لئے پٹرولیم رولز1937ء کی دفعہ نمبر 115-3 کے تابع این او سی جاری کرنے کے اختیارات متعلقہ ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو تفویض ہیں۔ مگر حال ہی میں محکمہ مواصلات حکومت پاکستان نے چیف سیکرٹری صاحب حکومت پنجاب کو ایک چٹھی کے ذریعہ تحریر کیا کہ چونکہ نیشنل ہائی وے نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو منتقل ہو چکی ہے۔اور نیشنل ہائی وے ایکٹ سال 1991ء کے تابع پٹرول پمپ لگانے کی غرض سے این او سی جاری کرنے کے اختیارات بھی نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو حاصل ہیں۔اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو تحریر کیا جاوے کہ وہ نیشنل ہائی وے پر پٹرول پمپ لگانے کی غرض سے این او سی جاری نہ کریں۔ جس پر حکومت پنجاب نے جملہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو بذریعہ مراسلہ ہدایت کی کہ حکومت پاکستان کے مضمون مراسلہ پر کماحقہ عمل کیا جاوے۔ اس لئے اس چٹھی کی روشنی میں نیشنل ہائی وے پر تعمیر ہونے والے پٹرول پمپ کے لئے این او سی جاری نہیں کئے جا رہے۔

(ب) سال1995ء میں ضلع رحیم یار کے اندر سے گزرنے والی شاہی روڈ اور اندرون ضلع کی سڑکوں پر پٹرول پمپ نصب کرنے کے لئے چار عدد این او سی جاری کئے گئے ہیں۔ نیشنل ہائی وے پر پٹرول پمپ کی تنصب کے لئے این او سی جاری نہ کیا گیا ہے۔

موضع گوجرہ میں تھانہ کا قیام

*1805۔حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی جانب سے ضلع منڈی بہاؤالدین کے موضع گوجرہ میں تھانہ کے قیام کے لئے ڈائریکٹو جاری ہوئے تھے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا مذکورہ موضع میں تھانہ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین کے موضع گوجرہ میں تھانہ کے قیام کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے جاری ہونے والا کوئی ڈائریکٹو دفتر کے ریکارڈ میں موجود نہ ہے البتہ چوکی گوجرہ کو مکمل تھانہ کا درجہ دینے کے لئے خط و کتابت جاری ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ چوکی گوجرہ کو مکمل تھانہ کا درجہ دینے کے لئے خط و کتابت جاری ہے۔ کمشنر گوجرانوالہ نے چوکی گوجرہ کو تھانہ کا درجہ دینے کے سلسلے میں اتفاق کر لیا ہے اور جونہی آئی جی پولیس کی طرف سے تجویز موصول ہوئی چوکی گوجرہ کو تھانہ کا درجہ دے دیا جائے گا۔

عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے اقدامات

*1818۔سید تابش الوری، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے اور ہدایت کی روشنی میں صوبہ پنجاب میں عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کا عمل کہاں تک مکمل ہوچکا ہے اس سلسلے میں کیا نئے اقدامات کئے جارہے ہیں اور ان پر کس قدر مصارف متوقع ہیں نیز علیحدگی کا یہ عمل کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے اور احکامات کے مطابق صوبہ پنجاب میں عدلیہ کو انتظامیہ

سے علیحدہ کرنے کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔اس ضمن میں حکومت پنجاب نے 21 مارچ 1996ء کو لاء ریفارمز آرڈیننس (Law Reforms Ordinance 1972) کی ان دفعات کو لاگو کیا جو اس معاملے سے متعلق تھے۔جہاں تک اخراجات کے تخمینہ کا سوال ہے اس سلسلے میں صورت حال کا جائزہ لیا جارہا ہے اور فی الحال تخمینہ نہیں دیا جا سکتا۔

اضافی ٹیکس کی وصولی

*1822۔میاں عمران مسعود، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۳ مئی ۱۹۹۵ء کو ایوان میں محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات کے جوابات دیتے ہوئے وزیر قانون نے میرے نشان زدہ سوال نمبر ۱۵۷۹ کے جز(ب) کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اسلحہ لائسنس کی تجدید پر اضافی فنڈز وصول کرنے پر ڈپٹی کمشنر گجرات سے وضاحت طلب کرلی گئی ہے۔

(ب) اگرجز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ڈپٹی کمشنر مذکور سے وضاحت طلب کر لی گئی ہے اگر ہاں تو اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے کہ اسمبلی سوال نمبر۱۵۷۹ جز(ب) کا جواب دیتے ہوئے وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ اسلحہ لائسنس کی تجدید پر ترقیاتی فنڈ وصول کرنے پر ڈپٹی کمشنر گجرات سے وضاحت طلب کی گئی۔ڈپٹی کمشنر گجرات کی وضاحت کے مطابق مبلغ ۵۰۰روپے بطور ضلعی ترقیاتی فنڈ کی وصولی اس وقت شروع کی گئی جب رانا اعجاز احمد خان ایڈووکیٹ کی اس ضمن میں دائر کردہ رٹ عدالت عالیہ نے نمٹا دی تھی۔

(ب) ڈپٹی کمشنر گجرات کے بیان کردہ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ان کو وارننگ دی گئی ہے اور اضافی فنڈ کی وصولی سے مکمل طور پر منع کر دیا گیا ہے۔

صوبہ میں چوری شدہ گاڑیوں کی تفصیلات

*1859۔جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے کے مختلف اضلاع میں یکم جنوری ۱۹۹۴ء سے لے کر اب تک پولیس نے چوری اور بغیر ملکیت کے ثبوت کے کتنی گاڑیاں قبضہ میں لیں۔

(ب) ان میں سے کتنی گاڑیاں مالکان نے سپرداری پر حاصل کیں ان کے نام اور پتہ سپردار بتایا جائے جو گاڑیاں مالکان نے واپس نہ لیں کیا انہیں ضابطہ کے مطابق نیلام کیا گیا ہے اور اگر نیلام کیا گیا ہے تو اس سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی جن اشخاص نے نیلام شدہ گاڑیاں حاصل کیں ان کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) صوبہ کے مختلف اضلاع میں یکم جنوری 1994ء سے اب تک پولیس نے چوری اور بغیر ملکیت کے ثبوت کے (3528) گاڑیاں قبضہ میں لیں۔

(ب) ان میں سے (3102) گاڑیاں مالکان نے سپرداری پر حاصل کیں ان کے نام اور پتہ سپردار کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر ایوان کی پر رکھ دی گئی ہے۔ کل 32 گاڑیاں جو مالکان نے واپس نہ لیں کو ضابطہ کے مطابق نیلام کیا گیا جس سے حکومت کو /9,07,700 (نو لاکھ سات ہزار اور سات سو روپے) کی آمدن ہوئی جن اشخاص نے نیلام شدہ گاڑیاں حاصل کیں ان کے نام اور پتہ جات ضمیمہ "ب" ایوان کی میز رکھ دیا گیا ہے۔

نہر اپر جہلم کے پل پر حادثات کی تفصیلات

*1907۔چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

۱۹۹۳ء، ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ء میں سرائے عالمگیر کے نزدیک نہر اپر جہلم کے پل پر کتنے حادثات پیش آئے کتنی گاڑیاں ہر سال نہر میں گریں اور ہر حادثہ میں کتنی کتنی انسانی جانیں ضائع ہوئیں اور ان حادثوں کی وجوہات کیا تھیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

دسمبر 1993ء اور جون 1995ء میں سرائے عالمگیر کے نزدیک نہر اپر جہلم کے پل پر دو انتہائی مہلک حادثات ہوئے جن میں دو مسافر بسیں پل سے نہر میں گریں جن میں ہونے

والے جانی نقصان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) دسمبر 1993ء میں بس نمبر (PA00012 (KARACHI پل سے نہر اپر جہلم میں گری جس میں ڈرائیور سمیت کل 137 اشخاص ہلاک ہوئے۔

(ii) جون 1995ء میں بس نمبر LOK2342 پل سے نہر اپر جہلم میں گری جس میں 124 اشخاص ہلاک ہوئے جبکہ 18 افراد زخمی ہوئے۔

مندرجہ بالا دونوں حادثات مبینہ طور پر تیز رفتاری اور اوورٹیکنگ کے بناء پر پیش آئے دوران سال 1994ء پل پر کوئی مہلک حادثہ پیش نہ آیا ہے۔

اطلاعاً عرض ہے کہ قومی شاہراہ بشمول مذکورہ "نیشنل ہائی وے اتھارٹی" اسلام آباد کی تحویل میں ہے۔

گواہوں کو سفر خرچ کی عطائیگی

*1909۔چودھری احمد یار گوندل۔ کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فوجداری مقدمات میں شہادت کے لئے جو گواہ آتے تھے ان کو حکومت کی طرف سے آنے جانے اور خوراک کا خرچ دیا جاتا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ۹۴-۱۹۹۳ء اور ۹۵-۱۹۹۴ء میں اس مد میں ہر ضلع کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی اور کتنی خرچ ہوئی نیز ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے اس مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

پنجاب میں ہر ڈویژن کی تفصیلات ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ٹھاکر نامی شخص کے خلاف کارروائی

*1998۔ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اہلیان پپلاں ضلع میانوالی نے حال ہی میں چک 12-ایم ایل کے رہائشی ٹھاکر نامی شخص کے خلاف تھانہ پپلاں کے انچارج کو شکایت کی کہ یہ شخص ڈی اے پی کھاد میں ملاوٹ کر کے فروخت کرتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تھانہ کے عملہ نے ٹھاکر کے ڈیرہ پر چھاپہ مار کر کافی مقدار میں پتھر کی ملاوٹ شدہ کھاد برآمد کر لی اور اسے اپنی تحویل میں لے کر ٹھاکر کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی گئی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ٹھاکر اور اس کے ساتھ اس کاروبار میں ملوث دیگر ملزمان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 15-12-94 کو محمود اسلام الدین ولد ... آرائیں سکنہ چک نمبر 5 ایم ایل نے پولیس کو بیان دیا کہ زمیندارہ کرتا ہے اور کھاد فروخت کرنے کی دوکان اڈا ہرنولی پر بنا رکھی ہے۔ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں جبکہ وہ اپنی بیٹھک میں مع جاوید حیات موجود تھا کہ مکرم علی ٹھاکر، اکبر علی، عمر دراز اور ضرغام الحق، اس کے پاس آئے انھیں نے 382.50 روپے فی گٹو کے حساب سے دس گٹو فروخت کرنے کا سودا کیا اور رقم مبلغ 32500 روپے وصول پائے جبکہ 6000 روپے واجب الادا ہوئے دوسرے دن مطلوبہ کھاد اس کی دوکان پر چار (4) اشخاص متذکرہ بالا لے آئے۔ جو اس نے کھاد فروخت کرنی شروع کر دی۔ زمینداروں نے شکایت کی کہ کھاد جعلی ہے۔ کھاد کا ملاحظہ کیا تو کھاد واقعی جعلی تھی۔ ملزمان سے شکایت کی گئی۔ جنہوں نے ٹال مٹول کیا۔ انہی ملزمان نے عبدالرحمان سکنہ مصدیانوالہ اور دیگر لوگوں نے کھاد خرید کی۔ جو تصدیق کرنے پر پتہ چلا کہ ملزمان نے یہ کھاد راجہ خالد سکنہ لاہور اور ملک بشیر کرناول جی سی چوک ملتان سے خریدی اور مل کر دوکانداروں اور زمینداروں کو لوٹا اور انہوں نے جعل سازی کی۔ اب بھی اس کے پاس 60 گٹو کھاد موجود ہے۔ چنانچہ اس بیان پر مقدمہ نمبر 175 مورخہ 15/12/94 جرم زیر دفعہ 6، پنجاب کنٹرول فرٹیلائیزر ایکٹ 420/1973 ت پ، تھانہ پپلاں درج کیا گیا۔

(ب) دوران تفتیش محمود اسلام الدین مدعی نے 60 گٹو جعلی کھاد پیش کئے جو قبضہ میں لے لئے گئے اور ان میں سے نمونہ جات لیکر لیبارٹری بھجوائے گئے۔ جس کی رپورٹ کے مطابق کھاد جعلی

پائی گئی۔ جس کے متعلق مقدمہ مندرجہ بالا درج کیا گیا۔

(ج) ابتدائی تفتیش مقامی پولیس نے کی' اس کے بعد تفتیش ڈاکٹر نجف مرزا اے ایس پی' ایس ڈی پی او کلور کوٹ نے بحکم جناب ڈی آئی جی صاحب سرگودھا کی جنھوں نے مندرجہ ذیل امور کی بناء پر ملزمان اکبر علی' عمر دراز' ضرغام الحق' کرم علی کو بے گناہ کیا۔

۱۔ گواہان طفیل' عبدالرزاق اور ظفر سعید نے ملزمان کی گنہگاری کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔

۲۔ علاقہ کے لوگوں نے ان کے بارے صفائی پیش کی۔

۳۔ ملزمان کو جب جعلی کھاد کے بارے میں علم ہوا تو انھوں نے زمینداروں سے کھاد واپس لے لی اور اور رقم واپس کر دی۔

۴۔ ملزمان نے پہلی بار کھاد کا کام شروع کیا تھا اور انہیں جعلی کھاد کا علم نہ تھا۔ تاہم ملزمان بشیر احمد راجہ خالد کو گنہگار قرار دیا۔ بشیر احمد ملزم گرفتار ہو کر چالان ہو چکا ہے۔ جبکہ راجہ خالد نامکمل پتہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک ٹریس نہ ہوا ہے۔

تاہم محکمہ نے تفتیشی افسر سے پوچھا ہے کہ انھوں نے نامزد مجرم کو کن بنیادوں پر مقدمے سے خارج کیا ہے۔

ویلفیئر شو کے انعقاد کی تفصیلات

*2030۔ میاں عمران مسعود: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 30 جون 1995ء کی رات کو گجرات پولیس نے ایک ویلفیئر شو منعقد کرایا تھا اگر ایسا ہے تو یہ شو کس جگہ پر ہوا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو:۔

۱۔ اس شو میں کن کن فنکاروں کو مدعو کیا گیا تھا۔

۲۔ اس شو سے کتنی آمدنی ہوئی۔

۳۔ اس شو کے انعقاد پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔

۴۔ اس شو سے حاصل ہونے والی آمدنی کس بنک میں جمع کرائی گئی اور بنک اکاؤنٹ نمبر کیا

ہے۔

(ج) اس شو سے حاصل شدہ رقم آیا کسی پراجیکٹ پر لگائی جائے گی' اگر ایسا ہے تو اس پراجیکٹ کا نام کیا ہے اس کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ شو پولیس لائن گجرات میں کرایا گیا تھا۔

۱۔ اس میں نصرت فتح علی خان' تنویر زمان اور دیگر فنکاروں نے حصہ لیا تھا۔

۲۔ مبلغ =/11,61,800 روپے (گیارہ لاکھ اکسٹھ ہزار آٹھ سو روپے)

۳۔ مبلغ =/2,87,316 روپے (دو لاکھ ستاسی ہزار تین سو سولہ روپے)

۴۔ نیشنل بنک گجرات اکاؤنٹ نمبر 2666-1

(ج) اس شو سے حاصل شدہ رقم پولیس کلب گجرات کی تعمیر و تزئین پر خرچ کی جائے گی۔جس کا نقشہ وغیرہ بن چکا ہے اور عنقریب اس پر کام شروع ہو گا۔

تھانہ پھلروان کو گاڑی کی فراہمی

*2132۔حاجی احمد خان ہرل: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا بہت ہی اہم تھانہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجرموں کو پکڑنے کے لئے مذکورہ تھانہ میں ابھی تک کوئی گاڑی نہ ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تھانہ میں گاڑی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) تھانہ پھلروان ضلع سرگودھا (بی کٹیگری) کا تھانہ ہے جس میں کرائم کی شرح بہت کم ہے۔

(ب) مذکورہ تھانہ میں گاڑی سردست نہ ہے۔جبکہ پہلے سرکاری گاڑی تھی جو کنڈم ہو چکی ہے۔

(ج) جونہی گاڑیاں ضلع کو الاٹ ہوتی ہیں تھانہ پھلروان کو گاڑی مہیا کی جائے گی۔قبل ازیں گاڑیوں کی ڈیمانڈ حکومت کو بھجوائی جا چکی ہے۔

انچارج تھانہ غلام محمد آباد کے خلاف انکوائریوں کی تفصیل

*2167۔رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) انچارج تھانہ غلام محمد آباد فیصل آباد کب، کس حیثیت اور کس تاریخ کو محکمہ ہذا میں بھرتی ہوا۔

(ب) متذ کرہ اہلکار تقرری سے لے کر اب تک کن کن عہدہ جات پر تعینات رہاہے اور دوران ملازمت اس کے خلاف کتنی محکمانہ و دیگر تحقیقات کن کن الزامات کے تحت ہوئیں اور ان تحقیقات میں کیا حتمی فیصلہ جات ہوئے اور کتنی انکوائریاں تحقیقات بدستور التواء میں پڑی ہیں

اور تمام التواء میں پڑی ہوئی انکوائریوں کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) انچارج تھانہ غلام محمد آباد، ایس آئی شہباز حسین، 208 ایف بطور کانسٹیبل نمبر 3412 مورخہ 18-11-74 کو محکمہ پولیس میں بھرتی ہوا۔

(ب) شہباز حسین کانسٹیبل نمبر 3412 حال ایس آئی مورخہ 18-11-74 کو محکمہ میں بھرتی ہو کر مختلف تھانہ جات میں جنرل ڈیوٹی سرانجام دیتا رہا۔

(۲) مورخہ 21-4-84 کو محکمانہ امتحان پاس کر کے بطور ہیڈ کانسٹیبل ترقی پائی مختلف تھانہ جات اور ٹریفک سٹاف میں ڈیوٹی انجام دیتا رہا۔

(۳) مورخہ27-3-89 کو ہیڈ کانسٹیبل سے ترقی یاب ہو کر اے ایس آئی کے طور پرتفتیشی افسر تعینات رہا۔

(۴) مورخہ15-10-91 کو اے ایس آئی سے بعدہ ایس آئی ترقی یاب ہوا۔ضلع جھنگ اورضلع ہذا میں مختلف تھانہ جات میں بطور تفتیشی افسر تعینات رہا۔ علاوہ ازیں تھانہ سمندری،تھانہ بٹالہ کالونی اور تھانہ غلام محمد آباد میں بطور ایس ایچ او تعینات رہا۔

انکوائری پائے

انکوائری	فیصلہ
مقدمہ نمبر 64/92 بجرم 406/420 اور 489 ت پ تھانہ سمندری کے ملزمان کو گرفتار نہ کرنے اور برآمدگی نہ کرنے پر انکوائری ہوئی۔	انکوائری ھذا میں ایک سال سروس ضبط ہونیکی سزا ہوئی۔
(۲) مقدمہ نمبر 130/95 بجرم 392 ت پ تھانہ سمندری میں موقع پر بروقت نہ پہنچا۔	انکوائری ھذا میں بے گناہ ثابت ہوا۔لہذا انکوائری فائل ہوئی۔
(۳) ایس آئی محمد یونس ٹیلی فون اٹینڈنٹ دفتر سی پی ون بد تمیزی کی ناجائز حبس بے جا میں رکھا اور حوالات تھانہ سمندری میں بند رکھا۔	انکوائری ھذا میں ایس آئی کے عہدہ سے تنزل ہوا اور 2 سال سروس ضبط ہوئی۔
(۴) مورخہ 96-1-16 کو اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے علاقہ تھانہ غلام محمد آباد میں لاء اینڈ کی صورت حال پیدا کی	انکوائری ھذا زیر التواء ہے اور اس میں ایس آئی شہباز حسین کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری ہو چکا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

امتناع منشیات کے تحت افیون کی برآمدگی

*2168۔ **رانا آفتاب احمد خان**، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ جھنگ بازار پولیس فیصل آباد نے مقدمہ نمبر ۸۴-۹۱ بجرم ۳-۴ امتناع منشیات ۱۵۶ کسٹم ایکٹ کے سلسلہ میں ۳ من ۱۲ کلو افیون اور ایک کار ملزمان ندیم نیاز، وسیم نیاز اور انجم نیاز پسران نیاز ذات آرائیں ساکن محمد لیاقت آباد سے برآمد کی تھی۔

(ب) متذکرہ ملزمان سے جو افیون برآمد ہوئی تھی اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذ کرہ بالا مقدمہ میں نامزد ایک ملزم انجم نیاز ولد نیاز کو پولیس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے مقدمہ سے خارج کروایا ہے۔

(د) اگر جز"ج" کا جواب اثبات میں ہے تو متذ کرہ ملزم کو کن وجوہ اور کس مجاز اتھارٹی کے اختیارات اور حکم کے تحت مقدمہ هذا سے خارج کروایا گیا ہے؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 22-3-91 کو پولیس تھانہ جھنگ بازار نے ایک کار نمبری ایل ایچ ای 7977 سے 3من 13 کلو افیون قبضہ میں لی موقع سے ملزمان ندیم نیاز وسیم نیاز اور انجم نیاز پسران نیاز ذات ارائیں سکنہ محلہ لیاقت آباد فیصل آباد فرار ہو گئے ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 84/91 بجرم 4/3 امتناع منشیات آرڈیننس 1979ء اور زیر دفعہ 156(89) کسٹم ایکٹ کے تحت درج ہوا۔

(ب) افیون مال مقدمہ مالخانہ سٹی مد نمبر 8863/91 پر داخل ہے اور اب مال مقدمہ مال خانہ کی مد نمبر 4722/94 پر موجود ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔بلکہ ملزم مورخہ13-12-95 کو مقدمہ ہذا میں گرفتار ہوا اور جیل بھجوایا گیا۔

(د) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

جھوٹے مدعی کے خلاف قانونی کارروائی نہ کرنے کی وجوہ

*2198۔ ملک کرامت علی کھوکھر، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم میرے سوال نمبر 1015 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 7 دسمبر 1994ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جن کسان عورتوں کے خلاف جھوٹے مقدمات نمبران 92/315 اور 92/369 تھانہ صدر ننکانہ صاحب درج ہوئے تھے ان مقدمات کے مدعی کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 182ت پ کا تحرک کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 92/356 تھانہ ننکانہ(صدر)بھی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے مگر جھوٹے مدعی کے خلاف دفعہ 182 ت پ کے مطابق ابھی تک قانونی کارروائی عمل میں نہیں

لائی جا رہی؟ نیز یہ بتایا جائے کہ جھوٹے ثابت ہونے والے مقدمات نمبران 186/83 اور 428/89 تھانہ رائے ونڈ (قصور) کے مدعی کے خلاف کن وجوہات کی بناء پر بطابق قانون کارروائی زیر دفعہ 182ت پ ابھی تک عمل میں نہیں لائی گئی؟ اور یہ کارروائی کب عمل میں لائی جائے گی؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) مقدمات نمبر 92/369,92/315 تھانہ صدر ننکانہ صاحب میں مدعی آفتاب ربانی کے خلاف کلندرہ جات زیر دفعہ 182ت پ مرتب کر کے عدالت میں بھجوائے جا چکے ہیں جو کہ بعدالت جناب علاقہ مجسٹریٹ زیر سماعت ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 92/356 جھوٹا ثابت ہو چکا ہے اور اس کے خلاف کلندرہ زیر دفعہ 182 ت پ بحوالہ رپٹ نمبر 12 مورخہ 4-3-96 مرتب کر کے بغرض سماعت عدالت میں دیا گیا ہے۔جبکہ مقدمہ نمبر 186/83 میں ملزم بعدالت چودھری عبدالغفور مجسٹریٹ کوٹ رادھا کشن سے مورخہ 15-3-87 کو بری ہوا۔اسی طرح مقدمہ نمبر 428/89 کا ملزم بعدالت مجسٹریٹ کوٹ رادھا کشن بری ہوا مندرجہ بالا دونوں مقدمات دوران تفتیش جھوٹے ثابت نہ ہوئے تھے بلکہ تفتیش میں ملزمان گناہ گار ثابت ہوئے جن کے خلاف چالان عدالت میں بھجوائے گئے اور عدالت سے ملزمان سماعت کے بعد بری ہوئے۔

یک طرفہ ٹریفک کا نظام

*2264۔حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال روڈ پل نہر دھرمپورہ سے لے کر ریلوے کراسنگ پرانا دھرمپورہ تک سڑک پر یک طرفہ ٹریفک کا نظام نہیں ہے۔حالانکہ اس سڑک کے دونوں طرف اتنی گنجائش ہے کہ یک طرفہ ٹریفک شروع کی جا سکتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں یک طرفہ ٹریفک نہ ہونے کی وجہ سے آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ علاقہ میں یک طرفہ ٹریفک کا نظام

اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) علامہ اقبال روڈ پل نہر دھرمپورہ سے لیکر ریلوے کراسنگ پرانا پل دھرمپورہ تک سڑک یک طرفہ ٹریفک کا نظام نہیں ہے۔موجودہ سڑک کی چوڑائی کافی کم ہے اور اس کی حالت بھی کافی خستہ ہے۔سڑک کے دونوں طرف ناجائز تجاوزات ہیں۔جن کی وجہ سے سڑک کی گنجائش اور بھی کم ہو گئی ہے۔علاوہ ازیں سڑک کے درمیان DIVIDER نہیں ہے۔جس سے ٹریفک میں روانی نہیں رہتی۔لاہور ٹریفک پولیس اپنے محدود وسائل کے باوجود اپنے طور پر ٹریفک کو رواں رکھنے اور تجاوزات کو ہٹانے کی کوشش کرنے میں مصروف رہتی ہے۔اس سڑک کی ناجائز تجاوزات کو ختم کروا کر وسیع کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ اس علاقہ میں ٹریفک کا یک طرفہ نظام نہ ہونے سے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔سڑک پر ناجائز تجاوزات ختم کروا کر سڑک کو وسیع کر کے اور درمیان میں DIVIDER بنائے جانے سے حادثات کی روک تھام ہو سکتی ہے۔اور ٹریفک میں بھی روانی پیدا ہو سکتی ہے۔

(ج) جز ہذا میں اٹھائے گئے سوال کا تعلق ایل ڈی اے اور میونسپل کارپوریشن سے ہے۔جن کو یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس سڑک کو دو رویہ بنانے کے سلسلے میں اقدامات کریں۔

فیصل آباد میں تعینات پولیس افسران کے خلاف انکوائری

*2287۔جناب امان اللہ خان، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) سال 1985ء سے لے آج تک ضلع فیصل آباد میں مندرجہ ذیل تعینات ڈی ایس پی کتنے عرصہ سے ضلع فیصل آباد میں تعینات ہیں۔ان افسران کا ڈومی سائل کس کس ضلع کا ہے اور اپنی کل ملازمت کا کتنا حصہ مذکورہ ڈی ایس پی صاحبان نے فیصل آباد میں گزرا۔ ان ڈی ایس پی صاحبان کے خلاف کس کس الزام میں انکوائری ہو رہی ہے اور جو افسران انکوائری کر رہے ہیں ان کے نام کیا ہیں۔

۱۔ محمد بشیر ڈی ایس پی صدر فیصل آباد

۲۔ حمیداللہ قریشی ڈی ایس پی سی آئی اے

۳۔ مسعود وڑائچ ڈی ایس پی گلبرگ فیصل آباد

۴۔ سیف اللہ وڑائچ ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر فیصل آباد

۵۔ چودھری غضنفر علی وڑائچ ڈی ایس پی /اے ڈی آئی جی فیصل آباد

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

نام ڈی ایس پی	ڈومی سائل	عرصہ تعیناتی ضلع فیصل آباد میں
۱۔ محمد بشیر ڈی ایس پی صدر فیصل آباد	فیصل آباد	پانچ سال ایک ماہ 25 دن 12-3-91 تا حال
۲۔ حمیداللہ قریشی ڈی ایس پی سی آئی اے فیصل آباد	جھنگ	چھ سال دس دن 17-9-86 تا 27-9-92 دس ماہ 10-10-92 تا 19-8-93
۳۔ مسعود احمد وڑائچ ڈی ایس پی گلبرگ فیصل آباد	سرگودھا	آٹھ ماہ چھ دن 10-10-87 تا 16-6-88 دو سال دس دن 13-3-89 تا 23-3-91 ایک سال پانچ ماہ تین دن 15-3-92 تا
18-8-93 دو ماہ سات دن 30-11-94 تا		7-2-95 نو ماہ ایک دن 6-8-95 تا حال
۴۔ سیف اللہ وڑائچ ڈی ایس پی فیصل آباد ھیڈ کوراٹر فیصل آباد		تین سال پانچ ماہ آٹھ دن 29-11-92 تا حال
۵۔ چودھری غضنفر علی وڑائچ اے ڈی آئی جی فیصل آباد 17-10-88	سرگودھا	ایک سال پانچ دن 12-10-87 تا گیارہ ماہ دو دن 11-6-90 تا 13-5-91 دو ماہ انیس دن 18-2-96 تاحال

انسپکٹر جنرل پولیس نے اطلاع دی ہے کہ سیف اللہ وڑائچ ڈی ایس پی ھیڈ کوارٹر فیصل آباد مورخہ 28-11-92 سے 12-6-94 اللہ دتہ اے ایس آئی نقدی محرر دفتر ایس ایس پی فیصل آباد سے سرکاری مال خانہ و نقدی کی پڑتال کرنے میں ناکام رہا اس کے علاوہ اس نے سرکاری خزانہ سے مبلغ 19ہزار ادھار

ئے اور پنجاب پولیس رولز 14.25 کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا گیا۔مذکورہ ڈی ایس پی کو شو کاز نوٹس جاری کیا گیا ہے۔

نوٹ۔ علاوہ ازیں کسی اور ڈی ایس پی کے خلاف محکمانہ کارروائی شروع نہ کی گئی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ داخلہ)

غلام محمد آباد تھانہ میں درج قتل اور اغواء کے مقدمات کی تفصیل

161۔راجہ ریاض احمد: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

یکم جنوری ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۲ء کے آخر تک تھانہ غلام محمد آباد فیصل آباد مین قتل اور اغواء کے کتنے مقدمات درج ہوئے ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان مکمل ہوا۔کتنے مقدمات دوران تفتیش ختم ہوئے۔ کتنے مقدمات میں عدالتوں نے سزائیں دیں۔کتنے مقدمات میں ملزمان بری ہوئے ۔کتنے مقدمات تاحال زیر تفتیش اور زیر سماعت ہیں کتنے مقدمات تاحال عدم پتہ ہیں۔ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان)۔

قتل اور اغواء کے مقدمات کی تفصیل (تھانہ غلام محمد آباد)

1/1/84 تا 31/12/93	رپورٹ	چالان	اخراج	سزا	رہا	زیر تفتیش	زیر سماعت	عدم پتہ
قتل	۵۷	۴۴	۱	۱۰	۱۵	۳	۱۹	۹
اغواء	۵۵	۲۹	۲۰	۲	۱۱	۳	۱۶	۳
1/1/94 تا 31/8/94								
قتل	۸	۲	-	-	-	۶	۲	-
اغواء	۸	۵	-	-	-	۳	۵	-
ٹوٹل قتل	۶۵	۴۶	۱	۱۰	۱۵	۹	۲۱	۹
اغواء	۶۳	۳۴	۲۰	۲	۱۱	۶	۲۱	۳

زناء بالجبر و منشیات کے مقدمات کی تفصیل

162۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

یکم جنوری ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۳ء کے آخر تک تھانہ غلام محمد آباد فیصل آباد میں زناء بالجبر و منشیات کے کتنے مقدمات درج ہوئے۔ ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان مکمل ہوا کتنے مقدمات دوران تفتیش ختم ہوئے کتنے مقدمات میں عدالتوں نے سزائیں دیں۔ کتنے مقدمات میں ملزمان بری ہوئے کتنے مقدمات تاحال زیر تفتیش اور زیر سماعت ہیں۔کتنے مقدمات تاحال عدم پتہ ہیں۔ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر داخلہ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

زنا بالجبر و منشیات کے مقدمات کی تفصیل (تھانہ غلام محمد آباد)

1/1/84 تا 31/12/93

رپورٹ چالان	اخراج	سزا	رہا	زیر تفتیش	زیر سماعت	عدم پتہ
زناء بالجبر	۲۸	۲۰	۶	۲	۹	۲
منشیات	۱۰۰۵	۱۰۰۳	۲	۳۷۵	۹۰	۵۳۸
1/1/94 تا 31/8/94						
زنا بالجبر	۱	۱	-	-	-	۱
منشیات	۲۱۱	۲۱۱	-	-	-	۲۱۱
ٹوٹل زنا بالجبر	۲۹	۲۱	۶	۲	۹	۳۱۰
منشیات	۱۲۱۶	۱۲۱۴	۲	۳۷۵	۹۰	۷۴۹

اے ایس آئی کی کنفرمیشن

728۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس رولز کے مطابق ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی کو تین سال کے عرصہ میں کنفرم کیا جانا چاہیے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۹۸۹-۹۰ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان ابھی تک عارضی

آرہے ہیں اور ان کو کنفرم نہیں کیا گیا جب کہ اسی بیچ کے بھرتی شدہ لاہور رینج کے علاوہ پنجاب بھر کے اے ایس آئی صاحبان کنفرم ہو چکے ہیں۔

(ج) اگر جز(الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہو تو صرف لاہور رینج کے ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں کیا جا رہا ہے جبکہ باقی اضلاع کے اے ایس آئی صاحبان کو کنفرم کر دیا گیا ہے۔

(د) کیا حکومت مذکوران کو رولز کے مطابق تاریخ تقرری سے ترقیاں دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے اور حکومت اس کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) پولیس رولز کے مطابق ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی عرصہ تین سال کے لئے پروبیشن پر تصور کیا جاتا ہے اور عرصہ پروبیشن کے دوران اسے کسی وقت بھی ملازمت سے ڈسچارج کیا جا سکتا ہے اگر وہ مجوزہ محکمانہ امتحان پاس نہ کر سکے یا وہ کسی اور بداعمالی کا مرتکب ہو اس کے علاوہ کنفرمیشن ہمیشہ مستقل اسامیوں پر کی جاتی ہے اگر مستقل اسامی میسر ہو اور ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی کامیابی سے عرصہ پروبیشن مکمل کرے اور رولز میں درج شدہ شرائط پر پورا اترے تو اسے کنفرم کیا جاتا ہے مستقل اسامی کی عدم دستیابی کی صورت میں ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی کو کنفرم نہیں کیا جا سکتا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ 90-1989ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان ابھی تک عارضی چلے آ رہے ہیں لاہور رینج میں 90-1989ء کے ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان اس لئے کنفرم نہیں کئے جا سکے کہ وہ جن اسامیوں پر بھرتی کئے گئے تھے وہ عارضی تھیں 90-1989ء کے دوران ڈائریکٹ بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کو راولپنڈی فیصل آباد اور گوجرانوالہ رینجوں میں کنفرم کر دیا گیا ہے۔جبکہ بہاولپور اور ملتان رینجوں کے 1989 کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کو کنفرم کر دیا گیا ہے اور 1990ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان مستقل اسامیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کنفرم نہ کیا گیا ہے۔اسی طرح ڈیرہ غازی

خان، لاہور اور سرگودھا رینجوں میں 90-1989ء کے دوران بھرتی ہونے والے اے ایس آئی صاحبان کو مستقل اسامیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کنفرم نہیں کیا جا سکا ہے۔

(ج) لاہور رینج کے 90-1989ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کی کنفرمیشن کا کیس تکمیل کے مراحل میں ہے کیونکہ 95-1994ء میں اے ایس آئی صاحبان کی مستقل اسامیاں فراہم ہو گئی ہیں۔

(د) راولپنڈی فیصل آباد اور گوجرانوالہ رینجوں کے 90-1989ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کو کنفرم کیا جا چکا ہے جبکہ بہاولپور اور ملتان رینجوں کے 1989ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کو کنفرم کیا جا چکا ہے اور 1990ء کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کو مستقل اسامیاں دستیاب ہونے پر کنفرم کیا جائے گا لاہور اور سرگودھا رینجوں کے 90-1989 کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کا کنفرمیشن کیس تکمیل کے مراحل میں ہے اور جلد ہی کنفرم کر دیے جائیں گے بشرطیکہ وہ جز(الف) میں درج قواعد کو پورا کرتے ہوں۔ نیز ڈیرہ غازی خان رینج کے 90-1989 کے بھرتی شدہ اے ایس آئی صاحبان کو مستقل اسامیاں فراہم ہونے پر بمطابق رولز کنفرم کیا جائے گا اس سلسلہ میں کوئی تساہل نہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! فرمائیے۔ آپ پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، میرے سوالات نمبر 2167 اور 2168 ہیں۔ These are very important of significance. ان کو اگلے سیشن تک پینڈ کر دیں۔ ان کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، یہ کون سے صفحے پر ہیں۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔(مداخلت) نہیں، نہیں۔ تلاوت پانچ منٹ میں ہو گئی تھی۔ میرے پاس حساب ہوتا ہے۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، یہ صفحات نمبر ۱۹ اور ۲۰ پر ہیں۔دو سوالات ہیں۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ جو دوست بہت keen ہیں کہ ان کے سوالات رہ گئے ہیں وہ از راہ کرم اپنے نام اور اپنے سوال کا نمبر مجھے لکھ کر دے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، میں نے دے دیئے ہیں سر۔

جناب سپیکر: آپ نے دے دیے ہیں۔ کسی اور صاحب کا سوال رہ گیا ہے تو وہ بھی مجھے دے دیں' ان کو پینڈ کر دیتے ہیں۔ آپ لکھ کے مجھے دے دیں۔ اور اب ہم آگے چلتے ہیں۔۔۔۔۔ جی' خواجہ صاحب قبلہ۔

خواجہ ریاض محمود: آپ توجہ ہی نہیں دے رہے۔ ماشاء اللہ گورنر ہاؤس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں آپ تشریف لائے ہیں تو ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہاں زیادہ ٹھنڈ ہے۔

خواجہ ریاض محمود: ہم بھی آپ کی نگاہ کرم کے امیدوار ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں زیادہ ٹھنڈ ہے۔ وہاں تو لاء اینڈ آرڈر کی بڑی گرمی ہے۔

خواجہ ریاض محمود: نہیں' نہیں' نہیں۔ جو وہاں پر مزے ہیں جناب' وہ یہاں پر کہاں ہیں۔ ابھی آپ نے فرمایا کہ یہاں پر گند ہی گند ہے' دور کرو۔

جناب سپیکر: نہیں' اللہ رحم کرے۔

خواجہ ریاض محمود: چونکہ ہمارے فاضل سینئر منسٹر پنجاب کی سطح پر لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار ہیں' میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ میں نے لکھ کر نہیں دیا آپ کو' لکھ کر دینا چاہیے تھا۔ پچھلے دو تین ماہ میں دو دفعہ ڈاکو میرے گھر پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ تو ستر اسی ہزار کی اشیاء لے گئے۔ دوسری مرتبہ آئے تو چوکیدار نے ان کو للکارا تو انھوں نے آگے سے اتنی خوف ناک فائرنگ کی کہ آج تک میرے گھر کے در و دیوار پر گولیوں کے نشانات ہیں۔ بہرحال' ایف آئی آر دو مرتبہ لکھی گئی ہے۔ لیکن اس کے بعد کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔ میں جناب سینئر منسٹر سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہاں پر پولیس کی گشت کا کوئی باقاعدہ بندوبست کیا جائے۔ تاکہ وہ ڈاکو کہیں تیسری مرتبہ نہ آ جائیں۔ اگرچہ میں نے چوکیدار کو کہا کہ جب وہ دوسری بار آئے تھے تو تم نے ان کو کیوں للکارا۔ ان کو اندر آنے دینا تھا' پتا چلتا ہم کیا ہیں اور وہ کیا ہیں۔ ابھی بھی ماشاء اللہ' اللہ کے فضل و کرم سے طاقت رکھتے ہیں کہ اگر وہ اندر آ جاتے تو میں نے ان کے کپڑے اتروا کر گھر سے واپس بھیجنا تھا۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کیجیے I call the House to order ۔ خواجہ صاحب' اگر آپ کی نیت یہی

ہے تو پھر پولیس protection کی کیا ضرورت ہے وہ تیسری مرتبہ بھی آ جائیں گے۔

خواجہ ریاض محمود، نہیں، پولیس کا بھی تو فرض ہے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دو مرتبہ آنے کے بعد، اتنی خواری کرنے کے بعد، آس پاس کی کوٹھیوں والے جو لوگ ہیں وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ کرایہ تو دے کر چلے جائیں، اسمبلی کا ممبر ہے، باہر بورڈ بھی لگایا ہوا ہے اور کسی زمانے میں میئر بھی تھا، ڈاکو صبح شام اس کو لوٹ رہے ہیں تو ہمارا کیا بنے گا۔ میں ان کی حفاظت کے لیے توجہ دلوا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ اچھا طریقہ ہے کہ حفاظت اپنی چاہتے ہیں لیکن نام ان کے نام سے لینا چاہتے ہیں (قہقہے)

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! دو دفعہ ایف۔ آئی۔ آر لکھی گئی ہے۔ آپ مذاق میں اس بات کو ٹالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں۔

"ایک نوجوان خاتون اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی یااللہ میں اپنے لیے کچھ نہیں مانگتی میرے ماں باپ کو ایک اچھا سا داماد عطا کر دے۔" (قہقہے)

آپ بھی محلے والوں کے نام پر اپنی حفاظت مانگ رہے ہیں لیکن سینئر منسٹر صاحب ذرا توجہ دیجیے۔ خواجہ صاحب کی حفاظت کا مکمل بندوبست کرنا چاہیے۔

وزیر داخلہ ، جناب سپیکر! خواجہ صاحب نے جس معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کو شکوہ نہیں ہو گا۔ دوسرا ان کی موجودگی میں پولیس کی ضرورت نہیں ہو گی۔ (قہقہے) ماشاء اللہ ان کا دبدبہ اور رعب اتنا ہے کہ پولیس بھی ان کو دیکھ کر بھاگ جائے گی۔ بہرحال اس پر عمل کیا جائے گا اور متعلقہ تھانے کو کہا جائے گا کہ وہ گاہے بگاہے اور فوری طور پر ان کی حفاظت کا انتظام کرے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ وزیر قانون صاحب، اب کال اٹینشن نوٹس ہے۔ کیا چیف منسٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں؟

وزیر قانون، جی ہاں آ رہے ہیں۔

معزز ممبران، وہ آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھی بات۔ جی ہاں، تشریف لے آئے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! بڑی پریشان کن صورتحال ہے۔

جناب سپیکر، آپ اور پریشان۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں جو بات کرنے جا رہا ہوں وہ واقعی پریشان کن ہے۔ میرے بھائی صالح محمد گنجیال صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ کل ایک عجیب واقعہ ہوا ہے۔ کل ان کی گاڑی چوری ہو گئی ہے اور پولیس تھانے میں رپٹ بھی لکھائی گئی ہے لیکن میرے کچھ آدمیوں نے بتایا ہے کہ وہ بنوں کی طرف ان کا ڈرائیور لے کر جا رہا تھا۔ اب یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ہمارے جناب محترم سینئر منسٹر کی قیادت میں جو وزراء کی گاڑیاں جا رہی ہیں' آیا یہ خود اٹھا رہے ہیں یا گاڑیاں واقعی چوری ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں' آپ ان باتوں پر پریشان نہ ہوا کریں۔ آپ آرام سے تشریف رکھیں۔ جی نوٹس برائے طلبی توجہ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! کال اٹینشن نوٹس کا جواب دینے کے لیے چیف منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں لیکن مجھے ایک بار پھر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صوبے کا چیف ایگزیکٹو آ کر بیٹھا ہے لیکن نہ تو چیف سیکرٹری صاحب نظر آ رہے ہیں اور نہ ہی آئی۔جی صاحب نظر آ رہے ہیں۔ کیا ان کا مقام ان سے زیادہ بلند ہے کہ وہ یہاں آنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، جب چیف منسٹر صاحب موجود ہیں تو سب موجود ہیں۔ نوٹس برائے طلبی توجہ۔ ایک تو یہ پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ اس کا جواب پینڈنگ چلا آ رہا تھا۔ جاوید اشرف صاحب کے بارے میں کوئی سوال تھا' اس کا کوئی حصہ باقی تھا۔ اب وہ آج ٹیک اپ ہو گا' اسے پینڈنگ کیا ہوا ہے۔ جی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

لاہور میں مسلم لیگی رہنما جاوید اشرف کا قتل

حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم فرمائیں گے:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 4۔ اپریل 1996ء کو جاوید اشرف' ایڈیشنل سیکرٹری' پاکستان مسلم لیگ لاہور کو پولیس نے گولی مار کر شہید کر دیا؟ اگر ایسا ہے تو اس کے قتل کی ایف۔ آئی۔ آر کن کن افراد کے خلاف درج ہوئی نقل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قتل کے سلسلہ میں ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی اور نہ ہی کسی پولیس ملازم کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ (سردار محمد عارف نکئی)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ درست ہے کہ 4۔ اپریل 1996ء کو جاوید اشرف قتل ہوا۔ حقائق تک پہنچنے کے لیے حکومت نے ہائی کورٹ کے تین جج صاحبان پر مبنی ایک انکوائری ٹربیونل مقرر کر دیا ہے۔ جب تک اس ٹربیونل کی رپورٹ موصول نہ ہو یہ کہنا قبل از وقت ہو گا کہ جاوید اشرف کا قتل کن حالات میں ہوا۔ اس کے ذمہ دار افسران کون ہیں؟ اس بارے میں کوئی بھی قیاس آرائی انکوائری کو متاثر کر سکتی ہے۔ جونہی انکوائری رپورٹ موصول ہو گی حکومت قانون کے مطابق کارروائی کرے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ جو جاوید اشرف کو شہید کیا گیا ہے اس دن ذوالفقار علی بھٹو کا پتلا جلاتے پر اور ان کے حکم کے مطابق پہلے سے جو پروگرام بنایا گیا تھا اسی کے تحت اسے شہید کیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ، میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی گزارش کی ہے کہ حکومت پنجاب نے ہائی کورٹ کے تین جج صاحبان پر ایک ٹربیونل قائم کیا ہے اور جتنی دیر تک ان کی طرف سے کوئی حکم نامہ موصول نہیں ہوتا اس کے متعلق کوئی بھی بیان دینا contempt of court کے مترادف ہو گا۔ تو اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ان کے پاس کوئی حقائق ہیں تو یہ ٹربیونل میں پیش ہو کر وہاں پر اپنے حقائق بیان کریں۔

سید ظفر علی شاہ، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! کیا محترم وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ جس ہائیکورٹ کے ٹریبونل کی یا کمیشن کی بات کر رہے ہیں' کیا یہ درست ہے کہ ہائیکورٹ کے پہلے ایک جج مقرر کیے گئے تھے جنھوں نے جاوید اشرف کے اس واقعہ کے بارے میں ہائیکورٹ جوڈیشل انکوائری کرنی تھی اور دو دن کے بعد اس کو الگ کر کے ایک نیا کمیشن گورنر صاحب نے تشکیل دے دیا۔

جناب سپیکر، الگ کر کے کہ انھیں شامل کرتے ہوئے دو اور add کیے گئے تھے۔

سید ظفر علی شاہ ، جی' اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں جواب دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب جواب دینا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، صرف چیف منسٹر صاحب۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، جی بسم اللہ۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! یہ انکوائری کمیشن جو مقرر کرتے ہیں یہ گورنر صاحب مقرر کرتے ہیں اور گورنر صاحب کے کسی act پہ میں کوئی بیان نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، پوائنٹ آف آرڈر بیان کیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس پر لیگل پوزیشن اس طرح ہے کہ وہ ایکٹنگ چیف جسٹس تھے جنھوں نے ان کو appoint کیا ہے' اس کے بعد سپریم کورٹ کی فوری طور پر judgement آ گئی' اس حیثیت کو بچانے کے لیے ٹریبونل کو appoint کرنے کا final اختیار گورنر صاحب کے پاس ہے تو انھوں نے دو جج شامل کر کے تین کر دیے تا کہ یہ انکوائری آزاد اور اچھی طرح سے ہو۔ یہ زیادہ فائدے مند بات ہے' نقصان دہ نہیں۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہائیکورٹ کا اور گورنر صاحب کا فیصلہ ہے۔ اس میں خدانخواستہ کوئی

خرابی یا خامی کی شکل تو نظر نہیں آتی، بہتری ہی کی صورت ہے اور پھر جب بھی کوئی اہم مسئلہ ہوتا ہے اس پر جتنا بڑا ٹربیونل ہوتا ہے اس کے لیے ہمیشہ یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ اس معاملے کی اہمیت کا ایک ثبوت ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تین ممبرز پر مشتمل ٹربیونل جو ہے اس پر کسی کو کوئی کلام نہیں ہونا چاہیے۔ جی دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! یہ بار بار مجھے سمجھا رہے ہیں کہ جناب سپیکر کی بجائے Me Lord کہیں۔ میں ان کی بات نہیں مان رہا۔

جناب سپیکر: نہ نہ۔

سردار امجد حمید خان دستی: آپ نے مہربانی کی ہے اور جو آپ کا منصب ہے میں جناب سپیکر کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار امجد حمید خان دستی: گزارش یہ ہے کہ ایک بڑا سنگین واقعہ مظفر گڑھ میں ہوا ہے کہ ایک سید زادے کو سٹی پولیس مظفر گڑھ نے مار مار کر زد و کوب کر کے قتل کر دیا ہے اور میں نے اس کا کال اٹینشن نوٹس دیا ہے۔ وہ پولیس والے جنھوں نے مارا تھا وہ مفرور ہیں اور یہ عبدالرحمٰن کھر صاحب' ان کے چچا صاحب مدعی کے گھر گئے تھے کہ ہمیں بہت افسوس ہے لیکن انھوں نے ان کو پکڑوانے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا اس لیے اب ان پر الزام آیا ہے کہ انھوں نے مجرموں کو چھپایا ہوا ہے۔ تو یہ ملک عبدالرحمٰن صاحب وضاحت کریں۔ اور میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں کہ اگر میری باری نہیں آ رہی تو میں جناب وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس سنگین واقعے کا نوٹس لیں اور وہ جو پولیس والے قاتل مفرور ہیں وہ کہیں ادھر ادھر نہیں جاسکتے وہ وہاں پر ہی مظفر گڑھ کے ضلع میں چھپے ہوئے ہیں یہ مہربانی کر کے حکم جاری کریں کہ ان کو فوراً گرفتار کیا جائے ان میں سے ایک آدمی پیش ہو گیا تھا باقی مفرور ہیں۔ جناب عبدالرحمان کھر سے بھی میری گزارش ہے ----

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ آپ کی بزرگی کے تحت یہ بات سن لی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے سنی ہے امید ہے وہ مناسب نوٹس لیں گے لیکن چونکہ نوٹس برائے طلبی توجہ کے لیے ایک مخصوص وقت مقرر ہے اس لیے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میرا one and last supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے جو ڈیشل انکوائری کا ذکر کیا ہے ظاہر ہے اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ تو کیا وزیر اعلیٰ صاحب ہمیں بتائیں گے کہ پولیس کے executive کی اپنے طور پر جو investigation ہے اس کی progress کیا ہے؟ judicial enquiry نہیں بلکہ Executive Police کی investigation جو ہے جو انہوں نے اپنے افسران بالا کو دی ہے یا جو کی ہے۔

جناب سپیکر: جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں نے پہلے ہی عرض کی ہے کہ جتنی دیر ہائی کورٹ اپنی انکوائری کر رہا ہے میں اس کے بارے میں کوئی بیان نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ پوچھ رہے ہیں کہ پولیس نے اپنے طور پر کوئی انکوائری کی تھی۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! اگر میں نے پولیس کی انکوائری یہاں پر بیان کر دی تو جو ہائی کورٹ میں انکوائری ہو رہی ہے یہ اسے affect کرے گی۔ آپ بھی اس بات کو سمجھ رہے ہیں جو independent enquiry ہوئی ہے وہ اس کا جواب دینے سے متاثر ہو گی۔ اور جب انکوائری ہو جائے گی تو پھر میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ انہوں نے جواب دے دیا ------ جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! کیا محترم وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ مورخہ ۱۰۔ اپریل کو ایک جج صاحب مسٹر جسٹس احسان الحق چودھری کی ایک انکوائری مقرر ہوئی تھی کیا ان کی تقرری کی سفارش چیف جسٹس لاہور نے کی تھی؟

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں اس کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پہلے ایک جج احسان الحق صاحب کی انکوائری مقرر ہوئی تھی کیا اس کا فیصلہ گورنر صاحب نے کیا تھا یا چیف جسٹس صاحب نے کیا تھا؟

وزیر اعلیٰ: جناب اس کا مجھے علم نہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! اس کے ساتھ ہی related میرا ضمنی سوال ہے۔

کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ ۱۲ تاریخ کو دو جج صاحبان اس میں add کیے گئے اور یہ تین جج صاحبان کا ٹربیونل بنایا گیا اس کے بنانے کی کیا وجہ تھی۔

جناب سپیکر، نہیں یہ سوال پہلے ہو چکا ہے۔ Sorry ۔جی۔ یہ سوال ہو چکا ہے اور اس کا جواب آ گیا ہے۔

اگلا سوال صاحبزادہ محمد فضل کریم صاحب کا ہے۔

منگوال ضلع گجرات میں نو افراد کا قتل

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۹۶-۵-۸ کو صبح سویرے موضع منگوال کے قریب ڈیرہ بکو کی تھانہ کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات میں غنڈوں نے محمد سرور، رسولاں بی بی زوجہ محمد سرور، مسماۃ کوثر پروین، مسماۃ قمر بی بی مسماۃ شگفتہ بی بی دختران محمد سرور مسماۃ نادیہ، یاسر پسر محمد سرور، محمد سلطان چچا محمد سرور، کو قتل کر دیا اور محمد سرور کے گھر آئے ہوئے ایک مہمان غلام قادر کو بھی قتل کر دیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو آیا قاتلوں کے خلاف کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے اور کسی ملزم کو گرفتار کیا گیا ہے۔

(ج) اگر کسی ملزم کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا اور کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! ایس ایس پی گجرات کی رپورٹ کے مطابق یہ درست ہے کہ مورخہ ۹۶-۵-۸ کو نو افراد کو بذریعہ آتشیں اسلحہ علی الصبح تقریباً تین بجے موضع منگوال غربی علاقہ تھانہ کنجاہ کے موقع ڈیرہ رہائشی غلام سرور کو قتل کر دیا گیا مدعی مقدمہ محمد انور ولد محمد خان برادر غلام سرور جو نزدیکی مکان میں رہتا ہے کے بیان کے مطابق رات کو جب وہ سوئے ہوئے تھے تقریباً تین بجے علی الصبح غلام سرور کے مکان پر فائرنگ بذریعہ بندوق کی آواز آئی۔ محمد انور بمع اہل خانہ خوف کی وجہ سے گھر سے باہر نہ نکلا

بعد ازاں اس کے بیرونی آہنی گیٹ پر بھی فائرنگ کی گئی۔ صبح تقریباً پانچ بجے وہ دیگر افراد کے ساتھ غلام سرور کے مکان پر گیا تو نو افراد ہلاک پائے۔ مدعی مقدمہ کی رپورٹ کے مطابق ولایت بٹ نامی ایک شخص سکنہ منگوال جس سے ان کے گھریلو تعلقات تھے اپنے ایک ساتھی ظفر ساہی کے ساتھ ایک سال قبل بھلوال ضلع سرگودھا میں قتل ہو گئے تھے جس کا شبہ رسولاں بی بی زوجہ غلام سرور متوفیہ پر اس انداز سے کیا گیا تھا کہ مقتول ولایت بٹ کی آمد و رفت کی مخبری اس نے کی تھی اسی بات کو مدعی مقدمہ نے بطور وجہ قتل بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں مقدمہ نمبر ۱۳۱ مورخہ ۹۶-۵-۸ بجرم ۳۰۲ ' ۱۰۹ ' ۱۴۳ اور ۱۴۹ ت۔پ۔ تھانہ کنجاہ درج ہو چکا ہے۔ محمد انور مدعی مقدمہ ہذا کے مطابق یہ قتل چار نامعلوم افراد نے مندرجہ ذیل اشخاص کے ایما پر کیے ہیں۔

منور ولد ولایت بٹ سکنہ منگوال غربی

امجد ولد ولایت بٹ سکنہ منگوال غربی

رشید ولد عبدالغنی بٹ سکنہ گجرات

دوران تفتیش ملزمان نے چار نامعلوم افراد کو نامزد کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

عاشق ولد غلام قادر

اصغر ولد غلام قادر

صابر ولد غلام قادر

اجمل خان ولد نادر خان پٹھان سکنہ پشاور

ملزمان میں سے درج ذیل ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور ان سے درج ذیل اسلحہ بھی برآمد کیا گیا ہے۔

امجد ولد ولایت

عاشق ولد غلام قادر ــــــــ رائفل ۳۲۲ اور ۱۵۱ کارتوس

اصغر ولد غلام قادر ــــــــ رائفل ۷۔ایم۔ایم۔ ۸۳ راؤنڈز

اجمل خان ولد نادر خان ــــــ رائفل ۳۲۲ بور۔ ۱۱۸ راؤنڈز

جیسا کہ جز (ب) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے چار ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور مقدمہ بھی درج ہو چکا ہے ایف آئی آر کی نقل میرے پاس ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ یہ بیان فرمائیں گے کہ جو مجرمان آج سے گیارہ ماہ قبل وفاقی وزیر تجارت احمد مختار کے دفتر سے گرفتار کیے گئے تھے، جن کو گرفتار ڈی ایس پی سلطان نے کیا اور پھر ان کی گرفتاری کے جرم میں اس ڈی ایس پی کو معطل کیا گیا کیا اس قتل میں وہی تین افراد شامل نہیں تھے؟

وزیر اعلیٰ: جناب والا! پولیس کی رپورٹ کے مطابق اس معاملہ میں پیشتر ازیں سپرنٹنڈنٹ پولیس ماڈل ٹاؤن ڈویژن لاہورتفصیلی انکوائری کر چکے ہیں ۔ ان کی رپورٹ کے مطابق ۲ جون ۱۹۹۵ء کو الطاف حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سی آئی اے گلبرگ نے سجارو جیپ نمبری آئی ۔ ڈی ۔ ٹی ۴۱۰۹ میں مشتبہ افراد کا تعاقب کیا اور آخر کار انہیں سروس انڈسٹریز گلبرگ کے احاطہ سے قابو کر لیا ۔ ان افراد کے نام بعد ازاں مندرجہ ذیل معلوم ہوئے ۔

عاشق حسین ولد غلام قادر

مزمل حسین ولد علی احمد

محمد صادق ولد غلام قادر

افضال احمد ولد غلام احمد

ناصر عباس ولد اللہ دتہ

منور حسین ولد ولایت حسین

دوران تلاشی ان افراد کے قبضہ سے چار عدد رائفل ۲۲۲ بور، پستول ۳ بور اورگولیاں برآمد ہوئیں ۔ ان افراد کو انکوائری کے لیے سی آئی اے ہیڈکوارٹرز گلبرگ لے جایا گیا تاہم تمام اسلحہ لائسنسی پایا گیا جس پر ان افراد کو جانے کی اجازت دے دی گئی ۔ چونکہ انہوں نے کسی جرم قابل دست اندازی پولیس کا ارتکاب نہ کیا تھا لہذا ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

جناب سپیکر، کال اٹینشن نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب یہ آخری سوال ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر، دو سوال کرنے دیں۔ ایک میں کر لیتاہوں اور ایک ظفر علی شاہ صاحب کر لیتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو نام لیے گئے ہیں ان میں سے جو ملزمان سروس انڈسٹریز سے پکڑے گئے جن میں منور بٹ ولد ولائت بٹ بھی ہے۔ کیا وہ اس وقت بھی اشتہاری نہیں تھا۔ کیا یہ وہی ملزم نہیں ہے جس کو قتل میں پکڑا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ: میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ان میں عاشق حسین ولد غلام قادر اور منور حسین ولد ولایت بٹ شامل تھے ۔ کیونکہ یہ واقعہ میری وزارت عظمیٰ سے پہلے کا ہے ۔ اور جو انکوائری رپورٹ میرے پاس آئی ہے وہ میں بیان کر رہا ہوں۔ جہاں تک مجھے جواب دیا گیا ہے اس میں یہ کہیں درج نہیں ہے کہ یہ اشتہاری مجرمان تھے ۔ البتہ اگر یہ زیادہ تفصیل میں جانا چاہتے ہیں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں کہ یہ مقدمات جن میں یہ اشخاص پکڑے گئے ہیں آج نہیں' 93ء میں نہیں بلکہ 1988ء میں بنائے گئے' 1990ء میں بنائے گئے' 1992ء میں بنائے گئے 1993ء میں بنائے گئے ۔ ان میں کئی ملزمان ایسے بھی ہیں جن کو سیاسی اثر و رسوخ کی بنا پر پہلے بھی بری کرایا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا گیا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں آج تک مجھے کوئی سفارش نہیں آئی اور میں نے ایس ایس پی اور ڈی آئی جی کو کہا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی سفارش آتی ہے تو مجھے اس کی اطلاع دیں اور جو جائز ملزمان ہیں ان کو کسی قیمت پر نہ چھوڑا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ سید ظفر علی شاہ صاحب!

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا' میرا یہ سوال اسی سوال کے ساتھ ہی ہے ۔ میری بات پوری نہیں ہوئی تھی ۔ جناب سپیکر' اس میں مدعی محمد انور کو اب تک بہت زیادہ دھمکیاں ملی ہیں اور وہ وہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو چکا ہے۔ کیا اس کی حفاظت کا کوئی انتظام کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: محمد انور کون ہے ؟

وزیر اعلیٰ: اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ مدعی نے پہلے چار آدمیوں پر شبہ کیا ہے کہ یہ قتل کرانے میں ملوث ہیں۔ اس کے بعد تقریباً آٹھ دس گھنٹے کے بعد چار آدمیوں کو نامزد کیا۔ پولیس نے ان کو فوری طور پر گرفتار کر لیا ہے ۔ اور انشاء اللہ جو باقی ملزمان ہیں وہ بھی جلد گرفتار کر لیے جائیں گے ۔ اور جہاں تک مدعی کی سکیورٹی کا تعلق ہے اس کے لیے حکومت پنجاب انتہائی قدم اٹھانے کے لیے بھی تیار ہے ۔

جناب سپیکر: تیار بھی ہے اور مہربانی سے اس کا انتظام کر بھی دیا جائے۔ جی شاہ صاحب !

سید ظفر علی شاہ : کیا محترم وزیر اعلیٰ صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس heinous مقدمے میں جس میں نو معصوم جانیں ضائع ہوئی ہیں اور جس میں دو حاملہ خواتین جن کے پیٹ میں بچے بھی قتل ہو

گئے اس heinous offence میں ایک وفاقی وزیر نے بعض ملزمان کی شہادت صفائی دیتے ہوئے حلفاً ان کی بے گناہی کے بارے میں یہ سٹیٹمنٹ دی ہے کیا یہ بتائیں گے کہ وہ وفاقی وزیر کون سے ہیں اور کن ملزمان کے بارے میں حلفاً بیان دیا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں؟

وزیر اعلیٰ، جناب والا ' اس کا میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں کہ آج تک کسی وفاقی وزیر نے ان ملزمان کے متعلق کوئی سفارش نہیں کی۔

جناب سپیکر، اگر کوئی اپنے طور پر کر رہا ہے تو اس کا حکومت سے کیا تعلق ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ' تعلق ہے۔ کال اٹینشن نوٹس کا مطلب ہی یہی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب بات کر رہے ہیں۔ نو آدمی مر گئے ہیں اور کوئی وفاقی وزیر یا ایس پی اس میں اثر انداز ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے بیان دیا ہے کہ وہ کسی اثر کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، میں نے یہ پوچھا ہی نہیں کہ کیا کسی وفاقی وزیر نے اپنی سٹیٹمنٹ میں بطور گواہ کے بطور عام انسان کے صفائی میں پولیس کے سامنے پیش ہو کر یہ کہا ہے کہ بعض ملزمان بے گناہ ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ ان کے علم میں نہیں ہے۔

سید ظفر علی شاہ، میں ان کو اس کی نقل دے دوں گا۔

جناب سپیکر، یہ ان کو دے دیجیے گا لیکن انھوں نے کہا ہے کہ انھیں اس کا علم نہیں ہے کہ کسی وزیر نے کوئی ایسی سٹیٹمنٹ دی ہو۔ کال اٹینشن نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وقت ختم ہو گیا۔ نو آدمی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وقت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وقت نہیں ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، میں ایک دو سوال کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر، اجازت نہیں ہے۔ جناب کھوسہ صاحب۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، ہم ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں وقت عطا فرمائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرے پوائنٹ آف آرڈر کے دو پوائنٹ ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ریکارڈ

کی تصحیح کر لی جائے کہ نکئی صاحب نے اپنے بارے میں وزارت عظمیٰ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

جناب سپیکر : اس میں کوئی حرج نہیں ہے برس ہا برس پنجاب کا وزیر اعظم کہا جاتا رہا ہے ۔ جب سر سکندر تھے تو وہ پنجابی وزیر اعظم کہلاتے تھے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : لیکن اس وقت کی constituencies کی وجہ سے کہلاتے تھے ۔

جناب سپیکر : لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : میرا اصل پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ نے categorically statement دی ہے کہ اب تک میرے پاس کوئی سفارش نہیں آئی اور اگر آئے گی تو میں کوئی سفارش قبول نہیں کروں گا۔ میں آپ کی توجہ اخبار "دی نیوز" کے front page پہ کہ چیف سیکرٹری یہ سٹیٹمنٹ دے رہا ہے کہ چیف منسٹر پنجاب گریڈ ۔ 18 کے اوپر کے افسران کو نہ بلا سکتے ہیں اور نہ تبادلہ کر سکتے ہیں۔ پھر ان کے پاس کیا سفارش آئے گی ۔ سفارش تو مرکزی وزیر خود کر رہے ہیں ۔ اس کا یہ کیا نوٹس لیں گے ۔

جناب سپیکر : یہ بات مناسب نہیں ہے ۔ یہ اخبارات جو اختیارات کے بارے میں اس طرح کی بات کرتے ہیں مناسب نہیں ہے ۔ چیف منسٹر ہی صوبے کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے ۔ وہ تمام اختیارات کا مالک ہوتا ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر ، میرا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے چیف سیکرٹری کے بیان کی کوئی تردید نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر : آگے چلتے ہیں۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ہے ۔ ____________ سید ظفر علی شاہ صاحب واقعہ سنانا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ، آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی slip of tongue تھی یا پتا نہیں انھوں نے کیا کہا ۔ انھوں نے وزارت عظمیٰ کی بات کی ہے ۔ جناب سپیکر راولپنڈی ڈسٹرکٹ کورٹ کا واقعہ ہے ۔ ہمارے ایک وکیل صاحب مرحوم وہ بھی سید ہی تھے ۔ ایک جج صاحب ، میں ان کا نام نہیں لیتا ۔ وہ stay order issue کرنے میں بڑے سخت تھے ۔ کسی کا اچھا مقدمہ بھی ہوتا تو وہ stay نہیں دیا کرتے تھے۔ وکیل ان سے بڑے تنگ تھے۔ ایک وکیل

تحسین شاہ صاحب جو فوت ہو گئے ہیں ان کا ایک کیس پیش ہوا تو ان کو stay نہیں ملا جب stay نہ ملا تو وہ جج صاحب کو کہنے لگے بہت مہربانی' بڑی نوازش' بڑا شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بنائے۔ وہ فرسٹ کلاس کے سول جج تھے۔ وہاں ہم نے ان سے کچھ نہیں کہا جب وہ بار روم میں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ شاہ صاحب تسیں سول جج کو لوں تے تنگ ہو تسیں انہاں نوں سپریم کورٹ دا چیف جسٹس بنا رہے او۔ وہ کہنے لگے ہماری جان تو چھوٹے گی۔ ان کو سپریم کورٹ میں جانے دیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی بات ہے تو ان کو وزیر اعظم بننے دیں شاید پنجاب کو کوئی اچھا چیف منسٹر مل جائے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یقین دلاؤں کہ اتنی محبت کرنے والا اور ممبر صاحبان کو دل و جان سے عزت دینے والا' پیار کرنے والا وزیر اعلیٰ ڈھونڈے سے بھی آپ کو نہیں ملے گا۔

(حکومتی اراکین کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! گجرات میں جو ملزمان تھانے دار کے پاس بیٹھے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب ان کو بھی ڈھونڈ لیا کریں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ کی بات رہ گئی تھی آپ فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے کل ایک قرار داد دی ہے اس بارے میں کہ جس میں ولی خان صاحب نے فرمایا ہے کہ قائداعظم انگریز کے پٹھو تھے اور پاکستان انگریز نے بنایا۔ انھوں نے کہا کہ یہ مسلم لیگ والے باچا خان کی جوتیاں صاف کرتے تھے اور نواز لیگ بہتر ہے ---------

جناب سپیکر: ابھی موہل صاحب آ رہے ہیں ان کے سامنے آپ یہ بیان کیجیے گا۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

قرار داد

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قاعدہ 202 کے تحت رولز معطل کر کے اس قرار داد کو ایوان میں پیش کر کے اس بات کی مذمت کی جائے۔ جناب والا! 10 تاریخ کو پشاور میں اے این پی کا ایک کنونشن ہوا تھا اس کنونشن کی تقریر جو کہ اخبارات میں جلی حروف میں

بھیجی جس میں خان عبدالولی خان صاحب نے کہا کہ " قائد اعظم انگریز کا پٹھو تھا ----------

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ کل ایک قرار داد آئی تھی ۔ ------

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ قاعدہ 202 کے تحت رولز معطل کر کے اس قرارداد کو ابھی out of turn لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وصی ظفر صاحب ! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ ابھی کچھ دیر بعد اسے دیکھتے ہیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی کھوسہ صاحب ! فرمائیے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے ۔ وزیراعلیٰ نکئی صاحب یہاں ہاؤس میں statement دے رہے تھے کہ میرے پاس کوئی سفارش نہیں آئی وغیرہ وغیرہ ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس وقت بھی نامزد ملزمان تھانے میں نہیں ہیں بلکہ وہ تھانے دار کے گھر پر اس کے بیڈ روم میں بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : کھوسہ صاحب ! وہ بات تو ختم ہو گئی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں ان کی statement کو challenge کر رہا ہوں ۔ انھوں نے ہاؤس میں غلط statement دی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب ! مسئلہ یہ ہے کہ وہ chapter تو close ہو گیا ہے ۔ اب آپ اس بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں تو میں اس مرحلے پر وزیراعلیٰ یا کسی بھی وزیر کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس کا جواب بذریعہ statement دیں ۔ ایسا نہیں ہوتا ۔ I rule it out.

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں اس ہاؤس میں اس غلط statement کو challenge کر رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : جناب والا! میں وزیراعلیٰ اور سینئر وزیر کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے ایک بات ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی جسے آپ نے منظور فرمایا۔ اس کے بعد میرے علاقے میں ڈی ایس پی صاحب نے اپنے تمام عملے کو بلوا کر یہ میٹنگ کی کہ ملک عباس کھوکھر کا کوئی آدمی آئے تو اسے discourage کرو، اس کی بے عزتی کرو اور اگر خود ملک عباس آئے تو اسے بھی discourage کرو۔ یہ بات میں پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب اور سینئر وزیر صاحب کے نوٹس میں لا چکا ہوں۔ اب میں پھر آپ کی وساطت سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ زیادتیاں کر رہا ہے مہربانی سے اس کا سدباب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر . ملک عباس کھوکھر صاحب! یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ بہرحال آپ کی بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے۔

وزیراعلیٰ : جناب سپیکر! میں پرسوں ہاؤس میں نہیں تھا لیکن میں اپنے چیمبر میں، ملک عباس کھوکھر صاحب کی تقریر سن رہا تھا۔ میں اس ہاؤس کے سامنے انھیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف جس کسی نے بھی کوئی زیادتی کی ہے نہ صرف یہ بلکہ ہر وہ انسان جس کے ساتھ کسی پولیس آفیسر نے زیادتی کی ہے میرے نوٹس میں لایا جائے میں اس کے خلاف فوری طور پر ایکشن لوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد عباس خان کھوکھر : شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ میں پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر . وزیر اعلیٰ صاحب نے سب کے بارے میں کہہ دیا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ بھی کوئی زیادتی ہو تو وہ ان کے نوٹس میں لائے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمایئے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اس ہاؤس میں کاپیاں بھی تقسیم کی تھیں کہ راولپنڈی کے ایک ڈی ایس پی نے میرے چھوٹے بھائی سہیل آفریدی پر تشدد کیا۔ آج اس واقعے کو تقریباً چھ مہینے گزر چکے ہیں۔ نہ ڈی آئی جی اور نہ ہی ڈپٹی کمشنر صاحب نے مجھے

آگاہ کیا ہے کہ اس انکوائری کی رپورٹ کیا ہے اور اس ڈی ایس پی کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟ تو میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم بزرگوار وزیراعلیٰ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ مجھ پر بھی شفقت فرماتے ہوئے اس تشدد کی report منگوا کر مجھے بتائیں کہ اس ڈی ایس پی کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟ ایک ایم پی اے کے بھائی پر جو تشدد ہوا ہے آج تک اس کی report سامنے نہیں آئی۔ نہ ہی ہمیں بتایا گیا ہے جب بھی ڈی آئی جی صاحب کے پاس جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ مسئلہ under process ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ بات بھی ان کے نوٹس میں آ گئی ہے ۔ میں انھیں direct نہیں کر سکتا کہ وہ ہر بات کا جواب دیں ہاں البتہ اگر وہ خود مناسب سمجھتے ہیں تو جواب دیں otherwise میں انھیں مجبور نہیں کرتا۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر پارلیمانی امور ! توجہ دیجیے ۔ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ وصی ظفر صاحب ایک قرار داد out of turn لانا چاہتے ہیں جس میں قاعدہ کی معطلی ضروری ہوتی ہے ۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

وزیر پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! چونکہ یہ اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اس لیے رولز کو معطل کر لیا جائے انھیں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اپوزیشن کی طرف سے چودھری پرویز الٰہی صاحب ، کھوسہ صاحب یا تابش الوری صاحب اس بارے میں بتائیں کہ وصی ظفر صاحب ایک قرار داد قاعدہ 202 کو معطل کر کے out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں ؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! یہ کون سی قرار داد ہے ؟ پہلے ہمیں قرار داد کے متن کا علم ہو گا تو پھر ہی کچھ کہہ سکیں گے ۔ آپ ہمیں قرار داد کی کاپی دے دیں تا کہ ہم دیکھ سکیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اصل میں پہلے قاعدہ معطل کیا جائے گا اور پھر وصی ظفر صاحب اس کو پڑھ سکیں گے ۔

وزیر پارلیمانی امور : جناب والا! آپ قاعدے کو معطل کریں تا کہ وصی ظفر صاحب اس کو پڑھ سکیں ۔ یہ قائد اعظم سے متعلق نہایت ہی اہم نوعیت کی قرار داد ہے ۔ اس سے تمام پاکستانیوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں کیونکہ ہمارے قائد پر بڑے سنگین قسم کے الزامات لگائے گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں یہ خان عبدالولی خان صاحب کی statement کے بارے میں

ہے جس سے عوام الناس کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر ! ہمارے پاس ایسی غلط قسم کی پچاس statements ہیں جو محترمہ وزیراعظم نے دی ہیں جن سے سارے لوگوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں آپ انھیں بھی پھر اس کے ساتھ رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مسئلہ یہ ہے کہ اس کا طریق کار آپ بھی سمجھتے ہیں ، تابش الوری صاحب بھی سمجھتے ہیں اگر ہاؤس کی اکثریت ایک بات کو کہے یا اکثریت نہ بھی کہے کم لوگ کہیں تو پھر سپیکر اس کا فیصلہ ووٹنگ کے ذریعے کرتا ہے اگر وہ اس کی اجازت دینا مناسب سمجھے۔ یہ ایک طریق کار ہے۔ اگر آپ کہیں نہیں یہ کہیں لاؤ تو پھر میرے لیے یہ بات ہو جائے گی کہ میں اس کا فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر کروں۔ میرے خیال میں آپ بھی اس ملک کے محب وطن شہری ہیں آپ میں سے کوئی شخص بھی پاکستان کے خلاف نہیں ہے اگر کسی کی ایسی statement اخبارات میں آتی ہے جس سے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو وہ مناسب نہیں ہے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا ! اگر مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! پہلی بات رولز سے متعلق ہے کہ اگر کوئی قرار داد اسمبلی میں کوئی معزز ممبر لانا چاہے تو اس کے لیے ایک procedure ہے کہ سات دن کا نوٹس ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کبھی رولز معطل نہیں ہوئے ، میں اس چکر میں بھی نہیں پڑتا کہ اکثریت کس کی ہے اور اقلیت میں کون ہے۔ جناب سپیکر ! میں good gesture کے طور پر بات کر رہا ہوں۔ سیاست دان یہاں پر روزانہ باتیں کرتے ہیں اور ہر دو چار دن کے بعد سیاست دان کے حوالے سے یہ بات بھی آ جاتی ہے کہ نہیں میں نے یہ بات نہیں کی تھی بلکہ پریس والوں نے اسے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ جناب والا! ملک میں پہلے ہی بڑی polarization ہے۔ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہمارے لیے ، پنجاب کے لیے جس میں ، میں آپ اور پورا ہاؤس شامل ہے اتنا نازک ہے اور یہ بھی ایک admitted fact ہے کہ سرحد والے اور سرحد کی leading politicians ولی خان صاحب وغیرہ اس کے مخالف ہیں۔ آپ کی اور وفاقی حکومت کی طرف سے اس بارے میں بے شمار ایسے بیانات آ چکے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ان کے حلیف نے کراچی میں کہا ہے کہ ہم چاروں صوبوں کا consensus بنا رہے ہیں تاکہ اس مسئلے کو حل کیا جا

سکے ۔ جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی tradition نہیں ہو گی ۔ کون سا ایسا سیاست دان ہے جو ایسی باتیں نہیں کرتا جس پر قراردادیں نہیں لائی جا سکتیں ؛ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو درگزر کرنا چاہیے It is not proper for the Punjab and this Assembly proceeding.

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب ! آپ کی بات جائز ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جو اس statement میں مواد ہے کوئی ذی شعور پاکستانی یامحب وطن پاکستانی ایسی بات نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی نے آج تک ایسی بات کی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وصی ظفر صاحب! میں آپ کی بات کو تسلیم کرتا ہوں لیکن فی الحال آپ تشریف رکھیں اور پہلے میری بات سنیں ۔ اس وقت جو بات سید ظفر علی شاہ صاحب نے کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں اور تمام صوبوں میں ایک محاذ آرائی کی فضا قائم ہے ۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ بعض دفعہ سٹیٹمنٹ mis-quote ہو جاتی ہے اور آپ کی یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ ابھی تردید نہیں آئی لیکن اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ ہم دوسرے صوبے کے کسی لیڈر کو discuss کریں اور اس کے ایک اخباری بیان کو لے کر ــــــــ میری بات تو سن لیں تو میرا مقصد یہ ہے کہ جب کہ آگے ہی لوہا گرم ہے اور ہم اس طرح کر کے اس پر مزید چوٹیں لگائیں تو یہ بات مناسب نہیں ہو گی ــــــــ اظہرحسن ڈار صاحب آپ کس حیثیت سے بول رہے ہیں؛ جب لاءمنسٹر موجود ہیں پالیمانی امور کے منسٹر موجود ہیں تو اس طرح بات نہیں چلتی۔ تو میں ان کلمات کے بعد یعنی دیکھیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ساری کارروائی ریکارڈ کا حصہ بنے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک ہماری اسمبلی ٹھیک چل رہی ہے اگر ہم اس طرح کی مزید باتیں کر کے تلخی پیدا کریں تو اس میں فائدہ نہیں ہو گا نقصان ہوتا ہے تو لاء منسٹر صاحب اس بارے میں اپنا view دیں کیونکہ اپوزیشن والے agree نہیں کرتے اور آپ agree کرتے ہیں ۔ اگر میں consent دوں تو پھر آپ کی ووٹنگ ہو گی تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مرحلہ پر سپیکر کو نہ ڈالیں آپ ہی good gesture کے طور پر بات کریں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! لاء منسٹر صاحب سے پہلے ذرا ایک منٹ مجھے دے دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ۔

چودھری پرویز الٰہی: قبل اس کے کہ آپ اس پر کوئی رولنگ دیں۔ آپ سے میری درخواست ہو گی

کہ آپ نے بالکل بجا فرمایا کہ confrontation کو کم کرنا چاہیے اس میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے تو اس سلسلے میں میری یہ رائے ہے کہ کئی دفعہ اخبارات میں بیانات آتے رہتے ہیں پھر بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ بیان تو دیا ہی نہیں گیا تھا اور پھر تردیدیں بھی آتی ہیں تو اس سے پہلے کہ کوئی چیز یہاں on the floor of the House آجائے کم از کم پہلے اس کی تصدیق کر لی جائے ہم بھی اپنے طور پر تصدیق کر لیتے ہیں آپ بھی کر لیں تو اس کے بعد کسی وقت یہ معاملہ آسکتا ہے ۔ تو اس وقت آپ اسے نہ لائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب ۔

وزیر قانون: جناب والا! یہاں پر حزب اختلاف کے ہمارے ساتھی اخباروں کے بیانات کی بنا پر ہی یہاں آکر بات کرتے ہیں تو آج اخبار کی بات کیسے غلط ہو گئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بیان کئی دنوں کا آچکا ہے یہ آج یا کل کی بات نہیں ہے اور اب اتنے دن گزر چکے ہیں اور اس کے خلاف کوئی بات نہیں آئی اس کی تردید کسی نے نہیں کی۔ اگر ایک صاحب ایسا بیان دیتے ہیں تو وہ اس کی کوئی تردید دے دیتے ہیں تاکہ اگر کسی اخبار میں غلط خبر بھی آجاتی تو تردید آنے سے بات ٹھیک ہو جاتی ہے۔لیکن ایک اتنی محترم اور اہم شخصیت کے لیے اور موجودہ حزب اختلاف اپنے آپ کو ان کی پارٹی کا سمجھتے ہیں چاہے ہیں نہیں۔ اگر ہوتے تو وہ اس کا پہلے نوٹس لیتے کیونکہ انھوں نے نوٹس نہیں لیا اور آج ثابت کر دیا ہے کہ یہ وہ مسلم لیگ نہیں ہے جس کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ چاہتے ہیں کہ رول کو suspend کیا جائے؟

وزیر قانون: یہ اتنی اہم بات ہے کہ ---------

سید ظفر علی شاہ: ابھی تو نوٹس دیا گیا ہے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات سنیں ۔ میں نے آپ کو بھی وقت دیا ہے ۔ جی کھوسہ صاحب ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ خود ایک واقعہ کے گواہ ہیں کہ حضرت قائد اعظم کے سلسلے میں آپ سے ایک بیان منسوب کیا گیا تھا اور آپ نے خود اسی Chair پر بیٹھ کر تردید کی تھی کہ میں نے اس معنی میں نہیں کہا تھا میں نے یہ کہا تھا تو یہ بیانات distort ہو جاتے ہیں انھوں نے کس طرح سے کہا ہے اور اس کو کیا پیش کیا گیا ہے۔ جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بھی بات کی ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں نا کہ میں نے اپنا ایک موقف بیان کیا اب چونکہ گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے وزیر قانون نے کہا ہے کہ اس کو suspend کیا جائے تو اب میں اپنی consent دیتا ہوں وصی ظفر صاحب رول 202 کو suspend کرنے کی تحریک پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

قاعدہ 202 کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی کو معطل کر کے مجھے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

سید ظفر علی شاہ، I oppose it.

(سید ظفر علی شاہ، سید تابش الوری اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے oppose کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

قاعدہ 202 کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی کو معطل کر کے مندرجہ ذیل قرار داد کو اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ریاض حشمت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جناب وصی ظفر صاحب نے قاعدہ 202 کے تحت آپ سے یہ گزارش کی ہے کہ قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی کو معطل کردیا جائے۔ اگر تمام قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی معطل ہو جائیں تو پھر یہاں پر کس قسم کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ جناب والا! مخصوص قاعدہ 95 کو معطل کیا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس طرف توجہ دلوائی لہذا relevant قاعدے کو معطل کرتے ہیں۔ جی جنجوعہ صاحب! آپ کی مہربانی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! اسی ہاؤس کے ایک رکن نے یہی بات کی تھی اور وہ

ریکارڈ کا حصہ ہے کہ ان کے خیال میں ذوالفقار علی بھٹو' قائد اعظم سے بڑے لیڈر تھے ۔ اسی ہاؤس کے ایک رکن نے کہا تھا اور یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور وہ اس وقت ہاؤس میں موجود بیٹھے ہیں چودھری وصی ظفر صاحب ہیں ۔ اس پر ہم نے جتنی بھی کوشش کی تھی لیکن آپ ہمیشہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ میری مرضی ہے کہ میں ہاؤس کو put کروں یا نہ کروں. اور آپ rule out کر دیتے ہیں اور ہماری کوئی بھی قرار داد accept نہیں کرتے ۔ یعنی ہاؤس کو put کرنے کے لیے بھی accept نہیں کرتے

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ مہربانی شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔ آج آپ یہاں پر ایک ایسے واقعہ کو اٹھا رہے ہیں جس کی ابھی تک تصدیق ہی نہیں کی گئی جو ابھی تک صرف ایک اخباری بیان ہے تو براہ مہربانی اس میں آپ جلد بازی نہ کریں۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سید ظفر علی شاہ صاحب !

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر ! رول 202 کے بارے میں اسمبلی کا decision اور آپ کا verdict آ چکا ہے ۔ جناب سپیکر' پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کی اس بڑی اسمبلی میں پاکستان کے ایک leading politician خان عبدالولی خان صاحب کے خلاف condemnation کی قرارداد کی proceeding میں میں بطور سیاسی ورکر نہ صرف ولی خان بلکہ کسی بھی پولیٹکل لیڈر including محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ میاں نواز شریف کوئی بھی جو ملک کا leading politician ہے جو اپنے انداز میں ملک کی خدمت کر رہا ہے میں اس کے خلاف کسی قرارداد کی کارروائی میں نہیں بیٹھ سکتا ۔ میں اپنے طور پر اس proceeding سے واک آؤٹ کرتا ہوں اور اپنے لیڈر سے کہتا ہوں کہ وہ خود سوچ لیں میں بات نہیں کرتا میں اپنی بات کرتا ہوں ۔میں واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس مرحلے پر سید ظفر علی شاہ ایم پی اے واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی وصی ظفر صاحب پڑھیے ——— چیمہ صاحب میں ایک بات واضح طور پر

کہنا چاہتا ہوں کہ وزراء صاحبان آپ یہ بھی سمجھ لیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پہ وزراء کا کھڑا ہونا اچھا نہیں ہے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب ہے نکتہ اعتراض کہ جو کارروائی ہو رہی ہے مجھے اس پر اعتراض ہے یعنی آپ پچھلی کارروائیاں دیکھیں precedent دیکھیں وزیر کبھی بھی ہاؤس کی کارروائی پر اعتراض نہیں کرتے جب تک کہ کوئی ایک ایسا نکتہ نہ ہو جو صریحاً قانون کے خلاف ہو ۔ تو اس لیے بات بات پر نکتہ اعتراض پر وزراء کا کھڑا ہونا یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ جی وصی ظفر صاحب

چودھری پرویز الہیٰ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! آپ ایک ایسے مفروضے پر بحث شروع کرا رہے ہیں جس کا حقیقت میں آپ کو بھی پتا نہیں اور کسی کو بھی پتا نہیں ہے کہ حقیقت کیا ہے۔جناب سپیکر، جب تک تصدیق نہ کر لی جائے تو آپ کیسے اجازت دے سکتے ہیں آپ خواہ مخواہ confrontation میں اضافہ کر رہے ہیں ۔ ہم احتجاج کرتے ہیں اور واک آوٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے ۔ مہربانی شکریہ۔ جی وصی ظفر صاحب آپ پڑھیے ۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام اراکین واک آوٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ان کی محب وطنی حب الوطنی عیاں ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں ۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ ایوان خان عبدالولی خان کی 10 مئی 1996ء کے اے این پی کے کونشن کی تقریر کی پر زور مذمت کرتا ہے انھوں نے قائد اعظم کو انگریز کا پٹھو قرار دیااور کہا کہ پاکستان انگریز نے بنایا تھا۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خانزادہ صاحب پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں ۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I would like to make a statement about Wali Khan before I walk out. Sir, Wali Khan is one of those persons who thought against the imperial Government of British He fought for the Imperial Government and look bullets in his chest.

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بزرگ ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا ! اگر یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے تو پھر ان کے بعد مجھے بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے ۔ اگر خود ہی مہربانی فرمادیں تو -----

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, let me make a statement

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سٹیمنٹ نہیں دے سکتے۔ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر بتائیں ۔ جو رولز کی خلاف ورزی ہے آپ وہ بتائیں

MINISTER FOR COMMUNICATION AND WORKS: Mr Speaker, Sir--------

جناب ڈپٹی سپیکر، وزراء صاحبان خدا کے لیے -----

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir let me tell you Mr Speaker! Mr Wali Khan

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ولی خان کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ: میں ولی خان کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جس کو آپ condemn کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ولی خان کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ابھی تو قرار داد put ہی نہیں ہوئی ۔ ابھی تو انہوں نے قرار داد پڑھنی ہے تو آپ پہلے ہی سٹیمنٹ دینا چاہتے ہیں ۔ اس مرحلے پر آپ سٹیمنٹ نہیں دے سکتے میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ چودھری محمد فاروق صاحب ۔

چودھری محمد فاروق ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رول 93(4) کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب والا میں ولی خان کی سٹیمنٹ کی قطعی طور پر حمایت نہیں کرتا اپنی جگہ اس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ لیکن چونکہ قرار داد زیر بحث ہے اس لیے رول 93(4) کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس میں ریزولیوشن کے نفس مضمون کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ

It shall not contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements ......

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی کورم پورا ہے)۔ کارروائی جاری کی جائے۔
وزیر قانون ، جناب والا! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ .....
جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری فاروق صاحب پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں پہلے انہیں اپنی بات مکمل کرنے دیں ۔ ان کو میں نے فلور دیا ہوا ہے۔وزیر قانون صاحب آج آپ کو کیا ہوگیا ہے ۔ آپ تو بڑے حوصلے والے بردبار اور متحمل مزاج ہیں۔
وزیر قانون ، جناب والا مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ولی خان کی سٹیٹمنٹ یا کسی سیاست دان کی سٹیٹمنٹ پر اختلاف کرنے کا یا مذمت کرنے کا حق پہنچتا ہے ۔ سیاسی طور پر ہم بیان دے سکتے ہیں میں بھی ان کے اس بیان کی حمایت نہیں کرتا اور اگر ایسا کوئی بیان ولی خان نے دیا ہے تو اس کی سر عام مخالفت کرتا ہوں لیکن جہاں تک قرار داد کا تعلق ہے اور اس میں جو الفاظ وصی ظفر صاحب نے ابھی پڑھے ہیں کہ ان کے بیان کی یہ ایوان مذمت کرتا ہے اس کے بارے میں قواعد انضباط کار کے رول 93(4) کو اگر پڑھا جائے تو اس میں یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ اس ایوان کے اندر قرار داد میں مذمت کے الفاظ رکھ کر ironical expressions یا دلائل اگر کسی قرار داد کے متن میں شامل ہوں وہ متن اس قرار داد کے لیے مناسب نہیں ہے۔ جو پابندیاں لگائی گئی ہیں اس کے مطابق قرار داد کا متن درست نہیں ہے لہذا مذمت کے الفاظ اس میں سے حذف کیے جائیں ۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون

وزیر قانون ، جناب والا میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ جب قرار داد پیش ہو جاتی اور اس میں اگر کوئی غلط چیز تھی غیر متعلقہ یا غیر قانونی بات ہے تو اس کے اوپر ترمیم آسکتی تھی اور یہ اعتراض اس کے بعد آنا چاہیے تھا یہ پہلے نہیں آسکتا۔ لہذا میں یہ کہوں گا کہ آج جو قائد اعظم کے ساتھ وفادار نہیں ہے وہ کسی نہ کسی بہانے اس ریزولیوشن میں روڑے اٹکا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ قرار داد میں نے کل دی تھی اور یہ جو شق ہے سپیکر کے چیمبر کے لیے ہے ایوان کے لیے نہیں ہے۔ سپیکر صاحب نے ادھر دیکھنا تھا کل کی دی ہوئی قرار داد کا مطلب ہے It was cleared from your chamber. اور اس کے بعد مجھے اسے پڑھنے کا اختیار

ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، فاروق صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اس بارے میں ' میں فیصلہ کرتا ہوں ۔ انہوں نے سب رول چار کا حوالہ دیا ہے اس میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے

It shall not contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements, nor shall it refer to the conduct or character of a person except in his official or public capacity.

یہ public capacity میں ہے۔ آپ اسے پڑھیں۔ میں اسے رول آوٹ کرتا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا یہ قرارداد اس طرح سے ہے

اے این پی کے رہنماؤں کے قائداعظم کے خلاف بیانات پر احتجاج

چودھری محمد وصی ظفر ، یہ ایوان خان عبدالولی خان کی 10 مئی 1996ء کے اے این پی کے کنونشن کی تقریر کی پر زور مذمت کرتا ہے جس میں انہوں نے قائداعظم کو انگریز کا پٹھو قرار دیا اور کہا کہ پاکستان انگریز نے بنایا تھا اور مقابلتاً نواز شریف کی مسلم لیگ کو بہتر قرار دیا ' یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ ہندو و پاک کی تقسیم سے پہلے کی مسلم لیگ انگریز کی بنائی ہوئی تھی اور یہ تمام نہ صرف ملک دشمنی بلکہ غدارانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے ۔ اس ایوان کی رائے میں عبدالولی خان پر نہ صرف غداری کا مقدمہ چلنا چاہیے بلکہ ان کی پارٹی پر سیاسی عمل میں حصہ لینے پر پابندی لگائی جانے ' اسی طرح اجمل خٹک جو کہ اے این پی کے سر کردہ لیڈر ہیں ان کا آج کے اخبارات میں یہ بیان دینا کہ خان عبدالقیوم خان باچہ خان کے جوتے صاف کرتے تھے بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور ہم ہر وقت پختونستان کے لیے ہی کام کرتے ہیں انتہائی افسوس ناک ہے جس کی یہ ایوان بھی پر زور مذمت کرتا ہے۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ابھی تو میں نے گنتی کی ہے کوئی پرندے تھے یہاں سے اڑ گئے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میرے سامنے ہاؤس اسی طرح بیٹھا ہوا ہے۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا آپ گنتی کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تو آپ ایسے ہی کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے بہانے کر رہے ہیں۔

یہ ایوان خان عبدالولی خان کی 10 مئی 1996ء کے اے این پی کے کنونشن کی تقریر کی پر زور مذمت کرتا ہے جس میں انہوں نے قائد اعظم کو انگریز کا پٹھو قرار دیا اور کہا کہ پاکستان انگریز نے بنایا تھا اور مقابلتاً نواز شریف کی مسلم لیگ کو بہتر قرار دیا' یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ ہندو و پاک کی تقسیم سے پہلے کی مسلم لیگ انگریز کی بنائی ہوئی تھی اور یہ تمام نہ صرف ملک دشمنی بلکہ غدارانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے میں عبدالولی خان پر نہ صرف غداری کا مقدمہ چلنا چاہیے بلکہ ان کی پارٹی پر سیاسی عمل میں حصہ لینے پر پابندی لگائی جائے' اسی طرح اجمل خٹک جو کہ اے این پی کے سرکردہ لیڈر ہیں ان کا آج کے اخبارات میں یہ بیان دینا کہ خان عبدالقیوم خان باچہ خان کے جوتے صاف کرتے تھے بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور ہم ہر وقت پختونستان کے لیے ہی کام کرتے ہیں انتہائی افسوس ناک ہے جس کی یہ ایوان بھی پر زور مذمت کرتا ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں دو فاضل رکن چیمہ صاحب اور اکرام اللہ نیازی صاحب جائیں اور ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو ہاؤس میں واپس لائیں۔ اپوزیشن کے بغیر ہاؤس کا چلانا اچھی بات نہیں ہے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ مجلس قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے ۔ یہ رپورٹ کون پیش کرے گا۔ وزیر پارلیمانی امور تشریف رکھتے ہیں؟ کوئی اور ممبر جو ان کی طرف سے رپورٹ پیش کرے گا۔

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں مسودہ قانون ترمیم تنخواہ' بھتہ جات و مراعات ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1996ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسودہ قانون ترمیم تنخواہ ' بھتہ جات و مراعات ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1996ء مصدرہ قانون نمبر 5 بابت 1996ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ اور تحریک استحقاق نمبر 4 جناب محمد منشاء سندھو کی ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟

چودھری محمد منشاء سندھو، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیے۔

چودھری محمد منشاء سندھو، شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی I call the House to order۔ جی ----

ایس ایچ او تھانہ برکی کی رکن اسمبلی سے بد تمیزی

چودھری محمد منشاء سندھو، مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں پولیس چوکی تھانہ برکی ضلع لاہور کے علاقہ میں ایک بس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ جس سے ایک شخص ہلاک ہو گیا تھا۔ پولیس چوکی کے انچارج نے بس قبضہ میں لے کر اسے پولیس چوکی میں کھڑا کر دیا۔ بس کے مالکان میرے پاس آئے کہ میں انھیں سپرداری پر بس دلوا دوں۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ پولیس چوکی کے انچارج کو درخواست دیں اور میں بھی کوشش کروں گا۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے میں چوکی انچارج سے رابطہ قائم کیا اور اس نے بس مالکان کی درخواست پر بس کی واگزاری سے متعلق رپورٹ کر دی۔ وہ رپورٹ لے کر میں علاقہ مجسٹریٹ دفعہ 30 علاقہ لاہور چھاؤنی کے پاس گیا۔ مجسٹریٹ صاحب نے بھی بس سپرداری پر دینے کے احکام صادر کر دیئے۔ میں وہ احکام لے کر پولیس چوکی کے انچارج کے پاس گیا۔ مگر انھوں نے فرمایا کہ جب تک ایس ایچ او تھانہ برکی محمد اعظم اجازت نہ دیں گے میں بس نہیں دے سکتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ مہربانی کریں۔

چودھری محمد منشاء سندھو، چنانچہ میں نے پولیس چوکی میں ہی بیٹھے ہوئے اپنے پاکٹیل سے ایس ایچ او محمد اعظم کو ٹیلی فون کیا۔ محرر تھانہ سے میں نے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ آپ ایس ایچ او صاحب سے میری بات کروائیں۔ اس پر محرر نے کہا کہ آپ انتظار کریں میں بات کرواتا ہوں۔ تھوڑی

دیر بعد محرر نے جواب دیا کہ صاحب اس وقت باتھ روم میں ہیں۔ آپ تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون کریں میں نے تقریباً دس منٹ بعد پھر فون کیا تو محرر نے بتایا کہ صاحب سرکاری گاڑی میں سوار ہو کر گشت پر چلے گئے ہیں۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد میں خود تھانہ برکی چلا گیا۔ محرر نے کہا کہ آپ بیٹھیں میں وائرلیس پر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔ چنانچہ میرے سامنے ایس ایچ او کو وائرلیس پر مطلع کیا گیا کہ میں تھانہ میں موجود ہوں۔ جس پر اس نے کہا کہ تھوڑی دیر تک میں تھانہ آ رہا ہوں۔ مجھے انتظار کرنے کا کہا۔ میں رات 9 بجے سے لے کر 11-00 بجے تک انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آئے۔ پولیس اہلکاروں نے بتایا کہ ایس ایچ او صاحب اس وقت اڈہ بنگالی پر کھڑے ہیں جو کہ تھانہ سے تقریباً پانچ منٹ کی مسافت پر ہے۔ میں اڈہ بنگالی پر چلا گیا وہ وہاں پر مجھے مل گئے۔ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے بہت انتظار کروایا ہے۔ اس پر وہ پیخ پا ہوگئے اور کہا کہ میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔ میں نے انہیں عدالت کا حکم دیا کہ بس مالکان کو بس دے دی جائے۔ اس پر مجھے انتہائی اخلاص سے گری ہوئی گالیاں دینی شروع کر دیں اور بس مالکان کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ مجھے حکم دیا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ ابھی پولیس مقابلہ کروا دوں گا۔ میں نے اسے کہا کہ دیکھو ایک تو میں علاقہ کا ایم پی اے ہوں دوسرا جسٹس آف پیس بھی ہوں۔ شرافت سے بات کریں اس پر وہ مزید بدتمیزی پر اتر آیا اور مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں اور کہا کہ ایم پی اے میرے جوتے صاف کرتے ہیں۔ وہاں پر موجود سینکڑوں لوگوں نے اس رویہ پر اعتراض کیا مگر وہ ایک ہی رٹ لگاتا رہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ پولیس مقابلہ کروا دوں گا اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ کی تحریک استحقاق بہت لمبی ہے۔ آپ نے اس میں ہر بات لکھ دی ہے۔ ابھی مختصر بیان کی کوئی ضرورت ہے۔

چودھری محمد منشاء سندھو: جناب صرف ایک دو باتیں میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری محمد منشاء سندھو۔

چودھری محمد منشاء سندھو: جناب سپیکر! آپ اس وقت کرسی صدارت نہیں فرما رہے تھے تو حنیف رامے صاحب صدارت فرما رہے تھے۔ تو ایک سپاہی یا ایک اے ایس آئی یا ایک سب انسپکٹر کے اوپر جب ایک مقدمہ بنتا ہے تو جناب سپیکر فرما رہے تھے کہ جب تفتیش پولیس انسپکٹر یا کوئی دوسرا کرتا ہے تو

مجھ جو ہے وہ مجھ کی بہن ہوتی ہے۔ وہ اس کی اتنی حمایت کرتا ہے out of the way بھی حمایت کرتا ہے۔ ہم سب یہاں پر سیاسی اراکین بیٹھے ہوئے ہیں آپ بھی محترم ہیں اور اس ہاؤس کے نگران ہیں۔ آپ نے یہ فیصلہ اس نظر سے بھی کرنا ہے۔ میں نے آج تک پولیس کے کسی بھی افسر کے خلاف تحریک استحقاق نہیں دی۔ میں یہ ضروری گزارش کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی، بد تمیزی کی ہے اور اخلاق سے گری ہوئی باتیں کی ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میں آپ سے اس کی توقع رکھتا ہوں۔ بہت مہربانی شکریہ۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر!

وزیر قانون: یہ تحریک استحقاق جو محمد منشا سندھو صاحب نے پیش کی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور کسی بھی ممبر سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ادھر کوئی غلط قسم کی ایسی بات کریں گے۔ جب بھی کوئی تحریک استحقاق ہمارے پاس آتی ہے۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جانے سے پہلے اور ہاؤس میں پیش ہونے سے پہلے ہم خود کوشش کرتے ہیں کہ اس کی سرزنش کی جائے اور اس سے بات کی جائے۔ اگر اس نے جو غلطی کی ہے وہ اس کو تسلیم کرے اور معافی مانگے یا پھر اس کے خلاف ہم خود کوئی کارروائی کریں۔ لیکن جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کے بارے میں ابھی تک میں کوئی کارروائی نہیں کرسکا کیوں کہ یہ آج صبح ہی ملی ہے ۔ اس لیے رپورٹ لی جاسکی ہے نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جاسکی ہے ۔ اس لیے میں یہی کہوں گا کہ اگر ایوان سے باہر کوئی بات اس سے پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کو کل کے لیے پینڈنگ کر دیا جائے۔ یا جو بھی آپ کارروائی کرسکتے ہیں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ جس طرح ان کا طریق کار ہے کہ جب ایک تحریک استحقاق آتی ہے تو وہ اس متعلقہ سے بات کرتے ہیں پوچھتے ہیں۔ تو اس کے بعد پھر وہ اس کی authentication کے بعد ہاؤس میں statement دیتے ہیں۔ لیکن ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو آپ کی بات پر کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے اور اعتراض نہیں ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ نے پہلے کبھی کسی کے خلاف کوئی تحریک استحقاق نہیں دی۔ اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں اور میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ one should not condemned unheard کسی کو موقع دیئے بغیر اس کے

خلاف فیصلہ کرنا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ ہمارا یہ اجلاس ابھی چلنا ہے اور یہ 19 تاریخ تک چلنا ہے۔ کل کا دن ہے پرسوں کا دن ہے تحریک استحقاق بھی ہمارے پاس کوئی اور نہیں ہے۔ آپ کی ہی تحریک استحقاق آئے گی۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو ہم پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اگر آپ مناسب نہیں سمجھتے تو پھر بھی بتائیں۔ آپ کی بات جائز ہے ہاؤس بھی آپ کے ساتھ ہے اب آپ فیصلہ کریں۔

چودھری محمد منشاء سندھو، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس نے میرے ساتھ اتنی بدتمیزی کی ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اور اس ہاؤس کے بارے میں اس نے اتنی گندی باتیں کی ہیں کہ میں آپ کو یہاں اس معزز ہاؤس میں بتا نہیں سکتا۔ میری صرف آپ سے ایک ہی درخواست کہ اس تحریک کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہ جو بھی فیصلہ کرے گی مجھے وہ قبول ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کو آج ہی کر دیں۔

چودھری محمد منشاء سندھو، آج ہی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس پر وزیر قانون کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ ایک فاضل رکن اسمبلی کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ باقی جیسا کہ میں نے پہلے بھی observation دی تھی۔ اس ملک اور صوبے کی جو پولیس ہے اس سے ہر بات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ جو انہوں نے بات کی ہے لہذا میں اس کو تسلیم کرتا ہوں اور اس تحریک کو میں استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر ہاؤس میں پیش کر دی جائے۔

تحاریک التوائے کار

چودھری محمد منشاء سندھو، جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مہربانی۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔

لالہ مہر لعل بھیل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لالہ مہر لعل بھیل پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

لالہ مہر لعل بھیل، میری بھی تحریک استحقاق تھی جسے جمع کرائے ہوئے چار روز ہوئے ہیں اس کا کوئی پتا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق تھی؛ آپ کی تحریک استحقاق کو circulate کیے جانے کی ابھی اجازت نہیں ملی تو جب circulate ہونے کی اجازت ملے گی تو آگے بھی ابھی دو تین دن پڑے ہیں ایسی کوئی بات نہیں، شکریہ۔ چودھری شوکت داؤد صاحب کے کہنے پہ ان کی تحریک التوائے کار کل پینڈنگ کی گئی تھی۔ شوکت داؤد صاحب تشریف نہیں رکھتے یہ مسئلہ چونکہ بہاولپور ڈویژن کا ہے میں بھی ذاتی طور پر کچھ جانتا ہوں میں اس کو پنڈنگ کرتا ہوں۔ نمبر اٹھارہ جناب ارشد عمران سلہری، میاں ثاقب خورشید تو ارشد عمران سلہری اس کو پڑھیں گے۔

پرائیویٹ سکولوں کے طلباء کو سرکاری سکولوں میں داخل کرنے پر پابندی

جناب ارشد عمران سلہری: ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت ایک طرف تو ملک میں شرح خواندگی بڑھانے کے لیے دن رات ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پروپیگنڈا کرنے پر کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہے دوسری طرف ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ سرکاری سکولوں کے سربراہوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ پرائیویٹ سکولوں کے کسی طالب علم کو سرکاری سکول میں داخل نہ کیا جائے۔ حکومت کی اس دوغلی پالیسی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صوبہ میں تعلیم کے فروغ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی اور اس کے اس اقدام سے کروڑوں بچوں کا مستقبل تاریک ہو گیا ہے۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس سے نہ صرف صوبہ بھر کے عوام میں بلکہ پورے ملک میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب میاں عطاء محمد مانیکا وزیر تعلیم۔

وزیر قانون: مانیکا صاحب ایک جنازے میں حاضری کے لیے گئے ہیں تو اگر ان کے جواب کے لیے انتظار کرنا ہے تو پینڈنگ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد عمران سلہری صاحب! میں یہ ذاتی طور پہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ متعلقہ وزیر وہ ہیں تو ہمارے یہاں کے اسٹیٹ آفیسر شیخ ذوالفقار علی کل قضائے الہیٰ سے فوت ہو گئے ہیں وہ ان کے جنازہ میں شرکت کے لیے گئے ہوئے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو وزیر تعلیم کل خود آ جائیں گے

اس وقت تک اس کو پنڈنگ کرتے ہیں۔ نمبر انیس میاں معراج الدین میاں عبدالستار' جناب انعام اللہ خان نیازی' خواجہ ریاض محمود' جناب ارشد عمران سلہری' میاں فضل حق۔ خواجہ ریاض محمود صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ معراج دین صاحب پڑھیں گے میں چاہتا تھا ان کو موقع کم ملتا ہے اگر وہ تشریف رکھتے ہیں تو ان کو پڑھنے کا موقع دیا جائے اگر وہ نہیں ہیں تو میاں معراج دین۔

میاں معراج دین، بڑی مہربانی، شکریہ جناب سپیکر! آپ نے بھی نظر شفقت فرمائی ہے۔

الحمراء آرٹ کونسل میں یوم اقبال منانے کی منسوخی

میاں معراج دین، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں الحمراء آرٹس کونسل کی انتظامیہ نے 17-4-96 کو مرکزیہ مجلس اقبال کو ایک تحریری مراسلہ کے ذریعہ یوم اقبال منانے کی اجازت دی تھی مگر صوبائی حکومت نے سیاسی مصلحتوں کی بناء پر 20 اپریل کی رات کو قریباً ساڑھے آٹھ بجے مرکزیہ مجلس اقبال کے سیکرٹری کو بذریعہ فیکس مطلع کیا کہ متذکرہ اجازت نامہ اس لیے منسوخ کیا جاتا ہے کہ الحمراء میں بجلی کی فراہمی میں خلل واقع ہوگیا ہے حالانکہ 20 اور 21 اپریل کو الحمراء کے تمام ہالوں میں ہرقسم کے پروگرام وقت مقررہ پر ہوتے رہے مگر یوم اقبال منعقد نہ ہونے دیا گیا۔ جب واپڈا والوں سے بجلی کے اس " تعطل " کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے صاف صاف بتایا کہ الحمراء میں بجلی کا کوئی تعطل واقع نہیں ہوا۔ دراصل اجازت نامہ منسوخ کرنے کا اقدام حکومت کی کج فہمی اور نظریہ پاکستان پر براہ راست حملہ ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت عوام کو بانیان پاکستان کے افکار سے دور رکھنے کی ایک کوشش ہے حکومت اس قدر بوکھلا گئی کہ یوم اقبال روکنے کے لیے کینٹ ڈویژن کی زرہ بکتر پولیس کو جدید اسلحہ اور آنسوگیس کے شیلوں سے مسلح کرکے الحمراء کی عمارت کو گھیرے میں لینے کے احکام جاری کردیئے۔ حکومت کے اس نظریہ پاکستان سے متصادم رویہ سے نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ پورے ملک میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' جی نیازی صاحب!

حاجی محمد اکرام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مرکزیہ مجلس اقبال کی درخواست برائے ریزرویشن

الحمرا ہال نمبر دو برائے یوم اقبال پروگرام مورخہ 21-4-1996 مورخہ 7-4-1996 کو موصول ہوئی۔ نقل منسلکہ اور چیئرمین لاہور آرٹس کونسل، کمشنر لاہور ڈویژن سے منظوری حاصل کرنے کے بعد بذریعہ چٹ مورخہ 17-4-1996 مطلوبہ ہال کی ریزرویشن کر دی گئی جس پر مرکزیہ مجلس اقبال نے روزنامہ "تنظیم" روزنامہ "نوائے وقت" میں دعوت نامے' اشتہار جاری کیے۔ مورخہ 20-4-1996 کی شام الیکٹریکل سپروائزر نے رپورٹ کی کہ الحمرا کے پاور سٹیشن جو الحمرا آرٹس کونسل کے اندر نصب ہے اسے سی بی' او سی سوئچ میں ٹیکنیکل خرابی واقع ہو گئی ہے جس کے باعث ائر کنڈیشن اور لائٹس کام نہیں کر رہی ہیں۔ نقل بر منسلکہ (ب۔) اگلی صبح سامعین کو اس عدم سہولت کے باعث پیدا ہونے والی پریشانی اور تکلیف سے بچانے کی خاطر منتظمین کو 20-4-1996 کی شام پیشگی مطلع کر دیا گیا کہ پروگرام نہیں ہو سکتا اس دن شیڈول شدہ دیگر پروگرام بھی پیش نہ ہو سکے۔ فوراً مرمت کا کام شروع کر دیا گیا تھا اور اسی اثنا میں مرکزیہ مجلس اقبال نے 21-4-1996 کو ایک اور درخواست دی کہ انہیں اس پروگرام کے لیے اب 26-4-1996 کی ریزرویشن کر دی جائے چونکہ بجلی کا نظام درست کیا جا چکا تھا اس لیے مطلوبہ ریزرویشن کر دی گئی اور مورخہ 26 اپریل 1996ء کو یوم اقبال کا مذکورہ فنکشن الحمرا ہال نمبر دو میں بطریق احسن منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چھبیس کو وہاں پہ میٹنگ مقرر ہو گئی۔ جی عبدالستار صاحب آپ بولنا چاہتے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ سترہ تاریخ کو اجازت دی گئی اور بیس کو کینسل کر دی گئی اس لیے کہ ان کے بقول بجلی کا نظام درست نہیں تھا اور اس کے بعد چھبیس کو جب انھوں نے دوبارہ کہا تو اجازت ہو گئی اور الحمرا میں یوم اقبال کا فنکشن ہوا۔ جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ سترہ تاریخ کو جس وقت اجازت دی گئی اس وقت میاں شہباز شریف قائد حزب اختلاف کا نام بطور سپیکر اس میں نہیں تھا۔ انیس تاریخ کو جس وقت اشتہار اخبار آیا کہ مرکزیہ مجلس اقبال کے تحت جو یوم اقبال منایا جا رہا ہے اور جس کی تقریب الحمرا میں ہو گی اس میں شہباز شریف بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائیں گے اور تقریر بھی کریں گے۔ حکومت کی طرف سے بدنیتی کی بنیاد پر فوری طور پر مرکزیہ مجلس اقبال کا اجازت نامہ کینسل کیا گیا اور بہانہ یہ لگایا گیا کہ بجلی کا نظام درست نہیں ہے لیکن حالات و واقعات سے یہ ثابت ہوا کہ واپڈا والوں نے کہا کہ ہماری طرف سے کوئی تعطل نہیں ہوا۔ اور اگر تعطل ہو بھی تو الحمراء کے پاس باقاعدہ جنریٹر اور متبادل بجلی کا نظام موجود ہے۔ جونہی میاں

شہباز شریف نے پریس کانفرنس کی کہ ٹھیک ہے کہ اگر میری وجہ سے الحمراء میں تقریب منعقد نہیں ہو رہی تو میں voluntarily اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ جب اخبارات میں میاں شہباز شریف کی پریس کانفرنس آئی تو حکومت نے اگلے دن خود اجازت دے دی کہ ہمارا نظام بہتر ہو گیا ہے اور آپ تقریب منعقد کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ حکومت بدنیتی کی بنیاد پر میاں شہباز شریف کو وہاں پر جانے سے روک رہی تھی اور یہ خیال تھا کہ شہباز شریف ابھی رہا ہو کر دو سال بعد واپس آئے ہیں وہاں پر کیا حکومت کے خلاف بات کریں گے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سارا کچھ کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بدنیتی کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بدنیتی کی بنیاد پر آپ دو تین مرتبہ اسے دہرا چکے ہیں۔ تحریک التوائے کار چاہے پانچ چھ حضرات نے دی ہو اس پر ایک شخص بولتا ہے ۔ متعلقہ وزیر جواب دیتا ہے ۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل دوست نے حقائق سے آگاہ کیا ہے کہ اس سے پیشتر جب اس ہال کی منظوری دی گئی مورخہ 17-4-96 کو اس وقت تک اس تقریب میں ہمارے قائد حزب اختلاف جو کہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات سامنے آ چکی ہے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! اس میں بات صرف یہی ہے کہ حکومت نے الحمراء آرٹ کونسل پر دباؤ ڈالا کہ آپ کسی بھی طرح اس تقریب کو الحمراء ہال میں منعقد نہ ہونے دیں تو انھوں نے اس چیز کا بہانا بنایا کہ وہاں پر بجلی خراب ہے جبکہ الحمراء آرٹ کونسل کو جہاں سے بجلی آتی ہے ۔ وہاں کے حکام نے واضح طور پر اس کی تردید کی کہ وہاں بجلی خراب نہیں ہے ۔ اگر بجلی خراب بھی ہو تو الحمراء آرٹ کونسل کے پاس جنریٹر موجود ہیں۔ اس کے تحت بھی اس ہال میں بجلی آ سکتی تھی۔ جناب سپیکر! دوسری بات جو ہے کہ ایک طرف وہاں تقریب نہیں کرنے دی گئی ۔ یہ ہمارے ملک بلکہ ایشیا کے شاعر کا دن تھا۔ اگر وہاں پر مفکر پاکستان یعنی جنھوں نے پاکستان کا تخیل دیا، جنھوں نے پاکستان کا خواب دیکھا۔ اس کے قومی دن کو وہاں پر منانے سے روکا گیا۔ وہاں پر صبح سے ہی تین تھانوں کی پولیس کو متعین کر دیا گیا۔ جناب سپیکر اس سے آپ intention کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہاں پر تقریب منسوخ کرنے کے بعد پولیس کو متعین کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جناب سپیکر! اس تقریب

کی صدارت پروفیسر ڈاکٹر عبدالوہاب' وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی نے کرنی تھی۔ اس میں مقررین کے طور پر سینیٹر اجمل خٹک ' سینیٹر راجہ ظفر الحق' سینیٹر جاوید اقبال' پروفیسر پریشان خٹک' بیرسٹر محترمہ شاہدہ جمیل' لیبر لیڈر خورشید احمد اور مہمان خصوصی میاں شہباز شریف تھے۔ جناب سپیکر! اس میں پورے ملک کی اعلیٰ ......

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ آدھا گھنٹہ بولتے رہیں۔ کیونکہ آپ کا ہی ٹائم ہے۔ باقی kill ہو جائیں گی۔ باقی دوستوں کی نہیں آسکیں گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، میں مختصر کرتا ہوں اور یہی کہتا ہوں کہ حکومت کا اس تقریب سے منع کرنا اور اس کو متنازعہ بنانا بھی حکومت کی بدنیتی پر مبنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! وزیر موصوف نے categorically سٹیٹمنٹ دی ہے۔ وزیر کی جو سٹیٹمنٹ ہاؤس میں ہوتی ہے۔ اسے درست تصور کیا جاتا ہے۔ آپ نے شبہ کی بنیاد پر کہا ہے کہ میاں شہباز شریف آ رہے تھے اس لیے گورنمنٹ نے ایسا کیا۔ آپ نے خدشہ کا اظہار کیا ہے۔ میں وزیر کی سٹیٹمنٹ کو درست سمجھتا ہوں۔یہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ایسا واقعہ ہے جس پر تمام اسمبلی کی کارروائی کو ختم کر کے اس پر بحث کے لیے دو گھنٹے رکھے جائیں۔ میں اس کو out of order قرار دیتا ہوں۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 21 ہے۔ جناب ارشد عمران سلہری

پنجاب سے وسیع پیمانے پر گندم کی سمگلنگ

جناب ارشد عمران سلہری : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت اشاعت مورخہ 18-4-96 میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے اضلاع سرگودھا اور خوشاب میں محکمہ خوراک کے گوداموں میں گندم کا سٹاک تقریباً ختم ہونے والا ہے۔ محکمہ خوراک اور فلورملوں کے مالکان کی ملی بھگت سے ضلع میانوالی کے راستے روزانہ صوبہ سرحد میں سینکڑوں ٹرک گندم اور آٹا افغانستان سمگل کردیا جاتا ہے۔ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر میانوالی نے اسمگلنگ کو ناکہ بندی کے ذریعے روکنے کی کوشش کی تو طاقتور ہاتھوں نے اس کا تبادلہ

کرادیا۔ اگر حکومت پنجاب نے بروقت توجہ نہ دی تو پنجاب میں گندم اور آٹے کی قلت کا خدشہ ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ متذ کرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خوراک طارق بشیر چیمہ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ اب کہاں ہیں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایک میٹنگ ابھی اسمبلی کے کمیٹی روم میں ہو رہی تھی۔ اس میٹنگ میں میں اور وزیر خوراک بھی شامل تھے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

وزیر قانون، ویسے سر میں اس کے متعلق چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں ۔ شاید پھر pending کی ضرورت نہ رہے ۔ میں ویسے ایک ٹیکنکل بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک طریقے سے یہ infructuous ہو چکی ہے ۔ کیونکہ نیا سیزن آچکا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹیکنکلی تو مجھے بھی پتہ ہے ۔ کیونکہ یہ ایک روایت ٹھیک نہیں ہے ۔اس لیے اسے pending کرتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! نیا سیزن تو آ گیا ہے لیکن سمگلنگ تو اسی طرح جاری ہے ۔ یہ ہمارے صوبہ پنجاب کی خوراک کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 23 ہے ۔

قادر آباد بلو کی لنک کینال کا ڈسچارج بڑھانے سے وسیع رقبہ کا سیم و تھور کا شکار ہونا

سید محمد عارف حسین بخاری، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قادر آباد بلو کی لنک کینال کا ڈسچارج بڑھا دیا گیا ہے جس کے باعث وسیع زرخیز اراضی سیم و تھور کی نذر ہورہی ہے اور بعض مقامات جھیل کی صورت اختیار کرچکے ہیں جس سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اسے فوری زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے وزیر آبپاشی ہیں۔

وزیر قانون، وہ علاج کے لیے گئے ہوئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی واپس نہیں آئے۔

وزیر قانون، ابھی تک ہاؤس میں نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی ہاؤس میں نہیں آئے کیا پنجاب میں آ گئے ہیں۔

وزیر قانون، ابھی تک لاہور میں نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آپ کو بالکل درست پتہ ہے - اس کا چارج Minister for C&W کے پاس ہے - ابھی وہ بیٹھے ہوئے تھے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر، جتنے بھی وزراء ہیں وہ جان بوجھ کر حالات سے بھاگ رہے ہیں - ان وزیروں کا کام اب صرف چوٹیں لگانا چٹکیاں کرنا رہ گیا ہے - صبح سے یہاں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ Minister for C&W سردار سکندر حیات خان، شوکت حیات کے بیٹے ہیں۔ جب اسمبلی میں مقصد بیان کرنے کا وقت آیا تو جواب دہی کا وقت آیا تو بھاگ گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ!

خواجہ ریاض محمود، شکریہ نہیں جناب سپیکر! آپ کو بڑا serious notice لینا چاہیے کہ جناب اس طرح یہ وزراء اکرام بار بار پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر وقت ضائع کرنے کی بجائے کوئی مقصد کی بات کریں، کوئی حکومت کی بات کریں۔ جناب سپیکر! یہ انھوں نے مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو بات خواجہ ریاض محمود نے کی ہے یہ واقعی لمحہ فکریہ ہے کہ بار بار آپ کے قائد ایوان بھی کہتے ہیں کہ اسمبلی کے اندر تشریف لے جائیں۔ اسمبلی کے اندر حاضر رہیں۔ لیکن یہاں پھر وہی عالم ہو جاتا ہے کہ وزراء صاحبان ہی نہ ہوں۔ اس کا مطلب ہے،

چون کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

اگر وزراء ہی نہ آئیں تو باقی فاضل اراکین پر کیا گلہ کیا جا سکتا ہے؟ اس لیے اس بات کو لاء منسٹر صاحب! آپ ذرا دیکھیں۔ کل کچھ قانون سازی کا کام تھا، حاضری زیادہ تھی۔ آج قانون سازی نہیں ہے، حاضری کم ہو گئی۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں ہم سب کا فائدہ ہے۔ ملک کا، قوم کا، جمہوریت کا۔ اگر ہماری

طرف سے یہ بے حسی کا عالم ہو گا تو پھر کیا کیا جائے گا۔ یہ ایک چھوٹا سا کام ہے' حاضر رہنا۔ اور کوئی بڑی بات نہیں آپ کے ذمے مگر حاضر رہنا۔ تو میرے خیال میں وزیر خوراک تشریف لے آئے ہیں۔ اگر ارشد عمران سلہری کہیں تو ہم ان کو اجازت دے دیں۔؟ میں نے ویسے کل تک پینڈنگ کر دی تھی۔ اگر آپ تیار ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میری تحریک پھر پینڈنگ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ کے منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ میں نے پینڈنگ کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مقصود لغاری صاحب بھی یہاں تشریف لائیں۔ وہ بھی اس ہاؤس کو' ہاؤس سمجھیں۔ وہ اپنے آپ کو above all نہ سمجھیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دوں کہ میں یہیں پر تھا۔ ایک بڑی ضروری میٹنگ تھی۔ کیبنٹ روم میں' میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کی معذرت چاہتا ہوں کہ میں یہاں دیر سے آیا ہوں۔

جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے' تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ ۱۸-۴-۹۶ کی رپورٹ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ مورخہ ۲۰-۴-۹۶ کو سرگودھا ڈویژن میں سرکاری ذخیرہ گاہوں میں سولہ ہزار تین سو دس بوری گندم کا ذخیرہ موجود تھا۔ یکم مئی سے گندم کی نئی فصل آ جاتی ہے جب کہ محکمہ خوراک صرف ۲۰۔ اپریل تک فلور ملز کو گندم کا اجراء کرتا ہے۔ متذکرہ گندم کا سٹاک نہ صرف ۲۰۔ اپریل تک کی ضرورت کے لیے کافی تھا' بلکہ نئی فصل کے آنے کے بعد بھی چھ ہزار نو سو بوری ذخیرے میں موجود تھی۔

یہ بھی درست نہیں ہے کہ محکمہ خوراک فلور ملز کی ملی بھگت سے گندم کی سمگلنگ میں ملوث ہے۔ بلکہ محکمے نے صوبے کی سرحدوں پر گندم اور اس کی مصنوعات کی نقل و حمل پر ضلعی انتظامیہ اور پولیس کی مدد سے پابندی لگا رکھی ہے۔

اور یہ بھی درست نہیں ہے کہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر میانوالی کا تبادلہ سمگلنگ روکنے کی بناء پر کیا گیا تھا۔ بلکہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر صاحب کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا تھا اس لیے انھیں تبدیل کیا گیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب! میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے وہ حکومتی مشینری کو مطلع کرنے کے لیے دی جاتی ہے۔ اس کا پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر

میں admit بھی کروں تو وہ خاطر خواہ حاضر ممبران اس کے حق میں کھڑے ہو کر اجازت دیں تو پھر کسی دن اس پر بحث ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ایک عظمت کی علامت ہوتی ہے کہ اگر منسٹر کی statement کے بعد اس کو خود ہی withdraw کر لیا جائے۔ بجائے اس کے کہ سپیکر کو اس مرحلے میں ڈالا جائے کہ وہ فیصلہ کرے۔ مہربانی' شکریہ۔ اب میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ صحیح فیصلہ کریں گے۔ جی' ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے وضاحت فرمائی ہے۔ جیسے آپ نے فرمایا اور ہمیں پتا بھی ہے کہ تحریک التوائے کار آتی ہے اور اس کا صرف یہی ہے کہ دوبارہ اخبارات میں اس issue کو لے لیا جائے۔ جناب سپیکر! جب منسٹر کی وضاحت آتی ہے تو اس کے بعد کچھ نہ کچھ تو اس میں ایسے نکات ہوتے ہیں جو سامنے آتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں ایک بات تو یہ کہنے والی ہے کہ صوبہ پنجاب سے جو اناج کسی بھی بہانے یا کسی بھی وقت سمگلنگ ہو کر دوسرے ملکوں میں جاتا ہے تو سب سے پہلے تو یہ ہمارے لیے اور ہماری ایجنسیوں کے لیے بھی ایک شرم ناک بات ہے۔ اور پھر اس کے اندر جو بھی افراد ملوث ہوتے ہیں' وہ سول کے ہوں' یا گورنمنٹ کے ہوں' یہ بھی ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات جناب سپیکر یہ ہے کہ جہاں تک صوبہ پنجاب اور پاکستان کے اناج کا مسئلہ ہے' آپ کو یاد ہے کہ کئی بار کروڑوں روپے کی' اربوں روپے کی گندم ہم بیرونی ممالک سے یہاں امپورٹ کرتے ہیں۔ میں اس میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے اوپر مکمل وزیر خوراک یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ اس کے اوپر سختی کی جائے گی اور کسی بھی طریقے سے ہمارے پاکستان کا اناج خصوصی طور پر صوبہ پنجاب کا اناج ہم باہر نہیں جانے دیں گے اور یہاں ایک بات انھوں نے تسلیم بھی کی ہے کہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر میانوالی کی ٹرانسفر ضرور ہوئی ہے۔ اب وہ اس کو کہہ رہے ہیں کہ ان کا تین سال کا پیریڈ پورا ہو چکا ہے۔ چلیں' ہم اس بات کو مان لیتے ہیں۔ لیکن اس میں کہیں دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' ان کو satisfy کریں۔

وزیر خوراک، جہاں تک تو فاضل رکن نے یہ کہا ہے کہ انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ ٹرانسفر ہوئی ہے اور دال میں کچھ کالا ہے۔ تو میرے خیال میں دال میں کالا صرف یہی ہے کہ شاید ان کو اسی ٹرانسفر سے

کوئی تکلیف پہنچی ہے۔ تین سال سے زائد ایک آدمی وہاں پر بطور ڈی ایف سی رہا ہے۔ اس کو routine میں ٹرانسفر کیا گیا ہے۔ جہاں تک سمگلنگ کی روک تھام کا تعلق ہے' تو میں بڑے وثوق سے یہ بیان دینا چاہوں گا کہ پہلی دفعہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے' ہم نے official grinding سولہ گھنٹے ہر فلور مل کو without any discrimination دی ہے۔ اس کے باوجود پچھلے سال کی سیونگ کا' اس سے پچھلے سال کی سیونگ کا موازنہ کر لیں تو بھی ہمارے پاس تقریباً ڈیڑھ لاکھ میٹرک ٹن کے ذخائر نئی فصل آنے سے پہلے موجود تھے۔ ہماری تو یہ بہترین کوشش ہوتی ہے کہ ہم سمگلنگ روکیں۔ اس کے لیے ہم نے ضلعی انتظامیہ کو بھی ملوث کیا ہوا ہے۔ پولیس کو بھی ملوث کیا ہوا ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی اپنی چیک پوسٹیں بھی ہیں۔ اور جہاں تک "نوائے وقت" کی جس خبر کا انھوں نے سہارا لیا ہے' تو وہ بھی میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ "نوائے وقت" کے میانوالی میں جو رپورٹر ہیں' جو مجھے اطلاع دی گئی ہے' وہ خود یا ان کے کوئی عزیز شاید فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں ٹھیکے داری کرتے ہیں۔ اور نئے ڈی ایف سی کے جانے کے بعد چونکہ تھوڑا سا سمگلنگ پہ چیک زیادہ ہوا ہے۔ انھیں شاید اس بات کی تکلیف پہنچی ہوگی۔ انھوں نے خبر لگا دی ہوگی۔ اور ڈی ایف سی کے تبادلے کی فاضل رکن کو شاید کوئی تکلیف پہنچی ہوگی' انھوں نے تحریک التوائے کار پیش کر دی ہے۔ جہاں تک سمگلنگ کا تعلق ہے' ہماری یہ بہترین کوشش ہے اور اس کوشش میں ہم کامیاب ہو رہے ہیں جس کے نتائج' جس کا ثبوت وہ nutshell result ہے جو ذخائر کی صورت میں آج بھی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس net saving کی صورت میں موجود ہے۔ شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ان کے تبادلے کی ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ مہربانی۔ شکریہ۔ منسٹر موصوف کی statement کے بعد محرک اس پر زور نہیں دے رہے۔ لہٰذا یہ dispose of تصور ہوگی۔ چودھری احمد یار گوندل' نمبر ۴۴۔

وزیر قانون، وہ بھی آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آ گئے ہیں؟

وزیر قانون، جی ہاں۔ وہ دونوں اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مقصود لغاری صاحب آ گئے ہیں؟ــــ اچھا' سردار سکندر حیات صاحب! آپ جواب دیں

گے؟ میں نے اس کو آپ کی عدم موجودگی میں پینڈ نگ کر دیا تھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، مجھے irrigation کا چارج دیا گیا ہے۔ particularly عارف صاحب سے میں discuss کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو پینڈ نگ کر دیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، نہیں سر۔ جو ان کی جائز بات ہے وہ انشاء اللہ ہم پوری کریں گے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، محترم! میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ مجھے ڈسچارج بڑھ جانے پر کوئی اعتراض نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ ارد گرد جو جھیل سی بن گئی ہے اور سیم و تھور سے اراضی تباہ ہو رہی ہے وہاں پہلے ٹیوب ویل اس کے تدارک کے لیے نصب ہیں۔ ان ٹیوب ویلوں کو چالو نہیں کیا گیا۔ میری وزیر موصوف سے استدعا یہ ہے کہ براہ کرم یہ یقین دہانی کروا دیں اور اپنے محکمے کو ہدایت کریں کہ وہ ٹیوب ویل چالو کر دیے جائیں تو پھر یہ معاملہ درست ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میرے بھائی فرما رہے ہیں، میں بحث میں نہیں پڑنا چاہ رہا۔ جو انھوں نے بات کی ہے کہ پچیس ہزار کیوسک کی اس کی اس وقت ٹوٹل capacity ہے۔ اس میں سے بائیس ہزار کیوسک -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مجھے مخاطب ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ٹھیک ہے جی۔ بائیس ہزار maximum discharge ہو رہا ہے۔ لیکن جو ان کی بات ہے، particularly اس پر ان کا اختلاف نہیں ہے۔ ان کا ہے کہ جو ٹیوب ویل ہیں، حالانکہ وہ تحریک التواء میں نہیں دیا گیا۔ لیکن میں پھر بھی معزز ممبر کے ساتھ discuss کر کے محکمے کے ساتھ یہ چاہیں گے تو بیٹھ کے بات کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ نیازی صاحب! ایسا نہ کریں۔ سردار صاحب! آپ توجہ نہ کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، تو جناب، معزز ممبر نے مجھ سے اتفاق کیا ہے کہ ہم بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بخاری صاحب! آپ نے اتفاق کیا ہے؟

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! مجھے تو اپنے دکھ کا دارو چاہیے۔ اگر محترم وزیر صاحب میری داد رسی کے لیے تیار ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لہذا اس کو پینڈ نگ رکھتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر ۲۲ چودھری احمد یار گوندل۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چونکہ وہ حاضر نہیں ہیں اس لیے اس کو ڈسپوز آف تصور کیا جائے گا۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، فزیکل اینڈ انوائرنمینٹل پلاننگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

سوال نمبر ۱۵۷۲ اور ۱۵۷۴ پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں سٹینڈ نگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، فزیکل اینڈ انوائرمنٹل پلاننگ کی سب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

سوال نمبر ۱۵۷۲ اور ۱۵۷۴ پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں سٹینڈ نگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، فزیکل اینڈ انوائرمنٹل پلاننگ کی سب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں سید تابش الوری۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے کل پی۔ اے۔ سی کے سلسلے میں آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی کہ وہ مفلوج ہے اور کام نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے وزیر قانون سے کہا تھا کہ وہ اس سلسلے میں اپنا موقف پیش کریں۔ انھوں نے یہ معاملہ وزیر پارلیمانی امور کی طرف ریفر کر دیا تھا۔ اب وہ لابی میں

تشریف رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. وزیر پارلیمانی امور اگر لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو تشریف لے آئیں۔

سید تابش الوری، اس کے ساتھ ہی انہی سے متعلق دوسرا مسئلہ جو بموں کے دھماکے میں شہید ہونے والے لوگ ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت اور اس حادثے کی مذمت کے لیے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب' دیکھیں پوائنٹ آف آرڈر ایک ہی نکتے پر ہوتا ہے۔ اسے آپ دوسرے میں کر لیں۔ پہلے ہم آپ کی پہلی بات کو لیتے ہیں۔ جی محمود اختر گھمن صاحب' آپ کو اس بات کا پتا ہے؟

وزیر پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کا حکم تھا اس کے مطابق within fifteen days ہم نے اجلاس ریکوزیشن کیا تھا لیکن کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے اس دن کارروائی نہ ہو سکی۔ اس وجہ سے ہم اب اس اجلاس کے بعد انشاء اللہ وہ ساری کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' بات یہ ہے کہ ہاؤس میں ایک مسئلہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی چیئرمین شپ کا کئی بار اٹھایا گیا ہے۔ میں نے پچھلے اجلاس میں بھی ایک observation دی تھی کہ اس کا غالباً پندرہ دن کے اندر الیکشن کرایا جائے۔ اس پر نوٹس جاری ہوا تھا۔ ممبران کو کہا گیا تھا لیکن جیسا کہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ کورم پورا نہ ہوا اس لیے وہ الیکشن نہ ہو سکا۔ اب پھر اس اجلاس میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے تابش الوری صاحب نے توجہ مبذول کرائی ہے۔ تو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی جو کہ اسمبلی کی نہایت ایک اہم کمیٹی ہوتی ہے اور جتنی بھی بدعنوانیاں یا اس میں کوئی ہیر پھیر ہوتا ہے اس کو وہ وہاں پر جانچ پڑتال کرتی ہے۔ تو افضل حیات صاحب کے وزیر بننے کے بعد اور ان کا چیئرمین شپ سے استعفیٰ دینے کے بعد یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ اس پر ایک چیئرمین منتخب ہونا ہے وہ انتخاب آج تک نہ ہو سکا۔ لہذا اس بارے میں وزیر پارلیمانی امور ذرا اپنی طرف سے نہایت authenticated بات کریں کہ حکومت کے ذہن میں کیا بات ہے؟

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! اس میں کوئی دیر نہیں ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق ہم نے اجلاس طلب کیا تھا لیکن افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ممبران پورے نہ ہونے' کورم پورا نہ ہوا' اس وجہ سے پروسیڈنگ نہ ہو سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کون سی تاریخ تھی جب اس کا اجلاس بلایا گیا اور پھر اس کے بعد کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! پھر یہ اجلاس ریکوزیشن ہو گیا۔ اب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے فوراً بعد انشاء اللہ تعالیٰ within fifteen days جب یہ اجلاس ختم ہوتا ہے تو دوبارہ اس کے ایک ہفتے کے اندر اندر اس کی کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی جو ہمارا بجٹ سیشن آرہا ہے اس سے پہلے پہلے آپ انتخاب کرا دیں گے؟

وزیر پارلیمانی امور، انشاء اللہ تعالیٰ۔ It is my commitment on the Floor of the House.

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اسی سلسلے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تاریخ مقررہ پر اپوزیشن کے چاروں ارکان جو اس کمیٹی کے ممبر ہیں ہم موجود تھے اور سید محمد شاہ کھگہ جو کہ اس کمیٹی کے رکن ہیں وہ بھی موجود تھے۔ میں خود بیان حلفی دے رہا ہوں کہ اسی میٹنگ کے آغاز سے پہلے چونکہ وزیر صاحب وہاں بعد میں تشریف لائے تھے، چودھری وصی ظفر صاحب بھی اندر آئے، امان اللہ خان بھی اندر آئے اور ہماری تعداد کو دیکھ کر وہ جان بوجھ کر باہر چلے گئے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ ان پر یہ پابندی عائد کریں کہ اپنی سرکاری پارٹی کے ارکان کی ذمہ داری یہ اٹھائیں اور اپوزیشن کے ارکان کی ذمہ داری میں اٹھاتا ہوں۔ یہ تاریخ مقرر کر دیں اور اگر اس تاریخ کو پانچ ارکان بھی ہوں تو کورم تو ویسے پورا ہے۔ یہ پتا نہیں کہاں سے انھوں نے چھ ارکان کا لگا دیا ہے۔ کورم تو چار پر بھی پورا ہوتا ہے۔ اگر اس دن یہ نہ آئیں اور جان بوجھ کر اندر آ کر پھر چلے جائیں۔ تو اس کا فیصلہ آپ کو کر دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، گھمن صاحب!

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! کھوسہ صاحب میرے لیے نہایت محترم ہیں، بزرگ ہیں۔ پہلے تو میں اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ میں وصی ظفر صاحب اور امان اللہ صاحب کے ساتھ اس کمرے میں نہیں گیا۔ میں وہاں اکیلا گیا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ نے میری بات سنی ہے کہ یہ تشریف نہیں لائے تھے۔ یہ بعد میں آئے ہیں۔ میں نے یہ کہا ہے۔

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! میرے ساتھی سید ظفر علی شاہ صاحب گواہ ہیں کہ جب میں ادھر حاضر ہوا تو یہ چار ساتھی تھے اور میں تھا۔ ہم وہاں بیٹھے رہے اور انتظار کرتے رہے۔ کافی دیر انتظار کیا۔ پھر اس پوائنٹ پر arguments ہوتے رہے۔ آدھا گھنٹہ arguments ہوتے رہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب نے arguments پیش کیے کہ کورم کی کیا requirement ہے۔ then the matter went to the learned Speaker, Sir. کیونکہ سپیکر صاحب کا یہ فیصلہ ہے کہ کورم چھ کا ہے۔ یہ کوئی میرا فیصلہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا فیصلہ نہیں ہے۔ یہ آج سے ایک سال پہلے کا فیصلہ ہے۔ میں تو خود محسوس کرتا ہوں کہ یہ بہت اہم کمیٹی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بجٹ سیشن سے پہلے اس کا اجلاس ہو گا اور انشاء اللہ الیکشن ہو گا۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب! بڑے مزے کی بات بتانے لگا ہوں کہ جو بھی کمیٹیز ہیں ان کا چیئرمین جب کوئی منسٹر بن جاتا ہے تو پھر وہ قانونی طور پر اس کا چیئرمین نہیں رہتا' یہ ہمارے ہاؤس کی ایک روایت بھی ہے یا جو بھی ہے۔ مزے کی بات میں یہ بتاؤں گا' یہ میرے بھائی ہیں کہ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئر کی ایک کمیٹی ہے اس میں دونوں منسٹر ہی اس کے ممبر ہیں۔ ایک چیئرمین ہیں اور ایک ممبر ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہی نہیں' میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اپنی کمیٹی کا الیکشن نہیں کروا سکے۔ میرا خیال ہے کہ تین چار ماہ سے یہ خود منسٹر ہیں اور اس کو پریذائیڈ بھی کر رہے ہیں' خود چیئرمین ہیں حالانکہ قانونی طور پر نئے الیکشن ہونے چاہییں تھے۔ نیا چیئرمین بنتا۔ میں یہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' افضل چن صاحب!

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو اپوزیشن نے پوائنٹ اٹھایا ہے یہ پوائنٹ ان کا جائز ہے کہ دو تین ماہ سے ہمارا کوئی چیئرمین نہیں ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ اگر اسی اجلاس میں چیئرمین کا انتخاب کر لیا جائے تو یہ بہت اچھا ہو گا۔ اس کو زیادہ delay نہ کیا جائے کیونکہ ہمارے اس اجلاس کا ایجنڈا 18 تاریخ تک تو ہے۔ تو 18 تاریخ سے پہلے ہمارا الیکشن کرا لیا جائے تاکہ

اس اہم کمیٹی کا چیئرمین بن جائے کیونکہ دو تین ماہ سے ہمارا کام بند پڑا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ اس ایشو پر اپوزیشن ہی کے نہیں بلکہ سرکاری پارٹی کے ارکان بھی مضطرب ہیں اور صورتحال یہ ہے کہ چونکہ سرکاری پارٹی اپنے نامزد چیئرمین کے لیے خود اپنے ارکان کی حمایت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کے اپنے ارکان اپنے جو نامزد ارکان ہیں ان کی حمایت نہیں کرنا چاہتے اس لیے پورے نظام اور پوری کمیٹی کو، پوری احتسابی قوت کو معطل کر دیا گیا ہے۔ یہ پارٹی جو جمہوریت کی دعویدار ہے، جو عوام کے دکھوں کی دعویدار ہے جو بدعنوانیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ بیو کریسی بدعنوانیاں کر رہی ہے۔ دوسری طرف بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس سیشن کے دوران تاریخ مقرر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھ گیا۔ آپ کی مہربانی۔

گھمن صاحب، آپ نے صرف یہ بتانا ہے کیونکہ مورخہ ۱۹ مئی تک یہ اجلاس ہے یا غالباً ۲۰ تاریخ تک چلا جائے کیونکہ مجھے کسی نے بتایا تھا کہ ۱۹ کو شاید محرم کی چھٹی ہے اگر چھٹی ہوئی تو پھر بھی ہم اس کو ۲۰ تک چلائیں گے کیونکہ ہم نے ایک معاہدہ کیا ہوا ہے۔

اب آپ یہ بتائیں کہ یہ جو الیکشن نہیں ہو رہا یہ آپ کو بھی پتا ہے مجھے بھی پتا ہے یہ سب کو پتا ہے۔

وزیر پارلیمانی امور، جناب کورم پورا نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں کورم والی بات نہیں ہے۔ گھمن صاحب اب آپ یہ بتائیں کہ جو بھی فیصلہ ہوتا ہے اگر ہم خود اس جمہوری راستے میں رکاوٹ بنیں گے تو آپ کونسی تاریخ کو الیکشن کروانا چاہتے ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! ۲۰ تک تو یہ اجلاس چلے گا اس کے بعد محرم کی دو چھٹیاں ہیں۔ تو جناب والا! یہ عرض کی ہے کہ ابھی بجٹ سیشن ہونا ہے --------

جناب ڈپٹی سپیکر، محرم کی کتنی چھٹیاں ہیں۔ یہ کس تاریخ تک ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور : جناب دو چھٹیاں ہیں - مورخہ ۲۷ اور ۲۸ کی دو چھٹیاں ہیں - جمعہ اور ہفتے کی دو چھٹیاں ہیں - تو میں نے یہی عرض کی کہ ہم جون کے پہلے ہفتے میں بجٹ سیشن call کر رہے ہیں تو میں نے on the floor of the House کہا ہے جناب یہ کوئی زیادہ وقت نہیں ہے - میں جناب سے کوئی ایک یا دو ماہ نہیں مانگ رہا -

جناب ڈپٹی سپیکر : ایک منٹ - میں نے چونکہ اپنی رائے کا اظہار کیا اور میں نے باتیں بھی سنی ہیں میں نے وزیر موصوف کی بھی بات سنی ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بجٹ سیشن سے پہلے پہلے ہم اس کا انتخاب کر دیں گے - بجٹ سیشن میرے خیال میں جون کے پہلے ہفتے میں ہو جانے گا تو لہذا میں اس پر اپنی رولنگ دیتا ہوں کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۱ کا چیئرمین ہر حالت میں ۳۱ مئی تک منتخب ہو جانا چاہیے -

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! اپنی رولنگ میں ایک اور addition کر دیں بصورت دیگر کہ یہ اپنے سرکاری ارکان کو کمیٹی کی اس میٹنگ میں نہیں لاتے اس کا کیا رد عمل ہو گا -

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں - میں نے کہا ہے کہ ہر حالت میں انتخاب کرے - اگر کوئی بھی نہ ہو گا پھر کیسے ہو گا -----

وزیر پارلیمانی امور : جناب I cannot force any body - جناب ! اگر ایوان میں آج کوئی ایم پی اے نہیں آتا - کیونکہ Every M.P.A. is independent . Every member is independent They are not subject of any body. - ان کو اپنی ذمہ داری خود احساس ہونا چاہیے -

جناب ڈپٹی سپیکر : انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنی رولنگ پر عمل در آمد کرواؤں گا -

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ابھی ادھر جمہوریت کی دعویداری کا بڑا تذکرہ ہو رہا تھا اور میں وہ سن رہا تھا یہ جمہوریت کے اتنے بڑے چیمپین اور دعویدار ہیں کہ جناب کے سامنے ایک قرارداد ابھی ووٹنگ ہوئی اور انہوں نے شکست کھائی اور وہ اٹھ کر بائیکاٹ کر کے چلے گئے تھے ان میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ ہاؤس میں بیٹھ کر جمہوریت، جمہوری عمل اور اسمبلی کی پارلیمانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس کو face کرتے -

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ اب تو ایک simple سی بات تھی یعنی یہ تو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے الیکشن کا مسئلہ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہاں جمہوریت کی بات ہو رہی تھی تو بات میں سے بات نکلی اور میں نے یہ بات کر دی۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! وصی ظفر صاحب نے جو فرمایا ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، شاہ صاحب ' وہ دیکھو وہ باہر جا رہے ہیں وہ آپ کو اس طرف کرنا چاہتے تھے اور آپ اس طرف لگ گئے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں تو یہ کہنے والا تھا کہ وصی ظفر صاحب ہمارے دوست ہیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے اس بات کا نوٹس ہی نہیں لیا ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اور اس میں میں نے اشارہ کیا تھا کہ لاء اینڈ پارلیمانی آفیئرز ---------

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ میں نے نوٹ کر لیا ۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں ------

چودھری شوکت داؤد ، نہیں۔ آپ اس بارے میں دیکھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے۔ میں نے وہ نوٹ کر لیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

سرکاری کارروائی اب شروع ہو رہی ہے۔ صوبہ میں رشوت ستانی اور بدعنوانی پر بحث۔ تو کیا آپ نے مقررین کی کوئی لسٹ بنائی ہے۔

سید تابش الوری، وہ ہم نے آپ کو دے دی ہے۔

جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی تابش الوری صاحب۔

تعزیت

پھول نگر، شوکت خانم میموریل ہسپتال اور شیخوپورہ میں بم دھماکوں سے شہید ہونے والے افراد کے لیے دعائے مغفرت

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے کئی روز پیشتر آپ کی خدمت میں پھول نگر، شوکت خانم میموریل ہسپتال اور شیخوپورہ میں بم کے دھماکوں پر اظہارتشویش کے لیے اور ان ہولناک دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت کی ایک قرارداد آپ کو بھجوائی تھی تاکہ ہم پورے صوبے کے اس خوفناک مسئلے پر اپنے جذبات کا بھی اظہار کریں اور مرنے والوں سے بھی یک جہتی کا اظہار ہو ا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ تابش الوری صاحب۔ہم نے ایک دن لاء اینڈ آرڈر، تشدد اور دہشت گردی پر تو بحث کر لی ہے ۔۔۔۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ تو ان کے دعائے مغفرت کے لیے قرارداد ہے جو آپ نے کہا تھا کہ میں اوپر دیتا ہوں اور اگر یہ مشترکہ طور پر پاس ہو جائے ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک تو مصیبت یہ ہے کہ آپ بات نہیں سنتے ۔

مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے ابھی ابھی کہا ہے کہ اس پر ہمیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔ میں نے اس بارے میں کہا ہے کہ خیالات کا اظہار تو آپ کر چکے۔ آج تو آپ نے Corruption اور بدعنوانی پر بات کرنی ہے۔ اور پہلے روز ہم نے فاتحہ خوانی کی تھی کیا اس میں یہ بات شامل نہیں تھی۔

سید تابش الوری، نہیں۔ جناب والا۔ اس پر نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا اس پر نہیں ہوئی؟

سید تابش الوری، نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر پارلیمانی امور۔ یہ فرماتے ہیں کہ بم دھماکوں میں جو احباب شہید ہو گئے ہمارے اس ہاؤس نے کیا ان کی پہلے دن فاتحہ خوانی نہیں کی ۔

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا! یہ تو پہلے دن ہوئی تھی ۔ اگر یہ دوبارہ کرنا چاہیں تو پھر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ یہ تو دعائے مغفرت ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ڈپٹی سیکرٹری سعید صاحب بھی مجھے کہتے ہیں کہ یہ پہلے آئٹم پر کی گئی ہے - اگر آپ دوبارہ کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے -

سید تابش الوری، جناب وہ قرارداد پاس ہونی چاہیے - -

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس کے لیے ہی جلدی جلدی وقت نکال رہا ہوں - ٹھیک ہے ! گر آپ تقریریں نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں - اب آپ دیکھ لیں کہ مسئلہ یہ ہے کہ سوا ایک ہو گیا ہے تو دو گھنٹے سے بھی کم وقت رہ گیا ہے

سید تابش الوری، جناب والا! دو سو سے زیادہ افراد ان حادثوں کا شکار ہوئے ہیں -----

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں تو کہتا ہوں کہ فاتحہ خوانی کیجیے-

سید تابش الوری، تو جناب والا! وہ جو قرارداد ہے وہ آپ منظور کر دیں-

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! آپ اس قرارداد میں تھوڑی سی ترمیم بھی کر دیں - جناب بعض جگہوں پر جس طرح اخبارات میں آیا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے انہیں تیس تیس ہزار روپے دیے ہیں - تو جناب والا جو bomb blast میں شہید ہوئے ہیں ان کے لواحقین کو کم از کم ایک ایک لاکھ روپے کی امداد دی جانے -

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں - میں فیصلہ نہیں کر سکتا ------ جی آپ فاتحہ خوانی کیجیے -

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

بد عنوانی پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہمارے سامنے جو مقررین ہیں آپ ان کے نام سن لیجیے - جس ترتیب سے دیے گئے ہیں میں اسی ترتیب سے پکاروں گا-

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! اسے change کر دیا ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر ، کھوسہ صاحب' دیکھیں کہ سپیکر کا جو اختیار ہے وہ بھی ہم نے آپ کو دے دیا ہوا ہے کیونکہ آپ جو بعد میں change کرتے ہیں ---------------

تو انعام اللہ خان نیازی اسے open کریں گے- جناب انعام اللہ خان نیازی-

جناب انعام اللہ خان نیازی ، بسم اللہ الرحمن الرحیم - شکریہ جناب سپیکر! اس موضوع پر بولنے سے

پہلے مجھے بہت زیادہ افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس ملک کی قوم کے لیے سب سے بڑا اہم ترین مسئلہ اس وقت کرپشن ' رشوت اور بدعنوانی کا ہے۔ اس کے علاوہ جو حالات رشوت او رکرپشن نے اس ملک میں اور اس صوبہ پنجاب میں بنے ہوئے ہیں اس پر اچھا ہوتا کہ آج کرپشن کے وہ ذمہ دار لوگ اور وہ لوگ جن کی وجہ سے کرپشن جنم لیتی ہے یہاں پر موجود ہوتے لیکن افسوس صد افسوس کہ نہ یہاں پر مجھے کمشن داس نظر آ رہے ہیں اور نہ یہاں کرپشن کپور نظر آ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کرپشن اور رشوت کے دھماکے قوموں اور ملکوں کے لیے ایٹمی دھماکوں سے زیادہ ہولناک اور خوفناک ہوا کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ایٹمی دھماکوں کی راکھ میں کرپشن اور رشوت سے پاک معاشرے اور قومیں زندگی کی چنگاریاں ڈھونڈ لیا۔ کرتی ہیں۔ لیکن رشوت اور کرپشن کے مگر مچھوں کے حصار میں گھری ہوئی ایٹمی طاقتیں بھی زندہ در گور ہو جایا کرتی ہیں۔ گزشتہ اڑھائی سالوں میں موجودہ حکومت کی کرپشن اورکمشن کے مہاراجوں نے اور رشوت کی مہارانیوں نے اس ملک میں رشوت کی آکاس بیل دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی ہے ۔ ان اڑھائی سالوں میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے کرپشن اور اس کی چہیتی اور لاڈلی بیوروکریسی نے رشوت کے جو دھماکے کیے ہیں اس نے پاکستان کے ہر شہر کو معنوی طور پر ہیروشیا اور ناگا ساکی بنا کر رکھ دیا ہے۔ ایٹم بم کے دھماکوں سے تو صرف جسم جلا کرتے ہیں لیکن کرپشن ' کمشن اور رشوت کے دھماکوں سے انسانوں کی اور قوموں کی جانوں کے جلنے کے ساتھ ساتھ روحیں بھی جل جایا کرتی ہیں۔ جناب سپیکر! جب کسی ملک کی عوام کی روحیں جل جائیں تو وہ ملک' ملک کم اور شمشان گھاٹ زیادہ بن جایا کرتے ہیں۔ آج حکم رانوں کی روح سوز کرپشن کی وجہ سے پاکستان بھی شمشان گھاٹ بن چکا ہے جس کی ویران فضاؤں میں غبن فراڈ خیانت' کمشن کرپشن اور رشوت کی بدروحیں منڈلا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ضرورت اس امر کی ہے کہ وزیر اعظم ہاؤس اور گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر ہاؤس اور سینئیر منسٹر ہاؤس کے باہر چیف منسٹر ہاؤس کے درودیوار پر جلی حروف میں حدیث شریف کے یہ الفاظ لکھوا دیے جائیں کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ صرف کرنسی نوٹوں اور تھانوں کی دیواروں پر یہ الفاظ کندہ کرنے سے رشوت ختم نہیں ہوسکتی ۔ اس نظام کی اصلاح کے لیے ایک میجر آپریشن کلین اپ کی ضرورت ہے۔ جو ہمیں اوپر سے شروع کرنا پڑے گا۔ کرپشن اور بدعنوانی کی ابتداء جب بھی ہوئی حکمرانوں کی ہائی کلاس سے ہوئی ۔ اور پھر یہ سیلاب آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ قطرہ قطرہ میدانوں اور بستیوں کی طرف بڑھتا ہے۔ ہم سو روپے لینے والے کلرک کو اور

سنتری کو پکڑ لیتے ہیں لیکن قومی خزانے کو لوٹ کا مال سمجھ کر لوٹنے والے ڈاکوؤں اور مجرموں کو کچھ نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ جناب والا! ایک عام شہری پر تو نظر رکھتے ہوئے اس کے پانچ مرلہ کے پلاٹ پر دوسرا کمرہ تعمیر ہونے کی تو بات کرتے ہیں، تنقید کرتے ہیں لیکن مہاراجہ کمشن سے نہیں پوچھتے کہ ان اڑھائی سالوں میں باون ارب روپیہ بیرون ملکوں میں کیسے منتقل ہوا۔ کیا نواب شاہ اور رتو ڈیرو کی زمینوں نے ڈالر اُگلنے شروع کر دیے۔ جناب سپیکر! غربت، مجبوری، ناداری، فاقوں سے مجبور ہو کر جو دس روپے کی بد دیانتی کرتا ہے اس کا احتساب کرنے کے لیے محکمہ انسداد رشوت ستانی سے لے کر محکمہ انسداد بدعنوانی تک ہر کوئی حرکت میں آ جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! جو اس گھر کو لوٹتا ہے اس کو ہم چور اور ڈاکو کہتے ہیں۔ جو ملک کو لوٹتا ہے ہم اس کو غیر تحریری طور پر شریک وزیر اعظم کا خطاب دیتے ہیں۔ جناب سپیکر، جو صوبے کو لوٹتا ہے تو اس کو ہم سینئر منسٹر کا نام دے دیتے ہیں۔ جناب سپیکر، اور اس کے اوپر اس غیر آئینی عہدے پر وزیر اعلیٰ کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے کھلی چھٹی دے دیتے ہیں۔ جناب سپیکر، آج تھانے مذبحہ خانے بن چکے ہیں۔ پولیس کے ناکے ڈاکے بن چکے ہیں۔ عدالتیں عوام کی نیلام گاہیں بن چکی ہیں۔ اور اگر آپ آج کسی دور افتادہ علاقے میں ننگے پاؤں، ننگے سر چلنے والے ایک دیہاتی سے اپنے ملک کے حالات پوچھیں تو وہ یہی کہے گا کہ ہمارے ملک میں تھانے عدالتوں سے مہنگے اور عدالتیں تھانوں سے سستی ہو گئی ہیں۔ اور جہاں انصاف مہنگا ہو تھانیدار اور جج سستے ہوں وہاں حکومت کے ایوانوں میں ہمیں کہیں کمشن داس دندناتے دکھائی دیں گے تو کہیں وزارتوں کی مسندوں پر بیٹھے ہوئے کرپشن کپور اچھل کود کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے ہمیں مل جل کر کام کرنا ہو گا۔ ہر صف کے ظالم کو ظالم کہنا ہو گا۔

(اس مرحلہ پر چودھری محمد وصی ظفر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، ایسہ کیہہ ظلم کر چلے او ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب آپ ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں کہ آپ کی برسوں کی کوششیں جو اس سیٹ کی خاطر آپ سے مختلف قسم کی حرکات کراتی رہیں آج آخر کامیاب ہو گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر ہم اب بھی نہ سنبھلے تو جناب سپیکر، ایسا نہ ہو کہ تاریخ کی عدالت میں وقت کا قاضی ہم سب کو ناقابل معافی قرار دے کر قرار واقعی سزا کا فیصلہ سنا دے۔ جناب سپیکر، آج کوئی مطالبہ کر رہا ہے کہ بم کے دھماکوں کا سد باب کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں ایسا ہی ہونا چاہیے اور فوراً ہونا چاہیے۔ ان بم دھماکوں سے ملک اور

قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ لیکن جناب والا! پی ڈی ایف کی حکومت ______________

جناب چیئرمین، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ مجھے سپیکر صاحب جاتے ہوئے کہہ گئے ہیں کہ دس دس منٹ دیے جائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں جناب ' اوپننگ سپیچ آدھے گھنٹے سے زیادہ چلتی ہے۔

جناب چیئرمین، آدھے گھنٹے سے زیادہ تو نہیں جاتی۔ آپ احتیاطاً بتائیں کہ کتنا وقت لیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین، میں نے پوچھا ہوا ہے ۔ ایس طرح تسیں ڈنڈا نہ پھیرو ناں میرے تے۔ کم ٹردا ای چنگا لگدا اے۔ آپ بتائیں کہ کتنا وقت لیں گے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ، مجھے بیس منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین، اگر آپ بیس منٹ لیں گے تو آپ کے ایک مقرر کم ہو جائیں گے ۔ آج ہی کا دن ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، دس منٹ دے دیں ۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے دس منٹ لے لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، بم دھماکوں نے اس ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ جناب والا! پی ڈی ایف کی حکومت اڑھائی پونے تین سالہ دور میں حکومتی کارندوں نے ان بم دھماکوں سے زیادہ خوف ناک دھماکوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ۔ اور یہ دھماکے کرپشن کے دھماکے ہیں ' بدعنوانیوں کے دھماکے ہیں ' رشوت ستانیوں کے دھماکے ہیں۔ ان دھماکوں نے ملک کے ہر صوبے ' ہر محکمے کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ کرپشن کا بیج جو آپ کی حکومت نے 1988ء میں بویا تھا دوبارہ 1993ء میں اقتدار میں آ کر اسے تناور درخت بنا دیا ہے ۔ اس حکومت کی مساعی کی کرامات تو دیکھیے کہ اس کرپشن کے ناسور کو ________

حاجی عبدالرزاق : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے ۔

حاجی عبدالرزاق : جناب والا ! چونکہ بم دھماکوں کا ذکر ہو رہا ہے تو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا

ہوں کہ ابھی ابھی ، تھوڑی دیر پہلے گڑھی شاہو پل کے نیچے تین بم برآمد ہوئے ہیں جن کا آٹھ بجے کا وقت fix تھا۔ وہاں لڑکے کرکٹ کھیل رہے تھے تو انھوں نے بم دیکھے چنانچہ انھوں نے سکواڈ کو بلوایا جس نے وہاں سے تین بم برآمد کیے ہیں۔

جناب چیئر مین : اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پہلے معلوم ہو گیا اور وہ بم ناکارہ بنا دیے گئے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ اس حکومت کی کرامات ہیں کہ کرپشن کے ناسور کو ناقابل تشخیص اور ناقابل علاج بنا دیا گیا ہے۔ مان لیا کہ طیارہ اغواء کرنے والی سیاسی جماعت کی حکومت دہشت گردی کرنے والے وطن دشمنوں پر ہاتھ ڈالتے ہوئے شرماتی ہے۔ یہ دہشت گرد کوئی شاید خُورد بینی جراثیم ہیں جو حکومتی ایجنٹوں کو طاقت ور خُورد بینوں سے بھی نظر نہیں آتے۔ اس لیے مغرور حکومت سے باز پرس نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ رشوت خور، کرپٹ اور بدعنوان بیورو کریسی جو دریائی گھوڑوں، مگرمچھوں اور ہاتھیوں سے زیادہ لحیم شحیم ہے۔ یہ ہٹے کٹے، مشٹنڈے، سرکاری سانڈ جنھوں نے اس ملک میں کرپشن کی بنیاد رکھی، جنھوں نے اس ملک کو لوٹا کھسوٹا اور جو آج تک اپنے اس پرانے روایتی طریق کار سے اس ملک کے خزانے کو لوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے لیکن افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ اس اندھی حکومت کو اس بیورو کریسی کے کالے دھندے نظر نہیں آ رہے محسوس ہوتا ہے کہ اقتدار کی چھینا جھپٹی ، اختیارات کی دھینگا مشتی نے پنجاب کو کرپٹ بیورو کریسی کے ہاتھوں میں موم کی ناک بنا کر رکھ دیا ہے بلکہ اس بندریا کی طنابیں بیورو کریسی کے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں جو اس کو اپنی مرضی سے نچا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اپنے صوبائی کرپشن ختم کرنے والے چیمپئن صاحب کو دیکھا تھا لیکن غالباً انھیں یہ بحث، یہ موضوع آج کل زیادہ اچھا نہیں لگ رہا اس لیے وہ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ جناب والا ! اس ایوان کو بتایا جائے کہ وفاقی انٹی کرپشن کے تیس مار خان ، چیئر مین اور صوبائی پاٹے خان اگر کچھ نہیں کر سکتے تو وہ قومی خزانے پر بوجھ کیوں بنے ہوئے ہیں ؟ کیا اس انٹی کرپشن کا کام صرف اور صرف سیاسی مخالفین کے خلاف مقدمات کا اندراج ہے ، ان کو بلیک میل کرنا ہے اور اس سیاسی set up کو تباہ کرنے کی سازش کی تکمیل ہے ؟ اگر حکومت کی یہ تمام ایجنسیاں ، یہ تمام ادارے ، یہ چیئر مین ، وزارتیں کچھ نہیں کر سکتیں تو ان سفید ہاتھیوں کو قومی خزانے کی چراگاہ میں چرنے کے لیے کیوں کُھلا چھوڑ دیا گیا ہے ؟ کوئی نہیں جانتا کہ انٹی کرپشن بھی اب خزانے پر سفید

ہاتھی بن چکی ہے اور ہاتھی ہی کی طرح اس کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے دانت اور ہیں۔ جناب سپیکر! خدا کے واسطے اب یہ ٹوپی ڈرامہ ختم ہونا چاہیے' یہ بڑھک بازی اب بند ہو جانی چاہیے۔ اس پر حیرانگی کی بات یہ ہے کہ حکومت کو اپنی مونچھوں اور اپنی ناک کے عین نیچے ہوتی ہوئی کرپشن اور بدعنوانی نظر نہیں آ رہی۔ حیرت ہوتی ہے کہ عوام کرپشن' لوٹ مار' غبن' فراڈ' قبضہ گروپ' بوٹی مافیا کی زد میں ہے اور انھیں خبر تک نہیں ۔ اب یہ بات سوچنے والی ہے کہ ٹرائیکا کیا ہے؟ جناب والا! ٹرائیکا میں وزیراعلیٰ نہیں آتا بلکہ وزیراعلیٰ کی جگہ طارق لودھی نے لے لی ہے۔ اس شخص نے لے لی ہے جو شخص کراچی سے دھماکوں' تخریب کاری اور قتل و غارت کی ٹریننگ لینے کے بعد بطور خاص سپیشل برانچ کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ یہ وہ ٹرائیکا ہے جس کے اشاروں پر سینئر وزیر ناچتے اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔ طارق لودھی جو اس سارے منصوبے کے پیچھے بیٹھ کر عمل درآمد کروا رہا ہے۔ یہ وہ ٹرائیکا ہے جس میں جنرل سروپ کی سازشیں' سینئر منسٹر ان کے اشاروں پر ناچتے اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں اور طارق لودھی جو اس سارے منصوبے کے پیچھے بیٹھ کر عمل درآمد کرا رہا ہے اور ہمارے نیرو بیٹھ کر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بانسری بجا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! بارود کے اس ڈھیر اور آتش فشاں کے اس لاوہ پر احمق مشیروں' وزیروں اور ان کے معاونوں کی فوج ظفر موج مراعات اور سہولیات کے قالین بچھائے گلچھرے اڑا رہے ہیں۔ اسی موقع پر احسان دانش نے کہا تھا کہ۔

وہ شاخ گل پر زمزموں کی دھن تراشتے رہے
نشیمنوں پر بجلیوں کا کارواں گزر گیا

جناب سپیکر! حیرانگی اس بات کی ہوتی ہے کہ کرپشن اگر کوئی اور کرتا تو اس پر اعتراض نہیں تھا اس وقت کرپشن وہ لوگ کر رہے ہیں جن کو کرپشن پر پہرے دار بٹھایا گیا ہے۔ جناب سپیکر' جس وقت ایک وزیر خارجہ کے بھائی کی فیکٹری سے چرس برآمد ہوتی ہے اور اس کے خلاف بیان دینے پر ہمارے بھائی بنیامین جیسے بندے پر intelligence کی بھرمار لاد دی جاتی ہے۔ جناب سپیکر' اس کو ہراساں کرنے کی بجائے وزیر خارجہ کو چاہیے کہ استعفیٰ دے دیں اگر ضمیر کی کوئی گنجائش ہو اگر ان لوگوں میں کچھ شرم بچی ہو تو میں ان سے عاجزانہ اپیل کروں گا کہ اس بڑے گھناؤنے الزام کے بعد ان کو ان عہدوں پر بیٹھنے کا حق نہیں رہتا۔ جناب والا' حیرانگی کی انتہا ہے آپ وکالت کے پیشے سے منسلک ہیں مجھے بتایا جائے کہ جب Indus Rice Valley فیکٹری سے چرس برآمد ہوتی ہے اس

غائب پایا جاتا ہے۔ آج تک یہ دھاندلی نہ کہیں سنی تھی نہ دیکھی تھی ۔ جناب سپیکر' بات یہاں پر نہیں رکتی میں ان کے خلاف بمع ثبوت کے اپنی چیزیں لایا ہوں ۔ یہ بھی کرپشن ہے یہ دعوت ولیمے کا کارڈ ہے جو اسمبلی کے despatcher نے یہاں سے جاری کیا ہے۔ جناب والا' اتنا دیکھیں کہ اپنے بیٹے کے فنکشن پر service کے ٹکٹ لگائے گئے ہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا یہ فقرے ہیں یا کرپشن کے بڑے champion ہیں کہ بیٹے کی شادی پر ایک کارڈ بھیجتے ہوئے انھوں نے اپنی جیبوں سے ایک پائی لگانا بہتر نہ سمجھا ۔ جناب سپیکر' میں آپ کو قومی خزانے پر ڈاکہ مارنے کے انداز بتاتا ہوں ان لوگوں کی کرامات بتاتا ہوں جنھوں نے پنجاب کے اس وقت کے وارث اور پنجاب کی اگلی سربراہی کے خواہشمند جناب سینئر منسٹر صاحب کے بارے میں' ہمارے آئین میں کسی قانون کے اندر سینئر منسٹر کا عہدہ نہیں ہے لیکن سینئر منسٹر کو عہدہ دے کر 48 گاڑیوں کا قافلہ ان کے سیکرٹریٹ پہنچا دیا گیا ہے جس کے اندر صرف 12 گاڑیاں Suzuki Swift and Margala شامل ہیں جو نئی نکلوائی گئی ہیں اور وہ گاڑیاں سرکاری استعمال میں نہیں ہیں۔ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے وہ تمام کی تمام نمبروں کے ساتھ رشتہ داروں اور شیخوپورہ کے لوگوں کے استعمال میں ہیں ۔ آپ اندازہ کریں کہ 48 گاڑیوں کا قافلہ جب ملکی خزانے پر ایک بھوت بن کر حملہ کرے گا تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ خزانے کا کیا حال ہو گا ۔ اس میں ایک چھوٹی سی بات ہے کہ جناب سینئر منسٹر کے گھر اور دفتر کی آرائش کے لیے دو کروڑ روپیہ نکلوایا گیا اور اس گھر کی آرائش آپ خود دیکھ لیں ۔ چودھری فاروق وزیر رہ چکے ہیں یہیں پر موجود ہیں میرا خیال ہے کہ وہ خود بتا رہے تھے کہ میرے گھر میں ابھی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ اس پر مزید کوئی ایک پیسہ بھی خرچ کیا جائے----

جناب چیئرمین، ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، 1.45 تک میرا ٹائم ہے ۔

جناب چیئرمین، آپ نے ایک بج کر 10 منٹ پر تقریر شروع کی ہے پونے دو بجے تک ٹائم نہیں ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پانچ چھ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین، پانچ چھ منٹ نہیں اس طرح تو شیڈول پورا نہیں ہوتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پانچ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین، سب نے تقریر کرنی ہے ـــــــ ایسے بات نہیں یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے کہ opener بھی بیس منٹ بولتے رہے ہیں ۔ اور رولز میں بھی یہی لکھا ہے کہ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پانچ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین، پانچ نہیں آپ ایک ڈیڑھ منٹ کر لیں ۔مختصر کر کے ایک ایک فقرے میں بات کر لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میرے پاس مواد موجود ہے۔

جناب چیئرمین، تو آپ ایک ایک فقرے میں کر لیں نا۔تمہید نہ باندھیں ۔ آپ یہی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ ایک ایک کاغذ دیتے جائیں اور بولتے جائیں ایک ایک فقرے میں کر کے ایک ڈیڑھ منٹ میں ختم کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ایک شخص جس کا نام ملک حمید اعوان پٹواری ہے جو شیخوپورہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ جناب والا! اس عظیم شخص کو دیکھیں جو میرا خیال ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے فراڈیے جس نے ایفل ٹاور اور امریکہ کا Trade Centre بیچ ڈالا تھا یہ ان کے بھائی نکلے جنھوں نے سانگلہ ہل کا تھانہ اور سانگلہ ہل کا ریلوے اسٹیشن پراپرٹی میں بیچ دیا ۔ یہ وہ پٹواری صاحب ہیں جو پچھلے دنوں تک اشتہاری تھے اب ان کو ـــــــ

جناب چیئرمین، نہیں نیازی صاحب ایک منٹ آپ اس طرح ہائی کورٹ کے بارے میں اور ججز کے conduct کے بارے میں بات نہیں کر سکتے ۔ اس کو حذف کیا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ! بات صرف یہ ہے کہ میں اس سے تھوڑا سا آگے بڑھوں گا کہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں واردات دیکھیں میں آپ کو ایک کاپی بھجوا رہا ہوں آپ یہ کاپی ملاحظہ کر لیں ۔ میں لوکل گورنمنٹ کا ایک عظیم شاہکار آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔(کاپی اسمبلی سیکرٹریٹ کے حوالے کی گئی)

جناب چیئرمین، نیازی صاحب kindly بہت مختصر کریں ٹائم نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! محمد عبدالوحید ولد حاجی طفیل محمد لٹن روڈ لاہور نے 1989ء میں پراپرٹی ٹیکس کا ٹھیکہ لیا 13 لاکھ 50 ہزار کی call deposit جمع کرائی گئی اس کے بعد وہ ٹھیکے دار صاحب بھاگ گئے۔ گورنمنٹ نے اس کی earnest money ضبط کرلی جو کہ قانون کے تحت ہے۔ چھ سال کے بعد ساڑھے چھ لاکھ روپیہ لے کر اس کی earnest money بحال کر کے اس کو واپس کر دی گئی۔ اس سے بڑی خوب صورتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ میونسپل کارپوریشن کا چارج سنبھالتے ہی سینئر وزیر صاحب نے اتنی خوب صورت شاہ کاری دکھائی کہ میونسپل کارپوریشن کی چونگیوں میں ایک کروڑ 9 لاکھ روپیہ کی یک مشت کمی واقع ہوئی۔ جناب والا! ڈیوس روڈ پر قائم میڈیا سیل میں بیٹھے منصور اور اعجاز نامی۔۔۔۔

جناب چیئرمین، نیازی صاحب اب آدھ گھنٹہ بھی ہو گیا kindly اپنی تقریر بند کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں opening debate کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ سارا دن تو opening نہیں کریں گے۔ kindly اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ یہ غلط بات ہے آپ ایک بج کر دس منٹ پر شروع ہونے تھے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، مجھے wind up تو کرنے دیں۔

جناب چیئرمین، نہیں۔ میں اس وقت سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ wind up کریں۔ ابھی بھی آپ نے wind up کرنا ہے۔ آپ کو آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ان کو ایک منٹ دے دیں اس میں یہ wind up کرلیں گے۔

جناب چیئرمین، جی کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نواب دین نامی شخص کے ذریعے وصول کیا۔ پورے صوبہ پنجاب میں کرپشن کی کمشن لینے کے لیے محمد اسلم سبزواری ایس ای کو گریڈ 18 سے گریڈ 19 میں تعینات کر کے ایس ای لوکل گورنمنٹ پنجاب کا چارج دیا گیا۔ اور اس طرح دو فیصد کمشن ہر مہینے جناب وزیر موصوف

کے گھر پہنچ جاتی ہے۔ محمد یوسف ایس ای جس کے متعلق ہائی کورٹ کے آرڈر تھے اس کو ڈرا دھمکا کے ان کے غنڈوں نے دفتر سے نکال دیا اور کہا کہ تم ادھر نظر نہ آنا۔ جناب سپیکر! یہ ہمارے سینئر منسٹر کی کارستانیاں ہیں۔ ہم اس سلسلے میں ایک وائٹ پیپر جاری کریں گے اگر حکومت نے اور آپ کے ایوان نے کانوں کو seal کرنے اور طرف داریوں کی روایت قائم کر رکھی ہے تو جناب سپیکر! ہم نے بھی تہیہ کیا ہے کہ ان کے خلاف ہم بھوک ہڑتال بھی کریں گے اور ان کے خلاف احتجاج بھی کریں گے اور ان کے سر پر ہم ڈنڈے بھی برسائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب محمد عارف چٹھہ۔

جناب محمد عارف چٹھہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے صوبے میں کرپشن بد عنوانیوں پر بحث کے لیے مجھے بھی وقت دیا ہے۔ جناب والا اس وقت پورے صوبہ اور ملک میں پریشان کن صورت حال بن چکی ہے۔ آپ نے چند دن قبل قومی اسمبلی میں اسی مسئلے پر جو بحث ہوئی وہ آپ نے اخبارات میں ملاحظہ کی ہوگی اور قومی اسمبلی میں افسر شاہی کی رشوت اور پورے ملک میں بدعنوانی کی داستانوں پر حکومتی بنچوں اور اپوزیشن نے اتفاق کیا۔ اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ جناب چیئرمین میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بیماری پورے ملک اور صوبے میں پھیل چکی ہے۔ کرپشن اور بد دیانتی میں کسی کی انا کا بھی مسئلہ نہیں ہے یہ۔ کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں ہے کہ میں گورنمنٹ کی طرف سے تقریر کر رہا ہوں یا اپوزیشن کی طرف سے فلاں شخص تقریر کر رہا ہے۔ جناب والا نہ کسی کو defend کرنے کی بات ہے اور نہ کسی کے خلاف الزامات کی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس صورت حال کا اگر بروقت حکومت وقت نے تدارک نہ کیا یا سابقہ حکومتیں اگر بروقت اقدامات نہیں کر سکیں تو آج ہمیں اس پر غور کرنے اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا میں اس سلسلہ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پورے صوبہ کی اور پورے ملک کی افسر شاہی کلرک سے لے کر سیکرٹری صاحبان تک بد دیانتی میں ملوث ہیں۔ مجھے ان پر صرف یہ اعتراض ہے کہ وہ کروڑوں اور اربوں روپے کی بد دیانتی کرتے ہیں اور بد نام سیاست دانوں کو کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیاست دان مسکینوں کو وہ اپنا آلہ کار بنا رہے ہیں۔ آج بھی اگر آپ ملاحظہ فرمائیں سیکرٹریٹ میں جائیں دس گیارہ بجے تک کوئی سیکرٹری دفتر میں نہیں آتا۔ ان کے آپ کام دیکھیں منڈر ورک وہ کرتے ہیں، ہر چیز وہ

کرتے ہیں تمام خریداریاں وہ کرتے ہیں اور اس کی تمام کمشن بھی وہ لیتے ہیں لیکن بدنام سیاست دانوں کو کرتے ہیں۔ اربوں روپے کی رقوم محمد خان جونیجو کے وقت سے جو مختلف ترقیاتی کاموں پر صرف ہو رہی ہیں اور وہ ضلع کونسل کی وساطت سے خرچ ہوتی ہیں کوئی بھی ممبر مجھے یہاں پر کھڑا ہو کر بتا دے کہ اس میں سے پچاس فیصد بھی موقع پر لگتے ہیں؟ جناب والا! تعمیر وطن کے نام سے رقم جاری ہوتی ہے' تعمیر پنجاب کے نام سے جاری ہوتی ہے پیپلز ورکس پروگرام کے نام سے جاری ہوتی ہے اور دوسرے ترقیاتی کاموں کے نام سے جاری ہوتی ہے۔ 1985ء سے لے کر اب تک اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اگر وہ رقم صوبے میں صحیح معنوں میں خرچ ہوتی اور صحیح طریقے سے خرچ ہوتی اس پنجاب کی حالت ہی بدل چکی ہوتی۔ سڑکیں ہسپتال سکول اس طریقے سے بنے ہوتے کہ یہ صوبہ گلزار نظر آتا۔ مگر چونکہ پچاس فیصد رقم افسر شاہی کی نظر ہو گئی ہے۔ گلبرگ اور لاہور کے تمام جدید بستیوں میں آپ کو دکھا سکتا ہوں کہ کتنی سیاست دانوں کی کوٹھیاں ہیں اور کتنی افسران کی کوٹھیاں ہیں۔ جناب والا! وہاں پر چیف انجینئرز ایکس ای این اور ایس ای صاحبان کی تین تین چار چار کنال کی کوٹھیاں ہیں اور وہ اس قدر خوبصورت بنی ہیں کہ آپ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے۔ جناب والا! ان پر کروڑوں اور اربوں روپے لگے ہوئے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر آج بھی آپ جائیں ہیڈ ورکس پر جائیں زمینوں پر جائیں آپ کو کوئی ایکس ای این یا کوئی ایس ای موقع پر مل جائے تو آپ مجھے جو مرضی سزا دیں۔ وہ تمام کے تمام لاہور میں موجود ہوں گے یا اپنے دفاتر میں ہوں گے۔ وہ صرف ہفتہ میں ایک دن جاتے ہیں اور اپنے پیسے وصول کر کے واپس اپنے گھروں کو آ جاتے ہیں اور ادھر لاہور میں ہی رہتے ہیں۔جناب والا یہاں پر رشوت اور بد دیانتی کی بات ہو رہی ہے۔ اس وقت کوئی بھی آپ کا شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں کرپشن نہ ہو اور ایک سکیم کے تحت افسر شاہی سیاست دانوں کو بد نام کرتی ہے۔ جو بھی دور ہو یہ تیسری قوتیں جمہوریت کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں' یہ ایوانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ منتخب ایوانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور جناب والا اس سازش میں یہ ساری افسر شاہی ملوث ہے اور جو سارا دن یہ کرتے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ آج کوئی وزیر اعلیٰ یا وزیر کوئی حکم دیتا ہے تو اس میں سب سے پہلے وہ رکاوٹیں ڈالتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہو سکتا یہ تو قانون کے خلاف ہے لیکن اگر ان کا اپنا مفاد ہو تو وہاں پر نہ کوئی قانون رہتا ہے اور پھر نہ کوئی رکاوٹ رہتی ہے اور ڈیڑھ گھنٹے میں تمام آرڈر پاس ہو کر چلے جاتے ہیں۔ میرے ساتھی ایم پی اے اور دوست سارا دن

جس طرح سے دفتروں کے چکر لگاتے ہیں وہ آپ کو پتا ہے۔ جناب والا! باوجود اس کے کہ ہم ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ ہیں مگر ہمیں ایسے ایسے قانون بتاتے ہیں کہ جو عوام کے مفاد اور آئین کے بر عکس ہوتے ہیں۔ یہ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ ان کی نیت نہیں ہوتی کہ عوام کے کسی بندے کو کوئی ریلیف دیا جائے۔ جناب والا! وہ ریلیف نہیں دینا چاہتے وہ تو انگریز کے جانشین ہیں اور آج بھی وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہم انگریز کے جانشین ہیں۔ منتخب لوگ آئیں اور ہماری منتیں کریں اور ہمارے پاس منت سماجت کے لیے آتے رہیں اور ہمارے دروازے کھٹکھٹاتے رہیں انہیں اس بات کا بھی احساس ہو کہ حکومت یہ نہیں ہے بلکہ حکومت ہم ہیں۔ جناب والا! وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ منتخب اراکین جو اپنے آپ کو حکومت سمجھتے ہیں ہمیں وہ ہر وقت اس بات کا احساس دلاتے رہتے ہیں کہ حکومت تو ہم ہیں اور آپ حکومت نہیں ہیں۔ جناب والا ان کو تکلیف یہ ہے کہ ان کے اختیارات میں آپ رکاوٹ کیوں ڈالتے ہیں۔ جناب والا یہ وہ باتیں ہیں جن پر حکومت اور اپوزیشن بنچوں کو مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ جناب والا میں اپوزیشن اور گورنمنٹ بنچوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ یہ غور و فکر کی باتیں ہیں' اداروں کو ختم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں' رشوت اور بدعنوانی جس طریقے سے لی جا رہی ہے اور جس طریقے سے وہ اس میں ملوث ہو چکے ہیں اگر آپ نے افسر شاہی کے خلاف طاقت قوت اور اتحاد کے ساتھ اس کو نہ روکا تو ملک و قوم کے لیے انتہائی خطرناک ہو گا۔ جناب والا ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں' میرے بھائی انعام اللہ خان نیازی نے بہت باتیں کی ہیں لیکن ایک دوسرے کے خلاف باتیں کی ہیں' وزیروں کے خلاف باتیں کی ہیں' وزیر اعلیٰ کے خلاف باتیں کیں اپنے دوستوں کے خلاف باتیں کیں' آئیں اور وہ دیکھیں کہ کسی ایک سیکرٹری کی کیا کارکردگی ہے ؟ جناب والا آج سے دو ماہ قبل لاہور میں دو وفاقی سیکرٹریوں کی بیٹیوں کی شادی ہوئی تھی اور انہوں نے دو دو کروڑ روپے اس پر خرچ کیا ہے۔ کسی نے اس کی تحقیق کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کی شادیوں پر اتنی بڑی رقم کہاں سے خرچ کی ہے؟ جناب والا ان کی بچیوں کی شادیوں میں صدر مملکت وزیر اعظم پاکستان اور وزراء اعلیٰ بھی موجود تھے۔ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات بھی موجود تھے اور ان کی خوشامد میں جس طرح ہم کام کرتے رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات کو آپ محسوس کریں اور دیکھیں کہ کوئی شعبہ زندگی کرپشن سے بچا ہوا ہے؟ میں خود پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ جناب چیئرمین میں آپ

کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے ایسی باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کی قسم آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ جناب والا! سروسز ہسپتال میں ادویات منگوائی جاتی ہیں چالیس کروڑ روپے کی دوائی آتی ہے اس میں سے بیس کروڑ روپے کی جانوروں کی دوائی آ جاتی ہے یہ کون سی دیانتداری ہے' اس سے بڑی بد دیانتی اور کرپشن اور کیا ہو سکتی ہے۔ جناب والا اس سیکرٹری کو یہ علم بھی نہیں ہے کہ دوائی انسانوں کی آ رہی ہے یا حیوانوں کی آ رہی ہے۔ میرے سامنے کیس پیش ہوا ہے' یہاں ممبران بیٹھے ہوئے ہیں وزیر صحت بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان کو ریکارڈ دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں آپ کے سامنے پھر اس کیس کی بازگشت پیش کرتا ہوں کہ ایک ارب 57 کروڑ کی equipments اور جعلی ادویات سرے سے ہسپتالوں میں پہنچائی ہی نہیں گئیں ان کی payment ہو چکی ہے۔ کیا افسر شاہی ملوث نہیں ہے؟ کیا ڈپٹی سیکرٹری پرچیز ملوث نہیں ہے؟ کیا سیکرٹری ہیلتھ ملوث نہیں ہے؟ کیا اس میں سیاست دان ملوث ہیں؟ جو فرمیں ادویات سپلائی کر رہی ہیں ان کو دیکھو کون ملوث ہے' اس میں افسر شاہی ملوث ہے۔ وہ دیانت داری سے ٹنڈر وصول نہیں کرتے' پری qualification نہیں کرتے اور بدنام سیاست دانوں کو کرتے ہیں کہ فلاں نے سفارش کی ہے۔ وہ سفارش نہیں مانتے جب تک ان کا اپنا مفاد نہیں ہوتا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ سپلائی کارپوریشن اس لیے بنی ہوئی ہے کہ وہ بروقت زمین داروں کو کھاد مہیا کرے۔ وہ بروقت ان کو بیج مہیا کرے' وہ بروقت زمین داروں کو دیگر اشیاء مہیا کرے۔ خدا کی قسم کوئی بھی ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کا افسر وقت پر کوئی بھی چیز مہیا نہیں کرتے اس لیے کہ وہ بچ کر ان کے پاس رہے اور بعد میں وہ پانچ گنا کم قیمت پر ملوں کو فروخت کر دیں۔ 29 پرچے ان افسروں کے خلاف ہماری کمیٹی نے کروائے جنھوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپے کی کھاد اپنے پاس ڈپوؤں پر بیچ دی اور پرچہ چوکی دار پر دے دیا۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں اور میں اسمبلی کے دونوں حصوں اپوزیشن اور حکومت و ایوان اقتدار سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو خدارا انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ اس پر متفقہ قانون سازی کی جائے۔ آپ نے انٹی کرپشن کا محکمہ بنایا ہے' انٹی کرپشن کا وزیر بنایا ہے مگر وہ پرچہ نہیں دے سکتا' وہ کسی کو پکڑ نہیں سکتا اور کارروائی نہیں کرسکتا تو آپ کیا انٹی کرپشن کریں گے؟ جناب اگر انٹی کرپشن بنانا ہے' اس افسر شاہی کو پکڑنا ہے تو پھر قانون کو آسان بنائیں' ایسا قانون اسی اسمبلی سے بنوائیں' اس کا بل اسمبلی میں پیش کریں کہ ان کو پکڑنے کا یہ آسان طریقہ ہے۔ کوئی بندہ ان کے خلاف درخواست

دیتا ہے تو اس پر عمل ہو۔ اگر آپ افسر شاہی کو طاقت ور بنائیں گے تو یقین کریں پھر یہ آپ کے اداروں کو چلنے نہیں دیں گے۔ یہ آپ کو کمزور کریں گے' یہ آپ کے خلاف سازشیں کریں گے۔ جناب چیئرمین اگر وقت کی کوئی ایسی پابندی ہے تو میں پھر بات کو آگے نہیں بڑھاتا لیکن میں آپ کے سامنے ایسی مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک حکم جاری کیا کہ آپ پولیس کے تبادلے نہیں کرواسکتے سیاسی مداخلت ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وہاں سے بھی ایک معزز رکن نے opening کی تھی آپ نے ان کو پونہ گھنٹہ دیا تھا۔ جناب چٹھہ صاحب ہمارے گروپ سے opening کر رہے ہیں ان کو بھی تقریباً پونہ گھنٹہ دینا چاہیے یہ اصولی بات ہے۔ اگر آپ یہ اصول طے کر دیتے ہیں تو دونوں طرف سے برابر ہو جائے گا۔

سید ظفر علی شاہ، اگر یہ چٹھہ صاحب کی تقریر کی من و عن تصدیق کرتے ہیں تو پونہ گھنٹہ نہیں پورا دن انھیں دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، ہم اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اس ملک میں رشوت ہے۔ کون ایسا بندہ ہے جو اس حقیقت سے انکار کرتا ہے؟ اس صوبے میں بھی ہے' اس ملک میں بھی ہے۔ آج بھی آج سے دوچار سال پہلے بھی تھی۔ اسی لیے چٹھہ صاحب نے کہا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جب آپ وزیر تھے اس دور میں بھی تھی؟

جناب سعید اکبر خان، جب میں وزیر تھا تو اس وقت بھی میں نے admit کیا تھا۔

جناب چیئرمین، سعید صاحب! آپ بیٹھیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ یہ چونکہ اپوزیشن کی ڈیمانڈ پر ایجنڈے پر آیا' ان کی طرف سے opening ہوئی' ادھر ارکان کی تعداد زیادہ ہے اور حکومت کی طرف سے کل تین مقرر ہیں۔ تو وہ دو دو دفعہ آئیں گے۔ opening کا جو مسئلہ ہے وہ چٹھہ صاحب کو پتا ہے کہ opening تو میں نے کرنی تھی اب میں ادھر آگیا ہوں۔ اس لیے گزارش ہے کہ مختصر کر دیا جائے۔

جناب محمد عارف چٹھہ، جناب چیئرمین! مختصر الفاظ میں دو تین باتیں کرکے ختم کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، چٹھہ صاحب! ایک منٹ۔ کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں روایت یہ ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے opening ہوتی ہے اور حکومتی بنچز کی طرف سے winding up ہوتی ہے۔ ان کی طرف سے opening نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین، جی winding up تو منسٹر کریں گے۔ گورنمنٹ سائیڈ کے جو مقررین ہیں وہ اپنا اظہار خیال کر رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی، میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر آپ پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب چیئرمین، جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ان کی طرف سے اتنے سپیکرز ہوں گے کہ وہ ہمارے سپیکرز کے برابر کا ٹائم لیں گے نہ کہ opener کے برابر کا ٹائم لیں گے۔ ان کا زیادہ ٹائم winding up کے لیے ہوتا ہے جو ان کے منسٹر کے لیے ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، اچھا جی۔ جناب چٹھہ صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ ایک آدھ منٹ میں تقریر ختم کریں۔

جناب محمد عارف چٹھہ، دو منٹ میں جناب ختم کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! گزارش یہ ہے کہ ہمیں حکم ملا کہ آپ امن و امان کی خاطر ایس ایچ او صاحبان اور پولیس کے ڈی ایس پی صاحبان کو تبدیل نہیں کروا سکتے یہ سیاسی مداخلت ہے۔ محترم آئی جی صاحب نے کہا کہ ہم سیاسی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔ تقریباً نو ماہ یا ایک سال گزر چکا ہے میرے کسی دوست نے بھی کسی ایس ایچ او یا کسی ڈی ایس پی کو اب تک تبدیل نہیں کروایا۔ آج پھر ان سے یہ پوچھا جائے کہ کیا پولیس نے بد دیانتی ختم کردی۔ کیا پولیس نے امن و امان بحال کر دیا ہے۔ کیا پولیس نے کنٹرول کر لیا ہے۔ سیاسی مداخلت موجود نہیں ہے تو پھر بار بار آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب یہ بیان کیوں دیتے ہیں، بار بار سیاست دانوں کی تذلیل کیوں کرتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین-----) جب سیاست دانوں نے قسم اٹھائی کہ ہم مداخلت نہیں کریں گے ہم ان کو تبدیل نہیں کروائیں گے۔ تو آج جائیں تھانوں میں دیکھیں دو دو لاکھ روپے ایک ایک ایس ایچ او کی منتھلی ہے وہ جواء بھی کروا رہا ہے، منشیات بھی

فروخت کروا رہا ہے وہ ڈکیتیاں بھی کروا رہا ہے۔ سیاسی مداخلت تھی تو ان کو کان سے پکڑا جاتا تھا۔ آج ان کو کوئی پکڑنے والا نہیں۔ پولیس ڈے آپ منا رہے ہیں منائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر آپ خود دیکھیں، میں آخری بات جناب والا! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کوئی بھی چیز پرچیز کرتے ہیں، آپ کوئی بھی ٹنڈر کرتے ہیں، آپ کوئی بھی کام کرتے ہیں اس میں کمشنوں کا تعین ہے۔ کمشنوں کے ریٹ مقرر ہیں، کہ اتنے فیصد فلاں کا اور اتنے فیصد فلاں کا کمشن ہے۔ اور جو رقم بچتی ہے اس میں سے پھر منافع جات کاٹ کر پھر کسی کام پر لگتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کمشنوں کو کسی قانون کے تحت آپ جائز قرار دینا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بد دیانتی ہے، اگر وہ کمشنیں رشوت ہیں، اگر کمیشن کا نام ہی رشوت ہے تو پھر کسی فورم پر تو اسے کہیں کہ کمشن نہیں لینے دی جائے گی۔ ہم جب بھی پارلیمانی پارٹی میں بات کرتے ہیں یا کسی فورم پر بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اتنے تو کمشن میں نکل جائیں گے۔ تو پھر رشوت کا قانون بنادو۔ کہ رشوت کا معیار یہ ہوگا، سو روپے میں روب کار جاری ہو گی، دس ہزار میں انتقال ہوگا، اتنے میں آپ کا مقدمہ ٹرانسفر ہو گا۔ پھر پوسٹوں کے ٹینڈر کر دیں کہ وزیر آباد کا تحصیل دار پانچ لاکھ روپے سالانہ میں لگے گا، xen ہائی وے گوجرانوالہ دس لاکھ میں لگے گا۔ اسسٹنٹ کمشنر پندرہ لاکھ روپے میں لگے گا۔ آپ جس طرح فیکٹریوں کی پرائیویٹائزیشن کر رہے ہیں اسی طرح ان پوسٹوں کی بھی پرائیویٹائزیشن کرکے یہ اقدام کرلیں تاکہ یہ پیسے پھر حکومت کے پاس تو جائیں۔ یہ افسر شاہی تو پیسے نہ لے جائیں۔ آپ خدارا! ان سے گزارش کریں کہ آپ کرپشن میں کروڑوں اربوں روپے کا کام کر رہے ہو اور سیاست دانوں کو بدنام کرتے ہو۔ سیاست دان تہیہ کریں گے کہ وہ رشوت نہ ان کو لینے دیں گے اور نہ خود لیں گے۔ اور اب وقت ہے جس طرح قومی اسمبلی نے اتفاق پیدا کیا ہے۔ میں اس ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ افسر شاہی کو لگام دینے کے لیے اور ان کو قابو کرنے کے لیے اس ہاؤس میں خدارا آپس میں اتفاق پیدا کریں۔ اس مسئلے پر ایک ہوجائیں۔ اگر آپ اس مسئلے پر ایک نہیں ہوں گے تو کم از کم ایسی تین چار باتوں پر، رشوت اور بد دیانتی پر، اور ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور مہنگائی پر اور بڑھتی ہوئی آبادی پر، ان تین چار چیزوں پر آپس میں اتفاق پیدا کرلیں۔ (نعرہ ہائے تحسین -----) اسی میں اپوزیشن کی عزت ہے اسی میں حکومتی بنچز کی عزت ہے۔

جناب چیئرمین، انتہائی شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب چودھری شوکت داؤد۔

چودھری شوکت داؤد، شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین، یہ kindly ایک بات کا خیال رہے کہ اب strictly دس منٹ سے اوپر نہیں ہوں گے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، اب جناب سپیکر آ گئے ہیں ان سے ہی پوائنٹ آف آرڈر کر لیجئے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

چودھری شوکت داؤد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

آج جس موضوع پہ میں اظہار خیال کرنے لگا ہوں وہ بڑا اہم اور وسیع topic ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایک مقرر کو بھی یہ تین گھنٹے دے دیے جائیں تو وہ بھی کافی نہ ہوں گے۔ اس موضوع کی اہمیت سے اس لیے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر ہم دیانت داری سے اپنے ضمیر سے اس بات کو سوچیں تو میرا خیال ہے اس ہاؤس میں بیٹھنے والا کوئی فرد، کوئی ممبر بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اب تک دو مقررین نے جو اپنا اظہار خیال کیا ہے وہ دونوں ایک بات سے متفق ہیں کہ اس صوبے میں، اس ملک میں اتنی کرپشن بدعنوانی جو آج ہے اس سے کوئی بھی شہری محفوظ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ اتنا sensitive issue ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کو اس نظر سے نہ دیکھیں کہ کوئی اپوزیشن کی طرف سے بات کر رہا ہے یا سرکاری بینچز سے بات کر رہا ہے اگر ہم اس کو بحیثیت مسلمان، اگر ہم اس کو بحیثیت ایک پاکستانی سوچیں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم so called بااختیار نمائندے ہو کر بھی آج اس بات کو سوچنے پہ مجبور ہو گئے ہیں کہ اگر خدانخواستہ ہمیں انصاف لینا پڑ جائے تو اس ملک میں ہم ذاتی طور پہ اپنے لیے بھی انصاف نہیں لے سکتے۔ اگر ہم سوچیں تو ہماری نیند اس لیے اڑ جاتی ہے کہ اس ملک کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے۔ اگر محب وطن ہیں تو ہمیں بیٹھ کر اس پہ سوچنا چاہیے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس بات کو سوچتے ہوئے اس بات سے ہم اس لیے انکار نہیں کر سکتے کہ سب سے بڑی ذمہ داری حکمرانوں پہ عائد ہوتی ہے۔ ہمارے سامنے بحیثیت مسلمان امیر المومنین کی مثالیں ہیں ان کی نیندیں تو اس لیے اڑ گئیں کہ انھوں

نے کہا کہ ہماری حکومت کے دوران ایک کتا بھی بھوکا نہ مر جائے کل کو ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرم اللہ وجہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ ان کی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی تھیں ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں آبلے پڑ جاتے ہیں لیکن وہ اپنے گھر میں ایک ملازم نہیں رکھ سکتے کہ کل کو مجھے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ہمارے سامنے ایسے مسلمان حکم رانوں کی مثالیں ہیں اورنگ زیب عالم گیر کی مثال ہے اس نے قرآن پاک ہاتھ سے لکھ کر اپنی روزی کمائی ہے لیکن جب ہم آج کے موجودہ حکم رانوں کو دیکھتے ہیں۔ آج کے حکم ران چاہے elected ہیں چاہے وہ so called حکم ران ہیں جو انگریزوں کے پٹھو ہیں انگریزوں کی تقلید میں آج بیورو کریسی کی شاہانہ زندگی کو دیکھتے ہیں تو جناب سپیکر! ہمارے سر ندامت سے جھک جاتے ہیں۔ آج ہمارے سامنے اپنے آرام اور تعیش کے لیے ہمیں اپنی شاہانہ زندگی کو بسر کرنے کے لیے ہم اپنی جائز اور ناجائز خواہشات کے غلام بن چکے ہیں۔ افسوس یہ ہو رہا ہے اگر میں اس کی مثالیں دینے لگوں اور آج کا سارا وقت لے لوں تو میں مثالیں نہیں دے سکتا جس میں کرپشن کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو nominate بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مثال کی بجائے دلیل دیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میری سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ کے آنے سے پہلے سرکاری بنچ سے میرے بھائی چٹھہ صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آج صوبے اور ملک میں جو حالات ہیں ہمیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم کرپشن اور بدعنوانی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ انھوں نے تسلیم کیا ہے بلکہ اخبارات میں آیا ہے کہ ہماری حکم ران پیپلز پارٹی نے پچھلے دنوں کرپشن' بدعنوانی کے خلاف جلوس نکالا ہے بدعنوانی کے خلاف الزام لگایا ہے۔ اس ہاؤس میں میرے ضلع سے تعلق رکھنے والا میرا ایک دوست بیٹھا ہے اس نے خود رحیم یار خان سے بیان دیا ہے کہ جناب! ہمارے ضلع میں کرپشن بدعنوان افسران کی وجہ سے ہے یعنی اس سے بڑی دلیل میرے پاس اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس سے بڑی دلیل اور افسوس کن بات کیا ہو سکتی ہے کہ صوبے میں دھماکے ہو رہے ہیں' صوبے میں لوگوں کو روزگار مہیا نہیں ہو رہا اور ہمارے حکم ران جشن منا رہے ہیں اس سے زیادہ افسوس ہم کس بات پر کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرے شہر میں ڈکیتیوں پہ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں (آوازیں) جناب! وہ رشوت سے ہی بچتے ہیں اگر آپ رشوت اور بدعنوانی چھوڑ دیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ

ڈکیتیاں، چوریاں اور یہ سب کچھ ختم ہو جائے، ظلم اور زیادتی ختم ہو جائے لیکن اس کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر ہم غور کریں جب ایک گھر کے سربراہ میں کمی اور کوتاہی ہو گی جب ایک ملک کا حکمران اپنی وفاداریاں cash and kind کی وجہ سے بدل دے گا تو وہ کبھی ایک اچھا حکم ران اور نظام کو نافذ کر ہی نہیں سکتا اگر ہم غور کریں تو اس نظام کی خرابی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ با اختیار ہیں انھوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے اپنے ضمیر تک بیچ دیے ہیں اگر آج وہ سوچیں کہ ہمارے پاس کرسی رہے نہ رہے ہم نے اس ملک میں، ہم نے اس صوبے میں ایک انقلاب برپا کرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ماتحتوں کی جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ کوئی غلط کام کر دیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو میرا نہیں کہوں گا آج اگر ہم بھی عہد کر لیں کہ ہم نے کسی بدعنوان افسر کی سفارش نہیں کرنی، چاہے ہم اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں، چاہے ہم ٹریژری بینچز سے تعلق رکھتے ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ رشوت کا قلع قمع ہو سکتا ہے، بدمعاشوں کو سزا ہوسکتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بدنام ہم زیادہ ہیں، کرپشن کرنے والے سرکاری افسران ہیں لیکن ہمیں بھی اس میں اتحاد اور اتفاق کی ضرورت ہے۔ ہمیں مل بیٹھ کر اس پہ سوچنا چاہیے میں کہتا ہوں کہ اگر میں الزامات لگانا شروع کر دوں یہ مجھ پہ الزامات شروع کر دیں تو یہ دن ختم ہو جائے گا لیکن ایک نکتہ یہی ہے اسی نکتے کو ہم دیکھ لیں کہ ہم نے اپنے اوپر لگنے والے الزامات کو صاف کرنا ہے، ہم نے اپنے کردار کو صاف کرنا ہے، ہم نے اس ملک کے لیے اپنے آپ میں صحیح لیڈر شپ پیدا کرنی ہے، ہم نے ایک عام شہری سے اپنے کردار کو اعلیٰ و ارفع کرنا ہے۔ ہم نے بتانا ہے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں، ہم میں کوئی کمی و کوتاہی نہیں ہے اگر ہم میں کوئی کمی و کوتاہی ہے تو جناب سپیکر! ہم نے اس کو دور کرنا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، wind up کیجیے۔

چودھری شوکت داؤد: ہاں wind up کرتا ہوں۔ میں یہی بات کر رہا ہوں۔ ابھی میں ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے ضلع میں ایک اے ڈی سی صاحب تھے پچھلے دنوں اس پہ میرا ایک سوال بھی آیا کہ وہ زرعی سکینڈل میں ملوث ہیں۔ اس نے چار سو ایکڑ کا فراڈ کیا ہے، ظہیر الدین بابر کرپٹ آدمی ہے، اس پہ پیسے لینے کے الزامات ہیں، صرف الزامات نہیں بلکہ میں ثبوت کی بات کرتا ہوں اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے چالیس ہزار روپے رشوت لی تھی وہ میں نے خود ڈی سی کی موجودگی میں اس سے واپس کروائی ہے اور اس نے admit کیا کہ جناب! رشوت دی کدیں واپس کیتی جاندی اے تسیں

میرے اتنے پھری پھیر رہ او اور میرا ایک ذاتی کیس تھا اس نے اس کے بدلے میں میرے خلاف فیصلہ دیا لیکن مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کیوں کہ میں اپنے ضمیر کے مطابق کلمہ حق کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور جناب! اس کے بدلے میں ایسے راشی افسر کو آج ایڈیشنل کمشنر (اشتمال) لگا دیا گیا ہے یعنی اس کی مزید ترقی ہو گئی۔اس کے علاوہ صادق آباد میں دھکا کالونی کے نام سے ایک اہم سکینڈل ہوا ہے جہاں غریب لوگ بیٹھے ہوئے تھے مقامی انتظامیہ نے پیسے لے کر ان غریب آدمیوں کو پولیس کے ذریعے اٹھایا اور قبضہ گروپ کو پلاٹ الاٹ کر دیے گئے اور انھوں نے وہاں کالونی بنا کر زمین بیچنا شروع کر دی ہے اور یہ پیسے سے ہو رہا ہے۔ ابھی ایک ڈکیتی ہوئی آج تک یہ نہیں ہوا کہ پچاس ہزار لے کر ایک دن کا ریمانڈ لے کر عدالت میں بھیج دیا گیا۔ جناب سپیکر! باقی عدالتوں کا آپ کو پتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے اللہ ہی حافظ ہے۔ بس میں اپنی بات کو wind up کرتا ہوں آخر میں وہی بات کروں گا پہلے تو میں نے اپنے دل کی بات بھی کی ہے۔ پنجابی کی ایک مثال ہے کہ اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا جب خربوزیاں دی راکھی گدڑ بہہ جان پھر اس ملک دا اللہ ای حافظ اے۔

جناب سپیکر، مہربانی! جناب چودھری محمد وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، انتہائی شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بات پر کسی کو شک نہیں کہ نہ صرف انتظامیہ میں بلکہ تمام معاشرے میں کرپشن ایک ناسور کی طرح سرایت کر چکی ہے ۔ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے' پیسے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ کرپشن صرف سرکاری محکموں میں ہی نہیں ہے ۔ کرپشن معاشرے میں بداعمالیوں کے طور پر ہر طرح کی کمائی بلیک مار کٹنگ میں ' ملاوٹ میں ' کاروباری پیشے میں چھوٹے ریڑھی بان سے لے کر مل اونر تک ہے ۔ جناب ہمیں اس کا تجزیہ کرنا ہو گا کہ یہ تمام شروع کیسے ہوا اور پھر عروج پر کیسے پہنچا اور اب ختم کیسے ہو گا کہ اس کا تدارک کیا ہے ۔ جب تک ہم اس کی بنیاد نہیں پکڑیں گے ہمیں یہ پتا نہیں ہو گا کہ یہ شروع کیسے ہوئی ' کیوں ہوئی' انتہا کو کیسے پہنچی تو اس کا تدارک کرنا ناممکن ہو گا۔ جناب والا! میری ناقص رائے میں جو میرا خیال ہے ۔ میں کسی پر طنز نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت اس ملک میں مارشل لاء لگا اس وقت کے حکمرانوں نے انتظامیہ کو یا نیچے کے طبقے کو بشمول کاروباری طبقہ دانستہ ایک اجازت دی کہ تم لوگ جو چاہے کرو' من مانی کرو کروڑوں کماؤ' اربوں کماؤ ہمیں کچھ نہ کہو' ہمیں کرسیوں پر بیٹھا رہنے دو ۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ ہر طرف کرپشن کو معاشرے نے قبول کر لیا ہے ۔ میں کہوں گا کہ قبول کیسے کر لیا ہے کہ اس وقت نہ کوئی کسی سے

تعلق بنانے میں، نہ رشتہ جوڑنے میں، نہ کسی سے کوئی دوستی کرنے میں یہ سوچتا ہے کہ اس آدمی کے پاس دولت کے انبار کہاں سے آئے۔ بڑے محل میں جا کر ہر کسی کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ میاں یہ بلیک مارکٹنگ کی کمائی تھی، رشوت کی کمائی تھی، سمگلنگ کی کمائی تھی، چوربازاری کی کمائی تھی یا منشیات فروشی کی کمائی تھی۔ معاشرے میں یہ سوچیں ختم ہو چکی ہیں۔ اس میں کسی کو شبہ نہیں ہے پوری قوم کو علم ہے کہ یہ مارشل لاء دور میں ہی عروج پر پہنچی ہے۔ جناب اس میں اگر تقابل کیا جائے تو جو حال اس وقت تھا اب اتنا برا حال نہیں ہے۔ جمہوریت کی وجہ سے اس میں کافی کمی آئی ہے۔ یہ کمی چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے ہی آتی ہے۔ کوئی نہ کوئی کنٹرول ہر محکمے کے اوپر ہو تو اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔ جب تک موجودہ Rules of Business ہیں، جو ہمارا procedure ہے، جو ہمارے محکمانہ رولز ہیں پھر جو اس پر laws ہیں، جب تک ان کو صحیح لائین پر صحیح خطوط پر نہ لایا جائے یہ کرپشن ختم نہیں ہو گی۔ یہی ایک طریقہ ہے کہ ہم چیک اینڈ بیلنس کا زبردست سسٹم قائم کر دیں کہ کمی اتنی ہو جائے کہ یہ نہ ہونے کے برابر رہ جائے۔ جناب والا! پچھلے دور میں یہ کیوں عروج پر گئی کہ جب ادھر پنجاب میں وزیر اعلیٰ کی صوبے پر کوئی گرفت نہیں تھی۔ بیشک وہ وزیر اعلیٰ مرحوم ہو گئے ہیں۔ حکومت کی کشتی ڈبونے میں بھی ان کا ہاتھ تھا۔ وہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چلتے تھے۔ پھر ان کے نیچے ہر چیز خراب تھی۔ اس وقت بھی کرپشن عروج پر گئی۔ جناب والا! میری اس میں یہ گزارش ہو گی کہ ہم اس وقت پارلیمانی سسٹم میں ہیں۔ ہمارے Rules of Business کو اگر آج study کروالیں، میں نے دو سال پہلے بھی یہ بات کی تھی، اس کا کوئی اثر نہ لیا گیا یا اسے ایک غلط مطلب دے کر اور طریقے سے اپنایا گیا۔ ہمارے Rules of Business administrative set up کے ہیں۔ 1935ء کے ایکٹ کے تحت 1939ء میں گورنمنٹ چلانے کے لیے پہلی دفعہ یہ بنے تھے۔ یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں۔ جن میں پہلی ترمیم 1941ء میں ہوئی، اس کے بعد اس میں 1952ء میں ترمیم ہوئی لیکن وہ تمام پارلیمانی نظام سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر ایوب خان صاحب کے دور 1962ء میں ترمیم آئی۔ وہ جو تھوڑا بہت 1952ء میں جمہوری لحاظ سے پارلیمانی نظام کے مطابق کیا گیا تھا ان کو دوبارہ administrative set up کا بنا دیا گیا۔ کیوں کہ صدارتی نظام کی گورنمنٹ تھی۔ اس کے بعد جناب والا! 1974ء میں ترمیم آئی وہ عین پارلیمانی نظام سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اسی slight amendments کے ساتھ آج تک چلتے آ رہے ہیں۔ جب آپ Rules of

Business کو پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ اختیار سیکرٹری کے پاس ہے یا اس کے بعد چیف منسٹر کے پاس ہے ۔ وزیر کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس طرح پارلیمانی نظام فیل ہو جاتا ہے اور زبانی طور پر رہ جاتا ہے' ناکارہ ہو جاتا ہے ۔ وہ جو چیک اینڈ بیلنس کا نظام ہے وہ ختم ہو جاتا ہے ۔ سیکرٹری کے اوپر کوئی چیک ہی نہیں ہے صرف رولز ہیں جس میں ہر ڈیپارٹمنٹ نے اپنی مرضی سے ہر چیز کے اپنے رول بنائے ہوئے ہیں۔ آج C&W کے رولز آپ اٹھا کر دیکھیں اس میں یہ ہے کہ جو لاگت ہے اس کا 40 فی صد پہلے بڑھا لیں ۔ اس لیے کہ بعد میں مہنگائی ہو جاتی ہے۔ وہ دراصل انھوں نے کمیشن کی رقم کو شامل کیا ہوا ہے ۔ یہ ان کے رول میں موجود ہے ۔ اسی طرح محکمہ صحت کی ہر چیز ہے ۔ انھوں نے اس طرح گنجائشیں نکالی ہوئی ہیں۔ جب تک وہ ہر چیز مینول اور رولز میں تبدیلیاں نہ آئیں گی' جب تک آپ اپنے وزیر کو بااختیار نہ کریں گے وہ کیسے چیک کر سکتا ہے ۔ اس کے پاس اصل میں انتظامی اختیارات ہیں ہی نہیں۔ اس کو رولز میں یہ کہہ کر سائڈ پر کر دیا گیا ہے کہ پالیسی بنائیں اور اس کی implementation کو دیکھیں۔ پارلیمانی نظام میں یہ وزیر کا کام نہیں ہے۔ آپ دنیا کے Rules of Business کو اٹھا کر دیکھ اور پڑھ لیں۔ پارلیمانی نظام میں یہ کردار وزیر کا ہے ہی نہیں' جب وزیر جوابدہ ہے اور ذمہ دار ہے اور act سارا سیکرٹری نے کرنا ہے پھر کرپشن تو ہو گی۔ وزیر تو صرف چیخیں ہی لگا سکتا ہے اور وہ پیٹیں گے کہ ہائے وزیر کھا گیا جبکہ کھانے والے مختلف ہیں۔ اس میں جناب والا! میری گزارش یہ ہو گی کہ اگر اسے درست کرنا ہے تو ابھی وقت ہے۔ آپ Rules of Business کو درست کریں۔ یا اسے گورنر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان بانٹ دیں یا سینئر منسٹر کو۔ نہیں آپ اسے پارلیمانی نظام کے مطابق تو لائیں۔ آپ administrative rules سے باہر نکلیں تو یہ contradiction خودبخود آئے گی۔ جب دونوں میں تضاد ہے تو وہ پھر خود ہی آپس میں ٹکرا جائیں گے۔ اس طرح رولز جب سسٹم سے ٹکرائیں گے تو اس کا رزلٹ صفر ہو گا۔ اس میں سے کسی logic سے کچھ نکل ہی نہیں سکتا جب تک آپ رولز کی تصحیح نہ کریں۔ دوسرا طریقہ Law of Torts کا ہے۔یہ damages کا law ہےیہ ہمارے ہاں مختلف civil rights میں مختلف قسم کے acts میں scattered formمیں کچھ نہ کچھ موجود ہے ۔ یہ consolidate form موجود نہیں ہے ۔ پھر اس کی remedy بھی موجود نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ۔ سہری صاحب کیااپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے؟ آپ اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ۔ سہری صاحب کیا اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے؟ آپ اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، نہیں ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس میں چیک اینڈ بیلنس کے سسٹم کو قائم کرنے کے لیے میری اگلی گزارش ہو گی۔ اس کو آپ میری تجویز بھی کہہ سکتے ہیں۔ جس کی vetting ہو سکتی ہے۔ وقت کم ہونے کی وجہ سے میں مختصراً آپ کو عرض کر دیتا ہوں کہ damages کے قانون کو آپ consolidate کریں۔ لوگوں کو ان کے مکمل rights دیں اور آپ اس کے summary trial رکھیں۔ آئین کے آرٹیکل 212 کے تحت ٹریبونل کی پاورز ججز کو دی جا سکتی ہیں۔ آپ وہ ٹریبونل قائم کر دیں۔ اس سے یہ ہو گا کہ ہر شخص کے پاس یہ حق ہو کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کی remedy فوری بغیر کسی وکیل کے حاصل کر سکے۔ آپ summary trial رکھیں جو پندرہ دن میں اس کا فیصلہ کرے۔ مثلاً میرے گھر کے باہر گٹر بند ہو جاتا ہے وہ سات دن تک کوئی کھولنے نہیں آتا۔ میں جاؤں درخواست دوں اور damages لوں۔ تھانے میں اگر کوئی مجھے بلا وجہ تھپڑ لگا دیتا ہے یا دو دن بند رکھتا ہے تو میں جاؤں درخواست دوں اس کی damages کی شکل میں remedy لوں۔ میرے گھر کے باہر سڑک تعمیر ہوتی ہے ناقص میٹریل استعمال ہوتا ہے، کمشن کھایا جاتا ہے۔ کوئی بلڈنگ بنتی ہے میرے پاس حق ہو میں جاؤں درخواست دوں، پندرہ دن میں جج صاحب اس کا فیصلہ کریں اور اس بندے پر اس کے damages ڈالیں۔ جو کرنے والا ہے۔

جناب سپیکر، بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں بے حد خوش ہوں کہ آپ نے اتنی دیر جتنی بھی گفتگو کی ہے دلیل کے ساتھ کی ہے، تحمل کے ساتھ کی ہے اور شاید اس کرسی پر بیٹھنے کا اثر ہے۔ تو اب ذرا وائنڈ اپ کر دیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، بس جناب، ختم ہے۔ آخری بات ہے۔

اور اس کی ایک ہی اپیل ہو ڈائرکٹ ہائی کورٹ میں جس کا فیصلہ بھی پندرہ دن میں ہو۔ اور ادھر بھی یہ نہ ہو کہ بغیر وکیل کے ہو۔ اس طرح check and balances سسٹم آپ بیٹھ کر evolve کریں اور رولز کو تبدیل کریں۔ تو میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ لوگوں کو ان کے حقوق بھی ملیں گے، ان کی دہلیز پر بھی پہنچیں گے، ان کے rights بھی ملیں گے، معاشرے میں انصاف بھی پیدا ہو گا اور کرپشن بھی curtail ہو کے بائیس فی صد سے بھی نیچے چلی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ Thank you very much. ۔ جناب شاہد ریاض ستی صاحب۔

جناب شاہد ریاض ستی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! کرپشن اور رشوت ہمارا مسئلہ نہیں، بلکہ ہمارا ایک قومی المیہ ہے۔ کرپشن کو روکنے کی سب سے بڑی ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن میں کسی ایک فریق کو مورد الزام نہیں ٹھہراؤں گا۔ بلکہ اس کا ذمہ دار ہمارے معاشرے کی اکثریت ہے جس میں سیاست دان سے لے کر، بیوروکریٹ سے لے کر، قلم کار سے لے کر، مدیر سے لے کر، رپورٹر سے لے کر، ڈاکٹر سے لے کر، انجنیئر سے لے کر، مزدور سے لے کر، کسان سے لے کر تقریباً اکثریت سے لوگ اس میں شامل ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جو چند لوگ باقی ہیں جو کرپشن سے بچے ہوئے ہیں انھوں نے اس ملک کو عذاب الٰہی سے بچایا ہوا ہے۔ جناب والا! یہ کہا جاتا ہے کہ تعلیم کی کمی کی وجہ سے یہ معاملہ بڑھ رہا ہے۔ میں اس سے بھی اختلاف کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہماری قوم کے ذہین اور عمیق لوگ مثلاً ڈاکٹر جن کا غیر معمولی ذہن ہوتا ہے، سی ایس ایس آفیسرز کو لیجیے۔ ان کا محاسبہ کیجیے۔ ان کو دیکھیے۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کو دیکھیے۔ سکالرز کو دیکھیے اور پھر اس کا آپ تجزیہ کریں کہ حالات کس نہج پر چلے گئے ہیں اور کرپشن کس طرح ذہنوں میں سرایت کر چکی ہے۔ جناب والا! ہمارے اداروں میں دیکھیں۔ پنجاب کے اداروں میں دیکھیں۔ ہم بہت زیادہ پولیس کے سلسلے میں واویلا کرتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ کرپٹ ہے۔ لیکن پولیس میں law enforcing agents اور جو سپاہی ہیں وہ ان پڑھ ہیں۔ لیکن اگر اسی کے مقابلے میں آپ صحت کے ادارے کو دیکھیں۔ یہاں پر اکثریت میں لوگ educated ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سے لے کر کمپوڈر نرس سارے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں کس قدر کرپشن ہے۔ اور آج ہر آدمی اپنے شعبے کے ساتھ بالکل sincere نہیں رہا۔ چاہے وہ کاروباری طبقہ ہے۔ چاہے وہ فوج سے منسلک ہیں۔ چاہے وہ بیوروکریٹس ہیں۔ چاہے سیاست دان ہیں۔ ہر آدمی لوٹ میں لگا ہوا ہے کہ یہاں لوٹ سیل لگی ہوئی ہے اور لوٹ کا بازار گرم ہے اور ہم لوٹ کر گھر لے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ یہ عارضی زندگی ہے اور ہم نے آخر جواب دہی اپنے رب کے سامنے کرنی ہے۔ اور اگر ہم اپنے رب سے ڈریں اور خوف خدا پیدا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کرپشن اور رشوت کے سلسلے کو کنٹرول نہ کر سکیں۔ جناب والا! آپ پنجاب کی executing agencies کو لیں۔ ہم مانگ تانگ کر باہر سے، ورلڈ بنک سے، ایشین بنک سے سوشل ایکشن پروگرام چلا رہے ہیں جس میں village electrification

ہے۔ لیکن جب وہ معاملات implement ہونے پر آتے ہیں' جب وہاں کنسٹرکشن شروع ہوتی ہے تو چالیس فی صد پیسہ جو ہم نے مانگ تانگ کر لیا ہوتا ہے' جو ہم نے اپنی قوم اور اپنی آئندہ نسل پر بوجھ ڈالا ہے وہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے اور باقی منافع کے پیسے ٹھیکے دار لے جاتا ہے اور تیس فی صد کام ہمارے سامنے آتا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ آج اگر ہم دیہات میں جائیں وہاں دیکھیں کہ بچوں کے سکولوں کی کیا حالت ہے۔ کئی جگہ میرے دیہات میں' میرے حلقے میں چھت نہیں ہے اور ٹاٹ میسر نہیں ہے۔ آج مریض کی حالت کیا ہے؟ حکومت نے سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ لاکھ کی خطیر رقم لگا کے Basic Health Units اور Rural Health Centres بنائے ہیں۔ لیکن وہاں پر ڈاکٹر کیا کر رہے ہیں؟ وہ اس قوم کے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ وہ گھر بیٹھے تنخواہیں لے رہے ہیں۔ یہ تو ہماری ذہنیت ہے۔ خدارا' میں اس میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس میں حکومت قصور وار ہے' یا اس میں اپوزیشن قصور وار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ذہن کرپٹ ہو چکا ہے۔ اور ہمیں اس قوم کے لیے ذہنی انقلاب برپا کرنا ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ ان ایوانوں میں لوگ ان لوگوں کو لائیں جو کہ ایمان دار ہوں اور جو ایمان داری سے ان کے معاملات چلانے کے لیے تیار ہوں۔ آج آپ دیکھیں کہ ہمارے ملک میں کیا ہے؟ سیاست کس ڈگر پر چل رہی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ third forces ہمیشہ penetrate کرتی ہیں۔ وہ کیوں کرتی ہیں؟ وہ اس لیے کرتی ہیں کہ ہمارا سیاست دان انتہائی سادہ ہو چکا ہے۔ جب وہ اپوزیشن میں ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں احتساب کروں گا۔ لیکن جب اقتدار میں آتا ہے تو کہتا ہے کہ بیوروکریسی اس کو ہائی جیک کر لیتی ہے۔ اب کیا بیوروکریٹ پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں؟ وہ یہاں پر کرپشن کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ وہ سیاست دان کو کرپٹ کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ ہو رہا ہے۔ میرے نزدیک سیاسی ورکر وہ انسان بنتا ہے جو اپنے آپ کو قوم و ملک اور ملت کی خدمت کے لیے وقف کرتا ہے۔ لوگوں کو پتا نہیں اس معاملے میں کیا نظریہ ہو گا۔ لیکن آج سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سیاست دان کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ دیکھیں' یہاں کون سے ایسے ادارے ہیں جن کو پلاٹ نہیں دیے جاتے۔ کون سے ایسے بیورو کریٹس ہیں جن کے پاس آٹھ آٹھ دس دس پلاٹ نہیں ہیں۔ کون سے ایسے فوجی افسر نہیں ہیں جن کے پاس کالونیز میں پلاٹ نہیں ہیں۔ لیکن اگر ایک پارلیمنٹیرین کالونی بنتی ہے تو پورے اخبارات اس پر واویلا مچاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اخبارات والے میرے بھائی ہیں۔ ان میں بھی اچھے لوگ ہیں۔ کیا اخبار والوں نے پلاٹ نہیں لیے؟ آپ نے پہلی حکومت میں نہیں لیے؟ آج پلاٹ کے لیے جستجو نہیں کر رہے؟ سب لوگ جستجو کر رہے ہیں۔ اور لالچ میں لگے ہوئے ہیں۔

لیکن سیاست دان سے اگر ذرا بھی بات ہوتی ہے تو ہر آدمی اس کے خلاف کتاب کھول کے بیٹھ جاتا ہے۔ اور میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ اس ملک میں جب تک درمیانے اور متوسط طبقے کے لوگوں سے لیڈر شپ نہیں ابھرے گی اور اسمبلی کی ممبران کو مراعات نہیں دی جائیں گی تو اس قوم میں اس وقت تک کبھی انقلاب برپا نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) رامے صاحب یہ جو فیوڈل لارڈ ازم ہے' یہ جو سرمایہ دار ہیں' یہ اس قوم کی تقدیر کو کبھی نہیں بدل سکتے رامے صاحب۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ خدا را' خدا سے ڈرو۔ عذاب الٰہی سے ڈرو۔ سب متحد اور متفق ہو کر اس کرپشن کے خلاف' اس بے روزگاری کے خلاف ایک انقلاب برپا کرو۔ شکریہ جناب سپیکر۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، حاجی محمد افضل چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ راجہ صاحب نے آج دل کی اور بہت ہی اچھی باتیں کی ہیں۔ ان میں کچھ ایسی باتیں بھی تھیں جو آپ کو بھی بہت زیادہ پسند تھیں۔ لیکن میں آپ کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیشہ جاگیردار کی بات کرتے ہیں' سرمایہ دار کی نہیں کرتے۔ آج انھوں نے دونوں کی بات کی ہے جناب۔

جناب سپیکر، آپ بھی دونوں کی بات کریں۔ دونوں بہت بڑی لعنتیں ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، سر! اس میں کوئی شک و شبہ نہیں جب تک یہ دونوں' جاگیر دار اور سرمایہ دار رہیں گے' ملک کا مقدر ہرگز نہیں بدل سکتا۔ جناب' یہاں بات کرپشن اور بدعنوانی کی ہو رہی ہے۔ جو ہر بھائی نے بات کی ہے' وہی بات میں بھی کروں گا۔ لیکن اس میں مسئلہ یہ ہے کہ اس کا حل کیا کیا جائے؟ جناب' اس کا حل ہمیں ڈھونڈنا ہے۔ اگر ہم یہی رٹ لگاتے رہے کہ کرپشن ہے کرپشن ہے' اگر یہی جمہوریت ہم نے چلانی ہے تو میں بڑی عاجزی کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ایسی جمہوریت ملک اور غریبوں کو کچھ نہیں دے سکتی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کم از کم' ۱۹۸۵ء سے میں بھی یہاں آرہا ہوں تو جناب والا! چاروں دفعہ میں اقتدار میں ہی رہا ہوں۔ لیکن اس ملک کی اور غریب کی بہتری کے لیے ہماری کوئی اسمبلی کوئی حکومت بھی کچھ کام نہیں کر سکی۔ ٹھیک ہے' ہم نے سڑکیں بنائیں' سکولوں میں بھی کچھ کام کیا' صحت کے لیے بی۔ ایچ۔ یو بنائے لیکن اصل مقصد ہمارا یہ ہے کہ ملک کو کسی قانون' کلیے

اور قاعدے کے تحت چلانا ہے۔ ہم قوم کو کسی بھی اصل راستے کی طرف نہیں لے جا سکے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس اسمبلی میں اگر قانون نہیں بنا سکتے حالانکہ ہمارا اصل کام لیجسلیشن کرنا ہے' یہ ستم ظریفی ہے کہ جب بھی کوئی اچھی تجویز چاہے اپوزیشن کی طرف سے آئے تو ہم اسے خوامخواہ differ کریں گے' ووٹ اس کے برعکس دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہی تو سب سے بڑی بے ضمیری کی بات ہے کہ اول تو سچی بات کوئی کرتا نہیں ہے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اسے سننے کے لیے تیار کوئی نہیں ہے۔ اس پہ گلی جامہ کیسے پہنایا جائے گا۔

جناب والا! ہمارے اس ملک میں' میں نے تو یہی سوچا کہ جیسے علامہ صاحب نے بھی کہا تھا۔ وہ بھی ہمارے لیڈر اور ہمارے قائد تھے۔ انھوں نے ہمیں دیکھا تھا کہ یہ قوم کس مزاج کی ہے۔ تو انھوں نے بھی کیا خوب کہا تھا کہ ---

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہلِ سجادہ ہوں یا اہلِ سیاست ہوں امام
اس میں پیری کی کرامت ہے نہ امیری کا ہے زور
صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام

انگریز چلا گیا لیکن غلامانہ ذہنیت وہ ہمارے لیے چھوڑ گیا۔ ہم وقتِ حاکم کے سامنے کبھی سچی بات نہیں کہتے۔ جدھر بھی جائیں' سیاستدان ہوں' حکمران ہوں' لیکن مجھے اپنے اوپر زیادہ افسوس لگتا ہے کیوں؟ 1988ء میں ایک دفعہ میں ہاؤس میں قرآن پاک لے کر آیا تھا۔ میں نے کہا آؤ میرے بھائیو میرے ساتھ آج عہد کرو' نہ رشوت لیں گے نہ لینے دیں گے' اس پاکستان کی خاطر for the sake of country, for the sake of nation. آج یہ حلف دیں کہ کرپشن کریں گے نہ کرنے دیں گے' انشاء اللہ تعالیٰ اس پاکستان کا پھر مقدر بدل جائے گا لیکن ایک آدمی بھی میرے ساتھ اس کام میں شریک ہونے کے لیے تیار نہ ہوا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے بھائی بدعنوان ہیں' بہت قابل احترام ہیں' بہت قابل عزت لوگ ہیں لیکن جس گاڑی کے ہم ڈرائیور ہیں' جب تک ڈرائیور صحیح نہیں ہو گا تب تک گاڑی کیسے صحیح چل سکے گی۔ محکمہ کوئی بھی ہو' انٹی کرپشن ہو' کوئی محکمہ ہو' کوئی کیا کام کر سکے گا؟ ہرگز نہیں کرے گا۔ جب تک ہم خود اپنے اوپر ایک چیز لاگو نہیں کر دیتے کہ ہم غلط کام نہیں کریں گے اور نہ کرنے دیں گے۔

جناب والا! پھر یہاں کہتے ہیں' میں نے بہت باتیں سنیں' ہمارے آئی۔جی صاحب کو بھی یہ ایک بڑا گلہ ہے' میں کہتا ہوں کہ ان کے ذہن میں یہ ایک بات ہے جب آتے ہیں کہتے ہیں کہ سیاستدان ذمہ دار ہیں۔ میں آئی۔ جی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جب کیئر ٹیکر گورنمنٹ تھی' تین ماہ نہ آپ سپیکر تھے' نہ میں ایم۔ پی۔ اے تھا' نہ کوئی ہمارا چیف منسٹر تھا' وہ تین ماہ کا ریکارڈ نکلوا لیں۔ اس پولیس کی ان تین ماہ کی کارکردگی دیکھ لیں۔ دوسرے محکموں کو دیکھ لیں ان میں بھرتیاں بھی ہوئی ہیں' اگر ایک بھرتی بغیر پیسے کے ہوئی ہو تو خدا کی قسم میں resign کر کے گھر چلا جاؤں گا۔ انھوں نے بدعنوانی کی انتہا کر دی لیکن ٹھیک ہے کیوں؟ ہمارا رابطہ تمام لوگوں سے ہوتا ہے۔ اس میں جائز کام والے بھی آتے ہیں اور ناجائز والے بھی آتے ہیں لیکن دل روتا ہے' کوئی سننے والا نہیں' کون کہہ رہا ہے' میں اقتدار کے بنچ پر بیٹھا ہوں۔ میری حالت دیکھیں' بھائی اگر میں ڈی۔ سی کے خلاف' ایس۔ پی کے خلاف اور ڈی۔ آئی۔ جی کے خلاف بولتا ہوں' چاہیے تو یہ ہے کہ وہ بھی میرے خلاف کوئی بات بتائیں کہ بھئی یہ بہت بدعنوان ہے' غلط کام کرواتا ہے' پولیس افسر لگواتا ہے' کیوں نہیں کہتے لائیں ثبوت میرے سامنے' میں بھی کہوں کا یار واقعی میں تو بڑا بے ضمیرا ہوں خود غلط کام کرتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں۔

جناب والا! اس ملک کی حالت اس وقت یہ ہے کہ جتنا بھی کوئی لوٹ لے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میں اپنے منڈی بہاؤالدین ضلع کی ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے سابقہ چیف منسٹر منظور احمد وٹو صاحب کو میرے ساتھ یہ گلہ تھا کہ یہ پیپلز پارٹی میں کیوں چلا گیا ہے۔ اللہ ان کو خوش رکھے انھوں نے مجھے دو سال پورا victimize کیا۔حالانکہ وہ میرے ضمیر کو جانتے تھے۔ 1988ء سے ہم اکٹھے چلے ہیں کہ میں کیسا ہوں لیکن انھوں نے اپنی پوری طاقت لگائی کہ اس کو victimize کیا جائے' میں ہوتا رہا لیکن ان کے لگائے ہوئے ڈی۔ سی کا اس دور میں بھی میں نے کہا کہ میرا غریب ضلع ہے' یہ اس کو لوٹ رہا ہے لیکن کسی نے بات نہیں سنی۔ اب حکومت آ گئی اور سردار عارف نکئی صاحب ہمارے چیف منسٹر بن گئے' تو جناب پاوریں ہیں گورنر کے پاس' میں غریب کیا کروں؟ میں نے گورنر سے بھی کہا کہ گورنر صاحب یہ اپنی پاوریں exceed کر رہا ہے' ہمارے ساتھ زیادتیاں کر رہا ہے لیکن گورنر کو حاجی جی کی کیا خبر؟ وہ تو بس فوجی ایڈمنسٹریٹر ہے۔ اس کو عوامی نمائندوں سے کیا غرض؟ رامے صاحب کو تو غرض ہوگی غرض کیونکہ یہ ہمارے بھائی عوامی نمائندے ہیں۔ ایک جو نامزد گورنر ہے

اس پر ہمارا کچھ بھی نہیں ہے کیوں؟ ملک کے اگر یہ لوگ خیر خواہ ہوتے تو ہماری حالت ایسے کیوں ہوتی۔ وہ بھی راستہ بند ہے تو جناب میں نے اس ڈی۔ سی سے کہا کہ ڈی۔ سی صاحب دو سال جو کچھ آپ نے کر لیا ٹھیک ہے، میں نے ہر دروازہ کھٹکھٹایا، میری کسی نے بات نہیں سنی، خدارا اس غریب ضلع پر رحم کرو، یہ منڈی مویشیاں تو کم از کم اوپن آکشن کرو۔ اس نے اوپن آکشن نہیں کی اور چوبیس لاکھ روپے میں دونوں منڈیاں دے دیں۔ میں وہ بات کر رہا ہوں جو documents ہیں، جن کو کوئی چاٹ نہیں سکتا۔ میں نے اس سے بات کی کہ بھئی بات سنو! آپ ڈپٹی کمشنر ہیں، ہمارے ایڈمنسٹریٹر ہیں، اوہ جمہوریت کے چمپین، جمہوریت کا نام لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ ڈھائی سالوں میں غضب خدا کا کہ ہم جمہوریت کے چمپین الیکشن نہیں کرا سکے کہ بلدیاتی الیکشن کرا دیتے۔ ان ظالموں کو ہم نے، ان لٹیروں اور ڈاکوؤں کو ہم نے خزانے کے اوپر بٹھا رکھا ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ ہماری جمہوریت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو پھر ایڈمنسٹریٹر صاحب نے کیا کیا؟ چوبیس لاکھ روپے میں دونوں منڈیاں دے دیں۔ مجھے پتا چلا کہ اس میں تیس لاکھ روپیہ دے دیا گیا ہے۔ میں یہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر بات کر رہا ہوں۔ میرے پاس کون سا چارہ تھا، میں چیف منسٹر صاحب سے ملا، وزیر انٹی کرپشن صاحب سے ملا، ڈائریکٹر انٹی کرپشن صاحب سے ملا، ڈائریکٹر صاحب سے تو خیر جواب ہی مجھے بہت اچھا ملا۔ میں نے کہا جناب قرآن پاک منگوائیں، ڈی۔ سی کو بلالیں اگر وہ ہاتھ رکھ دے کہ میں نے اوپن آکشن کیا ہے تو میں resign دے کر گھر چلا جاؤں گا۔ ڈائریکٹر صاحب نے مجھے کہا ہمارے قانون میں قرآن کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ جمہوریہ پاکستان ہے جس کا نظریہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ جس میں قرآن کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اللہ کی لعنت ہو ایسے معاشرے پہ جس میں قرآن کی گنجائش ہی نہیں۔ رانے صاحب! میں سچ بات کہہ رہا ہوں ــــ

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری میں فقیری

کاش کہ وہ لوگ آج زندہ ہوتے جنھوں نے پاکستان کا نظریہ پیش کیا تھا یا وہ قائد آج ہوتا جس نے پاکستان بنا کر دیا تھا۔ خدا کی قسم ان کی روحیں آج بھی تڑپ رہی ہیں۔ وہ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں

کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں نہ کسی وسائل کی کمی ہے اور نہ ہی کسی اور چیز کی کمی ہے۔ یہ ہر چیز سے مالا مال ہے۔ پھر وہ ایسے ہوا کہ انٹی کرپشن کے ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو مامور کر دیا گیا۔ وہ اپنا فیصلہ لکھتے ہیں کہ جی حاجی چن ایک ایم۔ پی۔ اے ہے' اس کے بھانجے نے درخواست دی ہے کہ یہ اوپن آکشن نہیں ہوا' چیف منسٹر صاحب نے آرڈر کیے تو کیا ہوتا ہے؛ وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ سی۔ او کا تبادلہ تین دفعہ حاجی چن نے کروایا ہے اس لیے اس کا بھانجا درخواست دیتا ہے۔ میں نے ڈائریکٹر صاحب سے کہا کہ جناب! آپ ڈائریکٹر ہیں' ماشاء اللہ انیس گریڈ کے ہیں حالانکہ وہاں بیس گریڈ کا افسر ہوتا ہے لیکن وہ انیس گریڈ کے ہیں تب بھی ڈائریکٹر لگے ہوئے ہیں' پاور فل لوگ ہیں تو کیا کہتے ہیں' کہتے ہیں جی بیشک آپ پڑھ لیں۔ میں نے پڑھا۔ میں نے کہا ڈائریکٹر صاحب یہ بتائیں کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر صاحب نے یہ کہاں سے بات لی ہے وہ سی۔ او کا اپنا بیان تو پڑھیں۔ سی۔ او اپنے بیان میں نہیں کہتا کہ حاجی چن نے میرا تبادلہ کروایا نہ documents کہتے ہیں میں نے کبھی تبادلے نہیں کروائے۔ میں ہمیشہ تبادلے رکواتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اسے دیکھیں اور اسے پڑھیں اس نے کہا نہیں۔ وہ جھوٹ پر مبنی تھا میں نے کہا کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے یا تو کوئی دولت کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑا ہے یا کوئی ایسی اور پاور ہے جس نے جناب عالی اسے انصاف سے بالکل ہٹا دیا ہے۔ جناب والا! ہمارا کچھ نہ بنا وہ فائل ہو گیا۔ ہم ہائی کورٹ میں چلے گئے۔ اس ملک کے ساتھ زیادتی دیکھو آپ ایک چھوٹے سے ضلع کو دیکھ لیں۔ جناب وہ منڈیاں ۲۴ لاکھ میں گئیں۔ ہم نے ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہائی کورٹ نے وہ منڈیاں کینسل کیں اوپن آکشن کروایا اور وہی منڈیاں جو ۲۴ لاکھ میں گئی تھیں وہ آج ۹۸ لاکھ روپے میں بکی ہیں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ اب آپ وائنڈ اپ کیجیے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب یہ ملک کی باتیں ہیں۔ میری ذاتی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: جی وہ صحیح ہے۔ مگر دوسرے دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب میرے ضلع کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے۔

جناب یہ ۹۴-۹۳ کے ریکارڈ کی بات ہے ۹۴-۹۳ میں ۸۸ لاکھ کا ضلع ٹیکس جمع ہوا اس میں اخراجات بھی شامل ہیں ۹۵-۹۴ میں یہ ۸۹ لاکھ اور ۲۰ ہزار روپے بنا۔ میں نے ڈی۔ سی صاحب سے یہی کہا کہ ڈی سی صاحب اب تو آپ نے بڑا روپیہ کما لیا ہے چودھری محمد رفیق گل صاحب' آپ خدا کا خوف

کریں آپ نے بہت کچھ کھالیا ہے اس کا open auction کریں۔ تو جناب اس کا open auction ہوا اور یہ ۲ کروڑ ۴۲ لاکھ روپے میں گیا۔ یہ پھر کینسل ہوا اس کا پھر open auction ہوا اور یہ ۲ کروڑ ۴۳ لاکھ روپے میں گیا پھر اس کو کینسل کیا صرف اس وجہ سے کہ جی اس کے documents جعلی تھے میں نے کہا کہ ایڈمنسٹریٹر صاحب آپ ذرا عقل کی بات کریں کیا آپ کے پاس پہلے Call Deposit جمع نہیں تھی انہوں نے کہا کہ جی documents جعلی تھے۔ میں نے کہا کہ آپ اسے چھوڑیں۔ پھر پانچ ماہ اس نے اور کھالیا۔ پھر سات ماہ کا ہوا۔ یہ ایک کروڑ ۵۸ لاکھ روپے میں گیا جس میں ٹھیکیدار نے ۵ فیصد ایجوکیشن فنڈ بھی دینا ہے اور تین فیصد انکم ٹیکس بھی دینا ہے تو جناب اگر اس ملک کے ایک چھوٹے سے ضلعے کا اتنے کروڑوں روپیہ یہ کھا سکتے ہیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں تو ہم یہاں روز کیا باتیں کرتے ہیں یہ بدعنوانی کیسے ختم ہو گی۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا۔ میں نے پچھلے دنوں اخبار پڑھی تھی تو نواز شریف صاحب نے بھی ایک offer کی تھی اور لوگوں نے بھی offer کی ہے کہ ایک ٹریبونل بنایا جائے۔ وہ بڑوں کی باتیں ہیں۔ لیکن رامے صاحب خدا کے لیے اپنے صوبے میں ہی کم از کم ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔ آپ پنجاب کا بھی درد رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم اس پنجاب کے ساتھ وہ وہ ظلم ہو رہا ہے۔ رامے صاحب' آپ ریکارڈ منگوائیں آج میرے کاشتکار بھائی' پانچ پانچ ایکڑ کے مالک خدا کی قسم جیلوں میں پڑے ہیں اور غضب خدا کا کہ سندھ' سرحد اور بلوچستان میں کوئی ایک بھی کاشتکار مالیہ آبیانہ کے لیے جیل گیا ہو تو مجھے گولی مار دیں جناب والا! پنجاب نے کون سا ظلم کیا ہے پنجاب کا کاشتکار جیلوں میں کیوں بند پڑا ہے ہمارا پرسان حال کوئی نہیں۔ ہماری بات سننے والا کوئی نہیں پنجاب کے ساتھ جو ہوتا ہے ہوتا رہے۔ اس کے مالک بنیں۔ رامے صاحب اگلے روز محشر میں بھی میں آپ کا گریبان پکڑوں گا آپ ہمارے لیڈر بنیں' آپ ہمارے قائد بنیں۔ پنجاب کے ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ ——

جناب سپیکر، مہربانی۔ بہت شکریہ۔

حاجی محمد افضل چن ، میری آخری بات ہے۔

تو جناب ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ اگر آپ نے کمیٹی تشکیل نہ دی تو میں سمجھوں گا کہ اس بدعنوانی اور کرپشن کو آپ خراج دینا چاہتے ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔ یہ میرے بھولے بھائی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ تمہارے فیڈرل گورنمنٹ کے انٹی

کرپشن کے چیئرمین کا روزانہ بیان آتا ہے میں نے اثاثے کے تھے وہ اثاثے بھیجتے ہی نہیں۔ بھائی وہ کیسے بھیجیں تمہارا ہاتھ ان تک پہنچ ہی نہیں سکتا تمہارے تمام فیصلے بیورو کریسی کرتی ہے۔ اپنے میں ہمت پیدا کرو۔ اگر نہیں کر سکتے تو پھر اس کو چھوڑ دو پھر کوئی نیا سسٹم اپناؤ۔ یہ سسٹم غلط ہے تم اس کو نہیں چلا سکتے۔ اس کو چھوڑ دو۔ تو جناب میری یہی گزارش ہے خدا کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دیں تاکہ ہم جو روزانہ مسائل کے بارے میں یہاں روتے ہیں اگر یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تو وہ کم از کم ان کی چھان بین کر کے ہاؤس میں رپورٹ تو پیش کر سکیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی تجاویز میں نے سنی ہیں۔ میں ان پر غور کروں گا

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! صرف ایک شعر عرض کرنا ہے۔

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جُرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

جناب سپیکر، محمد اقبال خان خاکوانی۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

بادشاہ میر خان آفریدی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم ----

جناب سپیکر، اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو قوت کلام عطا فرمائی ہے لیکن ذرا اختصار سے کام لیجیے۔ تین بجے تک ہاؤس ہے اور وزیر صاحب نے وائنڈ اپ بھی کرنا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! پھر میں السلام و علیکم کہہ کر بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں و علیکم السلام میں ابھی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! آج کا موضوع اتنا اہم ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ----اور آج ہاؤس کا جو consensus ظاہر ہو رہا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے آج اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ اور میں آج سے نہیں جب سے میں اس اسمبلی میں آیا ہوں ۹۰ اور ۹۳ سے لے کر آج تک میں اس بات کا نقیب رہا ہوں کہ ہم تمام ایم پی اے حضرات اور پارلیمنٹرینز

کو ایک بات کا احساس کرنا چاہیے کہ ہم سب سے پہلے اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور جس طرح باقی محکموں میں ہوتا ہے اور میں نے پہلے بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کہی تھی کہ کوئی بھی محکمہ خواہ وہ پولیس کا محکمہ ہو خواہ وہ جنرل ایڈمنسٹریشن ہو یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ پاکستان بننے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی یہ مملکت معرض وجود میں آئی تھی تو اس وقت ایک کرپٹ اور بدعنوان آدمی کی نشاندہی کر کے اس کو حیرت سے دیکھا جاتا تھا کہ یہ شخص رشوت خور ہے اور بدعنوان ہے لیکن آج اس وطن عزیز پر یہ وقت آ چکا ہے کہ اس ملک میں اس شخص کو حیرت سے دیکھا جاتا ہے اس شخص کو تعجب سے دیکھا جاتا ہے جس کے متعلق پتہ ہو کہ یہ اچھے عہدے پر بیٹھا ہے اور اس کے باوجود یہ ایماندار ہے اور اسے پاگل تصور کیا جاتا ہے کہ یہ شخص پاگل ہے کہ اپنے وسائل کا استعمال کر کے اپنے مستقبل کو محفوظ نہیں کر رہا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بیوروکریسی، وہ لوگ جنہوں نے اس ملک میں لوٹ مار کا نظام رائج کر رکھا ہے وہ اپنی شعوری کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اپنی لوٹ مار پر پردہ ڈالنے کے لیے ہم سیاستدانوں کو بدنام کریں میں یہ بات ثابت کرنے کو تیار ہوں کہ اس وقت اس پاکستان میں اٹھارہ گریڈ کے جتنے بھی افسران موجود ہیں ان میں سے ہر ایک کی اولاد امریکہ اور لندن میں پڑھ رہی ہے لیکن جتنے سیاستدان بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کا آپ سروے کروا لیں آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ سوائے پانچ یا دس سیاستدانوں کے ہمارا کوئی ایم پی اے بھائی اس قابل ہو جو اپنی اولاد کو امریکہ یا لندن میں تعلیم دلوا سکے تو جناب والا! ایک سمجھے ہوئے منصوبے کے تحت، ایک سازش کے تحت ایم۔پی۔ایز کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ میں آج کھلے دل کے ساتھ اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں کو یہ offer کرتا ہوں اور میں نے یہ پوری کوشش کی ہے کہ آپ میری زبان سے اپنے کسی ایم۔پی۔اے کی کردار کشی کبھی نہیں سنیں گے میں نے یہ وتیرہ بنا رکھا ہے حکومت کن لوگوں کی ہے حکومت سیاستدانوں کی ہے ۔ آج اس ہاؤس میں ذکر ہوا کہ لوگ اس سسٹم سے تنگ آ چکے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس ہاؤس اور اس نظام کا بوریا بستر گول کر دیا جائے تو پھر مارشل لاء آئے گا اور جب مارشل لاء آئے گا تو پھر چودھری وصی ظفر صاحب یہاں بیٹھ کر مارشل لاء کی بدعنوانیوں کا ذکر کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ بدترین سے بدترین جمہوریت مارشل لاء سے بہتر ہے ۔ مارشل لاء دور میں جب کرپشن ہوا کرتی تھی ---- میں یہ نہیں کہتا کہ پچھلی مارشل لاء میں یا اس سے پہلے --- یہ حقیقت ہے کہ جو بھی مارشل لاء لگا اس سے ملک میں کرپشن

اور بدعنوانیوں کو فروغ ملا لیکن ہم سیاستدان جو جمہوریت کا نام لیتے ہیں جب اقتدار میں آتے ہیں تو پھر انہی لوگوں کو اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں کہ آپ آگے چلیں اور ہمیں راستہ دکھاتے جائیں۔ آج ایک منسٹر اپنے سیکرٹری کو sir کہہ کر بلاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک منسٹر کو عوام نے طاقت دی ہوئی ہے ایک وزیر اگر وزیر کے عہدے پر فائز ہوتا ہے ان کے پیچھے دو لاکھ ووٹروں کا ہاتھ ہوتا ہے جو اپنی آرزؤں کی تکمیل کے لیے جو اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے اس کو اسمبلی میں بھیجتے ہیں اس وزیر کی اتنی طاقت ہونی چاہیے کہ وہ بیوروکریٹ کو اپنے سامنے بٹھا کر رعب کے ساتھ بات کرے لیکن افسوس کہ ہم لوگوں کی اپنی کردار کشی نے ------ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم سب بدعنوان ہیں لیکن ہماری اپنی اخلاقی کمزوریوں نے آج ہمیں بیوروکریسی کے نیچے لگا رکھا ہے۔ میرے بھائی سرور خاں صاحب یہاں بیٹھے ہیں ۔ میں ابھی ان سے بات کر رہا تھا ۔ ان سے میری کچھ برادری بنتی ہے ۔ جناب رائے صاحب ، میں آپ کو عوام کا حال بتاتا ہوں کہ میرے پاس ایک شخص آیا۔ تھانہ پیر ودھائی سے وہ میرے پاس پہنچا ۔ جب وہ میرے گھر آیا تو اس کی یہ حالت تھی کہ اس کے بازو سے خون رس رہا تھا ۔ اور اس کے کپڑے خون سے لال ہو رہے تھے ۔ اس کی ٹانگ سے خون رس رہا تھا۔ پہلے میں نے سمجھا کہ شاید ڈھونگی ہے کچھ رقم مانگنے کے لیے آیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بھئی کیا تکلیف ہے ۔ اس نے روتے ہوئے کہا کہ ایک شخص نے جو میری بیوی پر ڈورے ڈال رہا تھا ۔ میں نے اس کو منع کیا تو اس نے گلی میں مجھے روک کر مجھ پر فائرنگ کی۔ ایک گولی اس کے بازو پر لگی اور دو گولیاں اس کی ران میں لگیں ۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ اس کی ہڈی محفوظ رہی ۔ میں پہلے آپ کو تھانے کی کارگزاری دکھاتا ہوں۔ تھانیدار نے اس سے کہا کہ پرچہ تب درج ہو گا جب مجھے دو ہزار روپے دو گے ۔ آپ خدا پہ یقین کریں کہ اس شخص نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی بچی کے کان کے کانٹے بیچے اور سترہ سو روپے اس تھانیدار کو دیے اور تین سو کا ادھار کیا کہ تین سو میں آپ کو بعد میں دوں گا تب اس کی شکایت درج ہوئی اور اس کے بعد جب وہ ہسپتال پہنچا ۔ ملزم بااثر تھا ۔ اس بات کی گواہی یہ خاں صاحب بیٹھے ہیں ان کے برادر نسبتی جو میرے رشتے میں بھانجے لگتے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں ۔ اور خاں صاحب اس بات کی تحقیقات کروائیں۔ جب میں اس کو لے کر ہسپتال پہنچا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں ڈسچارج کر دیا۔ رات وہ ہسپتال گیا اور صبح نو بجے ڈاکٹر صاحب نے مخالف پارٹی سے بیس ہزار روپے لے کر اس کو ہسپتال سے ڈسچارج کروا دیا۔ دوسرے دن وہ میرے پاس

پہنچا۔ اس کو لے کر میں ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ خوش قسمتی سے وہاں میرا ایک عزیز ڈاکٹر زاہد بیٹھا تھا۔ جس کو میں نے ساری کہانی بتائی۔ اس نے جب زخموں کا معائنہ کیا تو اس نے کہا ماموں جان اگر اس شخص کے ساتھ مزید لاپرواہی ہو جاتی تو اس کا بازو اور ٹانگیں دونوں کاٹنی پڑتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ اس کو میرے پاس لے آئے ہیں۔ انشاء اللہ ہم انکوائری کریں گے اور جس ڈاکٹر نے یہ غفلت کی ہے اس کے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔ اس وقت کرپشن کا یہ حال ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ ہم بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ یہ جو معاشرہ پاکستان میں تشکیل پا رہا ہے سیاستدان پولیس، کسٹم، ڈاکٹر ہم سب اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ جس قدر معاشرے میں بدعنوانی ہے اسی قدر بدعنوانی ہم لوگوں میں بھی سرایت کر چکی ہے۔ ہم معاشرے سے ہٹ نہیں سکتے۔ لیکن اس کے لیے آپ کو ایک انقلابی سوچ پیدا کرنی پڑے گی۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ دونوں طرف سے اس ہاؤس کی ایک ایسی کمیٹی بنائیں کہ جو پولیس تشدد کی انکوائریاں کرے۔ جو از خود اس ضلع میں پہنچے جہاں پولیس تشدد کی شکایت ملے خود وہاں جا کر انکوائری کرے کہ ایک بے گناہ آدمی کو تھانے میں بلا کر کیوں چھترول کیا گیا۔ آج بھی اخبار میں خبر چھپی ہے کہ فیصل آباد میں ایک سولہ سالہ بچے کے ساتھ تشدد کیا گیا۔ اور اس کے اوپر رولر پھیرا گیا جس سے اس کے گردے فیل ہو گئے اور گردوں میں پانی بھر جانے سے وہ بچہ ہلاک ہو گیا۔ آج اس ایوان میں جو کہ چھ گھنٹوں سے چل رہا ہے اس سولہ سالہ بچے کی آواز کسی نے آپ کو یہاں نہیں سنائی۔ کسی نے آپ سے یہ سوال نہیں کیا کہ وہ ایک محنت کش کا سولہ سالہ بچہ تھا اس کو کس قصور میں تھانے میں بند کیا گیا اور پولیس کو کس نے اختیار دیا کہ اس کو موت کی سزا سنا دی۔ معاشرہ بے لگام ہو چکا ہے ہم لوگوں کو جاگنا پڑے گا۔ اگر ہم لوگ سوتے رہے، ادھر والے بھی اور ادھر والے بھی تو آپ یقین کیجیے کہ ایک وقت آئے گا کہ جب آپ ایم پی اے کی پلیٹ لگا کر بازاروں میں گھومیں گے لوگ آپ کی گاڑی کو جلا دیں گے۔ آج لوگوں کے گھر میں فاقے راج کر رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ قصور پیپلز پارٹی کا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ قصور ہماری حکومت کا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قصور سیاستدان کا ہے۔ اسے اپنی آنکھیں کھولنی پڑیں گی، اسے اپنے حقوق کی پہچان کرنی پڑے گی جب تک سیاستدان بیدار نہیں ہو گا۔ یہ بیوروکریسی کنٹرول میں نہیں آئے گی۔ ایک بھی ایماندار سیاستدان یہاں آ جائے۔ ہم لوگ تہیہ کر لیں کہ ہم دونوں بھائی ہیں۔ خواہ ادھر بیٹھے ہیں خواہ ادھر بیٹھے ہیں۔ سب سے پہلے ہم نے اپنی عزت کی حفاظت

کرنی ہے۔ سب سے پہلے ہم نے آپ کو عزت دینی ہے اور آپ نے ہمیں عزت دینی ہے۔ اس کے بعد ہم نے بیٹھ کر تہیہ کرنا ہے کہ ہم نے کرپشن بدعنوانی کے خلاف جہاد کرنی ہے۔ میرے دوست غلام عباس صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ جب یہ مشیر انٹی کرپشن میں تھے۔ میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ بڑے بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب سے یہ مشیر بنے ہیں شاید یہ بھی کسی سیکرٹری کے نرغے میں آ گئے ہیں۔ ان کے وہ دعوے جو یہ اس وقت فلور پر بیٹھ کر کیا کرتے تھے آج تک انھوں نے اپنی وہ کارکردگی نہیں دکھائی میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ میں ہمت ہے' آپ میں جرأت ہے' آپ میں صلاحیت ہے۔ آپ کرپشن' رشوت اور بدعنوانی کے خلاف آگے قدم بڑھائیں۔ آپ کا جو بھی قدم بڑھے گا ہاشی خان کا قدم آپ کے ساتھ ہو گا۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ ---------- محترم غلام سرور خان صاحب' آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں یا وزیر انٹی کرپشن کو موقع دیا جائے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر' وائنڈ اپ تو متعلقہ وزیر نے کرنا ہے اگر ویسے آپ مہربانی کریں اور پانچ منٹ دینا چاہیں تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: بسم اللہ کیجیے۔ اس کے بعد وزیر موصوف کو موقع دیں گے۔

وزیر صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ مجھے خوشی بھی ہوئی ہے کہ آج کے اس مقدس اجلاس میں ایک حقیقی سوچ ابھر کر سامنے آئی ہے کہ ہمارے ملک میں کرپشن ایک موذی مرض بن چکی ہے' سرطان کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اور آج تک کبھی کسی سیاستدان' کبھی کسی بیوروکریٹ نے اس کے خاتمے کے بارے میں نہیں سوچا۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ کچھ دن پہلے ہماری قومی اسمبلی میں بھی اس ایشو پر consensus تھا۔ کہ کرپشن کی جا رہی ہے اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت سیاست دانوں کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے' ہم برملا اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور اقرار بھی کرتے ہیں۔ کہ کچھ قوتیں ایسی ہیں جو سیاست دانوں کو بدنام کرنا چاہتی ہیں۔ جو اس جمہوری عمل کا خاتمہ چاہتی ہیں۔ وہ قوتیں ملک دشمن قوتیں ہیں۔ اور وہ قوتیں زرد صحافت کو بھی استعمال کرتی ہیں۔ آج سیاستدان کی کردار کشی جتنی زرد صحافت کر رہی ہے اتنی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ آج کچھ چہرے ایسے ہیں جو خود تو پس پردہ

ہیں لیکن سیاستدانوں کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑے ہوئے ہیں۔ اور آج کا سیاستدان اتنا بھولا ہے۔ مجھے افسوس ہوا کہ میرے بھائی جناب انعام اللہ خاں نیازی کی تقریر جو کہ اس ایوان میں آج کے اوپننگ مقرر تھے۔ انھوں نے آج بھی ٹارگٹ اپنے سیاستدان بھائیوں کو بنایا۔ اس سے پہلے جمہوری عمل بھی رہا مارشل لاء بھی آیا لیکن کرپشن کے اتنے چرچے نہیں تھے۔ کرپشن اتنی عام نہیں تھی۔ سیاستدان اتنا بدنام نہیں تھا۔ لیکن 1985ء کے ایوان جو کہ غیر جماعتی ایوان تھا۔ اس اسمبلی کے بعد جو بھی حکومتیں آئیں میں سمجھتا ہوں کہ یہاں زمیندار کے خلاف بات ہوتی ہے' یہاں جاگیر دار کے خلاف بات ہوتی ہے۔ آج سرمایہ دار کے خلاف بھی بات ہو رہی ہے۔ ٹھیک یہ لوگ اس گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ جاگیر دار نے بھی اس ملک کو لوٹا ہے۔ اس نے بھی زمینداروں کا استحصال کیا ہے' اس سسٹم کا استحصال کیا ہے۔ لیکن جس دن سے سرمایہ دار سیاست میں آیا ہے اس نے سیاست کو تجارت بنایا ہے۔ اور اس دن سے کرپشن بڑھی ہے۔ جناب سپیکر' اس پہ دوستوں کی کافی مثبت تجاویز بھی ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا - باتیں ہو رہی ہیں کہ وفاقی سطح پر ایک قومی کمشن برائے احتساب بنایا جائے جو تمام لوگوں کا احتساب کرے۔ سیاستدانوں کا بھی احتساب کرے لیکن ساتھ ہی ساتھ بیورو کریٹ کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔ اور زرد صحافت کا بھی احتساب ہونا چاہیے جو کہ سیاست کو بدنام کر رہے ہیں' سیاست دانوں کو بدنام کر رہے ہیں اور جو اس سسٹم کو بدنام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر' میں سمجھتا ہوں کہ وقت تھوڑا ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں تو دو منٹ اور بات کر لوں

جناب سپیکر ، آپ نے بہت اچھی بات کی ہے' بہت واضح ہے۔ اس کی طاقت کو قائم رہنے دیجیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر' تھوڑا سا وقت بڑھا دیں اور ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر ، میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! ہمارا مؤقف بھی سن لیا جائے۔

جناب سپیکر : جی میں سن چکا ہوں۔ آپ کو بہت موقع دیا۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر : نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں زیادتی کرتا ہی نہیں ہوتا۔

رانا سہیل احمد نون : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے۔

رانا سہیل احمد نون : جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اس ایوان میں آج جو فوری اور اہم نوعیت کا مسئلہ ہے وہ کاشت کاروں کے لیے ٹیلوں پر پانی کی قلت کا ہے۔ یہ محکمہ انہار کے افسران کی غفلت ہے جسے ہمارا غریب کاشت کار بھگت رہا ہے۔ جناب والا! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تحصیل شجاع آباد جلال پور پیر والا ملتان ضلع میں ایک ٹیل بھی ایسی نہیں ہے کہ جس پر پانی پورا ہو۔ کاشت کار بہت کسمپرسی کی حالت میں ہیں ۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ ہدایت فرمائی جائے کہ پورے پنجاب کے اندر ٹیلوں پر پانی پورا کیا جائے کیونکہ آج کل کاشت کے دن ہیں اور گرمی زیادہ پڑ رہی ہے جس سے کاشت کاروں کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر : یہاں بہت سے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں میں ان سب سے درخواست کرتا ہوں کہ از راہ کرم وہ اس بات کو کابینہ میں اٹھائیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کو ہاؤس کی طرف سے، میری طرف سے اور اپنی طرف سے اس بات سے آگاہ کریں اور اس پر فوری ایکشن کروائیں۔ جی جناب غلام عباس!

جناب ارشد عمران سلہری جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر ! اس سے پیشتر کہ وزیر اینٹی کرپشن بات کریں تین منٹ کے لیے مجھے وقت دے دیں۔ صوبہ پنجاب میں جو کرپشن ہوئی ہے اس پر تین حساس اداروں کی رپورٹ ہے جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے چلیے آپ کو تین منٹ دیے جاتے ہیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری : شکریہ ۔ جناب سپیکر ! ویسے تو کرپشن کا موضوع ایسا ہے کہ اس پر بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے اور فوری طور پر اس ملک کو، اس قوم کو، سیاست دانوں کو اور حکمرانوں کو اس کے سدباب کے لیے کوئی ایکشن کرنا چاہیے۔ اس وقت صوبے کے اندر بلکہ پورے ملک کے اندر کرپشن کے حوالے سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں ہیں، میرے سے بھی مخفی نہیں ہیں بلکہ ہر کسی کے علم میں ہے کہ آج کوئی بھی کام رشوت دیے بغیر نہیں ہوتا۔ جناب والا ! ایک امریکی اخبار کی

رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں اس وقت دو ملک ایسے ہیں جو کرپشن کے لحاظ سے top پر ہیں ان میں پاکستان سرفہرست ہے جبکہ دوسرے نمبر پر افریقہ کا ایک ملک زائر ہے۔ عوام کی زندگی رشوت جیسی آلائشوں کے سبب جہنم بن کر رہ گئی ہے شاید ہی کوئی سرکاری' نیم سرکاری یا سیاسی شعبہ ایسا ہو جس میں رشوت کا دھندہ عام نہ ہو۔ تین حساس اداروں کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق گریڈ 1 سے 22 تک کے 11,311 افسران اور ملازم اس میں شامل ہیں جو 9 کھرب 40 ارب کے اپنے اثاثے اپنی بیوی بچوں ' بھانجوں ' بھتیجوں اور قریبی رشتہ داروں کے نام منتقل کروا چکے ہیں اور اپنے گوشواروں کو انھوں نے بالکل کنگال اور کوڑی کوڑی کا مقروض ظاہر کیا ہے۔ ملک بھر میں بڑی بڑی جائیدادیں بنانے والے گریڈ 1 سے 16 تک کے 8782 سرکاری ملازمین ہیں' گریڈ 17 سے 18 کے 1712 افسر ملازمین ہیں' گریڈ 19 کے 590 ' گریڈ 20 کے 200 افسران ہیں اورگریڈ 21 اور 22 کے 27 سرکاری افسران ہیں۔ امیر ترین اہل کار اور افسران میں محکمہ انکم ٹیکس' پولیس' بورڈ آف ریونیو' لوکل گورنمنٹ' ایکسائز' کسٹم' ایف آئی اے' محکمہ تعمیرات اور محکمہ انہار کے ملازم شامل ہیں۔ جناب سپیکر! یہ وہ رپورٹ ہے جو کہ ملک کے تین حساس اداروں نے مرتب کر کے وقت کی وزیراعظم صاحبہ کو بھی بھجوائی ہوئی ہے ۔ اس وقت میرا ان سے بھی یہی سوال ہے کہ جب یہ رپورٹ پہنچ چکی ہے تو وزیراعظم صاحبہ نے ' ملک کے صدر نے ان ملازمین کے خلاف جن کی رپورٹ تین حساس اداروں نے پیش کی کیا ایکشن لیا ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : بڑی مہربانی ۔ جی جناب غلام عباس صاحب !

وزیر انٹی کرپشن : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! شکریہ۔ ممکن ہے بیماری کی وجہ سے میں اپنی بات اس طرح سے نہ کہہ سکوں ۔

انداز بیان اگرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

جناب والا ! میرے معزز دوست ہاشمی خان صاحب پہلے یہاں ہاؤس میں تشریف فرما تھے اب تشریف لے گئے ہیں انھوں نے فرمایا کہ شاید میں کسی سیکرٹری کے چکر میں آ گیا ہوں ۔ ۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی Think of the angel and he is there .

وزیر انٹی کرپشن: جی He is our brother. ۔ جناب والا ! میں وزیر نامزد ضرور کیا گیا ہوں مگر ابھی

تک نہ کوئی سیکرٹری دیا گیا ہے، نہ ایڈیشنل سیکرٹری اور نہ ہی ابھی تک محکمے کا notification ہوا ہے۔ یہ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن ایک بات ضروری ہے کہ مجھے باہر ابھی عبدالرحمٰن خان بلی صاحب نے بتایا کہ میرے دوست چودھری غلام عباس صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ میں معذرت خواہ ہوں مجھے علم نہیں تھا میں نے سمجھا کہ وہ شاید کسی وجہ سے خاموش ہیں۔ میں اس کے لیے ان سے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : ہاشی خان صاحب! دراصل دو ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں۔ ایک ایکسیڈنٹ جسمانی ہوا ہے اور دوسرا ایکسیڈنٹ انتظامی ہوا ہے۔ دوسرے ایکسیڈنٹ کے بارے میں عجیب بات ہے کہ جب تک وٹو صاحب کا دور رہا تب بھی ان کا notification نہیں ہوا اور اب جب سے یہ وزیر بنے ہیں تب سے بھی ان کا notification نہیں ہوا۔

وزیر انٹی کرپشن "میں کس کس کے ہاتھ میں اپنا لہو تلاش کروں"۔

جناب عبدالرؤف مغل : اس میں رائے صاحب کا بھی ہاتھ ہے۔ یہ جب گورنر رہے ہیں تو انھوں نے آپ کا notification نہیں ہونے دیا۔

وزیر انٹی کرپشن : آپ تشریف رکھیں شاید آپ بھی اس میں شامل ہوں۔

میں کس کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
کہ سارے شہر نے پہن رکھے ہیں دستانے

جناب سپیکر! سارے شہر سے مراد تمام محکموں کی بات ہے۔ کس کو مسیحا جانیں، کس کو رہبر مان لیں، کس قانون کے دروازے پر دستک دیں جہاں بھی جائیں اس ملک کے عوام کو اندھیرے کے علاوہ کچھ میسر نہیں ہے۔ میں محترمہ وزیراعظم پاکستان کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے اپنے کارکن کے مطالبے پر برصغیر کی تاریخ میں پہلی بار انٹی کرپشن کی وزارت بنانے کا اعلان صادر فرمایا۔ یہ آج تک کہیں نہیں ہوا۔ منزلیں ہیں منزل در منزل ہے۔ جس احساس کا آج آپ نے اظہار کیا ہے اگر تمام دوست، سیاست دان مل بیٹھیں تو یہ منزلیں بھی ضرور انشاء اللہ آسان ہو جائیں گی۔ آپ سیاست دانوں کی بے بسی کا اسی سے اندازہ کریں کہ سیاست دان کس حد تک بیورو کریسی کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے۔ میری موجودگی میں 20 دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے سیکرٹری صاحبان سے کہا کہ دو دن کے اندر اندر

نوٹیفکیشن کر کے یہ محکمہ بنا دیا جائے مگر عمل نہیں ہوتا ۔ اس لیے کہ وہ بیوروکریٹ جن کے بچے لندن اور امریکہ میں پڑھتے ہیں یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ ملک کی وزیر اعظم تو اپنا گوشوارہ دیں ----

جناب سپیکر۔ وقت میں دس منٹ کا اور اضافہ کیا جاتا ہے ۔

وزیر انٹی کرپشن۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ تو اپنا گوشوارہ پیش کریں، وزیر اعلیٰ صاحب اپنا گوشوارہ دیں، سپیکر پنجاب اسمبلی، تمام صوبائی اسمبلیوں اور قومی اسمبلی کے لوگ اپنے گوشوارے دیں مگر کوئی بھی جمہوری حکومت ہو آج تک اس کے اندر یہ جرأت نہیں ہوئی اور نہ کوئی ایوان یہ فیصلہ کر سکا ہے کہ ایک اسسٹنٹ کمشنر، ایک ایس پی یا ڈی سی تک سے گوشوارہ لے سکیں۔ سیاستدانوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ بظاہر حکومت کبھی میاں نواز شریف کی پارٹی کر رہی ہے کبھی پیپلز پارٹی کر رہی ہے اور کبھی کوئی مسلم لیگ کر رہی ہے مگر در اصل یہ ماسک ہیں جو کرپٹ بیورو کریسی اپنے چہروں پر سجا لیتی ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور جب ایک سیاسی جماعت کا ماسک گندا ہو جاتا ہے تو کمال ہوشیاری سے اس ماسک کو اتار پھینک کر وہ بھیڑیا ایک نئے چہرے کی صورت میں عوام کو لوٹنا شروع کر دیتا ہے ۔ جناب ہاشمی خان صاحب یہاں تقاریر ہوتی ہیں یہاں پر ہم تمام لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ فلاں سیاست دان لوٹ گیا فلاں لٹ گیا کیوں ایک ایسی تحریک کو جنم نہیں دیا جاتا کہ جس شہر میں لوٹ مار ہو اس شہر کے بیورو کریٹ کا منہ کالا کر کے اس کو گدھے پر بٹھا کر پھیرا جائے تاکہ لوگوں کے سامنے اس ملک کو لوٹنے والے اس ملک کو توڑنے والے اور اس ملک کو تباہ کرنے والے اصل چہرے بے نقاب ہوں ۔ آج ایک منظم سازش کے تحت سیاستدانوں کو بد نام کیا جا رہا ہے ۔ میں کہوں گا کہ تمام سیاست دان پاکیزہ ہیں مگر ہر وہ شخص جو کہ کالی بھیڑ کی شکل دھار کر سیاستدانوں کے اندر گھسے ہوتے ہیں وہ ناپاک لوگ ہیں وہ سیاست میں ناسور ہیں، اپوزیشن اور حکومت کو مل کر ان لوگوں کو نکالنا ہو گا (نعرہ ہائے تحسین)۔ آپ نے کمیٹی کی بات کی میں آپ کی کمیٹی کی بات کی تائید کرتا ہوں میں تسلیم کرتا ہوں آئیے ہاتھ اٹھائیں اور اس ایوان میں قرآن لائیں قائد حزب اختلاف بھی قرآن اٹھائے قائد ایوان بھی قرآن اٹھائے تمام ممبران اسمبلی قرآن لے کے آؤ یا ملک سے محبت کا دعویٰ چھوڑ دو یا عوام سے دکھ کی بات نہ کرو یا عوام سے دکھ کی بات نہ کہو یا مگر مچھ کے آنسو رونے بند کر دو ۔ جناب سپیکر، میری یہ تجویز ہو گی کہ آپ اگلے اجلاس میں یہاں رشوت پر بحث رکھیں اور ہر شخص سے قرآن پر حلف اٹھوائیں کہ ہم میں سے کوئی سیاست دان نہ رشوت لے گا اور نہ

رشوت لینے والے کی حمایت کرے گا اور پھر یہاں پر ایک کمیٹی بنائیں اور ہر روز کی بکواس کو ختم ہونا چاہیے کہ کون کرپٹ ہے اور کون نہیں ہے۔جناب والا' ہم سیاست دان ہیں ہمیں پہلے اپنی برادری کو پاکیزہ کر لینا چاہیے اگر ہم پاکیزہ ہوں گے تو پورے ملک کو پاکیزہ کریں گے عوام ہمارے ساتھ ہیں ایک فی صد بیورو کریسی ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی ۔آپ یہاں پر کمیٹی بنائیں اور پھر ہمارے پاس ان ایم این ایز کی بھی لسٹیں ہیں جو کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کالی بھیڑیں ہیں ان بیورو کریٹس کی لسٹیں بھی ہیں جن کے مقدمات ہمارے پاس زیر سماعت ہیں پھر ان سے بھی حلف لیں ۔ جس کمیٹی میں اپوزیشن اور حکومت شامل ہو گی اگر اس میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے پیسہ دینا ہے تو پھر ہم اسے کسی عدالت میں نہیں جانے دیں گے عوام کی عدالت اور اسمبلی کی عدالت میں بیٹھ کر وہ پیسہ ادا کرے یا حکومت اور اپوزیشن اپنے ان ممبران کو اپنی پارٹیوں سے باہر نکالیں-------

لالہ مہر لال بھیل، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! غلام عباس صاحب نے رشوت لینے اور دینے والے کی بات کی ہے ۔ اس بارے میں میری ایک گزارش ہے کہ پولٹری فارم کے لیے میری ایک مسل 1994ء میں مرتب ہوئی۔ فیلڈ عملے نے اسسٹنٹ کمشنر نے اور کمشنر نے سفارش کر کے S O صاحب کے پاس بھیجی لیکن اسی رقبے پر جہاں میری سمری بنی تھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ لے کر انھوں نے اسی وقت زمیندار کو الاٹمنٹ کر دی------

جناب سپیکر، لالہ جی میری بات سنیے ۔ ہمارے غریب لوگوں کے پاس ایک قائد اعظم ہی ہے اس کو اس طرح بد نام نہ کریں۔

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! نوٹ پر قائد اعظم کی مہر ہے۔

جناب سپیکر، میں سمجھ رہا ہوں جو آپ کہہ رہے ہیں وہ سب جانتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نہیں۔ ہمیں یہ بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی مذمت کرنی چاہیے کہ جو لوگ رشوت یا رشوت کے نوٹ کے لیے قائد اعظم کا لفظ استعمال کرتے ہیں ہم ان کی مذمت کرتے ہیں اور آئندہ کم از کم یہاں اس کی احتیاط کرنی چاہیے اور میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔ آگے چلیے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! اب ان کو بٹھا دیں اور غلام عباس صاحب کو تقریر کرنے دیں۔

جناب سپیکر، للہ جی آپ کا مسئلہ ایک ذاتی مسئلہ ہے۔ آپ کو تکلیف ہے پریشانی ہے ہم اس کو محسوس کر رہے ہیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اتنا لمبا نہ ہو جائے کہ تقریریں رہ جائیں۔

للہ مہر لال بھیل، میرا پوائنٹ آف آرڈر لمبا نہیں ہے۔ میری تو یہی گزارش تھی کہ جس محکمے میں بھی جائیں پٹواری سے لے کر پولیس تک جب تک ان کو رشوت نہ دی جائے اس وقت تک ان کی قلم نہیں چلتی حتیٰ کہ دستخط بھی نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسی کا تدارک کرنے کے لیے بات ہو رہی ہے۔ چودھری صاحب اب آپ مہربانی سے پانچ منٹ میں اپنی بات wind up کریں۔ جس انداز سے آپ چلے ہیں اس کے لیے تو دو گھنٹے چاہئیں لیکن مہربانی سے wind up کیجیے اور میں سارے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے سب دوست چودھری غلام عباس صاحب کے اس جذبے کی قدر کرتے ہیں انھوں نے پہلے بھی اس بات کا مکمل عندیہ ظاہر کیا کہ کرپشن کو ختم کرنے کے لیے ان کے بس میں جو کچھ ہے یہ کریں گے تو انھیں اختیار دلوائیے۔ میں وزراء صاحبان سے بھی کہتا ہوں کہ یہ بات بڑی نا مناسب ہے کہ ایک شخص کو وزیر بنا دیا جائے لیکن اس کا نوٹیفکیشن نہ ہو اس کو عملہ نہ دیا جائے تو پھر اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ شاید حکومت خود ہی کرپشن کو ختم کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے (نعرہ ہائے تحسین) تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور کیبنٹ کو بھی اس سلسلے میں فوری طور پر عمل در آمد کرنا چاہیے۔ جی چودھری ظہیر صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس تجویز کی تائید کرتا ہوں چونکہ للہ مہر لال بھیل کی وجہ سے ان کی تقریر میں تھوڑا سا وقفہ آیا ہے تو ہمارے ایک دیانت دار اور محنتی ساتھی وزیر نے ہاتھ اٹھانے کی بات کی تھی جس پر میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے کہ فیض صاحب نے ایک دعا لکھی ہے کہ۔

آئیے ہاتھ اٹھائیں ہم بھی
ہم جنھیں رسم دعا یاد نہیں
ہم جنھیں سوز محبت کے سوا

کوئی بت کوئی خدا یاد نہیں
جن کا دین پیروی کذب و ریا ہے ان کو
ہمت کفر ملے جرأت تحقیق ملے
اور جن کے سر منتظر تیغ جفا ہیں ان کو
دست قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق ملے

جناب سپیکر: ماشاء اللہ ماشاء اللہ ۔ فیض صاحب بھی زندہ باد اور آپ بھی زندہ باد۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی بسم اللہ

جناب باد شاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! میں ایک بار پھر آپ سے معذرت کے ساتھ کہ میرے فاضل دوست کی تقریر اتنی موثر اور ہمارے دل پر اتنا اثر کر رہی ہے کہ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جب تک وہ بولتے رہیں ان پر ٹائم کی قدغن نہ لگائی جائے۔ کیونکہ وہ دل کی باتیں کر رہے ہیں اور ہم بھی متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی چودھری صاحب بسم اللہ۔

وزیر انٹی کرپشن: شکریہ جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے ملک میں احتساب کا نظام ابھی تک set ہی نہیں ہو پایا۔ 1947ء سے پہلے جو انگریزوں کے ساتھی تھے' اس کے بعد یہ رسم و رواج چل گیا کہ جو بھی عوام دشمنوں کے ساتھ مل کر بڑا ہو گیا وہ ہمیشہ کے لیے بڑا ہو گیا اور عوام پر مسلط ہو گیا ۔ ابھی آپ خود اندازہ کریں مجھے جناب کا حکم ملا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے پاس صرف 700 ملازمین ہیں اور 5/ 4 کروڑ کا بجٹ ہے۔ ایک ضلع کے اندر ایک انسپکٹر اور دو سپاہیوں کا عملہ ہے جس کے پاس نہ ٹیلیفون ہے نہ دفتر ہے اور نہ ہی گاڑی ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ کرپشن کو ختم کرنے کے لیے ہم کس حد تک مخلص ہیں۔ جناب والا نہ تو گذشتہ حکومت نے اس طرف کوئی قدم اٹھایا اور نہ ہی موجودہ حکومت نے ابھی تک کوئی پیش رفت کی ہے۔ جناب والا ہم نے لکھ کر دیا کہ 3600 ملازمین کر دیے جائیں اور ہم نے تقریباً 41 کروڑ روپے کے بجٹ کا مطالبہ کیا۔ جناب والا ہمیں یہ چار کروڑ کا بجٹ دے رہے ہیں اور صرف تریموں ہیڈ ورکس کے ایکس ای این کی ساڑھے تین کروڑ روپے کی fudge payement ہم نے پکڑی ہے ۔ جنہوں نے تریموں کی spur

بنائی تھی اور یہ ساٹھ فٹ کی بنائی تھی لیکن ساٹھ فٹ کی بجائے سولہ فٹ کی بنائی گئی۔ مجھے اس کا پتا چلا میں نے اس کا پانی فوری طور پر رکوا کر پیمائش کروائی تو وہ سولہ فٹ تھی۔ اب المیہ یہ ہے کہ وہ ایکس ای این ایک بہت بڑے آدمی کا رشتہ دار ہے۔ اس کے مدعی کے خلاف زنا کا جھوٹا مقدمہ درج کروا دیا گیا اور پندرہ دن مدعی کو جیل میں رکھا گیا۔ اس کو کہا گیا کہ یا تو زنا کا پرچہ بھگتو یا ہمارے داماد کے خلاف جو پرچہ ہے اس میں مدعی نہ بنو۔ گورنر صاحب کو اس میں مداخلت کرنا پڑی' مجھے بھی پولیس کے ساتھ اس مسئلے میں جھڑپ لینا پڑی اور پندرہ دن بعد ہم نے اسے رہا کروایا۔ اب آپ اندازہ کریں ہم کس حد تک اس قوم کے ساتھ دھوکے میں شریک ہیں۔ ہم نے ضلع لاہور کی رجسٹریوں کا آڈٹ کیا جس میں سے تیرہ ہزار ایسی رجسٹریاں ملیں جن کے اوپر جعلی بنک رسیدیں لگی ہوئی تھیں۔ کسی کی پوری رقم ہی جمع نہیں ہوئی اگر کسی نے سو روپے جمع کروایا ہے تو آگے دو صفریں ڈال کر ایک لاکھ روپے کر دیا ہے۔ پانچ سو رجسٹریوں کا ہم نے آڈٹ کیا جس میں سے 54 لاکھ روپے کا short fall تھا ۔ پھر ہم نے ماڈل ٹاؤن کچہری کے رجسٹرار آفس کا ریکارڈ چیک کیا تو ایک مہینے میں ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے کا short fall تھا اور اگر پورے پنجاب کے تمام رجسٹراروں کے دفتر کا معائنہ کیا جائے جو کہ ایک سو کے قریب تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دفاتر ہیں تو آپ خود اندازہ کریں کیا حالت ہو گی۔ جناب والا اس میں میرے خیال میں پانچ سو کے قریب ملازمین ہوں گے یا کہیں کہیں ان کے پیچھے بے غیرت سیاست دان بھی بیٹھا ہو گا جو تحصیل دار کو نہیں ہلنے دیتا ہو گا اور وہ نام نہاد سیاست دان ہو گا۔ جناب والا اگر صرف اسی ایک مد کو کنٹرول کر لیا جائے تو پنجاب کا بجٹ اس سے پورا ہو جائے گا۔ میں یہ بات آج دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور ہمارے محکمے کو چالیس کروڑ روپے کا بجٹ دیں اور دو سال مجھے فری ہینڈ دیں اور پھر اگر پنجاب میں ٹیکس لگانا پڑیں تو آپ مجھے پھانسی لگا دیں۔ جناب والا آپ کو ٹیکس نہیں لگانے پڑیں گے۔ آپ محکمہ تعلیم میں جائیں ہم نے صرف لاہور تحصیل کا آڈٹ کیا ہے 42 لاکھ روپے کی جعلی تنخواہیں نکل رہی ہیں۔ فرضی ناموں پر جو ٹیچر نہیں ہیں اور ان کی کہیں پر بھرتی بھی نہیں ہے۔ صرف ایک تحصیل میں اس طرح 42 لاکھ روپے مہینہ جعلی تنخواہیں نکل رہی ہیں۔ جناب والا یہ صرف ایک تحصیل کی بات کر رہا ہوں اس صوبہ میں ایک سو تحصیلیں ہیں۔ اگر تمام تحصیلوں کا........

جناب سپیکر ، وقت ساڑھے تین بجے تک کے لیے آخری طور پر بڑھایا جاتا ہے اس کے بعد یہ

اجلاس برخاست ہو جائے گا۔

وزیر انسداد رشوت ستانی ، ٹھیک ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر ہم اگر اپنے ٹھیکیدارانہ نظام کی طرف جائیں میں آج اپنے ہی ضلع کی بات کرتا ہوں کہ اپنی میونسپل کمیٹی سے ہم نے 18 کروڑ روپے کے ٹیکس اکٹھے کیے اور اس میں سے سوا چودہ کروڑ روپے محکمے کے افسران کی عیاشی کے اوپر خرچ ہوا ہے اور پونے چار کروڑ روپے کا بجٹ عوام کے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوا ہے یعنی اس میں سے بھی ستر فیصد بجٹ عوام تک نہیں پہنچا تیس فیصد کمشن تیس فیصد بعض گرگ قسم کے سیاست دان اور کچھ وہ ٹھیکیدار کھا گئے ہیں۔ جناب والا ایک شہر سے اگر آپ 18 کروڑ روپے اکٹھا کرتے ہیں اور ان کو ایک کروڑ روپے آپ return کر رہے ہیں۔ آپ کو لوگ کیوں ٹیکس ادا کریں گے ؟ لوگ کیوں تباہ ہوں کیوں نہ وہ ہمیں گالیاں دیں' ان کو حق حاصل ہے کہ ہمیں گریبانوں سے بھی پکڑیں ہمیں گھسیٹیں اور ہمیں گالی بھی دیں' ہمیں زندہ درگور کر دیں جب ہم ان کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! ہمیں اس سلسلے میں ایک واضح حکمت عملی اختیار کرنا ہو گی اور اس سلسلے میں پنجاب کے تمام سیاست دانوں کو اکٹھا ہونا ہو گا یا تو اس ملک میں سیاسی حکومتیں رہیں گی یا پھر بالکل نہیں رہیں گی اگر یہی صورت حال جاری رہی۔ We are heading towards bad anarchy جناب والا! غریب آدمی تو دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتا۔ پچھلے دنوں میں سروسز ہسپتال میں گیا کوئی بیڈ ایسا نہیں تھا جس کے اوپر دو ہزار روپے کی باہر کی لیبارٹری کی رسید نہیں پڑی ہوئی تھی۔ جناب والا کروڑوں روپے کی مشینری ہسپتالوں کے اندر لگی ہوئی ہے اگر وہاں پر آپ نے لیبارٹری نہیں چلانی تو پھر کیوں اتنا پیسہ لگایا ہے اور حالت یہ ہے کہ آپ ہمارے اپنے شاہانہ خرچے دیکھیں کہ ہیلی کاپٹر موجود ہے جہاز موجود ہے اور جہاز خرید لو۔ میں ایک وزیر ہوں میرا جب حادثہ ہوا تو اس سلسلے میں مجھے ہسپتال لے جایا گیا۔ میرے وہاں پر ایکسرے ہوئے پینل آف ڈاکٹرز نے بھی دیکھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کی ریڑھ کی ہڈی کا ایک مہرہ کا fracture ہے۔ جب میں وہاں سے فارغ ہوا تو مجھے کسی نے بتایا کہ ایک جدید ایکسرے نظام آیا ہے اس میں سے آپ ایکسرے کروائیں۔ جناب والا! پندرہ ہزار روپے اس ایکسرے کی فیس تھی۔ میں نے ایکسرے کروایا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے دو مہرے fracture ہیں اور دو slip ہیں۔ جناب والا! اگر ہم جیسے سیاسی لوگ جس کو اب ہم وزیر کہتے ہیں ان کی تشخیص کا نظام آپ کے پاس نہیں ہے تو عام انسانوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہو گا۔ میں نے پوچھا ایسی مشین کسی

ہسپتال میں موجود ہے انہوں نے کہا پورے ملک میں تین مشینیں ہیں دو پرائیویٹ طور پر کراچی میں چل رہی ہیں اور ایک یہاں پر ہمارے ایک سابق صوبائی وزیر نے پرائیویٹ طور پر لگائی ہے ۔ چلو میں شکر گزار ہوں کہ کسی نے لگا لی مگر اڑھائی کروڑ روپے کا یہ پلانٹ حکومت کے لیے کیا مسئلہ ہے ؟ کیوں نہیں تمام ہسپتالوں میں ایسے پلانٹ نصب کیے جاتے۔ مگر کیوں کریں؛ باہر سے کمشن آ جاتی ہے آپ لگا بھی دیں گے وہ نہیں چلیں گے۔ اسی طرح جناب والا ہسپتالوں کو لے لیں محکمہ تعلیم کو لے لیں لوکل باڈیز کو لے لیں ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے ٹھیکیداری نظام بھی دیا ہوا ہے۔ اگر کسی ایک ٹرک کے مال کی فیس سو روپے ہے تو وہ ایک ہزار روپے اکڑ کر وصول کر رہا ہے۔ ڈی سی کو بھی پیسے دے رہا ہے اے سی کو بھی پیسے دے رہا ہے اور کسی نہ کسی ہمارے بھائی کو بھی وہ کچھ نہ کچھ بھتہ دے رہا ہے۔

جناب والا! میری آپ سے یہی گزارش ہے اور آپ نے مجھے کہا تھا میں زیادہ آگے نہیں جاتا میرے پاس تو وہ لسٹیں بھی موجود ہیں جو ایم پی ایز اور ایم این ایز کے خلاف کیسیز کے سلسلے میں ہیں۔ میرے پاس سیکرٹریوں کی لسٹیں بھی موجود ہیں اگر آپ کہیں تو میں پڑھ کر سنا دوں۔ اس کے لیے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کے حضرات مثلاً کھوسہ صاحب کا بیٹا مفرور ہے پچاس لاکھ روپے اس نے ضلع کونسل کا دینا ہے۔ کھوسہ صاحب اتنے اہم سیاست دان ہیں انہیں اپنے بیٹے کو پیش کرنا چاہیے اور اگر وہ غلط ہیں تو اس کو بری کروائیں اگر دینے ہیں تو اس غریب قوم کا پچاس لاکھ روپے دیں 57 کروڑ روپے چودھری ذوالفقار صاحب نے دینا ہے کبیر خان بیٹھا ہوا ہے اس کے خلاف پرچہ ہوا اور وہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا سہارا لے کر بیٹھا ہوا ہے اور جہاں دیکھو میاں نواز شریف کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ ایسے ڈاکوؤں اور چوروں کو ہم لوگ کیوں پناہ دیتے ہیں۔ حمید صاحب ہیں 28 ضلع کونسلوں کے چیئرمین ہیں انہوں نے بھی کروڑوں روپے دینا ہیں۔

جناب سپیکر، میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس ساری گفتگو سے اگر ہم دو نتیجے نکالیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ ایک محکمے کے وزیر مقرر ہوئے ' ایک میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہم حکومت تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ آپ کو بااختیار کیا جائے۔ آپ کے تقرر میں جو بھی کمی بیشی ہے پورا عہدہ دیا جائے اور آپ کو مناسب بجٹ دیا جائے۔ تاکہ آپ اپنا کام کر سکیں ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس دن قائد ایوان موجود ہوں اور قائد حزب اختلاف بھی موجود ہوں تو یہ ایک کمیٹی بنانے والی بات کر

دی جائے۔ (قطع کلامیاں۔۔۔۔۔) سٹینڈنگ کمیٹی بنانے کے بارے میں اس ایوان میں کئی دفعہ بات ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں قائد ایوان کی ' قائد حزب اختلاف کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ ان کی خوشنودی کے ساتھ باہمی رضامندی سے یہ کام کر لیا جائے۔ تاکہ یہ باتیں جو ہم ہمیشہ کرتے ہیں اور عملی قدم کوئی نہیں ہوتا اس بارے میں عملی قدم بھی اٹھ جائے۔ اس کے ساتھ ہی اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس)

منگل' 14 مئی 1996ء

(سہ شنبہ' 25 ذوالحج 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10:00 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ
لَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَأَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَا إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا
يُلَقّٰهَا إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

سورۃ حٰمٓ السجدہ، آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے) تم دیکھو گے کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔

وما علینا الاالبلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج مقامی حکومت اور دیہی ترقی کے متعلقہ سوالات کے جوابات دیے جائیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں point of personal explanation پہ بات کروں گا لیکن چونکہ اس وقت متعلقہ وزیر نہیں ہیں جنھوں نے مجھ پر الزامات لگائے تو میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ یا تو انھیں طلب کیا جائے اور جب وہ آجائیں گے تو میں ان کے لگائے ہوئے الزامات کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: میں پتا کرتا ہوں انھیں اطلاع بھی کرواتے ہیں اگر وہ تشریف لے آئے تو ٹھیک، نہیں تو کوشش کرتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان): جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب! میری بھی عدم حاضری میں ایک رکن اسمبلی نے certain charges لگائے ہیں تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ جب وہ تشریف لائیں اس ہاؤس کو بمع ثبوت بتائیں تاکہ میں ان کو ایوان کے سامنے اپنی جواب دہی پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: جب وہ تشریف لائیں گے تو آپ کو بھی اس کا موقع دیا جائے گا۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے خواجہ محمد اسلام۔

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 1165۔ (معزز رکن نے خواجہ محمد اسلام کے ایما پر دریافت کیا)

جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے وقت بچ جائے گا۔

جناب سینئر منسٹر: جناب سپیکر! اس پہ میرا اعتراض ہے کہ سوالات کے جوابات جب میں پڑھتا ہوں تو میرے فاضل ممبران اسمبلی اس میں ضمنی سوالات کرتے ہیں تو میرے لیے بھی سہولت ہوتی ہے اور ان کے لیے بھی سہولت ہوتی ہے۔ اگر لمبا سوال ہو تو وہ نہ پڑھا جائے لیکن چھوٹے سوالات پڑھنے کی مجھے اجازت دیجیے۔

جناب سپیکر: حقیقت یہ ہے کہ چھوٹے جوابات پڑھنے ہی میں بہتری ہوتی ہے بہت سے دوستوں نے

: ما ہوتا ن لیتے ہیں وہ بھی اس میں دلچسپی لے سکتے ہیں۔ مختصر سے جوابات ہیں اور بڑے
بنی تقریباً اسی ہفتے کے تیار کیے ہوئے جوابات ہیں اس لیے بہتر ہے کہ انھیں پڑھ لیا 9-05-96
لے۔ جی، پڑھ دیجیے۔

تفاقی مصارف کی مد سے حاصل شدہ رقم کے خرچ کی تفصیل

*1165 خواجہ محمد اسلام ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے ذریعے جن ڈویلپمنٹ ور کس کی Execution کروائی جاتی ہے۔ محکمہ ان کی کل مالیت پر تین فیصد ContigencyCharges وصول کرتا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو جولائی ۱۹۹۰ء سے اپریل ۱۹۹۴ء تک صوبہ بھر میں جو رقم اس مد میں حاصل ہوئی اس کی Actual Figures ضلع وار کیا ہیں -

(ج) Contigency Charge سے حاصل کردہ رقم محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے کن کن مدات میں اور کہاں کہاں خرچ کیں۔

(د) کیا Contigency Charges سے حاصل ہونے والی رقم کے وصول و خرچ کا آڈٹ کرایا گیا ہے اور اگر آڈٹ نہ کروایا گیا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان) :

(الف) محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی ، ترقیاتی منصوبہ جات کا تخمینہ "بی اینڈ آر کوڈ" میں رول نمبر 2026 (۲۴۳) کے تحت لگاتا ہے۔ بی اینڈ آر کوڈ میں تین فیصد contigency کی اجازت دی گئی ہے اس کے علاوہ کسی قسم کی کوئی کٹوتی نہیں کی جاتی ہے -

(ب) کیونکہ contigency تخمینہ لاگت منصوبہ کا لازمی جز ہوتی ہے جوں جوں منصوبہ تکمیل کے مختلف مراحل طے کرتا ہے یہ بھی ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہے اور اس کو علیحدہ نکال کر جمع نہیں کیا جاتا۔ نیز محکمہ لوکل گورنمنٹ مختلف صوبائی، وفاقی اور بین الاقوامی ایجنسیوں کی طرف سے تفویض کردہ پراجیکٹ کی تکمیل کا ذمہ دار ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی

ہے۔

(ج) سائڈ خرچ(Contingency) تخمینہ لاگت منصوبہ کا لازمی جز ہوتا ہے جس سے (Unforeseen Charges) مثلاً منصوبہ میں اضافی کام' ورک چارج سپروائزر' مرمت مشینری اور سٹیشنری وغیرہ جو کہ منصوبہ جات کی بروقت اور صحیح تکمیل کے لیے جائز اخراجات پورے کئے جاتے ہیں اور یہی طریق کار تمام پبلک ورکس محکمہ جات میں رائج ہے۔

(د) چونکہ یہ تخمینہ لاگت منصوبہ کا لازمی جز ہوتا ہے اس لیے اس کا آڈٹ مالی سال کے دوران دیگر اخراجات کی طرح ہوتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے ۔ جناب سپیکر جز "ج" میں یہ کہا گیا ہے کہ contingency کی اس رقم سے منصوبہ میں اضافی کام' ورک چارج سپروائزر' مرمت مشینری اور سٹیشنری وغیرہ جو کہ منصوبہ جات کی بروقت اور صحیح تکمیل کے لیے جائز اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ صوبے کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ آیا اس کے پاس اپنی کوئی مشینری نہیں ہے ۔ سڑکوں کی تعمیر یا دیگر منصوبہ جات کی تعمیر کے لیے اس کے پاس کوئی مشینری ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! محکمہ لوکل گورنمنٹ کے پاس بطور محکمے کے ایک محدود قسم کی ADP منظور کی جاتی ہے جس سے محکمے کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ اخراجات محکمے کی حد تک تمام ڈیپارٹمنٹس کو چلانے کے لیے جو اس کے under آتے ہیں اس میں وہ فعال ہوتے ہیں۔ مگر contingency ہر سکیم کی علیحدہ ہوتی ہے۔ سکیم ایک کروڑ کی بھی ہوتی ہے' پچاس لاکھ کی بھی ہوتی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا بڑا specific سوال تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے پاس کوئی ایسی مشینری ہے جو وہ آگے ٹھیکیداروں کو دیتے ہیں کہ وہ اس سے اپنا کام کریں اور جو ان کی فیس لیتے ہیں۔ جبکہ کام تو سارے ٹینڈروں کے اوپر ہوتے ہیں تو پھر مشینری کے لیے کٹوتی کیوں کی جاتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! محکمے کے اپنے پاس جو مشینری ہے وہ بہت محدود

اور کم ہے۔ جونہی منصوبہ جات آتے ہیں محکمہ contingency سے allowed ہے' جو محکمہ پبلک ہیلتھ میں allowedہے اور محکمہ C&W میں allowed ہے اور B&R Code میں یہ باقاعدہ legalise ہے اور محکمے کے پاس جتنی مشینری خریدی جاتی ہے وہ رہتی ہے۔ وہ محکمے کی ملکیت بن جاتی ہے اور محکمہ خود اسے آگے استعمال کرتا رہتا ہے۔ اس طرح محکمے کے پاس بہت محدود قسم کی چیزیں رہتی ہیں جو ADP میں منظور کی جاتی ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہاں جز (ج) میں تحریر فرمایا گیا ہے کہ کسی بھی منصوبے میں کوئی اضافی کام آتا ہے تو اس رقم سے وہ کام مکمل کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ میرے حلقے میں علاقہ ٹاؤن شپ C-1 میں ایک سڑک بذریعہ ٹینڈر شروع ہوئی' اس سڑک کا چند گھروں کے سامنے کا حصہ رہ گیا۔ اس کے لیے میں نے محکمہ کو لکھ کر بھیجا کہ یہ جو پچاس فٹ سڑک رہ گئی ہے۔ اس پر حلقہ کے عوام اعتراض کر رہے ہیں کہ آدھی سڑک بنا دی ہے اور آدھی چھوڑ دی ہے۔ محکمہ فنڈ کھا گیا ہے یا ایم پی اے فنڈ کھا گیا ہے تو میرے حلقے کا وہ سڑک کا کام آج تک کیوں مکمل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر، یہ تو ایک particular جگہ کا سوال ہو گیا۔ لیکن اگر وزیر موصوف اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جو تفصیل فاضل ممبر نے ایوان کے سامنے اپنی اس سڑک کی پیش کی ہے اس سلسلے میں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے کہ علیحدہ سوال بھی دے دیں تاکہ ہم ایوان کو آئندہ تاریخ پر بتا بھی سکیں کہ اس کی تکمیل کیوں نہیں ہو سکی۔ مگر جہاں تک اس کی بروقت تکمیل کا تعلق ہے میں اپنے محکمے کو ہدایت کروں گا کہ فوری طور پر اس کو مکمل کریں۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ سوال دینے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ آپ نے جو وعدہ فرمایا ہے اس کی تکمیل کر دی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹاؤن شپ کے علاقے کی سڑکوں کا بہت برا حال ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میں معزز رکن اسمبلی کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی یہ سڑک ایل ڈی اے کی ہے تو پھر معاملہ کچھ اور ہے اگر یہ کارپوریشن کی ہے تو یہ مکمل ہو جائے گی کیونکہ یہ عوام کی ویلفیئر کا مسئلہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے فنڈز سے ہماری جو سکیمیں 95-1994ء میں پاس ہوئی تھیں۔ اس کے فنڈز میں یہ سڑک لوکل گورنمنٹ نے بنائی ہے۔

جناب سپیکر، آپ مہربانی فرما کر تفصیل وزیر صاحب کو دے دیں۔ چودھری محمد اقبال

چودھری محمد اقبال، میں آنرایبل منسٹر لوکل گورنمنٹ سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جز (ب) میں آخری لائن میں لکھا گیا ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ وفاقی و بین الاقوامی ایجنسیوں کی طرف سے تفویض کردہ پراجیکٹ کی تکمیل کا ذمہ دار ہے۔ جناب منسٹر بین الاقوامی ایجنسیوں کی طرف سے تفویض کردہ پراجیکٹ کے چند ایک نام بتانا پسند فرمائیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! محکمہ لوکل گورنمنٹ کو مختلف ایجنسیوں کے ذریعے تکمیل کے لیے executing ایجنسی کے طور پر کام دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ executing ایجنسی ہونے کی صورت میں جو پراجیکٹ جس بھی حکومت یا ایجنسی کا ہو گا وہ محکمہ کے پاس آتا ہے۔ محکمہ اسے بلا تاخیر شرائط کے ساتھ مکمل کرتا ہے ۔ تفصیل کے لیے یہ علیحدہ سوال دے دیں میں ان کو جواب دے دوں گا۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! میں نے مختصر سا سوال پوچھا ہے کہ یہ لکھا گیا ہے کہ بین الاقوامی ایجنسیوں کی طرف سے کچھ پراجیکٹ لوکل گورنمنٹ کو تفویض کیے جاتے ہیں۔ میں نے سوال کیا ہے کہ کسی ایک پراجیکٹ کا نام لے دیں۔

جناب سپیکر، کوئی ایسا پراجیکٹ جو محکمہ لوکل گورنمنٹ نے کسی بین الاقوامی ایجنسی کے حوالے سے مکمل کیا ہو ۔ کیا آپ کے علم میں ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! بین الاقوامی ایجنسیوں کا SAP پروگرام ہے۔ اس پروگرام میں اگر 15 فی صد کام محکمہ لوکل گورنمنٹ کے پاس آتا ہے تو محکمہ اسے کر دیتا ہے ۔

جناب سپیکر، جی، شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد ، میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے فنڈز ، اور جو آمدن ہے۔ دوسری طرف جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ کیا وہ آمدن آج کل انہی اداروں میں اور شہروں میں خرچ ہو رہی ہے یا ان کا فنڈ اور آمدن اوپر کسی اور ادارے کو بھی منتقل کی جا رہی ہے۔ کیونکہ ٹیکس

تو لگے ہوتے لیکن پورے پنجاب میں اب یہ حال ہے کہ جب سے یہ ایڈمنسٹریٹر بنے ہیں سارے شہروں کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں۔ سیوریج کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے جو ڈویلپمنٹ فنڈز ہیں وہ انہی شہروں پر خرچ ہو رہے ہیں یا کسی اور ادارے کو بھی منتقل کیے جا رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! محکمہ لوکل گورنمنٹ کے جتنے فنڈز ہیں وہ مقامی طور پر انہی اضلاع میں انہی حلقہ جات میں جہاں سے ٹیکس وصول کیے جاتے ہیں وہاں پر ہی انھیں خرچ کیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر، اصل میں تاثر یہ ہے کہ ٹیکس تو وصول کیے جاتے ہیں لیکن جن شہروں سے ٹیکس لیا جاتا ہے ان شہروں کی سڑکوں اور سیوریج کی ناگفتہ بہ حالت ہے اور یوں لگتا ہے کہ پتا نہیں وہ فنڈز کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ویسے آپ کی بات درست ہے کہ اگر وہ فنڈز وہیں استعمال ہوتے ہیں تو محسوس بھی ہونا چاہیے کہ وہ فنڈز استعمال ہوئے ہیں۔ اس کی نگرانی ذرا بہتر طریقے سے ہونی چاہیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس سلسلے میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ فنڈز جو ہیں ۔ اس میں بے شمار تضاد آ گیا ہے اور محکمہ لوکل گورنمنٹ اس سلسلے میں اس تضاد کو دور کرنے کے لیے ایک جامع پالیسی بنا رہا ہے ۔ اور میرے خیال میں آئندہ آنے والے دنوں میں یہ rationalize ہو گا اور ہم ڈویلپمنٹ کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔

جناب سپیکر، آپ نے ایک اہم موضوع پر بات کی ہے یہ نان ڈویلپمنٹ اور ڈویلپمنٹ والی بات یہ ہے۔ بہت سی جگہوں پر آپ کے لوکل گورنمنٹ کے جو ادارے ہیں۔ ان کی جو بھی آمدنی ہے وہ تنخواہوں ہی پر خرچ ہو جاتی ہے۔ بہت سی جگہوں پر یہ ادارے اپنے بوجھ سے ڈوب رہے ہیں۔ They are sinking under their own loads. تو یہ بھی دیکھیے کہ ایسا نہ ہو کہ جو کچھ بھی جمع ہو وہ صرف تنخواہوں پر نکل جائے اور صحیح ڈویلپمنٹ پر کچھ بھی خرچ نہ ہوتا ہو۔ تو جہاں ضرورت سے زیادہ بوجھ بڑھ گیا ہوا ہے' ناجائز بھرتیاں ہو گئی ہیں ان کا بھی تدارک آپ از راہ کرم ضرور کیجیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ کو اور ایوان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم پہلے ہی کام شروع کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ پوائنٹ آف آرڈر' فرمایئے۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر ، ویسے تقریباً یہ طے پایا تھا کہ وقفۂ سوالات میں ذرا پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کیا جائے۔۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، بہت شکریہ' ایک بڑا اہم معاملہ ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی اور وزیر موصوف کی توجہ اس اہم موضوع کی طرف دلانا چاہوں گا کہ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ نظر یہ آ رہا ہے بدقسمتی سے فنڈ نہیں لگ رہے' اب جو حالات ہیں۔ میں خصوصی طور پر اپنے شہر کی اور عمومی طور پر پورے پنجاب کی بات کروں گا۔ مخالفت برائے مخالفت کی وجہ سے بات نہیں کروں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ چونکہ اب نیا مالی سال شروع ہو رہا ہے تو کم از کم میرے شہر میں اور تمام شہروں میں یہ ہوا ہے کہ جو مشتہر کیا گیا ہے اس میں سو فی صد ٹیکسوں کی شرح کو بڑھایا جا رہا ہے۔ تو میں یہی کہوں گا کہ خدارا' صوبے کے عوام پہلے ہی ٹیکسوں کی وجہ سے مہنگائی سے تنگ آ چکے ہیں۔ میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں اور اس پر ایک چیک رکھیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ نے بات کہہ دی ہے' انھوں نے سن لی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر تو بنتا نہیں ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ آپ فرمایئے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جز (ج) میں انھوں نے لکھا ہے کہ unforeseen charges' مثلاً منصوبے میں اضافی کام' ورک چارج سپروائزر' مرمت مشینری اور سٹیشنری وغیرہ جو منصوبہ جات کی بر وقت اور صحیح تکمیل کے لیے جائز اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر کوئی کام ایک لاکھ روپے کا ہو اور موقع پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا ہو تو ایک لاکھ روپے کا کام کرنے کے بعد وہ چھوڑ جاتے ہیں اور اضافی کام نہیں کرتے۔ نمبر دو' ورک چارج سپروائزر جو ہے' تو ان کا اپنا عملہ موجود ہے۔ ورک چارج سپروائزر کی ضرورت نہیں۔ اس کے اخراجات کا مسئلہ کوئی نہیں۔ مرمت مشینری۔ مشینری ٹھیکے دار کی ہے۔ کوئی اخراجات نہیں۔ سٹیشنری

انھوں نے خود سپلائی کرنی ہے۔ تو انھوں نے جو چار آئٹمز لکھی ہیں کہ یہ contingency charges جو ہیں ان کے اوپر خرچ ہوتے ہیں۔ تو یہ بتائیں کہ یہ خرچ کیسے ہوتے ہیں؟ یہ خرچ تو ہوتے ہی نہیں! مثلاً اگر آپ کے علاقے میں پانچ لاکھ کا منصوبہ ہے تو جب پانچ لاکھ پورا ہو جائے گا ٹھیکےدار کام چھوڑ کے بھاگ جائے گا۔ اگر پانچ لاکھ بیس ہزار لگتا ہے تو وہ بیس ہزار جیب سے نہیں لگاتا۔

جناب سپیکر: نہیں' ایسی صورت نہیں ہے۔ بہرحال وہ وضاحت فرما دیتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ایک کنٹریکٹ کے تحت ایک منصوبے میں unforeseen charges جس کو contingency کہتے ہیں وہ اسی منصوبے کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر ٹھیکےدار کسی وجہ سے اس کی تکمیل سے قبل یا اس کے پورے ہونے تک اس contingency کو جو محکمہ استعمال کرتا ہے' وہ محکمے کے پاس ہی رہتی ہے۔ اور اگر وہ ٹھیکےدار کنٹریکٹ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے تو اس کی سیکورٹی کی رقم اور جو اس نے اخراجات کیے ہوتے ہیں وہ سارے محکمہ forefeit کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ کنٹریکٹ پروجیکٹ کی تکمیل کا ہوتا ہے۔ اور پروجیکٹ تکمیل ہو تو پھر اس کا بل پاس ہوتا ہے اور اسی میں contingency ہوتی ہے۔ اور سنئے کے لیے اگر پچاس ہزار کا کام رہ گیا ہے تو ہم جو سابقہ contingency ہے' محکمہ دیکھے گا۔ اگر اس میں وہ استعمال ہو سکتی ہے تو وہ ضرور کریں گے۔ لیکن اس کی کٹوتی بلاوجہ نہیں کی جائے گی وہ ساری ڈویلپمنٹ پر لگ جائے گی۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا وہ بڑا بنیادی تھا۔ انھوں نے چار چیزیں لکھی ہیں۔ کہ یہ جو تین فی صد کاٹتے ہیں یہ ان چیزوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ تو میں نے یہ prove کیا ہے کہ یہ تینوں چاروں چیزیں جو ہیں' ان کے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں نہ مشینری ہے' نہ سٹیشنری پر خرچہ ہوتا ہے اور نہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی سپروائزر کا مسئلہ ہے۔ تو یہ جو تین فی صد پیسے کاٹتے ہیں' کروڑوں روپے ان کے پاس بنتے ہیں۔ یہ کہاں پر خرچ کرتے ہیں۔ اس کا جواب وزیر موصوف دے نہیں سکے۔

جناب سپیکر: نہیں' وزیر موصوف نے جواب دیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں جواب ضرور دوں گا جی۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! یہ کھلم کھلا ہے۔ یہ کھانے پینے کا کھاتہ ہے۔ یہ بتا دیں' اسے ختم کروا دیں۔ ختم ہوئی بات۔ ہم لمبی بات تو نہیں کرتے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ تمام پبلک کے ورکس

میں' تمام ڈیپارٹمنٹ میں یہ کام چلتا ہے۔ تین فی صد تو کیا' اب سنا ہے پانچ فی صد کاٹتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ نے سوال کر لیا ہے۔ وہ وضاحت کرنے کے لیے تیار ہیں۔اور یہ اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہے۔ آگے چلنا چاہیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جیسے فاضل ممبر نے چار کا ذکر کیا ہے تو چار نہیں ہیں۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں پڑھ دوں۔

جناب سپیکر، جی' فرمایے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

1- ورک چارج ملازمین کی تنخواہیں۔

2- خرید و مرمت مشینری و ترقیاتی کاموں میں استعمال ہوتی ہیں۔

3- خرید پٹرول' ڈیزل' ایندھن وغیرہ جو road-rollers, tar, bottlers و دیگر گاڑیوں پہ' ترقیاتی کاموں کے درمیان جو استعمال ہوتی ہیں۔

4- اخبارات میں چھپنے والے ٹنڈر نوٹس' اشتہارات۔

5- خرید سٹیشنری۔

6- مرمت و کرایہ جات بلڈنگ۔

7- مرمت و خرید فرنیچر۔

8- دیگر اخراجات۔

9- ترقیاتی منصوبہ جات کی توسیع جو کہ متعلقہ فاضل ممبر سپانسر کی طرف سے تحریک پر پُر کی جاتی ہے۔ منصوبہ جات جو مفاد عامہ اور عوام کو سہولت مہیا کرنے کے لیے انتہائی ضروری تصور کیے جاتے ہوں۔

جناب سپیکر! میں وضاحت کر دوں کہ یہ رقم تین فی صد' pre-audit اور post-audit ہے۔ اس کا بھی باقاعدہ اس منصوبے میں آڈٹ کیا جاتا ہے۔ اور محکمے کو بتانا پڑتا ہے کہ یہ کس جگہ پر خرچ ہوئی اور باقاعدہ اس کو auditable قرار دیا ہے اور under the law permissible ہے۔ جتنے بھی ترقیاتی ادارے ہیں ان میں یہ permissible ہے۔ اس لیے permissible ہے کہ یہ under the law ہے۔ pre-code جو ہے جس کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ بھی پڑھ دیتا

ہوں جس قانون کے تحت اس کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، میرا خیال ہے کہ اس سوال پر تقریباً آدھا گھنٹا لگ رہا ہے۔ مہربانی۔ آگے چلتے ہیں۔ راجہ محمد جاوید اخلاص۔ نہیں، پہلے سوال شروع ہو جائے۔

راجہ سلطان عظمت حیات، سوال نمبر 1256۔ (معزز رکن نے راجہ جاوید اخلاص کے ایماء پر دریافت کیا)

ترقیاتی منصوبوں کے افتتاحی بورڈ لگانے پر اخراجات

*1256۔ **راجہ محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان میں ضلع کونسل راولپنڈی کے ترقیاتی منصوبوں پر صوبائی اور قومی اسمبلی کا الیکشن ہارنے والے ایک امیدوار نے اپنے نام کے بورڈ لگوائے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بورڈ ضلعی ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے لگائے گئے ہیں اگر ہاں تو ان پر کتنا خرچ ہوا ہے اور کیا یہ قانونی طور پر درست ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) تحصیل گوجر خان کے ترقیاتی منصوبوں پر ضلع کونسل راولپنڈی نے کسی قسم کے کوئی بورڈ نہیں لگوائے۔ البتہ راجہ پرویز اشرف چیئرمین سوشل ایکشن بورڈ راولپنڈی نے اپنے خرچے پر ضلع کونسل کی تقریباً چالیس سکیموں پر اپنے نام کے بورڈ لگائے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ تحصیل گوجر خان کے ترقیاتی منصوبوں پر ضلع کونسل راولپنڈی نے کسی قسم کے بورڈ نہیں لگوائے۔ لہذا ان پر ضلع کونسل راولپنڈی کا کسی قسم کا کوئی خرچہ نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

راجہ سلطان عظمت حیات، جناب والا! پہلا سوال تو ختم ہو گیا تھا۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر عرض کروں۔ وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ بلدیات کی جو آمدنی ہوتی ہے وہ اسی علاقے پر خرچ ہوتی ہے۔ تو اس میں میری گزارش یہ تھی کہ میرے مخصوص علاقے سے بے پناہ آمدنی ہوتی ہے، کوئلے، پتھر، جپسم سے کروڑوں کی آمدنی ہوتی ہے۔ اور اس علاقے پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا

جاتا اور اس علاقے کی آمدنی اسی ضلع کے دوسرے دور دراز علاقے پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں جناب وزیر صاحب بتائیں۔

جناب سپیکر: یہ بتایئے کہ وہ جو آمدنی ہوتی ہے وہ لوکل گورنمنٹ کے کھاتے میں آتی ہے؟

راجہ سلطان عظمت حیات: جی ہاں' وہ لوکل گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔

جناب سپیکر: بہرحال' سوال تو گزر چکا ہے۔ لیکن آپ کبھی کبھی حصہ لیتے ہیں۔ اس لیے آپ کو میں موقع دیتا ہوں اگر وزیر صاحب جواب دینا چاہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جس علاقے کا فاضل ممبر نے ذکر کیا ہے اس کا یہ سوال دے دیں۔ میں اس پر پوری طرح تیاری کر کے اس کا جواب دوں گا کہ اس علاقے میں خرچ ہوئی ہیں' یا اگر نہیں ہوئیں تو کیوں نہیں ہو سکیں؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میاں صاحب۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا' جیسے انھوں نے فرمایا کہ جتنے بورڈ لگے وہ اپنے خرچے سے لگے اور آج تک کسی ممبر کو' جو سوال کیا گیا تھا' کسی ہارے ہوئے ممبر کو کوئی فنڈ دیا گیا یا نہیں دیا گیا۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ضلع کے علاوہ کسی اور ضلع میں بھی کسی ہارے ہوئے ممبر کی ڈسپوزل پر کوئی فنڈ یا سکیمز منظور ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ سوال تو بہرحال اس سے متعلقہ نہیں ہے لیکن پھر بھی میں فاضل ممبر کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ فنڈز نہیں دیے جاتے۔ فنڈز لوکل گورنمنٹ کسی بھی ہارے ہوئے یا جیتے ہوئے یا مقامی نمائندے ایم۔پی۔ایز یا ایم۔این۔ایز کو نہیں دیتی۔ ان سے صرف سکیمیں لی جاتی ہیں اور پھر متعلقہ علاقے میں محکمہ اس کی requirement اور اس کی feasibility کو دیکھ کر سکیم منظور کرتا ہے۔ فنڈز جو ہیں وہ جن جن علاقوں سے اور جہاں جہاں سے سکیمیں آئی ہوتی ہیں وہاں پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ کسی اور ضلع میں کسی نے محکمے کے پاس سکیم identify کی ہو گی تو ان کو بھی اس سکیم کے against وہاں پر ضرور ہو گا۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میں اس کے متعلق یہ جانتا ہوں کہ فنڈز نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر، تو جب آپ کو پہلے سے ہی پتا ہوتا ہے تو پھر کیوں آپ سوال کرتے ہیں۔

میاں فضل حق، نہیں جناب! میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ انھوں نے بورڈ اپنے خرچے سے لگوانے ہیں۔ میرے پاس ایک لیٹر ہے جو کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے لوکل گورنمنٹ کو گیا ہوا ہے۔ مجھ سے ہارے ہوئے امیدوار خواجہ طارق رحیم کی پچاس لاکھ کی سکیم approve کرنے کے لیے block allocation سے تعمیر وطن پروگرام میں فنڈ ریلیز کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، فنڈز خواجہ طارق رحیم کو تو نہیں ناں دے دیے جاتے۔

میاں فضل حق، جناب! میں سکیمز کی بات کر رہا ہوں۔ میں فنڈز کی تو بات ہی نہیں کر رہا۔ مطلب یہ ہے کہ ہماری سکیمیں جو ہیں' اس علاقے کا ایم۔ پی۔ اے اور ہمارے مسلم لیگ کے جو ممبران ہیں ان کی تو انھوں نے سکیمیں approve ہی نہیں کیں۔

جناب سپیکر، آپ ابھی سکیمیں نہیں ناں بناتے۔

میاں فضل حق، جناب! میں اتنی ابھی بنا کے دوں گا کہ وہ پریشان ہو جائیں گے لیکن اب بات یہ ہے کہ یہ جو خواجہ طارق رحیم کی سکیمیں ہیں اور یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا لیٹر ہے اور غلطی سے انھوں نے اسے مجھے بھیج دیا ہے۔ اب دیکھیے اس میں انھوں نے mark مجھے کیا ہوا ہے کہ ایم۔ پی۔ اے علاقہ مسٹر فضل حق اور سکیم خواجہ طارق رحیم۔ تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ کیا criteria ہے؟ یہ مجھے اس میں بتایا جائے کہ یہ کیا criteria ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے وضاحت کر دی ہے کہ پیسے سکیم کے against کسی individual کو release نہیں ہوتے اور میں نے پہلے بھی جواب دیا ہے کہ یہ سکیم کسی نمائندے کو یا کسی پبلک کے آدمی کو جو دیتا ہے اور جو feasible ہوتی ہے تو محکمہ اس کو گردانتا ہے کہ یہ واقعی علاقے کے عوام کی بھلائی کے لیے ہے تو اس کے against منظور کرتا ہے۔ اب خواجہ طارق رحیم اگر اس میں fall کرتا ہے تو محکمے نے ضرور سکیم منظور کی ہو گی۔

جناب سپیکر، جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ انھوں نے اپنے خرچے سے چالیس بورڈ لگوائے ہیں۔ اپنے خرچے سے ان کی مراد

ہے اپنی جیب سے؟

جناب سپیکر، جی، یہی مطلب ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، یعنی ان سرکاری سکیموں پر ہارے ہوئے امیدوار کی طرف سے اپنے خرچے سے بورڈ لگائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی ہاں، اپنے خرچے سے۔ تاکہ اس کو آئندہ الیکشن میں فائدہ ہو۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔

جناب سپیکر، حیرت تو ہے۔ "محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔" (قہقہے) جی، بہت سے دوست کھڑے ہیں۔ اس طرح تو ٹھیک نہیں۔ بیرسٹر صاحب، بیرسٹر صاحب ابھی تک نہیں بولے۔ انھیں موقع دینا چاہیے۔ پھر خاکوانی صاحب کی باری ہے۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو چیئرمین سوشل ایکشن بورڈ ہے، کیا صوبائی حکومت اس کا نوٹیفکیشن کرتی ہے یا مرکزی حکومت کرتی ہے۔ اگر مرکزی حکومت کرتی ہے تو کیا صوبائی حکومت کے معاملات میں یہ دخل اندازی کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ ہر گز نہیں ہے۔ یہ سوشل ایکشن بورڈ کا جو constitution ہے، یہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے بنا ہے اور ہم نے جن کی سکیمیں منظور کی ہیں ان کی بطور سوشل ایکشن بورڈ کے نہیں کی ہیں۔ ہم نے صرف ایک عام شہری، دیہاتی یا اس علاقے کی معزز شخصیت جس نے سکیم identify کی ہے اس کے لیے کی ہیں۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! اسی سلسلے میں ایک ضمنی سوال ہے کہ اگر ایک منتخب نمائندہ اپنے حلقے میں اپنے عوام کے مشورے سے یا ان کی شکایات کے پیش نظر کوئی سکیم idendtify کرتا ہے تو اس کو تو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اگر ایک عام آدمی پیپلز پارٹی کا امیدوار کہہ دیتا ہے جس کو انھوں نے ایک عام آدمی کا نام دیا ہے، جو ایک ہارا ہوا پیپلز پارٹی کا امیدوار ہے وہ identify کرتا ہے تو اسے منظور کر لیا جاتا ہے۔ اس میں کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر، ان کا کہنا ہے کہ وہ feasibility پہ depend کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی سکیم زیادہ feasible ان کو لگتی ہو۔ جی خاکوانی صاحب سے میں نے وعدہ کیا تھا۔ جی خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! آپ کے مشفقانہ رویے کو دیکھتے ہوئے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے التجاء کرنا چاہتا ہوں اجازت ہے؟

جناب سپیکر، جی بسم اللہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! آپ کے ذریعے سے جناب سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ ۱۹۹۳ء سے پہلے ملتان کے جو میئر میونسپل کارپوریشن تھے، میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے زیادتی کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ ملتان میونسپل کارپوریشن کی مالی حالت اجازت نہ دیتی تھی، ملتان کی سڑکیں، ملتان کی ابتری اجازت نہ دیتی تھی لیکن انھوں نے اپنے استعمال کے لیے ۲۵ لاکھ کی لینڈ کروزر خرید لی۔ ادارے ٹوٹ گئے۔ حکومت کی طرف سے ایڈمنسٹریٹر مقرر ہو گئے۔ وہ ۲۵ لاکھ کی لینڈ کروزر ایڈمنسٹریٹر کے زیر استعمال آ گئی لیکن جناب سپیکر! یہ میری مؤدبانہ گزارش ہے، میں یہ مخالفت کی بات نہیں کر رہا ہوں کہ وہ لینڈ کروزر جناب سینئر منسٹر صاحب کے ذاتی استعمال کے لیے منگوا لی گئی۔ اب اس وقت وہ ان کے سرکاری، ذاتی یا کسی بھی حیثیت سے لوکل گورنمنٹ کے منسٹر کے استعمال میں ہے۔ اب ایڈمنسٹریٹر صاحب کے پاس گاڑی نہیں۔ میری اطلاع کے مطابق وہ اب اس نئے بجٹ میں پھر ایک نئی گاڑی اپنے استعمال کے لیے خواہ کوئی بھی خریدے وہ پھر خرید رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میری ایک ملتان کے باسی کی حیثیت سے، وہاں کے نمائندے کی حیثیت سے یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ ہم چاروں ایم۔ پی۔ اے جو ملتان سے منتخب ہو کر آئے ہیں مسلم لیگ سے وابستہ ہیں۔ ہمیں پچھلے تین سالوں سے کوئی فنڈز نہیں مل رہے۔ ملتان کی مالی حالت ابتر ہے۔ سڑکیں ابتر، میونسپل کارپوریشن دیوالیہ اور پھر اسی میونسپل کارپوریشن کی ۲۵ لاکھ کی گاڑی یہاں لاہور آ چکی ہے۔ اب دس پندرہ یا بیس پچیس تیس لاکھ کی پھر ایک اور گاڑی خریدی جائے گی۔ اگر یہ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ بچایا جا سکے اور وہ کسی ڈویلپمنٹ پر خرچ ہو جائے تو کیا یہ ملتان کے ساتھ کوئی تھوڑی سی آپ کی مہربانی نہیں ہو سکتی۔ میری یہی التجاء تھی، مہربانی فرما دیں۔ وہ تو بادشاہ ہیں۔ یہاں لاہور سے تیس، چالیس گاڑیاں اور لے سکتے ہیں۔ ملتان کی گاڑی ملتان واپس بھجوا دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ایسی کوئی گاڑی میرے زیر استعمال نہیں ہے۔ اگر محکمہ لوکل گورنمنٹ کے استعمال میں ہو تو میں اس کی تحقیقات کروا سکتا ہوں۔ جس طرح فاضل ممبر نے بتایا ہے کہ وہ کس طریقے سے خریدی گئی، اس کا مجھے علم نہیں، میں اس کی تحقیقات کروانے کو

تیار ہوں۔ جہاں تک انھوں نے میونسپل کارپوریشن ملتان کا ذکر کیا ہے تو حکومت خود ملتان کارپوریشن کو ایک پیکج دینا چاہتی ہے اور اسی لیے سٹی ڈویلپمنٹ کی کمیٹیاں بھی حکومتی سطح پر بنی ہیں اور انھوں نے اپنا ہوم ورک مکمل کیا ہے۔ اب جتنی باتوں کی فاضل ممبر نے نشاندہی کی ہے میں ان کی مکمل تحقیقات کرانے کے لیے تیار ہوں اور اس کی اصلاح کے لیے بھی تیار ہوں۔

جناب سپیکر : ذرا ٹھہریں۔ ایک منٹ۔ میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ حکومت کا ایک خاص طریقہ ہو گیا ہے اور کچھ الفاظ ایسے طے ہو گئے ہیں کہ حکومت نے تہیہ کر لیا ہے، حکومت نے ارادہ کر لیا ہے، ہم تیار ہیں، کر سکتے ہیں، سوال یہ ہے کہ یہ تہیہ بھی ٹھیک ہے، تیاری بھی ٹھیک ہے، سکنا بھی ٹھیک ہے لیکن کبھی کبھی ہو بھی جانا چاہیے۔ (معزز ممبران اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) یہ جو تیاری تک ہی ساری باتیں، تہیے تک باتیں رہتی ہیں کبھی اس سے آگے بھی ایک قدم اللہ کرے ہم اٹھالیں اور جو چیزیں ہم تہیہ اور ارادے کی سطح پر رکھتے ہیں انھیں عمل کا جامہ بھی پہنا دیں تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

میاں عثمان ابراہیم : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : دیکھیے، پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ وقفہ سوالات بڑا قیمتی ہوتا ہے، یہ مناسب نہیں ہے۔ ضمنی سوالات چلیں گے اور یہ پوائنٹ آف آرڈر والی بات نہیں چلے گی۔

جناب احسان الدین قریشی : جناب والا! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ میں فلاں چیز کی تحقیقات کرواؤں گا فلاں کی تحقیقات کرواؤں گا ازراہ کرم ایک تحقیق اور بھی کروا لیں کہ ملتان کے غریب عوام کی کمائی ملتان میں کیوں نہیں لگ رہی ۔ ایک تحقیق اور کروا لیں ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے اور میں نے تاکید کی ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کی کسی بھی سکیم پر کوئی بھی آدمی اپنی جیب سے بورڈ لگا سکتا ہے؟

جناب سپیکر : اگر لگوائے ہیں تو اس میں ان کا کیا تعلق ہے ۔ آپ بھی لگوا دیں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! محکمے کی طرف سے کسی کو بورڈ لگانے کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنے طور پر لگاتا ہے تو محکمہ اس کو منع بھی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر : جی ہاں۔ بالکل ٹھیک ہے۔ آگے چلتے ہیں جی۔ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، تو پھر جناب والا! کل کو ہم بھی اپنی جیب سے بورڈ لگا دیا کریں گے۔ ہم کیوں نہ لگائیں اور یہ جو لاہور میں فیروز پور روڈ پر under pass بن رہا ہے تو ہم حق بجانب ہیں کہ ہم بھی وہاں اپنا بورڈ لگائیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ کے پاس پیسے ہیں تو لگا دیجیے ۔ کون اعتراض کرسکتا ہے۔ (قہقہہ) جی اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1261 ۔

سکول کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*1261۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم سی پرائمری سکول(بوائز) لطیف گارڈن میاں چنوں کی توسیع کے لیے دو سال قبل کچھ رقم فراہم کی گئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ رقم کتنی تھی اور یہ کن کن مقاصد کے لیے فراہم کی گئی تھی اور اس میں سے کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی توسیع میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے۔ایم سی پرائمری سکول کے لئے 28-10-91 کو-/8,84,000 روپے کی گرانٹ وصول ہوئی تھی۔ جس میں سے دو فی صد اسٹیبلشمنٹ چارجز کی رقم کاٹ لی گئی تھی۔ بقایا رقم 8,67,000/- روپے میں سے -/65,66,000 کا تخمینہ ڈائرکٹر (انجینئرنگ) کچی آبادی سے فنی طور پر منظور ہوا۔اس رقم میں سے-/590000 روپے کی ادائیگی ٹھیکیدار کو دروازے اورخشت بندی کی مد میں کی گئی۔اس کے علاوہ /1,45,000 روپے سکول کے فرنیچر کے لیے خرچ ہوئے۔اس طرح/8,67,000 روپے کی رقم میں سے اب تک کل/7,35,000 روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ باقی رقم /1,32,000 روپے بلدیہ کے حسابات میں موجود ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ٹھیکیدار نے صرف کمروں کے دروازے منظور شدہ معیار کے مطابق نصب نہ کئے تھے۔جس کی وجہ سے یہ دروازے اکھیڑ دیے گئے ہیں۔عمارت دو سال گزرنے کے بعد صحیح سلامت موجود ہے۔عمارتی کام کے علاوہ ٹھیکیدار نے واٹر سپلائی' حفظان صحت اور بجلی کا کام بھی کرنا تھا۔بار بار نوٹس دینے کے باوجود ٹھیکیدار نے بقیہ کام شروع نہ کیا ہے جس بناء پر اس کی سکیورٹی مبلغ/60,000 روپے اور تقریباً/30,000 روپے کا ایک بل جو ادا نہ کیا گیا تھا بحق بلدیہ ضبط کر لیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ٹھیکیدار کے ہرجہ و خرچہ (Risk&Cost) پر محکمہ نے بقیہ کام کروانے کے لیے ٹینڈر کال کر لیے ہیں۔نیز ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ کرنے کی کارروائی بھی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، سوال نمبر 1414 -

متاثرین کی حق رسی

*1414- **سید محمد عارف حسین شاہ بخاری**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی حافظ آباد میں ناجائز تجاوزات کے خاتمہ کی مہم کے دوران بعض ایسی دکانیں بھی گرا دی گئی ہیں جو محکمہ بحالیات نے باقاعدہ الاٹ کی تھیں۔اور محکمہ مال کے کاغذات بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں۔

(ب) اگر جز الف بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسی دکانوں کی تعداد کیا ہے نیز متاثرین کی حق رسی کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔صرف موقع پر موجود بمطابق ریکارڈ ریونیو دکان داران کی موجودگی میں نشان دہی کی گئی تھی جس پر دکان داروں نے از خود ناجائز تجاویز شدہ حصہ گرایا تھابلدیہ کے عملہ نے بذات خود کسی دکان کو مسمار نہ کیا تھا۔

(ب) جز(الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید محمد عارف حسین شاہ کا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری: 1530۔

ضلع کونسل کے منصوبوں پر کام کا اجراء

*1530۔ سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل حافظ آباد کے اے ڈی پی ۹۵-۱۹۹۴ء پر متعلقہ کمشنر کی منظوری کے باوجود اس پر عمل درآمد روک دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک مذکورہ ضلع کونسل کے منصوبوں پر کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ضلع کونسل حافظ آباد کے ترقیاتی پروگرام پر عوامی نمائندگان کی جانب سے شکایات موصول ہونے پر عمل درآمد روک دیا گیا تھا۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کی پڑتال سے شکایات درست پائی گئیں۔ لہٰذا اس میں مناسب ترامیم کے بعد ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل حافظ آباد کو واپس ارسال کر دیا گیا ہے اور ترقیاتی پروگرام کے مطابق قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد بہت جلد موقع پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1553۔

اعلیٰ سکیل کی عطائیگی

*1553۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کے متعدد ملازمین کو سال ۹۳-۱۹۹۲ء کے دوران اعلیٰ سکیل

دیا گیا تھا اگر ہاں تو ایسے افسران و ملازمین کی تعداد کیا ہے اور وہ کس کس عہدے پر کام کر رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

جی ہاں۔ بلدیہ عظمیٰ لاہور میں سال 93-1992ء کے دوران 290 اہلکاران کو اعلیٰ سکیل دیا گیا تھا۔ لیکن ترقیاں قواعد اور رولز کے عین مطابق سنیارٹی کی بنیاد پر مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دی گئی تھیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال میاں معراج الدین کا ہے۔

میاں معراج الدین، سوال نمبر 1728۔

میونسپل کارپوریشن لاہور سے مستعار الخدمتی ملازمین کی واپسی

*1728۔ **میاں معراج الدین،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں دوسرے محکموں سے ملازمین مستعار الخدمتی پر آئے ہوئے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے ملازمین کے نام و عہدے اور میونسپل کارپوریشن میں ان کی تاریخ تعیناتی کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن سے ایسے ملازمین کو ان کے اصل محکمہ جات میں واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ایسے ملازمین جو دوسرے محکموں سے ایم سی ایل میں مستعار الخدمتی پر آئے ہوئے ہیں۔ ان کے نام وہ عہدے اور ایم۔ سی۔ ایل میں تعیناتی کی تفصیل فلیگ "الف" پر ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) بعض ملازمین ایس اینڈ جی اے ڈی اور دوسرے محکمہ جات سے مستعار الخدمتی پر لیے گئے ہیں۔ کیونکہ ان پوسٹوں کے لیے آفیسرز محکمہ میں دستیاب نہیں ہیں اور حسب روایت ان کی پوسٹنگ محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی' ایم سی ایل میں کرتا ہے۔ عرصہ تین سال ہونے پر یا جب محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی چاہے انہیں واپس بلا لیتا ہے اور یہ سلسلہ معمول کے مطابق جاری ہے اور کبھی کبھی ملازمین کی مستعار الخدمتی کی میعاد میں توسیع بھی کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر. کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال میاں معراج دین کا ہے۔

میاں معراج دین، سوال نمبر 1731

گھوڑے شاہ روڈ کی مرمت کے اقدامات

*1731۔ **میاں معراج دین**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گھوڑے شاہ روڈ لاہور کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے جس کی وجہ سے ٹریفک میں مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گھوڑے شاہ روڈ کی پہلے بھی مرمت کی گئی تھی اگر ہاں تو یہ مرمت کب کی گئی اور اس پر کتنی رقم خرچ کی گئی تھی۔

(ج) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) گھوڑے شاہ روڈ کی موجودہ حالت بہتر ہے اور ٹریفک کو کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ ہے کیونکہ یہ مصروف ترین مین روڈ ہے جس کو حال ہی میں وزیر اعلیٰ پیکج کے تحت محکمہ ہائی ویز لاہور سرکل نے تعمیر کیا ہے۔ اس کی لمبائی 205 کلومیٹر ہے اور جی ٹی روڈ حمزہ منڈی سے حق نواز روڈ باغبانپورہ تک ہے۔

(ب) محکمہ کارپوریشن نے گھوڑے شاہ روڈ کے کچھ حصہ (بالمقابل گوجر پورہ) از رہائش حاجی محمد احمد صاحب سابقہ کونسلر تا دارالعلوم رضویہ فاروقیہ کی مرمت سال 95-1994ء میں کی تھی جس پر مبلغ -/3,48,500 روپے خرچ ہوئے تھے۔

(ج) سڑک ہذا حال ہی میں وزیر اعلیٰ پیکج کے تحت محکمہ ہائی ویز لاہور سرکل نے تعمیر کی ہے لہذا مرمت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! یہ جو (الف) flag والی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے میں نے اس کا ملاحظہ کیا ہے۔ اس کے سیریل نمبر ۲ پر چیف آفیسر محمد ایوب ثاقب کا نام لکھا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ اس سے پہلے چودھری محمد مشتاق چیف کارپوریشن آفیسر گریڈ ۱۹ میں تھے انہوں نے محکمہ کی بہت خدمت کی انہوں نے محکمہ کے متعلق سروس رولز بنائے اور ان میں آخری امنڈمنٹ تک لکھی ان کو ہٹا کر ایوب ثاقب صاحب کو لگایا گیا۔ چودھری مشتاق صاحب ہائی کورٹ میں گئے۔ ہائی کورٹ میں جانے کے بعد ان کو suspend کر دیا گیا۔ اس کے بعد چودھری مشتاق صاحب ہائی کورٹ سے بحال ہوئے لیکن اس کے بعد اس شریف النفس انسان کو لاہور کارپوریشن میں بطور سی۔سی۔او ڈیوٹی نہیں دی جو وہ deserve کرتے تھے کیونکہ وہ گریڈ ۱۹ میں تھے۔ ان کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے جناب محمد ایوب ثاقب کو یہاں کیوں تعینات کیا گیا جو اے۔ڈی۔سی جہلم تھے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! جس طرح فاضل ممبر نے تفصیل بیان کی ہے اور انہوں نے ہائی کورٹ کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات میرے علم میں ایک علیحدہ سوال کے ذریعے آ سکتی ہے جس کا تفصیلاً جواب دیا جا سکتا ہے۔ لیکن بطور منسٹر انچارج ہونے کے جو میرے نوٹس میں ہے وہ یہ ہے کہ اس سی۔سی۔او کے خلاف محکمہ کے پاس بے شمار شکایات تھیں اور لاہور میں صفائی کا ناقص انتظام ہونا اور دیگر ایسی وجوہات تھیں جن کی بناء پر ان کو محکمے نے ٹرانسفر کیا اور اس کی جگہ ایک نئے بندے کو لگایا۔ ہمارے روبرو صرف اور صرف محکمے کی ایڈمنسٹریٹو problems اور عوام کی خدمت دونوں ہوتی ہیں۔ administrative grounds پر محکمے کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی آفیسر کو چاہے وہ گریڈ ۱۹ کا ہے۔ چاہے وہ 17 کا ہے یا ۲۰ کا ہے تبدیل کر سکتا ہے اور یہ ایک administrative problem تھی شہر میں صفائی کے لیے، شہر میں لائٹس کا، سڑکوں کا اور جتنے بھی دوسرے نظام تھے ان کو درست کرنے کے لیے administrative طور پر ان کی تبدیلی کی گئی۔ باقی اگر فاضل ممبر علیحدہ سوال دیں گے تو میں پوری تیاری کر کے اس بارے میں بتا دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! یہاں پر یہ سوال ہے کہ گورنمنٹ کے دوسرے محکمہ جات کے افسران کو مستقل طور پر کارپوریشن میں لیا جاتا ہے تو جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ

تعمیرات لاہور کارپوریشن کے پاس چیف انجینئر منیجنگ ڈائر کٹر پلاننگ آفیسر سپر نٹنڈ نگ انجینئر، پراجیکٹ ڈائر کٹر، ڈپٹی ڈائر کٹر (آپریشن)، ڈپٹی ڈائر کٹر پلاننگ، اسسٹنٹ ڈائر کٹر (ایڈمن) اور آٹھ میونسپل انجینئر آٹھ زونوں میں اور اس کے علاوہ ایک اور میونسپل انجینئر (الیکٹریسٹی اینڈ مینجمنٹ) ہیں ان کے اوپر ۳۲ کروڑ ۴۲ لاکھ اور ۷۰ ہزار روپے خرچ ہو رہے ہیں جبکہ لاہور کارپوریشن کی بنیادی ذمہ داری لاہور کی صحت صفائی اور سڑکوں کی تعمیر و مرمت ہے۔ تعمیر و مرمت کے شعبے میں ان کے پاس اتنا بڑا عملہ ہے تو پھر جناب سپیکر! کیا وجہ ہے کہ دوسرے محکموں سے افسران کو بلا کر اس محکمے کے اوپر بوجھ ڈالا جاتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں میں فاضل ممبر کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انجینئرنگ سٹاف کی لاہور میں ضرورت ہے، کیونکہ سڑکیں اور جتنے بھی ڈویلپمنٹ کے کام ہیں اس سلسلے میں ہمیں ان کی ضرورت ہے۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ گھوڑے شاہ روڈ پر کتنی لاگت آئی ہے اور یہ بھی بتایا جائے کہ جزو(ب) جو رقم مبلغ -/3,48,500 دی گئی ہے کیا وہ اس میں شامل ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ایک حصہ محکمہ ہائی ویز نے بنایا تھا۔ اس کے متعلق تو میں کچھ بتا نہیں سکتا۔ جہاں تک گھوڑے شاہ والی سڑک کا تعلق ہے اس پہ میں نے عرض کر دیا ہے کہ -/3,48,500 روپے خرچ ہوئے ہیں جو کارپوریشن کے تحت آتے ہیں۔

میاں معراج الدین، کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ دارالعلوم رضویہ فاروقیہ تا چوک گھوڑے شاہ جو کہ تقریباً ایک سو گز کا فاصلہ ہے۔ یہ کیپری ہینسوکول کے سامنے کا حصہ ہے۔ یہ ابھی تک نہیں بنایا گیا۔ اس کی حالت خستہ ہے۔ اس کو نہ بنانے کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، تحقیقات کے بعد اگر یہ کارپوریشن کا حصہ نکلی تو ہم بنانے کے لیے تیار ہیں اور اگر یہ محکمہ ہائی ویز کی ہوئی تو پھر یہ ان کی ذمہ داری ہو گی۔

میاں معراج الدین، جناب سپیکر! کیا یہ حقیقت ہے جیسا کہ انھوں نے جزو (ب) میں یہ جواب دیا ہے کہ محکمہ کارپوریشن نے گھوڑے شاہ روڈ کے کچھ حصہ (بالمقابل گوجر پورہ) از رہائش حاجی محمد احمد صاحب سابق کونسلر جنھوں نے مجھ سے شکست کھائی ہے ان کی جگہ بنانے کے لیے یہ سو فٹ جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ زیادہ سے زیادہ سو فٹ سڑک ہے جو کہ کیپری ہینسوکول کے سامنے

ہے جہاں طالبعلموں کو آنے جانے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ اس حصہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اپنی پارٹی کے لوگوں کو ممنون کرنے کے لیے باقی حصہ بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر ، میاں صاحب! انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ حصہ جو چھوڑا گیا ہے وہ کارپوریشن کی ذیل میں آتا ہے تو وہ اسے بھی بنوانے کے لیے تیار ہیں۔

میاں معراج الدین ، وہ حصہ آتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! اگر یہ محکمہ ہائی ویز کا ہوا تب بھی ہم بنا دیں گے اور کارپوریشن کا ہوا تب بھی بنا دیں گے - یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے -

جناب سپیکر ، مہربانی! میاں صاحب! خوش ہو جایئے۔ جی' فرمایئے سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! یہ لاہور میونسپل کارپوریشن سے متعلق سوال تھا۔ اس سلسلہ میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ لاہور کارپوریشن نے تعمیرات کے لیے 27 کروڑ 98 لاکھ روپیہ رکھا اور بجٹ بک میں جو منصوبہ جات اے ڈی پی میں پاس کیے گئے جن میں چار عدد روڈ رولر خریدے جانے تھے' دس نئے ٹرک ' ٹرکٹر ٹرالیاں خریدی جانی تھیں۔

جناب سپیکر ، گھوڑے شاہ والے سوال سے آپ کا ضمنی سوال سے کیا تعلق ہے ؟ آپ گھوڑے شاہ کی طرف آیئے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ سے متعلق لاہور کارپوریشن کی یہ بات ہے۔

جناب سپیکر ، آپ generalise کر رہے ہیں۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ لاہور کارپوریشن کا کروڑوں روپیہ لاہور کارپوریشن کھا گئی ہے۔ اب یہاں سوال آیا ہے تو وزیر موصوف کو اس کا جواب نہیں دینے دیتے۔ جناب سپیکر! جتنے بھی منصوبے اس ایڈمنسٹریٹر نے پاس کیے ہیں لاہور میں کوئی کام نہیں ہوا۔ نئے ٹرک خریدنے تھے ' بچوں کے لیے پارک بننے تھے ' ان کے لیے 62 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا۔ نئے فائر سٹیشن ٹاؤن شپ اور آر اے بازار میں بننے تھے لیکن ان میں سے کوئی نہیں بنا۔ جناب سپیکر! ٹاؤن ہال کے اندرکنٹین کی جگہ پہ ایک پلازا تیار ہونا تھا اور اس کے لیے ایک انڈرگراؤنڈ پارکنگ ہونی تھی۔ جناب سپیکر! ہمارا حق بنتا ہے۔ ہم لاہور کے شہری ہیں 'ہم ٹیکس دیتے ہیں اور کل ہی آپ

نے ایک ٹیکس لاہور کے شہریوں پر اور لگا دیا ہے کہ اربن ایریا بھی ضلع کونسل کو ٹیکس دے گا۔ جناب سپیکر! ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم پوچھیں کہ یہ ڈیڑھ ارب روپیہ لاہور کے شہریوں نے ٹیکس دیا ہے وہ کہاں خرچ ہوا ہے ۔ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم پوچھ سکیں۔

جناب سپیکر ، آپ کا حق بنتا ہے لیکن یہ آپ کا ضمنی سوال تو نہیں بنتا ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، میں نے یہ گزارش کی تھی کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جب لوکل گورنمنٹ پر بحث آئے گی تو اس میں اس طرح کے سوال لاسیے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وزیر موصوف جواب دینا چاہتے ہیں

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں جواب دے دیتا ہوں۔ فاضل ممبر اگر لاہور کارپوریشن کی کارکردگی اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کی بطور محکمہ کی کارکردگی پر بحث چاہتے ہیں تو یہ ایک دن مقرر کرلیں ہم اس سارے معاملات کو اسمبلی میں discuss کر لیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آج ہی اس پر بحث کریں۔ جناب والا! اس پر میری ایک قرارداد نمبر 12 تھی۔ آپ نے اسے pending کیا تھا کہ اگلے دن اس پر آپ speech کر لینا۔

جناب سپیکر: چلیے آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اگر اس طریقے سے آ سکتی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے ؟ میں تو خود لاہور کا شہری ہوں ' یہاں کا نمائندہ ہوں۔ میرا تو اپنا ذاتی interest یہی ہے کہ لاہور زیر بحث آئے' لہذا آپ مہربانی سے لاہور کارپوریشن' لاہور کے معاملات کو کسی موقع پر ایجنڈے پر لے آئیے۔ اس پر پورا دن بحث ہو سکتی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری : تو پھر آپ اس کے لیے وقت مقرر فرما دیں تاکہ اسی اجلاس میں اس پر بات کی جا سکے۔

جناب سپیکر : فی الحال آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں اور جب کسی وقت قائد حزب اختلاف بھی ہوں گے تو آپس میں بات کر کے کسی دن بھی اس پر بحث رکھ لیں گے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ محکمہ کارپوریشن کیا ہے ؟ کیا یہ کوئی

نیا محکمہ ہے؟

جناب سپیکر: سید تابش الوری صاحب! یہ پروف اور کتابت کی غلطی ہے۔ آپ جانے دیجیے۔ اب آگے چلتے ہیں۔ خواجہ محمد اسلام۔

جناب محمد بشارت راجا، سوال نمبر 1736۔ (معزز رکن نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر دریافت کیا)

چک نمبر ۲۷۹/ج ب کی آبادیوں میں ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*1736۔ **خواجہ محمد اسلام،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ مالی سال ۹۵-۱۹۹۴ء میں چک نمبر ۲۷۹/ج ب اور اس سے ملحقہ آبادیوں اعظم آباد۔مدینہ آباد' الیاس پارک' منیر آباد سیف آباد' شاداب کالونی' گلشن کالونی' لیاقت ٹاؤن' نصیر آباد اور پنج پیر میں ترقیاتی کام شروع کیے گئے تھے اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیل کیا ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

یہ درست ہے کہ چک نمبر 279/ج ب اور اس کی ملحقہ آبادیوں میں ترقیاتی کام شروع کیے گئے تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت	تکمیل کے مراحل	کیفیت
1۔	گلی نمبر 11,9,7 گلزار کالونی میں نالیوں وغیرہ کی تعمیر	14,000/-	مکمل ہو گئی ہے	۔
2۔	محلہ پنج پیر اور نصیر آباد میں گلیوں کی دوبارہ سولنگ	4,58,000/-	۔ایضاً۔	۔
3۔	گرلز مڈل سکول چک 279 خورد میں چھ کمروں کی تعمیر	9,17,900/-	۔ایضاً۔	۔
4۔	تعمیر سڑک از گندہ نالہ فیکٹری نثار اکبر تا پلی 279 ر ب	5,73,000/-	90 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے۔	تارنگ سیزن ختم ہونے کی وجہ سے

کام مکمل نہ ہو سکا۔ امید
ہے بقیہ کام بھی جلد
مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ؟ کوئی نہیں۔ آگے چلتے ہیں۔ جناب محمد منشاء اللہ بٹ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: جناب والا! میں آپ سے وضاحت چاہوں گا کہ یہ سوال میں نے 4-6-95 کو اسمبلی میں جمع کروایا اور آج تقریباً گیارہ ماہ ہو چکے ہیں لیکن اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ جبکہ مجھے یاد ہے کہ آپ نے ایک دو دفعہ رولنگ بھی دی تھی کہ محکمہ جات کو وقت پر جوابات دینے چاہئیں۔ جناب سپیکر! یہ سوال کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کوئی دھاندلی نظر آئے، کوئی غلط کام نظر آئے اس کی نشان دہی کی جائے تاکہ عوام کو ان کی بنیادی ضروریات، سہولتیں بہم پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر: یہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ میں اس کا سختی سے نوٹس لیتا ہوں۔ جناب سینئر وزیر اور متعلقہ محکمے کے وزیر سے میں خاص طور پر تاکیداً کہتا ہوں کہ مہربانی سے یہ جو سوالات کے جوابات میں تساہل ہے اسے دور کیا جائے۔ تقریباً اس سوال کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اس کا جواب لازمی آنا چاہیئے تھا

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں اس بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ سوال محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر یہی جواب بھیج دیا جاتا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں عرض کرتا ہوں کہ 31 جنوری 1996ء کو ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایک چٹھی بھجوائی ہے جس میں اس بات کی وضاحت ہو گئی ہے۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

I am directed to refer to letter No. 1793 on the subject noted above that since the subject matter of the Assembly Question related to the Housing , Physical and Environmental

Planning Department, therefore, the department is not in a position to reply it properly

جناب سپیکر: مجھے سیکرٹری اسمبلی نے ابھی بتایا ہے کہ یہ کچھ محکموں کے درمیان ہی اس طرح کا سلسلہ ہوتا رہا ہے۔ آپ کے محکمے کی طرف سے محکمہ P&D کو لکھا گیا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ انھوں نے پھر آپ کے محکمے کو لکھا کہ نہیں یہ سوال آپ ہی کے محکمے سے تعلق رکھتا ہے لہذا آپ اس کا جواب دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ سینئر وزیر ہونے کے ناتے اپنے محکموں کے درمیان اس طرح کے جو تضادات ہیں یا اس طرح کی جو red-tapism ہے از راہ کرم اس کو ختم کر کے اسمبلی کے اندر سے جو سوالات کیے جاتے ہیں ان کے جوابات بروقت دینے کا مناسب انتظام فرمائیں۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: 1829۔

ناجائز تجاوزات کے خاتمہ کے اقدامات

*1829۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مغل پورہ پل تا ہربنس پورہ پل لاہور تک ناجائز تجاوزات کی بھر مار ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان تجاوزات کی وجہ سے ٹریفک جام ہو جاتی ہے اور عوام الناس کو سخت پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ناجائز تجاوزات میں جگہ جگہ تربوز کے سٹال بھی لگے ہوئے ہیں جن کے چھلکوں کی وجہ سے گندگی اور تعفن پھیل رہا ہے۔

(د) اگرجزہائے بالا کاجواب اثبات میں ہےتو کیا حکومت متذکرہ تجاوزات کو مستقل بنیادوں پر ہٹانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) مغل پورہ پل تا ہربنس پورہ پل سڑک لب نہر پر تین مقامات نزد مغل پورہ،نزد لال پل اور نزد ہربنس پورہ پل پر کچھ عارضی تجاوزات ہوتی رہتی ہیں۔ جن کے خلاف عملہ بلدیہ عظمیٰ

لاہور آپریشن کلین اپ کے علاوہ بھی کارروائی کرتا رہتا ہے۔

(ب) لال پل مغل پورہ پہلے بہت چھوٹا تھا علاوہ ازیں ویگنیں سواری اتارنے اور چڑھانے کے لیے پل کے بہت قریب ایک وقت میں زیادہ تعداد میں کھڑی ہو کر ٹریفک جام ہونے کا باعث بنتی تھیں۔ اب یہ پل پہلے سے چار گناہ زیادہ کشادہ ہو چکا ہے۔ نئے تعمیر شدہ پل کا ایک حصہ پہلے اور دوسرا حصہ چند دن پہلے کھل چکا ہے۔ اب صرف ویگنوں کا غلط سٹاپ شکایت کا باعث ہو گا۔

(ج) برسات سے قبل دو تین جگہ ایسی پوزیشن ہوئی ہے۔ عملہ روزانہ چھلکے اٹھاتا رہا ہے۔ اب یہ سٹال ختم ہو چکے ہیں۔

(د) ان تجاوزات کو پہلے بھی کئی دفعہ ہٹایا جا چکا ہے رفتہ رفتہ چند تجاوزات پھر قائم ہو جاتی ہیں جن کے خلاف کارروائی ہوتی رہتی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ جو ناجائز تجاوزات ہوتی ہیں وہ محکمہ خود کرواتا ہے اور باقاعدہ وہاں سے منتھلی وصول کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر : حاجی صاحب! محکمہ تو نہیں کرواتا ہو گا البتہ محکمے کا کوئی کارندہ کرتا ہو گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب والا! کارندہ بھی تو محکمے کا ہی ہے اور پھر نام تو محکمے کا ہی آئے گا۔

جناب سپیکر : جب ہم محکمے کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ کوئی محکمانہ طور پر ایسا کرتا ہے۔ جی وزیر موصوف آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! یہ بات غلط ہے۔ محکمہ کسی سے رشوت لے کر نہ تجاوزات کرواتا ہے اور نہ گراتا ہے' بلکہ عوام کے مفاد کے پیش نظر جو traffic hinderance ہوتی ہے محکمہ اسے ہٹانے کے سلسلے میں ایمان داری سے کام کرتا ہے۔

جناب سپیکر ۔ وزیر موصوف ایک observation میں دینا چاہتا ہوں جو پنجاب سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے بھی اپنے اس پنجاب کی سڑکوں کو کافی چھانا ہے اور میرا اندازہ یہ ہے کہ تمام سڑکوں کے اوپر سب سے زیادہ خرابی اس بات کی آتی ہے کہ جیسے ہی کوئی شہر آتا ہے تو وہاں اڈے پر دکانیں سڑک کے اوپر پہنچا دی جاتی ہیں۔ سڑک اور پانی آپس میں دشمن ہیں جہاں پانی ہو گا سڑک ٹوٹ جائے گی۔ دکانیں بالکل سڑک کے اوپر آ جاتی ہیں جس سے ٹریفک رک جاتی ہے۔ چھلکے' گندگی' garbage

سب سڑکوں کے اوپر آ جاتا ہے۔ آپ چونکہ پورے پنجاب کے سینئر وزیر اور مقامی حکومت و دیہی ترقی کے وزیر بھی ہیں تو مہربانی سے جتنے بھی بلدیات ہیں انھیں تاکید کیجیے کہ سڑکوں کے اوپر دکانوں کا جو ایک ہجوم ہو جاتا ہے اسے ہٹائیں۔ آپ بھائی پھیرو کو دیکھیے آپ جائیں گے تو آپ کو اندازہ ہو گا۔

رانا محمد اقبال خان : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمایے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! آپ بات کر رہے تھے لیکن درستی کے لیے عرض کر دوں کہ اس اسمبلی کی قرارداد کے مطابق اس گاؤں کا نام پھول نگر ہے بھائی پھیرو نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔ اچھی بات ہے تو پھول نگر کو بھی کانٹا نگر بنایا ہوا ہے۔ اس بات پر ایک خاص نظر ہونی چاہیے۔ سڑک کے اوپر بجائے اس کے کہ ہم یہ محسوس کریں کہ اب کوئی شہر آ رہا ہے۔ یہاں کچھ سہولت ہو گی بلکہ ہوتا یوں ہے کہ جیسے ہی کوئی قصبہ قریب آتا ہے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اب جناب آپ کو دو تین میل گندی سڑک ملے گی ' اس میں گڑھے ملیں گے ' آپ کی گاڑی پنکچر ہو گی' آپ کو رکاوٹیں میسر ہوں گی اور یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ اس اڈے کے اوپر دکانیں بالکل سڑک کو cover کر جاتی ہیں تو از راہ کرم اس ایک بات کا خصوصی طور پر نوٹس لیجیے اور مختلف علاقوں سے اسے ختم کرنے کی کوشش کیجیے۔ شکریہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ شہر جہاں سے main highways گزرتی ہیں وہاں پر یہ problems ہیں جیسا کہ ابھی پھول نگر کا ذکر ہوا۔ جہاں تک پھول نگر کا تعلق ہے اس میں by-pass under process ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اندرون سڑک پر جو تجاوزات ہیں ان کو نہ گرایا جائے۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ اس سلسلے میں اس میونسپلٹی کو ضروری ہدایات دے گا کہ جہاں جب تک by-pass تیار نہیں ہوتا وہ اس کی طرف بھی توجہ دیں اور پنجاب کے جتنے اور چھوٹے چھوٹے شہر ہیں چونکہ آبادی کے دباؤ نے ٹریفک پر کافی بوجھ ڈالا ہوا ہے تو حکومت پنجاب کا پلان ہے کہ چھوٹے شہر سے باہر by-pass divert کیا جائے اور یہ کم و بیش تقریباً پنجاب کے سبھی اضلاع میں اس طرح کی سکیمز ہیں اور جو چھوٹے چھوٹے شہر ہیں وہاں پر بھی ایسی سکیمیں بنائی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ by-pass بنائیے لیکن از راہ کرم یہ جو سڑکوں کے اوپر دکانوں کی یلغار ہے اس کو

رے پنجاب میں دور کرنے کا بھی کوئی سامان کیجیے ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔بقیہ سوالات کے ابات آپ ایوان کی میز پر رکھ رہے ہیں؟

زیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، بقیہ سوالوں کے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سینئر ڈاکٹر کی تعیناتی

*1931۔ جناب ارشد عمران سلہری ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

لف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل شیخوپورہ میں ضلع کونسل ہیلتھ آفیسر کی اسامی پر ۴ جولائی ۱۹۹۵ء سے ڈاکٹر شہزاد عمران کو سینئر ڈاکٹروں کو نظر انداز کرکے تعینات کر دیا گیا ہے جب کہ یہ اسامی گریڈ ۱۸ کے سینئر ڈاکٹر کے لیے ہے اور مذکورہ ڈاکٹر کی سروس صرف تین سال ہے۔

ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس تعیناتی کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت ڈاکٹر شہزاد عمران کو مذکورہ اسامی سے فی الفور تبدیل کرکے سینئر ڈاکٹر کو تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

زیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان) ،

الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ ضلع ہیلتھ آفیسر ضلع کونسل کی اسامی گریڈ 17 میں تخلیق شدہ ہے اور اس اسامی کے مجاز قوانین کی رو سے گریڈ 17 کے کسی بھی ڈاکٹر کی تعیناتی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر شہزاد عمران گریڈ 17 کی تعیناتی بطور ہیلتھ آفیسر سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت نمبری US-111-CMS-AB-137/95-70860 مورخہ 13 جون 1995ء کی روشنی میں عمل میں لائی گئی تھی ڈاکٹر مذکورہ بطور میڈیکل آفیسر گریڈ 17 L.C.S مورخہ 28 مارچ 1992ء بھرتی ہوئے۔

ب) جیسا کہ جز (الف) میں عرض کیا گیا ہے ڈاکٹر شہزاد عمران کی تعیناتی بطور ضلع کونسل ہیلتھ آفیسر سابقہ وزیر اعلیٰ کی ہدایت مورخہ 13 جون کی روشنی میں لائی گئی فی الحال ڈاکٹر مذکورہ کی

تبدیلی کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ناجائز ادائیگی کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*1999۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جنوبی کینالاں موضع ہرنولی(میانوالی)میں گورنمنٹ پرائمری سکول برائے طلباء و طالبات کی عمارتوں کی تعمیر کا ٹھیکہ کب کس ٹھیکیدار کو اور کتنی مالیت میں دیا گیا تھا۔سکولوں کی عمارات کی تکمیل کتنی مدت میں ہوئی تھی۔اب تک دونوں سکولوں کی کتنی کتنی عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور کتنی تعمیر کا کام بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ دونوں سکولوں کی عمارات ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہیں مگر عمارات کی تعمیر کے لیے مختص شدہ فنڈز کی محکمہ کی ملی بھگت سے ٹھیکیدار کو ادائیگی کر دی گئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کاجواب اثبات میں ہے تو اس ادائیگی کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت ناجائز ادائیگی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور سکولوں کی عمارات کی تعمیرمکمل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان) :

(الف) 1۔ بوائز پرائمری سکول کینالاں والا جنوبی، سکول ہذا کی عمارت کی تعمیر بذریعہ پراجیکٹ کمیٹی 1989ء میں ہوئی تھی۔اس کا کام صرف چھتوں تک مکمل کیا گیا۔جبکہ چھتیں ذاتی بقایا ہیں۔ ایسٹیمیٹ کے مطابق کل -/88.500 میں سے -/40,000 کا کام موقع پر ہوا ہے۔ اس طرح -/48,500 روپے کی رقم خوردبرد کر لی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ انٹی کرپشن ضلع میانوالی کو بذریعہ چٹھی نمبر LG&RD/4474 مورخہ 26-9-95 (کاپی لف ہے) تحریر کیا گیا ہے کہ اس وقت کے پراجیکٹ منیجر چیلاں رانا محمد ارشد خان موجودہ تعیناتی مرکز کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور دیگر ارکان پراجیکٹ کمیٹی کے خلاف غبن کا مقدمہ درج کریں۔

2۔ گرلز پرائمری سکول کینالاں والا جنوبی۔ جہاں تک گرلز پرائمری سکول کا تعلق ہے تو یہ بھی پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے 1.43 لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کرایا گیا اور اس وقت

کے پراجیکٹ منیجر مرکز پیلاں رانا محمد ارشد خان موجود تعیناتی مرکز کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے مکمل رقم پراجیکٹ کمیٹی کو جاری کر دی۔ اس سکول کی بھی باقاعدہ اسسمینٹ کرائی گئی اس عمارت میں صرف چار دیواری کا کام بقایا ہے اور اس طرح بمطابق ایسٹمیٹ مبلغ -/76894 روپے کی رقم خوردبرد کی گئی۔اس سلسلہ میں باقاعدہ کیس محکمہ انٹی کرپشن کے پاس بذریعہ ایف آئی آر نمبر 26/94 مورخہ 94-1-14 رجسٹر کرایا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ دونوں کی عمارات ابھی تک نامکمل ہیں اور اس وقت کے پراجیکٹ منیجر مرکز پیلاں رانا محمد ارشد خان موجودہ تعیناتی مرکز کمالیہ نے بغیر کسی تصدیق کے جملہ فنڈز پراجیکٹ کمیٹی کو جاری کر دیے یہ کام بذریعہ ٹھیکہ نہ ہوا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا جز ہائے کی تفصیلی وضاحت کر دی گئی محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی متعلقہ اہل کاران کے خلاف E&D قوانین کے تحت کارروائی کر رہا ہے۔

سرگودھا میں سڑکوں کے کناروں سے اکھاڑے گئے درختوں کی نیلامی

*2058۔ چودھری عبد الحمید : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا شہر میں اپریشن کلین اپ کے دوران 50 سال پرانے درخت بھی اکھاڑ دیے گئے۔ اگر ایسا ہے تو وہ تمام لکڑی کہاں استعمال ہوئی ہے نیز کچہری روڈ پر ایک بیت الخلاء جو گورنمنٹ نے تعمیر کروائی تھی اسے گرانے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا متبادل بیت الخلاء مہیا کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان) :

آپریشن کلین اپ کے دوران کل چھوٹے بڑے 164 درخت مختلف سڑکوں سے گرائے گئے تھے جو کہ 5 سال سے 20 سال تک کی عمر کے تھے۔یہ درخت آپریشن کلین اپ کے دوران اس وجہ سے گرائے گئے تھے کہ ان کی آڑ میں لوگوں نے کارپوریشن اور صوبائی حکومت کی جگہ پر ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا۔ یہ درخت نیلام فہرست میں شامل کر کے قاعدہ کے مطابق نیلام کیے گئے تھے۔

کچہری روڈ پر ایک بیت الخلاء تعمیر تھا جس کی حالت خستہ تھی اور ٹریفک میں

رکاوٹ کا باعث تھا اس لیے بیت الخلاء کو گرایا گیا تھا۔ کارپوریشن وہاں پر بیت الخلاء بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ قریب ہی تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر سابق بم والا چوک میں ایک لیٹرین ملکیتی کارپوریشن پہلے ہی موجود ہے۔

ڈاکٹر عمران شہزاد کو تبدیل کرنے کے اقدامات

*2068۔ جناب ارشد عمران سلہری ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزیٹڈ آفیسر اپنے رہائشی ضلع میں انتظامی اسامی پر تعینات نہیں ہو سکتا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ڈاکٹر عمران شہزاد زیڈ ایچ اوضلع شیخوپورہ جو اسی ضلع کا مستقل رہائشی ہے کو کن وجوہات کی بناء پر رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعینات کیا گیا ہے کیا حکومت مذکورہ ڈاکٹر کو ضلع شیخوپورہ سے کسی دوسری جگہ ٹرانسفر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان) ،

(الف) لوکل کونسل سروس کے ڈاکٹروں پر کوئی ایسی قانونی شق لاگو نہیں ہوتی جس کے تحت کسی بھی ڈاکٹر یا ہیلتھ آفیسر کو اس کے رہائشی ضلع میں انتظامی اسامی پر تعینات نہ کیا جا سکے۔

(ب) چونکہ جز (الف) کا جواب مثبت نہ ہے اس لیے ڈاکٹر عمران شہزاد کی اس کے رہائشی ضلع میں بطور زیڈ ایچ او تعیناتی غیر قانونی نہ ہے۔مزید یہ کہ ڈاکٹر عمران شہزاد کو سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق زیڈ ایچ او ضلع کونسل شیخوپورہ تعینات کیا گیا۔ فی الحال مذکورہ ڈاکٹر کی عرصہ تعیناتی / مدت پوری نہ ہوئی ہے اس لیے ٹرانسفر یا تبدیلی کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

مین بازار کھاڑک میں سڑک کی تکمیل

*2103۔ نواب امان اللہ خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا ... ہے کہ مین بازار کھاڑک (ملتان روڈ لاہور) کی سڑک کو ملتان روڈ لاہور سے امام بار... تک پختہ کرنے کے لیے کام شروع کیا گیا تھا لیکن بجری ڈالنے کے بعد ادھورا ... یا ہے۔

(ب) ... درست ہے کہ مین بازار کی نصف فرلانگ سڑک امام بارگاہ حیدری سے پل سبزہ زار ... نی کھاڑک کو پختہ کرنے کے لیے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا جس کی ... ے اس علاقے کے مکین جن کی آبادی بیس ہزار نفوس سے زیادہ ہے آمدورفت کے سخت مشکلات میں مبتلا ہیں؟

(ج) ... ر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مین بازار کھاڑک کی باقی ماندہ نصف فرلانگ سڑک ... ام بارگاہ حیدری سے پل سبزہ زار مدینہ کالونی کو موجودہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ کرنے ... وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت متذکرہ نصف فرلانگ سڑک کو بھی موجودہ سڑک کے ساتھ پختہ کر کے علاقہ کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

... مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان)،

...ب) یہ درست نہ ہے کہ مین بازار کھاڑک (ملتان روڈ لاہور) کی سڑک کو ملتان روڈ لاہور سے امام بارگاہ حیدری تک پختہ کرنے کے لیے پتھر ڈالنے کے بعد ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ مین بازار کھاڑک (ملتان روڈ لاہور) کی سڑک کو ملتان روڈ لاہور سے امام بارگاہ حیدری تک کی تعمیر کا کام مکمل کر دیا گیا ہے۔

(...) سڑک امام بارگاہ حیدری سے پل سبزہ زار مدینہ کالونی تک کو پختہ کرنے کے لیے کام اب شروع کر دیا گیا ہے اور یہ کام ماہ جون تک ختم ہو جائے گا۔

(ج) سڑک امام بارگاہ حیدری سے پل سبزہ زار مدینہ کالونی تک کام برائے پختہ کرنے سڑک اب شروع کر دیا گیا ہے اور ماہ جون کی 30 تاریخ تک ختم ہو جائے گا۔

سڑک کو پختہ کرنے کے اقدامات

*2104۔ نواب امان اللہ خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موہڑہ شریف روڈ (عقب شیزان فیکٹری لاہور) ایشیا چوک تا مسجد غوثیہ مالک آباد کو تاحال پختہ نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے موسم برسات کے علاوہ عام دنوں میں بھی علاقے کے مکینوں کو جن کی آبادی پچاس ہزار نفوس سے بھی زیادہ ہے آمدورفت کے لیے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان) :

(الف) مین بازار موہڑہ شریف (عقب شیزان فیکٹری لاہور) ایشیا چوک تا جامعہ مسجد غوثیہ مالک آباد سڑک پختہ ہے مگر حالت خراب ہے۔

(ب) از چوک ایشیا تا مسجد غوثیہ میں بازار موہڑہ شریف کی لمبائی تقریباً 2500 فٹ ہے جس کو دوبارہ تعمیر کیا جانا مقصود ہے۔ غوثیہ مسجد چوک سے بطرف المتاب پارک اپروچ روڈ جو لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت خرید کر کے راستہ کھول دیا ہے جس کو تعمیر کیا جانا مقصود ہے۔ سڑک کی تعمیر و مرمت پر -/8,00,000 روپے خرچ آئیں گے۔ مذکورہ کام رواں مالی سال میں شامل نہ ہے۔

(ج) مفصل جواب جز (ب) بالا میں دیا گیا ہے۔

نالی اور سولنگ لگوانے کے لیے اقدامات

*2128۔ **حاجی احمد خان ہرل** ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ بھلوال کے خصوصی حکم پر الوقار ٹاؤن بلدیہ بھلوال ضلع سرگودھا کی مسجد والی گلی کی نالی اور سولنگ لگانے کے لیے سب انجینئر بلدیہ بھلوال نے مبلغ پچیس ہزار روپیہ کا تخمینہ لگایا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک مذکورہ گلی میں نالی اور سولنگ نہیں لگایا گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی کی نالی اور سولنگ لگوانے کا

ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ گلی کی نالی اور سولنگ بلدیہ بھلوال کے بجٹ برائے سال۹۶-۱۹۹۵ء میں فنڈز کی کمی کے پیش نظر مکمل نہ کی جا سکی۔فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں ۹۷-۱۹۹۶ء کے مالی سال کے دوران اس کی تکمیل کر دی جائے گی۔

ہادی پورہ سے بارشوں کے پانی کا انخلاء

*2130۔ حاجی احمد خان ہرل ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں بھلوال شہر کی ہادی پورہ کالونی میں بارشوں کے پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام نہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا کالونی میں بارشوں کا پانی گھروں میں داخل ہو جانے کی وجہ سے جانی نقصان کا خطرہ رہتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کاجواب اثبات میں ہےتو کیا حکومت ہادی پورہ روڈ کے ساتھ نالہ تعمیر کرکے بارش کے پانی کو شہر سے باہر نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) آئندہ مالی سال ۹۷-۱۹۹۶ء کے بجٹ میں مناسب فنڈز کی دستیابی کی صورت میں اس مقصد کے لیے رقم فراہم کر دی جائے گی۔

وٹرنری سنٹر کنگن پور کی منتقلی

*2149- مسر دارحسن اختر موکل، کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل قصور نے ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے وٹرنری سنٹر کنگن پور کو تھانہ کنگن پور کے سامنے واقع ضلع کونسل قصور کی ملکیتی اراضی پر منتقل کرنے کی سفارش کی تھی۔

(ب) اگرجز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وٹرنری سنٹر قرار داد کے مطابق مجوزہ اراضی پرمنتقل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل قصور نے۔

1۔ بذریعہ قرار داد نمبری 5 اجلاس خاص مورخہ 88-10-5 تھانہ کنگن پور کے سامنے اپنی 10 کنال 6 مرلہ اراضی پر متعین طریق کار کے مطابق شفاخانہ حیوانات منتقل کرنے کی تجویز پیش کی تھی جس پر ایوان نے درج ذیل فیصلہ صادر کیا تھا۔

"منظور ہے"

2۔ بذریعہ قرار داد نمبری 10 دوران اجلاس خاص مورخہ 89-12-13 شفاخانہ حیوانات کی عمارت بمع اراضی محکمہ صحت کو منتقل کرنے کی تجویز پیش کی تھی جس پر ایوان نے درج ذیل فیصلہ صادر فرمایا تھا۔

" اے ڈی صاحب لائیو سٹاک کی وضاحت کہ متبادل عمارت مہیا کئے جانے اور محکمہ لائیو سٹاک کی اجازت کے بغیر نہ تو ہسپتال خالی کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی جگہ کسی دوسرے محکمہ کو منتقل کی جا سکتی ہے۔ تاہم ایوان نے فیصلہ کیا کہ شہزادہ شبیر احمد اور حاجی عبدالغفار صاحبان کی اس تجویز کے مطابق محکمہ لائیو سٹاک کی اجازت حاصل کرنے کے لیے محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے"۔

(ب) درج بالا فیصلہ ایوان بر پیرا ۔ الف (۲) کے ضمن میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب لائیو سٹاک نے اپنی چٹھی نمبری 58 مورخہ 12-01-1994 میں محکمہ بورڈ آف ریونیو پنجاب کی چٹھی نمبر ان 3700/88-3608۔ سی ایل-II مورخہ 88-8-2 اور 568/88-6547۔ سی ایل-II کے حوالے سے یہ

تجویز کیا کہ تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو یہ ہدایات جاری کی جا چکی ہیں کہ کوئی بھی ضلع کونسل کسی مخصوص مقصد کے لیے حاصل کردہ اراضی کو کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال کرنے کا مجاز نہ ہے۔

اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب محکمہ لائیو سٹاک نے اپنی چٹھی مذکور میں درج بالا احکامات کا حوالہ دیتے ہوئے تجویز ہذا بابت منتقلی شفاخانہ حیوانات پر عمل درآمد کرنے سے معذرت کر لی۔

مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر کونسل ہذا کے لیے اپنی منظور کردہ قرارداد کے مطابق وٹرنری سنٹر کنگن پور مجوزہ اراضی پر منتقل کرنا ممکن نہ ہو سکا۔

شارٹ ٹینڈر نوٹس

*2266۔ جناب ہارون اختر خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور کی جانب سے شارٹ ٹینڈر نوٹس مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء کو جاری ہوئے تھے اور مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۵ء کو بارہ بجے موصول ہوئے تھے ان سکیموں کی موجودہ صورت حال کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹینڈر کے جو فنڈ تھے وہ حکومت پنجاب کو وفاقی وزارت برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے جولائی ۱۹۹۴ء کو دیے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزارت خزانہ پنجاب نے اپنے طور پر مذکورہ سکیمیں تبدیل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا تھا اور اگر یہ صحیح ہے تو کیا یہ غیر قانونی نہ تھا اور کیا صرف وفاقی وزارت برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی ہی یہ سکیمیں تبدیل کر سکنے کی مجاز نہ تھی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان) ،

(الف) درست ہے تاہم فنڈز lapse ہونے کی وجہ سے اس وقت سکیموں پر کام شروع نہ کیا جا سکا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے اپنے طور پر سکیمیں تبدیل کی ہیں۔ایسی سکیمیں جن کے لیے وفاقی وزارت بلدیات فنڈز مہیا کرتی ہے کی تبدیلی بھی متعلقہ وزارت کے حکم کے تحت ہی کی جا سکتی ہے۔

حکومت پنجاب نے اپنے طور پر سکیموں میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ مروجہ طریق کار کے مطابق وفاقی وزارت بلدیات نے جن سکیموں کے لیے حکومت پنجاب کے محکمہ خزانہ کو فنڈز مہیا کیے اپنی سکیموں کے لیے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری ۔ ایف ڈی (ڈی IV)10(ایم این اے/سینٹر)96-1995ء مورخہ 10 جنوری 1996ء کو 48 لاکھ روپے کے فنڈز محکمہ وفاقی حکومت و دیہی ترقی کو جاری کئے اور محکمہ ہذا انہی سکیموں پر عمل در آمد کا پابند ہے۔

مسٹر سبزواری ایکسیئن کی ڈیپوٹیشن پر تعیناتی

*2288۔ خان امان اللہ خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر سبزواری ایکسیئن پبلک ہیلتھ انجینئرنگ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں ڈیپوٹیشن پر تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایکسیئن اس وقت ایس ای کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے۔

(ج) مذکورہ آفیسر کی کل مدت ملازمت کتنی ہے وہ آج تک کس کس محکمہ میں کس کس پوسٹ پر تعینات رہا ہے۔

(د) مسٹر سبزواری کو محکمہ پبلک ہیلتھ سے مقامی حکومت و دیہی ترقی میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے ڈیپوٹیشن پر لیا گیا۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان) ،

(الف) مسٹر سبزواری کو محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں ٹرانسفر کیا گیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ آفیسر مورخہ 16 نومبر 1995ء سے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں بطور ایس ای تعینات ہے اس سے پہلے یہ آفیسر محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں بطور ایکسیئن تعینات تھا۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں سے آنے سے پہلے مذکورہ آفیسر کی ملازمت کی تفصیلات متعلقہ محکمہ یعنی ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(د) مسٹر سبزواری کو حکومت پنجاب، محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے حکم کے تحت اور پنجاب سول سروسز ایکٹ کے تحت محکمہ ہیلتھ انجینئرنگ سے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں ٹرانسفر کیا گیا ہے۔

سب انجینئر کی بطور ایس ڈی او اور ایکسیئن تعیناتی

*2291۔ خان امان اللہ خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت محکمہ میں کل کتنے سب انجینئر بطور ایس ڈی او کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس وقت کتنے ایس ڈی او بطور ایکسیئن کام کر رہے ہیں۔ اور کتنے سب انجینئر بطور ایکسیئن کام کر رہے ہیں اور کب سے ان پوسٹوں پر تعینات ہیں؟

(ج) جز(الف) اور(ب) میں مندرج افسران کے نام عہدہ اور کل سروس کتنی ہے اور ان کا سینارٹی لسٹ میں کتنا نمبر ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں اس وقت محکمہ ہذا کے 29 سب انجینئرز اور 17 دیگر محکمہ جات کے سب انجینئرز جن کی خدمات مستعار لی گئی ہیں بطور قائم مقام اے ای/ایس ڈی او کام کر رہے ہیں۔ اس طرح سب انجینئرز کی مجموعی تعداد جو کہ بطور ایس ڈی او کام کر رہے ہیں 46 ہے جن کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت لوکل کونسل سروس کے سات ایس ڈی او اور دیگر محکمہ جات کے سات ایس ڈی او جن کی خدمات محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں مستعار لی گئی ہیں بطور قائم مقام ایکسیئن کام کر رہے ہیں اور جہاں تک سب انجینئر کا بطور ایکسیئن کام کرنے کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ میں اس وقت لوکل کونسل سروس کا ایک سب انجینئر رانا جمشید مورخہ 4-5-1995 سے بطور قائم مقام ایکسیئن میونسپل کارپوریشن سرگودھا میں کام کر رہا ہے جبکہ مسٹر طارق تنویر سب انجینئر ڈیپارٹمنٹ ڈیپوٹیشن پر مورخہ 26-04-94 سے بطور قائم مقام ڈسٹرکٹ انجینئر ضلع کونسل مظفر گڑھ اسامی و گریڈ 18 کے مجاذ کام کر رہے تھے مورخہ

9-4-94 سے سپریم کورٹ کے حکم کی رو سے کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تمام تفصیل تتمہ "ب" پر لف ہے۔

(ج) جز (ج) کے جواب کی مکمل تفصیل تتمہ "الف" اور "ب" میں درج ہے۔

نوٹ:۔ تتمہ "الف" اور "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

بنک روڈ بصیر پور پر ٹال ٹیکس کی وصولی

*2334۔ میاں فضل حق ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 96-1995ء میں بنک روڈ بصیر پور ضلع اوکاڑہ کا ٹال ٹیکس کتنی رقم میں کس ٹھیکیدار کو نیلام کیا اگر اس وقت تک یہاں کسی ٹھیکیدار کے ذریعے ٹال ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا تو اس کی وجہ کیا ہے اور حکومت کے اس نقصان کا کون ذمہ دار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان) :

بصیر پور بنک روڈ کے ٹال ٹیکس کا ٹھیکہ ضلع کونسل اوکاڑہ نے اس سال نیلام نہ کیا ہے کیونکہ یہ سڑک محکمہ ہائی وے کو منتقل ہو چکی ہے۔لہذا ضلع کونسل کا کوئی نقصان نہ ہوا ہے۔

موضع بھانہ میں سولنگ اور نالیوں کی ناقص تعمیر

*2338۔ جناب محمد افضل ساہی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 96-1995ء میں موضع بھانہ تھانہ منڈی احمد آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کے لئے کتنی گرانٹ مہیا کی گئی اس گرانٹ سے گاؤں میں کتنے فٹ سولنگ اور نالیاں بچھائی جانی تھیں اور اب تک کتنے فٹ سولنگ اور نالیاں بچھائی گئیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو سولنگ اور نالیاں موقع پر بچھائی گئی ہیں ناقص میٹریل کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں اور گاؤں کا گندہ پانی گلیوں میں کھڑا رہتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جتنے فٹ سولنگ اور نالیاں بچھانے کے لیے گرانٹ مہیا کی گئی تھی اتنا کام موقع پر نہیں ہوا جبکہ تمام گرانٹ جو اس کام کے لیے مختص ہوئی تھی محکمہ کے

سران و اہل کاران کی ملی بھگت سے ہڑپ کر لی گئی ہے۔

د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناقص تعمیر اور سرکاری رقم ہڑپ کرنے والے افسران اہل کاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان)،

الف) موضع بھلہ تھانہ منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں مالی سال 95-1994ء میں حکومت پنجاب نے ایس پی ایل ڈی کے تحت مبلغ دو لاکھ روپے نالیوں اور سولنگ کے لیے جاری کیے تھے۔ منصوبہ کے مطابق گاؤں ہذا میں تقریباً 920 فٹ سولنگ اور 1840 فٹ نالی کی تعمیر ہونا تھی۔ اب تک موقع پر 817 فٹ سولنگ اور 1479 فٹ نالی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

ب) اب تک جتنا کام موقع پر ہوا ہے وہ تسلی بخش ہے تعمیر نالیاں اور سولنگ میں میٹریل معیار کے مطابق استعمال کیا گیا ہے۔ تعمیر کردہ نالی اور سولنگ درست حالت میں کام کر رہی ہیں۔

ج) یہ درست نہ ہے۔ موقع پر کام کے مطابق ٹھیکیدار کو ادائیگی کی گئی ہے اور تقریباً 49 ہزار بقیہ گرانٹ خزانہ سرکار میں جمع ہے جو کام مکمل ہونے پر ادا کی جائے گی کوئی گرانٹ خورد برد نہ ہوئی ہے۔

د) چونکہ جز ہائے بالا حقائق کے خلاف ہیں تعمیر کا کام تسلی بخش ہے۔ مہیا کردہ گرانٹ سے ایک پیسہ بھی غلط طور پر استعمال نہ ہوا ہے۔ لہذا متعلقہ اہل کاروں کے خلاف کسی کارروائی کی فی الحال کوئی ضرورت نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

سولنگ لگانے کے اقدامات

749۔ حاجی محمد افضل چن : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ حافظ آباد روڈ پر واقع موضع کیلے سے (چاہ منگووالا) طیب نگر مشہورہ کے لیے تحصیل و ضلع شیخوپورہ کو جانے والی سڑک پر سولنگ لگا ہوا ہے۔

ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کتنی سڑک پر سولنگ لگا ہوا ہے اور کتنی سڑک پر سولنگ نہیں لگایا گیا۔ کیا حکومت بقیہ سڑک پر بھی سولنگ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو

کب تک ؛ اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(ملک مشتاق احمد اعوان) :

(الف) مذکورہ سڑک کی لمبائی 3450 آر ایف ٹی ہے جس میں سے 1300 آر ایف ٹی پر سولنگ لگایا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ سڑک پر سال 95-1994ء میں حلقہ این اے۔ 102 سے رکن قومی اسمبلی نے اپنی گرانٹ سے مبلغ 3 لاکھ روپے مختص کئے تھے جس سے 1300 آر ایف ٹی سولنگ کا کام مکمل ہو سکا اور بقیہ کام فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔جونہی متعلقہ ممبر اسمبلی فنڈز کا بندوبست کر دیں گے محکمہ ہذا سڑک پر سولنگ کا کام مکمل کر دے گا۔

جناب سپیکر، اب تحریک استحقاق کا وقت ہے ۔ میرا خیال ہے کہ تمام تحریکیں نمٹا دی گئی ہیں ایک نئی آ گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

چودھری خادم حسین، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، اللہ رحم کرے۔جی گنتی کی جائے---

(گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں' لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں--- گھنٹیاں بجائی گئیں۔ تمام اراکین سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر تشریف رکھیں تا کہ دوبارہ گنتی کی جا سکے۔ از راہ کرم اپنی جگہ پر تشریف رکھیں تا کہ گنتی کی جا سکے۔ سیکرٹری صاحب گنتی کیجیے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا نہیں ہے' لہذا 20 منٹ کے لیے اجلاس برخاست کیا جاتا ہے۔

(11 بجکر 36 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے ۔)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں ہے اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس

بدھ، 15 - مئی 1996ء

(چہار شنبہ، 26 - ذوالحج، 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح دس بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ
الْحَكِيْمِ ۝١ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤

سورۃ الجمعہ، آیات 1تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔ وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں (محمد کو) پیغمبر (بناکر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ○

میاں منظور احمد موہل: میں آپ کی اجازت سے راؤ مراتب علی خان جو اس معزز ہاؤس کے تین دفعہ رکن منتخب ہوئے تھے اور جو کہ میرے حلقے ضلع بہاولنگر سے تعلق رکھتے ہیں وہ کل رات قضائے الہیٰ سے وفات پا گئے ہیں تو میں ان کے اظہار کے لیے چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ نماز جنازہ پانچ بجے شام کو ہو گی اس لیے فاتحہ تو ابھی درست نہیں ہے۔ سب سے پہلے وہ 70ء میں اس ہاؤس کے ممبر منتخب ہوئے تھے جب آپ بھی یہاں پہ وزیر اعلیٰ تھے وہ آزاد رکن کی حیثیت سے کامیاب ہو کر آئے تھے۔ اس کے بعد 77ء میں بھی وہ کامیاب ہوئے۔ پھر 85ء میں بھی وہ کامیاب ہوئے۔ وہ اپنے علاقے کی ایک با اثر شخصیت تھے' راجپوت برادری کے وہ سرکردہ شخص تھے' علاقے میں ان کی عزت و احترام تھا' لوگ ان سے پیار اور محبت کرتے تھے تو انھی الفاظ کے ساتھ چونکہ وہ اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں لہذا میں ان کے لواحقین' پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب! میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے محترم قاری صاحب نے جن آیات مقدسہ کی تلاوت فرمائی اور ترجمے میں فقط ایک لفظ کی میں تصحیح چاہتا ہوں تو چونکہ ترجمہ بھی ریکارڈ میں درج ہو گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ "ان پڑھوں میں سے رسول" براہ کرم اس میں سے "سے" کا لفظ حذف فرما دیں کہ "فی الامین رسولا" کا ترجمہ ہے کہ " ان پڑھوں میں رسول بھیجا گیا" ان پڑھوں میں سے نہیں۔ "سے" کا لفظ ترجمے سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ بات ریکارڈ میں آ جائے گی اور مجھے دکھا لیں پھر میں بھی بتا دوں گا اس میں سے جو لفظ نکالنے ہوں نکال دیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' سلہری صاحب! فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جس میں صوبہ پنجاب میں خصوصی طور پہ لاہور میں---

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر: سلہری صاحب! میری بات سنیے۔ یہ محکمہ تعلیم کے متعلق سوال ہیں ۔ وقفہ سوالات ہو جائے اس کے بعد ہمارے پاس بہت وقت ہے ۔ اس وقت آپ یہ بات بتائیے گا۔وقفہ سوالات شروع

ہوتا ہے۔ محکمہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے سوالات کے جواب دیے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال ملک مختار احمد اعوان صاحب کا ہے ۔ کوئی صاحب ان کے behalf پر سوال کریں گے؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر This Assembly is Governed by Rules of Procedure. میں نے پہلے بھی اس کی نشان دہی کی تھی کہ جتنے سوالات ہیں وہ ایک procedure کے تحت اسمبلی میں table ہوتے ہیں پھر admit ہوتے ہیں اور پھر جواب آنا ہوتا ہے ۔ آج کی لسٹ جو 34 سوالوں کی ہے اس میں 11 کے جواب ابھی تک موصول نہیں ہوئے ۔ اگر آپ کے Rules of Procedure کے مطابق جو جواب آنا لازمی ہیں اور محکمہ تعلیم اگر مناسب جواب نہیں سمجھتا تو میرا خیال ہے کہ اس exercise کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگرجواب آ جاتا ہے اور وزیر صاحب اس پر یقین دہانی کراتے ہیں تو اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہوتا ۔اب 1/3 تو جواب ہی نہیں آئے۔ اس کا کیا فائدہ ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں ، محکمہ کو تنبیہ کریں ۔ اس طرح یہ سسٹم نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے ۔ آپ کے علم میں ہے کہ کل بھی یہ بات آئی تھی ۔ میں نے کل بھی بڑے پرزور الفاظ میں حکومت کے وزراء صاحبان سے یہ بات تاکیداً کہی تھی اور آج بھی جب اس کا موقع آئے گا دوبارہ شاید یہ بات آئے ۔ میرا خیال ہے کہ جس لمحہ ایسا سوال آئے گا جس کے بارے میں لکھا ہو گا کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔ اس موقعے پر یہ بات بھی اٹھائی جائے گی۔ اس کو ذرا چلنے دیجیے ۔ ملک مختار احمد اعوان صاحب کا سوال ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! سوال نمبر 1268 (معزز رکن نے ملک مختار احمد اعوان کے ایماء پر دریافت کیا۔)

اساتذہ کی تعیناتی کے اقدامات

*1268۔**ملک مختار احمد اعوان،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ نوشہرہ ضلع خوشاب میں ۱۹۷۶ء سے تدریسی عملے کی سخت کمی ہے اور اس وقت بھی انگلش، کامرس، انگریزی شارٹ ہینڈ، اردو شارٹ ہینڈ، لائبریرین اور ڈی پی ای کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ادارے میں کب تک اساتذہ کی تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔1976ء میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ نوشہرہ (ضلع خوشاب) کا وجود نہ تھا بلکہ اس ادارے کا قیام 87-1986ء میں عمل میں آیا۔جن اسامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے ان پر اساتذہ کرام اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔تاہم لائبریرین کی اسامی خالی ہے۔

(ب) اب تبادلہ جات پر پابندی ختم کر دی گئی ہے اور ان شاء اللہ موسم گرما کی تعطیلات کے دوران لائبریرین کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ نہیں تو آگے چلتے ہیں۔ ملک مختار احمد اعوان صاحب کا پھر سوال ہے۔

چودھری محمد اقبال، سوال نمبر 1349۔ (معزز رکن نے ملک مختار احمد اعوان کے ایماء پر دریافت کیا)۔

جنرل کیڈر کالج اساتذہ کی گریڈ ۱۹ کی اسامیوں پر ترقی کے اقدامات

*1349۔ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) جنرل کیڈر کالج اساتذہ کی گریڈ ۱۹ میں کتنی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اسامیاں عرصہ دو سال سے خالی پڑی ہیں۔اور ان اسامیوں پر پروموشن کو عرصہ دوسال سے مؤخر کیا جارہا ہے۔

(ج) مذکورہ اسامیوں پر پروموشن کن وجوہ کی بناء پر نہیں کی جا رہی ہے نیز حکومت کب تک مذکورہ اسامیوں پر پروموشنز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) جنرل کیڈر کالج اساتذہ کی گریڈ 19 میں اس وقت 271 اسامیاں خالی ہیں۔ان میں مردانہ128 اور زنانہ 143 ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔درحقیقت نئی اسامیاں یک وقت معرض وجود میں نہیں آتیں بلکہ یہ اسامیاں وقتاً فوقتاً مختلف وجوہات یعنی ریٹائرمنٹ،وفات یا پرموشن کی بنیاد پر معرض وجود میں آتی ہیں۔نیز ان اسامیوں پر پرموشن کو عرصہ 2 سال سے مؤخر نہیں کیا جا رہا۔

(ج) اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً میٹنگ منعقد کی جاتی ہے اور جو کیس مکمل ہوتے ہیں ان کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔ جی میاں عثمان ابراہیم صاحب

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! محترم وزیر نے جز "الف" کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس وقت 271 آسامیاں خالی ہیں ۔ اور جز "ج" میں فرمایا ہے کہ ابھی بھی وقتاً فوقتاً پرموشنز کی جو میٹنگز منعقد کی جاتی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آخری میٹنگ کب ہوئی تھی، اور اب تک کتنے کیسوں پر فیصلے ہو چکے ہیں؟ کیونکہ یہ جواب 1995ء کا ہے ۔

جناب سپیکر، کوئی تازہ ترین معلومات فراہم کریں۔

وزیر تعلیم، میرے پاس اس وقت کی پوزیشن موجود ہے۔ یہ سوال پرانا تھا اس لیے جواب بھی اسی وقت آیا تھا ۔ اس وقت ہمارے پاس صرف 19 گریڈ میں مردانہ 31 اور زنانہ 29 اور کل تعداد 60 اسامیاں خالی ہیں۔ دوسرا جو محترم عثمان ابراہیم صاحب کا ضمنی سوال ہے کہ آخری میٹنگ کب ہوئی تھی؟ صحیح تاریخ کا مجھے علم نہیں ہے ۔ لیکن حال ہی میں میٹنگ ہوئی جس میں 94 زنانہ اور 140 مردانہ پروفیسر صاحبان کی ترقی کا نوٹیفکیشن مورخہ 8-5-96 کو ہو گیا ہے ۔

خواجہ ریاض محمود، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے رپورٹ میں فرمایا ہے کہ 200 اسامیاں 19 گریڈ کی خالی ہیں۔

جناب سپیکر، یہ پرانا جواب تھا۔ اب انھوں نے موجودہ صورتحال کے مطابق بتایا ہے کہ 60 آسامیاں خالی ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، لیکن یہاں پر 60 تو نہیں لکھا ہوا۔ پتا نہیں کہ یہ اپنے دل کی بات کہہ رہے ہیں یا ریکارڈ کی بات کہہ رہے ہیں۔ ہم کیسے مان جائیں۔ کیا یہ چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ایسے کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی واسکٹ کے بٹن کھول دیے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! کل میں تو حاضر نہیں تھا لیکن آپ نے بڑے ترش انداز میں وزراء کرام کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ سوال و جواب یا دیگر باتوں پر بروقت صحیح جواب یہاں پر حاضر ہو کر دیے جائیں۔ اس پر عمل ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب نے اسی لیے موجودہ پوزیشن بھی بتائی ہے۔ آپ توجہ دیں گے تو مطمئن ہوں گے۔ جی چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! کیا معزز وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جز "ب" میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ان اسامیوں پر پروموشن کو عرصہ دو سال سے مؤخر نہیں کیا جا رہا ہے تو مؤخر کرنے کا صحیح عرصہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم، میں نے گزارش کی ہے کہ اس میں مؤخر کرنے کی بات نہیں ہے۔ جیسے ہی یہ اسامیاں پروموشن کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں' کوئی ریٹائر ہوں گے ' کوئی فوت ہوں گے۔ تو ظاہر ہے کہ ایک اسامی کے لیے D.P.C کی میٹنگ نہیں ہوتی۔ جیسے ہی یہ مناسب تعداد میں اسامیاں ہو جاتی ہیں۔ ان کا کام مکمل کر کے S&GAD کو بھیج دی جاتی ہیں تا کہ وہ D.P.C میں چلا جائے۔ یہ ایک باقاعدہ بات ہے اس میں مؤخر کرنے کی بات نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! سوال کی تاریخ 29-9-94 ہے اور وصولی 15-2-95 ہے۔ اور آج 15-5-96 یعنی تقریباً دو سال ہو گئے ہیں ابھی بھی اسامیاں خالی ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کب باقی اسامیوں کو fill کریں گے؟

وزیر تعلیم، باقی جو کیس تھے وہ بھی S&GAD کو بھجوا دیے گئے ہیں۔ جلد ہی D.P.C کی میٹنگ ہو گی۔ جن کو وہ منظور کر کے بھیج دیں گے تو پھر خالی اسامیوں کو fill کر دیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ دو مہینے کی بات کریں۔ یہ تو ہوا میں باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جہاں تک محکمہ تعلیم کا تعلق ہے انھوں نے اپنی طرف سے کارروائی کی ہے۔ اب ایک اور محکمے S&GAD کی ذمہ داری آ گئی ہے۔ اگر یہاں سینئر وزیر ہوتے تو ان سے پوچھ لیتے۔ لیکن اگر آپ نے جو کام بھیجا ہے اس میں کوتاہی ہو رہی ہے تو انھیں reminder دیں اور کہیں کہ ملک میں اتنی بیروزگاری ہے۔ خالی آسامیاں پُر کریں اور کوئی چار بچوں کو روزگار ملے۔ آپ خود اس کو persue

کریں۔

وزیر تعلیم، جی ضرور persue کریں گے۔

جناب سپیکر، آگے چلتے ہیں سید محمد عارف حسین شاہ بخاری

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، جناب والا! جس مقصد کے لیے میں نے سوال کیا تھا وہ مقصد حاصل ہو چکا ہے۔ اس لیے ایوان کا وقت بچانے کے لیے اس کو dispose of کر دیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! علامہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو dispose of کر دیں۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی سوال آنے چاہئیں۔ اس میں کچھ لاہور کے سکولوں کے متعلق بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، زیادہ ضروری یہ نہیں کہ سوال کرنے والا ہی اسے غیر ضروری سمجھتا ہے۔

میاں فضل حق، اس سلسلے میں، میں عرض کرتا ہوں اور آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ جب آپ ضمنی سوال کے بارے میں پوچھیں گے۔ اگر متعلقہ ممبر مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے لیکن میں اسی ضمن میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں چودھری محمد ظہیر الدین خان

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! جب سوال کرنے والے ممبر نے یہ فرما دیا ہے کہ اس کو dispose of کیا جائے تو اس کے باوجود ضمنی سوال کرنے کے لیے آپ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔ وہ ان پر اعتراض کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ ان پر اعتراض نہیں کر رہے ہیں۔

میاں فضل حق، میں ان پر اعتراض نہیں کر رہا بلکہ میں چاہ رہا تھا کہ اگر آپ نے dispose of منظور کر لیا ہے تو پھر میں درخواست کر رہا ہوں کہ I would like to ask more supplementary questions.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اگر آپ کے پاس کوئی اہم supplementary question ہے تو ہم تیار ہیں۔ آپ سوال کیجئے۔

میاں فضل حق، آپ کا شکریہ۔ جناب والا! جیسے اس سوال میں بتایا گیا' سکول کے فرنیچر کے متعلق بات ہو رہی ہے کہ ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں مہیا کیا گیا تھا' تیس سال کے بعد ان کو دوبارہ ایک لاکھ پچاس ہزار کا فرنیچر دیا گیا۔ تو کیا جو نئے سکول بنائے جاتے ہیں' جو منظور ہوتے ہیں' ان کے اندر جو بلڈنگ بنتی ہے تو اس کے ساتھ فرنیچر دیا جاتا ہے' اس کی گرانٹ ملتی ہے؟ مثلاً کسی حلقے کے اندر آپ نیا سکول بناتے ہیں۔

جناب سپیکر، رولز کا مسئلہ آ گیا ہے۔

میاں فضل حق، سیکرٹری صاحب نے پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں' جی ہاں۔

49 (2): The member so called shall rise in his place and unless he states that it is not his intention to ask the question standing in his name, he shall ask the question by reference to its number on the List of Questions

اگر سوال کیا ہی نہیں گیا تو اس پر کہتے ہیں کہ ضمنی سوال نہیں آ سکتا۔

میاں فضل حق، لیکن آپ نے چونکہ رولنگ دے دی ہے کہ سوال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے رولنگ دے دی۔ آپ نے جو بات کہی اگر اس کے مطابق ایک قانون سامنے آ گیا ہے تو ہم سب کو اس کا احترام کرنا چاہیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، میں آپ سے ایک رولنگ چاہوں گا۔ کیا سوال پرنٹ ہونے اور ایوان میں آنے کے بعد لکھے بغیر واپس لیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، دوبارہ کہیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، میں آپ کے حضور اپنی گزارش تفصیل سے دہرا دیتا ہوں۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ ممبر ایک سوال کر دیتا ہے اور بعض اوقات آپ کے vet ہونے سے پہلے یا بعد میں لکھ کر واپس لے لیا جاتا ہے۔ جب پرنٹ ہو کر ایوان میں آ جائے۔ جناب سپیکر! پہلے میں یہ گزارش کر دوں

کہ میرا مقصد صرف ایوان کی تصحیح اور مستقبل میں بہتر چلانے کے لیے ہے۔ میں گزارش کر رہا ہوں اور آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ اگر سوال ہاؤس میں پرنٹ ہو کر آجائے اور نمبر لگ جائے' تو کیا اس کے بعد وہ پھر لکھے بغیر وہ سوال واپس لیا جا سکتا ہے؟ میں یہ رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ دو طرح کے سوالات ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک Starred Questions ہوتے ہیں اور ایک Unstarred Questions ۔ جو Starred Question ہے اس کا جواب اصولاً زبانی دیا جاتا ہے۔ اسی لیے ان کو اجلاس کے اندر زیر بحث لایا جاتا ہے اور جو Unstarred Questions ہوتے ہیں' ان کا صرف تحریری جواب قبول کیا جاتا ہے۔ تو تحریری جواب اصل میں کوئی جواب نہیں ہے' اصل جواب oral جواب ہے۔ اور اس کے بارے میں اسی لیے جب آپ کہتے ہیں کہ اسے نہیں پڑھنا چاہتے تو کہتے ہیں "پڑھا ہوا تصور کیا جائے"۔ جب تک orally اس کا جواب نہ دیا جائے' اس وقت تک وہ سوال answered نہیں سمجھا جائے گا۔ اب اگر اس کا جواب انھوں نے لیا ہی نہیں اور اس کا جواب آیا ہی نہیں تو اس پر ضمنی سوالات نہیں ہو سکے۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: میرے خیال میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جس نے سوال کیا ہے' اگر وہ سوال پوچھتا ہی نہیں ہے' یا تو وہ غیر حاضر ہوں تو کوئی اس کے behalf پر پوچھ لے۔ اگر سوال کرنے والا معزز ممبر سوال پوچھتا ہی نہیں ہے تو وہ automatically ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ جب وہ پوچھا نہیں گیا' اس کا جواب orally نہیں دیا گیا' یا اس کے جواب کو orally دیا ہوا تصور نہیں کیا گیا تو اس وقت تک ضمنی سوالات نہیں ہو سکتے۔ آگے چلتے ہیں۔ یہ ایک ٹیکنیکل سا مسئلہ آ گیا ہے۔ ورنہ اس میں اعتراض کیا ہے۔ وہ بھی جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری۔

سید عارف حسین بخاری: سوال نمبر 1637

فرنیچر کی فراہمی

*1637- **سید محمد عارف حسین بخاری:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہائی سکول وینیکے تارڑ عرصہ ۲۰ سال سے قائم ہے اور متعدد بار اس کے طلباء میٹرک کے امتحان میں ذہانت کا وظیفہ حاصل کر چکے ہیں لیکن مذکورہ سکول کے قیام سے لے

کر اب تک طلباء کے لیے کوئی فرنیچر مہیا نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں طلباء کے لیے فرنیچر کب تک مہیا کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ سکول عرصہ 20 سال سے قائم ہے۔متعدد بار اس کے طلباء میٹرک کے امتحان میں ذہانت کا وظیفہ حاصل کر چکے ہیں۔تاہم یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ سکول کے قیام سے لے کر اب تک فرنیچر مہیا نہیں کیا گیا ہے۔بلکہ1972ء اور 1973ء میں فرنیچر مہیا کیا گیاہے۔فرنیچر پرانا اور ناکارہ ہونے کی بناء پر نیلام ہو چکاہے۔

(ب) اس سال اے ڈی پی میں سکولوں کو فرنیچر کی فراہمی کے لیے کوئی سکیم نہ ہے لہذا اس سکول کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے سی سی گرانٹ میں سے فرنیچر کے لیے ایک لاکھ پچاس ہزار روپے دے دیے گئے ہیں۔اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپے کی سکول کے فنڈز سےمنظوری دی گئی ہے اور سکول کے لیے فرنیچر خرید لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال بھی سید محمد عارف حسین شاہ بخاری صاحب کا ہے۔

سید عارف حسین بخاری: سوال نمبر 1653

داتا یونیورسٹی کا قیام

*1653۔سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عرس حضرت داتا گنج بخش کے موقع پر وزیر اعلیٰ نے لاہور میں داتا یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس پر کس قدر کام ہوا ہے اور اسے کب تک باقاعدہ شروع کیاجا رہا ہے۔

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 30-7-94 کو داتا گنج بخش کانفرنس کے اجلاس کے موقع پر جو کہ الحمرا آرٹ کونسل میں منعقد ہوا تھاوہاں داتا گنج بخش یونیورسٹی لاہور کے قیام کا علان کیا تھا۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل کی ہوئی ہے جو کہ (Concept Plan) پر غور کر رہی ہے۔جونہی کمیٹی نے رپورٹ پیش کی اس پر مناسب کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، کوئی latest position ہے؟

وزیر تعلیم، میں عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں latest position یہ ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب نے اس یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا تھا' اس کے بعد وہ کمیٹی تشکیل پا گئی۔ اس کمیٹی کے سربراہ ڈاکٹر اکرام الحق ڈار صاحب مرحوم تھے جو انجینرنگ یونیورسٹی لاہور کے سابق وائس چانسلر تھے۔ ڈاکٹر سردار محمد میاں صاحب چیئرمین لاہور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن۔ ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی صاحب سابق ڈائرکٹر آئی ای آر پنجاب یونیورسٹی لاہور اور ہمارے محکمے کے ایک ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن۔ انھوں نے ایک interim report submit کی تھی جو سابق وزیر اعلیٰ کے زبانی حکم پر جناب آصف فصیح الدین وردگ کے حوالے کی گئی تھی کہ ان کے حکم کے مطابق ان کے سپرد کی جائے تاکہ اس پر کوئی غور و خوض کرنے کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب کو کوئی مناسب مشورہ دے سکیں۔ اب وہ interim report ہمیں واپس نہیں ملی۔ محکمے نے بارہا دفعہ آصف فصیح الدین وردگ صاحب کو زبانی' ٹیلی فون پر اور لکھا بھی کہ وہ رپورٹ ہمیں بھیجیں۔

جناب سپیکر، کیا اس رپورٹ کی دنیا میں صرف ایک ہی کاپی تھی' اس کی اور کوئی کاپی نہیں بنی تھی؟

وزیر تعلیم، میں گزارش کر رہا ہوں' یہ interim report تھی' ابھی وہ پوری plan نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، وہ interim report جو تھی' اس کی ایک ہی کاپی تھی؟

وزیر تعلیم: اس کے ساتھ یہ ہوا۔۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے احتیاطاً بہتر یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی جو بھی رپورٹ بنے اس کی کاپی بھی بنا لی

جائے۔

وزیر تعلیم، اس کی کاپی موجود تھی۔ لیکن ہم یہ چاہتے تھے کہ جو اس پر غور و خوض کے لیے ان کو جو منتخب کیا گیا تھا تو ہم ان سے یہ گزارش بھی کرتے رہے ہیں کہ بعد از غور و خوض جو اس پر مناسب آپ کے خیالات ہیں وہ بھی ہمیں لکھ کر بھیجیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے غور و خوض کے بجائے وہ مراقبے کی منزل پر پہنچ گئی ہے۔

وزیر تعلیم، پھر رضائے الٰہی سے ڈاکٹر ڈار صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ڈاکٹر ڈار صاحب کی جگہ کسی اور کو نہ صرف تعلیمی شخصیت کی نامزدگی کر دی جائے اور جو interim report ہے وہ ہمارے پاس جو موجود ہے' آصف فصیح الدین وردگ صاحب والی بات بھول جائیں اور اس پر مزید کارروائی کو آگے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ اس کو آگے بڑھائیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت داتا گنج بخش یونیورسٹی کے قیام میں سنجیدہ ہے؟

جناب سپیکر، جی۔ کیا آپ حکومت پنجاب کے ایک سابقہ سربراہ کے اس وعدے کو پورا کرنے میں سنجیدہ ہیں؟

وزیر تعلیم، ہم پوری سنجیدگی کے ساتھ اس پر عمل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ سنجیدہ ہیں جی۔ آگے چلیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ایک آخری سوال۔ کب تک وہ نئی کمیٹی کی تشکیل فرما دیں گے، کب تک وہ کام شروع کر دیں گے؟

جناب سپیکر، جلد از جلد۔ جی' اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1696

پابندی کے دوران بھرتی

*1696۔ راجہ محمد جاوید اخلاص۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز ہائی سکول منگوٹ کی ہیڈ مسٹریس نے جولائی ۱۹۹۴ء میں ملازمتوں پر

پابندی کے دوران درجہ چہارم کا ایک ملازم بھرتی کیا تھا۔جسے بھرتی کرنے کے لیے ہیڈ مسٹریس نے مذکورہ سکول کے ملازم تصدق حسین کو غیر قانونی طور پر اور بغیر کسی وجہ کے ملازمت سے فارغ کر دیا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی کرنے اور بےقصور ملازم تصدق حسین کو دوبارہ ملازمت پر بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)

(الف) جی ہاں!پابندی کے دوران ملازم بھرتی کیا گیا۔ملازم مذکورہ مسٹر تصدق حسین کو ہیڈ مسٹریس کی شکایت پر سابق ڈی ای او سیکنڈری حال ڈی ای او ایلیمنٹری(مردانہ) راولپنڈی ملک محمد افسر نے ملازمت سے برخاست کیا تھا۔

(ب) مسٹر تصدق حسین کو ملازمت پر بحال کر دیا گیا ہے۔مزید اقدامات کے لیے ڈائریکٹر سیکنڈری راولپنڈی سے رپورٹ طلب کر لی گئی ہے۔

یہ ۱۹۹۵ء کا سوال تھا جی۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔جناب والا! اس ضمن میں میری ایک گزارش ہے۔ آپ نے بھی کل فرمایا تھا' آپ کی observations اکثر آتی رہتی ہیں۔ میں بھی اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ ہم نے کل اپنی ایک میٹنگ کی۔ تو میں نے کہا کہ اس وقت جو صورت حال ہے وہ مجھے چاہیے۔ اب جو اصل پکچر سامنے آئی ہے' وہ میں عرض کر دیتا ہوں۔ وہ چھپے ہونے سے قدرے مختلف ہے۔

"اصل ملازم تصدق حسین تھا جس کی تعیناتی صحیح تھی۔ اس کو ہیڈمسٹریس نے جو کہ appointing authority تھی' مقرر کیا تھا۔ ڈی ای او متعلقہ نے غیر قانونی طور پر اس کو برخاست کیا اور اس کے بجائے اپنی من پسند کا آدمی لگا دیا۔ بعد میں جب یہ شکایت موصول ہوئی تو انکوائری پر اصل ملازم تصدق حسین کو بحال کر دیا گیا۔ ڈی ای او کا ہم نے تبادلہ کر دیا اور اس کے خلاف انکوائری شروع کر دی۔"

یہ آخری پوزیشن ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی' جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پابندی کے دوران جب چیف منسٹر اور منسٹر متعلقہ بھی بھرتی نہیں کر سکتے تھے جو ملازم انھوں نے غیر قانونی طور پر بھرتی کیا ہے اور وہ آج تک تنخواہیں وصول کر رہا ہے اس کے متعلق کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر تعلیم، یہ ایک تشنگی تھی جو کل ہی سامنے آئی ہے۔ اس پر میں نے مکمل رپورٹ مانگی ہے اور وہ جیسے ہی مجھے ملے گی میں اسے ہاؤس کے سامنے پیش کر دوں گا۔ یہ نکتہ میرے بھی ذہن میں آیا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی میں سینکڑوں ایسی تقرریاں ہیں جو اس ملک محمد افضل ڈپٹی ڈی۔ او نے لاکھوں روپے کے میرٹ کے بغیر اور پابندی کے دوران جعلی آرڈرز کیے ہیں تو کیا وزیر موصوف اس کے خلاف کوئی انکوائری کرنے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر، انکوائری تو انھوں نے آرڈر کر دی ہے۔ لیکن جو آپ کی بات ہے اس سے تو یہ لگتا ہے کہ صرف یہی ایک واردات انھوں نے نہیں کی اور بھی کچھ کیا ہے۔ تو ذرا انکوائری کو comprehensive انداز سے کرنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر تعلیم، ہم نے انھیں شکایات کے پیش نظر ہی اس کو نہ صرف وہاں سے تبدیل کر دیا ہے بلکہ ہم اس انکوائری کو comprehensive بھی بنائیں گے اور جو خدشات راجہ صاحب بیان فرما رہے ہیں اس کی ہمیں بھی اطلاع ہے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی' اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب ہی کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر ۱۷۱۴

فدا حسین ای ایس ٹی ٹیچر کی برخاستگی

*1714۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فدا حسین ای ایس ٹی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ڈھوک پناہ تحصیل گوجر خان کو فوجداری مقدمہ میں ملوث ہونے کی بناء پر معطل کر دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کو فوجداری مقدمہ میں ملوث ہونے کی بناء

پر اس کی ضمانت ہونے پر ملازمت پر اس وقت تک کے لیے بحال کر دیا جاتا ہے جب تک اس مقدمہ کافیصلہ نہ ہو جانے اور مزید کارروائی فیصلہ کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جز(الف) میں مذکورہ ٹیچر کی ضمانت ہونے کے باوجود اس کو ملازمت پر بحال نہ کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقدمہ کے فیصلہ سے قبل ہی اسے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازم کو ملازمت سے برخاست کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ سیشن کورٹ سے سزا ہونے پر مدرس کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔

(ج) درست نہ ہے۔عدالت کے فیصلے کے بعد مدرس کو برخاست کیا گیا۔

(د) چونکہ پہلی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔اس لیےCSR,VOl I(PMII)کے حوالہ Rule 7.5 کے تحت اس کو بحال نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ ہائی کورٹ سے فیصلہ نہ ہو۔

جناب سپیکر، جی

وزیر تعلیم، اس میں ایک تھوڑی سی انفرمیشن تھی جو یہ تھی کہ ملزم کو مقدمہ قتل میں سات برس کی سزا ہو گئی تھی لہذا اس کو برخاست کر دیا گیا۔ اب اس کی اپیل ہائی کورٹ میں ہے۔ ہائی کورٹ کے آخری فیصلے کے بعد اس کی بحالی پر غور کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے سردست اس کی سزا معطل کر دی ہے اور ایسے precedents موجود ہیں کہ سزا معطل ہونے کے بعد لوگ بحال ہوئے ہیں۔ اگر کوئی ایسا precedent انھیں دیا جائے تو کیا آخری فیصلہ تک اسے بحال کرنے کے لیے وزیر موصوف تیار ہیں؟

جناب سپیکر: یہ legal question ہے' مجھے اس کا پتا نہیں ہے۔ آپ اس کا جواب دیں گے؛ وہ کہتے ہیں کہ ہائی کورٹ نے اس کی سزا معطل کر دی ہے۔

وزیر تعلیم: جی۔ اس کی صورتحال بھی یہی ہے کہ ہائی کورٹ نے اس کی اپیل admit کی۔ اس کی سزا معطل ہوئی۔ لیکن ابھی تک اس کی اپیل پر آخری فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ ہم اس میں محکمہ قانون سے رائے لے لیتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی گنجائش ہے تو ہم اس کو بحال کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ اگر ایسے کوئی precedents ہیں تو اس پر بھی غور کر لیا جائے۔ آگے چلتے ہ ۔ حاجی محمد افضل چن صاحب کا سوال ہے۔ وہ نہیں ہیں۔ کوئی ان کے behalf پر سوال کرنا چاہتا ہے؟ نہیں۔ تو آگے چلتے ہیں۔ حاجی محمد افضل چن صاحب کا ایک اور سوال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر 1812 (معزز رکن نے حاجی محمد افضل چن کے ایماء پر دریافت کیا)۔

کلاسوں کا اجراء

*1812۔حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع سوہاوہ بولانی ضلع منڈی بہاؤالدین میں گرلز پرائمری سکول اپ گریڈ کرنے کے لیے بلڈ نگ تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ڈائریکٹو جاری کیا تھا کہ اس سکول میں کلاسوں کا فوری اجراء کیا جائے اگر یہ درست ہے تو اب تک متذکرہ سکول میں کلاسوں کا اجراء کیوں نہیں کیا گیا نیز اس سکول میں کلاسوں کا اجراء کب تک کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا): اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اور یہ غالباً پرنٹ نہیں ہو سکا۔ دیر سے موصول ہوا ہو گا۔ لیکن اس کا جواب موصول ہو گیا ہے جسے میں پڑھے دیتا ہوں۔

(الف) موضع سوہاوہ بولانی ضلع منڈی بہاؤالدین میں گرلز پرائمری سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لیے بلڈ نگ کی منظوری یا تعمیر کے لیے کوئی حکم موصول نہیں ہوا۔

(ب) یہ کہ وزیر اعلیٰ ڈائریکٹو مقامی افسران کو موصول نہیں ہوا کہ اس سکول میں فوری کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ جیسے ہی اس ضمن میں کوئی حکم پہنچتا ہے تو کلاسوں کے اجراء کے لیے جو

عملی اقدامات ہیں وہ اٹھائے جائیں۔

اب چونکہ مجھے بھی یہ سوال ابھی ملا ہے جس کا جواب میں نے پڑھا ہے۔ اب اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ ہمارے وہاں سے ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کا ہے جو مقامی افسر ہے کہ اس پہ ہم مزید تحقیق کریں گے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اگر ڈائریکٹو تھا تو ان تک تو پہنچا نہیں ہے تو پھر وہ کہاں پہنچا ہے؟ اس بارے میں ہم تحقیق کریں گے اور انشاء اللہ اگر ڈائریکٹو ہوا تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو جواب ان کو موصول ہوا ہے' ایسا جواب جو موصول ہو جائے کیا اس پر ضروری نہیں ہے کہ سب کو اس کا جواب تقسیم کیا جائے تاکہ اس پر ضمنی سوال بھی آ سکیں۔

جناب سپیکر: جیسے میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ حقیقتاً starred question پر جس چیز کی پابندی ہے وہ oral جواب ہے۔ پھر سہولت کے لیے جواب پہلے وصول کر کے چھاپا جاتا ہے لیکن اگر مزید سہولت یہ ہو کہ جواب نہیں آیا اور latest position کی خاطر جواب جو ہے وہ oral ہی دیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو کافی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ جو پابندی ہے وہ یہ ہے کہ orally اس کا جواب دیا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی اپنی رولنگ تھی کہ سوالوں کے جوابات ایک دن پہلے مل جائیں تاکہ معزز ارکان اسمبلی ان پر تیاری کر کے آئیں اور ان پر relevant supplementary کریں۔ میں یہ آپ کی رولنگ کے مطابق آپ سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ جو پوچھ رہے ہیں وہ بجا ہے۔ اسی لیے عام طور پر جوابات پہلے وصول کر کے ان کو چھاپا جاتا ہے تاکہ ان کے بارے میں پڑھ کر آپ ضمنی سوالات کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔ اگر اسی وقت جواب دیا جائے گا تو جیسے وزیر صاحب نے خود فرمایا ہے کہ وہ خود بھی اس کے بارے میں ابھی پہلی دفعہ واقف ہوئے ہیں۔ وہ جوابات بھی دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ آپ سوالات کرنے کی

پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لیکن ٹیکنیکل جواب oral ہوتا ہے۔ وہ انھوں نے اس خاطر دیا ہے کہ اگر چھپا ہوا جواب وصول نہیں ہوا تھا تو وہ اب ہاؤس کو latest position بتا دیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ جب سوالات اتنی مدت پہلے کیے جاتے ہیں تو ان کا صحیح جواب دیا جائے اور کوشش یہ کی جائے کہ اگر جوابات دینے کی ایک تاریخ مقرر ہوئی ہے تو جو جوابات اس میں چھاپے جائیں ان میں بھی latest position incorporate کر دی جائے تاکہ اس کے مطابق ضمنی سوالات کیے جا سکیں۔ آپ کی بات کا میں regard کرتا ہوں۔ یہی صحیح پوزیشن ہے لیکن میں ٹیکنیکلی یہ کہہ رہا ہوں کہ جب وہ oral جواب دیتے ہیں تو پابندی صرف اس حد تک ہے لیکن اس کا فائدہ تب ہوگا کہ اگر وہ جواب کچھ دن پہلے وصول ہو' وہ چھپے تاکہ اس سوال پر معزز ارکان ضمنی سوالات کرنے کی پوزیشن میں ہوں اور وزیر صاحب اس کے جوابات دینے کی پوزیشن میں ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: Thank you very much, sir, بات یہ ہے کہ اگر جواب موصول نہ ہو جو کہ mandatory ہے کہ آٹھ دن کے اندر اندر آنا ہے۔ اگر جواب نہیں آتا تو کیا متعلقہ وزیر صاحب اس پر assurance دیں گے کہ جن لوگوں نے وقت پر جواب نہیں بھیجا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہو گی؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: میں اس وقفہ سوالات کے اختتام پر یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔ اب چونکہ بات نکل آئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اسی موقع پر فرما دیں۔

وزیر تعلیم: ہم نے کل ہی اپنے محکمے کی ایک میٹنگ کی ہے۔ ہم نے محکمے میں ایڈیشنل سیکرٹری کی سربراہی میں ایک مانیٹرنگ سیل بنا دیا ہے جو ہر دو ہفتے کے بعد اپنی میٹنگ کیا کریں گے اور مانیٹرنگ کریں گے کہ اسمبلی سے جو سوالات موصول ہوتے ہیں ان کے جوابات پہنچ گئے ہیں' پھر اسمبلی تک پہنچ گئے ہیں اور اگر نہیں پہنچے تو کیوں نہیں پہنچے۔ پھر اگر یہ تاخیر جو اب ہمیں نظر آتی ہے کہ سال سال بعد جواب آ رہے ہیں' آئندہ کے لیے روا رکھی گئی تو متعلقہ افسران کو جن کو یہ کمیٹی ذمہ دار ٹھہرائے گی' ان کے خلاف ہم اقدامات اور کارروائی ضرور کریں گے تاکہ سوالات کے جوابات بروقت اسمبلی میں پہنچیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں وزیر پارلیمانی امور سے خاص طور پر یہ کہتا ہوں کہ از راہ کرم یہی بات

دوسرے محکموں کو بھی اپنی طرف سے ہدایت کیجیے کہ سوالات کے سلسلے میں وہ زیادہ سنجیدگی سے بروقت جوابات دینے کا اہتمام کریں۔

وزیر پارلیمانی امور، تعمیل ہو گی جناب۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب منشاء اللہ بٹ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب سی۔ ایم صاحب کا ڈائریکٹو کسی سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لیے جاری ہو جاتا ہے تو اس کے بعد وہاں پر عمارت تعمیر ہو جاتی ہے۔ عمارت تعمیر ہونے کے بعد کتنا عرصہ چاہیے کہ وہاں پر سٹاف مہیا کیا جائے کیونکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ عمارتیں بن جاتی ہیں اور اس کے بعد کئی سال لگ جاتے ہیں وہاں پر سٹاف نہیں آتا اور وہ نتیجتاً عمارتیں بھی خالی پڑی ہوتی ہیں اور پھر خراب ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ میرے اپنے حلقے گوہد پور اور مراد پور میں دو سکول اپ۔ گریڈ ہوئے۔ ان کی عمارتیں بن چکی ہیں لیکن سٹاف ابھی تک نہیں آیا تو وزیر موصوف کی اس سلسلے میں کیا پالیسی ہے؟

وزیر تعلیم ، جناب والا! آج اس ایوان نے تعلیم کے بارے میں یہ ڈسکشن کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال بڑا relevant ہے اور میں اس پر اس وقت جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! وزیر تعلیم اگر ایوان میں یہ بیان فرما دیں کہ فلاں سکول میں عملہ مہیا کر دیا گیا ہے اور عملے کے نام بھی دے دیں اور چھ ماہ گزرنے کے بعد بھی عملہ وہاں نہ پہنچے تو پھر کن کے خلاف کوئی ایکشن ہو سکتا ہے؟

وزیر تعلیم، ظاہر ہے کہ وزیر تعلیم کے خلاف ہی ایکشن ہو سکتا ہے۔ (قہقہہ)

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ میرے اپنے حلقے میں تین سال سے کچھ سکولز اپ۔ گریڈ ہو چکے ہیں کیا ان کے لیے کوئی مدت مخصوص کر دی جائے گی کہ اس وقت تک ان میں کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا ۔ جب بحث ہو گی تو اس وقت کر لیں گے ۔ اگلا سوال میاں شیخ محمد چوہان صاحب کا ہے ۔

چودھری محمد اقبال، سوال نمبر 1901 (معزز رکن نے میاں شیخ محمد چوہان کے ایماء پر دریافت کیا)۔

اساتذہ کی بھرتی

*1901۔**میاں شیخ محمد چوہان**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔
پچھلے چھ ماہ یعنی یکم جنوری تا ۳۰ جون ۱۹۹۵ء کے دوران کتنے پرائمری سکول اساتذہ اور سیکنڈری سکول اساتذہ کی تقرری کی گئی ہے؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)،

پچھلے چھ ماہ یعنی یکم جنوری تا 30 جون 1995ء کے دوران پنجاب میں 522 سیکنڈری سکول اساتذہ بھرتی کئے گئے۔ جب کہ پنجاب میں ایلیمنٹری ایجوکیشن کے زیر اہتمام کل 1312 اساتذہ / مدرسین بھرتی کئے گئے۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

میاں عثمان ابراہیم،جناب سپیکر! یہ جو یکم جنوری تا ۳۰ جون ۱۹۹۵ء کے دروان تقریاں کی گئی تھیں کیا تقرریاں ban کے دوران کی گئی تھیں اور کیا میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا تھا؟
وزیر تعلیم، یہ تقرریاں پابندی ہٹنے کے بعد کی گئیں اور میرٹ کو ریکروٹمنٹ کمیٹی نے ملحوظ رکھا۔
جناب سپیکر، آگے چلتے ہیں۔ نوابزادہ سید شمس حیدر۔

میاں عثمان ابراہیم، سوال نمبر ۲۰۳۸ ۔ (معزز رکن نے نوابزادہ شمس حیدر کے ایماء پر دریافت کیا)

ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی

*2038۔**نواب زادہ سید شمس حیدر**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول جلالپور شریف میں نو تعمیر شدہ کمرہ امتحان (ہال) کی چھت بارش کے موسم میں ناقص میٹریل استعمال ہونے کی وجہ سے ٹپکنا شروع ہو جاتی

ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی گراؤنڈ کے گرد کوئی چار دیواری نہیں ہے جس سے گراؤنڈ ناہموار اور ناقابل استعمال ہے۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نیز مذکورہ سکول کی گراؤنڈ کی چار دیواری کب تک تعمیر کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) دراصل نو تعمیر شدہ کمرہ امتحان (ہال) سنیئر گرانٹ سےتعمیر ہوا۔ اور پاک پی ڈبلیو ڈی کے توسط سے بذریعہ ان کے منظور شدہ ٹھیکیدار کام کرایا گیا۔ لہذا وہی محکمہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کا مجاز ہے۔ اس سلسلہ میں متعلقہ حکام کو اطلاع کر کے ضروری کارروائی کرنے کی گزارش کی گئی۔ جہاں تک چار دیواری کا تعلق ہے اس کے لیے آئندہ ترقیاتی بجٹ میں رقم مختص کریں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ یہ جو آپ نے ۱۹۰۱ کا جواب پڑھا ہے اس میں ایک ہندسہ ۳۱۲ تھا۔ آپ اگلا الف اساتذہ کا ملا کر ۱۳۱۲ کہہ گئے ہیں اس کی میں ریکارڈ کے لیے اصلاح کروانا چاہتا ہوں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ اصل میں ۱۳۱۲ ہے۔

جناب سپیکر، پھر یہاں غلط چھپ گیا ہو گا۔

وزیر تعلیم، کل میٹنگ میں بھی مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی۔ and I was corrected کہ یہ ۱۲۱۲ ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ بڑی مہربانی۔

اگلا سوال بھی نوابزادہ سید شمس حیدر صاحب کا ہے۔

جناب ایس اے حمید، سوال نمبر ۲۰۳۹ ۔ (معزز رکن نے نوابزادہ سید شمس حیدر کے ایماء پر دریافت کیا)

خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے اقدامات

*2039۔نواب زادہ سید شمس حیدر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول چک شادی تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں اساتذہ کی مندرجہ ذیل اسامیاں عرصہ سے خالی پڑی ہیں جس سے طلباء کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے:۔

۱۔ اردو (ایس ایس) ایک

۲۔ جیو گرافی(ایس ایس) ایک

۳۔ اکنامکس (ایس ایس) ایک

۴۔ ہسٹری (ایس ایس) ایک

۵۔ اسلامیات (ایس ایس) ایک

۶۔ بیالوجی (ایس ایس) ایک

۷۔ فزکس (ایس ایس) ایک

۸۔ عربیک (ایس ایس) ایک

۹۔ کامرس (ایس ایس) ایک

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی کوئی گراؤنڈ نہیں ہے جس کی وجہ سے طلباء کھیلوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ خالی اسامیوں کو پر کرنے اور طلباء کے لیے کھیل کا میدان مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) جی ہاں ۔ بیان کردہ تمام اسامیاں خالی ہیں ۔ لیکن یہ سبجیکٹ سپیشلسٹ کی اسامیاں ہیں اور ان

پر ایس ۔ ایس ۔ ٹیز (سیکنڈری سکول ٹیچرز) پڑھا رہے ہیں ۔اور بطور ایس۔ ایس۔ٹیز وہ اسامیاں خالی ہیں ۔

(ب) گراؤنڈ نہیں ہے ۔

(ج) ان سروس اساتذہ کی ترقی بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ حکومت کے زیر غور ہے ترقی ہونے پر اساتذہ کی خالی اسامیاں پر کر لی جائیں گی ۔

جناب والا! اس میں ایڈیشنل انفرمیشن یہ ہے۔ ایس ۔ ایس ۔ ٹی کی ڈائریکٹ بھرتی محکمہ تعلیم کے اختیار میں نہیں ہے وہ پبلک سروس کمیشن کے پاس ہے اور ہماری جو ڈیمانڈ اور جو requirement ہے وہ پبلک سروس کمیشن کے پاس موجود ہے۔ ابھی گزشتہ دنوں انہوں نے بہت سی اسامیوں کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں اور انہوں نے اپنی کارروائی شروع کر دی ہے ان کی طرف سے بھی جب بھرتی شدہ افراد آجائیں گے تو ہم ان اسامیوں کو پر کر دیں گے ۔ فنڈز مہیا ہونے اور زمین کی دستیابی پرکھیل کا میدان مہیا کر دیا جائے گا ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر تعلیم ہر سوال کے جواب میں کہہ رہے ہیں "خالی ہیں"۔ اور وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسامیاں خالی ہیں ۔ ------

جناب سپیکر، یہ جو لفظ ہوتا ہے یہ عام طور پر غلط لکھ دیا جاتا ہے یعنی اسامیاں لکھا جاتا ہے جبکہ یہ لفظ اسامیاں ہے۔ آ کے اوپر جو مد ہے یہ نہیں ہوتی ۔ آسام کا جو آدمی رہنے والا ہو اسے آسامی کہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! آپ کی تصحیح کے بعد یہ محسوس ہو رہا ہے ۔ دراصل وزیر تعلیم زیر تعلیم ہیں۔

جناب سپیکر، یہ ان کا مسئلہ نہیں ہے یہ ہم سب کا مسئلہ ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، وزیر تعلیم دراصل ____

جناب سپیکر، نہیں ۔ نہیں ۔

جناب ایس اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر یہ اسامیاں خالی ہیں اور وزیر تعلیم یہ تسلیم فرما رہے ہیں اور سال کا عرصہ بھی گزر چکا ہے تو کب تک یہ اسامیاں خالی رہیں گی؟

جناب سپیکر، انہوں نے بتایا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے تحت یہ بھرتی ہوتی ہے اور انہوں نے ان کے ساتھ بات کی ہے۔ پبلک سروس کمیشن اپنے انٹرویوز لیتا رہتا ہے اور انٹرویوز کے نتیجے میں جو بچے کامیاب ہوتے ہیں وہ اسامیاں پر کرتے رہتے ہیں۔ اور اس میں یہ سارا قصور ان کا نہیں ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! یہ بڑے پرانے جوابات ہیں یہ رٹے رٹائے جوابات ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ دیکھنا ہے کہ ------

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ تازہ جواب ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، کہ محکمہ تعلیم کیا کر رہا ہے۔ اس کی کارکردگی تو بالکل صفر ہے۔ یہ کچھ نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہ کہیے۔ ایک تو محکمہ ہے جس میں کوئی چار آدمی ملازم ہیں اور کوئی برا بھلا سکول چل رہا ہے۔

وزیر تعلیم، میں نے گزارش کی کہ چونکہ بھرتی کا اختیار پبلک سروس کمیشن کو ہے۔ ہم نے محسوس کیا کہ پبلک سروس کمیشن کے پاس کام بہت ہے اور ان کی توجہ محکمہ تعلیم کی طرف کم ہے۔ لیکچرار کی اسامیاں برس ہا برس سے خالی پڑی تھیں ہم نے پہلے تو ان کے لیے چیف منسٹر صاحب کی منظوری حاصل کی۔ کمیٹیاں تشکیل دیں اور ایڈہاک پر ہم نے لیکچرار بھرتی کیے اور اللہ کے فضل و کرم سے جو ہماری چھوٹی چھوٹی جگہوں پر بھی کالج تھے وہاں پر بھی ۹۸ - ۹۹ فیصد اسامیاں پر ہو گئیں۔ اسی طریقے سے ہم نے اپنی exercise شروع کی ہوئی ہے۔ ایس۔ ایس۔ ٹی کی اسامیاں پبلک سروس کمیشن پُر کرتا ہے لیکن ہم نے اس کے لیے بھی بچوں کی تعلیم کی خاطر اور جو تعلیم کا نقصان ہو رہا تھا اس پر بھی ہم نے advertisement کے بعد انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا اور ہماری وہ کارروائی بھی عنقریب مکمل ہونے والی ہے تو میں ایس۔ اے حمید صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ چھٹیوں کے بعد اس exercise کے تحت وہ تمام اسامیاں پر کر لیں گے انہیں ایڈہاک پر لگائیں گے تاکہ تعلیم کا حرج نہ

ہو اور جونہی پبلک سروس کمیشن سے اصل آدمی آجائیں گے ہم ان کو لگا دیں گے۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں محترم وزیر نے فرمایا ہے کہ ان سروس اساتذہ کی ترقی بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ حکومت کے زیر غور ہے۔ مگر اب انہوں نے جواب اور دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان سروس اساتذہ کی بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ کی ترقی کا criteria کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو بالکل ایک الگ سوال ہے۔

میاں عثمان ابراہیم: نہیں جناب سپیکر! یہ بڑا relevant سوال ہے مگر اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ میں اسے مناسب ضمنی سوال نہیں سمجھتا۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں۔ یعنی کتنے سال سے؟ جناب سپیکر! یہ بڑا ہی simple سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی کچھ اندازہ ہے کہ یہ کب سے خالی ہیں؟

وزیر تعلیم: جی۔ مجھے اس کا اندازہ نہیں ہے لیکن اسامی چاہے سال خالی رہے یا ایک دن رہے یہ نقصان ہے ہم اس کے ازالے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مستقبل کو دیکھیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب والا! فاضل وزیر یہ بتا دیں کہ کیا یہ ۱۹۹۰ سے خالی ہیں یا ۱۹۹۲ء سے خالی ہیں یہ تو بتا دیں۔

جناب سپیکر: انہیں اس کا علم نہیں ہے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! جناب وزیر موصوف نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کالجوں میں اور سکولوں میں ۹۸ فیصد اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ ان کو جو رپورٹ آئی ہے -------

جناب سپیکر: انہوں نے کب کہا ہے

خواجہ ریاض محمود: انہوں نے ابھی کہا ہے۔ جناب یہ میرے کانوں نے سنا ہے میں یہاں پر بیٹھا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ۔ پوچھ لیتے ہیں ذرا۔

وزیر تعلیم: میں نے یہ گزارش کی تھی کہ پنجاب کے کالجز میں لیکچررز کی جو اسامیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ ان پر ہم نے ایک ایکسرسائز کر کے ایڈہاک بنیادوں پر ان خالی اسامیوں پر خواتین اور مرد دونوں کالجز میں فروری سے تقرر کر دیا ہوا ہے۔ اور سبجیکٹ سپیشلسٹ پر ہماری کارروائی جاری ہے۔ جو چھٹیوں کے مکمل ہونے کے بعد ہم کر دیں گے۔

خواجہ ریاض محمود: میں وزیر صاحب کی توجہ خصوصی طور پر اسلامیہ کالج سول لائنز کی طرف دلاتا ہوں جہاں پچھلے پونے دو سال سے 36 لیکچررز کی اسامیاں خالی ہیں۔ اور بچے کلاشنکوفیں لے کر پھر رہے ہیں۔ جب استاد نہیں آئے گا تو بچوں نے کلاشنکوف ہی پکڑنی ہے۔ مانیکا صاحب ' ماشاء اللہ ہمارے بڑے سینیئر بھائی ہیں۔ وہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ جونیجو لیگ میں وزیر اعلیٰ کی فہرست میں بھی ان کا نام سر فہرست تھا۔ وہ تو اللہ کی ذات نے جس کو عزت دینی ہوتی ہے اس کو دے دیتی ہے۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں لیکن ان کی خدمت میں انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ لاہور کا کالج ہے۔ اس میں قائد اعظم پڑھتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ بھی وہاں تشریف لے جاتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: قائد اعظم یہاں کوئی نہیں پڑھتے رہے۔

خواجہ ریاض محمود: وہ یہاں بچوں کو تعلیمی اسناد دینے کے لیے آتے تھے۔ یہ ایسا کالج ہے جو قائد اعظم کی وجہ سے عالمی شہرت رکھتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ میں وہاں کہاں پڑھتا رہا ہوں۔ ہم تو غریب تھے ہمارے پاس تو وہاں جانے کے لیے فیس ہی نہیں تھی۔ ہم تو دیال سنگھ کالج میں دو تین دیہاڑے لگا کر واپس آ گئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے جزو "ج" میں لکھا ہے کہ فنڈز مہیا ہونے اور زمین کی دستیابی پر کھیل کا میدان مہیا کر دیا جائے گا۔ یہ زمین کی دستیابی کا طریق کار کیا ہو گا؟

وزیر تعلیم: سب سے پہلے تو مناسب ہو گا کہ ہمارے معزز رکن اسمبلی جنھوں نے یہ سوال کیا ہے ان

کے اپنے گاؤں میں سکول ہے ۔ ہم ان سے گزارش کریں گے کہ ان کا اپنا گاؤں ہے وہاں ہمیں سکول کے کھیل کے میدان کے لیے کوئی قطعہ اراضی سکول کے نام پر دے دیں اور اس کے بعد محکمہ تعلیم اپنے خرچ سے اس کو کھیل کا میدان بنا دے گا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' یہ شرط آپ کو قبول ہے ۔

چودھری محمد اقبال، بس ٹھیک ہی ہے ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نواب امان اللہ خان صاحب کا ہے ۔ (وہ تشریف نہیں رکھتے) اس سے آگے ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کا سوال ہے ۔

جناب ایس اے حمید، سوال نمبر 2111 (معزز رکن نے ڈاکٹر محمد شفیق چودھری کے ایماء پر دریافت کیا۔)

خالی اسامیوں کی تعداد

*2111۔**ڈاکٹر محمد شفیق چودھری**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخ سردار محمد گرلز ہائر سیکنڈری سکول گڑھی شاہو لاہور میں گزیٹڈ' نان گزیٹڈ اور درجہ چہارم کی اسامیوں کی کتنی تعداد ہے اور ان میں سے کتنی اسامیاں کس تاریخ سے خالی پڑی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں جمعدار کی اسامی نہ ہے اور صفائی کا کام سکول کی طالبات سے لیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں جمعداروں کی اسامیاں مہیا کرنے اور دوسری خالی اسامیوں کو جلد از جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) شیخ سردار محمد گرلز ہائر سیکنڈری سکول گڑھی شاہو لاہور میں اسامیوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ گزیٹڈ سٹاف	31
2۔ نان گزیٹڈ سٹاف	29

3۔ درجہ چہارم 4 (ایک چوکیدار' ایک مائی' ایک مالی' ایک سیکورٹی گارڈ' ایک)
سکول ہذا میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ب) درست ہے کہ سکول میں جمعدار کی آسامی نہ ہے سکول کی طالبات سے صفائی کا کام ہر گز نہیں لیا جاتا۔

(ج) صفائی کا کام مکمل طور پر اپنی مدد آپ کے تحت ہو رہا ہے سکول ہذا کو جمعدار کی تین اسامیوں کی ضرورت ہے جس کے لیے ایس این ای کی تجویز محکمہ کے زیر غور ہے منظور ہونے پر سکول ہذا کو نئی اسامیاں دے دی جائیں گی۔

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ہے ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! پھر وہی اسامی کی بات آ گئی ہے ۔ میں چاہوں گا کہ یہ کوئی ڈیڈ لائن دے دیں ۔ چھ مہینے سال کی بات ہی کر دیں۔

جناب سپیکر ، مسئلہ تو وہی ہے ۔ یہ محکمہ خزانہ کے زیر غور ہے ۔ اب محکمہ خزانہ کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے reminder دے دیں۔ انھیں کہیں کہ ہمیں پریشانی ہے ۔ جلدی کریں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب !

میاں عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! جزو "ب" میں جناب مانیکا صاحب نے فرمایا ہے کہ سکول کی طالبات سے صفائی کا کام ہر گز نہیں لیا جاتا۔ لیکن جزو "ج" میں فرمایا ہے کہ "صفائی کا کام مکمل طور پر اپنی مدد آپ کے تحت ہو رہا ہے" ۔ جناب سپیکر! اس میں بڑا تضاد نظر آ رہا ہے ۔ اگر طالبات نہیں کر رہیں تو پھر ٹیچرز اپنی مدد آپ کے تحت کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر ، ویسے اگر بچے اپنے سکول کی صفائی کرتے ہیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے ۔ ساری دنیا میں ایسا کیا جاتا ہے اور بچوں کو سکھانا چاہیے کہ اپنے سکولوں میں صفائی کریں۔

جناب احسان الدین قریشی ، جناب سپیکر! اگر یہ بات ہے تو یہ کہہ کیوں نہیں دیتے کہ طالبات سے صفائی کا کام لیا جاتا ہے ۔ یہ انکار کیوں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر ، وہ الگ بات ہے ۔ اس میں تضاد لگتا ہے ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ طالبات سے

صفائی کا کام ہرگز نہیں لیا جاتا۔ دوسری جگہ کہتے ہیں کہ صفائی کا کام مکمل طور پر اپنی مدد آپ کے تحت ہو رہا ہے۔ یہ اپنی مدد آپ کیا ہے؟

وزیر تعلیم ، اس میں تھوڑی سی کنفیوژن ہے ۔ غالباً جواب کے جزو "ب" میں درج تھا کہ " کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں جمعدار کی اسامی نہ ہے اور صفائی کا کام سکول کی طالبات سے لیا جاتا ہے۔ "تو غالباً جواب دینے والے نے اخذ یہ کیا کہ جمعدار والا کام طالبات سے لیا جاتا ہے ۔ اسی لیے اس نے کہا یہ بات درست نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، اس میں جو تضاد ہے آپ اس کو دیکھیے۔ اور اس کو رفع کروائیے گا۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد شفیق چودھری کا ہے ۔

جناب ایس اے حمید، سوال نمبر 2112 (معزز رکن نے ڈاکٹر محمد شفیق چودھری کے ایماء پر دریافت کیا)۔

فرنیچر کی فراہمی

*2112۔ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) شیخ سردار محمد گرلز ہائر سیکنڈری سکول گڑھی شاہو لاہور کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ کب دیا گیا۔

(ب) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیتے وقت فرنیچر وغیرہ کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے تھے نیز ان اخراجات کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) مذکورہ سکول میں طالبات اور سٹاف کی کل کتنی تعداد ہے اور فرنیچر کی تفصیل کیا ہے کیا یہ درست ہے کہ جو فرنیچر مہیا کیا گیا ہے وہ طالبات کی تعداد کے مطابق نہ ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں طالبات کی تعداد کے مطابق فرنیچر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ 1-9-92 سے دیا گیا۔

(ب) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیتے وقت فرنیچر کی مد میں مبلغ -/20,000 روپے کی گرانٹ دی گئی تھی۔ جس میں سے طلبا کی 73 کرسیاں خرید کی گئیں۔

(ج) مذکورہ سکول میں طالبات کی تعداد 414 ہائر سیکنڈری میں اساتذہ کرام کی تعداد 17 ہے۔ (پرنسپل ایک) (ایس ایس پندرہ) (ڈی پی ای ایک) جو فرنیچر دیا گیا ہے وہ واقعی طالبات کیتعداد کے مطابق نہ ہے۔

(د) حکومت طالبات کی تعداد کے مطابق فرنیچر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور مالی سال 97-1996ء کے دوران سکول کی ضروریات کے مطابق فرنیچر مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا سوال ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری،سوال نمبر 2116 جناب والا! اس سوال کو پانچ ماہ ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔یہ انتہائی اہم سوال ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا جواب نہیں آیا۔ جناب سپیکر، کیا آپ فاضل رکن کو مطمئن فرما دیں گے۔

وزیر تعلیم، میں معزز رکن اسمبلی کی اس بات سے متفق ہوں۔ مجھے بھی یہ احساس ہوا ہے کہ انتہائی اہم سوال کا جواب ایک تو نہ آنا مناسب نہیں ہے ایک اس کے نہ آنے میں وجوہات ہو سکتی ہیں، رکاوٹیں کہیں پیدا ہوئی ہیں۔ ہم نے کل ہی یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سوال کا فوری طور پر جواب حاصل کیا جائے۔ اور یہ بھی دیکھا جائے کہ اس سوال کا جواب کہاں رکا ہے۔ اور اس ضمن میں آئندہ اجلاس تک ہم تمام معلومات حاصل کر لیں گے۔

جناب سپیکر، سلہری صاحب، دوسرا سوال کر لیجیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 2117

جناب سپیکر، اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔

وزیر تعلیم، اس سوال کا جواب کل میں نے دیکھا تھا۔ لیکن چونکہ میرا اس پر اطمینان نہیں ہوا لہذا اسے بھی براہ کرم مؤخر کر لیں۔

جناب سپیکر، حاجی احمد خاں ہرل!

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2133 (معزز رکن نے حاجی احمد خان ہرل کے ایماء پر دریافت کیا)۔

سکول کے کمروں کی از سر نو تعمیر

*2133۔ حاجی احمد خان ہرل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پھروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے چھ عدد کمرے قیام پاکستان سے پہلے کے تعمیر شدہ ہیں جن میں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے کمروں کی چھتیں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی وقت اچانک گر سکتی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے ان چھ کمروں کی نئے سرے سے تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ قیام پاکستان سے قبل مذکورہ سکول کے 13 کمرے تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پرانے تعمیر شدہ کمروں کی چھتیں بوسیدہ حالت میں ہیں۔ لیکن ان میں سے چھ کمروں کو دوبارہ تعمیر کرا لیا گیا ہے۔

(ج) سات پرانے تعمیر شدہ کمروں کی دوبارہ تعمیر کے لیے تخمینہ تیار کرایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ سال ان کی تعمیر نو کے لیے فنڈز فراہم کر دیے جائیں گے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! یہ تخمینہ لگانے میں یا تیار کروانے میں کتنی دیر لگے گی ؟ کب سے شروع ہو چکا ہے اور کب تک ختم ہو گا؟

وزیر تعلیم: جناب والا! تخمینہ تیار کروانے کی مدت کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ کسی وقت جلدی بھی ہو جاتا ہے اور کبھی وجوہات مقامی کے پیش نظر دیر بھی ہو جاتی ہے لیکن میں نے جو یقین دہانی کرائی ہے کہ مالی سال 97-1996ء میں باقی کمروں کی مرمت یا تعمیر نو کے لیے فنڈز مختص کر دیے جائیں گے۔ اس پر یقیناً انشاء اللہ عمل ہو گا۔

جناب سپیکر : دیکھیے اب بجٹ تو بالکل سر پہ آ گیا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ تخمینہ تو بن چکا ہو گا ' بجٹ میں جا چکا ہو گا ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں اور ہمارے پاس ایک block allocation بھی ہوتی ہے اس میں سے بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے ۔ اور تخمینہ یقیناً اس بجٹ سے پہلے مکمل ہو جائے گا ۔

جناب سپیکر : اب یہ آپ کی یقین دہانی تسلیم کی جائے گی اور امید ہے کہ انشاء اللہ آپ اس پر عمل کروائیں گے ۔

وزیر تعلیم : جی یقیناً ۔

میاں فضل حق : جناب سپیکر ! متعلقہ وزیر نے ابھی اس سکول کے متعلق بتایا ہے کہ چھ کمروں کو دوبارہ تعمیر کروا دیا گیا ہے جبکہ انھوں نے باقی کے بارے میں نہیں بتایا ۔ صرف یہ کہا ہے کہ انھیں مرمت کر دیا جائے گا۔ میں اسی ضمن میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک " ایم سی مڈل سکول ' کوٹ لکھپت " ہے ۔ جناب والا! بھی اس پر غور فرمائیں اور میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ بھی اس کا نوٹس ضرور لیں ۔ اس سکول کی چھتیں گرنے والی ہیں ۔ جب محکمے کو اطلاع دی گئی تو انھوں نے کہا کہ آپ یہ کمرے خالی کر دیں کیونکہ یہ گر جائیں گے اور اس کے لیے تخمینہ بن رہا ہے ۔ اس بات کو ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے ۔ اس کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے تخمینے کے لیے محکمے کی طرف سے لکھا گیا کہ وہ منظور ہو گیا ہے اور کام جلد شروع ہو جائے گا لیکن اب مئی 1996ء آ گیا ہے ۔ میں نے ابھی 10 دن پہلے سکول کا دورہ کیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا اور چٹھیوں کا حوالہ دیا ۔ تو میں چاہوں گا کہ اس مسئلے کو بڑی سنجیدگی سے لینا چاہیے ۔

جناب سپیکر : آپ سکول کا نام دوبارہ بتائیں۔

میاں فضل حق : ایم سی مڈل سکول ' کوٹ لکھپت ۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف از راہ کرم اس سکول کا فوری طور پر معائنہ کروائیے اور اگر اس کی تعمیر کا وعدہ ہوا ہے ' اس کا تخمینہ بنا ہوا ہے اور اس میں تاخیر ہو رہی ہے تو جس طرح آپ نے کہا کہ آپ کے

پاس block allocation بھی ہوتی ہے ۔ از راہ کرم اگر ڈیڑھ لاکھ روپے سے وہ بن سکتا ہے تو اسے مکمل کروائیے ۔

میاں فضل حق : جناب والا! اگر وزیر صاحب کو مل کر میں ساری تفصیلات دے دوں تو وہ اس پر غور فرمائیں گے ؟

وزیر تعلیم: یقیناً میاں صاحب کی مجھ سے ملاقات رہتی ہے ۔ اور میری یہ بدقسمتی ہے کہ میں ان سے یہ سوال نہیں کر سکتا کہ یہ چھتیں کب سے بوسیدہ ہیں ؟ انھوں نے فرمایا ہے کہ دس روز پہلے یہ ان کے نوٹس میں آیا ہے ۔ تو میں ان سے ابھی مل لوں گا اور ان کی تجویز کے مطابق ہم انشاء اللہ اس کی تعمیر نو کا کام کریں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! یہاں پر لاہور کارپوریشن کے سکول کے بارے میں بات ہوئی ہے اس سے پیشتر ہم نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ پنجاب کے اندر جتنے بھی بلدیاتی اداروں کے تحت سکولز چل رہے ہیں انھیں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب take over کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی جو پالیسی ہے میں وزیر موصوف سے اس کی وضاحت چاہوں گا ۔ وہ بتائیں کہ اس وقت کیا صورت حال ہے ؟

جناب سپیکر : آپ نے کیا فرمایا ہے ؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میں نے عرض کی ہے کہ چند روز پیشتر اخبارات میں آیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں جتنے بھی لوکل گورنمنٹ ، کارپوریشنوں کے تحت سکولز چل رہے ہیں انھیں پنجاب حکومت محکمہ تعلیم پنجاب کے زیر اثر لانا چاہتی ہے ۔ اس بارے میں وزیر موصوف کی پالیسی statement یا وضاحت چاہوں گا کہ کیا وہ واقعی لوکل گورنمنٹ کے تحت چلنے والے سکولوں کو محکمہ تعلیم میں ضم کر رہے ہیں ؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف ! میری رائے میں اس سوال کو آپ نوٹ کرلیں اور آج جب تعلیم پر بحث

ہو تو اس میں اس کا جواب دے دیجیے کا کیونکہ یہ ایک پالیسی matter ہے۔ اس پر وزیراعلیٰ صاحب نے بھی بیان دیا تھا کہ چونکہ کارپوریشنوں اور لوکل باڈیز پر تعلیم کے اداروں کا بہت بوجھ ہے اس لیے ہم انہیں حکومت کو دینا چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں ابھی مختصر گزارش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیے اگر مختصر ہے تو کر دیجیے۔

وزیرتعلیم: اس ضمن میں یہ بات حقیقت ہے کہ جو بلدیاتی تعلیمی ادارے ہیں وہ ان بلدیاتی اداروں سے مالی وسائل پر ایک بہت بڑا بوجھ بن چکے ہیں۔ بنیادی طور چونکہ تعلیم محکمہ تعلیم کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اس میں ہچکچاہٹ کوئی نہیں ہے لیکن اگر سارے ادارے ایک ہی دفعہ محکمہ تعلیم کو منتقل کر دیے جائیں تو وہ بھی شاید یہ بوجھ برداشت نہ کر سکے۔ تو یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ مرحلہ وار بلدیاتی اداروں کے تعلیمی اداروں کو محکمہ تعلیم کے سپرد کر دیا جائے اور ہمیں وہ قبول ہے لیکن ہم نے یہ گزارش کی تھی کہ انھیں مرحلہ وار کیا جائے اگر ایک دم پورے پنجاب کے بلدیاتی اداروں کے تعلیمی ادارے ہمارے سپرد ہو گئے تو وہ بوجھ شاید ہم سے بھی برداشت نہ ہو گا۔ اس پر فیصلہ انشاء اللہ اس بجٹ سے پہلے ہو جائے گا اور جو فیصلہ ہو گا ہم اس پر عمل کریں گے۔ غالباً فیصلہ یہ ہو گا کہ مرحلہ وار ان اداروں کو ہمارے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ 13 کمروں میں سے 6 کمروں کو دوبارہ تعمیر کرا لیا گیا ہے باقی 7 کمروں کی چھتیں ابھی بوسیدہ حالت میں ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چونکہ چھتیں بوسیدہ حالت میں ہیں اس لیے بچوں کی safety کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ کسی ممکنہ حادثہ سے بچنے کے لیے انھوں نے کوئی احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں؟

وزیرتعلیم: جناب والا! بوسیدگی کی بھی ڈگریاں ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ اگر کوئی چھت اتنی بوسیدہ ہو کہ اس کے گرنے کا احتمال ہو تو یقیناً وہاں پر جو مقامی ہیڈماسٹر صاحب ' پرنسپل یا اساتذہ ہیں وہ اس کمرے کو استعمال نہیں کرتے ہوں گے۔ بوسیدگی سے یہ مراد بھی ہے کہ ان کی بارشوں میں چھتیں ٹپکتی ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ وہ قابل استعمال ہیں لیکن ان کی تعمیر نو اور انھیں بہتر بنانے کے جو اقدامات ہیں وہ آئندہ مالی سال میں کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر: وزیرتعلیم صاحب! آپ اس دوران ایسا کیجیے کہ اپنے کسی متعلقہ محکمے سے ایک ایسا آدمی بھجوا دیجیے جس کو اس بات کی صحیح expertise ہو اور جو دیکھ کر یہ بتا دے کہ یہاں بچوں کو نہیں بیٹھنا چاہیے ۔ یہ زیادہ خطر ناک ہے اور جس میں بیٹھ سکتے ہیں اس میں بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر تعلیم: جی بہتر ہے ۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر ! یہ بڑا touchy سا مسئلہ ہے کہ خدا نخواستہ کسی وقت بھی سکول کے کسی کمرے کی چھت گر سکتی ہے ۔ وزیر تعلیم مفروضے پر بات کر رہے ہیں کہ ظاہر ہے کہ اساتذہ ان چھتوں کو استعمال نہیں کر رہے ہوں گے ۔ یہاں سوال میں یہ واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ کسی وقت بھی چھتیں گر سکتی ہیں ۔ تو میری یہ درخواست ہو گی کہ وزیر تعلیم یہاں محکمے کو یہ ہدایات دیں کہ بچوں کی safety کے لیے ان چھتوں کو کسی طور پر استعمال نہ کیا جائے ۔

جناب سپیکر: میں نے انھیں کہہ دیا ہے ۔ آپ نے سنا ہو گا کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ C&W کے کسی علاقائی چیف انجینئر کو visit کروا دیں اور وہ دیکھ کر بتا دیں کہ اس کمرے میں بیٹھا جا سکتا ہے اور اس میں نہیں بیٹھا جا سکتا ۔

وزیر تعلیم: جناب والا ! یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ چھتیں گر سکتی ہیں ۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں ہمارے اپنے محکمے میں انجینئرنگ سیل ہے اس کے XEN کو میں بھجواؤں گا ۔ اور انشاء اللہ جلدی بھجواؤں گا ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! میری تجویز یہ ہے کہ جس ممبر کا یہ سوال تھا اسے بھی ذرا اجازت دے دیں کہ وہ ضمنی سوال کر سکے کیونکہ وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ احمد خان ہرل صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔

جناب سپیکر: جی میں ہرل صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ بھی ضمنی سوال کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو چھ کمرے دوبارہ تعمیر کروائے گئے

ہیں ان پر کیا لاگت آئی ہے ؟

جناب سپیکر : حاجی صاحب ! اس سے کیا فرق پڑے گا ؟

حاجی مقصود احمد بٹ : یہ معلوم ہو سکے گا کہ باقی سات کمرے کیوں نہیں بن سکے ۔ اگر چھ کمرے نئے سرے سے تعمیر ہو گئے ہیں تو باقی سات کمرے بھی تو بن سکتے تھے ۔

جناب سپیکر : وزیر موصوف آپ بتا سکتے ہیں کہ چھ کمروں پر کیا خرچ آیا ہے ؟ کیا آپ کے پاس figure ہے ؟

وزیر تعلیم، جناب والا! اگر انھیں پورے خرچ کی تفصیل چاہیے تو پھر نیا سوال کر دیں تو میں جواب دے دوں گا ۔

جناب سپیکر، جی اچھی بات ہے۔حاجی احمد خان ہرل صاحب کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ـــــــ چلیے اگلا سوال للہ مہر لعل بھیل کا ہے اور یہ آخری سوال ہے ۔للہ صاحب آپ سوال کرنا چاہتے ہیں ـــــ نہیں کرنا چاہتے ؟

للہ مہر لال بھیل، جی میں سوال کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، للہ صاحب کا سوال نمبر 2221 ہے ـــــــ للہ صاحب آپ فکر نہ کریں پہلے سوال کا جواب تو لے لیں ۔ جی وزیر موصوف آپ جواب دیں۔

للہ مہر لال بھیل ، سوال نمبر 2221

سکولوں کی اپ گریڈیشن

*2221۔للہ مہر لال بھیل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز مڈل سکول چک 12/ ون ایل تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کو اپ گریڈ کرنے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ نے ۹۵-۱۹۹۴ء میں ڈائریکٹو جاری کیا تھا جس کی رپورٹ بھی مقامی انتظامیہ نے دے دی لیکن اس پر عمل نہ ہوا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کی جائزہ رپورٹ کے مطابق اس سکول اور اس سے ملحقہ مدارس میں پاس ہونے والے طلباء کی تعداد صرف 50 ہے جو کہ مقررہ معیار پر پورا نہ اترتا ہے اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں سمری ارسال کی گئی ہے کہ وہ خصوصی طور پر اس کی منظوری عنایت فرما دیں۔ جونہی منظوری موصول ہو گی مزید کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی للہ صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

للہ مہر لال بھیل: جناب والا! کہا گیا ہے کہ پاس ہونے والے طلباء کی تعداد 50 ہے۔ یہ علاقہ چولستان سے ملحقہ ہے اور یہ تیرہ چودہ چکوک کا گرلز مڈل سکول ہے اور اس کی تعداد 350 ہے اور تقریباً 26/25 میل دور گرلز ہائی سکول ہے تو بچیاں آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کر کے گھر میں بیٹھ جاتی ہیں۔ مزید تعلیم کے لیے رحیم یار خان یا خانپور جانا پڑتا ہے۔ اس لیے مہربانی فرما کر اس سکول کو ہائی سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے۔ کیونکہ چولستان کا علاقہ پس ماندہ ہے ------

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' للہ صاحب! انھوں نے فرمایا ہے کہ انھوں نے ہمدردانہ غور کے لیے سمری بھیجی ہے تو جب پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہوتا ہے تو اس میں آپ بھی وزیر اعلیٰ سے کہیے کہ ذرا اس سمری پر ہمدردانہ فیصلہ کر دیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے وزیر صاحب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ رہے ہیں؟

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میرے دو سوال ہیں جو بڑے ضروری ہیں مہربانی کر کے ان کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اگر ضروری ہیں تو انھیں pend کر سکتے ہیں اب پڑھ نہیں سکتے۔

راجہ ریاض احمد: pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے pend کر دیتے ہیں آپ ان کے نمبر سیکرٹری صاحب کو بھیج دیں۔

راجہ ریاض احمد، میں نے نمبر بھیج دیے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اجازت ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں بقیہ سولات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سائنس لیکچرار کی تعیناتی

*1811۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین گرلز ڈگری کالج میں سائنس کا کوئی لیکچرار تعینات نہ ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گرلز ڈگری کالج میں ابھی تک سائنس لیکچرار تعینات نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ کالج میں سائنس لیکچرار کی تعیناتی کب تک کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست نہ ہے اس وقت مذکورہ کالج میں ایک لیکچرار بیالوجی اور ایک لیکچرار زوالوجی میں کام کر رہی ہے۔ البتہ فزکس اور کیمسٹری کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سفارشات موصول نہ ہونے کی وجہ سے تعیناتی نہ ہو سکی جونہی کمیشن یا ایڈہاک تقرریوں کا عمل مکمل ہوتا ہے مذکورہ کالج میں سائنس لیکچرار کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

سکول کے لیے اراضی اور فرنیچر کی فراہمی

*2105۔ نواب امان اللہ خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ڈیرہ لونیاں والا آبادی نمبر 2 چک نمبر 561 تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں منظور کیے جانے والے پرائمری سکول برائے طلباء و طالبات کے لیے تاحال اراضی مختص نہیں کی اور نہ ہی مذکورہ سکولوں کی عمارت کی تعمیر اور فرنیچر کے لیے فنڈز

مختص کیے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کے لیے اراضی مختص کرنے کے علاوہ ان کی تعمیر اور فرنیچر کی فراہمی کے لیے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ حکومت نے ڈیرہ لوٹیاں والا آبادی نمبر 2 چک نمبر 561 تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں طلباء وطالبات کے لیے پرائمری سکول منظور نہیں کیے ہیں۔ لہذا اراضی کی تخصیص اور تعمیر عمارت و فراہمی فرنیچر کے لیے فنڈز مختص نہ ہیں۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

*2229۔ راجہ ریاض احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی ۵۵ فیصل آباد میں محکمہ تعلیم نے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 12نئے پرائمری سکول بنوائے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں کے لیے ابھی تک سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم کب تک ان سکولوں میں سٹاف مہیا کر دے گا؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ 94-1993ء میں بارہ نئے پرائمری سکول بنوائے گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ 94-1993ء میں پی پی 55 فیصل آباد میں چھ سکول بنوانے مطلوب تھے جن میں سے پانچ مقامات پر عمارت کی تعمیر شروع ہو سکی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ابھی تک ان سکولوں کے لئے سٹاف مہیا نہیں کیا گیا کیونکہ تاحال صرف ایک سکول کی عمارت کا تکمیلی سرٹیفکیٹ موصول ہو سکا ہے جس کے لیے سٹاف کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

(ج) جونہی باقی چار سکولوں کی عمارت کے تکمیلی سرٹیفکیٹ موصول ہوں گے ان کے لیے بھی سٹاف کا بندوبست کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا اسمبلی ارکان کا کوٹہ

*2240۔ لالہ مہر لال بھیل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سال 94-1993ء میں ہر رکن کو تین پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ اور سات بوائز اور گرلز سکولوں کا کوٹہ دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تین سکول چک 50 ڈی بی اقلیتی جناح آبادی کی بجائے دوسری جگہ بنایا گیا اسی طرح اقلیتی جناح آبادی چک نمبر 53 پی کی بجائے تحصیل لیاقت پور میں اور تیسرا سکول چک 138 ڈی بی اقلیتی جناح آبادی کی بجائے مسلم آبادی میں سکول بنا دیا گیا ہے جس سے میری حق تلفی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت میری حق تلفی کا ازالہ کرے گی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) چونکہ جناح آبادی میں پہلے سے کوئی زنانہ پرائمری سکول موجود نہیں تھا اس لیے نزدیک ترین گرلز پرائمری سکول 50 ڈی بی کا مڈل تک درجہ بڑھا دیا گیا۔

53۔ پی اقلیتی جناح آبادی کے لیے گرلز پرائمری سکول کی منظوری دی گئی لیکن لاگت کے تخمینہ میں اضافہ کی وجہ سے ترمیم شدہ منظوری میں سکول کا نام ٹائپ کی غلطی کی وجہ سے 53۔اے درج ہو گیا اس غلطی کو مورخہ 95-6-5 کو درست کیا گیا لیکن اس وقت تک سکول مذکورہ کی بلڈنگ مکمل ہو چکی تھی۔

138۔ ڈی بی اقلیتی آباد کے لیے پرائمری سکول فاضل رکن کی تجویز شدہ جگہ پر ہی قائم کیا گیا

-

(ج) اقلیتی جناح آبادی چک نمبر 53-پی کی بجائے چک نمبر 53-اے میں سکول اور عمارت بن جانے سے فاضل رکن کی جو حق تلفی ہوئی ہے اس کا ازالہ مالی سال 97-1996ء کے دوران کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سکولوں کو بجلی کی فراہمی

*2252- چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 1905 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 96-3-5 کو دیا گیا تھا کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین کے جن 38 پرائمری اور مڈل سکولوں کو حکومت کا رواں مالی سال میں بجلی فراہم کرنے کا پروگرام ہے ان کے ناموں کی تفصیل پی پی حلقہ وائز بتائی جائے؟

(ب) جن 8 باقی سکولوں میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی وہ کس کس حلقہ انتخاب میں آتے ہیں اور ان میں بجلی کب تک مہیا کر دی جائے گی؟

(ج) باقی جو پرائمری اور مڈل سکولز بچتے ہیں ان کو کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم (میاں عطاء محمد خان مانیکا)۔

(الف) i) تاحال ڈسٹرکٹ سوشل ایکشن بورڈ منڈی بہاؤالدین کی جانب سے اس کے 40 فیصد حصہ میں سے بوائز پرائمری سکولز بشمول ۱۔ چک نمبر 10 پی پی 98، 2۔ڈیرہ چٹھہ پی پی 98، 3۔ ڈیرہ ٹوپیاں پی پی 98، 4۔ موجیاں والا پی پی 98، 5۔ تن پور پی پی 98، 6۔ کیلو پی پی 99، 7۔ آہلہ پی پی 99، 8۔ رنڈیالی پی پی 99، 9۔ چک نمبر 4 پی پی 100، 10۔ چاہ مانی والا پی پی 100، 11۔ عدالت آباد پی پی 100، 12۔ ہرنس پورہ پی پی 100، 13۔چک نمبر 18 پی پی 101، 14۔ روہی والا پی پی 101 اور 15۔ پنڈ بگا پی پی 101 کے نام تجویز کئے ہیں۔

ii) باقی 60 فیصد حصہ کے لیے سفارشات تاحال متعلقہ دفاتر سے موصول نہیں ہوئیں۔

(ب) جن آٹھ باقی سکولوں میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ان میں پی پی 98 کے چار پی پی 100 کے دو اور پی پی 101 کے دو سکول شامل ہیں۔ان سکولوں کو مالی سال 97-1996ء کے دوران بجلی فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ج) باقی پرائمری اور مڈل سکولوں کو مرحلہ وار پروگرام کے مطابق آئندہ سالوں میں بجلی فراہم کر

دی جائے گی۔

سکولوں کی ترقیاتی سکیمیں

*2254۔چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1993-1994ء میں پی پی 101 میں ایس اے پی کی تحت درج ذیل سکیمیں دی گئی تھی۔

۱۔ شیلٹر لیس گرلز پرائمری سکول پنڈبگا' جبہ/ریڑکہ زیریں۔

۲۔ شیلٹر لیس بوائز پرائمری سکول چک 32

۳۔ اپ گریڈیشن پرائمری سے مڈل گرلز سکول بھیموں' چک 13

۴۔ نئے گرلز پرائمری سکول i۔ ڈیرہ انار خان ii۔ نواں لوک بھیموں iii۔ لوکڑی مہاجراں بھچر iv۔ چک 15 جنوبی v۔ ڈیرہ محمد نواز میانوال vi۔ ریڑکہ بالا

(ب) ان میں سے کتنی سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں اور ان میں کلاسیں شروع کرا دی گئی ہیں۔

(ج) کتنی ابھی زیر تکمیل ہیں۔

(د) کتنی ابھی شروع نہیں ہوئیں۔یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی اور اتنی دیر ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) شیلٹر لیس گرلز پرائمری سکول پنڈبگا اور جبہ' نئے گرلز پرائمری سکول نواں لوک بھیموں' چک نمبر15 جنوبی اور ڈیرہ انار خان کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔سٹاف کی فراہمی کے اقدامات کئے جا رہے ہیں سٹاف کی فراہمی کے بعد کلاسیں شروع کر دی جائیں گی۔

(ج) اپ گریڈیشن پرائمری سے مڈل گرلز سکول بھیموں اور چک نمبر 13 جبکہ نئے گرلز پرائمری سکول ڈیرہ محمد نواز میانوال کی سکیمیں زیر تکمیل ہیں۔

(د) لاگت کے تخمینہ میں اضافہ کے باعث گرلز پرائمری سکول ریڑکا بالا' لوکڑی بھچر 'شیلٹر لیس گرلز پرائمری سکول ریڑکا زیریں اور بوائز پرائمری سکول چک نمبر 32 کی سکیمیں شروع نہیں ہو

سکیں۔ان سکیموں کے لیے آئندہ مالی سال میں فنڈز فراہم کرنے کے اقدامات کئے جائیں گے۔

ثانوی تعلیمی بورڈ فیصل آباد میں بھرتی

*2289۔خان امان اللہ خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
سال۱۹۹۳ء سے لیکر آج تک سکنڈری ایجوکیشن بورڈ فیصل آباد میں کتنے افراد

کو بھرتی کیا گیا ان کے نام پتہ اور رہائشی ضلع کیا ہے؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

سال 1993ء سے لے کر آج تک فیصل آباد تعلیمی بورڈ میں بھرتی شدہ افراد کی تعداد حسب ذیل ہے۔

سال 1993ء	42
سال 1994ء	88
سال 1995ء	74
	204

ان افراد کے مکمل کوائف(نام پتہ اور رہائشی ضلع) کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہائی سکول سید مٹھا بازار کے کمروں کی تعمیر

*2297۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سٹی مسلم لیگ ہائی سکول سید مٹھا بازار لاہور کی عمارت میں نئے کمرے تعمیر کرنے کے لئے پرانے کمروں کو گرا دیا گیا تھا اور اس مقصد کے لئے فنڈز بھی مختص کیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک نئے کمروں کی تعمیر کا کام شروع نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے بچے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے نئے کمروں کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ جو کمرے گرائے گئے تھے اس کی بجائے نئے کمرے تعمیر کرا دیئے گئے جو بچوں کی موجودہ تعداد کے لئے کافی ہیں۔

(ج) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

ٹولہ بانگی خیل میں گرلز ہائی سکول کی تعمیر

*2316۔جناب انعام اللہ خان نیازی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹولہ بانگی خیل تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول نہیں ہے۔جس کی وجہ سے اس علاقہ کی لڑکیوں کو میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے 30/40 میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گرلز مڈل سکول ٹولہ بانگی خیل کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) موجودہ پالیسی کے تحت کسی مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔البتہ جن مقامات پر ان سہولیات کی حقیقتاً ضرورت محسوس کی جاتی ہے وہاں پر جماعت نہم سے بارہ جماعت تک سیکنڈری مدارس کھولے جا رہے ہیں۔اگر فاضل رکن اسمبلی مذکورہ جگہ پر16 کنال زمین کا بندوبست فرما دیں تو خصوصی طور پر مذکورہ مقام پر سیکنڈری سکول مہیا کرنے کے لئے ضروری کارروائی کی جائے گی۔

خالی اسامی کو پُر کرنے کے لئے اقدامات

*2336۔جناب محمد منشاء اللہ بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں ایلیمنٹری سکول برائے طلباء کے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی اسامی خالی پڑی ہوئی ہے اگر ایسا ہے تو یہ اسامی کب سے خالی پڑی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ اسامی کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ایلیمنٹری سیالکوٹ کی اسامی مورخہ18-1-96 سے خالی ہے۔

(ب) تبادلہ جات پر پابندی تھی۔مورخہ 5-5-96 سے پابندی تبادلہ جات پر ختم ہو گئی ہے اور شبیر منہاس سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ونی حافظ آباد کو ضلعی تعلیمی آفیسر ایلیمنٹری سیالکوٹ تعینات کر کے یہ آسامی پر کر دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم)

پرائمری سکول ڈریال کی تعمیر

679۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ۹۴-۱۹۹۳ء میں بوائز پرائمری سکول ڈریال کی عمارت تعمیر کرنے کی سفارش کی گئی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سفارش پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے کام شروع ہو چکا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کب تک شروع ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) بوائز پرائمری سکول ڈریال میں تین کمرے موجود ہیں جس کی وجہ سے سکول شیلٹر لیس کے زمرے میں نہیں آتا۔اسی وجہ سے سکیم منظور نہ ہو سکی۔

ضلع خانیوال میں بھرتی کی تفصیلات

729۔میاں عمران مسعود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری۱۹۹۵ء سے لے کر آج تک ضلع خانیوال میں پی ٹی سی،سی ٹی،ایس وی،او ٹی،اے ٹی،ایس ایس ٹی اور انگلش ٹیچروں کی کتنی مردانہ و زنانہ تقرریاں کی گئیں ان کے نام بمعہ

ولدیت پتہ جات اور تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ب) کیا یہ تقرریاں میرٹ پر ہوئیں یا بغیر میرٹ کے اگر میرٹ پر ہوئیں تو ہر اسامی کے لئے کتنے امیدواروں نے درخواستیں دیں ان کے نام پتہ جات' تعلیمی قابلیت اور نمبروں کی تفصیل فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار کیا تھا میرٹ لسٹ تیار کرنے والے افسران کے نام و عہدہ جات کیا ہیں اگر بغیر میرٹ کے تقرریاں ہوئیں تو یہ کس کس کی سفارش پر ہوئیں کتنی تقرریاں ایم پی اے' ایم این اے' سینیٹر' وزراء اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت عمل میں لائی گئیں ان کی تفصیل بمعہ نام و دیگر کوائف الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) یکم جنوری 1995ء سے لے کر آج ضلع خانیوال میں زنانہ/ مردانہ جو تقرریاں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے اور فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

	پی سی ٹی	سی ٹی	ایس وی	او ٹی	اے ٹی	ڈی ایم	انگلش	پروموٹرز	پی ای ٹی
زنانہ،	۶۴	۱۹	۱۴	۲۰	۶	۲	۱۶۸	۷۷	۳
مردانہ،	۱۶۹	۱۴	۲۴	۲۰	۲۴	_	۳۲۶	_	_

(ب) یہ درست ہے ضلع خانیوال میں زنانہ / مردانہ جو تقرریاں ہوئیں ہیں تمام حکومت کی پالیسی / میرٹ پر ہوئی ہیں۔

فہرست امیدواران پی ٹی سی 'سی ٹی' ایس وی' او ٹی' انگلش ٹیچر' ڈی ایم' اے ٹی مدرسین برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لیڈیز ٹیچرز کی ملازمت سے سبکدوشی

750۔ چودھری وقار علی خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1989ء میں تحصیل راولپنڈی اور تحصیل ٹیکسلا کے بوائز پرائمری سکولوں میں گرلز ٹیچرز تعینات کی گئی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1989ء سے اب تک وہ اپنی ذمہ داریاں اور فرائض انجام دے رہی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم مذکورہ لیڈیز ٹیچرز کو ملازمت سے فارغ کر رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ۵۵ استانیوں کو سروس سے نکالنے کا نوٹس جاری کر دیا تھا تو وہ تمام استانیاں ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ میں نوٹس کے خلاف چلی گئیں۔عدالت نے حکم دیا ہے کہ ان استانیوں کو سروس سے نہیں نکالا جاسکتا۔

(د) جز"ب" اور "ج" کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

سکولوں کی تعمیر کے لیے فنڈز کی فراہمی

758۔جناب تاج محمد خانزادہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1994-95ء کے دوران سوشل ایکشن پروگرام برائے اراکین صوبائی اسمبلی کے تحت پی پی۔۱۳ میں کتنے سکولوں پر کام شروع ہوا۔

(ب) ان سکولوں کے لئے کتنی گرانٹ جاری ہوئی اور کتنی خرچ ہو چکی ہے۔

(ج) ان سکولوں کی موجودہ صورت حال کیا ہے۔

(د) اگر ان سکولوں کا کام رک گیا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔نیز مذکورہ کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بقایا فنڈز کب جاری کئے جائیں گے؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)،

(الف) سال1994-95ء کے دوران سوشل ایکشن پروگرام برائے اراکین صوبائی اسمبلی کے تحت پی پی 13 میں دو نئے پرائمری سکولوں، دو شیلٹر لیس پرائمری سکولوں کی تعمیر عمارت اور تین پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

(ب) جون1994ء کے آخر میں ضلع اٹک کے کل تیس سکولوں کے لیے مبلغ70 لاکھ 70 ہزار روپے جاری کیے گئے لیکن مالی سال کے خاتمہ کی وجہ سے مذکورہ سکولوں کو فنڈز فراہم نہ کیے جا سکے۔

(ج) نئے پرائمری سکولوں میں پرائمری سکول ڈھوک کسراں اور ڈھوک ڈاہراں کا کام ڈی پی سی لیول تک، شیلٹر لیس پرائمری سکولوں شیلٹر لیس پرائمری سکول سامہ اور جابہ کا کام چھتوں تک جبکہ پرائمری سے مڈل کا درجہ دینے کے لیے گرلز پرائمری سکول حضرو کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور رنگ و روغن باقی ہے۔بوائز پرائمری سکول کالی پور موسیٰ کا کام لینٹر لیول تک اور بوائز پرائمری سکول کالو خورد کا کام چھتوں تک مکمل ہے۔

(د) فنانس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ماہ جون 1994ء کے آخر میں فنڈز جاری کیے گئے جنہیں بروقت خرچ نہ کیا جا سکا اور کام رک گیا۔اب محکمہ خزانہ نے اسی ماہ میں فنڈز جاری کرنے کی آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ اور توقع ہے کہ یہ کام دسمبر 1996ء تک پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گے۔

گورنمنٹ شاہ حسین کالج کا دوبارہ اجراء

759۔ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ شاہ حسین کالج لاہور کتنے عرصہ سے تدریسی کام نہیں کر رہا؟

(ب) اس کالج کے عملہ کی تفصیل کیا ہے اس کالج پر سالانہ کتنا خرچ ہو رہا ہے؟

(ج) اس کالج کو کب تک دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے تاکہ قومی خزانے سے خرچ ہونے والی رقم سے تدریسی مقاصد حاصل ہو سکیں؟

وزیر تعلیم (عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) گورنمنٹ شاہ حسین کالج لاہور دسمبر 1980ء سے تدریسی کام نہیں کر رہا۔

(ب) اس کالج میں عملے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پرنسپل	ایک	اسسٹنٹ پروفیسر	دو
لیکچرار	آٹھ	لائبریرین	ایک
ڈی پی ای	ایک	سینئر کلرک	ایک
جونیئر کلرک	دو	نائب قاصد	تین
مالی	ایک	خاکروب	ایک

کالج کا سالانہ بجٹ برائے سال 96-1995ء -/18,60,470 روپے ہے۔

(ج) یہ کالج 5/10 لارنس روڈ پر واقع کرایہ کی بلڈنگ میں قائم تھا جو 1980ء سے ہی ناقابل استعمال تھی۔عدالتی فیصلے کے مطابق اسے خالی کر دیا گیا تھا۔علاقہ میں مناسب عمارت کی تلاش جاری ہے۔مناسب عمارت کرایہ پر حاصل ہوتے ہی کالج میں تدریسی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی سلہری صاحب !

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی پچھلے ہفتے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں پابندی کے باوجود ہمارے دو وزراء کے بیٹے جن میں مشتاق اعوان صاحب کا بیٹا کاشف اعوان اور شاہ نواز چیمہ صاحب کا بیٹا عامر نواز چیمہ اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے بھتیجے اکبر نکئی صاحب کو بھرتی کیا گیا۔ نہ تو ان اسامیوں کو مشتہر کیا گیا اور نہ ہی ان کو سلیکشن کمیٹیوں کے ذریعے سلیکٹ کیا گیا۔جبکہ اس میں جونیئر ملازمین کا بھی حصہ تھا ان کے لیے کوٹہ ہوتا ہے ۔ لیکن پابندی کے باوجود ان اسامیوں پر ان آدمیوں کو بھرتی کیا گیا اور جو حق دار طالب علم ہیں ان کے ساتھ یہ زیادتی ہے ۔ یہ ایسا کیوں ہے ؟ کہ وہ لوگ جو تعلیم کی ڈگریاں لے کر پھر رہے ہیں ۔ اور یہ گریڈ 17 کی اسامیاں ہیں ۔ یہ بات نہیں ہے کہ اگر اب کسی کا بھائی یا بھتیجا وزیر نہیں ہے تو اس کا بیٹا جو کہ کئی کئی سال سے ملازمت کے لیے مارا مارا پھر رہا ہے اس کو ملازمت نہ ملے -------

جناب سپیکر، سلہری صاحب! ایسے نہیں اس پر proper motion لے کر آئیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیک ہے جناب والا شکریہ۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آگے چلتے ہیں اب تحریک استحقاق کا وقت ہے ۔میاں انتصار حسین بھٹی صاحب کی ایک تحریک ہے اور یہ آج کے لیے pend کی ہوئی تھی ۔ بھٹی صاحب آپ پیش کرنا چاہتے ہیں ؟

میاں انتصار حسین بھٹی، جی ایں پیش کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر، جی پیش کریں۔

ایکسئن پبلک ہیلتھ حافظ آباد کا رکن اسمبلی سے توہین آمیز رویہ

میاں انتصار حسین بھٹی، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے،

کہ میں اپنے حلقہ کے ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں ملک غلام حسین ایکسئن پبلک ہیلتھ حافظ آباد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ ان سکیموں پر اوپن ٹینڈر نہیں ہو رہے ۔ آپ مہربانی کر کے اوپن ٹینڈر طلب کروا کر جلد سکیموں پر کام شروع کروائیں۔ اس پر موصوف ایکسئن صاحب پیخ پا ہو گئے اور نہ صرف اوپن ٹینڈر طلب کرنے سے انکار کیا بلکہ مجھے کہا کہ " آپ کون ہوتے ہیں اوپن ٹینڈر کہنے والے میں تو اپنی مرضی سے جو چاہوں گا کروں گا۔ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میں ایم پی ایز وغیرہ کو کچھ نہیں سمجھتا " جناب سپیکر ! ایکسئن مذکور کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی شارٹ سٹیٹمنٹ دیجیے

میاں انتصار حسین بھٹی، جناب سپیکر ! میں 1986ء سے لگا تار چوتھی مرتبہ ایم پی اے منتخب ہو کر آ رہا ہوں ۔ میں نے یہ تحریک شوقیہ طور پر پیش نہیں کی بلکہ اس ایکسئن کا رویہ ہی اتنا برا تھا کہ جس نے یہ کہا کہ میں ایم پی ایز کو کچھ نہیں جانتا ۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس نے جس بناء پر بھی یہ کہا ہے یہ سراسر زیادتی ہے ۔ میرے شہر کی سیورج اور ڈرینج کی دو سکیمیں تھیں اور میں نے منظور کرائی تھیں ۔ اس نے چٹ سسٹم کے تحت اس پر کام دے دیا ہے اور اس نے جو کہا ہے کہ میں کچھ نہیں سمجھتا اس سے میرا نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ میں نے 1986ء سے لے کر آج تک کسی قسم کی تحریک استحقاق پیش نہیں کی میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! اگر لاء منسٹر صاحب سے پہلے مجھے کچھ کہنے کی اجازت فرما دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: میں پہلے لاء منسٹر صاحب کو دعوت دے چکا ہوں وہ کہہ لیں اگر اس کے بعد ضرورت ہوئی تو آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون(میاں افضل حیات): جناب والا! شاہ صاحب بھی ادھر کے مقامی ہیں اگر وہ اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو ان کو موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: جی عارف حسین صاحب

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! چونکہ خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے میرا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے جہاں سے میاں انتصار حسین صاحب منتخب ہوئے۔ میاں انتصار حسین اخلاقی شریف آدمی ہیں یہ چوتھی بار ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں اور میں ذاتی طور پر ان کی سیاست اور دیانت کی تصدیق کرتا ہوں یہ اچھے آدمی ہیں اور جو یہ صورت حال ہے یہ صرف ان کے ساتھ نہیں ہے میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے اور واقعی جتنے ٹینڈر ہوتے ہیں ان میں اس صاحب کی مرضی کا دخل ہے۔ کبھی بھی open ment پر ٹینڈر نہیں ہوئے ہم لوگ بار بار یہ بات اٹھا چکے ہیں لیکن مقامی طور پر پتا نہیں کیا صورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ان کی تائید کرتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! یہ تحریک حقائق پر مبنی ہے اور میں اس پر میاں صاحب کی تائید کرتا ہوں براہ کرم آپ اس کو ذرا سختی سے لیں تاکہ یہ معاملہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! اس تحریک استحقاق کے دو حصے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایکسین نے غلط کارروائی کی ہے غیر قانونی کارروائی کی ہے دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس نے کوئی بدتمیزی کی ہے۔ تو اس میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ اگر آپ اسے pending کرلیں تو جو پہلا حصہ ہے اس کی انکوائری کروالیں اور یہ دونوں باتیں اکٹھی نمٹ جائیں اور ہم اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔ اس

کے بعد اگر محسوس کریں کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے پاس جانا چاہیے تو پھر آپ شوق سے بھیجیں۔

جناب سپیکر، آپ کتنی مدت لینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، اگلے اجلاس میں کر دیں کیونکہ اب تو ایک دو دن ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! ہمارے ساتھی کے استحقاق کا اس irregularity کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر، نہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ اس کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس نے ان کے ساتھ بدتمیزی کی ہے اور ایک یہ ہے کہ اس نے غیر قانونی کام کیا ہے ۔ لاءمنسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ جس حد تک غیر قانونی کام کا تعلق ہے کیونکہ وہ بھی بیچ میں شامل ہے اس بارے میں ہمیں رپورٹ لے لینے دیجیے۔ پھر اکٹھے دونوں معاملات کمیٹی کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! ابھی اس کی تحقیق کے آرڈر جاری کر دیں اور تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

وزیر قانون ، جناب والا! کل تک کے لیے مجھے اجازت دے دی جائے میں کل ہی اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر ، اچھی بات ہے ۔ میرے خیال میں کل تک کے لیے اسے موخر کر دیتے ہیں ۔

میاں انتصار حسین بھٹی ، جناب والا! میں ایک ہفتے سے اس کا انتظار کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر ، آپ ایک دن اور دے دیں

میاں انتصار حسین بھٹی ، ایک دن میں کیا ہو جائے گا؟

جناب سپیکر ، دیکھیں ایوان میں یہ آج پیش ہوئی ہے ۔

میاں انتصار حسین بھٹی ، جناب والا! ادھر میرے حلقے میں جو کچھ ہوا ہے جو کچھ اس نے کیا ہے ایک دن میں کیا ہو جائے گا۔ معافی منگوا کر اس کو فارغ کر دیں گے ؟

جناب سپیکر ، بھٹی صاحب میری بات سنیے ایوان میں تو یہ آج پیش ہوئی ہے -

میاں انتصار حسین بھٹی ، جنابِ والا! پچھلے ایک ہفتے سے مجھے بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ابھی آ رہا ہے ابھی آ رہا ہے ' ایکس ای این آ رہا ہے .....

جناب سپیکر ، آج میں نے اس کی cognizance لی ہے اگر یہ کل جواب نہیں دیں گے تو میں کل اس پر فیصلہ کر دوں گا۔ آپ تسلی رکھیں - کل تک کے لیے اسے pend کیا جاتا ہے - آگے چلتے ہیں جناب بادشاہ میر خان آفریدی کی تحریک استحقاق ہے -

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، تحریک استحقاق نمبر 6

رکن اسمبلی کو ترقیاتی ادارہ راولپنڈی کے اجلاس میں مدعو نہ کرنا

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی کے ترقیاتی ادارہ (آر ڈی اے) کے بائی لاز کے مطابق مقامی ایم پی ایز جن کا حلقہ انتخاب آر ڈی اے کی حدود میں ہو' وہ اتھارٹی کے رکن ہوتے ہیں اور اتھارٹی کے ہر اجلاس میں ان کی شرکت لازمی ہوتی ہے۔ مگر جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے آر ڈی اے کی طرف سے اتھارٹی کے کسی بھی اجلاس میں مقامی ایم پی ایز کو مدعو نہیں کیا گیا اور اتھارٹی کے اہلکاروں نے اپنی من مانیاں کرتے ہوئے از خود فیصلے کرنے شروع کر دیے اور کروڑوں روپے کے اخراجات کی منظوریاں دینی شروع کر دی ہیں اور عوامی نمائندوں کو جو قانوناً اتھارٹی کے رکن ہیں' جان بوجھ کر نظر انداز کر کے کرپشن کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ میں بھی چونکہ قانوناً اتھارٹی کا ممبر ہوں۔ مجھے نظر انداز کر کے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔ وزیر قانون صاحب آپ کچھ فرمائیں گے -

وزیر قانون(میاں محمد افضل حیات): جناب والا! جناب بادشاہ میر خان آفریدی صاحب نے کل میرے ساتھ اس کا ذکر کیا تھا ۔ اس کا مجھے باقاعدہ نوٹس شام کو ملا ہے اور اس کے لیے ہم نے فیکس بھی کر دی ہے ابھی اس کا جواب نہیں آیا ہو سکتا ہے کل میں اس کا جواب دے دوں ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ کل تک کے لیے اسے مؤخر کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر: کل تک کے لیے اسے مؤخر کیا جاتا ہے ۔ اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ کا طلب گار ہوں۔ کل ٹریفک کی سرخ بتی کی وجہ سے میں رکا ہوا تھا ایک گاڑی جس پر ایم پی اے کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور ظاہر ہے ہم سب آدمی ایک دوسرے کو جانتے ہیں وہ گاڑی کسی ایم پی اے کی تھی یا نہیں تھی اس میں ایم پی اے صاحب نہیں تھے وہ گاڑی اس سگنل کو کراس کر گئی ۔ اتفاق سے ساتھ کچھ سائیکل اور موٹر سائیکل سوار بھی کھڑے تھے ۔ جناب والا! انہوں نے اونچی آواز میں گالی دے کر یہ کہا کہ یہ ہیں وہ عوامی نمائندے یا ایم پی اے صاحبان جو آسمانی مخلوق ہیں ان پر قانون کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جناب والا! یہ باتیں روز مرہ کا معمول ہیں لیکن میں اس موقع پر ایک تجویز دینا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اسے پذیرائی بخشیں گے ۔ جس طرح 248 ممبران کے لیے کارڈ بنائے جاتے ہیں اور جس طرح 248 ممبران کے لیے ائر پورٹ لاؤنج کے لیے کارڈ بنائے جاتے ہیں ' میں آپ کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ 248 پلیٹیں آپ اپنی طرف سے سرکاری طور پر بنوا کر دیں چاہے اس کا معاوضہ رکھ دیا جائے اور ہر ممبر کو وہ ایک پلیٹ دے دی جائے اور ایک پلیٹ سرکاری طور پر ہو اس پر مہر لگی ہوئی ہو وہی ہر ممبر کو آلاٹ کر دی جائے تاکہ ہر دوسری گاڑی پر ایم پی اے یا ایم این اے کی پلیٹ لگی ہوتی ہے اور اس میں وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں لیکن براہ راست گالی آپ کو یا مجھے سننی پڑتی ہے یا معزز اراکین کو سننی پڑتی ہے ۔ جناب والا! میری گزارش یا تجویز یہ ہو گی کہ 248 پلیٹیں بنوائیں اور ہمیشہ کے لیے یہ مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا کہ ایک ایک ایم پی اے کی پانچ پانچ گاڑیوں پر پلیٹیں لگی ہوئی ہیں یا اس کے چاچے ماموں کی گاڑی پر بھی پلیٹ لگی ہوئی ہے ۔ اس طرح سے یہ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

آوازیں: ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ کی تجویز بہت اچھی ہے ۔ آپ ایسا کیجیے کہ آپ مجھے لکھ کر مجھے یہ تجویز دے دیں اور میں اسے گورنمنٹ کے ساتھ ٹیک اپ کر لیتا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے اس پر اگر ہاؤس کی یہ رائے ہو ....

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! حافظ اقبال صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ کسی قسم کی کوئی پلیٹ لگائی نہیں جاسکتی یہ قانوناً منع ہے۔ یہ ایم پی اے یا ایم این اے کی پلیٹ لگانا کوئی بہت بڑا معرکہ نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب قانون نے اس میں کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں دی تو پھر پلیٹ لگانے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ میں چاہتا ہوں کہ قانون کے اوپر عمل در آمد کروایا جائے کہ کوئی آدمی پلیٹ کا استعمال نہ کرے۔ اس طور پر وہ لوگ جو یہ پلیٹیں لگا کر کارروائیاں کرتے ہیں جو لوٹ مار کرتے ہیں، جو ڈکیتیاں کرتے ہیں، جو جرائم کرتے ہیں نہ صرف ان کا خاتمہ ہوگا بلکہ آپ معاشرے میں عملی مساوات کا نمونہ دیکھ سکیں گے۔ یہ چھوٹے بڑے کی تفریق کا خاتمہ ہوجائے گا۔ جناب سپیکر! یہ کوئی بات نہیں ہے کہ آپ 248 پلیٹیں بنادیں۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ جب پلیٹ لگانا قانونی طور پر پرائم منسٹر، صدر اور گورنر کے علاوہ منع ہے تو پھر پلیٹیں کیوں استعمال کی جاتی ہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ یہ بیماری کب پھیلی ؟ یہ 1985ء میں ایک ڈائریکٹو دیا گیا تھا کہ جب state functions ہوں، گورنر ہاؤس میں یا وزیر اعلیٰ ہاؤس میں تو وہاں entry کے لیے لوگ ایسی پلیٹ کو استعمال کرسکیں۔ تاکہ وہاں باہر کے عملہ یا چیکنگ سٹاف کو کوئی دشواری پیش نہ آئے ۔ آپ اس پلیٹ کو پورے ملک میں display نہیں کر سکتے۔ یہ غیر قانونی کام ہے اس لیے جناب سپیکر ! قانون کے منافی آپ کسی قسم کی کوئی بات اس ہاؤس میں پاس نہیں کرواسکتے اور نہ ہی اس کو take up کر سکتے ہیں۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ اس کو thrash out کرنے کے لیے وزیر قانون یا کوئی اور دوست جن کو اس بارے میں معلومات ہیں وہ ہاؤس کے فلور پر بتائیں کہ یہ پلیٹ لگ سکتی ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ یہ پلیٹ نہیں لگ سکتی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، دونوں پہلو سامنے آگئے ہیں۔ جیسے میں نے ہاؤس کا consent دیکھا تجویز ایسی ہے کہ قابل عمل ہے۔ البتہ اس کے قانونی پہلوؤں پر غور کیا جاسکتا ہے۔ اگر قانون اس کی اجازت دیتا ہے تو یہ بات آگے بڑھے گی اگر اجازت نہیں دیتا تو اس پر پھر دوبارہ ہاؤس میں بات کر سکتے ہیں۔ اور آپ خود

قانون بناتے ہیں اگر آپ کو اچھا لگتا ہے کہ یہ ضروری ہے اور اس سے کوئی فائدہ ہوسکتا ہے تو اس کا قانون بھی بن سکتا ہے۔ جی چودھری ظہیر الدین صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب نے ابھی جو فرمایا ہے کہ قانون میں اسے منع کیا گیا ہے اگر وہ قانون جہاں پر یہ منع کیا گیا ہے اگر وہ آجائے تو یہ واضح ہو جائے گا اور بات جلد ختم ہوجائے گی اگر یہ وہ قانون یہاں پر فرما دیں تو ۔ ورنہ پھر اقبال احمد خان خاکوانی صاحب کی تجویز سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ اور انھوں نے خود ہی اپنی بات کی تردید کی ہے کہ 1985ء میں ایک ڈائریکٹو جاری ہوا تھا جس کے تحت ایم پی اے اور ایم این ایز گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اندر جانے کے لیے اس کو استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ اور اس کے بعد اس پلیٹ کو ڈھانپ کر رکھا جاتا تھا۔ اب اگر کوئی نہیں ڈھانپتا تو اس کے لیے آرڈر جاری کیا جاسکتا ہے کہ جب تک ایم پی اے صاحب گاڑی میں نہیں بیٹھتے اس پلیٹ کو نہ کھولا جائے۔

جناب سپیکر: پردے کا قانون لاگو کیا جائے۔

محمد ظہیر الدین خان: جی ہاں گزارش یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ منع کیا گیا ہے۔ وہ اس بارے میں کوئی قانون پیش کریں نہیں تو اقبال احمد خاکوانی صاحب کی تجویز پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جیسے میں نے کہا ہے اس کے قانونی پہلوؤں پر غور کر لیا جائے گا۔ اگر قانون اس چیز کو منع کرتا ہے تو دوبارہ آپ کو بتا دیا جائے گا۔ جی فرمائیے منشاء اللہ بٹ صاحب۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : شکریہ جناب سپیکر! خاکوانی صاحب نے جو تجویز دی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ اور اس لحاظ سے بھی کرتا ہوں کہ اگر قانون نے منع کیا ہے ۔ پہلے میں یہ گزارش کردوں کہ میں دوسری مرتبہ اس اسمبلی میں آیا ہوں میں نے آج تک اپنی گاڑی پر پلیٹ نہیں لگائی۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر قانون منع کرتا ہے تو پھر پلیٹ کون اور کیوں لگاتے ہیں؟ اگر قانون میں اس کی اجازت نہیں ہے تو پھر ہمیں پلیٹ لگانی ہی نہیں چاہیے۔

جناب سپیکر: جی ہاں بالکل ٹھیک ہے ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، اس لیے خاکوانی صاحب کی جو تجویز ہے وہ زیادہ بہتر تجویز ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، جی میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن اس کے قانونی پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کرلیا جائے گا۔ آگے چلتے ہیں۔ تحریک التوائے کار کا وقت ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں) ایک منٹ پہلے انوری صاحب کی تجویز ہے۔ آپ فکر نہ کریں آپ کا تو میں بہت خیال رکھتا ہوں للہ جی۔

لالہ مہر لالہ بھیل، جناب والا! اگر آپ نے ٹائم ختم کر دیا تو پھر کیسے آئے گی؟

جناب سپیکر، اس میں آپ کی کوئی تحریک استحقاق نہیں تھی۔

لالہ مہر لالہ بھیل، جناب یہ ۹ تاریخ کی جمع کروائی ہوئی ہے۔ میری باری آئے گی یا نہیں؟

جناب سپیکر، میری فائل میں تو آپ کی کوئی تحریک موجود نہیں ہے۔ شاید اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ وہ آپ کو سیکرٹریٹ والے اطلاع دیں گے کہ اس کی اجازت کس وجہ سے نہیں دی گئی۔ جی انوری صاحب، چٹھہ صاحب آپ اس کے بعد بات کریں۔

سید تابش انوری، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پورا صوبہ جرائم کی لپیٹ میں ہے اور جناب وزیر اعلیٰ اور مشتاق اعوان صاحب کا اپنا حلقہ بھی دھماکوں سے محفوظ نہیں رہا۔

جناب سپیکر، نہیں اب ادھر لاء اینڈ آرڈر پر بحث تو نہ کریں۔

سید تابش انوری، میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جرائم کی رفتار اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب یہ ہاؤس اور اس کا احاطہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ یہاں چوریاں ہو رہی ہیں۔ موٹر سائیکلوں کی چوریاں ہوئی ہیں۔ خود آپ کے سٹاف کی، عملے کی موٹر سائیکلیں چوری ہوئی ہیں۔ ابھی انھوں نے ایک ویلفیئر ڈسپنسری اپنے فنڈ سے، عطیات سے قائم کی تھی اس کی ادویات بھی چوری ہو گئی ہیں۔ اور جناب سیکرٹری نے غالباً کئی دفعہ لکھ کر بھیجا ہے کہ اس پر کارروائی کی جائے۔ لیکن ابھی تک اس کی ایف آئی آر بھی درج نہیں ہوئی، رپورٹ بھی درج نہیں ہوئی۔ حالانکہ Privileges Act کے تحت یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ اگر اسمبلی یا اس کی precincts میں کوئی بھی واقعہ ہو تو سپیکر یا سیکرٹری اسمبلی کی طرف سے جو بھی لکھ کر بھیجا جائے گا اس پر باقاعدہ مقدمہ درج ہو گا اور

کارروائی ہو گی۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اب اس ہاؤس کا تقدس اتنا مخل نظر ہو گیا ہے کہ باقاعدہ تحریری طور پر کوئی درخواست یا direction بھیجی جاتی ہے اس پر بھی عمل نہیں ہو رہا۔ اسمبلی اور اس کا احاطہ غیر محفوظ ہو کر رہ گیا ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ اس سلسلے میں سختی سے نوٹس لیں اور ایسا انتظام کریں کہ پھر ایسا کوئی واقعہ نہ ہو۔

جناب سپیکر، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس طرف میری توجہ دلائی ۔ میں صورت حال معلوم کروں گا۔ اور سیکرٹری صاحب آج مجھے اس پر بریف کریں کہ کیا پوزیشن ہے ۔ اب آگے چلتے ہیں چودھری شوکت داؤد صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، دیکھئیے تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوچکا ہے اور آدھے گھنٹے کا سارا وقت ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! صرف آدھے منٹ میں بات ختم کروں گا۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں نے پچھلے ہفتے ایک قرار داد جمع کروائی تھی۔ جو کہ جنوبی لبنان پر اسرائیل کی شہری بمباری کے بارے میں تھی۔ اس پر وزیر قانون صاحب سے یہ بات ہوئی تھی کہ اس کو کسی دوسرے وقت پر لے لیں گے ایک ہی وقت میں دو قرار دادیں نہیں لی جاسکتیں۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ تحاریک التوائے کار کے بعد اس کو لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، ان سے پوچھیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا صورت ہے۔ ابھی تو تحریک التوائے کار چلنے دیجیے اس کے بعد دیکھیں گے۔ شوکت داؤد صاحب کی تحریک التوائے کار ہے وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ یہ move ہوچکی ہے اس کو مزید پینڈنگ کرلیں۔ عمران سلہری صاحب کی تحریک التوائے کار بھی move ہوچکی ہے جناب ایجوکیشن منسٹر صاحب آج آپ میاں عمران سلہری صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دینا چاہیں گے ؟ یہ تحریک التوائے کار نمبر 18 ہے اور یہ move ہوچکی ہے۔

جناب محمد عارف چٹھہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ ۔ جی فرمائیے۔

جناب محمد عارف چٹھہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان-----

جناب سپیکر، ذرا ایک منٹ یہ تحریک تحاریک التوائے کار کے بعد آئے گی- یہ آدھ گھنٹے یا بیس منٹ میں جب بھی وقت ختم ہو گا اس کے بعد یہ پیش کیجئے۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے طلباء کو سرکاری تعلیمی اداروں میں داخلے سے محروم کرنا

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)، اس تحریک التوائے کار میں جس notification کا ذکر کیا گیا ہے وہ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن سیکرٹری ایجوکیشن کا جاری کردہ ہے۔ اس میں داخلہ کے بارے میں جن ہدایات کا ذکر کیا گیا ہے وہ کوئی نئی نہ ہیں بلکہ یہ ہدایات گورنمنٹ کی طرف سے رولز کی شکل میں پہلے ہی موجود تھیں۔ notification میں صرف ان ہدایات کا اعادہ کیا گیا ہے۔ تاکہ سربراہان ادارہ ان پر صحیح طور پر عمل کریں۔ مذکورہ notification کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو داخلہ سے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات جاری ہوئی ہیں، نمبر ایک چھٹی اور نویں جماعت میں داخلہ صرف ایسے طلباء اور طالبات کو ملے گا جنھوں نے پانچویں یا آٹھویں کا محکمانہ امتحان جس کو terminal examination کہتے ہیں پاس کیا کیونکہ پرائمری سکول کے لیے پانچویں جماعت کا امتحان اور مڈل کے لیے آٹھویں کا terminal امتحان ہے لہذا محکمانہ امتحان پاس کرنے پر اور صرف میرٹ پر داخلہ ہو گا اس میں پرائیویٹ یا گورنمنٹ سب ادارے شامل ہیں لیکن اگر کوئی ہائی یا مڈل سکول خواہ گورنمنٹ یا پرائیویٹ ہو وہ پروموشن ٹیسٹ کے ذریعے ہی اپنے ادارے میں داخل کرے گا تو خود ہی اس کی تعلیمی قابلیت اور نتائج کا ذمہ دار ہو گا اس میں یہ بات سامنے آئی کہ پنجم اور آٹھویں کے جو حکومتی امتحانات ہیں اس میں مقصد یہ تھا کہ ہمارے بہت سے پرائیویٹ تعلیمی ادارے بن گئے ہیں ان کے طلباء اگر پانچویں یا آٹھویں کا امتحان نہیں دیں گے اور کوئی آدمی یا بچہ اس پرائیویٹ ادارے سے چھٹی میں داخلہ لینا چاہتا ہے تو ہمارے پاس تو کوئی yard stick یا معیار نہیں ہے جس کی بناء پر ہم سمجھیں کہ اس نے اس پرائیویٹ ادارے میں واقعی پنجم تک تعلیم اور صحیح تعلیم حاصل کی ہے تو اس ضمن میں یہ رکھا گیا تھا اس میں ایک اور بھی ہے کہ جو پرائیویٹ تعلیمی ادارے سے کسی سرکاری ادارے میں چھٹی میں داخلہ لینا چاہے گا یا تو وہ سرکار کا

امتحان پاس کیے ہوئے ہو اگر نہیں ہو گا تو پھر متعلقہ ادارے کا سربراہ اس کا ٹیسٹ لے کر اگر یہ پائے کہ وہ اس قابل ہے کہ اس کے ادارے میں چھٹی میں داخل ہو سکتا ہے تو وہ داخل کر سکتا ہے اس پہ کوئی پابندی نہیں ہے اور یہ جو ایک impression ہے کہ مکمل طور پر پابندی لگا دی گئی ہے کہ صرف اور صرف ایک ہی صورت میں داخل ہو سکتا ہے یہ apprehension صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر، سہری صاحب! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں ابھی جب میں گورنر کے طور پر ایکٹ کر رہا تھا تو پرائیویٹ سکولوں کا ایک بڑا سا وفد مجھے ملنے آیا تھا اور اس موقع پر بھی یہ داخلے کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا اور اس میں بھی یہ وضاحت ہوئی تھی کہ یہ بجا ہے کہ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ان بچوں نے سرکاری امتحان پاس کیا ہو تب انھیں داخلہ دے دیا جائے لیکن صرف اور صرف یہی معیار نہیں ہے اس بات کی بھی پوری اجازت ہے کہ اس بچے کا ٹیسٹ لیا جائے اگر وہ تعلیمی معیار کے مطابق اس ٹیسٹ میں پورا اترتا ہے تو اسے داخلہ مل سکتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ نے اور وزیر موصوف نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ ان داخلوں کے دوران اس لیٹر کے مطابق تاثر یہی تھا کہ کوئی بھی بچہ چھٹی کلاس میں پانچویں کا بورڈ کا امتحان دینے کے بعد اور نویں کلاس میں آٹھویں کا بورڈ کا امتحان دینے کے بعد یہ تاثر عام تھا اور اس وجہ سے اس وقت کم از کم لاہور کے اندر سینکڑوں بچے ایسے ہیں جو کہ داخل نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر، بہر حال اب وضاحت ہو گئی ہے ان بچوں کو حق ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ بچوں کو گورنمنٹ سکولوں میں اور جونیئر ماڈل سکولوں میں داخلے نہیں ملتے۔ لاہور کی آبادی آٹھ نو کروڑ کے قریب ہے اور ہمارے جو گورنمنٹ کے سکول ہیں وہ آج سے دس سال پہلے جو بنے تھے وہی ہیں۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف اس میں عوام کے ساتھ ضرور تعاون کریں کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب یہ آرڈر کرے کہ کم از کم پہلی جماعت میں جو بھی بچہ داخلے کے لیے جائے گا اسے داخلے کے بغیر واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر، ایسا ہو سکتا ہے اگر سکول میں پہلی جماعت میں سو بچوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے تو چار سو بچہ چلا جاتا ہے تو یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ جو بھی جائے گا اس کو ضرور داخلہ مل جائے یہ کیسے مل سکتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! تو پھر آپ تعلیم عام کیسے کریں گے آپ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اسی فی صد بچوں کو تعلیم دینی ہے۔

جناب سپیکر، سکول کھول کے ہی کر سکتے ہیں یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جہاں سو بچوں کے بیٹھنے کی جگہ ہو وہاں ایک ہزار بچوں کو داخل کر لیا جائے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ کم از کم آبادی کے لحاظ سے نئے پرائمری تعلیمی ادارے کھولے جائیں' شکریہ جی۔

جناب سپیکر، آپ بتائیے کہ پرائمری تعلیم کو عام کرنے کے لیے بچوں کے بیٹھنے کا بھی کوئی بندوبست کریں۔

وزیر تعلیم، ظاہر ہے کہ فروغ تعلیم کے سلسلے میں تعلیمی ادارے مہیا کرنا از بس ضروری ہیں تو حکومت ہر سال اے ڈی پی میں نئے تعلیمی ادارے کھولنے کے لیے رقم بھی فراہم کرتی ہے اور نئے تعلیمی ادارے ہر سال کھول بھی رہی ہے۔

جناب سپیکر، اتنے کھولنے چاہییں کہ سب بچوں کو داخلہ مل سکے۔

وزیر تعلیم، آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ وسائل کے مطابق کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، سوال کی وضاحت کے بعد میں اسے rule out کرتا ہوں۔ آگے سید محمد عارف شاہ بخاری کی تحریک التوائے کار ہے یہ پیش ہو چکی ہے۔ منسٹر سی اینڈ ڈبلیو نے اس کا جواب دینا ہے تشریف رکھتے ہیں؟ اس کو ایک دن اور pend کر لیتے ہیں۔ میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے لیکن موور نہیں ہیں On the statement of Minister for C&W and Additional Charge of Irrigation it is kept pending. - بخاری صاحب بھی آ گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، بخاری صاحب کو کل ہم ڈھونڈتے رہے ہیں آپ نے ہمیں کل کا وقت دیا تھا کہ بلالیں میں نے concerned افسر بلا لیے تھے۔ ہماری بد قسمتی کہ میرے بزرگ نہیں آ سکے ابھی بھی آئے ہوئے ہیں ہم ابھی جا کر بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ بات کر کے پھر ہمیں رپورٹ کر دیجیے گا کیا طے پایا؛ میاں معراج دین

صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار ہے بسم اللہ۔

لاہور میں مچھروں اور آوارہ کتوں کی بہتات

میاں معراج دین، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کے شعبہ وبائی امراض کی غفلت اور لاپرواہی سے مچھر اور آوارہ کتے تلف نہیں ہوسکے۔ شہر میں جگہ جگہ آوارہ ' بیمار اور باؤلے کتوں نے ڈیرے جما رکھے ہیں مچھروں نے بھی بے شمار "نرسریاں" قائم کر رکھی ہیں لاہور کے قریباً دس ہزار افراد ملیریا ' غلیظ پانی ' گندگی کے تعفن سے پھیلنے والی بیماریوں اور باؤلے کتوں کے کاٹنے کے باعث مختلف ہسپتالوں میں بے آسرا اور بے یارو مدد گار پڑے ہیں جنہیں دوائی تک دستیاب نہیں۔ بلدیہ ایک مردہ گھوڑا بن چکا ہے شعبہ وبائی امراض کے کرپٹ اہلکاروں نے باؤلے کتوں کی ہلاکتوں کی ہلاکت کا ٹھیکہ اپنے منظور نظر افراد کو دے رکھا ہے جو کتوں کو مارنے کی بجائے اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی شائع ہوچکے ہیں۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اورغم وغصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون! میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ کچھ فرمائیں گے؟

میاں معراج دین، جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے پچھلے اجلاس میں یہ فیصلہ فرمایا تھااور رولنگ دی تھی کہ محکمے کے متعلقہ وزیر کو جواب دینا چاہیے اور یہ ہوتا رہا ہے۔آپ اس پہ کچھ فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، دیکھتے ہیں بہرحال وزیر قانون کو حق حاصل ہے کہ وہ کابینہ کے رکن ہوتے ہوئے اور وزیر قانون ہوتے ہوئے اپنی حکومت کی طرف سے جواب دے سکیں۔ اگر متعلقہ وزیر موجود ہیں تو ان سے بھی بات کی جاسکتی ہے۔ لیکن وزیر قانون کو یہ استحقاق ہے۔ جناب وزیر قانون آپ کچھ کہیں گے۔ یہ 25 نمبر تحریک ہے اور اس میں باؤلے کتوں کا مسئلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ باؤلے کتے مارے نہیں جارہے ان سے تجوریاں بھری جارہی ہیں۔

میاں معراج دین، شیخوپورہ میں انھوں نے تیرہ چودہ کتے خود رکھے ہوئے ہیں۔ جو کہ میونسپلٹی میں ٹیکس بھی ادا نہیں کر رہے۔ جناب والا! میں نے مجبوراً یہ تحریک پیش کی ہے کہ لاہور ایک ایسا شہر ہے۔ آپ بھی میرے ساتھ والے حلقے سے منتخب ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اگر آپ وزیر موصوف سے جواب دلا دیں تو آپ کی ذرہ نوازی ہو گی۔

جناب سپیکر، اچھا دیکھتے ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ شاید وہ بھی یہی کہیں کہ متعلقہ وزیر کو آ جانے دیجئے۔

وزیر قانون(میاں محمد افضل حیات) جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یہ ایک اخباری خبر پر تحریک التواء دی گئی ہے جو کہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ جہاں بھی ایسی کوئی بات ہوتی ہے۔ ان ادویات کا چھڑ کاؤ بھی ہو رہا ہے۔ باؤلے کتوں کا بھی بندوبست کیا جا رہا ہے کہ ان کو پابند کیا جائے اور ان کو ہلاک کرنے کی مہم ایک شیڈول کے تحت ہو رہی ہے۔ اس کام کا کوئی ٹھیکہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب آپ نے اس کا جواب محکمہ سے لیا ہے اور اس کی روشنی میں بیان دے رہے ہیں۔ بہر حال اس طرح کی ایک لہر شہر میں موجود ہے۔ کل بھی ایک خبر تھی کہ میو ہسپتال میں یہ اطلاع آئی کہ کسی بڑے صاحب کے عزیز کو کتے نے کاٹ لیا ہے۔ جلدی جلدی بیڈ تیار کیا گیا اور پھول سجائے گئے پھر مریض نہ پہنچا تو بڑی مایوسی ہوئی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی معاملہ ضرور ہے۔

وزیر قانون، یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ صورتحال بالکل تسلی بخش ہے لیکن ادویات کا چھڑ کاؤ بھی کیا جا رہا ہے۔ fox spray بھی ہو رہا ہے اور باؤلے کتوں کو مارنے کے شیڈول پر بھی عملدرآمد بھی ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، خصوصی توجہ دیں۔ میں آپ کی بات سمجھتا ہوں۔ جی اقبال خاکوانی صاحب

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! یہ ہمارے صحافی بھائی بھی بادشاہ ہیں۔ اس میں خبر تو بڑی نہیں تھی خبر تو تب بنتی کہ کسی بڑے آدمی کی بیوی نے کتے کو کاٹ لیا ہے۔ کتے تو روزانہ

کاٹتے ہیں۔

جناب سپیکر! شکریہ! بیوی بے چاری کا کیا قصور ہے۔

میاں معراج دین: میں یہ بات بڑے وثوق سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنے حلقہ نیابت کے لوگوں سے پوچھیں کہ وہاں مچھروں کی کیا حالت ہے۔ مچھروں کے مارنے کا کوئی انتظام نہیں ہو رہا کوئی سپرے نہیں ہو رہا۔ ان کا جواب غیر تسلی بخش ہے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ مچھروں پر سپرے انھوں نے ابھی تک شروع نہیں کیا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کی ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ انھیں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ازراہِ کرم مچھروں کے سلسلے میں اور باؤلے کتوں کے سلسلے میں خصوصی تاکید کی جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! ہدایات بھی کر دی جائیں گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تحریک التوائے کار آجائے گی کیونکہ یہ تو continuous nuisance ہے۔

جناب سپیکر: ویسے جہاں تک مچھروں کا تعلق ہے گرمی انشاء اللہ مچھروں کو جلد ختم کر دے گی۔ لیکن باؤلے کتے کا زیادہ خیال کریں۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ میاں معراج دین صاحب آپ کی ایک اور تحریک التوائے کار ہے۔

بلدیہ عظمیٰ لاہور کے شعبہ صحت میں بدعنوانی

میاں معراج دین: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کے نااہل اور کرپٹ اہلکاروں کی بدولت بلدیہ کے زیر اہتمام 68 ڈسپنسریوں اور دو ہسپتالوں کی حالت زار روزبروز دگرگوں ہوتی جا رہی ہے۔ اب تو حالت یہ ہے کہ ان شفا خانوں میں نہ تو ادویات موجود ہیں اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر یا ڈسپنسر موجود ہیں ڈاکٹر اور ڈسپنسر اپنی پرائیویٹ پریکٹس میں لگے رہتے ہیں بلدیہ کے ایک ڈاکٹر صاحب نے قواعد و ضوابط کی دھجیاں اڑاتے ہوئے بغیر رخصت لیے ٹی بی سپیشلسٹ کا کورس ایک سال میں مکمل کرلیا۔ ایک اور ڈاکٹر صاحب تین ماہ کے لیے سنگاپور چلے گئے مگر ان کی غیر حاضری نہ لگی بعد میں ان کا کیس دبا دیا گیا۔ بلدیہ کے نااہل اہلکاروں کی بدولت غریب عوام بے حد مشکلات کا شکار ہیں۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی شائع ہوچکے ہیں۔ اس سے

صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر

وزیر قانون: جناب والا! جتنی generalised یہ تحریک التواء ہے اتنا ہی generalised اس کا جواب بھی ہے۔ عام طور پر کسی specific matter پر ہی تحریک التواء ہوتی ہے۔ اگر یہ کسی specific matter کی طرف توجہ دلاتے تو اس کا جواب دیا جا سکتا تھا۔ اب وہ کہہ رہے ہیں کہ ڈسپینسریوں میں حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خراب بھی نہیں ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ تحریک التواء کسی specific matter کے متعلق ہونی چاہیے۔ اتنی جنرل تو ویسے بھی admissible نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: انھوں نے ڈسپینسریوں کے بارے میں specifically کہا ہے۔ ویسے آپ کو علم ہے کہ لاہور کارپوریشن کے بہت سے functions ہیں۔ لیکن اس تحریک التوائے کار میں وہ specifically ڈسپینسریوں کی بات کر رہے ہیں۔ آپ ذرا مہربانی سے بتائیے کہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے ڈاکٹر موجود نہیں ہیں، ڈسپینسر نہیں ہیں، ٹی بی سپیشلسٹ کا کورس مکمل کر لیا اور ایک ڈاکٹر صاحب تین ماہ کے لیے سنگاپور چلے گئے تو کیا آپ نے ڈسپینسریوں کے بارےمیں کوئی تحقیق کی ہے؟ کہ وہاں کیا حالات ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! رپورٹ کے مطابق جو ڈسپینسریاں ہیں وہاں ادویات بھی مہیا کی جا رہی ہیں اور وہ اپنا کام بھی کر رہی ہیں۔ کہیں پر غیر حاضری نہیں ہے۔ جہاں تک ایک ڈاکٹر کا تعلق ہے۔ جس کے متعلق کہا گیا کہ وہ سنگاپور گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ specific بات ہے۔ حالانکہ اس ڈاکٹر کا ذکر ہونا چاہیے تھا کہ فلاں ڈاکٹر حاضر نہیں رہا۔ اس کے باوجود محکمے کا جواب یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی کوئی ڈاکٹر بغیر چھٹی کے سنگاپور نہیں گیا اور سارا عملہ اپنی جگہ پر کام کر رہا ہے۔ اگر میاں صاحب اس ڈاکٹر کا نام بتا دیں جو باہر گیا ہوا ہے۔ میں ان کے ساتھ مل کر تحقیق کر سکتا ہوں۔ اگر محکمے کا جواب غلط ہے تو کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کا یہ مسئلہ specific نہ ہونے کے باوجود لاہور کے عوام کی تکلیفوں کے پیش نظر میں نے اس میں گنجائش رکھی کہ اس پر آپ بات کریں۔ اسے ایوان کے نوٹس میں

لائیں۔ اس سے صرف ایک مقصد حاصل ہو جائے تو وہ بھی بہت ہے کہ حکومت کی توجہ اس پر مبذول ہو جائے ۔ میں لاءمنسٹر صاحب سے خاص طور پر تاکیداً عرض کروں گا کہ مہربانی سے لاہور کارپوریشن کے مسائل کو آپ اتنا سرسری انداز سے نہ لیں۔ معاملات بہت حد تک بگڑے ہوئے ہیں۔ اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ۔ ہر محکمہ اپنی جگہ کہہ دیتا ہے کہ ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔ ازراہِ کرم آپ اس پر خود بھی توجہ دیں اور متعلقہ وزیر کی توجہ بھی دلائیں۔ اس لیے کہ لاہور کی آبادی اتنی بڑھ گئی ہے اور چند بستیوں کو چھوڑ کر غریب بستیوں میں بیشمار شہری سہولتیں نہیں ہیں۔ اس لیے ازراہِ کرم ان ڈسپنسریوں کے بارے میں زیادہ توجہ دی جائے اور انھیں بہتر ' فعال اور موثر بنایا جائے۔

وزیر قانون، حکم کی تعمیل ہو گی۔

میاں معراج دین، جناب والا! آپ مجھے صرف ایک منٹ کے لیے اجازت دے دیں۔ یہ ایک سوامی نگر آئی ہسپتال ہے۔ یہ کئی روز سے بند پڑا ہے۔ یہاں کوئی ڈاکٹر کام بھی نہیں کر رہا۔ یہ کل کے "جنگ" اخبار میں خبر آئی تھی۔ میں پہلے عرض کر دوں کہ ایک ڈاکٹر سعید اختر ہیں انہوں نے ڈی جی ٹی سی کا کورس بغیر چھٹی کے کیا جو کہ ایک سال کا کورس ہوتا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کا نام نہیں لے رہے' آپ نوٹ فرمالیں' ڈاکٹر محمد اقبال بھٹی ہے -----

جناب سپیکر، میاں صاحب! میری بات سنیے۔ آپ کے پاس زیادہ تفصیلات ہیں۔ آپ کو وزیر قانون نے آفر دی ہے ۔ آپ از راہ کرم یہ معلومات انھیں دے دیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ آج ابھی تھوڑی دیر کے بعد جب بھی وہ اور آپ فارغ ہوتے ہیں۔ وہ ان شاء اللہ کوشش کریں گے کہ ان تمام باتوں کا تدارک ہو جائے۔

وزیر قانون، اگر ان چیزوں کی پہلے ہی نشان دہی کر دی گئی ہوتی تو مسئلہ بہتر طریقے سے نمٹایا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر، چلیے۔ اب وہ کر دیں گے۔ اس لیے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! disposal سے پہلے میری ایک عرض سن لیجیے۔ کل چیئر نے اسی لاہور کارپوریشن کے مسئلے پر رولنگ دی تھی کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا نمائندہ اور وزیر

قانون مل بیٹھیں اور طے کر لیں کہ لاہور کارپوریشن کے معاملات پر کس وقت بحث کی جائے۔ تو براہ مہربانی اس observation کے تحت ہدایت فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگر آپ اور محترم قائد حزب اختلاف آج تشریف لائے ہوئے ہیں' کسی وقت آپس میں بات کر کے اگر مناسب سمجھیں تو اجلاس کے دوران کسی اور موضوع کے بجائے لاہور کارپوریشن پر بحث کرنے کے لیے اگر آپ دونوں متفق ہو جائیں تو ہم ایجنڈے میں تبدیلی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تو آپ موقع نکال لیجیے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اور آگے چلتے ہیں۔ جی۔

اسٹیٹ آفیسر پنجاب اسمبلی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آج سے تین دن قبل ہاؤس کے دوران اطلاع ملی کہ ہمارے اسٹیٹ آفیسر جناب شیخ ذوالفقار صاحب وفات فرما گئے ہیں۔ ہاؤس کو فوری طور پر adjourn کر دیا گیا۔ آج ان کی تدفین کو تیسرا دن ہے۔ اور ہاؤس چل رہا ہے۔ ابھی تک ان کے لیے یہاں دعائے مغفرت نہیں کی گئی۔ جناب سے گزارش ہے کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: اگر دعائے مغفرت نہیں کی گئی تو ضرور کرنی چاہیے۔ میں کل ان کے ہاں اوکاڑے میں خود حاضر ہوا تھا اور دوست بھی گئے تھے۔ تو شیخ ذوالفقار علی صاحب مرحوم جو ہمارے اسٹیٹ آفیسر تھے ان کی رحلت پر میں درخواست کرتا ہوں کہ دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

تحاریک التوائے کار (...جاری)

جناب سپیکر: میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ اگر یہ طے ہو جاتا ہے کہ کارپوریشن کے مسئلے پر بحث ہو تو یہ بھی اسی میں پھر شامل کر لیں گے۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار ہے' نمبر ۲۸۔

میاں عبدالستار: شکریہ جناب سپیکر۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

گڑھی شاہو پل لاہور کی خستہ حالی کے سبب عوام کو پریشانی

میاں عبدالستار ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ صحافت میں مورخہ 5 مئی 1996ء کو خبر شائع ہوئی ہے کہ ریلوے اور ایل ڈی اے کی باہمی چپقلش کی وجہ سے گڑھی شاہو ریلوے کا پل اپنی مدت پوری ہونے کے باوجود مرمت نہ ہو سکا۔ انتظامیہ پل کی خستہ حالی کے پیش نظر اسے ہیوی ٹریفک کے لیے ممنوع قرار دے چکی ہے مگر ٹریفک کا سلسلہ بدستور جاری ہے جو کسی بھی وقت ایک بڑے حادثہ کا شکار ہو سکتی ہے گڑھی شاہو کا ریلوے پل 1885ء میں بنایا گیا تھا ایک سو گیارہ سال پرانا پل شمالی لاہور اور جنوبی لاہور کو ملانے کے لیے شہر کی اہم ترین گزر گاہ ہے جبکہ دفاعی خط نظر سے بھی یہ پل انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس پل کے نیچے امدادی ٹرین اور تینوں صوبوں کو جانے والی ٹرینیں گذرتی ہیں سابقہ دور میں لاہور پیکج میں اس پل کی تعمیر کو اولین ترجیح دی گئی تھی لیکن موجودہ حکومت کے دور میں یہ سرخ فیتے کا شکار ہو گئی۔ اس پل کی خستہ حالی کے سبب اس کے نیچے ریلوے کے تمام دفتر یہاں سے منتقل ہو چکے ہیں۔ پل کی سائیڈ پر پیدل گزر گاہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے گڑھی شاہو پل کی خستہ حالی کسی بڑے جانی حادثہ کا سبب بن سکتی ہے۔ گڑھی شاہو پل کی خستہ حالی کے سبب علاقہ کے مکینوں میں سخت بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ خبر اس امر کی متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرکے اسے فی الفور اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! اس کا جواب وزیر مواصلات کو دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر قانون، وہ ابھی تک آئے نہیں ہیں۔ کل تک کے لیے پینڈ نگ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو میرے خیال میں کل تک پینڈ نگ کر دیں؟

میاں عبدالستار، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی شکریہ۔ تو اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد عارف چٹھہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال ۹۳-۱۹۹۲ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۲ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰- اپریل ۱۹۹۷ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال ۹۳-۱۹۹۲ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۲ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰- اپریل ۱۹۹۷ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد عارف چٹھہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ تحریک التوائے کار نمبر ۱ پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز' جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ تحریک التوائے کار نمبر ۱ پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز' جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب پیٹر گل، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ حاجی محمد افضل چن' سید عارف حسین بخاری اور چودھری احمد یار گوندل ایم پی ایز کے سوالات تحریک التوائے کارنمبر ۱۲ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و برقی قوت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ حاجی محمد افضل چن' سید عارف حسین بخاری اور چودھری احمد یار گوندل ایم پی ایز کے سوالات تحریک التوائے کارنمبر ۱۲ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و برقی قوت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احسان الدین قریشی، جناب والا! مجھے بھی رپورٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے۔

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی احسان الدین قریشی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک مواعید نمبر ۱' پیش کردہ میاں عثمان ابراہیم ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ تحریک مواعید نمبر ۱' پیش کردہ میاں عثمان ابراہیم ایم پی اے کے بارے میں مجلس

برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احسان الدین قریشی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ تحریک مواعید نمبر ۸، پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ تحریک مواعید نمبر ۸، پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احسان الدین قریشی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ تحریک مواعید نمبر۹ پیش کردہ چودھری احمد یار گوندل ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ تحریک مواعید نمبر۹ پیش کردہ چودھری احمد یار گوندل ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی کارروائی میں ایک قرار داد پیش کی گئی تھی جس کی حزب اختلاف نے اس حد تک مخالفت کی تھی کہ جب تک ایک خبر کی تصدیق نہ کر لی جائے' جن کے ساتھ وہ خبر منسوب کی جا رہی ہے ان سے بات نہ کر لی جائے' ان کا موقف نہ لے لیا جائے' اس قسم کی قرار داد ہاؤس میں پیش نہ کی جائے۔ باوجود ہمارے بہت سے اصرار کے چیئر نے اس وقت ہماری بات نہ سنی اور رولنگ دے دی کہ وہ قرار داد پیش کی جائے۔ چنانچہ اس پر آج آپ نے بھی اخبارات کے حوالے سے خود پڑھ لیا ہو گا کہ اے۔ این۔ پی کے صدر جناب اجمل خٹک صاحب کی طرف سے بڑا واضح بیان آیا ہے کہ "خان عبدالولی خان نے اس کنونشن میں اپنی تقریر کے دوران سرے قائد اعظم محمد علی جناح کا نام تک نہیں لیا۔" چہ جائیکہ ان کے بارے میں خدانخواستہ کوئی گستاخانہ الفاظ کہے گئے ہوتے اور برعکس اس کے آپ سے میں انگریزی کا ایک پورشن quote کرنے کی اجازت چاہوں گا جو کہ عالمی شہرت کے مورخ اور بائیو گرافر Stanley Walford نے لکھا ہے یہ ۱۹۹۳ء میں کتاب شائع ہوئی ہے۔ میں یہ پڑھ رہا ہوں۔

> When the history of our country is written by objective historians, your name will be placed even before that of Mr Jinnah. Sir, I say this because I mean it and not because you are the president of my country. He added, trying to convince himself, that it was not gross Sycophancy. I do not think I could be found guilty of the charge of flatter. "
>
> This book is written by Stanley Walford and the name of the Book is "Zulfi Bhutto - His Life and Time"

جناب والا! جس کا ایک عالمی شہرت والا مورخ لکھ رہا ہے اسے تو زیر بحث لانے کے لیے ہمیں یہاں اجازت نہ دی گئی تھی اور جس خبر کو اخباروں میں اڑا دیا گیا اور جس کے نام وہ منسوب کی گئی ان کی طرف سے واضح مذمت اور انکار آیا ہے کہ اس قسم کی کوئی بات نہیں' اس سے بڑی بے اخلاقی ہوئی ہے۔ یہ بین الصوبائی معاملات میں خلیج ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وفاق میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کالا باغ ڈیم کو روکنے کی سازش کی گئی ہے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے

لیے More loyal than the king بننے والی بات بنتی ہے۔ یہ قرار داد یہاں پیش کی گئی تھی۔ ہماری طرف سے یہ استدعا ہے کہ اس قرار داد کو واپس لیا جائے یا برائے مہربانی ہمیں بھی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، کھوسہ صاحب شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب! مجھے سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا۔ میں نے آپ کو بڑا ٹائم دیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پھر ہمیں بھی اجازت دی جائے کہ ہم اس قرار داد کے خلاف ایک قرار داد پیش کرتے ہیں اور آپ اسے پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا مقصد یہ ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا کیوں کہ سپیکر کی ایک رولنگ آچکی ہے اور اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کو بعد میں پھر کسی شکل میں بھی agitate کرنا یا اس کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ہاؤس میں اٹھانا قاعدے کے خلاف ہے۔ اس لیے میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اگلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اب آپ relevant بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جی، میں relevant بات ہی کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں اس حد تک آپ سے متفق ہوں کہ سپیکر کی رولنگ آچکی ہے اور وہ قرار داد ہاؤس میں پیش ہوئی جبکہ ہم بائیکاٹ کر چکے تھے لیکن میری آخری استدعا پر آپ غور کریں۔ آج متعلقہ رولز کو سسپنڈ کرتے ہوئے ہمیں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے کہ اجمل خٹک نے تردید کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب! ایک منٹ ٹھہریں۔ آپ پہلے قرار داد بھیجیں جس طرح انھوں نے

پہلے صبح بھیجی تھی۔ پھر کوئی بارہ بجے یا ایک بجے کے بعد میں نے اس کو treat کیا تھا۔ آپ بھی وہ اپنی جو بھی قرار داد ہے، جس قسم کی بھی ہے، پہلے سیکرٹری کے پاس یا سیکرٹریٹ میں بھیجیں۔ اس پر بھی ہم غور کرتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وصی ظفر صاحب، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں، میں personal explanation پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی personal explanation۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ادھر بالکل غلط کہا جا رہا ہے۔ آپ آج کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں۔ انھوں نے ان میں جو بیانات دیے ہیں، انھوں نے کہا ہے کہ "صوبائی اسمبلی کون ہوتی ہے ہم پر مہریں لگانے والی۔" انھوں نے بالکل تردید نہیں کی۔ اسی دن "ڈان" میں side by side جو خبر لگی، انھوں نے کہا کہ "بیگم نسیم ولی خان صاحبہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔" آج ان کے لیڈروں کے جو بیانات لگے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ "ہم نے ہسٹری بیان کی ہے۔" ایک بیان اس طرح لگا ہے کہ revive ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، دیکھیں! میری بات سنیں۔ یہ personal explanation نہیں بنتی۔ personal explanation تب ہوتی جب آپ کے متعلق کوئی بات ہوتی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! وہ میں نے اپنی بات کی ہے۔ میں نے وہ قرار داد پیش کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ میں نے خود اخبارات پڑھے ہیں۔ آپ مجھے کیوں سمجھا رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، آپ "جنگ" پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے سب پڑھے ہوئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! میں آخری بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

چودھری محمد وصی ظفر: صرف ایک فقرہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اس طرح تو ہر آدمی خودسری سے اپنی بات کہے گا کہ میری بات سنو۔ بیٹھیں' تشریف رکھیں۔ جی پہلے میاں عبدالستار کھڑے ہوئے ہیں۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس بات پہ ہیں؟

میاں عبدالستار: میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جناب وصی ظفر کے بارے میں کسی بھی شخص نے آج ایوان میں کوئی بات نہیں کی اور جو کھوسہ صاحب نے بات کی ہے وہ personal explanation پر نہیں آتی اور یہ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ میں نے خود کہہ دیا ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ مہربانی۔ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! محترم وصی ظفر صاحب نے اس دن ہاؤس کو غلط حقائق پیش کر کے غلط قرار داد منظور کروائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

میاں عثمان ابراہیم: آج وہ اس پر پھر insist کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ بیٹھیں' تشریف رکھیں۔ You are Bar-at-Law جی مہربانی' تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اب میرا نام آیا ہے۔ اب تو میں بول سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' نہیں۔ انھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ وصی ظفر صاحب تشریف رکھیں۔ مہربانی کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: انھوں نے کہا ہے کہ اس دن میں نے غلط بات کی تھی جب کہ میں نے اس دن سو فیصد درست کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بڑی نوازش ہو گی۔ کوئی بات نہیں ہے۔ جی' اب ہم آگے چلتے ہیں۔ تعلیمی پالیسی پر آج ہماری بحث کا آغاز ہو گا۔ سب سے پہلے میاں عثمان ابراہیم صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب' آپ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں شہباز شریف)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں شہباز شریف' قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف، شکریہ' جناب سپیکر! میں بات کو دہرانے بغیر صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فروعی مسائل کے اوپر حقائق کو جانے بغیر ہم یہاں پر ایسے معاملات کے اوپر قرار دادیں پیش کریں یا ان پر بحث کریں جس سے ملکی یک جہتی کو خطرہ لاحق ہونے کا خدشہ پیش ہو اور بے جواز باتوں کو جواز بنا کر ہم بعض شخصیات یا پارٹی کی تضحیک کریں تو قومی امور کے اہم ترین جو منصوبے ہیں' جس سے قوم کی فلاح اور ترقی وابستہ ہے' جس سے اس ملک کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے ہماری کاوش اور محنت وابستہ ہے' اس کو دھچکا لگنے کا خطرہ ہے اور جس طریقے سے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے فرمایا کہ آج اخبار میں اس بات کی انتہائی واضح طریقے سے جناب اجمل خٹک صاحب نے تردید کی ہے کہ "جناب ولی خان نے اپنی تقریر میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کا نام تک نہیں لیا۔" تو ایسے بے جواز طور پر معاملات کو بگاڑنا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس اسمبلی کا شیوہ نہیں ہونا چاہیے اور اس کے اوپر بحیثیت چیئرمین آپ کا رول میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف واضح بلکہ بڑا موثر ہے۔ سردار صاحب نے ایک پوائنٹ پیش کیا' ہم نہیں چاہتے کہ معاملات کو بگاڑیں اور بات کا بتنگڑ بنائیں لیکن میں اسی کتاب کے حوالے سے صرف تین جملے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اگر اس بات کو بڑھایا گیا تو پھر بات بہت دور جائے گی اور اس کو روکنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ میں اس کتاب سے پڑھتا ہوں۔ Stanley Walford اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

Moreover Bhutto was the most hated person in East Bengal as the Bengalis believed, not without justification, that he, in collaboration with the General has precipitated the crisis in East Pakistan

جناب سپیکر! اب بتائیے کہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بات کا بتنگڑ نہ بنائیں ۔ معاملات کو بہتر بنانے کے لیے ہمیں ایک بہتر فضا پیدا کرنی ہو گی ۔ بہت شکریہ ۔ مہربانی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! ہمیں بھی موقع دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ یہ اس طرح بات نہیں چلتی ۔

وزیر قانون، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا اس وقت جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اسی لیے اس کو کہہ رہا ہوں ------

وزیر قانون، جناب سپیکر------

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں ۔ میں ابھی فیصلہ کر رہا ہوں ۔

جناب قائد حزب اختلاف کو میں نے وقت دیا انہوں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو اس observation کے ساتھ مسترد کرتا ہوں کہ آئندہ قائد حزب اختلاف کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ سپیکر ایک رولنگ دے چکے ہیں اسی کو repeat کرنا جمہوری روایات کے خلاف ہے ہم ان کی دل کی گہرائیوں سے قدر کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف ہو یا قائد ایوان ہو وہ ہاؤس کے رولز کے خلاف بات کریں ۔ مہربانی ۔ شکریہ ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! آپ ہمیں تو موقع دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب' آپ میری بات سنیں ۔ میں نے ایک بات بالکل واضح کر دی ہے اگر میں کوئی بات پوچھوں گا تو میں وزیر قانون صاحب سے دریافت کروں گا ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انہوں نے ایسی بات کی ہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ presume نہ کریں ۔ جو وزیر قانون نے یہاں پر اپنا فنکشن ادا کرنا ہے آپ وہ ادا کرنے کی کوشش نہ کریں ۔ مہربانی ۔ شکریہ ۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے نیا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا---

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خان زادہ صاحب ۔

Mr Taj Muhammad Khanzada: Sir, without involving any personalities, I would like to refresh your own memory. You, as a acting Speaker in this very House ....

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس وقت سپیکر ہی ہوں ۔ میں ایکٹنگ نہیں ہوں ۔

Mr Taj Muhammad Khanzada: Sir, just a minute.........

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت اگر کوئی پینل کا چیئرمین بھی تشریف فرما ہو گا تو وہ بھی سپیکر کے فرائض سرانجام دے گا ۔

جناب تاج محمد خان زادہ، میں آپ کے بارے میں ٹھیک بات کر رہا ہوں ۔ کوئی غلط بات نہیں کر رہا ۔

A statement was attributed to you regarding the Quaid-e-Azam's behaviour and on the floor of the House you made a verification to the House that the statement, attributed to you, was wrong and the House appreciated your statement. Similarly when I got up yesterday and the whole of the Opposition requested you that before taking a statement you should verify the statement whether it is correct or otherwise, you refused to listen to 93 members of the Opposition.........

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو آپ وہی بات کر رہے ہیں جو پہلے قائد حزب اختلاف اور سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب نے کی ہے ۔

You are repeating the same.......

Mr Taj Muhammad Khanzada: No. No. I am speaking of my own. Sir, You must realize that Wali Khan is a man of..........

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں .Please have a seat ۔ خان زادہ صاحب، تشریف رکھیں۔ جی تابش الوری صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب سپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خانزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کی مہربانی ۔ شکریہ ۔ دیکھیں ۔ میں نے آپ کے سینئر ہونے کی وجہ سے آپ کو فلور دیا لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

Mr Taj Muhammad Khanzada: Sir, my point of order is relevant.

جناب ڈپٹی سپیکر، No point of order ۔ دیکھیں پھر ادھر سے بھی یہی بات ہو گی ۔ آج آپ کا وقت ہے ۔ آپ نے آج تعلیمی بحث کا آغاز کرنا ہے ۔ اگر اسی طرح سے ہے تو پھر میں سارا وقت پوائنٹ آف آرڈر پر دونوں سائڈز کو دیتا رہتا ہوں ۔ آپ بیٹھیں ۔ تشریف رکھیں ۔

جناب تاج محمد خان زادہ ، آپ مہربانی سے میری request سنیں ۔ ان سب نے واک آؤٹ کیا لیکن میں نے اس کے باوجود واک آؤٹ نہیں کیا

in order to put sense in the head of people who are making this adverse and un-called for statement You never allowed me to speak even. .. . .

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ انگریزی بڑی اچھی بولتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ آپ رول کے مطابق بات کر رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں ۔

Mr Taj Muhammad Khanzada: Sir, this is very kind of you.

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ speech کا مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ تقریر کا مقصد نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔ جی تابش صاحب، آپ نے کچھ کہنا ہے؟ کیا آپ کا بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید تابش الوری ، نہیں جناب والا۔

تعلیمی پالیسی پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اب ہم تعلیمی پالیسی پر بحث کا آغاز کرتے ہیں ۔ پہلے مقرر ہیں میاں عثمان ابراہیم صاحب۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ موجودہ حکومت کو تعلیم کی اہمیت کا بالکل احساس نہ ہے۔ صبح جب ہاؤس کی کاروائی شروع ہوئی تھی اور جس وقت ایجوکیشن کا question hour تھا اس وقت گیلری محکمہ تعلیم کے آفیسران سے بھری ہوئی تھی ۔ اس وقت سیکرٹری تعلیم بھی تھے ' ڈی ۔ پی ۔ آئی سکولز بھی تھے ایڈیشنل ڈی ۔ پی ۔ آئی سکولز بھی تھے اور وزیر تعلیم صاحب نے بڑے اچھے جواب دیے تھے لیکن آپ اس وقت دیکھیں کہ وزیر تعلیم صاحب جنہوں نے ہماری ان باتوں کا جواب دینا ہے وہ اپنی سیٹ پر موجود نہیں ہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب عطا محمد خان مانیکا! آج تعلیم کی پالیسی پر بحث کا آغاز ہے براہ کرم آپ اپنی سیٹ پر آئیں۔ میں ممبران کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ ان کے پاس بڑا وقت ہوتا ہے آج ان کا دن ہے۔ انہوں نے آج تعلیم کے سوالوں کا جواب دیا۔ آج تعلیمی پالیسی پر بحث کا آغاز ہے اور انہوں نے اسے وائنڈ اپ بھی کرنا ہے براہ کرم آپ درخواستوں پر ان کے دستخطوں سے مہربانی فرماویں ۔ سب فاضل اراکین کی بڑی مہربانی ہو گی ۔ شکریہ ۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب والا! سیکرٹری تعلیم صاحب تو خیر تشریف لے جا چکے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت کو تعلیم کی اہمیت کا بالکل احساس نہ ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ شعبہ تعلیم اس وقت بری طرح عدم توجہی کا شکار ہے ۔ خاص طور پر شرح خواندگی کا شعبہ ' امتحانی نظام کا شعبہ اور معیار تعلیم کا شعبہ عدم توجہی کا شکار ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ موجودہ حکومت نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ قوم کو ' نئی نسل کو جہالت کے اندھیروں میں بند کر کے تعلیم کی روشنی سے محروم رکھنا ہے ۔ ورنہ موجودہ حکومت شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے خاطر خواہ انتظامات کرتی ۔

جناب سپیکر! ابھی آپ نے ہدایت کی ہے اس کے باوجود وزیر تعلیم صاحب لابی میں چلے گئے ہیں بہرحال وہ جواب دیں گے ------

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ وہاں غور سے سنیں گے اور پھر وہ آپ کے جواب دیں گے ۔

میاں عثمان ابراہیم، جی۔ وہ سن رہے ہونگے۔

تو یقیناً وہ ان اقدامات کا ذکر کریں گے جو حکومت شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے اختیار

کر رہی ہے لیکن جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ مسلم لیگ کی حکومت کو ختم ہوئے تقریباً تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور جس وقت ہماری حکومت ختم ہوئی تھی اس وقت شرح خواندگی ۳۵ فیصد تھی اور ابھی پچھلے ہفتے یونیسکو نے جو اپنی تازہ رپورٹ شائع کی ہے اس میں انہوں نے پاکستان کی شرح خواندگی کو کم کر کے ۲۸ فیصد کر دیا ہے اور چونکہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور ظاہر ہے کہ اگر سارے پاکستان میں شرح خواندگی کم ہوتی ہے تو پنجاب بھی اس میں متاثر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے امید ہے کہ جناب وزیر تعلیم یہ ضرور بتائیں گے کہ اس تین سالہ دور میں جب ہم نے کوشش کر کے سکولوں میں drop out ریٹ کم کیا اور participation rate کو بڑھایا تو کیا وجہ ہے کہ تین سال کا عرصہ گزرنے کے بعد سکولوں میں drop out rate زیادہ ہو چکا ہے اور participation rate کم ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جناب مانیکا صاحب شرح خواندگی کے سلسلے میں لازمی تعلیمی پرائمری بل کا حوالہ دیں کہ ہم نے ایک بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے حالانکہ جب اس بل کو منظور کیا جا رہا تھا تو ہم نے اس میں ۱۴ کے قریب ترامیم دی تھیں اور کسی اور موقع پر ہم نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا تھا اور ہماری عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت نے اس بل کو منظور کر لیا تھا۔ اور جناب سپیکر! حزب اقتدار والوں نے اپنی brute majority پر انحصار کرتے ہوئے ہماری ان ترامیم کو بھی منظور نہیں کیا جن میں spelling کی غلطیاں تھیں۔ ہم نے کہا تھا کہ اس بل میں کم از کم spelling کی غلطیاں تو درست کر لیں جو کل کو ایکٹ بننے والا ہے اور ہماری ایک دوسری ترمیم تھی جس میں ہم نے کہا تھا کہ کم از کم گرائمر کی غلطیاں تو درست کر لیں حکومت ان دونوں ترامیم کو خاطر میں بھی نہیں لائی اور نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس بل کو ایکٹ بنے ہوئے تقریباً ڈیڑھ، دو سال کا عرصہ ہونے والا ہے لیکن آج تک اس بل کو قابل عمل نہیں بنایا جا سکا۔ ظاہر ہے کہ ایسا بل جس میں spelling کی غلطیاں ہوں، گرائمر کی غلطیاں ہوں، آپ اس سے کیا نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ اور حکومت کی conviction دیکھیے کہ اس ٹریننگ کے دوران ہی اے ڈی سی جیز بھاگ گئے تھے۔ اور آج تک انھوں نے اپنی assignment take up نہیں کی۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ اب پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ تو لٹریسی اے ڈی سی جیز ہیں انھیں اب ڈویژنل سطح پر مقرر کیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ آنے والے وقت میں پورے پنجاب میں لٹریسی کا اے ڈی سی جی مقرر کر دیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب اوپر کی سطح پر یہ لوگ جائیں گے تو پھر ان کے لیے صوبے میں فروغ تعلیم کے

لیے پالیسیاں بنانا یا ان کی نگرانی کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم نے جو اچھی پالیسیاں جاری کی تھیں جو اچھے ہم نے منصوبے بنائے تھے اور بلکہ پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ 111 مکمل بھی کیا۔ یہ ہمارے زمانے میں مکمل ہوا تھا۔ اس پر عمل کیا جاتا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے آپ صوبے میں شرح خواندگی بھی بڑھا سکتے تھے اور معیار تعلیم کو بھی بلند کیا جا سکتا تھا۔ جناب سپیکر، تقریباً ساڑھے تین ہزار learned coordinators کی اسامیاں تھیں کہ جن کو باقاعدہ ہم نے ٹریننگ دی تھی کہ کس طرح دیہاتوں میں جا کر drop out rate کو کم کرنا ہے۔ اس طرح وہ بچے جو سکول میں جاتے نہیں ہیں کس طرح ان کو اور ان کے والدین کو incentive دینا ہے کہ ان کو سکول میں بھیجیے اور کس طرح انھوں نے سکولوں میں جا کر model lesson دینے ہیں۔ تا کہ وہاں معیار تعلیم بلند ہو۔ لیکن جناب سپیکر، ان کی خدمت سے کوئی استفادہ حاصل نہیں کیا جا رہا۔ اتنا اچھا منصوبہ جس پر تقریباً چار پانچ ارب روپے حکومت کے خرچ ہوئے تھے اور جسے مکمل کیا گیا تھا لیکن اس سے صحیح طور پر استفادہ حاصل نہیں کیا جا رہا۔ ظاہر ہے کہ اگر اس پر حکومت توجہ کرے تو یقیناً خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح گرلز پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ تھا جسے بالکل نظر انداز کیا گیا تھا۔ اسے بہت پہلے 1994-95ء میں مکمل ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن اب 1996ء ہے لیکن ابھی تک اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لیے سنجیدہ کوشش نہیں کی جا رہی۔

جناب سپیکر! اتنے اہم پراجیکٹس جن پر ملک اور صوبے کا اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اگر ان کو مکمل کرنے کے لیے آپ کوئی اقدامات نہیں کریں گے تو کس طرح آپ فروغ تعلیم کی پالیسی کو کامیابی سے چلا سکیں گے اور کس طرح اس ملک سے جہالت کے اندھیروں کو ختم کر سکیں گے۔ جناب سپیکر، اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم جو ہم نے اپنے دور میں پنجاب لٹریسی کونسل کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شرح خواندگی بڑھانے کے لیے جہاں آپ formal education بڑھاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ non formal education کا رول آپ نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ non formal طریقے پر عمل کرتے ہوئے ہی آپ اس کو بڑھا سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ہم نے پنجاب لٹریسی کونسل کی بنیاد رکھی تھی لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے شاید اس کا آج تک ایک بھی اجلاس نہیں ہوا۔ حالانکہ اس کا سربراہ وزیر تعلیم تھا اور اس کے سیکرٹری سیکرٹری تعلیم تھے۔ لیکن نہ اس کو reactivate کیا گیا۔ حالانکہ اس کی ایک سکیم بھی ہم نے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں بھیجی

تھی ۔ تقریباً دس کروڑ کی سکیم تھی ۔ اور وہ سکیم یہ تھی کہ ہم ان والنٹیئرز کو بھرتی کریں گے جو ہر سال بیس سے پچیس بچوں کو literate کریں گے ۔ اور اس کے لیے ہم نے باقاعدہ سلیبس تیار کروایا تھا ۔ اور ان کو ہم نے وظیفہ بھی دینا منظور کیا تھا اور انھیں choice دیا تھا کہ چاہے وہ اپنے گھر میں بچوں کو پورے سال میں literate کرے ، چاہے مسجد میں کریں چاہے شام کے وقت سکول کی بلڈ نگ میں کریں۔ اور پہلے مرحلہ میں ہم نے تقریباً ایک ہزار لیٹریسی سنٹر کھولنے کا منصوبہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیجا تھا جو یقیناً اگر pursue نہیں کیا گیا تو وہیں پڑا ہو گا۔ اگر اس منصوبے کو pursue کیا جاتا تو اس دوران اب تک شائد بیس پچیس ہزار لٹریسی سنٹر اس صوبے میں معرض وجود میں آ چکے ہوتے ۔ اور شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہوتا ۔ جناب سپیکر! کیا کریں اس صوبے میں فروغ تعلیم کے لیے یا شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے صرف وہی منصوبے چل رہے ہیں جو مسلم لیگ کی حکومت نے اپنے دور اقتدار میں شروع کیے تھے ۔ اور ان منصوبوں کو بھی کامیابی سے نہیں چلایا جا رہا۔ اس سلسلہ میں ہم نے مڈل سکولنگ پراجیکٹ شروع کیا تھا لیکن بعد میں اس حکومت نے اس کو سوشل ایکشن پروگرام میں مدغم کر دیا ۔ لیکن ہوا کیا ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام میں جو on going schemes ہیں آج بھی وہ on going schemes مکمل نہیں ہو سکیں جو 1993ء کے دور میں ہم نے شروع کی تھیں۔ وزیر تعلیم نے ابھی بڑے فخر سے کہا تھا کہ ہم صوبے میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے ہر سال نئے پرائمری سکول کھولتے ہیں اور ہر سال تعلیمی مواقع زیادہ فراہم کرتے ہیں۔ یہ چونکہ انھوں نے آج ہی کہا ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ کہوں گا کہ موجودہ اے ڈی پی میں سے چند مثالیں پیش کروں گا۔ کیوں کہ آج انھوں نے اس ایوان میں یہ کہا ہے کہ ہم ہر سال نئے سکول کھولتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری ان باتوں کا جواب دیں گے ۔ میں specific instances پیش کرتا ہوں ۔ میں on giong schemes کی بات نہیں کر رہا نئی سکیموں کی بات کر رہا ہوں۔ انھوں نے موجودہ بجٹ میں بلاک ایلوکیشن کی ہے اور انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے ۔ یہ ان کی اپنی اے ڈی پی کی دستاویز ہے ۔ جس کو ہم نے تعمیر وطن کا نام دیا تھا اور انھوں نے اس کو سوشل ایکشن پروگرام کا نام دیا ہے ۔ یہ ان کا اپنا ڈاکومنٹ ہے اور انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ بلاک ایلوکیشن کی سکیمیں سو فی صد اسی سال میں مکمل کی جائیں گی ۔ پہلی بلاک ایلوکیشن انھوں نے دس کروڑ کی کی ہے کہ سو مڈل سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول کے لیول کا درجہ دیا جائے گا ۔ حالانکہ ہم نے

نہیں سنا کہ مڈل سکول کو ہائیر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جاتا ہے ۔ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن اتنا لمبا انھوں نے سٹیپ لیا ہے کہ سو سکولوں کو ہائیر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا ہے ۔ اس کے لیے دس کروڑ کی رقم بلاک ایلوکیشن میں رکھی گئی تھی اور دعوی کیا گیا تھا کہ سو فی صد اس سکیم کو اسی مالی سال میں مکمل کیا جائے گا ۔ مجھے امید ہے کہ وزیر تعلیم آج جواب میں فرمائیں گے کہ آج انھوں نے کتنے مڈل سکولوں کو ہائیر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا ۔ دوسری بلاک ایلوکیشن دو کروڑ روپے کی ہے ۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ گرلز ہائی سکولوں کو ہائیر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے گا۔ اور یہ کہا تھا کہ سو فی صد اس منصوبے کی تکمیل اسی مالی سال میں ہو گی ۔ اس کے علاوہ انھوں نے دو کروڑ روپے بوائز ہائی سکولوں کو ہائیر سکول کا درجہ دینے کے لیے رکھے تھے۔ یہ تین مثالیں میں نے بلاک ایلوکیشن کی میں نے دی ہیں۔ جن کا انھوں نے بجٹ کے موقع پر دعوٰی کیا تھا کہ تینوں کی تینوں بلاک ایلوکیشنز کی سو فیصد اسی سال میں تکمیل ہو گی ۔ اس کے علاوہ انھوں نے یہ بھی دعوٰی کیا تھا کہ صوبے میں نئے بوائز ڈگری کالج تحصیل کی سطح لیول پر قائم کیے جائیں گے ۔ اور اس کے لیے انھوں نے بجٹ میں دو کروڑ روپے ایلوکیٹ کیے ہیں۔ اور اسی بجٹ میں انھوں نے یہ دعوٰی کیا ہے کہ یہ سو فیصد منصوبہ اسی مالی سال میں مکمل کیا جائے گا ۔ مجھے امید ہے کہ مانیکا صاحب بتائیں گے کہ کتنے بوائز ڈگری کالج تحصیل لیول پر انھوں نے قائم کیے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے یہ بھی دعوٰی کیا تھا کہ گرلز ڈگری کالجز تحصیل لیول پر قائم کیے جائیں گے ۔ جس کے لیے بلاک ایلوکیشن 2 کروڑ روپے کی رکھی گئی تھی۔ وہ مجھے بتائیں گے کہ کتنے گرلز ڈگری کالج تحصیل لیول پرمکمل کیے اور جو چل رہے ہیں۔ کیونکہ آپ نے دعوٰی کیا ہے کہ سو فی صد ان منصوبوں کی تکمیل ہو گی ۔ میں ان منصوبوں کی بلاک ایلوکیشن کی طرف نہیں جا رہا کہ جس کے بارے میں انھوں نے کہا تھا کہ ایک ہزار پرائمری سکول میں فرنیچر مہیا کیا جائے گا۔ اور 625 مڈل سکولوں میں فرنیچر مہیا کیا جائے گا اور 6000 پرائمری سکولوں میں ٹاٹ مہیا کیے جائیں گے ۔ ظاہر ہے اس کے لیے انھوں نے پندرہ کروڑ روپے رکھے ہیں اور چونکہ یہ ایک پرچیز کا مسئلہ ہے اس میں تو ہو سکتا ہے۔اور 6ہزار پرائمری سکولوں میں ٹاٹ مہیا کیے جائیں گے ۔ اس کے لیے انھوں نے 15 کروڑ روپے رکھے ہیں اور چونکہ یہ ایک purchase کا مسئلہ ہے اور اس میں یہ ہو سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ نئی سکیمیں تو ایک طرف رہیں on going سکیمیں جو ہیں ان کی بھی آج تک تکمیل نہیں ہو سکی ۔ 1995-96ء میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت انھوں نے تقریباً

اڑھائی ہزار پرائمری سکولوں کو مکمل کرنا تھا۔ یہ on going منصوبہ تھا جو کہ 1993ء سے on going چلا آ رہا ہے۔ ہماری حکومت کے خاتمے کے بعد سے یہ on going آ رہا ہے۔ اور بجٹ میں انھوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اڑھائی ہزار سکولوں کو ہم مکمل کریں گے۔ یہ figures میں نے ان کے سالانہ ترقیاتی پرو گرام سے لی ہیں اور مجھے امید ہے کہ وزیر تعلیم صاحب بتائیں گے کہ اس سوشل ایکشن پرو گرام کے تحت انھوں نے کتنے پرائمری سکول نے تکمیل کیے ہیں کیوں کہ اب مالی سال تو ختم ہونے والا ہے۔ جون کے پہلے ہفتے میں پابندی لگ جائے گی اور ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہو گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جتنے سکول مکمل ہونے تھے وہ ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد کہا گیا تھا کہ 17 سو shelterless پرائمری سکولوں کو عمارات مہیا کی جائیں گی۔ جناب والا! مانیکا صاحب مجھے یقیناً بتائیں گے کہ کتنے پرائمری سکولوں کو عمارات مہیا کی گئی ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ یہ منصوبے اسی مالی سال میں مکمل کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا تھا کہ تقریباً 1250 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ اس on going منصوبے کو بھی انھوں نے اسی مالی سال میں پایۂ تکمیل تک پہنچانا تھا۔ جناب سپیکر! جس طرح محکمہ تعلیم نے دعوے کیے ہیں اگر اسی طرح واقعی انھوں نے پوری توجہ سے سارا سال کام کیا ہوتا، جو فنڈز ان کے سپرد کیے گئے تھے پوری توجہ سے ان کو خرچ کیا ہوتا اور یہ منصوبے مکمل کر دیے ہوتے تو پھر تعلیم کا اتنا برا حال نہ ہوتا اور نہ ہی آج ہمیں یہ کہنے کی ضرورت پڑتی کہ محکمہ تعلیم اور اس کے شعبہ جات عدم توجہی کا شکار ہیں۔ کیوں کہ انھوں نے خود ہی یہ دعویٰ کیا ہوا ہے کہ یہ ساری کی ساری سکیمیں اسی سال مکمل ہوں گی۔ اب میں اسی سوشل ایکشن پرو گرام کی نئی سکیموں کی بات کرتا ہوں۔ انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ 324 پرائمری سکولوں کو middle school level تک upgrade کیا جائے گا اور اس بارے میں بھی انھوں نے اسی بجٹ document میں دعویٰ کیا کہ سو فی صد اس منصوبے کی تکمیل ہو گی۔ جناب والا! مجھے نہیں معلوم کہ وزیر تعلیم صاحب کیا جواب دیں گے لیکن یہ humanly impossible ہے کہ کوئی سکیم ایک سال شروع کی جائے اور وہ سکیم بھی unapproved ہو اور پھر اسی سال میں اسے مکمل کیا جائے جب کہ اس حکومت کا ریکارڈ یہ ہے کہ گزشتہ تین سال سے یہ on going سکیمز کو مکمل نہیں کر سکے۔ یہی وہ facts and figures ہیں جن کی بنیاد پر میں نے شروع میں کہا تھا کہ موجودہ حکومت شعبہ تعلیم کے ساتھ عدم توجہی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب ، آپ کا وقت تو ختم ہوا چاہتا ہے ۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! چونکہ میں open کر رہا ہوں اس لیے مہربانی فرمائیں اور مجھے تھوڑا سا زیادہ وقت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کتنا وقت لینا چاہتے ہیں ۔

میاں عثمان ابراہیم : کوئی آدھا گھنٹہ مزید لوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں اتنا وقت تو نہیں ہے کیوں کہ باقی ممبران نے بھی بولنا ہے ۔ آپ پندرہ منٹ اور لے لیں ۔

میاں عثمان ابراہیم : جی بہتر ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک معیار تعلیم اور امتحانی نظام کا تعلق ہے اس بارے میں ہم نے اپنے دور میں جو اقدامات کرنے شروع کیے تھے ان سے امتحانی نظام میں بہتری کے آثار پیدا ہوئے تھے ۔ ہم نے طالب علموں کو ایک message convey کیا تھا کہ جب تک آپ اپنی محنت سے نہیں پڑھیں گے ، تیاری نہیں کریں گے تو آپ امتحانات میں نقل لگا کر پاس نہیں ہو سکتے ۔ اور میں نے خود امتحانات کے دوران امتحانی سنٹرز میں چھاپے مارے اور ہم یہ message convey کرنے میں بہت حد تک کامیاب ہو چکے تھے ۔ اس کا اعتراف UNICEF نے اپنی 1993ء کی رپورٹ میں کیا تھا اور یہ رپورٹ جنگ اخبار میں بھی شائع ہوئی تھی۔ UNICEF نے اعتراف کیا تھا کہ پاکستان میں صوبہ پنجاب نے امتحانی نظام کو بہتر بنانے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں روایتاً آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پریس گیلری نے واک آؤٹ کیا ہے اور انھوں نے یہ دو جملے لکھ کر بھیجے ہیں کہ " پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کے افسر اور ملازمین نے روزنامہ " نیشن " کے صحافیوں کو زد و کوب کیا ۔ ان کا مقدمہ درج ہوا ، پریس گیلری کا بائیکاٹ کیا گیا ، تمام صحافی تنظیموں نے احتجاج کیا ، اس ایوان میں وزیراعلیٰ نے بذاتِ خود یقین دلایا کہ

ملزموں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی لیکن تاحال ایسا نہیں ہوا ۔ پولیس کا رویہ معاندانہ ہے ' مقدمے کی پیروی اور تفتیش درست طور پر نہیں ہو رہی ' الٹا مستغیث صحافیوں کو سنگین دھمکیاں دی جا رہی ہیں ۔ اس پر احتجاج کرتے ہوئے صحافیوں نے بائیکاٹ کیا ہے اور اس وقت پریس گیلری خالی ہے ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ روایتاً اس کا نوٹس لے کر ایک تو حکومت کو ہدایت کریں کہ وہ اپنی یقین دہانیوں کے مطابق قانونی کارروائی کے لیے فوری طور پر اپنے احکامات پر عمل درآمد کرائے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہاں سے کچھ افراد صحافی بھائیوں کی طرف جائیں اور انھیں آپ کی جانب سے یقین دہانی کروا کر بائیکاٹ ختم کرائیں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اصل میں صحافی بھائیوں کو یہ واک آؤٹ آج کی بجائے کل کرنا چاہیے تھا جب وزیراعلیٰ صاحب یہاں پر موجود تھے کیوں کہ کل Call Attention Notice تھا اور ان کے بھی نوٹس میں بات آ جاتی ۔ تاہم میں چودھری محمد اسلم ' وزیر زکوٰۃ و عشر ' محمد افضل سندھو ' وزیر خزانہ اور سید تابش الوری صاحب کو تکلیف دیتا ہوں کہ وہ جائیں کیوں کہ صحافی بھائی پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے ہیں ۔ اور اس ہاؤس کی یہ روایت ہے کہ انھیں واپس لایا جاتا ہے ۔ آپ صاحبان جائیں اور ہمارے اچھے ساتھی ' پیارے مہربان صحافی بھائیوں' جن کے بغیر اس ہاؤس کی کارروائی کار آمد ثابت نہیں ہوتی' کو واپس لائیں ۔ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر ! امتحانی نظام سے متعلق میں نے کچھ بڑی اہم باتیں کرنی تھیں ۔ اب صحافی بھائیوں کے آنے تک میں اسے pend کرتا ہوں اور ایک دوسرا موضوع لے لیتا ہوں ۔ جناب والا ! تعلیم کے بنیادی مقاصد ہوتے ہیں ۔ ایک طرف جہاں انسان کی شخصیت کو نکھارنے کے لیے ' اس کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے تعلیم حاصل کی جاتی ہے وہاں دوسری طرف تعلیم کو بامقصد بھی ہونا چاہیے ۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اسے بامقصد بنائیں اگر ہم نے aimless طریقے سے اپنے نونہال نوجوانوں کو تعلیم دینا شروع کر دیں گے تو ظاہر ہے کہ انھیں جو تعلیم ملے گی بالکل وہی ہو گی جو ہم انھیں دلوا رہے ہیں ۔ ہم نے اپنے دور میں اسے بامقصد بنانے کے لیے یہ کوشش کی تھی کہ زیادہ سے زیادہ technical ایجوکیشن کی طرف توجہ دی جائے خاص طور پر نویں اور دسویں کلاس سے ہی ووکیشنل اور trade subjects کا اجراء کیا جائے کیوں کہ ہمارے ہاں معاشی

مجبوریوں کی بناء پر طالب علموں کی اکثریت دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد ڈگریاں ہاتھ میں لے کر صرف اور صرف نوکری کی تلاش کرتے ہیں۔ وہ ہائر ایجوکیشن کی طرف نہیں جاتے۔ چونکہ ہمارے ہاں ایک basic education standard میٹرک بنا ہوا ہے تو یہ لوگ تقریباً میٹرک تک ہی جاتے ہیں۔ تو اس کے لیے ہم نے ایک سکیم کا اجراء کیا تھا جو کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 93-1992ء کا باقاعدہ حصہ بنی تھی جس میں ہم نے 18 کروڑ روپے مختص بھی کیے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جنوری 1993ء میں وزیراعلیٰ نے یہ سمری approve کر دی تھی کہ صوبے میں نویں اور دسویں کلاس سے vocational & technical trades کا اجراء کر دیا جائے اور ہم نے اس سمری میں 300 ایسے سکولوں کی نشان دہی کی تھی اور انھیں approve کیا تھا کہ اسی مالی سال یا اگلے مالی سال سے یا اگلے مالی سال سے یا جب بھی feasible ہو ان سکولوں میں 100 سکول ایسے تھے جہاں already facilities موجود تھیں تو ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ فوری طور پر ان کو equipment دیا جائے تاکہ وہاں نویں اور دسویں سے Vocational and Educational Trade مضامین کا اجراء ہو سکے۔ اور باقی جو دو سو سکول تھے وہاں کچھ facilities دینی تھیں جس کے لیے بجٹ میں یہ فنڈز مختص کیے گئے تھے لیکن ہم نے اس سکیم سے ایک قدم آگے بڑھ کر 35 سکولوں میں فوری طور پر اس سکیم کو رائج کر دیا تھا اور ہم نے اس کے لیے ہر سکول کو equipment خریدنے کے لیے ایک ایک لاکھ روپیہ فوری طور پر ادا کر دیا تھا تاکہ trade subjects and technical subjects کے running expenses کے لیے جو raw material آتا ہے وہ خریدا جا سکے۔ جناب والا ' اتنی اچھی سکیم کو ختم کر دیا گیا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ وہ سکیم بالکل drop ہو گئی اور وہ 35 سکول جہاں ہم نے اس سکیم کو introduce کیا تھا ان سکولوں میں بھی اس سکیم کو drop کر دیا گیا۔ جناب والا ' اس دانش مندی کی وجہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ جو اتنا اچھا منصوبہ تھا اس کو ختم کر دیا گیا ویسے اس حکومت کی یہ روایت ہے کہ یہ تمام اچھے منصوبوں کو ختم کرنے میں ہمیشہ پہل کرتی ہے۔ جناب والا! پنجاب میں لاہور کے بعد دوسرا ہوم اکنامکس کالج گوجرانوالہ میں قائم کیا تھا اور ہماری یہ خواہش تھی کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک ہوم اکنامکس کالج قائم کیا جائے کیوں کہ پنجاب بھر سے ہماری بچیوں کو ہوم اکنامکس کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے صرف لاہور میں آنا پڑتا ہے۔ جناب والا! میں نے پوری کوشش کر کے اس منصوبے کے لیے 9 ایکڑ رقبہ محکمہ تعلیم کے نام ٹرانسفر کروایا اور منصوبے کو منظور کرایا۔ منصوبہ بجٹ کا حصہ بنا

اور اس کے لیے پیسے بھی ریلیز ہوئے لیکن جب ہماری حکومت ختم ہو گئی تو اس منصوبے کو بغیر کوئی وجہ بتائے ترک کر دیا گیا وجہ صرف یہ تھی کہ وہ منصوبہ مسلم لیگ کی حکومت کا منظور کردہ تھا۔ خود تو اس حکومت کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ کوئی اتنے اچھے منصوبے شروع کر سکے لیکن ان کو اتنی توفیق بھی نہیں ہوئی کہ ہمارے شروع کیے ہوئے منصوبوں کو کم از کم کامیابی سے چلا سکیں ــــــ چلو ناکامی سے چلائیں یا کیسے چلائیں لیکن چلائیں تو سہی کم از کم ان منصوبوں کو ختم تو نہ کریں۔جناب سپیکر' مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ شاید پچھلے ہفتے ڈائریکٹر کالجز نے دوبارہ یہ سمری وزیر تعلیم یا سیکرٹری تعلیم کو بھیجی ہے کہ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج کا منصوبہ پہلے منظور ہو چکا ہے بجٹ کا حصہ رہا ہے اس کالج کے لیے جگہ available ہے اور اس کالج کو فوری طور پر قائم کیا جائے۔ چونکہ اب بجٹ بھی منظور ہونے والا ہے تو میری یہ گزارش ہوگی اور یہ میں نہیں کہہ رہا اگر میں کہوں گا تو ظاہر ہے کہ میرا منصوبہ تو انھوں نے پہلے ہی ختم کر دیا ہے اگر آج میں گزارش کروں گا تو ہو سکتا ہے وہ منظور نہ کریں۔ لیکن میں ان کے اپنے محکمے کی سمری بتا رہا ہوں اور ڈائریکٹر ایجوکیشن کالجز گوجرانوالہ کی سمری کا حوالہ دے رہا ہوں جو انھوں نے شاید سیکرٹری تعلیم کو یا آپ کو بھیجی ہے اور اس میں انھوں نے کہا ہے کہ گوجرانوالہ کو اور پورے پنجاب کو اس منصوبے کی اشد ضرورت ہے اور فوری طور پر اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے اور آج بھی اسکے لیے 9 ایکڑ جگہ موجود ہے اور اس منصوبہ پر عمل در آمد کرانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔تو میری گزارش ہو گی کہ آئندہ آنے والے بجٹ میں اس منصوبے کو شامل کیا جائے۔ یہ سکیم already approved ہے P&D نے منظور کی ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے منظور کی ہے تو اس سکیم پر عمل در آمد کیا جائے اور گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج قائم کیا جائے۔ اس کے بعد میں simultaneously نہیں کہتا کہ آپ ملتان میں بھی قائم کریں ---

وزیر خزانہ: جناب والا ! فاضل رکن کی خواہش تھی کی صحافی حضرات تشریف لے آئیں۔تو میں interrupt کر کے عرض کر رہا ہوں کہ انھوں نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور انھوں نے اس سلسلے میں جو کہا ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے لیے کل ایک یاد داشت لکھیں گے جو کہ ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ہم وہ وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں گے اور اس کے بعد اس یادداشت کا جو فیصلہ وزیر اعلیٰ صاحب کریں گے آنے والے وقت میں وہ اپنا لائحہ عمل تیار کریں گے۔ وہ

تشریف لا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ مہربانی۔ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ ملتان میں قائم کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ڈیرہ غازی خان میں بھی کریں، راولپنڈی میں بھی کریں، سر گودھا میں بھی کریں، فیصل آباد میں بھی کریں۔لیکن ایک منصوبہ جو منظور ہو چکا ہے اس کو قتل نہ کریں اس کا قتل عام نہ کریں اور گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج کا منصوبہ جو بجٹ کا حصہ رہا ہے جو سکیم منظور شدہ ہے اور جس کے لیے آج بھی محکمہ تعلیم کے پاس 9 ایکڑ جگہ ہے اس لیے اس منصوبہ کو 1996-97ء کے بجٹ کا حصہ بنائیے۔ چونکہ صحافی بھائی تشریف لا چکے ہیں اس لیے میں دوبارہ امتحانی نظام کی طرف آتا ہوں اور میں نے اس کو withhold کیا تھا۔ ایک طرف تو UNICEF ان اقدامات کی تعریف کر رہا ہے لیکن اس رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد اس صوبہ میں امتحانی نظام کا کیا برا حشر ہوا میں اس کی صرف ایک جھلک آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں لیکن میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے صرف پندرہ بیس منٹ اور دے دیں کیوں کہ کافی interruption ہو گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں عثمان ابراہیم! مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے جو فہرست بھیجی ہے اس میں آپ کے علاوہ سات نام ہیں اور گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے دو نام آئے ہیں۔ یہ9 نام ہیں۔ اب اگر آپ ایک بجے تک چلیں گے تو وزیر تعلیم کو بھی wind up کرنے کے لیے آدھ گھنٹہ چاہیے تو ڈیڑھ گھنٹہ رہ جاتا ہے۔ بیچ میں پوائنٹ آف آرڈر بھی آتے ہیں تو اب ایک فاضل رکن کو دس منٹ بھی نہیں آئیں گے تو بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ بڑی مہربانی میرے خیال میں آپ دوسروں کا بھی خیال رکھیں۔

میاں عثمان ابراہیم: شکریہ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لاہور میں موبائل سنٹر بنا جس میں با اثر حکومتی افراد کے بچے شامل تھے اور ان با اثر افراد کے بچوں پر UMC کیسز بنائے گئے۔اب میرے دوست چلے گئے ہیں اس لیے نام نہیں لیتا اگر بیٹھے ہوتے تو ان کا نام لیتا ہمارے محترم وزیر ہیں جو ملتان سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بھتیجے کا ملتان کا ڈومیسائل تھا اس کو سپیشل نقل کرانے کے لیے لاہور میں لایا گیا اس پر بھی UMC کیس بنا۔ ہمارے ایک اور محترم وزیر تھے جو اب وزیر نہیں

رہے وہ اس وقت کے وزیر تعلیم تھے انھوں نے اپنے بھتیجے کو نقل کرانے کے لیے خصوصی انتظامات کیے وہ بھی پکڑا گیا اس پر بھی UMC کیس بنا لیکن اس کا حشر کیا ہوا؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ان آفیسروں کو شاباش دی جاتی جنھوں نے دو وزراء کے بھتیجوں کو نقل کرتے ہوئے نہ صرف پکڑا بلکہ UMC کیسز بنائے اور ان با اثر افراد کو جو موبائل سنٹر کے تحت امتحان دے رہے تھے ان پر UMC کیسز بنائے لیکن ہوا یہ کہ ان تمام آفیسرز کو جن میں لاہور بورڈ کا چیئرمین' لاہور بورڈ کا سیکرٹری' لاہور بورڈ کا کنٹرولر اور محکمہ تعلیم کا سیکرٹری تھا ان تمام کو اس جرم کی پاداش میں UMC کیسز بنانے کی پاداش میں اس محکمہ سے ٹرانسفر کر دیا گیا۔جناب والا' یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا میں روز نامہ "نوائے وقت" کے 12 اپریل کی خبر کی سرخیاں پڑھنا چاہتا ہوں کہ" سینئر وزیر کی اہلیہ امتحانی سنٹر پہنچ گئیں بیٹی کو نگرانی میں انگریزی کا پرچہ کروایا' عملے کی ہڑتال' ایس اینڈ جی اے ڈی کی لینڈ کروزر پر اسسٹنٹ کمشنر' مجسٹریٹ اور خواتین پروفیسر بھی ساتھ تھیں' سپرنٹنڈنٹ کو سنگین نتائج کی دھمکیاں' چھاپہ مار ٹیم آئی تو انتظامیہ نے باہر سے ہی دھکے دے کر واپس بھجوا دیا' امتحان صبح دس بجے شروع کروایا جا سکا' اور اس واقعہ کے خلاف شیخوپورہ کے تمام امتحانی سنٹروں کے عملہ نے سخت احتجاج کیا اور جمعرات کو ہڑتال کر دی بعد ازاں بورڈ کے حکام نے شیخوپورہ پہنچ کر بمشکل ان کی ہڑتال ختم کروائی اور اس طرح شیخوپورہ کے امتحانی سنٹروں میں صبح ساڑھے دس بجے کے قریب امتحان شروع ہو سکا"۔

جناب سپیکر' جب ایک ایجوکیشن منسٹر امتحانی سنٹر پر چھاپہ مارتا ہے تو اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ اس نے دو یا چار بچوں کو نقل کرتے ہوئے پکڑنا ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پورے پنجاب میں ایک message convey ہونا ہوتا ہے کہ ہم نے نقل کو رکوانا ہے اور حقیقت میں ہم نے نہ صرف ایجوکیشن منسٹر بلکہ پوری انتظامیہ کو ملوث کیا تھا۔ محکمہ تعلیم کے تمام آفیسرز اس میں شامل تھے ۔ پنجاب کے ڈپٹی کمشنرز اور ایس پی تمام ہماری اس effort میں شریک تھے ۔ اور سب کی ایک concerted effort سے ہم اس امتحانی نظام کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہونے تھے اور جب اس صوبے کا سینئر وزیر ایک ایسی مثال پیش کرتا ہے کہ اپنی بیٹی کو نقل کروانے کے لیے اس کی اہلیہ وہاں پہنچتی ہے تو یہی پورے پیغام میں ملتا ہے اور یہی پیغام وزیروں کو اور بیورو کریسی کو بھی پہنچتا ہے کہ وہ بھی اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو امتحان نقل کروانے کے لیے خود جائیں یا اپنی بیویوں کو بھیجیں ۔ اسی طرح یہ سلسلہ پھر بہت نیچے تک جاتا ہے ۔ اسی طرح پھر پروفیسر لیکچرار اور سب کی

خواہش ہو گی کہ ہماری بیٹی بھی سینئر وزیر کی بیٹی کی طرح نقل کرے۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس واقعہ کی انکوائری کروائیں اور سینئر وزیر کی بیٹی کے خلاف اگر ایسا ہوا ہے تو UMC کا کیس درج کروائیں۔ اس سنٹر پر پہلے دن تو انہوں نے عملے کو دھکے دیے ہیں اور دوسرے دن باقاعدہ پٹائی کی ہے۔

جناب والا! اسی طرح میری ایک دو اور گزارشات بھی ہیں کہ جب سلیبس میں تبدیلی کی جاتی ہے تو اس کے لیے بڑا وقت دیا جاتا ہے۔ لیکن اس حکومت نے نویں اور دسویں کے سلیبس، بیالوجی، ریاضی، کیمسٹری اور جنرل سائنس کی کتابوں کا سلیبس تبدیل کر دیا ہے اور یہ سب کچھ بغیر کسی نوٹس کے ہوا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی وارننگ نہیں دی گئی۔ کتابیں ابھی تک نہیں آئیں اور سلیبس کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سلیبس کے حوالے سے میں چھٹی جماعت کی ایک کتاب کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ جو کچھ میں بولوں گا آپ اسے غیر پارلیمانی الفاظ سمجھ کر حذف کروا دیں گے لیکن میں وہ الفاظ ادا کروں گا جو کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کو پڑھاتے ہوئے استانیاں بھی شرم محسوس کریں گی۔ موجودہ حکومت کے دور میں اس قسم کی کتابوں کو سلیبس میں شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ بیالوجی کی چھٹی جماعت کی کتاب ہے اور اس کے صفحہ نمبر 45 پر لکھا ہے۔ نظام تولید جو ہے عورتوں میں رحم اور مردوں میں خصیوں پر مشتمل نظام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے ثقیل الفاظ بچوں کے ذہن میں تو نہیں آئیں گے۔ وہ ان کے متعلق اپنے استاد اور استانیوں سے سوال پوچھیں گے کہ یہ رحم اور خصیے کیا ہوتے ہیں؟ وہ استانی اس کا کیا جواب دے گی؟ اس کے علاوہ کتاب کے صفحہ 33 پر یہ درج ہے کہ عورتوں میں رحم اور مردوں میں خصیوں پر مشتمل یہ نظام انڈوں اور مادہ تولید کے پیدا کرنے کا کام کرتا ہے اگر کوئی معصوم بچہ یا بچی استانی سے یہ پوچھے کہ مادہ تولید کیا ہوتا ہے؟ وہ بیچاری استانی کیا جواب دے گی؟ پھر اسی کتاب کے صفحہ نمبر 47 پر لکھا ہوا ہے کہ مندرجہ ذیل جملوں میں سے ہر جملے میں ایک غلطی ہے۔ ان جملوں کو درست کریں۔ پہلا جملہ لکھا ہے کہ بچہ دانی، مرد کا عضو تولید ہے اور یہ پودوں اور جانوروں دونوں میں ہوتا ہے۔ اس کو تصحیح کرنا ہے۔ اب بچے اس کا صحیح جواب تو دے نہیں سکیں گے۔ استانی یا استاد نے اس کی تصحیح کرنی ہے کہ عضو تولید کیا ہوتا ہے اور بچہ دانی کیا ہوتی ہے؟ میں وزیر تعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں اس کتاب کو نصاب سے خارج کریں اور باقاعدہ انکوائری کریں کہ یہ کس

نے نصاب میں شامل کیا ہے؟ چھٹی جماعت میں بیالوجی کی کیا ضرورت ہے؟ اس کی تو فرسٹ ائر میں ضرورت پڑتی ہے اور وہ بھی جس نے میڈیکل میں پڑھنا ہوتا ہے اسے ضرورت پڑتی ہے۔ چھٹی جماعت میں جو یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے یہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔ جناب والا! میں انہی گزارشات کے ساتھ اور جناب کے شکریہ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میں نے کہنا تو بہت کچھ تھا لیکن یہ چونکہ بہت اہم موضوعات تھے اس لیے میں نے ان پر اظہار خیال کیا ۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیرتعلیم ان پر سنجیدگی سے غور کرکے ایکشن لیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی ۔ جناب محمد عارف چٹھہ

جناب محمد عارف چٹھہ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے پنجاب میں تعلیمی صورت حال پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت پورے ملک اور صوبے میں شرح خواندگی دنیا کے بیشتر ممالک سے پاکستان میں کم ہے ۔ ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو صاحب نے اپنے دور میں شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے خصوصی توجہ دی اور اسی ہاؤس میں آپ نے لازمی تعلیم کا بل بھی پاس کیا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں محکمہ تعلیم کا سب سے زیادہ بجٹ ہے اور حکومت پنجاب تعلیم کو بڑھانے اور شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے پہلی جماعت سے لے کر یونیورسٹی تک جتنا بجٹ تعلیم پر رکھتی ہے پنجاب کے کسی محکمہ کا اتنا بجٹ نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تعلیمی میدان میں خود ہم نے تفاوت پیدا کی ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں دیہات میں آپ کو ایسے سکول ملتے ہیں جن کی چھت موجود نہیں ہوتی ۔ آپ ہمیں چار چار shelterless اور چھ چھ نئے سکول دیتے ہیں اور اسی صوبے میں آپ چیف کالج ، ایچی سن کالج ، پشاور کالج ، سرائے عالمگیر کالج ، حسن ابدال کالج اور آرمی کے لیے علیحدہ کالج ، فیوڈل کے لیے علیحدہ کالج اور ان کے بچوں کے لیے علیحدہ درسگاہیں اور جنرلوں کے بچوں کے لیے علیحدہ درسگاہیں اور عام کسان کے لیے علیحدہ یہ تفاوت خود حکومتی سطح پر پیدا کیا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جو بچہ ایک چھوٹے سے گاؤں سے تعلیم حاصل کرکے آتا ہے وہ بھی سی ایس ایس کرتا ہے اور چیف کالج سے پڑھا ہوا بچہ بھی سی ایس ایس کرتا ہے مگر اس کی سوچ بالکل مختلف ہوتی ہے۔ وہ جس قسم کے تعلیمی نظام سے نکل کر آتا ہے جس طرح وہ ٹاٹوں اور بغیر فرنیچر کے پڑھ کر آتا ہے اور

دوسری طرف ائرکنڈیشنڈ کمروں میں جو لوگ پڑھ کر آتے ہیں ان کی سوچ کا آپ اندازہ لگائیں کہ جب وہ حکومتی عہدوں پر متمکن ہوتے ہیں تو عوام سے وہ کس طرح واقف ہوتے ہیں اور وہ کس طرح سے کام سر انجام دیتے ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے دوسری طرف پرائیویٹ سکولوں کی بھی حوصلہ افزائی کی ہوئی ہے۔ لوگوں میں اچھی تعلیم حاصل کرنے کا شعور ہے اور لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اچھی تعلیم کے لیے جتنا بھی خرچ کرنا پڑے خرچ کیا جائے۔ اسی طرح ٹیوشن اور دوسرے کاموں پر لوگ اپنے بچوں کے لیے جدو جہد کرتے ہیں۔ ڈی پی ایس سکول میں داخلہ لینے کے لیے بیس سے پچاس ہزار روپے کی donation دینی پڑتی ہے اور پانچ سو روپے مہینہ فیس دینا پڑتی ہے لوگ وہ بھی دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں بیس سے پچیس روپے فیس ہے۔ آپ کیوں نہیں ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ پانچویں جماعت تک تعلیم کا یہ معیار ہو گا اور اس کی پانچ یا دس روپے فیس ہو گی۔ لوگ یہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ کیوں کہ اس کے برابر پرائیویٹ سکولوں میں جب ہم اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں تو ہم پانچ پانچ سو روپے بھی دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ لوگ تو اس سے بھی زیادہ دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ آپ جو پنجاب کی سطح پر تعلیمی صورت حال پیش کر رہے ہیں جس پر بیس ارب روپے سے زائد آپ خرچ کرتے ہیں۔ محکمہ تعلیم کی اپنی سرے سے کوئی آمدن ہی نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کا کوئی معیار مقرر کریں یعنی پرائمری کی سطح پر بھی آپ فیس کا ایک حد تک تعین کریں۔ دس روپے پندرہ روپے پانچ روپے بیس روپے جتنی بھی آپ مقرر کرنا چاہتے ہیں مقرر کریں ۔ اسی طرح ہائی سکول کا بھی تعین کر دیں اور اسی طرح سے کالجوں کا بھی کر دیں ۔ پنجاب میں جو یہ کہا جا رہا ہے کہ حکومت عوام کو مفت تعلیم دے رہی ہے ' مفت تعلیم دینے میں آپ دیکھیں کہ کس قدر نقصان ہو رہا ہے اور کس قدر زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کے برعکس جتنے بھی پرائیویٹ سکول ہیں جن کو آپ نے طبقات میں تبدیل کردیا ہے۔ وہاں پر جب لوگ جاتے ہیں تو وہاں پر تو گھوڑوں پر سواری کی بھی سہولت ہے اور وہاں پر ٹینکوں میں نہایا جاتا ہے اور ان کی وردیاں بھی کچھ اس قسم کی ہوتی ہیں۔ دوسری طرف ایک گاؤں میں جو بچہ پڑھ کر آتا ہے۔ وہ سارا دن سائیکل کے ساتھ روٹی باندھ کر جاتا ہے اور تعلیم حاصل کرکے آتا ہے۔ یہ جو تفاوت آپ پیدا کر رہے ہیں اس کو ختم کرنے کے لیے میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ آپ حکومتی سطح پر تعلیم کے معیار کو بڑھائیں۔ لوگوں کو اچھی عمارتیں دیں ' اچھا فرنیچر دیں ' ان کے بیٹھنے کے لیے

اچھی جگہ فراہم کریں ' ان کو ٹاٹوں کی بجائے ڈیسکوں پر بٹھائیں۔ یہ جو آپ نے ان پر بیس بیس کتابوں کا بوجھ ڈال دیا ہے اس بوجھ کو بھی ختم کریں۔ پانچویں اور دسویں جماعت تک بالکل آسان سلیبس جس سے بچوں کی دماغی صلاحیتیں بڑھیں وہ رکھیں۔ میرے دوست عثمان ابراہیم نے کہا ہے کہ بیالوجی ' وہاں تولیدی مادہ کی باتیں لکھی جا رہی ہیں ' فلاں چیز لکھی جا رہی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان باتوں کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کے سکالر ' تعلیم کے جو ماہرین ہیں وہ پنجاب کی کیا خدمت کر رہے ہیں؟ میری ایک تجویز یہ ہے کہ کالج کی سطح پر بھی لوگ دو دو ہزار روپے ٹیوشن کی فیسیں دینا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں آپ پچاس روپے فیس دیتے ہیں۔ تو کیا وہی فیس اگر ادھر کر دیں تو دس ارب روپے اگر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آپ لوگوں سے create کرکے ان کو اچھی تعلیم دلوا سکتے ہیں تو پھر یہ ہماری دوسری ضرورتیں بھی پوری کر سکتے ہیں۔ یہ لیبارٹریوں میں سامان بھجوا سکتے ہیں ' یہ فرنیچر بھجوا سکتے ہیں ' یہ تعلیم کے میدان میں اچھی سوچ پیدا کرسکتے ہیں اور اچھا سلیبس لا سکتے ہیں۔ میری گزارش ہوگی کہ دیکھیں جس طرح آپ پرائیویٹ تعلیم کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں تو جو کالج سکول دیہاتوں ' قصبوں ' منڈیوں اور شہروں کی سطح پر بنے ہیں وہاں کس طرح فیسیں وصول کی جاتی ہیں ' کس طرح لوگ پیسے دینے کو تیار ہیں اور وہ اپنے بچوں کو بہتر معیار ' بہتر تعلیم ' بہتر سہولیات اور بہتر standard کے لیے سب قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ حکومتی سطح پر اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ اور جس طرح شرح خواندگی بڑھانے کے لیے آپ نے بل پاس کیا ہے اس پر عمل درآمد بھی کروائیں تاکہ آپ دنیا کے ساتھ تعلیم کے میدان میں مقابلہ کرسکیں۔ جب آپ شرح خواندگی بڑھائیں گے تو پھر آپ کی سوچ بڑھے گی ' شعور بڑھے گا ' جمہوریت بڑھے گی ' لوگوں میں اپنے حقوق پہچاننے کے لیے ان میں شعور آئے گا۔ جس طرح ہماری پہلی پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا کہ پروموٹر بھرتی کیے گئے اور انگلش ٹیچر بھرتی کرکے ' اور سکولوں میں اگر کسی بھی دیہات یا کسی بھی جگہ پر ایک بلڈنگ موجود ہے اور وہاں پر لوگوں میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے دو شفٹیں چلائی جاسکتی ہیں تو وہاں انہوں نے دو شفٹیں چلائیں۔ لوگوں میں تعلیم کو عام کے لیے ' اگر آپ تعلیم کو عام نہیں کرتے تو غلط ہے۔ اگر آپ پاکستان اور صوبہ پنجاب کی آبادی کو اسی طرح رکھیں گے تو پھر یہ ناخواندگی تمام مسائل کی جڑ ہے۔ تعلیم عام کریں گے تو پھر آپ آبادی میں اضافے پر بھی کنٹرول کرسکیں گے ' آپ ٹریفک کے مسائل بھی حل کرسکیں گے۔ جس طرح

میاں عثمان ابراہیم صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ تعلیم کی categorize کریں کہ تکنیکی تعلیم کتنی سطحوں پر دینی ہے ' فیکٹریوں میں کام کے لیے اپرنٹس کس طرح بھرتی کرنے ہیں اور دوسری تعلیم جس نے لوگوں کا شعور بلند کرنا ہے وہ کس طرح کرنی ہے۔ اس میں جب آپ پوری پوری ریسرچ کریں گے تو تکالیف دور ہوں گی ۔ آپ سکالرز کو ہمارے ساتھ بٹھائیں ہم ان کو practical difficulties جو کہ عوام میں اور عام لوگوں میں محسوس کی جا رہی ہیں سے آگاہ کریں گے ۔ ہم ان کو بتائیں گے کہ تعلیم کے میدان میں کرپشن کس طرح شروع ہو چکی ہے ۔ ایک سکول میں پانچ استانیوں کی گنجائش ہوتی ہے تو وہ ڈپٹی ڈی او ایک بیس کا ہندسہ ڈال کر پچیس اساتذہ کی تنخواہ نکلوا لیتی ہے۔ میرے حلقہ ضلع گوجرانوالہ میں 491 ٹیچرز جعلی بھرتی ہوئے۔ وہ کس طرح؟ اس طرح کہ انھوں نے ایک نئی تشریح نکالی کہ دوسرے ضلعوں سے 22 افراد ٹرانسفر کر کے گوجرانوالہ میں جعلی شامل کرنا اور پھر ان کو آگے دوسرے سکولوں میں ٹرانسفر کر دینا۔ پچھلے سکول میں اس کا ذکر ہی نہیں ہوتا۔ اس بارے میں گوجرانوالہ میں ایسے 29 پرچے درج ہوئے ہیں۔ ڈپٹی ڈی او کے خلاف ڈی اوز کے خلاف جعلی بھرتی اور جعلی ساز و سامان کی خریداری شامل ہے ۔ لیکن آج میں جناب کی وساطت سے وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں اور محکمہ کے جملہ افسران بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں سے پوچھتا ہوں کہ ان 29 پرچوں کا کیا بنا؟ ان انکوائریوں کا کیا بنا؟ وہ ڈپٹی ڈی او وہ ڈی اوز اور وہ وہ اکاؤنٹ آفیسرز تمام کے تمام وہاں پر اسی طرح سے کام کر رہے ہیں۔ جنھوں نے ایک ایک سکول میں اٹھارہ اٹھارہ اساتذہ کا جعلی اندراج کرکے ان کی تنخواہیں نکلوا لی ہیں۔ گزارش ہے کہ جناب پنجاب کے بجٹ کو ضائع نہ کریں۔ پنجاب کے بجٹ میں اس طریقے سے اضافہ کر کے تعلیم کو عام کر کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ بنائیں تاکہ لوگوں میں زیادہ شعور پیدا ہو اور وہ اچھے شہری بن سکیں۔ وہ جمہوریت کو مستحکم کرسکیں ' آپ کے اداروں کو مستحکم کرسکیں اور اس ملک اور صوبہ کی ہر سطح پر بہتر خدمت کرسکیں۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ جناب کا شکریہ ۔ مہربانی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ، اب چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ بہت شکریہ، جناب سپیکر! آج آپ نے مجھے جس موضوع پر کچھ معروضات پیش کرنے کی اجازت فرمائی ' میرا خیال ہے کہ اہمیت کے اعتبار سے کسی قوم کی

تقدیر بدلنے میں اس سے زیادہ اہم چیز کوئی اور ہو نہیں سکتی۔ تعلیم دینے کا کام وہ کام ہے جس کی ابتداء سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ اور ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دے کر فرشتوں کے مقابلے میں کھڑا کیا۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے معیار علم کی برتری کو مقرر کیا۔ وہ چیزیں فرشتے نہ بتا سکے جو حضرت آدم علیہ السلام نے بتائیں۔ تب ان کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا گیا۔ یہ اتنا اہم موضوع ہے کہ اس پر جو بھی کہا جائے کم ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کی اس صورت حال کیا ہے۔ کسی عمل مفکر کا یہ قول ہے کہ مہذب قومیں یونیورسٹیوں میں جنگ لڑتی ہیں۔ محاذوں پر نہیں لڑتیں۔ وہاں سے قوموں کی تقدیر بدلتی ہے اور قومیں اقوام عالم میں مقابلہ پیدا کرنے کی سکت پیدا کرتی ہیں۔ یہاں پر کیا ہو رہا ہے اگر میں ستر فیصد آبادی کے حالات بتاؤں جس کی زیادہ تعداد ہماری وہیں سے منتخب ہوکر آتی ہے۔ ان کی صورت حال اور ان کی حالت زار کیا ہے۔ آپ خود مجھ سے بھی زیادہ اس حالت سے واقف ہیں۔ لیکن میں اس کا چھوٹا سا نقشہ اپنے بھائی وزیر تعلیم کی معلومات کے لیے ضرور پیش کروں گا۔ ستر فیصد آبادی جس کا تعلق دیہات سے ہے۔ ٹھیک ہے ان کے حالات پہلے ہی بڑے کمزور ہیں' مالی طور پر کمزور ہیں' ان کے پاس وسائل نہیں ہیں' ان کے پاس وہ بنیادی سہولتیں نہیں ہیں جو کہ ایک شریف انسان کو چاہییں۔ لیکن تعلیم کے میدان میں ان کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے وہ یہ کہ وہاں پر ہمارے جو پرائمری' مڈل اور ہائی سکول ہیں ان کی حالت زار یہ ہے اور وہاں پر جو ہمارے اساتذہ کرام ہیں وہ بڑے قابل ادب طبقہ ہے میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں' چاہے وہ پرائمری سکول کا استاد ہو' چاہے وہ کسی یونیورسٹی میں پڑھا رہا ہو۔ وہاں پر انھوں نے باری مقرر کی ہوئی ہے کہ آج سلیم اقبال صاحب نے سکول میں جانا ہے' دوسرے دن اقبال نے جانا ہے' تیسرے دن کسی اور نے جانا ہے اس طرح سکول میں حاضری ہوتی ہے اور کبھی بھی سارے ٹیچرز سکول میں حاضر نہیں ہوتے۔ اس کے اوپر جناب وزیر تعلیم صاحب اپنے جواب میں ضرور ارشاد فرمائیں کہ سائیس مقرر کیے ہوئے ہیں۔ جیسے کسی بادشاہ نے ایک گھوڑے کے اوپر سائیس دو کی بجائے تین مقرر کر دئیے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گھوڑا اور کمزور ہونا شروع ہوگیا۔ ایسی ہی حالت وہاں ہمارے سکول ٹیچروں کی ہوگئی ہوئی ہے۔ وہاں پر حالت زار یہ ہے کہ نتیجہ دیکھیں کہ نہ تو کسی کو پڑھانا آتا ہے' نہ کسی کو پڑھنا آتا ہے۔ بڑی ہی بُری حالت ہے۔ میں آپ کو کیا عرض کروں۔ تین چیزوں کا combination ہو تو تعلیم بہتر ہو سکتی ہے۔ ایک تو سب سے پہلے والدین اپنے بچوں کو پڑھانا چاہیں تو تعلیم بہتر ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد استاد

پڑھانا چاہیں تو تعلیم بہتر ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد بچہ خود پڑھنا چاہے تو تعلیم بہتر ہوسکتی ہے۔ چاہے کوئی غریب آدمی رکشہ چلاتا ہے' چاہے کوئی تانگہ چلاتا ہے' چاہے کوئی ہل چلاتا ہے' جتنا بھی وہ غریب ہے' وہ اپنے سارے وسائل اس بات کے اوپر خرچ کرنے کو تیار ہے کہ میرا بچہ اچھا تعلیم یافتہ ہو جائے۔ اور اس کو معاشرے میں اچھا مقام مل جائے جناب سپیکر! اگر وہ سنجیدہ ہے تو پھر ہمارے ملک میں تعلیم کا بہتر ہونا کیوں ناگزیر ہو گیا ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی۔ وزیر تعلیم صاحب اس کے اوپر ضرور روشنی ڈالیں کہ اگر والدین بچوں کو پڑھانا چاہتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ بچے پڑھ نہیں رہے؟ میں اس میں آپ سے نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ کوتاہی حکومت کی طرف سے ہے اور ہمارا نہایت ہی قابل احترام طبقہ اساتذہ جو ہیں ان کی طرف سے کوتاہی کا پہلو نکلتا ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو عرض کروں کہ آپ ذرا مڈل سٹینڈرڈ سکول' ہائی سکول پہ آ جائیں۔ دیہات میں مڈل سٹینڈرڈ سکول میں کیا ہو رہا ہے اور ہائی سکولوں میں کیا ہو رہا ہے۔ وزیر تعلیم صاحب اس بات کا اعداد و شمار کے ساتھ جواب دیں کہ پنجاب کے اندر کتنے ہائی اور مڈل سکول ہیں جہاں پہ سائنس ٹیچر سرے سے موجود ہی نہیں ہیں ان کو تعینات ہی نہیں کیا گیا تو کیا وجہ ہے کہ دیہات میں ایسی حالت زار بنائی جا رہی ہے؟ کیا ہمیں وہاں سے ووٹ نہیں ملتے؟ کیا وہاں کے رہنے والے باشندوں کو تعلیم نہیں چاہیے؟ کیا ہمیں انھوں نے اس لیے اس معزز ایوان میں بھیجا ہے کہ ہم کبھی ان کی طرف دھیان ہی نہ دیں حالانکہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ بیشتر نمائندے دیہات سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ پھر جب میرٹ کی بات آتی ہے وہ بچہ جو کسی گاؤں کے مڈل سکول یا ہائی سکول سے پڑھ کر آتا ہے جب کسی اچھے کالج میں داخلے کی باری آتی ہے تو اس کو ان بچوں کے مقابلے میں کھڑا کیا جاتا ہے جیسے میرے بھائی عارف چٹھہ صاحب بتا رہے تھے کہ پانچ پانچ سو روپے فیس دینے والے اور ٹیوشنیں پڑھنے والے اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے پڑھنے والے اور ضلع ہیڈ کوارٹر کے پڑھنے والے بچوں کے مقابلے میں اس دیہاتی بچے کو لا کھڑا کیا جاتا ہے کہ آپ یہاں میرٹ پہ آئیں اور پھر دیکھیں کہ آپ مقابلے میں کہاں کھڑے ہوتے ہیں۔ Where do you stand جناب سپیکر! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کہاں کا میرٹ ہے؟ کہ ایک بچے کو آپ وہ سہولتیں نہیں دیتے جو دوسرے کو دے رہے ہیں لیکن اس کو اس بچے کے مقابلے میں کھڑا کر رہے ہیں جس کو ساری سہولتیں میسر ہیں تو یہ میرٹ بھی ذرا قابل غور ہے کہ یہ کس قسم کا میرٹ ہے اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بھی عرض کروں کہ یونیورسٹیوں میں' سکولوں میں' کالجز میں کیا

ہو رہا ہے؟ آپ ذرا دیکھیں ابھی میرے فاضل بھائی جو وزیر تعلیم رہے ہیں وہ بتا رہے تھے کہ ہمارا امتحانی نظام کیا ہے۔ بین الاقوامی طور پر ہماری ڈگریز کی قدر و قیمت کیا ہے۔ اگر میں یہ عرض کروں کہ آج کل مقابلہ طلباء کے درمیان نہیں' والدین کے درمیان ہو رہا ہے تو یہ کوئی تجاوز نہیں ہو گا آج کل والدین کے درمیان مقابلہ ہو رہا ہے۔ سلیم اقبال صاحب اپنے بیٹے کے کتنے نمبر لگوا سکتے ہیں' وزیر تعلیم صاحب کتنے نمبر لگوا سکتے ہیں اس طرح یہ مقابلہ ہو رہا ہے طلباء کا مقابلہ نہیں ہو رہا تو اگر یہ صورت حال ہو گی تو ہماری ڈگریز کی کیا قدر و قیمت ہو گی اور معاشرے کی ہم کون سی خدمت کر رہے ہیں۔ آج تک ہم نقل کے رواج کو نہیں روک سکے کہ اس کو کم از کم بند کر دیا جائے' discourage کیا جائے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس میں کچھ ایسا ہو رہا ہے کہ باقاعدہ طور پہ کچھ ایسے امتحانی سنٹر ہیں جہاں پہ کوئی قبضہ گروپ کلاشنکوف سے آ کر قبضہ کر لیتے ہیں اور اپنی مرضی سے پیپر دیتے ہیں اور اپنی مرضی سے نقل چلتی ہے۔ اگر یہ صورت حال رہی تو پھر صوبے کے اندر تعلیم کا کیا بنے گا۔ جناب والا! میں نہ صرف criticize کرنے کی بات کروں گا بلکہ چند ایک تجاویز بھی اپنے بھائی کو عرض کروں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں criticize کرنا ہی کوئی خدمت نہیں ہے بلکہ میں کچھ تجاویز اپنے بھائی کو نوٹ کروانا چاہتا ہوں اگر وہ پسند فرمائیں تو ضرور غور فرمائیں۔ تعلیمی مقاصد حاصل کرنے کے لیے کم از کم بنیادی تعلیم میں طالب علموں کو بنیادی معلومات میسر کرنی چاہییں۔ طالب علم کی basic qualification یہ ہو کہ اسے کچھ معلوم تو ہو کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں؟ اس کے بعد کم از کم اسے تحریر اور تقریر کے ذریعے زبان میں اظہار خیال کرنے کے لیے پورا پورا trained کیا جائے تاکہ کسی زبان میں وہ اپنا اظہار خیال کر سکے نہ اس کو انگریزی آتی ہے نہ اسے صحیح طریقے سے پنجابی آتی ہے نہ اس کو اردو آتی ہے ہم نے اس کو درمیان میں تیتر اور بٹیر بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ جو اعلیٰ ٹیکنیکل ایجوکیشن ہے یا جو بڑی عالمانہ سطح کی تعلیم ہے اس میں تو چند لوگ دلچسپی لیتے ہیں جنھوں نے کوئی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہوتی ہے باقی کو تو چیزوں کا بنیادی علم ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! تین زبانیں جس میں ہماری قومی زبان اردو ہے اور جس صوبے میں وہ رہتا ہے اس کی مقامی زبان اور جناب سپیکر! تیسری بین الاقوامی زبان انگریزی' کم از کم بچے کو یہ تینوں زبانیں آنی چاہییں۔ میٹرک تک ان تین زبانوں کو لازمی کر دیا جائے تاکہ وہ اگلی زندگی میں کچھ contribute کر سکے۔ اس کے علاوہ تدریس کے انداز کو تھوڑا سا فنکشنل ہونا چاہیے اس کو زیادہ لٹریری نہیں ہونا چاہیے وہ تو چند لوگ ہیں جنھوں نے لٹریچر میں آگے بڑھنا ہوتا ہے باقی

لوگوں کو فنکشنل انداز میں تدریس کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ ہم نے طالب علم کے اوپر اتنی کتابیں لاد دی ہیں کہ وہ بے چارہ کتابوں کے بوجھ تلے دب کر رہ گیا ہے اگر اس نے ڈاکٹر بننا ہے تو ڈاکٹر کی بجائے اس کو مطالعہ پاکستان' اردو' فارسی ہم نے اسے اتنے مضامین میں گھیر دیا ہے کہ وہ بے چارہ اپنے اصل مطمح نظر سے دور رہ جاتا ہے کم از کم مضامین کی بھرمار کا تدارک ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں تعلیم میں کوئی پانچ قسم کے میڈیم چل رہے ہیں۔ ایچی سن سطح کے سکول چل رہے ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ تعلیم میں کتنا تفاوت ہے کہ ایچی سن کالج اور کیڈٹ کالج کا آپ تعلیمی معیار چیک . میرے گاؤں کے بچے کا تعلیمی معیار دیکھیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور ایچی سن کالج اور کیڈٹ کالج والا کیا پڑھ رہا ہے؟ دوسرا انگلش میڈیم سکول ہیں جس میں بیکن ہاؤس وغیرہ سارے آتے ہیں ذرا ان کی فیسیں دیکھیں' ان کی تعلیم دیکھیں اور ایک دیہاتی بچے کی تعلیم دیکھیں جو وہ دیہات میں لے رہا ہے۔ تیسرا انگلش میڈیم کیتھڈرل ٹائپ کے سکول ہیں۔ چوتھا ہمارے والے عام سکول جہاں ٹاٹوں پہ پڑھ کے آتے ہیں۔ مجھے آپ کو ایک لطیفہ بھی سنانا ہے ایک جگہ کچھ آفیسرز بیٹھے تھے۔ وزیر تعلیم ذرا توجہ فرمائیں وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ آپ کہاں کے پڑھے ہوئے ہیں؟ ایک نے کہا کہ میں ایچی سونین ہوں' کسی نے کہا میں ایدالین ہوں' کسی نے کہا میں یہ ہوں' ایک ہمارا دیہات کا افسر وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پہلی دفعہ یہ نام سنا وہ کہنے لگا میں "ٹیڈیٹیرین" ہوں میں نے اس سے پوچھا یہ "ٹیڈیٹیرین" کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا آپ کو اس سے واسطہ نہیں پڑا۔ میں نے کہا آپ ذرا وضاحت کر دیں اس نے کہا "ٹیڈیٹیرین" وہ ہوتا ہے جو ٹاٹ کے سکول سے پڑھ کر آیا ہوتا ہے تو میرے علم میں پہلی دفعہ اضافہ ہوا کہ "ٹیڈیٹیرین" بھی اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ پانچواں دینی مدرسے ہیں یہ پانچ قسم کی تعلیم ملک کے اندر چل رہی ہے کیا ہم اس کو ایک معیار نہیں بنا سکتے کہ کم از کم ایک بچے کو وہ بنیادی سہولت ملے جو سارے بچوں کو میسر ہیں پھر اس میں سے جو مقابلے میں آگے نکلے وہ دیکھیں کہ اس میں قابلیت ہے اور اسے اپنی قابلیت سے آگے آنے کا موقع ملے جب ہم نے پوری قوم کو پانچ طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے تو وہاں تعلیم کا کیا حال ہو گا۔

جناب والا! اس کے آگے میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گا آپ کو چاہیے میں irrelevant کبھی نہیں ہوتا کہ تعلیمی اداروں میں سیاسی دباؤ بڑا خطرناک ہے۔ وہاں پہ تمام جماعتیں گھسی ہوئی ہیں اور تمام جماعتوں نے اپنے نمائندے رکھے ہوئے ہیں۔ خدارا خدارا! اس معزز ایوان سے اور اس معزز ایوان

کے تمام معزز اراکین سے میری بڑی پرزور اپیل ہے کہ کم از کم اس کے لیے تو اس صوبے کی کوئی خدمت کر جائیں کہ تعلیمی اداروں میں سے سیاسی مداخلت کو ختم کر دیا جائے۔ وہاں پہ پی ایس ایف بن رہی ہے، ایم ایس ایف بن رہی ہے، کلاشنکوفیں ہیں ان کو ٹرینڈ کیا جا رہا ہے۔ کم از کم ہم بچوں کی حالت زار پہ رحم کریں، جو کچھ ہے اس سے پورا استفادہ کرنے دیں اور انھیں پڑھنے دیں جب وہ پڑھ لکھ کر میدان عمل میں آئیں تو اگر ان کو سیاست پسند ہے تو سیاست میں آ جائیں اگر ان کو نوکری پسند ہے تو بیوروکریٹ بن جائیں جو بھی کرنا چاہیں کریں لیکن کم از کم ان کو تعلیم حاصل کرنے دیں نئی نسل کے ساتھ یہ ظلم نہ کیا جائے جنھوں نے اس قوم کا بوجھ اٹھانا ہے کہ ہم ان بے چاروں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کی بجائے کلاشنکوف سے ٹرینڈ کریں۔ میں وزیر تعلیم سے عرض کروں گا کہ وہ ہمت کریں اور تعلیمی اداروں سے سیاسی دباؤ کو ختم کروائیں۔ اس کے علاوہ مقامی ماحول اور وہاں کی ضروریات کے مطابق تعلیم دینی چاہیے تاکہ وہ اپنے پاؤں کے اوپر کھڑے ہو کر اچھے اور معزز شہری بن سکیں۔

جناب سپیکر! آخری بات میں آپ سے یہ کروں گا کہ جو اعلیٰ سطح کی تعلیم ہے جس میں سائنس، ٹیکنالوجی اور ریسرچ آتی ہے اس میں ان لوگوں کو موقع دیا جائے جو واقعی اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔ لوگوں کو ایسے ہی دھکیل دینا کہ آپ ایم ایس سی کر لیں، آپ ایم اے کر لیں ان کا کچھ بھی نہیں بنتا۔ اعلیٰ تعلیم میں ایسے لوگ آئیں جن کا اس قسم کا کوئی میرٹ مقرر ہو کہ وہ کوئی contribute کر سکیں مثلاً ان کو ٹیکنالوجی میں لائیں، ان کو کمپیوٹر میں لائیں لیکن اعلیٰ سطح کی تعلیم میں ان لوگوں کو آنا چاہیے جو اس میں واقعی دلچسپی رکھتے ہوں۔ باقی ممالک میں آپ دیکھ لیں آگے نکلنے والے چند ایک لوگ ہوتے ہیں ان کو اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے اوپر پورے ملک میں وسائل خرچ کیے جاتے ہیں۔ اس کے اوپر پوری ریسرچ کے ساتھ کام کرتے ہیں اور وہ اقوام عالم میں اپنی قوم، اپنے ملک کا نام بلند کرتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کے لیے بڑے selected لوگ آنے چاہییں جو واقعی اس میں interested ہوں۔ میں ان گزارشات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا، بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، چودھری صاحب! اب سابق وزیر تعلیم ریاض فتیانہ اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ آغاز بھی سابق وزیر تعلیم عثمان ابراہیم نے کیا تھا۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر حاجی محمد فضل کریم صاحب۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: مجھے آج خوشی ہوئی ہے کہ حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ارکان نے اس اہم مسئلے پر پورے ہاؤس کی، بالخصوص آپ کی اور وزیر تعلیم کی توجہ مبذول کروائی۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ان کا دو اڑھائی سالہ دور میں خاصا تجربہ رہا ہے۔ میں ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جو کچھ انھوں نے اپنے دور میں کیا ہے اپنی تقریر میں وہ اس کے متعلق بھی ارشاد فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی! شکریہ۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

میاں عبدالستار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ اس بار ایجنڈا بنانے والی کمیٹی کا جنھوں نے تعلیم کی صورتحال پر بحث کرنے کے لیے آج کا دن مقرر کیا ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ پہلے سابق وزیر تعلیم نے اظہار خیال کیا اور اب پھر ایک اور سابق وزیر تعلیم اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ باقی دیگر اراکین اسمبلی کے علاوہ جو موجودہ وزیر تعلیم ہیں وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ سارے وزراء تعلیم مل بیٹھ کر جو پنجاب کی تعلیمی صورتحال ہے اسے بہتر بنانے میں کوئی اپنا کردار ادا کر سکیں تو پنجاب کی عوام پر یہ بہت بڑا احسان ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تجویز کوئی مان لے گا۔ یہ تجویز تو بڑی اچھی ہے۔ کیا عثمان ابراہیم کو اوپر سے لیڈر اجازت دے دیں گے کہ آپ مل بیٹھ کر کوئی پالیسی بنائیں۔ جی جناب ریاض فتیانہ!

جناب ریاض فتیانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان میں تعلیم پر بحث ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت چند ایک ایسے گھمبیر مسائل ہمارے تعلیمی نظام میں واضح ہیں۔ جب تک ان کی طرف توجہ کرنے کے بعد کوئی موثر فیصلے نہیں کیے جائیں گے۔ پنجاب کے تعلیمی نظام کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ معزز ایوان کے سب ارکان جانتے ہیں۔ اس مالی سال جس کا آغاز یکم جولائی 1995ء سے ہوا۔ اتفاق سے اس وقت کے وزیر اعلیٰ میاں منظور وٹو بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ اس وقت

تعلیم کو priority number one پر رکھا گیا اور 21 ارب روپے سے زائد اخراجات تعلیم کے لیے بجٹ میں مختص کیے گئے جو کہ سابقہ سالوں سے 24 فی صد زیادہ تھے ۔ یہاں نظام تعلیم کی بہتری کے لیے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حکومت کی commitment کس قدر گہری اور سنجیدہ تھی ۔ اس حکومت نے اسی اسمبلی میں لازمی پرائمری تعلیم کا قانون پاس کر کے منظور کروایا۔ پنجاب پورے ملک میں پہلا صوبہ ٹھہرا جس نے لازمی پرائمری تعلیم کا قانون پاس کیا۔ اسی طرح طبقاتی نظام تعلیم کے فرق کو کم کرنے کے لیے کوئی ساڑھے سات ہزار سکولوں میں فرنیچر فراہم کیا گیا' ٹاٹ فراہم کیے گئے' بلڈنگز فراہم کی گئیں۔ کوئی چالیس ہزار گریجویٹس کو جو بیروزگار تھے انھیں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ایلیمنٹری ٹیچر یا جسے عرف عام میں انگریزی ٹیچر کہتے ہیں لگانے کا پروگرام بنا۔ ان میں سے 26 ہزار ایلیمنٹری ٹیچر اور مولیویٹر پنجاب میں تعینات ہوئے۔ یہ وہ اقدامات تھے جن کے نتیجے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ایک ٹھوس بنیاد پنجاب میں رکھ دی تھی۔ اس سلسلے میں' اس میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ سب سے بڑا مسئلہ اس وقت ناخواندگی کا ہے کہ کم و بیش 26 فی صد شرح خواندگی ہے۔ سب سے کم پڑھے لکھے افراد کے لحاظ سے دنیا میں پاکستان کی حیثیت 121 ویں ملک کی ہے اور آبادی کے لحاظ سے پاکستان 9 ویں نمبر پر ہے۔ کراچی میں 1996ء میں تعلیم کی ایک کانفرنس ہوئی تھی ۔ جس کی سفارشات پر ایشیا کے ممالک نے عمل کیا' وہ آج ہم سے بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔ جس ملک میں یہ کانفرنس ہوئی وہاں کے ارباب اقتدار اور ارباب اختیار کی توجہ نہ ہونے کی بناء پر ہم آج وہیں پر اٹکے ہوئے ہیں۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ لازمی پرائمری تعلیم کے قانون پر فوری نفاذ کا اعلان کیا جائے ۔ ماضی میں ہم نے یہ طے کیا تھا کہ یکم ستمبر سے پورے پنجاب میں ہم شرح خواندگی کی تحریک کا آغاز کرنے والے تھے ۔ جس میں تمام این جی اوز' تمام سرکاری محکمے 'لیبر آرگنائزیشنز' سٹوڈنٹس آرگنائزیشنز' سیاسی جماعتیں' دینی جماعتیں حتیٰ کہ پنجاب کے تمام لوگوں کو ہم اس تحریک میں شامل کرنے والے تھے اور "each one teach one" کے نعرے لے کر اس نیک مقصد کے لیے پوری قوم کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے۔ اس تحریک کا آغاز دیر سے درست سہی کم از کم اس کا آغاز جتنی جلدی ممکن ہو کیا جائے ۔ دوسرا یہ کہ non formal education جو ہماری حکومت نے اس وقت باقاعدہ ایک فیصلہ کیا تھا ۔ اس کو بھی جتنی جلدی ہو یہاں پر قائم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب بھی آپ کی حکومت ہے۔

جناب ریاض فتیانہ، جی' اب بھی ہماری حکومت ہے ۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ حکومت کی ترجیحات بدلتی رہتی ہیں۔ اس میں دوسرا بڑا مسئلہ معیار تعلیم کا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ 26 ہزار گریجویٹس اساتذہ کی تقرری سے یقیناً پرائمری سکولوں کے معیارتعلیم میں بہتری ہوئی ہے ۔ لیکن اس کو اور بہتر کرنے کے لیے اساتذہ کی بھرتی مکمل طور پر میرٹ پر کی جائے۔ جس کے موجودہ وزیرتعلیم بھی سراہ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ شاید اس پر وہ کچھ کریں۔ اسی طرح دوسرا بڑا مسئلہ تربیت ہے۔ ہم نے اس موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ایجوکیشن اکیڈمی کا ایک منصوبہ رکھا تھا۔ جس طرح نیپا ہے' ایڈمنسٹریٹو سٹاف اکیڈمی ہے۔ اس کی طرز پر ان سروس ٹیچرز اور جو انتظامی افسران ہیں ان کی تربیت کے لیے ایجوکیشن اکیڈمی کا منصوبہ رکھا تھا۔ جس پر مجھے معلوم نہیں عمل ہوا ہے یا نہیں ہوا اس پر عمل ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح ہم نے پی ٹی سی اور سی ٹی کورس دو سال کے لیے بند کر کے ڈرائنگ ٹیچر اور عربی ٹیچر کا کورس شروع کیا تھا تاکہ ان اساتذہ کی کمی پوری ہو سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے کورس بند کیا کہ یہاں پر ضرورت سے زیادہ پی ٹی سی ٹرینڈ ٹیچر بیروزگار ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے اپنے داخلے پانچ ہزار سے بڑھا کر پنتالیس ہزار کر دیے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر ہم اس کی بنیادی تعلیم میٹرک کی بجائے ایف اے کر دیں اور نو ماہ کا تعلیمی دورانیہ بڑھا کر دو سال کر دیں تو اس طرح ایک طالب علم ایف اے کے بعد دو سال میں پی ٹی سی کا کورس کرے گا ۔ اسے اس کے ساتھ بی اے کی ڈگری بھی دے دی جائے تو اس سے آپ کے تربیت یافتہ اساتذہ کا معیار بہت بہتر ہو جائے گا۔ اسی طرح طبقاتی نظام تعلیم پنجاب کے عوام کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہاں پر ایچی سن کالج ' پبلک سکول ' بلدیاتی تعلیمی ادارے اور دیہات کے تعلیمی ادارے ہیں ۔ یہ چاروں قسم کے تعلیمی ادارے مختلف قسم کی تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔ مختلف قسم کا معیارتعلیم ہے ۔ یہاں جو زیادہ پیسے والا آدمی ہے اپنے بچوں کے بہترمستقبل کے لیے اچھے تعلیمی اداروں میں داخلہ دلواتا ہے اور 90 فی صد عوام اپنے بچوں کو سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کرانے پر مجبور ہے۔ اس کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ 90 فی صد سرکاری تعلیمی اداروں کا معیارتعلیم اتنا بہتر کر دیا جائے ۔ جس کی مثال میں دیتا ہوں کہ ہم نے اپنے دور میں پہلی جماعت سے انگریزی کی تعلیم تمام تر مخالفتوں کے

باوجود لازمی قرار دے دی تھی۔ جس کو عوام کے بڑے طبقات نے welcome کیا اور جگہ جگہ جو مشروم انگریزی سکول کھل گئے تھے ان میں داخلہ کم ہو گیا اور ہمارے سرکاری سکولوں میں داخلہ بڑھا۔ وہ ایسا تاریخی فیصلہ ہے کہ اس کے نتائج آئندہ دس سال کے بعد قوم کے سامنے آئیں گے۔ اس میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ہم پبلک سکول بند نہیں کر سکتے، پرائیویٹ سکول بند نہیں کر سکتے تو یہ تو کر سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسا قانون بنائیں، اور اس پر ہم غور کر رہے تھے، اگر ہمیں موقع ملتا تو یقیناً اس پر عمل کر کے دکھلاتے کہ پبلک سکولز، جیسے ایچی سن کالج کی سطح کے ہیں یا باقی بڑے اعلیٰ معیاری تعلیمی ادارے وہاں پر ساٹھ فی صد نشستیں خالصتاً اوپن میرٹ پر کی جائیں اور ان کی فیس سرکاری سکولوں کے مساوی کر دی جائے۔ وہاں پر داخلہ خالصتاً میرٹ پر بغیر کسی سفارش کے ہو اور پورے پنجاب کے وہ بچے جو انتہائی ذہین ہیں، انتہائی فطین ہیں، انتہائی لائق فائق ہیں لیکن تعلیم کے لیے پیسے نہ ہونے کی بناء پر وہ سرکاری سکولوں میں در بدر ہیں انھیں ان اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلے فراہم کیے جائیں اور وہ وہی فیسیں ادا کریں، دس روپے، پانچ روپے جو سرکاری سکولوں میں ادا کرتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ ان تعلیمی اداروں کا پھر خرچ کون اٹھائے گا تو جو باقی چالیس فی صد نشستیں ہیں ان کو self finance scheme میں convert کر کے ان کی موجودہ فیسیں بےشک آپ چار گنا کر دیں، تین گنا کر دیں۔ وہ سارے تعلیمی ادارے کا بوجھ چالیس فی صد بچے برداشت کریں جو بہت امیر گھرانوں سے ہیں، اور ساٹھ فی صد نشستیں غریبوں کے بچوں کے لیے مختص ہو جائیں۔

جناب والا! اساتذہ کی غیر حاضری ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ہم جو بھرتی کرتے ہیں وہ مرکز کی سطح پر یا تحصیل کی سطح پر ہے۔ اس وقت بھی یہ بات زیر غور تھی۔ اس کو ہم یونین کونسل سطح پر لے آئیں۔ پی ٹی سی اساتذہ کی تقرری یونین کونسل لیول تک لے آئیں۔ اور female teachers کے لیے ہر یونین کونسل میں ہر مڈل سکول میں ایک ہوسٹل بنا دیا جائے۔ جس میں گرد و نواح کے چار پانچ پرائمری سکولوں کی female اساتذہ جو کہ شہروں سے بہت دور ہیں اور وہ وہاں اس لیے نہیں جاتیں کہ ان کے پاس آمد و رفت کے ذرائع نہیں ہیں اور گاؤں میں رہنے کے لیے باعزت جگہ، shelter نہیں ہے۔ تو اس سکول میں وہ female اساتذہ رہ سکیں۔ اے ڈی پی کی سکیم already رکھوائی گئی تھی اس پر عمل مزید بہتر کیا جائے۔

اسی طرح نگران افسران جو ہیں، اے ای اوز، ڈپٹی ڈی اوز، ڈی اوز، ان کی کارکردگی کو اور بہتر

کیا جائے۔ اس کے لیے میں تجویز دیتا ہوں کہ ایجوکیشن سول سروس قائم کی جائے۔ اس لیے کہ پانچ لاکھ کی establishment میں انتظامی افسران جو ہیں' اے ای اوز' ڈی ای اوز' جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اندر سے نکل کر آتے ہیں ان کا وہ معیار' ان کی وہ تربیت' ان کا وہ سٹائل نہیں ہوتا جس کی ہم توقع کرتے ہیں کہ سترہ اٹھارہ گریڈ کے افسران میں ہوگا اور ان لوگوں کو کنٹرول کریں جو قوم کے معمار کہلاتے ہیں۔ اس کے لیے ایجوکیشن کی سول سروس ہونی چاہیے کہ پانچ سال جو سکول ٹیچر ہو وہی امتحان دے کر پبلک سروس کمشن کا اس سروس میں آئے۔ already far East کے کچھ ممالک میں یہ تجربہ کامیاب رہا ہے۔

اسی طرح سابقہ دور میں ایک فیصلہ ہوا تھا جس پر عمل نہیں ہوا۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر عمل کریں۔ وہ یہ تھا کہ اس وقت جتنی تنخواہیں ہم اساتذہ کو فراہم کرتے ہیں وہ اے ای اوز اور ڈپٹی ڈی ای اوز کے ذریعے انھیں نقد فراہم کی جاتی ہے۔ وہی ان کا نگران عملہ ہے تو جو غیر حاضر اساتذہ ہیں وہ اپنی تنخواہ کا ایک حصہ کٹوا کر یا رشوت کی شکل میں دے کر باقی تنخواہ لے جاتے ہیں اور ان کو چیک کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس کے لیے میں نے گزارش کی تھی اور باقاعدہ میری تحریری ہدایت ریکارڈ میں موجود ہے کہ تمام اساتذہ اور سرکاری ملازمین جو محکمہ تعلیم کے ہیں ان کی تنخواہیں بذریعہ بنک ادا کی جائیں۔ تمام اساتذہ کے بنک اکاؤنٹس ہوں اور تنخواہ خود بخود ہر مہینے کی یکم تاریخ کو ان کے بنک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے۔ تنخواہوں پر جو ڈاکے پڑتے ہیں اس سے وہ بھی نہیں پڑیں گے۔ کئی اساتذہ اس وجہ سے قتل ہوئے ہیں اور یہ جو درمیان میں کٹوتی ہوتی ہے' اے ای اوز اور ڈی ای اوز تنخواہ میں قینچی مارتے ہیں وہ بھی نہیں ماری جائے گی۔

اسی طرح جہاں تک سائنس کے اساتذہ کی کمی ہے یہ ایک بڑا گھمبیر مسئلہ ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا' جیسا کہ جناب والا! کے علم میں ہے کہ ہم نے اپنے دور میں پہلی مرتبہ پاکستان کی تاریخ میں سائنس طلبہ کی فیسیں' ٹیوشن فیسیں کم کیں اور آرٹس کے طلبہ کی فیسیں بڑھائی تھیں۔ ماضی میں پورے ملک میں یہ پریکٹس تھی کہ سائنس طلبہ کی ٹیوشن اور باقی فیسیں زیادہ تھیں اور آرٹس کے طلبہ کی فیسیں کم تھیں۔ ہم نے اس کو reverse کیا اور سائنس کے طلبہ کی فیسیں کم کر دیں۔ ابھی آپ دیکھ سکتے ہیں اور آرٹس کے طلبہ کی بڑھا دیں تاکہ سائنس کے طلبہ کی حوصلہ افزائی ہو۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جتنے تعلیمی کالج ہیں وہاں پر بی۔ ایڈ کی نشستیں سائنس طلبہ کے لیے بڑھا دی جائیں' ساتھ

ان کو وظیفہ دیا جائے اور ان کے ساتھ، جب وہ ٹیچر مقرر ہو، تو اس کو کچھ سپیشل الاؤنس دیا جائے جس سے آپ کے سائنس اساتذہ کی کمی پوری ہوسکتی ہے اور اس دوران جب تک پبلک سروس کمشن سے سائنس ٹیچرز نہیں آ جاتے' ایس ایس ٹی، تو ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کر کے یہ کمی پوری کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں بات مختصر کرتا ہوں۔ آپ نے بڑی مہربانی کی ہے۔ ٹرانسفرز کے لیے بھی اس دور میں ہم نے ایک پالیسی بنائی تھی جس پر عمل ابھی آ کر مانیکا صاحب نے کیا ہے۔ میں ان کو مبارک باد دوں گا۔ ہمیں پھر اس پر عمل درآمد کرنے کا موقع نہیں ملا وہ تھی کہ سال میں گیارہ مہینے ٹرانسفر پر ban رکھا جائے اور صرف ایک مہینہ ٹرانسفر پر سے ban اٹھایا جائے۔ اس سے بہت ساری قباحتوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اور میں اپنے معزز ایوان کے معزز ارکان سے یہ گزارش کروں گا کہ سیاسی دباؤ میں کمی لائی جائے۔ اس وقت سب سے کمزور سرکاری ملازم سکول ماسٹر کو ہم کہتے ہیں۔ سکول استانی کو ہم کہتے ہیں۔ جس وقت ہمارے دوست چاہتے ہیں ان کی ٹرانسفر کر دیتے ہیں اور یہ بہت زیادتی ہے۔ میں آپ سب سے اپیل کروں گا کہ خدا کے لیے اس صوبے کے مستقبل پر رحم کرتے ہوئے آپ مہربانی فرمائیں، ہم سب، کہ رعایتی بنیادوں پر پوسٹنگ ٹرانسفر نہ کروائیں اور میرٹ پر یا tenure پورا ہونے پر اگر ہم یہ کام کریں تو اس سے ایجوکیشن افسران کو بھی بڑا free hand مل جائے گا اور ان کے وزیر صاحب کو بھی اور حکومت کو بھی کہ اب کام آگے بڑھا سکیں۔

تو آخری بات کہنے کی ایک منٹ کی اجازت چاہوں گا۔ وہ ہے فنی تعلیم۔ فنی تعلیم ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے اس کا بغور جائزہ لیا تو میں نے دیکھا کہ فرسودہ نصاب ہے۔ ۱۹۷۰ء کے بعد ٹیکنیکل ایجوکیشن کا نصاب ہی نہیں بدلا گیا اور آج تین سالہ کورس کرنے کے بعد ہمارے جو ٹیکنیشن آتے ہیں ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں کھپانے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کا وہ معیار ہی نہیں ہے جو معیار وہ چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ سارے سرکاری ملازمتوں کے لیے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اُس وقت میں ڈائریکٹو دیا تھا اور سات آٹھ نئی technologies اس میں متعارف کروائی گئی تھیں، جس میں information technology ہے' digital, computer technology اور بہت ساری ایسی فنی، جدید دنیا کی، جو اس وقت جاپان اور جرمنی میں پڑھائی جا رہی ہیں۔ تو میں یہ چاہوں گا۔ اس وقت اس پر بھی غور ہو رہا تھا اور میری ڈائریکٹنز ریکارڈ پر موجود ہیں۔ اس کو آگے بڑھائیں۔ وہ یہ تھا کہ میٹرک کی سطح پر

چار گروپ بنا دیے جائیں۔ کیوں کہ ہمارے جو طلبہ سکولوں میں آتے ہیں ان کی بہت بڑی اکثریت میٹرک کے بعد کالجوں میں اعلیٰ تعلیم کے فنی تعلیمی اداروں میں نہیں جاتی۔ اگر میٹرک کی سطح پر چار گروپ بنا دیے جائیں جس میں ایک ہو انجینئرنگ گروپ، دوسرا ہو میڈیکل گروپ، تیسرا ہو کامرس گروپ، چوتھا ہو ایگریکلچر گروپ۔ تو یہیں سے جو آگے نوکری کرنا چاہے تو اس کے اپنے فیلڈ کے مطابق اس کی کھپت ہو سکتی ہے۔ تو اس سے بہت بڑی ٹھوس بنیاد فنی تعلیم کی فراہم کی جا سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی جی۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر صاحب زادہ فضل کریم۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، سابق وزیر تعلیم موصوف ریاض احمد فتیانہ صاحب نے بڑے خوب صورت الفاظ میں بہت کچھ اظہار خیال فرمایا۔ لیکن کیا میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان کے اپنے دور اقتدار میں میرٹ کی کتنی دھجیاں بکھیری گئیں۔ کالجوں، سکولوں، یونیورسٹیوں میں جو بھرتیاں ہوئیں کیا وہ میرٹ کے مطابق ہوئیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میری بات سنیں۔ اب تو آپ کو کافی عرصہ ہو گیا۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ تشریف رکھیں ایک منٹ۔ ایک سوال و جواب کا وقفہ ہوتا ہے۔ آپ اسی قسم کا ایک سوال دے سکتے ہیں۔ اس کا جواب ملے گا۔ انھوں نے یہ ایک تقریر کی۔ اب اس تقریر میں یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی فاضل رکن آپ جیسا بڑا ہی نیک، ممبر یہ سوال کرنا شروع کر دیں کہ یہ مجھے بتائیں کہ کیا صورت حال ہے۔ یہ procedure میں allow نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو میں آپ کو ضرور اجازت دیتا۔ مہربانی، شکریہ۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! سوالات تو اڑھائی اڑھائی سال کے بعد اس ہاؤس میں آتے ہیں۔ ہم کس وقت بات کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر آپ رولز تبدیل کریں۔ جی' تاج محمد خان زادہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دیکھیں' ممبران کافی رستے ہیں مجھے ان کا خیال ہے۔

خواجہ ریاض محمود، ہمارا بھی اختیار ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں آپ کو آج اجازت نہیں دوں گا۔ جی' خان زادہ تاج محمد صاحب!

خواجہ ریاض محمود، مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' تشریف رکھیں۔ آپ بھی مہربانی کریں' ہم ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو تقریر کی اجازت دے دوں گا اس میں اپنی بات کر لیں۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, thank you very much for giving me time to speak. I have listened very carefully to the scriptures by the two priests who have been incharge of the Education Department for the last five or six years. I think, Pir Sahib was very correct in asking a question that, today, you are trying to teach scriptures to us but what were you doing when you were a Minister yourself. We have lost merit. There is no merit in education when you put third divisioners against people who have achieved honour and first division and you give vacancies on the basis of quota as if you were giving ration for eating, how the hell do you expect that your nation will progress literally and otherwise. These people, who held the portfolios of Education Minister, did not decentralise a single post. Even Naib-Qasids and Sweepers were appointed by the Ministers and the Chief Minister whereas the people who are expert in education have been deprived of all their rights to improve the education of the nation. You see, this is an eye-opener. This House is not

meant for you to come here and praise yourselves and make suggestions which are literally and financially not possible. Education is the base of democracy. It is the base of progress.

I would call your attention to the days when Islam came. We were the most progressive people in the world as far as education was concerned. In the tenth century when Tariq Bin Zayad conquered Spain; Europe was in darkness and the University of Qurtaba was established by the Muslims which was the most progressive in the whole of Europe Sir, we have forgotten our past. The University of Damascus and the University of Baghdad are the fore-runners of education in science and every other technical knowledge that we gave to the world When we lost merit we did not abide by discipline, we did not abide by the rule of thumb and when we did not consult our conscience we tried to work for ourselves. The result is quite apparent today I ask Mr Fatiana that when you were a Minister, you made an order that upto fifth class there will be no examination and you had to promote boys just like this I ask you, if there is no examination, do you think that a man who just goes from one year to another he will study in sixth class? You are making a base which itself is a cause of ruination of education in the future The Islamic Hadith says that knowledge and education is from cradle to the grave I ask my people that those who were responsible for this education of cradle to the grave have sent more people to the grave than to the cradle This was their achievement Look around the world. We MPAs have been making appointments of shorthand stenographers in the Education Department who even do not know how to type. You go and put in third-divisioners as Lecturers, you go and appoint people

to teach BA and MA who cannot write one line of English or Urdu themselves. This is how you want to improve the education of the country? Look at Zambabwe, an African country. In seven years they have educated their people and they are today 95 to 100 percent educated. Look at Bangla Desh, look at Ceylon, look at Korea, look at North Korea where people have been sincere to their nation and they have progressed.

In this country, unfortunately, we are all self-seekers. We want to win votes even at the cost of national destruction Sir, we talk very big here about our educational institutions. You cannot provide ordinary "taat" to the poor little boys They have no shelter. they have no benches, they have no teachers , they have no water Here you hold ceremonies in big stadium. Three boys with blue turbans, riding horses, present flowers to the Governor and the President And when you bring people from outside, the little children are brought on the road and they stand for hours in the sun to grace them Is this the way you want to educate your nation? I think such people should be ashamed of themselves I know, Sir, that my speech is going to have no effect on anybody but, at least, I want to put it on record that one day when I am asked and when I have to appear before my God O I shall say that I gave my views honestly and sincerely . If somebody in power doesn't do it, he will have to answer for his conduct

The education system which we inherited from the British, certainly we believe that the British policy was to produce Baboos but time came when we progressed to a certain extent but from what we have inherited we have not improved on it. Today, your DPIs, your Divisional Directors have no powers.

Here we talk of discipline but the big politicians go and haunt educational institutions to try and make them dance to their tune and call them "zindabad zindabad" and thereby impress their clients that I am a big leader because I can mislead hundreds of students by feeding them and bribing them and have them shouting my praises in the bazars. Sir, today, in educational institutions there are students who have for years failed. They are a cause and course for deterioration of the educational institutions yet nobody can touch them because they are the blue-eyed boys of certain people in power who want to keep them there in order to destroy the institutions so that they can retain their chair and have a big car and a big ovation when they go there. Is this way you are teaching your nation? What have you done for the poor people? You say you are making schools. There are no roofs. There are no places for them to sit. They say that the ink of a scholar is more valuable than the blood of a martyr. This is what Islam teaches you. Sir, Islam teaches you to train your children so that they will become the servants of God. My dear let me tell you that unless you mend your ways and you decentralise the powers you cannot make progress in education. Here, what do we do? The Education Minister does not get a minute to himself. All the time he is surrounded by people who are victimised, throw him away he did not vote for me, throw him away hundred miles from his home, punish him because he did not vote for me. I asked him to pass my children but he did not pass them, throw him away. Is this the attitude? Is this what you want to make a nation for yourself? You should be ashamed of yourself. With what face you come here and talk of discipline when you are yourself the chief culprit in disobeying all that. Where is discipline in

the educational institutions. You form Unions. There is nothing more harmful for education than to have Unions of Students playing to the tunes of political parties. This is exactly what we are doing. It is not that I am blowing my own trumpet but in my college and in my area I have not allowed a single organization of students to play to the tunes of politicians including myself and I wish and pray that this is the policy which we should unanimously endorse and encourage people to adopt.

And from today take the oath before God and before the great leader who brought this country into existence that we will not interfere in educational institutions, we willl not go to transfer teachers for personal engangements and victimization. we will not go to thrust people to be promoted without merit. Today, in a cabinet meeting we have decided our quotas. We have given 45 percent to the Prime Minister, we have given 35 percent to the Chief Minister, we have given 15 percent to our professors, we have given 5 percent to the Jialas. This is how you want to run the educational institutions. You should be ashamed of yourself and for making publicity of these things. My dear friends, look at U.S, look at U.K, look at China, look at Japan and take a lesson from them. What are you doing? It is the time for heart searching irrespective of political parties. I do not hold any brief for those to whom I belong. We have been doing the same thing which you are doing today. Though I do not hold any brief, but we atleast in the Province of the Punjab spend our time in flattery. Wali Khan said this, Bhutto said this, Nawabzada Nasrullah said this, Leghari said this. Here we get up and we flatter. We are spineless and doing nothing else. For God's sake, call a spade a spade and let the reward come from that

Great Power. Who sees us what we are doing. I am not speaking to sponsor the cause of certain organization I am not speaking as a political identity. I am speaking what is good for the country. You have given one crore of rupee to Cadet College, Hassan Abdal, because generals are there and the poor people do not get drinking water. We have nothing for the institutions, where there are no fans, no electricity, no benches, no taats.

جناب ریاض فتیانہ، (نکتہ وضاحت)۔ محترم خانزادہ صاحب نے میرے حوالے سے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ میں نے بطور وزیر تعلیم ایسی directions دی تھیں کہ پرائمری سکولوں میں جماعت اول سے پنجم تک امتحانات نہ لیے جائیں اور ان بچوں کو promote کر دیا جائے۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ directions اس لیے دی تھیں اور وہ بھی نہیں ہیں جو خانزادہ صاحب فرما رہے ہیں کہ سرکاری سکولوں میں کلاس اول سے پنجم تک جتنے بچے داخل ہوتے ہیں ان کا ہمارے ہاں پچاس فیصد طلبہ اور کوئی ۷۰ فیصد طالبات کا drop out rate ہے کہ وہ پرائمری پاس کیے بغیر گھروں کو چلے جاتے ہیں اس سے شرح خواندگی بڑھانے کا خواب تشنہ رہ جاتا ہے تو میں نے اس کی direction دی تھی کہ کلاس one to five امتحانات ہونے چاہئیں لیکن اس کا نام promotion test نہ ہو بلکہ evaluation test ہو۔ ہر بچے کو امتحان کی شکل میں evaluate کیا جائے کہ آیا اس میں کتنی کمزوریاں ہیں اور وہ کمزوریاں دور کی جائیں لیکن اسے فیل نہ کیا جائے اور تمام بچوں کو اگلی کلاس میں promote کر دیا جائے بجائے ایک بچہ دوسری جماعت میں یا تیسری جماعت میں فیل ہو کر گھر کو چلا جائے اس کو پانچ سال تک سکول میں رکھا جائے تاکہ شرح خواندگی میں اضافہ کیا جا سکے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ درست فیصلہ تھا۔

MR SPEAKER: Thank you for your explanation and I would like to request to Mr Taj Muhammad Khanzada to wind up the speech please. I have a long list and I have only one hour to go.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: You want me to resume my

speech.

MR SPEAKER: Kindly wind up your speach.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I preach discipline. Therefore, as a disciplinian I abide by your wishes and I resume my seat.

MR SPEAKER: Thank you very much. ...... Mr Muhammad Afzal Chan.

حاجی محمد افضل چن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا - جناب والا! تعلیم ایک ایسا طویل مضمون ہے کہ جس میں ستر فیصد دیہاتی آبادی غریبوں ' مزدوروں اور کسانوں اور مظلوموں کے بچوں کی داستانوں سے بھری پڑی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی اور سابق وزراء کی شان میں تو میں ایک شعر عرض کروں گا۔

کی اس نے میرے قتل کے بعد جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جناب والا! مجھے شرم آ رہی ہے کہ انہوں نے دو دو سال تین تین سال تعلیم کا قلمدان سنبھالنے کے بعد ان غریب کے بچوں کے لیے کیا بندوبست کیا ہے یہ جو سٹوریاں اور کہانیاں چھیڑ رہے ہیں میں نہیں چاہتا تھا کہ ان کو بھی چھیڑا جائے - ہر چیز میری آنکھوں کے سامنے ہے ان لوگوں نے میرٹ کی جو دھجیاں بکھیری ہیں اگر ان کی داستان پیش کی جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسے بے پر مضمون کے اوپر اپنا وقت ضائع کروں۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ پاکستان کو بنے ہوئے ۴۸ ' ۴۹ سال ہو چکے ہیں - میرے حلقہ پی پی - ۱۰۰ کی اس وقت حالت زار یہ ہے جو purely دیہاتی علاقہ ہے اس پورے حلقہ میں ایک بھی ڈگری کالج نہ لڑکوں کا ہے اور نہ ہی لڑکیوں کا ہے اس سے زیادہ ستم ظریفی اور کیا ہے۔ سب ڈویژن ملکوال کی تعداد چار ' پانچ لاکھ کی ہے اتنی آبادی کے لیے ایک بھی ڈگری کالج نہیں ہے۔ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا میرا یہ ایریا پنجاب میں نہیں ہے انہوں نے کونسا criteria بنایا تھا کہ جناب ہم تعلیم عام کریں گے۔ جناب تعلیم کی صورتحال یہ ہے کہ بیورو کریٹس کے بچے پڑھ سکتے ہیں اور جو سیاستدان اچھے کھانے پینے والے ہیں ان کے بچے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں لیکن ان امراء کے

بچوں کے تعلیم حاصل کرنے سے علم نہیں آسکتا۔ علم کہاں سے آنے کا جناب علم اس وقت آنے کا جب اس غریب جس کو ہم مسلم شیخ کہتے ہیں اس کی بچی اگر بی ۔ اے نہیں کرے گی تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ آپ کا معاشرہ مہذب ہو سکے ۔ یہ کتنے لوگ ہیں یہ پانچ فیصد ہوں گے' یہ دس فیصد ہوں گے مگر جو ۹۰ فیصد لوگ ہیں' جو اسی فیصد لوگ ہیں ان کا کسی بھی حکومت نے آج تک بندوبست نہیں کیا نہ سابقہ حکومتوں نے ---- جناب مجھے افسوس ہے کہ وٹو صاحب میری تقریر سے پہلے چلے گئے ہیں میں آپ سے بھی گلا کر سکتا ہوں ان سے بھی کر سکتا ہوں کیونکہ آپ چیف منسٹری کے عہدے پر فائز رہے ہیں میں تو یہی روتا رہتا ہوں کہ ان غریبوں کا کیا قصور ہے جن کی تعلیم کے لیے ہمیں کہتے ہیں کہ جی ٹیکس دو خدا کی قسم میں زرعی ٹیکس کے حق میں ہوں میں ہر ٹیکس کے حق میں ہوں۔ میں ٹیکس کیوں نہیں دیتا میں اس کی مخالفت کیوں کرتا ہوں اس لیے کہ میں ان لوگوں کو ڈاکو سمجھتا ہوں۔ ان ٹیکس لینے والوں کو میں ڈاکو سمجھتا ہوں۔ لاؤ اس تعلیم کا بجٹ اس میں دیکھو کہ ترقیاتی اخراجات پر کتنا خرچ ہے اور غیر ترقیاتی اخراجات پر کتنا خرچ ہے۔ انہیں شرم آنی چاہیے ۔ میں نے پچھلی اسمبلی میں ایک سوال کیا تھا کہ جناب ذرا بتایا جائے اور اس وقت جواب آیا تھا کہ ترقیاتی اخراجات پر ۲۶ کروڑ اور غیر ترقیاتی اخراجات پر ۵۴۰ کروڑ۔ تو میں نے جملہ کہا تھا کہ بھائی ہم ایک دیہاتی کہاوت کہتے تھے کہ چار آنے کی کھوتی بارہ آنے کا ڈنڈا ۔ اور یہ محکمہ تعلیم نے ثابت کر دیا ہے ۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مدنظر رکھیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ انگریز کا یہ دیا ہوا جو نظام تعلیم ہے یہ اس پر زور دیتے ہیں حضور کا فرمان ہے کہ جناب علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین تک جانا پڑے لیکن کونسا علم ---- حضور کا فرمان سنیے۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ کس علم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔ لیکن آج تک ہم مسلمانوں میں اپنے قول و فعل میں ہمیشہ تضاد رہا ہے جس کے اوپر علامہ اقبال صاحب کہتے ہیں کہ۔

ذات او دروازہ شہر علوم
زیر فرمانش حجاز و چین و روم

ہم نہ پاکستان بنانے والے علامہ کی بات مانتے ہیں نہ رحمۃ العالمین کی بات مانتے ہیں یہ کونسا دین ہے ؟ آئیے اب میں ان کے دین کی طرف آتا ہوں ۔ یہاں پر تین وزیر تعلیم بیٹھے ہیں سیکرٹری تعلیم بیٹھے

ہیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس جمہوریہ پاکستان میں جس کو یہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کہتے ہیں او جمہوریہ والو! کسی سکول میں بھی ----- میرے اپنے حلقہ میں اگر کسی ایک میں ہو تو میں نہیں کہتا ----- عربی ٹیچر نہیں ملے گا۔ کیا یہ یہی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ ہر گز نہیں یہ زیادتی ہے۔ پھر آ جائیے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ جدید دور ہے اب ٹیکنیکل دور آ رہا ہے تو جناب میرا سوال بھی تھا۔

جہاں سے میں چار دفعہ منتخب ہو کر آیا ہوں ۔ میری حالت دیکھیں ۔ یہ ان کو کہیں نوٹ کرلیں ۔ پنڈ مکو کے ہائی سکول میں نہ سائنس ٹیچر ہے ' نہ عربی ٹیچر ہے ' نہ سائنس کا سامان ہے ۔ میرے جیسا ایک غریب مسکین ایم پی اے غریبوں مزدوروں کسانوں کا درد رکھنے والا ان کی طرح ایسا نہیں ہے کہ ۔۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کرتا ہوں کہ قول و فعل میں تضاد نہ پایا جائے ۔ لیکن میں بے بس ہوں ۔ جناب ہمیں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کوٹہ میں دو سکول ملے تھے۔ میں نے دو گاؤں کا نام دیا تھا۔ چک نمبر 20 اور ایک موضع ہریا۔ آج تک دو اڑھائی سال گزر چکے ہیں' چیف منسٹر ڈائریکٹو بھی جاری کروا چکا ہوں۔ ایک میں بھی کلاسوں کا اجراء نہیں کیا گیا۔ کیا وجہ ہے۔ یہ کیسی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس پہ ان کو سوچنا چاہیے ۔ میں اپنے قابل احترام بھائی مانیکا صاحب جو اس وقت وزیر تعلیم ہیں ۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ جناب ماضی کو مت دہرائیں ۔ ہمارے غریبوں کے بچوں کے میرٹ کا نام لیتے ہیں۔ کبھی سنا ہے کہ غریب دیہاتی کا بچہ بھی ایچیسن کالج میں داخل ہوتا ہے ۔ غریبوں کے بچوں کے لیے تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں ہے ۔ یہ تمام جتنا بجٹ ہے یہ بالکل بیکار ہے ۔ یہ ان پورس کے ہاتھیوں کا خرچ ہوتا ہے جو اپنی فوج کو روندتے ہیں۔ اس میں غریبوں کا حق نہیں ہے ۔ جس مال میں چاہے دولت ہو چاہے علم ہو چاہے کوئی بھی چیز ہو اس میں غریب کا حق نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتا ہے۔

جناب سپیکر ، مہربانی ، شکریہ!

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! افسوس کی بات ہے کہ میرے قابل احترام تو آدھا گھنٹہ لے گئے اور مجھے غریب مسکین کو کیوں نہیں دے سکتے ۔

جناب سپیکر ، ایک ہی گھنٹہ ہے ۔ سب نے لینا ہے ۔ جو آپ نے بات کی ہے بڑے اچھے موثر طریقے سے کی ہے ۔

حاجی محمد افضل چن ، صرف پانچ منٹ دے دیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جناب ان غریب لوگوں کا بندوبست کریں۔ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو دکھائیں کہ نہ پینے کا پانی ہے ' نہ ٹاٹ ہیں نہ چھت ہے۔ یہ کونسی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں یہ لوگ۔ یہ جو ہمارا بجٹ کل آ رہا ہے ۔ بجٹ میں جتنا بھی ظلم کیا جائے صاحب اقتدار نے پاس کرنا ہوتا ہے ۔ اپوزیشن چیختی رہے لیکن کوئی سنتا نہیں ہے ۔ جناب ' تعلیم کا بجٹ آئے گا ۔ اس میں اگر غریبوں کے لیے کچھ نہ رکھا گیا کم از کم میں اپنے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ اس بجٹ کو ہم ہرگز پاس نہیں کریں گے ۔ جناب والا! ستر فیصد آبادی کے لیے یہ نوکریاں ہوتی ہیں۔ ابھی ابھی انھوں نے میرٹ کی بات کی ۔ کیا کبھی کبوتر اور باز کا کوئی میرٹ ہوتا ہے ۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

کتنی ستم ظریفی ہے اور کتنا ظلم ہے کہ ہمارے بچوں کو تو تھرڈ ڈویژن پی ٹی سی پڑھائیں اور یہاں کے بچوں کو ڈبل ایم اے پڑھائے۔ ان کا میرٹ ایک نمبر اور پھر ایک بدمعاشی ہوتی ہے۔ انصاف کی دھجیاں اڑتی دیکھیں۔ بیس نمبر انٹرویو کے جو ان کی اپنی من مانی کے لیے ہوتے ہیں۔ جناب والا! اس ظلم کو روکیں ۔ ہمارے ہاں ابھی ابھی بھرتی ہوئی ہے ۔ میں نشاندہی کر سکتا ہوں ۔ ہم نے عرض کی تھی جناب والا! ڈاکٹروں اور لیکچررز کو تعینات کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں۔ ہمارے ہسپتال بھی خالی پڑے ہیں۔ ایم بی بی ایس نہیں جاتے ۔ وہ کیوں نہیں جاتے اس لیے کہ وہ لاہور کے رہنے والے ہیں۔ لاہور کا لیکچرار اگر پنڈ مکو میں تعینات ہو جائے تو وہ نہیں جائے گا ۔ میں نے عرض کی تھی اور وزیر موصوف صاحب نے بھی یہ کہا تھا ۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں کہ ہم بھی روئیں اور ہمارے وزیر موصوف بھی کہیں تو پھر ان کو کیا اعتراض ہے ۔ میرے حلقے کے کوالیفائیڈ بچے ہیں میں ان کے نام بتا سکتا ہوں ان کو تعینات نہیں کیا گیا ۔ کوئی ناردوال کا ' کوئی فیصل آباد کا اور کوئی کہیں سے لایا گیا ۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ۔ گوجرانوالہ کا ریکارڈ وزیر موصوف چیک کر لیں۔ میں

ثابت کر دوں گا۔ گوجرانوالہ میں سیٹ خالی پڑی ہے۔ انھوں نے جتنے بندے تعینات کیے ہیں کسی نے join ہی نہیں کیا ۔ لیکن انھوں نے ہمارے بچے کو نہیں لگایا۔ جناب والا! اس ستم ظریفی کو کس نے روکنا ہے۔ تعلیم دیں، تعلیمی پالیسی بنائیں جس میں دیہاتی مزدور کے بچے کو ایچیسن کالج میں تعلیم ملے۔ ورنہ وہ وقت آئے گا انقلاب فرانس کو آپ نہیں روک سکیں گے ۔ یہ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت آ رہا ہے۔ میرے مولا علیؓ کا فرمان ہے کہ کفر سے حکومت قائم ہو سکتی ہے ظلم سے حکومت قائم نہیں رہ سکتی ہے ۔ اس کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، بہت بہت شکریہ! مجھے حاجی افضل چن صاحب کے اس پرجوش پہ انھیں داد دینی ہے ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس انجمن میں، میں اکیلا نہیں ہوں۔ آہستہ آہستہ یہ میرے ہمنوا ہوتے جاتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر تعلیم نے بعد میں جواب دینا ہے ۔ میں یہاں چھوٹی سی ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ارادہ ہو تو بہت سے مسائل tactfully حل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ارادہ ہو ۔ جب پاکستان ابھی نہیں بنا تھا۔ تو 1848ء میں انگریز نے پنجاب پر قبضہ کیا ۔ 99 سال میں اس نے پنجاب میں صرف پچاس کالج بنائے ۔ ہر دو سال میں اس کی اوسط ایک کالج کی بنتی تھی ۔ جب پاکستان بنا تو پہلے پچیس سال میں پچیس کالج اور پنجاب میں بن گئے ۔ اب اوسط سال میں ایک نیا کالج کی بن گئی ۔ جب 71-1970ء میں انتخابات ہوئے اور پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو میں وزیر خزانہ بنا تو جہاں سال میں ایک کالج بنتا تھا تو ہم نے پہلے سال دو کالج بنائے ۔ اگلے سال میں وزیر خزانہ تھا میں نے دو سے چار کالج کیے ۔ اگلے سال میں وزیر اعلیٰ تھا اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انگریز نے 99 سالوں میں جتنے کالج بنائے تھے میں نے وزیر اعلیٰ کے دور میں ایک سال میں پچاس کالج بنائے ۔ میں یہ صرف اپنے لیے نہیں کہہ رہا ۔ میں صرف آپ کو یہ حوصلہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر ارادہ ہو تو کام ہو سکتا ہے ۔ ہر جگہ صرف پیسے کی ضرورت پر بات ختم کر دیتے ہیں۔ پیسہ تو جتنا ہے سو ہے ۔ لیکن بہت سے معاملات میں پیسہ نہیں بھی چاہیے ہوتا ۔ ایسے ایسے آپ کے پاس پرانے ہائی سکول ہیں کہ جن کے پاس زمینیں ہیں ۔ اگر آپ ان سکولوں کے اندر دو نئے کمرے ڈال دیں تو اسی کو آپ کالج بھی بنا سکتے ہیں۔ بہت سے راستے نکالے جا سکتے ہیں۔ creative , productive, imaginative راستے ہیں۔ مانیکا صاحب ، آپ ہمارے ساتھیوں میں ایک ایسے شریف ، تعلیم یافتہ اور ایک نیک نفس انسان ہیں ۔ مجھے آپ سے

بڑی توقعات ہیں۔ اور دوستوں سے بھی ہیں لیکن آپ سے بہت زیادہ ہیں۔ اور اب ایک ایسا محکمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں دیا ہے جس پہ اس قوم کی تقدیر منحصر ہے۔ تو از راہ کرم اس مسئلے کو صرف پیسے پر نہ چھوڑیے۔ پیسہ پیچھے رہ جاتا ہے اور ارادے اورہمتیں جو ہیں وہ آگے بڑھ جاتی ہیں۔ اللہ آپ کو توفیق دے ۔ اس کے بعد ہمارے ساتھی ہیں میاں عبدالستار صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے ۔ آگے چلتے ہیں میاں عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود ۔ جناب والا ! مجھ سے پہلے منشاء اللہ بٹ صاحب بولنا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر: ان کا نام میرے پاس تو نہیں لکھا ہوا ۔ بہر حال چلیے اگرآپ کہتے ہیں اور تشریف رکھتے ہیں تو بڑی خوشی سے پہلے وہ بات کر لیں ۔ جناب منشاء اللہ بٹ صاحب !

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : شکریہ جناب سپیکر ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔ جناب سپیکر ! تعلیم اور محکمہ تعلیم ہمارا اہم ترین شعبہ ہے اور اس کی حالت اس وقت نہایت ہی تشویشناک ہے ۔ ہمارے ہاں تقریباً 70 فی صدی عوام تعلیم کے بنیادی حقوق سے محروم ہے ۔ جناب سپیکر ! جہاں سکولز موجود ہیں وہاں سٹاف نہیں ہے اور جہاں سٹاف موجود ہے وہاں عمارتیں نہیں ہیں ۔ پرائمری اور مڈل سکول بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی حالتِ زار نہایت ہی افسوس ناک ہے ۔ ہم سب نمائندگان کا یہ فرض ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ 14 ۔ تاریخ روزنامہ " صداقت " کی ایک خبر پڑھنا چاہوں گا ۔ لکھا گیا ہے کہ " میرے وطن کی سیاست، محنت کشوں کے سکول کی گود خالی رہی ، چوہنگ کے قریب مزدوروں کے بچوں کا سکول مدتوں سے بجلی، پانی اور چاردیواری سے محروم چلا آرہا ہے ۔ لیبر یونین کے صدر نے 50 ہزار کی گرانٹ منظور کرائی جو سکول پہنچنے سے پہلے ہی آسانی مخلوق کے ہتھے چڑھ گئی اب ایک لاکھ 50 ہزار کی گرانٹ بدقسمت سکول کی بجائے ADLG لوکل گورنمنٹ کی اہلیہ کے سکول کو دی جا رہی ہے ۔ جناب سپیکر! یہ ہمارے پرائمری سکولوں کی حالتِ زار ہے۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ایک بچی کا تعلیم حاصل کرنا آئندہ آنے والی نسل کا تعلیم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جناب والا! میرے شہر سیالکوٹ میں ایک ڈگری سائنس کالج ہے جہاں پر بچیوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ بچیاں کلاس رومز اور اس کے باہر کھڑے ہو کر تعلیم حاصل کرتی ہیں جو ہم سب کے لیے

باعث شرم ہے۔ وہاں پر نئے بلاک کی ضرورت ہے ' وہاں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ محکمہ تعلیم کا یہ فرض ہے کہ وہ وہاں کا دورہ رکھیں ' ڈائریکٹر کالجز وہاں جائیں اور اس کالج کی جو ضروریات ہیں جہاں بچے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انھیں تعلیم کی سہولتیں میسر نہیں ہیں وہ انھیں مہیا کریں تاکہ ان کے مسائل حل ہوں ۔ جناب والا ! جس شہر میں طالب علم یا طالبات کی زیادہ تعداد تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے وہاں پر کافی عرصے سے ایک ہی ڈگری سائنس کالج ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھیں وہاں پرکم از کم ایک اور کالج فوری طور پر منصوبے میں لانا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! بجٹ میں رقم رکھنے کے باوجود ' ٹینڈر کرنے کے باوجود سکولوں میں فرنیچر نہیں ہے ' پرائمری سکولوں میں ٹاٹ نہیں ہیں ' لائبریری میں کتب نہیں ہیں ' سائنس لیبارٹریز میں سامان موجود نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ تعلیم کے لیے نہایت اہم مسئلہ ہے۔ ہمیں کرپشن کو ختم کرنا ہو گا اور منصفانہ احتساب کرنا ہو گا ۔ یہ بات بہت ہی ضروری ہے ۔ ہمارے ہاں اس وقت تقریباً صرف تین فی صد پرائمری سکول ایسے ہیں جنھیں sanitation کی سہولت میسر ہے ۔ یقین جانیے گا کہ سکولوں میں پانی ' بجلی ' فرنیچر ' چار دیواری اور گھنٹیاں وغیرہ نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ ہم اپنی آئندہ آنے والی قوم کے ساتھ ' آئندہ آنے والی نسل کے ساتھ روا رکھ رہے ہیں۔ جناب سپیکر ' ہمیں نظام تعلیم اور اس system کو تبدیل کرنا ہو گا ۔ شعبہ تعلیم میں دو عملی کو ختم کرنا ہو گا ۔ ایک طرف تو بڑے عالی شان کالجز ' بڑے عالی شان محل نما سکولز ہیں ' درسگاہیں ہیں اور دوسری طرف ہمارے ملک میں بغیر عمارتوں ' بغیر بنیادی سہولتوں کے سکول قائم ہیں ۔ ہمیں طبقاتی تعلیمی نظام ختم کرنا ہو گا ' غریبوں اور عام لوگوں کے لیے سہولتیں مہیا کرنی ہوں گی تاکہ وہ اپنے بچوں کو نہایت آسانی کے ساتھ تعلیم دلوا سکیں ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کو اس کی ایک واضح مثال عرض کرتا ہوں کہ میاں نواز شریف صاحب نے اپنے دور اقتدار میں لاہور شہر میں محنت کشوں کے لیے ایک شاندار سکول قائم کیا ۔ اس روایت کو آگے بڑھنا چاہیے تاکہ غریب عوام اور مزدور طبقہ اپنے بچوں کو آسان طریقے سے تعلیم حاصل کروا سکیں ۔ جناب والا! مسلم لیگ کے دور حکومت میں شرح خواندگی کو کم کرنے کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن بنائی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ نجی اداروں کے مالکان حکومت کا اس شعبے میں ہاتھ بڑھائیں لیکن حیران کن بات ہے کہ اس وقت اس کی working تقریباً ختم ہو چکی ہے اور کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آ رہی کہ اس فاؤنڈیشن سے کوئی فائدہ اٹھایا گیا ہو ۔ محترم سپیکر صاحب ! محکمہ ایجوکیشن میں وزیر تعلیم ' ڈی پی آئی سکولز ' ڈی پی آئی کالجز ' ڈائریکٹر کالجز '

ڈی ای اوز وغیرہ اتنا عملہ ہونے کے باوجود انھیں یہ علم نہیں ہوتا کہ کہاں پر عمارت موجود نہیں ہے' کہاں پر استاد موجود نہیں ہے ' کہاں پر بچے صبح جاتے ہیں اور بغیر پڑھے گھر واپس چلے آتے ہیں - یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ٹور پرو گرام بنائیں' علاقے میں' دیہاتوں میں جائیں' وہاں پر عمارتوں کی پوزیشن دیکھیں ' اساتذہ کرام کے کام کی نگرانی کریں اور اپنا فرض منصبی صحیح طریقے سے ادا کریں۔ جناب سپیکر ! ہم ایک بات بھولتے چلے جا رہے ہیں کہ مجھے ' آپ اور سب کو اپنے مالک حقیقی کے سامنے اپنے فرضِ منصبی کا حساب دینا ہے جو تمام طاقتوں' عزتوں اور رحمتوں کا مالک ہے - اور وہ اٹل حساب ہے نہ جانے ہمارے ذہن سے یہ بات کیوں نکل گئی ہے کہ ہم اس حساب کے لیے اپنے آپ کو تیار نہیں کر رہے جو کسی وقت بھی لیا جا سکتا ہے - جناب والا ! استاد سب سے محترم شخصیت کا نام ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اساتذہ کرام کے تمام مسائل کو حل کرنا چاہیے ' انھیں اس معاشرے میں VVIP کا مقام دینا چاہیے کیونکہ وہ قوم کے معمار ہیں ' انھوں نے قوم کو تیار کرنا ہے - جب ان کے اپنے مسائل نہیں ہوں گے ' جب معاشرے میں انھیں ایک مقام دیا جائے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر وہ اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے سرانجام دیں گے - جناب سپیکر! ہمیں آنے والی نسل کے لیے ' نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لیے ' اپنی تاریخ کی حفاظت کے لیے نصاب تعلیم میں تبدیلی لانا ہو گی اور نصاب تعلیم میں تاریخ اسلام ' نظریۂ پاکستان اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کو شامل کرنا ہو گا تاکہ آئندہ آنے والی نسل خود دار ہو ' شاہین ہو اور نظریۂ پاکستان سے واقف ہو - جناب والا! کالج سے فارغ ہوتے ہی ایسا system دینا ہو گا جو اس چیز کی ضمانت دے کہ جو شخص کالج سے فارغ ہو گا اس کو نوکری مل جائے گی ' وہ برسرِروز گار ہو جائے گا تاکہ کارآمد نوجوان بے کار نہ رہیں - جناب والا! شعر عرض ہے کہ :-

علم رہبر دل زنی یارے بود
علم رہبر تن زنی مارے بود

جناب سپیکر : اب آپ مہربانی سے wind up کیجیے -

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : جناب سپیکر ! اس وقت ہم وقت اور پیسے کا ضیاع کر رہے ہیں - ہمیں میدانِ عمل میں نئی تعلیمی پالیسی لے کر آنا ہو گی اور محکمے کو اپنے مفاد کی بجائے طلباء کے مفاد کو

سامنے رکھنا ہو گا۔ جناب والا! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ مشن نبیوں کا مشن تھا۔ ہمارے ہادی' ہمارے آقا' ہمارے مرشد' میری روح ان پر فدا ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن تھا اور اس زمانے میں مساجد میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم بھی سکھائے جاتے تھے اور طلباء کی تربیت بھی کی جاتی تھی۔ جناب سپیکر! آج آپ تعلیم کو دیکھ لیں' تربیت کو دیکھ لیں آپ کو افسوس ہو گا۔ ہمیں اس طرف لوٹنا ہو گا' ہمیں مساجد میں پرائمری سطح کی تعلیم کو دینی تعلیم کے ساتھ شروع کرنا ہو گا تاکہ طالب علم کی تعلیم بھی ہو اور اس کی تربیت بھی ہو۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس نظام تعلیم نے نہایت ہی اعلیٰ قسم کے بڑے عالم دین پیدا کیے' نہایت ہی اچھے دانش ور پیدا کیے' بلند پایۂ اساتذہ کرام پیدا کیے اور نہایت ہی قابل فخر شاگرد پیدا کیے۔ میری وزیر تعلیم سے یہ التجا ہے کہ وہ اس طرف غور کریں کہ ہمیں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی بھی ضرورت ہے۔ ہمیں اس نظام کو بدلنا ہو گا تاکہ غریب کا بیٹا بھی آسانی کے ساتھ امیر کے بیٹے کے ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکے اور ہم آئندہ نسل کو باوقار نسل کی شکل میں دیکھ سکیں۔ جناب والا! اپنی عادت کے تحت میں آخر میں ایک بات آپ سے کرتا چلوں کیونکہ آپ بھی کچھ جلدی میں ہیں:-

پھونک ڈالو یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرو

جناب سپیکر: شکریہ۔ لالہ مہر لال بھیل۔

جناب سپیکر، لالہ مہر لال بھیل پانچ منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

لالہ مہر لال بھیل، جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں ایک منٹ میں بات مکمل کرتا ہوں۔ جناب والا! 94-1993ء میں ہمیں جو سکولوں کا کوٹہ دیا گیا تھا ان کی بلڈنگز بن چکی ہیں لیکن آج تک وہاں عملہ نہیں ہے تو یہ سکول کس لیے دیے تھے اس لیے کہ بلڈنگز بنا کر اس میں گدھے گھوڑے باندھے جائیں یا بچوں کو تعلیم دی جائے۔ جناب والا! 1995ء میں جو بھرتیاں ہوئی تھیں پی ٹی سی یا کسی اور پوسٹ پر میرا ایک امیدوار بھی بھرتی نہیں کیا گیا------

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی فرمائیے

جناب ایس اے حمید، جناب والا! لالہ جی نے ابتدا ہی اس بات سے کی ہے کہ میرا ایک بھی امیدوار بھرتی نہیں کیا گیا' جناب والا! یہ تعلیمی پالیسی ہے؟ انھوں نے تو حکومت کی پالیسی بتا دی ہے کہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے اور اسمبلی ایم پی ایز کو جس طرح نوازا ہے لیکن ان کی طرف اس لیے دھیان نہیں دیا کہ یہ اقلیتی رکن ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ ان کا تو حکومت بہت خاص خیال رکھتی ہے کہ کہیں ادھر ادھر نہ چلے جائیں۔جی للہ صاحب۔

للہ مہر لال بھیل، جناب والا! جیسا کہ حاجی افضل چن صاحب نے فرمایا تو میں بھی یہی کہتا ہوں کہ شاید حکومتی پارٹی نے مجھے اپنے ساتھ نہیں سمجھا۔ جناب والا! فتیانہ صاحب کے حلقے میں اور دوسروں کے حلقوں میں 65 فی صد کوٹہ دیا گیا اور بھرتی کی گئی اور اقلیتوں کے لیے-----

جناب سپیکر، اسے کہتے ہیں کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

چودھری خادم حسین، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! یہ بات قطعاً غلط ہے کہ ہمیں کوئی کوٹہ دیا گیا ہے۔ ہمیں تو ایک آدمی کا بھی کوٹہ نہیں دیا گیا۔ جتنی بھی recruitment ہوئی ہے وہ merit پر ہوئی ہے وہاں ڈویژنل اور ضلع کی سطح پر کمیٹیاں بنی ہوئی تھیں ان لوگوں نے تمام تعیناتیاں کی ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس طرح کہہ رہے ہیں میں بھی تو اسی جماعت کا اور اسی گروپ کا ایم پی اے ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا' ہم روتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ للہ صاحب کو کس نے کہا ہے کہ ہمیں کوٹہ ملا ہے۔ ہمیں کوئی کوٹہ نہیں ملا۔

جناب سپیکر، چلیے۔جی للہ صاحب!

للہ مہر لال بھیل، جناب والا! یہ جو کمشنر اور ڈی سی صاحبان کی سربراہی میں کمیٹیاں بنائی گئی تھیں تو کمیٹیوں میں تمام اکثریتی ایم پی ایز کو بلا کر ان کے حلقہ میں 65 فی صد کے حساب سے بھرتی کی گئی۔ جیسا کہ حاجی افضل چن صاحب نے کہا میرے ضلع بہاولپور میں ایک تحصیل کے اور اسی ضلع کے امیدوار نے درخواستیں دیں اور Recruitment Committees میں پاس بھی ہوئیں لیکن میرا ایک امیدوار بھی بھرتی نہیں کیا گیا حالانکہ وہ اس merit پر بھی پورے اترتے تھے۔ انھوں نے

پی ٹی سی بھی کیا ہوا تھا اور ان کے نمبر بھی ٹھیک ٹھاک تھے لیکن کوئی بھی بھرتی نہیں کیا گیا۔ یہ اقلیتوں کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ مجھ سے یہ زیادتی ہوئی ہے۔ آئندہ اس کا ازالہ کیا جائے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، مہربانی جناب مہر لال بھیل۔ عمران مسعود پہلے آپ تقریر کریں گے یا سلہری صاحب کرنا چاہتے ہیں؟

میاں عمران مسعود، جناب والا! پہلے میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی میاں عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! مجھ سے پہلے لالہ جی نے جو ایجوکیشن پالیسی پر اظہار خیال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قسم کی پالیسی رہی تو پھر ان کی جماعت کا اور پالیسیوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب سپیکر، پالیسی سٹیٹمنٹ تو وزیر تعلیم دیں گے۔ لالہ صاحب نے تو اپنی تعلیمی پالیسی بیان کی ہے۔

میاں عمران مسعود، بہر حال میری ہمدردیاں لالہ جی کے ساتھ ہیں۔ اگر انہیں کسی قسم کا کوٹہ چاہیئے کوئی نوکری چاہیے تو میں اپنی خدمات پیش کر سکتا ہوں۔ میں انہیں فوزن کا کوٹہ ضرور دے سکتا ہوں۔ جناب والا! ایجوکیشن منسٹر کے بارے میں آپ نے جن توقعات کا اظہار کیا اس سلسلے میں ہمیں بھی میاں عطاء مانیکا صاحب سے بہت سی امیدیں ہیں۔ ان سے پہلے سابق وزیر جناب عثمان ابراہیم صاحب جو کہ ہماری حکومت میں 1989ء سے لے کر 1993ء تک وزیر تھے انھوں نے تقریر کی اس کے بعد ریاض فتیانہ صاحب نے جو تجاویز دیں اور اپنے زمانے کی کارکردگی دکھائی۔ جناب والا! میرے حساب سے آج کل محکمہ تعلیم تو ایک مذاق بنا ہوا ہے لیکن ہمیں نا امیدی اس لیے نہیں ہے کہ ابھی محکموں میں وہ اچھے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ایجوکیشن ایک اتنا اہم محکمہ ہے۔ جس طریقے سے وہ اچھے لوگ جہاں جہاں بیٹھے ہیں اگر وہ کرپشن کو روکتے رہیں گے تو یہ محکمہ قائم رہے گا۔ پچھلے زمانے میں جناب ریاض فتیانہ صاحب وزیر تعلیم تھے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ اس زمانے میں اخبار والوں نے جتنا ان کے خلاف لکھا ہے شاید ہی کسی وزیر کے خلاف لکھا ہو۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب گوجرانوالہ بورڈ، سرگودھا بورڈ یا راولپنڈی بورڈ ٹھیکے پر دیے جاتے تھے۔ اخبار والوں نے صحیح معنوں میں

اپنا کردار ادا کیا اور صحافت کا صحیح معنوں میں اظہار کیا اور اخبار نے لکھا کہ محکمہ ایجوکیشن کی کرپشن جو اس زمانے میں تھی شاید اخباروں نے کبھی بھی اس چیز کی نمائندگی نہیں کی لیکن آج کس طریقے سے on the floor of the House انھوں نے کہا کہ مجھے یہ تجویز دینی چاہیے یا میرے خیال میں ایسی پالیسی ہونی چاہیے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عزت دی جب ان کو موقع ملا تب تو وہ delivery of goods نہیں کر سکے ۔ اسی طریقے سے اگر اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو یہ موقع دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ national service ہے یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ محکمہ تعلیم کو ٹھیک کیا جائے ۔ ہمیں اساتذہ کے بارے میں ایک image ملتا ہے لیکن جب ہم ان کا کردار دیکھتے ہیں تو ان کے بارے میں ہمارا image خراب ہو جاتا ہے ۔ یہ وہ اساتذہ ہیں جن کو کبھی الیکشن لسٹوں کی تیاری میں گھسیٹا جاتا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو الیکشن کی لسٹیں لے کر اقتدار والوں کے دفتروں میں بیٹھ کر غلط ملط کرتے ہیں اور ان کو خراب کرتے ہیں ۔ یہ وہی اساتذہ ہیں جب الیکشن میں کسی پولنگ اسٹیشن پر ان کی ڈیوٹی لگتی ہے تو یہ وہاں پر دھاندلی کرواتے ہیں ۔ جناب والا! اگر ایجوکیشن والوں نے اپنا image خراب کیا ہے تو ان میں اساتذہ کا خود بھی بہت زیادہ قصور ہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ماہر عجیب قسم کی tuition service شروع کی ہوئی ہے اور طلباء کو ورغلاتے ہیں ۔ جب تک وزیر صاحب ان ساری چیزوں کا notice نہیں لیں گے جب تک محکمہ تعلیم notice نہیں لے گا تو کوئی چیز بھی ٹھیک نہیں ہو گی جناب والا! آپ vacancy position دیکھیں میرے ہی ضلع گجرات میں ایک بہت ہی پرانا institution زمیندارہ کالج ہے جو بڑے عرصے سے وہاں چل رہا ہے وہ انگریزوں کے زمانے کا بنا ہوا ہے ۔ کسی زمانے میں راولپنڈی اور لاہور کے درمیان واحد یہ ایک ہی کالج تھا جہاں سے لوگ پڑھتے ہیں ۔ یہاں پر ہمارے بہت سے ایسے colleagues بیٹھے ہیں جنھوں نے زمیندارہ کالج سے graduation کی ہے ۔ جناب والا! اس وقت وہاں 46 سیٹوں پر کوئی اساتذہ بھی کام نہیں کر رہے ۔ یہ 46 سیٹیں پچھلے دو سال سے خالی پڑی ہیں میں نے کئی بار وزیر صاحب سے کہا کئی بار پرنسپل زمیندارہ کالج سے کہا کہ جناب آپ ان سیٹوں کو پر کریں وہاں سے کئی انگلش کے ٹیچر غائب ہیں کئی اکنامکس کے ٹیچر غائب ہیں لیکن کوئی پرسان حال نہیں ہے کوئی سننے والا ہی نہیں ہے ۔ اگر ہم لوگ اپنی نمائندگی کرتے ہوئے اخباروں میں دیتے ہیں محکمہ تعلیم کو ان چیزوں کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن ان کا جواب یہ ملتا ہے کہ کوئی استاد گجرات جانے میں interested ہی نہیں ۔ تمام اساتذہ شہر میں رہنا

چاہتے ہیں بڑے بڑے شہروں لاہور راولپنڈی اور ملتان کی طرح شہر میں رہنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! ایک ایسا system creat کیا جائے جیسے ہم لوگوں نے محکمہ ہیلتھ میں ایک ایسا منصوبہ بنایا تھا کہ جو بھی fresh graduates یا fresh doctors ہوں گے ان کو periphery service دی جائے گی وہ دو سال backward areas میں لگائیں گے۔ اگر یہی پالیسی ایجوکیشن میں بنائی جائے کہ جتنے بھی اساتذہ پی ٹی سی، سی ٹی یا ایس ایس ٹی یا جو بڑے مضامین کے یا کالجز کے جو اساتذہ ہیں جو پی پی ایس سی سے نکل کر باہر آتے ہیں اگر ان کو periphery میں لگا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قباحت دور ہو سکتی ہے۔

جناب والا! مجھ سے پہلے تمام colleagues نے یہاں طبقاتی تعلیم کا ذکر کیا ہے ایچی سن اور کیڈٹ کالج کے خلاف بھی باتیں کیں۔ جناب یہ ایسے ادارے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے ملک کی شان ہیں صوبہ پنجاب کی شان ہیں یہ وہ کالجز ہیں جو پوری دنیا میں مانے جاتے ہیں۔ اگر آپ ایچی سن کالج کی بات کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا محکمہ تعلیم سے کوئی ایسا خاص واسطہ نہیں ہے وہ ایک خود مختار ادارہ ہے اور وہ اپنی مدد آپ کے تحت چل رہا ہے۔ یا اس کے جو فنڈز ہیں وہ self generated funds ہیں۔ اگر ایک اچھی چیز یا ایک اچھا کالج طالب علموں کے لیے میسر ہے تو میرا نہیں خیال کہ وہ لوگ جو وہاں پر پڑھتے ہیں ان کا کوئی قصور ہے لیکن اگر حکومت ایچی سن کالج کی طرح یا کیڈٹ کالج کی طرح بچوں کو تعلیم دلوانا چاہتی ہے تو اپنے سرکاری سکولوں کا معیار اچھا کر دے تاکہ ان کو بھی اس لیول کی تعلیم مل سکے۔ بہرحال یہاں پر وزیر موصوف بھی بیٹھے ہیں میں ان کی خدمت میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ طالب علم اور استاد کا جو رشتہ ہے اس کو بہتر کیا جائے۔ ہم اپنے اساتذہ کی بہت عزت کرتے ہیں اگر ہمیں تعلیم صحیح نہ دی جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ ہم ایک اچھے شہری بن سکیں گے۔ آج اگر ہمارے ملک کے اندر حب وطنی کا جذبہ کم ہے تو صرف اسی وجہ سے کم ہے کہ ہمیں صحیح استاد نہیں مل رہے وہ استاد بچوں کو اچھی تعلیم نہیں دے رہے۔ میں جب بھی کسی تعلیمی ادارے میں گیا اور میں نے ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ جناب آج جب کلاسیں شروع کرتے ہیں آپ پہلے اسمبلی کرتے ہیں یا قومی ترانہ بچوں سے کہلواتے ہیں ؟ انہوں نے کہا نہیں جناب ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔ جناب والا! جب قومی جذبوں والی باتیں ہم طالب علموں میں پیدا نہیں کریں گے تو وہ اچھے شہری اچھے پاکستانی کس طرح سے بنیں گے۔ آج ہمارے پاکستانی شہریوں کے

بارے میں تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ ہر پاکستانی کی ایک قیمت ہے 'ہر بندہ چاہے وہ چپڑاسی ہے یا وزیر تک ہو اس کو saleable commodity سمجھا جاتا ہے۔ جناب والا! اس قسم کی صورت حال ہمارے معاشرے میں کیوں پیدا ہو گئی ہے صرف اس لیے کہ ہمارے اندر قومی جذبہ یا حب الوطنی کا جو جذبہ ہے وہ کم ہو گیا ہے ۔ جناب والا! یہ جذبہ کون پھر سے پیدا کر سکتا ہے صرف استاد ہیں جو یہ جذبہ پیدا کر سکتے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم کے پاس یہ ایک واحد موقع ہے کہ وہ اپنی عوام کو نیشنل سروس دے سکتے ہیں اور اپنے ملک کے تعلیمی نظام کو وہ ٹھیک کر سکتے ہیں ۔ جناب والا! مجھ وزیر صاحب سے اور محکمہ تعلیم سے قوی امید ہے جو کہ ایک اچھی ٹیم ہے یہ لوگ ان باتوں اور مسائل کو سمجھتے ہیں اس لیے اچھی پالیسیاں وضع کریں گے اور اس کا آئندہ image بہتر ہو سکے گا۔

جناب سپیکر ۔ بہت بہت شکریہ۔

میاں عمران مسعود ۔ جناب والا! بہت بہت شکریہ۔ میں اب wind up کر رہا ہوں ۔

جناب والا! یہاں پر پرائیویٹ سکولوں کی باتیں چل رہی تھیں۔ جناب والا! پرائیویٹ سکولوں کے ایجوکیشن سسٹم کو سرکاری سکولوں سے اگر compare کیا جاتا ہے تو آپ یہ پرائیویٹ سکول بند کر دیں۔ یہی لوگ ہیں یہی ادارے ہیں جنہوں نے پرائیویٹ لاء کالجوں اور میڈیکل کالجوں کی بھی اجازت دے دی۔ جناب والا! اگر اجازت دینی بھی چاہیے تھی اور promote کرنا تھا تو آپ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو promote کریں۔ اس سلسلے میں اگر سکول بنتے ہیں تو لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ آپ پولی ٹیکنیک ایجوکیشن کو promote کریں۔ لیکن اب بیکن ہاؤس بلوم فیلڈ ہال اور اس طرح کے کئی ایسے سکول ہیں جن کی فیسیں واقعی بہت زیادہ ہیں اور ایک عام آدمی کا بچہ جو غریب سکول میں پڑھتا ہے اس کے معیار میں ظاہر ہے زمین آسمان کا فرق ہو گا ۔ وہاں پر کیمرج سسٹم ہے اور یہاں پر ہمارا وہی دیسی سسٹم ہے۔ جناب والا! اگر یہ چاہتے ہیں کہ طبقاتی نظام یا طبقاتی تعلیم کا تاثر پیدا نہ ہو تو آپ سٹینڈ لیں اور ان کو بند کروا دیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اداروں کی سہولت اگر ہمارے طالب علموں کو ہے اور لوگ اس میں تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو پھر انہیں قائم ودائم رہنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، مہربانی بہت بہت شکریہ۔ جناب خلیل الرحمن چشتی صاحب!

جناب ریاض فتیانہ : جناب والا! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر عرض کروں گا کہ ابھی جب میں گیلری میں بیٹھا تھا تو محترم عمران مسعود صاحب نے میرا نام لے کر مجھ پر الزام تراشی کی ہے کہ ان کے دور میں جب وہ وزیر تعلیم تھے تو سرگودھا سیکنڈری بورڈ اور فیصل آباد سیکنڈری بورڈ ٹھیکے پر دیے جاتے تھے اور اخبارات میں اس دور میں کرپشن کے حوالے سے بڑی باتیں چھپیں - جناب والا! میں ایوان کے فلور پر اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ بورڈوں کو ٹھیکے پر دینے سے ان کی مراد کیا ہے ان کی بات کو میں سمجھ نہیں پایا۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! میں یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے دور میں چالیس سے زیادہ اصلاحات کیں۔ جناب والا! جو شخص کام کرتا ہے اسے تکلیف بھی ہوتی ہے جو شخص کوئی کام نہ کرے اس سے کسی کو تکلیف بھی نہیں ہو سکتی - میرے دور میں محکمہ تعلیم میں اگر ریاض فتیانہ ایک روپے کی کرپشن میں ملوث رہا ہو تو آپ سے میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو میں ہمیشہ کے لیے سیاست سے دست بردار ہونے کے لیے تیار ہوں۔ میں اسمبلی سے مستعفی ہونے کو بھی تیار ہوں اور سیاست سے ریٹائر ہونے کو تیار ہوں اور اگر یہ الزام ثابت نہ ہو سکے تو الزام لگانے والے کو اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ وہ بھی اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں گے۔ جناب والا! میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ ان کے سابق وزیر تعلیم عثمان ابراہیم صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں ' جب میں وزیر تھا تو ٹیکسٹ بک بورڈ میں دو دفعہ نیوز پرنٹ اور دوسرے پیپر کی purchase ہوئی ہے - اس وقت سیکرٹری تعلیم بھی یہاں گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں اور محکمہ تعلیم کے تمام اعلیٰ افسر بھی گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں اور محکمے کا سارا ریکارڈ بھی موجودہ حکومت کے پاس ہے ساری ایجنسیاں موجودہ حکومت کے پاس ہیں' سارے ریکارڈ کی چھان بین گورنر پنجاب جنرل سروپ کے حکم سے کی گئی۔ دونوں دفعہ ٹینڈر ہائی کورٹ کے اندر پیش کیے گئے دونوں دفعہ bids ہائی کورٹ کے سامنے open کی گئی۔ دونوں دفعہ ٹنڈر ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق اعلیٰ جج صاحب نے عطا کیے اس میں منسٹر کی ایک دفعہ بھی لکھی ہوئی بات نہیں ملی کیونکہ میں نے تو وہ ٹینڈر منظور ہی نہیں کیا۔ تمام ٹینڈر ہائی کورٹ نے منظور کیے - اسی طرح سے کروڑوں روپے کا فرنیچر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر خریدا گیا اگر

وزیر کے ذہن میں کوئی ایسی بات ہوتی تو اپنے ہاتھوں سے وہ کمیٹیاں نہ بناتا ۔ میں نے اپنے دور حکومت میں پرچیز کمیٹیاں ڈویژنل سطح پر قائم کیں جس کا سربراہ کمشنر کو مقرر کیا گیا ۔ تمام ڈویژن میں پرچیز کمیٹی کے چیئرمین کمشنر مقرر کیے گئے اور برقی محکمے کے افراد کو ممبر مقرر کیا گیا ۔ جناب والا! میرے ہاتھوں سے تو کوئی خریداری ہوئی نہیں اور ویسے بھی over all محکمہ تعلیم نے میرے دور میں کوئی پرچیز نہیں کی ۔ موصوف کس بات پر کہتے ہیں کہ کرپشن ہوئی ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اپنے قائد حزب اختلاف کی وہ رپورٹ جو ہاؤس میں بڑے جوش کے ساتھ پڑھ رہے تھے اسی کو ہی غور سے پڑھ لیتے اس میں آگے چل کر ایک فقرہ لکھا ہوا ہے کہ میاں منظور وٹو کے خاص وزیر ریاض فتیانہ کے خلاف بھرپور پراپیگنڈہ کیا جائے تاکہ اسے کمزور سطح پر کھڑا کیا جائے ۔ جناب والا! جو اخباروں میں چھپتا رہا ہے تو یہ ایک سازش تھی ۔ میں ہاؤس کے فلور پر کہتا ہوں اور میں نے تو موجودہ حکومت کو بھی شروع میں چیلنج کیا تھا جس کا خمیازہ بھی مجھے بھگتنا پڑا اور اب بھی بھگتنے کو تیار ہوں ۔ مجھے آٹھواں سال ہے 1988ء سے لے کر آج تک اس ایوان میں بیٹھا ہوں تین دفعہ عوام کی عدالت سے return ہو کر آیا ہوں اور آج میں آپ کے سامنے دوبارہ چیلنج دے رہا ہوں تمام ایجنسیاں موجود ہیں سپیشل برانچ ہے انٹیلیجنس بیورو ہے آئی ایس آئی ہے ملٹری انٹیلیجنس ہے محکمہ تعلیم کا اپنا پورا سیکرٹریٹ ہے، چیف منسٹر انسپکشن ٹیم ہے ' اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ہے آپ کسی سے تحقیق کروا لیں۔ جناب والا! آٹھ سال بعد میری آج بھی جائیداد وہی ہے جو والد صاحب سے مجھے وراثت میں ملی تھی اور اس میں ایک پیسے کا میں اضافہ نہیں کر پایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ، مہربانی ۔

جناب ریاض فتیانہ ، جناب والا! یہاں پر تو لوگوں نے پیغمبروں کو بھی معاف نہیں کیا ' یہاں پر پیغمبروں پر بھی کیچڑ اچھالا گیا لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ کیچڑ اچھالنے سے وقتی طور پر گرد تو اڑائی جا سکتی ہے چہروں کو ہمیشہ کے لیے دھندلایا نہیں جا سکتا ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی جناب خلیل الرحمن چشتی ۔

جناب خلیل الرحمن چشتی، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میں بھی نکتہ وضاحت پر عرض کروں گا ۔

جناب سپیکر، اچھا چلیں آپ کا بھی حق ہے ۔ لیکن پلیز مختصراً

میاں عمران مسعود، جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ ریاض فتیانہ صاحب ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں لیکن جناب والا! اس ایوان میں بیٹھ کر اس فورم میں بیٹھ کر جو بھی بات ہو اس کو ہمیشہ کہنا چاہیے ۔ میں نے اپنی تقریر میں ان کے کہنے کے مطابق اگر کوئی الزامات لگانے ہیں تو میں نے اخبار والوں کی بات کی تھی 1990 ء میں ' میں بھی ایم پی اے تھا اور اب 1993ء میں' میں بھی return ہو کر آیا ہوں میں نے جتنا ایجوکیشن منسٹر کے بارے میں ان کے زمانے میں پڑھا اور وہ جو allegation اور کرپشن کی باتیں تھیں ویسی آج تک نہیں پڑھیں۔ اگر یہ اپنی یا میری مستعفی ہونے کی بات کر رہے ہیں تو یہ اگر کمیٹی کا چیلنج دیتے ہیں تو میں اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ کمیٹی بنادیں۔ مجھے تو خوشی ہے کہ انھوں نے یہاں جس جذبے کے ساتھ اپنی ایمان داری کی بات کی۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایمان دار ہونا اس عوام پر کوئی احسان ہے بلکہ یہ تو سب کا ایک فرض ہے۔ اگر یہ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو بنائیں ۔ لیکن میں تو انھیں اخبار والے صحافیوں کا حوالہ دوں گا۔ اور میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر، دیکھئے کس کس کے لیے کمیٹی بنائیں گے۔ جو باہم ایک تجویز آئی ہے وہی بہتر ہے۔ جیسے میں نے کہا تھا کہ کسی دن جب قائد حزب اقتدار بھی ہوں اور قائد حزب اختلاف بھی ہوں تو اس پر بات کرکے واقعی ایک کمیٹی ایسی بنا لی جائے۔ جس میں پھر سب کچھ ہو ' سیاست دانوں اور بیوروکریٹس سمیت وہ اس کا محاسبہ کرلیں۔ تو یہ ایک ایک آدمی کے لیے ایک ایک allegation پر کمیٹی تو نہیں بن سکتی۔ جناب خلیل الرحمان چشتی۔

جناب خلیل الرحمان چشتی، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ جناب سپیکر! میں صرف ایک بات عرض کرکے اجازت چاہوں گا۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ تشنہ رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی ۔

جناب خلیل الرحمان چشتی، محکمہ تعلیم میں ایک محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ کا بنایا گیا تھا۔ جس کا کام نئے پرائمری ' مڈل اور ہائی سکول بنانا تھا۔ اور یہ ذمہ داری اس کو سونپی گئی تھی۔ ورلڈ بنک اور ایشین بنک کی طرف سے کروڑوں روپے کا فنڈ انھیں دیا جا رہا ہے تاکہ وہ یہ سکول وغیرہ اور یہ سارا کام کریں۔ لیکن جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ

کروڑوں روپیہ عوام کے خون پسینے کا ہے اس کے بارے میں کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہر جگہ پر اس کی ناگفتہ بہ حالات کا جواب ہی نہیں ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ فنڈ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو دیا جاتا تھا سکولوں کی مرمت وغیرہ کے لیے فنڈ از خود ADP میں پہنچ جایا کرتے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے اب ان کو فنڈ نہیں جاتے وہ بھی ایجوکیشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ میں جاتے ہیں۔ اور وہ اس پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ میں اپنے حلقہ ضلع گوجرانوالہ کے بارے میں وثوق سے کہنا چاہوں گا کہ وہاں پر کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوا۔ اور جب سے لاہور میں ایک XEN یہاں S.E کی ... بٹھایا گیا ہے۔ اور ان کو وہاں پر وزیر اعلیٰ کے حکم سے لگایا تھا۔ رہوں سے اس کی تجوریاں بھری ہوئی ہیں۔ اس کے پاس روپے محفوظ ہیں لیکن وہاں کے سکولوں کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے۔ اس کے متعلق میں وزیر تعلیم سے یہ عرض کروں گا کہ میں نے سیکرٹری تعلیم کو بھی بار بار جا کر یہ مژدہ سنایا کہ خدارا اس کا علاج کرو لیکن ان کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ کہنا یہ ہے کہ ایجوکیشن میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو توڑ دیں اس کو ختم کر دیں۔ اور اگر ان کے بس میں نہیں ہے تو اس کو پہلے سے جو ایک بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو یہ شعبہ دے دیں۔ دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ---

جناب سپیکر، بس چشتی صاحب! آپ نے ایک ہی بات کا وعدہ کیا تھا کہ ایک ہی بات کریں گے۔

جناب خلیل الرحمان چشتی، اچھا جناب والا! شکریہ۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ اب باقی ارشد عمران سلہری صاحب رہ گئے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں نے بھی ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، جی نہیں۔ اب وقت نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب صرف پانچ منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر، اب تو پانچ منٹ ہیں ہی نہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب آپ بات کیجئے اور دیکھیے کہ وزیر تعلیم نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اب تین بجنے والے ہیں۔ دلائل سے کوئی لمبی چوڑی تقریر تو ہو نہیں سکتی۔

جناب سپیکر، زیادہ اچھا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس وقت پاکستان میں تعلیم کی زبوں حالی کا یہ حال ہے کہ آپ جیسے پڑھے لکھے دانشور ہو کر بھی یہ کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں کہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ تعلیم پر کم از کم ایک مکمل سیشن کریں۔

جناب سپیکر، یہ سیشن ہی تو ہو رہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ تو ایک دن ہے اور دو دو منٹ مل رہے ہیں۔ دو دو منٹ میں کوئی کیا بات کرسکتا ہے۔

جناب سپیکر، جب آپ ایجنڈا طے کرتے ہیں اس وقت یہ سوچ لیا کریں کہ اس پر کتنی بات کرنی ہے۔ سارا دن آپ پوائنٹ آف آرڈرز پر وقت خرچ کر لیتے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ہاں یہ دیکھیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب نے ابھی فرمایا ہے کہ جب ایجنڈا طے کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم نے ایجنڈا سپیکر صاحب کی موجودگی میں طے کیا تھا۔ اور اس ایجنڈے میں یہ ذکر نہیں تھا کہ ڈپٹی سپیکر کی جو رعایتیں ہیں وہ بھی اس سیشن میں آئیں گی۔ لیکن اس ایجنڈے کے برعکس، ہمارے معاہدے کے برعکس کل کے دن کو جو کہ ہمارا دن تھا کاٹ کر ڈپٹی سپیکر کے الاؤنسز کے لیے مختص کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، اس میں کیا تھا صرف پانچ منٹ لگے تھے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب والا! اس کی وجہ سے ہمارا ایک دن کم ہو گیا تھا۔ اپوزیشن نے ہاؤس میں بحث کرنی تھی۔

وزیر قانون، یہ بات درست نہیں ہے۔ کیوں کہ ہم نے لیجسلیشن کے لیے تین دن مانگے تھے۔ ہم دو دن تک لیجسلیشن کر چکے ہیں اس میں تیسرا دن ابھی لیجسلیشن کے لیے موجود ہے۔

جناب سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔ عمران صاحب! آپ بسم اللہ کیجئے۔

وزیر پارلیمانی امور، مجھے افسوس ہے جناب کہ ہمارے فاضل رکن اسمبلی میں ایسی غلط statement دے رہے ہیں جو طے ہی نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، چلیے آپ نے وضاحت فرمادی۔ بڑی مہربانی۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب والا! I am on personal explanation ۔

جناب سپیکر، چلیے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ لیکن ان کی اطلاع کے لیے کہ وہ بھی بالکل غلط فرما رہے ہیں۔انھوں نے کہا تھا کہ تیسرے دن ہم پبلک سروس کمیشن کو discuss کریں گے۔ لیجسلیشن اگر left over ہوئی تو تیسرے دن جائے گی۔ اگر نہ ہوئی تو پھر پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کو discuss کریں گے۔

وزیر قانون، آٹھ دن کا اجلاس طے ہوا تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ اس میں سے ہم پانچ دن آپ کو دے دیتے ہیں، آپ جن چیزوں پر بھی بحث کریں گے ہم اس کے لیے حاضر ہیں۔ اس سے بڑی حکومت کی طرف سے فراخدلی اور کیا ہوسکتی ہے۔ حکومت نے صرف تین دن مانگے اس میں سے بھی ابھی ایک دن باقی ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات۔ اس دن بھی وہ کام تو تھوڑی ہی دیر کا ہے صرف پانچ منٹ کا کام ہے۔ اس کے بعد پھر کسی بات پر discussion ہو جائے گی۔جی ارشد عمران سلہری

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! تعلیمی پالیسی پر بات کرنے سے پہلے میں چند ایک دستاویزات آپ کی اجازت سے ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ایجوکیشن کمپلیکس میں ایک منظم کرپٹ مافیا گینگ ڈائریکٹر ایلیمنٹری کے دفاتر پر مکمل قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ جو کروڑوں روپے کی مبینہ بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں کا مرتکب ہے۔جناب سپیکر! جس میں شیخ اللہ وسایا صاحب جو کہ اس وقت پائلٹ ہائی سکول وحدت کالونی کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ حمید اللہ ڈی ای او لاہور کینٹ ' عبدالعزیز ورک ڈی ای او لاہور سٹی ' مرزا شفیع ڈپٹی

ڈی ای او لاہور کینٹ ' مرزا اسماعیل ڈپٹی ڈی ای او لاہور سٹی ' سرور سیفی اے ای او ' ثناء اللہ ثانی اے ای او ' ضیا حسین اسسٹنٹ دفتر لاہور سٹی شامل ہیں۔ جناب سپیکر! ان افسران نے جعلی تقرریاں کیں ' ان کی جعلی سروس بکیں بنوائیں ' جعلی میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹس بنوائے اور تقرری کے بغیر ہی جعلی تبادلہ جات کیے۔ میرٹ کے بغیر انھوں نے بھرتیاں کیں۔ جناب سپیکر! وہ پینتیس (35) افراد ہیں جن کے متعلق ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر لاہور کی انکوائری رپورٹ بھی ہے جو کہ سیکرٹری ایجوکیشن لاہور کو مورخہ 11-1-1996 کو پہنچ چکی ہے جس کا میمو نمبر 786۔ جناب سپیکر! یہ ان چیزوں کا جن کا میں نے ذکر کیا ہے ثبوت موجود ہیں۔ جس میں 1991ء میں پی ٹی سی اور سی ٹی کے جعلی امتحانات ہوئے' جعلی سکول ظاہر کیے گئے کہ جس کا ابھی پتہ چلا ہے کہ صفدر جنگ صاحب نے اس انکوائری کو نمٹا دیا ہے اور ان کو بے گناہ قرار دے دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں جن ہزاروں طلباء نے امتحانات دیے ہیں تو پھر ان کا اس میں کیا قصور ہے۔ جناب سپیکر! یہ تمام دستاویزات آپ کی وساطت سے میں ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔(اس مرحلہ پر دستاویزات پیش کی گئیں۔) اس پر ایک اور بات کہ ابھی کل کا واقعہ ہے کہ 11-5-1996 کو گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ہاتھی گراؤنڈ کے ہیڈ ماسٹر محمد ریاض اور ہاتھی گراؤنڈ سکول ٹیچر صادق کی تنخواہ 62۔ مڈل سکول ملتان روڈ سے نکلوا رہے تھے۔ جناب سپیکر! یہ ایک لاکھ پینتیس ہزار روپے (135,000) کی زائد تنخواہ اسٹیٹ بنک لاہور سے چیک کیش کروا رہے تھے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر انٹی کرپشن نے انھیں گرفتار کر لیا اور اس وقت ان کی تفتیش ہو رہی ہے۔ اور ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ چند دنوں تک ان کی ضمانتیں بھی ہوجائیں گی۔ جناب سپیکر! ان معاملات پر خصوصی طور پر یہ ہم کہتے ہیں ' ہم اس بات پر پہنچتے ہیں کہ پاکستان کے اندر ایجوکیشن پر جو فنڈ رکھے ہیں وہ بہت کم ہیں۔ اس وقت جو فنڈز ایجوکیشن کو دے رہے ہیں اس کے استعمال کا حال دیکھ لیں تو یقین کریں کہ ایک پیسہ بھی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لیے نہ رکھیں۔ ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ پاکستان کے اندر جو نظام تعلیم ہے وہ تباہ ہوچکا ہے۔ اور ہمارے کرپٹ افسران نے اس کو کینسر کا مرض لگا دیا ہے۔ اچھے افسران بھی ہیں جن کی ہم قدر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! بات کرنے کے لیے آپ مجھے پانچ منٹ ضرور دیں۔

جناب سپیکر، وہ تو آپ کو دے دیے اور آپ نے خرچ لیے۔

جناب ارشد عمران سلہری: نہیں جناب سپیکر! وہ تو میں نے documents پیش کیے ہیں چند ایک اچھی باتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضروری ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیے' بڑی مشکل پیش آ رہی ہے ابھی وزیر تعلیم نے بھی بات کرنی ہے۔ آپ دو منٹ میں اپنی بات مکمل کیجیے تا کہ میں تین بجے فلور انھیں دے دوں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! دو منٹ میں تو بات نہیں ہو سکتی۔ میں تو پھر احتجاجاً بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: چلیے میں آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں اور دس منٹ تک کے لیے وقت بڑھاتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! قوموں کی زندگی میں تعلیم کا کردار اور اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ روایتی باتیں نہ کریں سیدھی سی بات کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں اس کے حوالے سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ ہمیں سب سے پہلے مقاصد تعلیم کا تعین کرنا چاہیے۔ آزادی سے لے کر اب تک ہم نے اس مقصد کو متعین نہیں کیا کہ ہم نے تعلیم کس مقصد کے لیے حاصل کرنی ہے اور کس طرح اپنے نوجوانوں کا کردار تشکیل دینا ہے۔ جناب سپیکر! پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اسے تعلیم کو اپنی سب سے پہلی ترجیح دینی چاہیے لیکن ہماری قومی ترجیحات میں تعلیم کا نمبر تیرہ ہے۔ دنیا میں تعلیمی طور پر پاکستان ایک سو چھبیسویں نمبر پر ہے اور تعلیم کا مستقبل خاصا تشویش ناک ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سبب پاکستان پر قرضوں کا بہت بڑا بوجھ ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ دوسرا اس کا سبب آبادی میں بے ہنگم اضافہ ہے اس وقت بارہ یا تیرہ کروڑ ملک کی آبادی ہے کہ جس میں سالانہ 3.10 ملین کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے یعنی ہر تین سال کے بعد ایک کروڑ افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے لیے ایک اور اہم بات ضروری ہے کہ ہم ایک سال کے اندر دو سو تراسی دن چھٹیوں کے لیے سکول بند کرتے ہیں ان کو ہمیں کم کرنا چاہیے۔ اس کی تفصیلات اس طرح ہے موسم گرما کی نوے دن کے لیے' عام سالانہ تعطیلات تئیس دن' جمعہ ہفتہ کے اسی دن بنتے ہیں' موسم سرما کے دس دن' موسم بہار کی

چھٹیاں دس دن، ایام امتحانات تین سہ ماہی امتحانات تیس دن، ایام امتحانات سالانہ تیس دن، دیگر تعطیلات وقتاً فوقتاً دس دن۔ جناب سپیکر! اس طرح ان کی کل تعداد دو سو تراسی بنتی ہے اور جناب سپیکر! پڑھنے کے لیے صرف بیاسی دن بنتے ہیں تو میں یہاں یہ گزارش کروں گا کہ ان چھٹیوں کو کم کیا جائے۔ جناب سپیکر! اب میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات استاد کو اب صحیح مقام دینا پڑے گا۔ پرائمری کے استاد کی تنخواہ گریڈ سترہ سے کم نہیں ہونی چاہیے ان کی تعلیمی قابلیت کم از کم بی اے اور بی ایڈ ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! پرائمری تعلیم کی وزارت علیحدہ ہونی چاہیے۔ مساجد کو سکول بنایا جائے، لازمی پرائمری تعلیم کو مفت کیا جائے، اقراء سرچارج فنڈ میں جمع ہونے والا ایک سو ارب روپیہ جو ہمارے پاس ہے یہ خصوصی طور پہ پرائمری تعلیم کے شعبے کے اوپر خرچ ہونا چاہیے۔ حکومت کی متروکہ وقف املاک کو پرائمری سیکٹر کے حوالے کیا جائے۔ بیت المال وغیرہ سے بھی پرائمری کے طلباء کی مفت تعلیم کے لیے رقم مختص کی جائے، پرائمری سکولوں میں صرف خواتین کو تعینات کیا جائے۔ جناب سپیکر! وقت کی کمی ہے تو آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: بے حد شکریہ۔ پانچ منٹ ایس اے حمید صاحب کو دیے جاتے ہیں۔

میاں عبدالستار: جناب! میں تقریر نہیں کروں گا صرف پندرہ سیکنڈ میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ وزیر تعلیم ابھی تھوڑی دیر کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کریں گے میں انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں جو نیشنلائز سکول ہیں وہاں کی حالت زار یہ ہے کہ طلباء وہاں پر نہیں ہیں اور اساتذہ کی تعداد وہاں پر بہت زیادہ ہے اور کئی سکولوں میں سینتیس، سینتیس اساتذہ ہیں اور وہاں پر تیرہ، تیرہ طالب علم پڑھتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ جن نیشنلائز سکولوں میں جو ٹیچرز اس طرح فارغ بیٹھے ہوئے ہیں انھیں نکال کر loan base پر نہیں permanant base پر دوسرے سکولوں میں بھیج دیا جائے تاکہ ان کی تنخواہوں کے خرچ کا صحیح مصرف کیا جا سکے، بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی تجویز بہت اہم ہے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کو جن سکولوں کے بارے میں یقینی طور پر پتا ہے ان چند کے نام تو ضرور ابھی ایک کاغذ پہ لکھ کر بھجوا دیجیے

تاکہ ایک بات شروع ہو جائے پھر محکمے کے اندر ایک رستہ بن جاتا ہے پھر دوسری جگہ پر بھی وہ انتظام کر لیں گے۔ اب میں محترم ایس اے حمید صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں اور ان کے وعدے کے مطابق امید ہے وہ خود ہی پانچ منٹ کے اندر اندر اپنی بات مکمل کر لیں گے۔ سوا تین بجے تک کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے اس میں یہ نہیں کہ سوا تین بجے تک حمید صاحب کے لیے کیا جا رہا ہے اس میں وزیر تعلیم صاحب نے بھی گفتگو کرنی ہے۔

جناب ایس اے حمید، شکریہ، جناب سپیکر! تعلیم کی اہمیت سے آج کوئی انسان منکر نہیں ہو سکتا اور پاکستان کا تعلیمی نظام جیسے بری طرح ابتری کا شکار ہے اس کے پیش نظر ہم نے کوئی مثبت راہیں نہیں ڈھونڈیں۔ جناب سپیکر! کسی ملک میں تعلیم کی اہمیت کو محسوس کرنے کے لیے اس کے بجٹ کی طرف نگاہ جاتی ہے اور اگر ہم پاکستان اور خاص طور پہ پنجاب کے بجٹ کا ملاحظہ کریں تو ایک فی صد سے زائد بجٹ اس کے لیے مختص نہیں کیا جاتا۔ جناب سپیکر! 94-1993ء کے بعد جب سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے انھوں نے بجائے اس کے کہ تعلیم کے شعبے کے لیے فنڈز بڑھائے جاتے انہوں نے ایک ارب اور تہتر کروڑ روپے تعلیم کے شعبے سے کاٹ کر جنرل ایڈمنسٹریشن اور پولیس کے اوپر خرچ کیے اور آج اس ملک میں جو امن عامہ کی صورت حال ہے اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ میں بات لمبی نہیں کرتا میں یہاں پہ اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یونیسکو کی رپورٹ اگر یہ کہتی ہے کہ ہمارے ملک میں اس وقت شرح خواندگی اٹھائیس فی صد یا بتیس فی صد ہے تو اس میں بھی اس لیے صداقت نہیں کہ بتیس فی صد لوگ لکھ نہیں سکتے صرف پڑھ سکتے ہیں صحیح معنوں میں اس وقت شرح خواندگی پندرہ فی صد سے زائد نہیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات نہیں کہنا چاہتا کہ ایک کھرب سے زائد اقراء سرچارج کے نام سے لے کر تعلیم کے اوپر کیوں نہیں خرچ کیا گیا۔ میں یہاں یہ بھی نہیں کہتا کہ انگریزی اور اردو ذریعہ تعلیم ہوتے ہوئے نظام تعلیم میں اصلاح کس طرح ممکن ہے۔ جناب سپیکر! میں امتحانی نظام میں بوٹی مافیا کی بھی بات نہیں کرتا۔ میں تعلیمی معیار میں پسماندگی اور پبلک سروس کمیشن کے ریمارکس کہ آج اس ملک میں تعلیم کا کیا معیار ہے میں اس کی تفصیل میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ جناب سپیکر! سوشل ایکشن پروگرام جس کے تحت اس ملک میں اربوں روپیہ SAP کے تحت آنا تھا اور خرچ ہونا تھا وہ اگر خرچ نہیں کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کی نااہلی ہے۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ

بتانا چاہتا ہوں کہ جس ریجن میں ہم بستے ہیں اس کے تمام ممالک ہم سے آگے ہیں۔ سری لنکا کی بات لے لیں وہاں آج سے دس سال پیشتر شرح خواندگی سو فی صد تھی۔ جناب سپیکر! چوبیس سال پہلے بنگلہ دیش ہم سے علیحدہ ہوا آج بنگلہ دیش کی صورت حال یہ ہے کہ وہاں پہ پچاس فی صد سے زائد شرح خواندگی ہے اور جناب سپیکر! وہاں عجیب بات یہ دیکھی ہے کہ ہر بچی جو کسی سکول میں پڑھتی ہے اسے میٹرک تک تعلیم مفت ہے اور پھر اس کے اہل خانہ کو ایک مہینے کے بعد ایک ہفتے کے لیے پورا راشن دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! بنگلہ دیش میں سکول کی کوئی بلڈنگ آج کچی نہیں ہے وہاں ملین ڈالرز خرچ کر کے انھوں نے اپنے تمام سکولوں کو اس لیول پہ کیا ہے کہ وہاں بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر! یہ ایسے واقعات اور حقائق ہیں جن کے پیش نظر ہمیں مثبت پیش رفت کرنے کے لیے سب سے پہلے محکمہ تعلیم کو محکمہ تسلیم کرنا ہو گا۔ اس کے لیے فنڈز میں بے پناہ اضافہ کرنا ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی منصوبہ بندی کرنی ہو گی جس کے ساتھ ہم صحیح معنوں میں اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر سکیں۔ جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ میرے اپنے حلقے میں جو سکول بنے ہوئے ہیں ان کے لیے پورا سٹاف مہیا نہیں کیا گیا باوجود اس بات کے کہ وہاں پر چار سال پہلے عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر تعلیم ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس طور پر منصوبہ بندی کریں کہ کم از کم اس صوبے میں عام آدمی اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر سکے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جناب وزیر تعلیم

وزیر تعلیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج کی اس بحث سے جو اس معزز ایوان کے فاضل اراکین نے تعمیری تنقید کے ذریعے ہماری جن خامیوں کی جن برائیوں کی نشاندہی کی ہے ۔ انھوں نے تعلیم کے بارے میں جو مثبت تجاویز پیش کی ہیں میں ان سب فاضل اراکین کا بے حد مشکور ہوں۔ محکمہ تعلیم کی زبوں حالی محتاج بیان نہیں ہے اور نہ اس بات پر کوئی دو رائے ہوسکتی ہیں۔ گزشتہ پچاس برس میں جس طرح ہم نے دیگر نظاموں کو تباہ کیا اسی طریقے سے محکمہ تعلیم یا تعلیم کے نظام کو بھی ہم نے نہیں بخشا ۔ آج اگر آپ تعلیم کی نظام کی طرف دیکھیں تو نظام تعلیم اپنی زبوں حالی شاید اس طرح بیان کرتا ہے کہ :۔

جو پیرہن میں کوئی تار محتسب سے بچا
دراز دست یہ پیر مغاں کی نظر ہوا
اگر جراحت قاتل سے بخشوا لائے
تو دل سیاست چارہ گراں کی نظر ہوا

مجھے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں اور نہ میں آج کی بحث کو سمیٹتے ہوئے کسی طرف الزام لگانا چاہتا ہوں۔ میں کہیں سنگ دشنام نہیں پھینکنا چاہتا۔ ہم سب بحیثیت قوم اس بات کے مجرم ہیں کہ ہم نے اپنے فرائض کی بجاآوری میں کوتاہی کی ہے اور اس کوتاہی کے نتیجے میں آج آپ دیکھیے کہ جو پچاس برس پہلے ہمارے ملک میں اسی پنجاب میں جو نظام تعلیم تھا یا معیار تعلیم تھا۔ بجائے اس کے کہ ہم 1947ء سے take off کرتے ' آزادی کے بعد ہم تعلیم پر زیادہ توجہ دیتے لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم سے بعد میں آزاد ہونے والے ممالک جو معیار کے مقابلے میں ہم سے بہت پیچھے کھڑے تھے ۔ گزشتہ دنوں مجھے انڈونیشیا اور ملائشیا جانے کا موقع ملا ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ترقی اور تعمیر کی جو منازل طے کر سکیں ہیں' کر پائے ہیں اور کر چکے ہیں۔ وہ محض اس بنیاد پر ہے کہ انھوں نے اپنے نظام تعلیم کی بنیادیں درست رکھیں اور آج وہ ان قوموں کی صف میں کھڑے ہیں جن کی صف میں کھڑا ہونے کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی نظام کو درست کرنے کے لیے بنیادی طور پر تین چیزوں کا تعین ضروری ہے ۔ سب سے پہلے تو منزل کی نشاندہی ضروری ہے کہ ہم نے جانا کہاں ہے ؟ اس کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے جانا کیسے ہے ؟ اس منزل کا حصول ہم نے کیسے کرنا ہے ؟ اس کے بعد ہمیں ایک مضبوط political will کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ تینوں چیزیں موجود نہیں ہیں۔ ہمیں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ ہم نے اس تعلیم کے ذریعے پہنچنا کہاں ہے اور پھر جب منزل کا تعین ہی نہیں ہے تو اس کے حصول کے لیے جو لائحہ عمل اور پالیسی واضح کرنی ہے وہ بھی نہیں ہے۔ بس ایسے لگتا ہے کہ

بہے جاتے ہیں بے مقصود بحر زندگانی میں

یہاں آپ دیکھ رہے ہیں میں تعداد اس لیے نہیں کہہ رہا کہ شاید کورم ٹوٹنے کی بات نہ ہو جائے ۔ لیکن

افسوس کے ساتھ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہم نہیں پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ تعلیم کے بارے میں جو اس ملک کی اس صوبے کی بنیادی اہمیت کی چیز ہے۔ باقی تمام چیزیں اس کے بعد ہیں۔ اس کے بارے میں بحث ہوئی ہے اور جو ہمیں دلچسپی ہے وہ اس سے عیاں ہے۔

جناب سپیکر، میں بہرحال اپنی طرف سے ان تمام معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس وقت اس اجلاس میں تشریف رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ کرتا ہوں، سو دفعہ کرتا ہوں، ایک ہزار مرتبہ کرتا ہوں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ چند دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اسی طریقے پر میں خود اپنے دل کی گہرائیوں سے ان تمام حضرات کا کروڑ دفعہ شکر گزار ہوں جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں لمبی چوڑی تقریر میں جانے بغیر کیونکہ وقت کم ہے۔

جناب سپیکر، میں مزید دس منٹ کا اضافہ کرتا ہوں۔

وزیر تعلیم، میں یہ چاہوں گا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ جو مسائل ہیں ان کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ اب اس ضمن میں ہم جو کچھ سوچ رہے ہیں یا ہم نے عملی طور پر کچھ اقدامات کیے ہیں۔ میں مختصراً آپ کے ذریعے اس معزز ایوان کے سامنے وہ گزارشات پیش کروں گا۔ ہماری تعلیم کا سب سے بنیادی نکتہ آغاز ہے وہ پرائمری تعلیم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خرابی کی ابتداء بھی وہیں سے ہوئی اور جب بنیاد ہی بگڑ جائے تو اس پر عمارت تعمیر ہو ہی نہیں سکتی۔ جہاں پرائمری تعلیم کی اصلاح احوال کی کوششوں میں یہ بات شامل ہے کہ بچیوں کی تعلیم کی طرف اب پہلے کی نسبت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ ہم نے یہ شکایت آج یہاں بھی سنی کہ شعبہ پرائمری کی طرف سکولوں کی مرمت، اساتذہ کی حاضری اور غیر حاضری کے بارے میں اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ جناب سپیکر! ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ہر پرائمری سکول کی مینجمنٹ کمیٹی بنائیں۔ اکثر و بیشتر بن چکی ہیں۔ مزید برآں جہاں کوتاہی یا کمی ہے وہ بھی دور کی جا رہی ہے۔ ہم نے یہ تجویز اس لیے عمل میں لانے ہیں کہ community participation ہونی چاہیے۔ اب ایک محلے میں سکول ہے، ایک گاؤں میں سکول ہے تو سب سے زیادہ اس community کو اس میں شامل کریں گے تو اسے بھی احساس ہو گا۔ انہیں کم از کم اپنے اساتذہ کی حاضری غیر حاضری وہ چھٹی کس وقت کرتے ہیں، آتے کس وقت ہیں، سکول کے مسائل کیا ہیں اس بارے میں وہ آگاہ ہوں گے۔ جب وہ آگاہ ہو جائیں گے تو پھر ان مسائل کو حل کرنے میں اپنا حصہ بھی ڈالیں گے اور

دوسروں سے بھی ان کا حصہ ڈلوائیں گے۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے میں اتفا
کرتا ہوں کہ پنجاب کی سطح پر پرائمری مدارس کی مرمت اور ریپئر کے لیے کروڑوں روپیہ ہوتا تھا لیکو
سکول میں پہنچتے پہنچتے وہ رقم بڑی چھوٹی سی رہ جاتی تھی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سکولوں پہ اکث
و بیشتر خرچ نہیں ہوتی۔ ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ پرائمری سکولوں کی یہ جو سکول مینجمنٹ کمیٹیاں
ہوں گی ہم اس سکول کی مرمت کے لیے' یا اس سکول میں چاکوں کے لیے' بلیک بورڈوں کے لیے ایک
مخصوص مختص رقم ہوتی ہے' بارہ سو پچاس روپے کی' اور جو دس سے پندرہ ہزار روپیہ فی سکول مرمت کا
ہے وہ ہم ان کمیٹیوں کے حوالے کریں گے۔ سکول کا ہیڈماسٹر اس کمیٹی کا صدر ہو گا۔ لیکن اکاؤنٹ
joint کھلے گا۔ جو کمیونٹی ہو گی اس کے ایک نمائندے کے ساتھ اس کا اکاؤنٹ کھلے گا۔ وہ مقامی طور پر
سکول کی مرمت کے لیے' سکول کی چھوٹی موٹی ضروریات کے لیے کہ کہیں نلکا خراب ہو گیا' کہیں بجلی
ہے تو بلب خراب ہو گیا' پنکھا خراب ہو گیا۔ اس کو درست کرانے کے لیے ان کے پاس یہ فنڈ ہو گا۔ وہ
مرمت بھی کرا سکیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ پنجاب میں پچاس ہزار سکول ہیں۔ ہم بیک وقت
ہر جگہ یہ کام شروع نہیں کر سکتے۔ محکمہ خزانہ کے مشورے اور ان کی تجویز کے مطابق ہم یہ پنجاب کے
پانچ ہزار سکولوں سے ابتدائی طور پر اس تجربے کا آغاز کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ' ہم اس میں
جیسے جیسے کامیاب ہوں گے ہم پھر باقی ماندہ تمام سکولوں میں بھی اس سکیم کو رائج کر سکیں گے۔ اور
پھر اساتذہ کرام اس بارے میں یہ بھی ہوا کہ پی ڈی ایف کی حکومت نے انگریزی تعلیم کے لیے بھی
اقدامات اٹھائے۔ اب اس سے قطع نظر کہ اس بارے میں میری رائے کیا ہے' میں یہ عرض کرنا چاہوں
گا کہ ورلڈ بنک نے ایک شرط لگا دی۔ میرے ایک فاضل دوست نے یہاں پر اعلان کیا کہ اڑتالیس ہزار
میں سے چھبیس ہزار اساتذہ انگریزی پڑھانے والے بھرتی ہو گئے۔ وہ حقیقت کے خلاف ہے۔ وہ خلاف
واقعہ ہے۔ ورلڈ بنک نے شرط لگا دی کہ بی۔ اے' بی۔ ایڈ ہونا چاہیے۔ اور بچیوں کے ضمن میں انھوں
نے یہ relaxation ہمیں دے دی کہ وہ خالی گریجویٹ ہوں۔ لیکن جہاں دیہات میں' ہمارے دور دراز
دیہات میں ہمارے پرائمری سکول ہیں اور جہاں ہمیں پی ٹی سی کی ایک ٹیچر میسر نہیں آتی وہاں کوئی
گریجویٹ بچی جانے آنے کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی۔ بی۔ اے' بی۔ ایڈ جو ہمیں دستیاب ہوئے وہ ہم
نے لگا دیے ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے۔ ہم انڈونیشیا گئے۔ ہم
ملائشیا گئے۔ ہم نے کوریا کا پوچھا سنا۔ ہم نے پوچھا کہ آپ اعلیٰ اور ٹیکنیکل تعلیم کون سی زبان میں دیتے

ہیں۔ تو جناب سپیکر! وہ حیرت زدہ ہو کر ہمارے منہ کی طرف دیکھنے لگ پڑے۔ کہنے لگے' اپنی زبان میں تعلیم دیتے ہیں اور کس زبان میں ہمیں تعلیم دینی ہے۔ اور انڈونیشیا واحد اسلامی ملک ہے جو آج ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہاز نہ صرف ڈیزائن کر رہا ہے ' بلکہ بنا بھی رہا ہے۔ ملائشیا کی جو ترقی اور تعمیر ہے وہ اس کے تعلیمی نظام اور تعلیم کی بدولت ہے۔ کیونکہ ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم کے بغیر کوئی تعمیر و ترقی انسانی معاشرے میں ممکن نہیں۔ بغیر حصول علم کے۔ تو اس بات پہ مزید فکر کی ضرورت ہے۔ ہم کوشش کریں گے۔ لیکن یہ بھی پرائمری سطح پر انگریزی پڑھانے کا جو ایک نظام وضع کیا گیا وہ بھی ایک addition ہے کہ ہم پرائمری سطح پر تعلیم کی بہتری کے لیے کیا کرنا چاہتے ہیں' کیا کر رہے ہیں۔

اس کے بعد اہمیت کے جو نکات ہیں' ہم نے گزشتہ چھ ماہ میں یا جب سے یہ حکومت تبدیل ہوئی ہے' ہم نے محسوس کیا کہ کالجوں کی سطح پر اور خصوصاً ہمارے دور دراز علاقوں میں چھوٹے قصبات میں' چھوٹے شہروں میں جہاں سے ہم میں سے اکثریت کا تعلق ہے وہاں کے جو کالج ہیں وہاں پر اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اور برسوں سے خالی پڑی ہیں۔ اور پبلک سروس کمشن کی کہ جن کو لیکچررز کی بھرتی کا اختیار ہے ان کی بھرتی کی رفتار اتنی سست ہے کہ اسامیاں چار چار برس سے خالی پڑی ہیں۔ ایف۔ ایس سی کی کلاس جاری ہے۔ کیمسٹری پڑھانے والا لیکچرر کوئی نہیں۔ پوچھا کہ یہاں پر گزارہ کیسے چلتا ہے تو کہا گیا کہ جی' فزکس والے کو منت کی ہوئی ہے۔ تو ہم نے دیکھا ' اس پر ہم نے غور کیا۔ ہم نے سوچا ہم نے فیصلہ کیا اور چیف منسٹر صاحب کی منظوری سے ہم نے کہا کہ اللہ کو یاد کر کے ابتداء کر دیں۔ ایڈہاک لیکچررز لگا دیں۔ جب پبلک سروس کمشنر کی advertisement ہو گی تو یہ بھی compete کر سکیں گے' نئے لوگ بھی کر سکیں گے۔ جب وہاں سے selectees آ جائیں گے۔ تو بتدریج ہم ان کو جگہ دیں گے۔ لیکن یہ بڑا ظلم ہے کہ چار چار سال سے اسامیاں خالی رہیں۔ میں اپنے محکمے کے تعاون کا بے حد شکر گزار ہوں' اور اپنے محکمے کے افسران کا کہ جنھوں نے ایکسرسائز کی۔ اور ہم نے اس میں ڈائرکٹر ایجوکیشن کو رکھا' متعلقہ ڈویژن کے ایڈیشنل کمشنر کو رکھا' پرنسپلز کو رکھا اور ہم اس میں کامیاب ہوئے کہ جو خالی اسامیاں تھیں اس پر ایڈہاک لیکچررز کی بھرتی کر کے ہم نے دور دراز کالجوں کو بھی سٹاف مہیا کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اب اس میں' میں سمجھتا ہوں یہ ہمارا فرض تھا۔ ہمیں جو feed back آئی' علاقوں سے وہ میں سمجھتا ہوں اللہ کا شکر ہے وہ بہتر ہے۔ عوام بھی خوش ہوئے۔

جناب سپیکر، وقت ساڑھے تین بجے تک کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔ بس' آپ ساڑھے تین بجے تک ختم کر دیں۔

وزیر تعلیم، اس کے بعد ہمارے جو ہائر سیکنڈری سکول تھے ان کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔ جیسے ایک سوال کے جواب میں آج ہی میں نے بتایا کہ دس اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں ہائر سیکنڈری سکولز کی۔ ایس ایس ٹی نہیں ملتے۔ سبجیکٹ سپیشلسٹ نہیں لگے ہوئے۔ بھرتی کرنا ہے۔ تو ہم نے اس بارے میں بھی ایکسرسائز مکمل کر لی ہے۔ ہم نے پوسٹس ایڈورٹائز کیں۔ ان کی درخواستیں مانگیں۔ انٹرویوز کی کمیٹیاں قائم کیں ڈویژنل ہیڈکوارٹرز پر۔ ڈائرکٹرز (ایجوکیشن سیکنڈری) کی سربراہی میں اور انھوں نے بھی اپنی ایکسرسائز مکمل کر لی ہے۔ اور میں یہ کہہ سکتا ہوں بڑے اعتماد کے ساتھ کہ انشاء اللہ جونہی چھٹیاں ختم ہوں گی' ۹۶-۹-۱ سے ہائر سیکنڈری سکولوں میں بھی جو اسامیاں خالی ہیں ہم ان پر بھی ایڈہاک اساتذہ کا تقرر کر دیں گے -جب پبلک سروس کمشن سے آئیں گے تو دیکھیں گے۔اور اسی طریقے سے خوف ناک حد تک ایس ایس ٹی کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اور وہ کوئی بتیس سو کے قریب اسامیاں پورے پنجاب میں بنتی ہیں۔ سیکنڈری سکولز ٹیچرز کی۔ یہ جو ہمارے ہائی سکول ہیں۔ ہمارا پروگرام ہے' ہم نے ہر کام کو مرحلہ وار کرنا ہے۔ یہ کام مکمل ہو جائے۔ یہ فیز جو ایس ایس ٹی کا ہے۔ تو انشاء اللہ ہم اس چیلنج کو بھی ٹیک اپ کریں گے اور اس طریقے پہ ہم سکولوں میں اساتذہ مہیا کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سال کے اختتام تک ہم اساتذہ مہیا کر دیں گے۔ اب اس میں یہ بھی ایک تجویز زیرغور ہے - میں چاہتا ہوں کہ میں جو گزارش کر رہا ہوں جو تجاویز ہمارے زیرغور ہیں میں عرض کر رہا ہوں۔ ہمارے اس فاضل ایوان کے جو محترم اراکین ہیں وہ ہمیں اپنی رائے سے نوازیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طریقے پہ اس گئے گزرے دور میں بھی پبلک سروس کمشن کے ذریعے جو بھرتی ہے اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ by and large وہ درست اور صحیح بھرتی ہوئی ہے۔ ہماری تجویز جو زیرغور ہے وہ یہ ہے کہ ہم محکمہ تعلیم کے لیے ایک الگ پبلک سروس کمشن قائم کروا لیں جو پی ٹی سی سے لے کر تمام براہ راست بھرتی ہونے والی اسامیوں کا تقرر کرے اور اس طریقے پہ میرٹ سامنے آئے گا اور یہ جو شکوہ اور گلہ جو بہت حد تک جائز ہے اور للہ مہر لال بھیل کی اس تقریر کے بعد تو اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ اسی وقت دور ہو گا جب ہم ایک ایسا سسٹم لائیں کہ جس میں ہم یہ ensure کریں کہ ممکن حد تک

میرٹ کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ کیونکہ میرٹ کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو پھر معاشرے میں ہم بے انصافی کے سوا کچھ کر نہیں سکتے۔ یہ ہماری ایک تجویز زیر غور ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بہت سی تجاویز سنیں۔ ایک چھوٹی سی بات ذہن میں رکھیے کہ جو چھوٹی jobs ہیں، ان کے لیے علاقائی سطح پر ٹریننگ کا ایسا بندوبست کیجیے مثلاً ایک پسماندہ ضلع ہے، پسماندہ تحصیل ہے، وہیں کے بچوں کو اگر آپ ایسی تعلیم دے دیں یا تربیت دے دیں یا ٹریننگ دیں جس سے کہ وہ وہاں کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں تو وہ تبادلے کے لیے بھی آپ کو زیادہ پریشان نہیں کریں گے اور ان کو علاقائی سطح پر jobs بھی مل جائیں گی، ان کے لیے بھی آنا جانا آسان ہو گا۔ اس طرح کی بھی ایک سکیم ایسی بنائیے کہ چھوٹی سطح کی jobs علاقے کے لوگوں ہی کے اندر، ان کی صلاحیتوں کے مطابق، ٹریننگ ملنے کے بعد ان کو دی جا سکیں۔

وزیر تعلیم، بجا ہے۔ پرائمری سطح کی تعلیم کو مزید بہتر بنانے کے لیے پرائم منسٹر کی ایک نان فارمل ایجوکیشن سکیم آئی ہے۔ ہم نے پنجاب میں نان فارمل ایجوکیشن کا ڈائریکٹوریٹ قائم کر دیا ہے اور این۔ جی۔ اوز کی معرفت ہم چاہتے ہیں کہ نان فارمل طریقے پہ جو تعلیم ہے اس کو فروغ دیں مثلاً ایک محلے میں یا ایک گاؤں میں اگر کوئی پڑھا لکھا یا کوئی پڑھی لکھی خاتون ہے اور وہ چاہتی ہے کہ وہاں بیٹھ کر محلے کے یا گاؤں کے ان بچوں کو جو ریگولر سکولوں میں نہیں جا پاتے کسی وقت اپنے گھر پہ، اپنے کسی اور گاؤں یا محلے کی دی ہوئی جگہ پہ بیٹھ کر تعلیم دے تو فی الحال ابتدائی طور پر ہم نے یہ شروع کیا ہے کہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ فی سکول حکومت اپنی طرف سے ان کی مدد کے لیے ان کو دے گی اور وہ وہاں پہ ان بچوں کو تعلیم دیں گے۔ تو ایک اس تجویز پر بھی ڈائریکٹوریٹ کے ذریعے اس سال عمل شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، آخری بات بھی کریں۔

وزیر تعلیم، جی۔ فنی تعلیم کی بات بھی جیسے آپ نے فرمائی ہے ہمارے زیر غور ہے۔ ہم نے جو فنی تعلیم کے اساتذہ ہیں، جو ایڈمنسٹریٹرز ہیں، ان کو باہر بھیجا۔ انھوں نے ملائشیا، سنگاپور، انڈونیشیا میں جا کر دیکھا اور واپس آئے۔ انھوں نے ورکشاپس منعقد کیں۔ ہم نے کہا کہ سلیبس اور کورسز کو revise کریں اور modernize بنائیں اور ہماری جو صنعتی ضروریات ہیں جیسے یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ ہمارے جو

آج کل کورسز ہیں وہ کوئی پاس بھی کرے تو اس کو کوئی اتنی پذیرائی نہیں ملتی۔ تو یہ مجھے خوشی ہے کہ انھوں نے اس وقت اپنا تمام کام مکمل کر لیا ہے اور ہمارا ایک یہ emphasis بھی ہے کہ ہماری جو فنی اور ووکیشنل تعلیم ہے ہم اس کو زیادہ پھیلائیں تاکہ جو آپ نے فرمایا کہ مقامی طور پر' اب ایک گاؤں میں بجلی چلی گئی ہے' ہر گاؤں میں بجلی چلی گئی ہے تو وہاں بجلی کے الیکٹریشن کی بھی ضرورت ہے' ٹریکٹرز ہیں تو ان کو مرمت کرنے والوں کی بھی اسی گاؤں میں ضرورت ہے۔ تو ہم اس بات پر انشاء اللہ زور دے رہے ہیں اور ہماری یہ تجویز بھی ہے کہ فنی اور ووکیشنل تعلیم پر زیادہ توجہ دی جائے تاکہ آئندہ برسوں میں اس قوم کی اور اس ملک کی جو ضروریات ہیں نہ صرف وہ پوری ہوں بلکہ تعلیم کے شعبے سے جو آدمی نکلے وہ نہ صرف اپنے پاؤں پہ عزت کے ساتھ کھڑا ہو سکے اور اپنی روزی کا اہتمام کر سکے بلکہ معاشرے کے لیے وہ ایک اچھا فرد بھی ثابت ہو سکے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اب اجلاس کل صبح ۱۰۔۰۰ بجے دن تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چونتیسواں اجلاس)

جمعرات' 16-مئی 1996ء

(پنج شنبہ' 27-ذوالحج 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم O

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ
الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ
وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ
غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾

سورۃ حمٓ السجدہ، آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے موجود ہو گی (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

وما علینا الا البلاغ O۔

پوائنٹ آف آرڈر

لوکل گورنمنٹ کے سپیشل فنڈز کے تحت ترقیاتی سکیموں اور ان کے لیے مختص رقوم کی تفصیل (اسمبلی سوال کے حوالے سے)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (رانا اکرام ربانی) ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پچھلے اجلاس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سیشن میں میں لوکل گورنمنٹ کے سپیشل فنڈ ایوان میں پیش کروں۔ یہ میرے بھائی جناب ایس۔اے حمید صاحب کا ضلع گوجرانوالہ کے حوالے سے سوال تھا لیکن میں آپ کی خدمت میں گوجرانوالہ کی بھی اور صوبے کی بھی تفصیل پیش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا آپ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جی۔ جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، یا ہاؤس کی ٹیبل پر رکھنا چاہتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جیسے جناب کا ارشاد ہو ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ ایس۔اے حمید صاحب اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب ایس۔اے حمید، اگر وزیر پی اینڈ ڈی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ انہیں مائیک دے دیں تاکہ پورے پنجاب کے عوام کو پتا چل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے جی اجازت ہے رانا صاحب!

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ وزیر موصوف ذرا اونچی آواز میں بات کریں تاکہ سمجھ آجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! ذرا اس بات پر دھیان دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے 1993-94ء کے reference سے بات کروں کا یہ سوال گوجرانوالہ کے حوالے سے تھا۔ گوجرانوالہ کی تفصیل بھی میرے پاس ہے۔ میں پورے صوبے کی لسٹ پڑھ دیتا ہوں۔

ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، 94-1993، کا جو مالی سال تھا اس میں جو ایلوکیشن پی اینڈ ڈی کی طرف سے ہوئی تھی کیونکہ ریلیز کے بارے میں فنانس ڈیپارٹمنٹ ہی وضاحت کر سکتا ہے۔ پی پی- 1 سید ظفر علی شاہ' پی پی- 5 جناب غلام سرور خاں' پی پی- 6 'چودھری وقار علی------

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا ان کو اس سال کے سارے فنڈز ریلیز کر دیے گئے یا کوئی کمی بیشی بھی تھی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، ریلیز کی بھی تفصیل دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر ریلیز مکمل ہوئی ہیں تو پھر تو پی پی پڑھتے جائیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ریلیز کے بارے میں محکمہ خزانہ بتا سکتا ہے۔ میں نے ایلوکیشنز کے بارے میں آپ سے کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر ممبران اس پر ضمنی سوالات کریں گے کہ کتنے فنڈز جاری کیے گئے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! اس دن بھی یہ بات ہوئی تھی اور میں نے اس دن بھی یہ وضاحت کی تھی کہ ایلوکیشنز اور ریلیز میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ ہم صرف ایلوکیشنز کرتے ہیں اور اس کے لیے ایڈوانس جاری کرتے ہیں جن سکیموں کے لیے ممبران نشان دہی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی جو آپ پی پی پڑھ رہے ہیں۔ ان کو فنڈز ریلیز کیے گئے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، ریلیز کے بارے میں وزارت خزانہ بتا سکتی ہے کہ اس نے کتنے فنڈز ریلیز کیے۔

حلقہ نمبر	نام ممبر	ایلوکیشن	تعداد سکیم
پی پی- 1	سید ظفر علی شاہ	4850000/-	12
پی پی- 5	جناب غلام سرور خان	5000000/-	17
پی پی- 6	چودھری وقار علی	300000/-	1
پی پی- 7	چودھری محمد خالد	5000000/-	48
پی پی- 13	جناب تاج محمد خانزادہ	5000000/-	49
پی پی- 14	پیر سید عباس محی الدین گیلانی	—	—

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ایس اے حمید صاحب! یہ تو 248 ممبران کی فہرست ہے۔ یہ بڑی لمبی ہے۔ آپ کو یہ کاپی مہیا کر دیتے ہیں اور ایوان کی میز پر بھی رکھ دیتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے بتایا کہ فنڈز ریلیز ہونا ایک الگ معاملہ ہے اور ان پر عمل در آمد ہونا الگ بات ہے ۔ یعنی یہ پی اینڈ ڈی کے منسٹر ہیں اور اس کے بعد وہ معاملہ محکمہ فنانس کو جاتا ہے ۔ لیکن یہاں بھی ایک تضاد پایا جاتا ہے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہوں گا کہ مجھے 95-1994ء میں محکمہ پی اینڈ ڈی سے ایک لیٹر جاری کر دیا کہ آپ کے 7 لاکھ کے فنڈز ریلیز کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن مجھے فنڈ نہیں ملے اور کام نہیں ہو سکا ۔ اس کے بعد دوبارہ میں نے پی اینڈ ڈی کو درخواست دی تو اس نے re-authorisation کے لیے پھر فنانس سیکرٹری کو لکھ دیا۔ 95-1994ء میں یہ کیا اور 96-1995ء میں یہ کیا ہے کہ میرے ٹینڈر بھی لگا دیے گئے ہیں۔ پیسہ ایک نہیں ملا ۔ یعنی پی اینڈ ڈی نے فنڈز ریلیز نہیں کیے اور ادھر ٹنڈر تک لگا دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ تین سال میں مجھے کوئی پیسہ بھی نہیں ملا۔ یہ تضاد دیکھیں کہ ایک طرف فنڈز بھی نہیں دیئے جا رہے اور دوسری طرف ہمیں بدنام بھی کیا جا رہا ہے۔ کبھی فنڈز ریلیز کرنے کا لیٹر جاری کر دیا جاتا ہے اور کبھی ٹینڈر لگا دیے جاتے ہیں۔ اس پر آپ رولنگ دیں ۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہمیں فنڈز نہیں دینے تو نہ دیں ۔ ہمیں مفت میں بدنام کیوں کیا جا رہا ہے ۔ اس کے لیے واضح پالیسی اپنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ واقعی ایسی مشکلات ہیں۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ رانا صاحب! آپ یہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دیں اور سیکرٹریٹ کو چاہیے کہ اس کی فوٹو سٹیٹ کرا کر ممبران میں تقسیم کر دیں۔

جناب ایس اے حمید ۔ جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ آج وہ ایک لسٹ لے کے ایوان میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ 96-1995ء میں کسی اپوزیشن کے ممبر کو اس کے حلقہ کی سکیموں کو منظور کرنے کے بعد ان کے فنڈز ریلیز نہیں کیے گئے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ صرف ایک اپوزیشن کے ممبر کو موجودہ سال جس کا ایک مہینہ باقی ہے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ ان کی سکیمیں چل رہی ہیں باقی کسی ممبر کو پیسے نہیں دیئے گئے۔ رانا صاحب جو لسٹ پڑھ رہے ہیں یہ وہ لسٹ ہے جو کاغذی کارروائی کے ضمن میں آئے گی۔ یہ سکیمیں منظور ہوگئیں ' یہ لکھ دیا گیا ' یہ واپس لیٹر آ گیا اور یہ چلا گیا۔ میں آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ یہ categorically بتائیں کہ کیا

1995-96ء میں اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے کتنے ایم پی ایز کی سکیمیں منظور کر کے فنڈز ریلیز کیے گئے۔ یہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! وہ 1995-96ء کے لیے پوچھ رہے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔ اگر کوئی وضاحت طلب بات ہو گی تو میں ایوان میں وضاحت کے لیے موجود ہوں۔ یہ سوال ضلع گوجرانوالہ کے حوالے سے تھا۔ اس دن بھی ضمنی سوال پر میرا یہ موقف تھا کہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے ایلوکیشنز کی جاتی ہیں اور ریلیزز فنانس ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ آپ بہت سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور حکومتی تقسیم کار کو بہتر انداز میں جانتے بھی ہیں اور وضاحت بھی کر سکتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر! پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جو جواب دے رہے ہیں وہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہا۔ لیکن ایک چیز جو ہمیں سمجھ آ رہی ہے کہ ہم نے فلاں پی پی میں اتنی ایلوکیشن کی اور فلاں میں اتنی ایلوکیشن کی۔ ایک پراپیگنڈہ جو اکثر حکومت کی طرف سے کیا جاتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ اپوزیشن کے اراکین اپنے ترقیاتی کاموں میں دلچسپی نہیں لیتے اور اپنی ترقیاتی سکیمیں نہیں بھیجتے۔ اب جب انھوں نے classification کی کہ پی پی- 1، پی پی- 5، پی پی- 6، پی پی- 7 تو ان میں میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بھی وضاحت کرتے چلیں کہ جن حلقوں کے لیے انھوں نے ایلوکیشن نہیں کی تھی وہ کس بنیاد پر نہیں کی تھی۔ کیا ان کے ایم پی ایز نے سکیمیں نہیں بھیجی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ یہ دے دیں کیونکہ یہ سوال پہلے آیا تھا۔ آج سوالات کا دن نہیں تھا۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ اسی سیشن میں یہ پیش کریں۔ وہ لسٹ لے آئے ہیں۔ یہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ جناب بادشاہ میر خان آفریدی میرے بھائی ہیں۔ انھوں نے میری بات توجہ سے سنی نہیں۔ غالباً ان کو یہ بھی علم نہیں ہو گا کہ میں کس سال کی سکیمیں بتا رہا تھا۔ اس دن میں نے categorically پالیسی سٹیٹمنٹ on behalf of the Government دی تھی کہ سپیشل فنڈز برائے لوکل ڈویلپمنٹ کسی بھی رکن اسمبلی کا استحقاق نہیں ہے اور اس پر نیشنل اسمبلی کی رولنگ بھی تھی اور اس پر سیر حاصل بحث اس دن ایوان

میں ہو چکی تھی اور آخر پہ آپ نے مجھے یہ حکم دیا تھا اگلے اجلاس میں میں جن حلقہ جات میں جن جن سکیموں کے against فنڈز ایلوکیٹ ہوئے ہیں ان کی فہرست میں ایوان میں پیش کروں۔ میں نے آپ کے اس حکم کی تعمیل میں یہ پیش کر دی ہے ۔ میں دوبارہ پھر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ترقیاتی فنڈز جو کہ special funds for local development ہیں یہ کسی ایم پی اے کا استحقاق نہیں۔ حکومت اپنی صوابدید پر کسی بھی فرد کو' عہدیدار کو' امیدوار کو یہ کہہ سکتی ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے ترقیاتی پروگرام کے لیے سکیمیں identify کرے۔ میری اس بڑی واضح بات کے بعد کوئی چیز تشنہ رہ جاتی ہے کہ جس کی وضاحت ہو؟ یہ جو 1993-94، ' 1994-95، اور 1995-96، کے بارے میں سوال گوجرانوالہ کے بارے میں تھا لیکن میں پورے صوبے کی تفصیل لے آیا ہوں کہ اگر وہ اس کا مطالعہ کرتے اور اس کے بعد اگر ان کے ذہن میں کوئی سوال آتا ہے تو میں وضاحت کے لیے ایوان میں موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایس اے حمید صاحب! ٹھیک ہے۔

جناب ایس اے حمید : رانا صاحب! جو بات فرما رہے ہیں ان کے مطابق کسی بھی رکن اسمبلی کا استحقاق نہیں ہے۔ اگر کسی بھی رکن اسمبلی کا استحقاق نہیں تو فلور آف دی ہاؤس پہ یہ فرمائیں گے کہ کسی بھی رکن اسمبلی کو انھوں نے فنڈز نہیں دئیے۔ جناب سپیکر! ان کی باتوں میں تضاد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے یہ کہا ہے کہ کسی بھی رکن اسمبلی کا استحقاق نہیں۔ لیکن حکومت کی یہ صوابدید ہے اور اس کا یہ استحقاق ہے کہ وہ کسی بھی فرد کو' چاہے وہ رکن ہو' چاہے رکن نہ ہو چاہے وہ کوئی ایسا فرد ہو جو کسی پارٹی کا عہدیدار ہو یا کوئی ایسا آدمی جو اپنے علاقے میں ایک اثر رکھتا ہو ۔ یعنی کسی بھی شخص کو حکومت اپنی صوابدید پر فنڈز دے سکتی ہے ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا صاحب! میں نے اس دن کیا رولنگ دی تھی۔ کیا میں نے آپ سے ایوان کی میز پر رکھنے کے لیے کہا تھا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، آپ نے ایوان میں پیش کرنے کے لیے کہا تھا ۔

سید تابش الوری، ظاہر ہے جب یہ پیش کیا ہے تو ضمنی سوال بھی تو اسی وقت ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ایس اے حمید صاحب کا یہ ضمنی سوال تھا کہ 1995-96ء میں ایک سے زیادہ اراکین اسمبلی کو فنڈز ایلوکیٹ ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ ایک کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ میں ان سے یہی دریافت کر رہا ہوں کہ کیا ان کے ضمنی سوال کے مطابق 1995-96ء میں اپوزیشن کے ایک سے زیادہ اراکین کو بھی فنڈز allocate ہوئے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! صرف تاج محمد خان زادہ صاحب کی طرف سے جو سکیمز ان کی constituency کے لیے identify کی گئی تھیں ان کے against ہم نے فنڈز allocate کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہوئی۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ صرف تاج محمد خان زادہ صاحب کی سکیمیں ملی ہیں۔ جناب والا! وزیر صاحب on the floor of the House تو غلط بات نہ کریں کیونکہ سکیمیں تو سب کی گئی ہیں۔ البتہ یہ کہیں کہ ہم نے صرف اپوزیشن کے ایک ممبر اسمبلی کی سکیموں کو منظور کیا ہے۔ اور categorically کہیں کہ ہم نے کسی اپوزیشن کے ممبر کو فنڈز مہیا نہیں کیے، ان کی سکیمیں منظور نہیں کیں۔ ہم ان سے بھیک نہیں مانگتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ انھیں اس طرح دباؤ کے تحت مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ ایسے کہیں۔ یہ ان کا اپنا طریق کار ہے کہ وہ جواب کیسے دیتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! ہم پوچھ تو سکتے ہیں ناں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ تاج محمد خان زادہ صاحب کو دیے گئے ہیں۔ اب اس سے کیا تاثر ملتا ہے؟ یہی ہے کہ آپ کا ضمنی سوال ٹھیک تھا کیونکہ آپ نے بھی یہی کہا ہے کہ ایک ممبر کے علاوہ کسی کو بھی نہیں دیے گئے۔ وزیر صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ ہم نے صرف ایک ممبر کو دیے ہیں۔ اب اس میں فرق کیا رہ گیا ہے؟

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! اس کا تاثر یہ ہے کہ یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ اپوزیشن کے ممبران نے سکیمیں ہی نہیں دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس اے حمید صاحب! یہ دور ہی پراپیگنڈا کا ہے۔ آپ کی طرف سے بھی

پراپیگنڈا ہوتا ہے' ان کی طرف سے بھی پراپیگنڈا ہوتا ہے۔ اس کو آپ یا میں کیسے بند کر سکتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! میں نکتۂ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! آپ بے شک اسمبلی کی ٹیپ چلوا لیں۔ میں نے اس دن بھی یہ نہیں کہا تھا آج بھی میں نے یہ گزارش نہیں کی کہ اراکین اسمبلی حزب اختلاف کی طرف سے سکیمیں آئی ہی نہیں۔ میں نے اس کے بارے میں بات ہی نہیں کی۔ ایس اے حمید صاحب خود ایک جملہ میری زبان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑے پرانے parliamentarian ہیں اور میں چونکہ ان کا طریقہ واردات سمجھتا ہوں اس لیے میں بڑا محتاط ہو کر ان کی بات کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ نے یہ بات نہیں کی۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا کہ on the floor of the House پہلے وزیر اعلیٰ صاحب نے' دوسرے وزیراعلیٰ نے موجودہ وزیر اعلیٰ نے باقاعدہ یہ اعلان کیا تھا کہ ترقیاتی فنڈز تمام ممبران کو' تمام ایم پی ایز کو دیے جائیں گے۔ چاہے وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہوں' چاہے وہ حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں۔ چنانچہ انھوں نے سکیمیں مانگیں اور اس کے بعد اب یہ بات صاف ظاہر ہو گئی ہے کہ صرف اپوزیشن کے ایک ممبر کو انھوں نے accommodate کیا ہے۔ جناب والا! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ پراپیگنڈا کے لیے' پریس کے لیے on the floor of the House بات کرتے ہیں کہ ہم اتنے انصاف پسند ہیں' ہم اتنا صحیح چلنا چاہتے ہیں اور ہم نے کہہ دیا ہے ہمارے لیے پنجاب کے تمام حلقے برابر ہیں اور ہم نے سب میں ترقیاتی کام کرنے ہیں۔ اس میں اپوزیشن یا حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔ قطع نظر اس سے چاہے وہ کسی پارٹی کا ممبر ہے ہم سب میں فنڈز برابر تقسیم کریں گے۔ جناب سپیکر! یہ کتنی غلط بات ہے کہ on the floor of the House وزیر اعلیٰ صاحب یہ بیان دیں اور ان کا عمل وزیر منصوبہ بندی و ترقیات رانا اکرام ربانی صاحب نے جو ہمیں دکھایا ہے اسے بھی آپ ملاحظہ فرمالیں۔ کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے۔ ہم اس کے لیے انصاف کے طلب گار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ:۔ "لما تقولون مالا تفعلون"

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا! یا تو یہ تمام ممبران کو دیں یا یہ بالکل ہمیں نہ دیں۔ ہمیں ان کے فنڈز نہیں چاہئیں۔ یہ فنڈز بھی نہیں دیتے اور پراپیگنڈا بھی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیے ۔ آپ بھی حکومت میں رہے ہیں ۔ آپ کو سب صورت حال کا علم ہے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! ہمارے دور میں اپوزیشن کو فنڈز ملے تھے ۔ آپ رانا صاحب سے پوچھ لیں کیا ان کو فنڈز ملے تھے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : مسئلہ یہ ہے کہ یہ سب چیزیں آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں ۔ بہر حال میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ "لما تقولون مالا تفعلون "(کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو)۔ میں سب سے یہی کہتا ہوں ۔ میرے خیال میں اس کے بعد یہ بحث بند ہو جانی چاہیے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے قرآن کا حوالہ دے دیا ہے جو کہ حرف آخر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : "عقل مند را اشارہ کافی است "

سید تابش الوری : میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ جن کی عقل پر پتھر پڑ چکے ہوں ان کو سمجھانا ضروری ہے۔

رانا محمد اقبال خان : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمایئے۔

سابق ایم پی اے راؤ مراتب علی خان کے لیے دعائے مغفرت

رانا محمد اقبال خان : جناب سپیکر ! اس معزز ہاؤس کے ایک سابق ایم پی اے راؤ مراتب علی خان مرحوم اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں یہ مناسب بات ہے ۔

(اس مرحلے پر راؤ مراتب علی خان (مرحوم) کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمایئے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر ! آپ نے ابھی قرآن پاک کی ایک آیت کا آدھا حصہ یہاں پڑھ کر سنایا ہے ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر : مجھے آتا ہی اتنا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : نہیں آپ کو آتا ہے اگر نہیں آتا تو میں ابھی وہ سنا دیتا ہوں۔ وہ آیت اس طرح ہے کہ "یا ایھاالذین اٰمنوا لما تقولون مالا تفعلون "(اے ایمان والو! وہ بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو) عرض یہ ہے کہ یہ ایمان والوں کے لیے ہے بے ایمان لوگوں کے لیے نہیں۔ یہ ایمان والوں کے لیے ہے کہ جو بات وہ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ جو بے ایمان ہیں وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں تمام مسلمان ایمان والے ہیں۔ ہم کسی کو بے ایمان کیوں کہیں؟

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے ابھی on the floor of the House یہ اعلان کیا ہے کہ اپوزیشن کے صرف ایک ممبر کو فنڈز release کیے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ایوان کی میز پر ایک فائل بھی رکھی ہے جو کہ لسٹ ہے۔ جناب والا ! اس لسٹ کا میں نے مطالعہ کیا ہے اس میں ہمارے دو اور اپوزیشن ارکان کے نام شامل ہیں یعنی وہ تاج محمد خان زادہ کے علاوہ ہیں لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان کے صرف نام استعمال ہوتے ہیں۔ فنڈز کسی اور کو تقسیم کیے گئے ہیں لیکن نام ان کا استعمال ہوا ہے۔ یہ صوبہ پنجاب میں اتنی بڑی بد دیانتی ہو رہی ہے۔ ان کی لسٹ کے مطابق constituency 126 میاں فضل حق کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انھیں 50 لاکھ روپے allocate کیے گئے ہیں اور ان کی 18 سکیمیں تھیں۔ اس کے بعد جناب ارشد عمران سلہری کا نام ہے انھیں بھی 50 لاکھ روپے allocate کیے گئے ہیں اور ان کی دو سکیمیں تھیں۔ یہ دونوں دوست ہاؤس میں بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں کہ انھیں کچھ دیا گیا ہے؟ جناب یہ بد دیانتی کی انتہا ہے کہ نام ان کا استعمال ہو رہا ہے ' پیسے ان کے نام سے جاری ہو رہے ہیں ' فنڈز ان کو allocate کیے جا رہے ہیں لیکن یہ سکیمیں execute کوئی اور کروا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیا سکیمیں انھوں نے دی تھیں یا کسی اور نے دی ہیں؟

میاں عثمان ابراہیم : نہیں انھوں نے نہیں دیں - یہی تو پوائنٹ ہے کہ انھوں نے تو کوئی سکیم بھی submit نہیں کی- یہ سکیمیں بھی کسی اور سے لی گئی ہیں اور انھیں execute بھی کوئی اور کروا رہا ہے -

میاں فضل حق : جناب والا ! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں -

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے-

میاں فضل حق : جناب سپیکر ! بات یہ ہے کہ پرسوں وقفہ سوالات کے وقت [*****] سینئر وزیر یہاں مقامی حکومت و دیہی ترقی کے جواب دے رہے تھے- اس میں فنڈز کا ایک مسئلہ آیا تھا تو میں نے اٹھ کر ایک document دکھایا تھا جو اب بھی میرے پاس موجود ہے اور وہ چیز آج یہاں عیاں ہو گئی ہے- یہ پچاس لاکھ کے فنڈز اور 18 سکیمیں exactly میرے سے ہارے ہوئے امیدوار خواجہ طارق رحیم سے execute کروائی گئی ہیں یہ لسٹ میرے پاس ہے اور یہاں متعلقہ وزیر منصوبہ بندی نے ایوان کی میز پر جو لسٹ پیش کی ہے اس کے اندر بھی 18 سکیمیں ہیں اور رقم بھی پچاس لاکھ روپے ہے- اب آپ جانئیے کہ وہاں میرا نام کاٹ کر خواجہ طارق رحیم کا نام لکھ دیا جاتا ہے- جناب والا! ہمارے ساتھیوں کے نام استعمال کیے جا رہے ہیں لیکن بریکٹ میں "عرف جیالا" لکھ دیا کریں تاکہ بات واضح ہو جائے-

وزیر صحت(چودھری بدرالدین) ، جناب والا! ابھی ایک فاضل رکن نے سینئر منسٹر کے لیے [*****] کا لفظ استعمال کیا ہے اسے کارروائی سے حذف کیا جائے-

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس لفظ کو حذف کیا جاتا ہے- رانا صاحب! میری بات سنیں ایک سوال تھا اور میں نے اجازت دے دی اب یہاں پر ضمنی سوالات ہیں آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ سوال پر تین چار پانچ ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں- سارا وقت تو اس پر صرف نہیں ہو سکتا- میں آپ کو اس کا طریقہ بتاتا ہوں کہ یہ ایک سوال آیا ہے جو اہم نوعیت کا ہے آپ رول 52 کے تابع اس کو اسی ہاؤس میں زیر بحث لا سکتے ہیں- لہٰذا میں نے آپ کو ایک اشارہ دے دیا ہے آپ کارروائی کریں اب ہم آگے چلتے ہیں- مہربانی-

---

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

میاں فضل حق، جناب والا! آپ سے میری درخواست ہے کہ ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں،اب بات نہیں بنتی۔ میں نے اس پر کارروائی ختم کر دی ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ ایک نظر تو دیکھیں۔ ہم سے نظر تو ملائیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم آگے چلتے ہیں کیونکہ Call Attention Notice تھا وزیر اعلیٰ صاحب کو کوئی ضروری کام تھا وہ گیارہ بجے آئیں گے۔ تو اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔تحریک استحقاق نمبر 3 میاں انتصار حسین بھٹی کی ہے یہ پیش ہو گئی تھی لیکن pending ہے تو انتصار حسین بھٹی تشریف نہیں رکھتے۔ میرے خیال میں وہ اس میں interested نہیں ہیں۔ وزیر قانون! آپ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! وہ آجائیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے آنے پر جواب دیا جائے گا اس کو pend کیا جاتا ہے۔

رکن اسمبلی کو آر ڈی اے کے اجلاس میں مدعو نہ کرنا (۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر ، تحریک استحقاق نمبر 6 جناب باد شاہ میر خان آفریدی کی ہے یہ بھی پیش ہو گئی تھی اس کا وزیر قانون نے جواب دینا تھا اور باد شاہ میر خان آفریدی تشریف رکھتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! یہاں تک بات درست ہے کہ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا کوئی بھی اجلاس نہیں ہوا۔ اور ابھی تک آر ڈی اے constitute نہیں ہوئی اور ابھی تک اس کے ممبران کی تشکیل بھی مکمل نہیں ہوئی ــــــ

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا!ہاؤس میں شور کی وجہ سے مجھے بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ I call the House to order please آپ کی توجہ چاہیے۔ جی وزیر قانون آپ وزیر قانون کی بات ذرا غور سے سنیے۔

وزیر قانون، جناب والا! ابھی تک آر ڈی اے کے ممبران کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا اور وہ اتھارٹی بھی constitute نہیں ہوئی۔ چونکہ اتھارٹی constitute ہی نہیں ہوئی۔ اس لیے ابھی تک اس کا کوئی اجلاس بھی نہیں ہوا جب constitute ہو جائے گی تو پھر اس کا اجلاس ہو گا تو اس میں اس علاقے کے sitting members کو ضرور بلایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو notify کرنے کا گورنمنٹ کا کوئی خیال ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ اس سے پہلے جو set up تھا انھوں نے اس کی تشکیل نہیں کی تو اب کچھ عرصہ تک اس کی تشکیل کر دی جائے گی۔ میں اس کے لیے وقت کا تعین تو نہیں کرسکتا لیکن جلد ہی اس کی تشکیل کر دی جائے گی اور جو پچھلے بجٹ پاس ہوئے ہیں ان کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں سیکرٹری خزانہ یا ان کا نمائندہ' سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ یا ان کا نمائندہ' سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ یا ان کا نمائندہ' ڈائریکٹر جنرل آر ڈی اے تھے۔ بجٹ کے لیے یہ ایک سب کمیٹی تشکیل دے دی گئی تھی اور انھوں نے بجٹ پاس کیے ہیں اور اس کے مطابق اس میں کوئی دھاندلی یا ایسی بات کی شکایت نہیں آئی۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش بھی ہے کہ اس پر یہ تحریک استحقاق بھی دی گئی ہے اور اسی پر ایک تحریک التوائے کار بھی دی گئی ہے اب یہ خان صاحب فرمائیں گے کہ وہ کون سی تحریک کو لینا چاہتے ہیں' کیونکہ دونوں تحاریک ایک ہی چیز پر نہیں ہو سکتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب! آپ نے اسی واقعے کے بارے میں دو تحاریک دی ہیں؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جی بالکل۔ میں نے اس پر ایک تحریک التوائے کار بھی دی ہے اور تحریک استحقاق بھی دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چونکہ یہ تحریک استحقاق زیر بحث ہے اسی کو لیں گے اور تحریک التوئے کار نہیں آسکے گی کیونکہ آپ نے تحریک استحقاق دی ہے۔اب وزیر موصوف کی جو سٹیٹمنٹ آئی ہے اس کے بعد آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! کل جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی تو اس وقت میں نے یہی الزام لگایا تھا کہ بیوروکریسی نے ہم منتخب لوگوں کو وہاں سے باہر نکال دیا ہے۔ پہلی بات

تو یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ ابھی تک اتھارٹی constitute نہیں ہوئی' یہ سراسر غلط ہے۔ جب وٹو صاحب نے take over کیا تھا تو باقاعدہ اتھارٹی کی تشکیل ہوئی تھی اس سے پہلے جب آر ڈی اے کا 1988ء یا 1989ء میں قیام عمل میں آیا تھا اس وقت میں اس کا nominated member تھا میں اس وقت ایم پی اے نہیں تھا لیکن nominated member تھا اس وقت بھی اتھارٹی کی تشکیل دی گئی تھی۔ 1990ء میں جب ہم ممبر بنے تو میں منتخب ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے اس کا ممبر بن گیا اور اتھارٹی کام کرتی رہی۔ جب 1993ء میں جناب وٹو صاحب برسر اقتدار آئے تو انھوں نے اتھارٹی کو توڑ ڈالا ۔ اس کے بعد انھوں نے نئی اتھارٹی تشکیل دی۔ 1993ء کا الیکشن جیتنے کے بعد میں پھر اسی قانون Citizens Development Act, 1996 section 4(i) کے تحت میں خود بخود اس کا ممبر بن گیا چونکہ حکومت پنجاب کا قانون تھا ۔جناب والا ! وٹو صاحب نے جب نئی کمیٹی بنائی تو اتھارٹی کام کرتی رہی۔ لیکن انھوں نے اس کا باضابطہ اجلاس نہیں بلایا جو کہ میرا استحقاق بنتا تھا صرف ایک غیر سرکاری اجلاس ہوا اور وہ بھی اس وقت ہوا جب ہم راولپنڈی کے سب ایم پی ایز جو اس اتھارٹی کے ممبر تھے جیل میں تھے تو انھوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اتھارٹی کا اجلاس بلا کر من مانے منصوبے پاس کر لیے ۔ اب جہاں تک وزیر موصوف نے فرمایا ہے ہو سکتا ہے کہ نئی حکومت کے آنے کے بعد جب نکئی صاحب آئے تو انھوں نے اتھارٹی توڑ دی ہو لیکن یہ بات اخبارات میں نہیں آئی نہ ہی مجھے اس کی اطلاع دی گئی۔ ایک منتخب ممبر ہونے کی حیثیت سے اتھارٹی کا یہ فرض بنتا تھا کہ یہ مجھے آگاہ کرتے-----

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے میں پتا کرتا ہوں۔ جناب وزیر قانون یہ بتائیں کہ جس طرح خان صاحب فرما رہے ہیں کہ پہلے ایک اتھارٹی constitute ہوئی۔ کیا وہ اتھارٹی جو constitute ہوئی ہے وہ قائم ہے ؟ آپ کی سٹیٹمنٹ کے مطابق یہ ہے کہ وہاں پر ابھی کوئی اتھارٹی constitute نہیں ہوئی ۔

وزیر قانون، 1993ء کے بعد ۔ پہلے constitute ہوئی ہوئی تھی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، 1993ء کی گورنمنٹ جب میاں منظور وٹو آئے اس کے بعد آج تک کوئی نہیں ہوئی ؟

وزیر قانون، کوئی اتھارٹی constitute نہیں ہوئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ نکئی صاحب کے آنے کے بعد یہ اتھارٹی توڑ دی

گئی تھی یہ بھی بلا جواز ہے؟

وزیر قانون، جی۔ جو فنانس کمیٹی تھی وہ توڑی گئی تھی۔ اتھارٹی نہ تشکیل ہوئی تھی اور نہ ہی توڑی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی جو constitution تھی جس میں ممبران صوبائی اسمبلی ممبر تھے وہ ممبران کی constitution نہیں ہوئی؟

وزیر قانون، نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس وقت تک سٹیلمنٹ کے بعد جو صورت حال سامنے آئی ہے کہ چونکہ جب ممبران وہاں ممبر ہی نہیں ہیں تو پھر استحقاق breach نہیں ہوتا لہذا میں اس کو out of order قرار دیتا ہوں۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں دیکھیں۔ اس بارے میں میں نے پوری بات سنی ہے۔ آپ کی بات سنی ہے ان کی بھی سنی ہے ان سے دوبارہ دریافت کیا ہے تو لہذا جب اتھارٹی constitute ہی نہیں ہوئی جب صوبائی اسمبلی کے ممبران اس اتھارٹی کے ممبر ہی نہیں ہیں۔۔۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں اب بھی اس کا ممبر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! (4)1996ء کے تحت اب بھی میں اس کا ممبر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ اب میں نے اس پر فیصلہ کر دیا ہے۔ جناب ایس اے حمید صاحب۔

وزیر قانون، میں صرف ان کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ جب constitute ہوئی تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس طرح تو سارا دن لگائیں گے۔ پھر وہ بولیں گے۔ اب میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ایس اے حمید صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! کروڑوں روپے کی لوٹ مار ہو رہی ہے اور میں اس لوٹ

مار کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر معزز رکن جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے اور طریقے بھی ہیں۔ اگر کوئی لوٹتا ہے۔ کچھ کھاتا ہے تو کوئی بھی فرد court of law میں جا سکتا ہے۔ ملک میں اور پروسیجر بھی موجود ہیں جس کے تابع اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ صرف یہی فورم نہیں ہے کہ جہاں پر ہم کارروائی کریں۔ تحریک استحقاق نمبر 7 جناب ایس اے حمید کی ہے۔ جی ایس اے حمید صاحب۔

رکن اسمبلی کو جی ڈی اے کے اجلاس میں مدعو نہ کرنا

جناب ایس اے حمید : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ (G.D.A.) کے بائی لاز کے تحت مقامی ایم پی ایز جن کا حلقہ انتخاب جی ڈی اے کی حدود میں ہو وہ اتھارٹی کے رکن ہوتے ہیں اور اتھارٹی کے ہر اجلاس میں ان کی شرکت لازمی ہوتی ہے مگر جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے جی ڈی اے کی طرف سے اتھارٹی کے کسی اجلاس میں مقامی ایم پی ایز کو مدعو نہیں کیا اور اتھارٹی کے اہل کاروں نے اپنی من مانی کارروائیاں کرتے ہوئے از خود فیصلے کرنے شروع کر دئیے ہیں اور کروڑوں روپے کے اخراجات کی منظوریاں دی جا رہی ہیں اور عوامی نمائندوں کو جو قانوناً اتھارٹی کے ممبر ہیں جان بوجھ کر نظر انداز کر کے کرپشن کے بازار کو گرم کر رکھا ہے۔ میں چونکہ اتھارٹی کا قانونی طور پر ممبر ہوں۔ مجھے نظر انداز کر کے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شارٹ سٹیٹمنٹ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! وزیر قانون کی وضاحت کے بعد میں صرف اس سے متعلق بات کروں گا۔ جناب سپیکر! مجھے 1991ء میں اس اتھارٹی کا ممبر بنایا گیا اس کے علاوہ جتنے بھی گوجرانوالہ کے منتخب نمائندے تھے ان کو بھی ممبر بنایا گیا۔ اس سلسلے میں ہمارے باقاعدہ اجلاس ہوتے رہے اس میں بہت سے ترقیاتی کام خاص طور پر سیوریج کے معاملات اور شہر کی جو مین سڑکیں تھیں ان کے معاملے میں اتھارٹی نے بے شمار کام کیے اور ہم نے یہ کام کروائے۔ لیکن 1993-94ء سے اب

تک کسی ایک اجلاس میں بھی مجھے نہیں بلایا گیا اور نہ ہی میرے کسی دوسرے ساتھی کو بلایا گیا۔ اتھارٹی نے خود اپنی مرضی سے کچھ لوگوں کو بلایا اور میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔ جو ہارے ہوئے لوگ ہیں اور جو میرے خلاف امیدوار تھے یا دوسرے لوگوں کے خلاف امیدوار تھے ان کو اس اجلاس میں بلایا گیا اور ایک سرکاری رکن کو بھی بلایا گیا وہ اگرچہ اس حلقے کے نہیں ہیں لیکن ضلع گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب سپیکر! ان کی اس سلسلے میں باقاعدہ میٹنگیں ہوتی رہیں۔ جناب والا! میں وزیر قانون کی اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہنا کہ اتھارٹی نے اپنے اجلاس نہیں کیے یا اس نے نمائندوں کو نہیں بلایا غلط ہے۔ بلکہ ان لوگوں کو اس اجلاس میں بلایا جو ہارے ہوئے تھے یا ان لوگوں کو بلایا جو پیپلز پارٹی کے ورکر تھے۔ جناب سپیکر! یہ صرف اس لیے کیا گیا کہ حلقے کے جو عوامی نمائندے ہیں ان کو اتھارٹی سے دور رکھا جا سکے تاکہ یہ اپنی من مانی کر سکیں۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اجلاس نہیں بلائے گئے اور ممبران بھی خود بخود ختم ہو گئے۔ جناب سپیکر! میں یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ بات ریکارڈ پر موجود ہو کہ اجلاس بلائے گئے اور ان لوگوں کو بلایا گیا جو اس کے اہل نہیں تھے جن کی ممبر شپ نہیں بنتی تھی تو کیا وزیر قانون ہمیں وہ فنڈز جو بیوروکریسی کھا گئی ' وہ فنڈز جو شہر کی ترقی اور تعمیر کے لیے خرچ ہونے تھے ' وہ فنڈز جو غیر منتخب لوگ اپنی مرضی سے لوٹ کر لے گئے وہ واپس لا کر دے سکیں گے؟ جناب سپیکر! یقیناً ایسا نہیں ہو گا۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس بات کو review کیا جائے۔ وزیر قانون اگر چاہیں تو اس سلسلے میں اتھارٹی کا ریکارڈ منگوا لیں اور اگر ریکارڈ پر وہ لوگ موجود ہوں ان کی وہاں پر حاضریاں موجود ہوں تو پھر اس فیصلے پر نظر ثانی کر کے اس کا کوئی تدارک کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس میں صرف فرق یہ ہے کہ یہ تحریک گوجرانوالہ سے متعلق ہے اور اس سے پہلے والی راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی تھی وہاں کے متعلق تو آپ نے کہہ دیا کہ اتھارٹی ابھی تشکیل ہی نہیں ہوئی اب گوجرانوالہ میں کیا صورت حال ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! وہاں پر بھی یہی صورت حال ہے بلکہ دونوں جگہ ایک ہی صورت حال ہے۔ اس وقت جب خان صاحب جا رہے تھے میں یہی کہہ رہا تھا جب یہ اتھارٹی تشکیل پائے گی اور اس کا ایک باقاعدہ اجلاس بلایا جائے گا تو اس میں اس علاقے کے جو منتخب ممبران ہیں وہ ex-officio ممبران ضرور ہوں گے لیکن چونکہ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی اجلاس نہیں ہوا اس لیے ان کو نہیں بلایا گیا اور

ابھی تک کسی بھی ممبر کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ جب بھی اتھارٹی تشکیل پا جائے گی یہ خود بخود اس کے ممبر بن جائیں گے اور ان کو اجلاس میں بھی بلایا جائے گا۔

جناب ایس اسے حمید، جناب والا! اس بات کی میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اگر گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس ہوئے ہوں اور غیر نمائندہ لوگوں نے اس میں شرکت بھی کی ہو تو پھر وزیر قانون کا موقف کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ اتھارٹی کے اجلاس بھی ہوئے ہیں اور ہماری جگہ پر دوسرے غیر منتخب لوگوں کو اجلاس میں بلایا گیا۔ اجلاس ہوئے یا نہیں؟ اجلاس تو میرے خیال میں ہوتے ہوں گے اجلاس کو تو میرے خیال میں کوئی نہیں روک سکتا۔

وزیر قانون، نہیں جناب! اجلاس تو نہیں ہوئے ایک دوسرے سے ملنے سے تو کوئی نہیں روک سکتا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو آپ کی جائز بات ہے یہ تو سننی پڑے گی۔ بادشاہ میر خان آفریدی نے نکتہ اعتراض پر کورم کی نشاندہی کی ہے۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔

گنتی کی گئی۔۔۔ کورم نہیں ہے اس لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔ گھنٹیاں بجائی گئیں۔۔۔ ممبران اپنی اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں یا کسی بھی سیٹ پر بیٹھ جائیں تاکہ گنتی میں آسانی ہو۔ جو ممبران لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی آجائیں۔ اپوزیشن کے دوست بھی تشریف لے آئیں کیوں کہ آج ان کا Call Attention Notice بھی ہے۔ اور پھر تحاریک التوائے کار بھی ہیں۔ لہذا مہربانی کریں اور وہ تشریف لے آئیں۔ (اس مرحلہ پر اپوزیشن اپنے قائد حزب اختلاف کی قیادت میں ہاؤس میں داخل ہوئی)

اپوزیشن کے تعاون سے کورم پورا ہوگیا ہے۔ مہربانی ۔ شکریہ ۔ اب کارروائی شروع کی جائے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے تعاون سے ہی کورم پورا ہوا ہے۔ آپ ان کو بھی کبھی سمجھا دیا کریں کہ یہ بھی تعاون کر لیا کریں۔ اور آپ خود بھی کبھی مہربانی کیا کریں اور خود بھی کبھی تعاون کیا کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، یہ ہم نے حکومت کے منہ پر تھپڑ مارا ہے کہ ہم میں ظرف ہے۔ ہم

اپنی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دے رہے ہیں اور ہمارے قائد کے کہنے پر یہ کورم پورا ہوا ہے۔ ورنہ یہ کورم پورا نہیں ہونا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی شکریہ - جناب ایس اے حمید صاحب! پوائنٹ raise ہو گیا تھا تو وزیر قانون کچھ کہہ رہے تھے۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order۔

جناب عبد الرحمٰن کھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' عبد الرحمان کھر صاحب! آپ نکتہ اعتراض پر ہیں یا کسی اور نکتے پر ہیں۔

جناب عبد الرحمٰن کھر، جناب پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب والا! انھوں نے جو ابھی فرمایا ہے کہ حکومت کے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ یہ مہربانی کرکے حذف کروا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی ایسا غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) بیٹھیں میں نے رول آؤٹ کر دیا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میرے بس میں ہوتا تو میں حکومت کے منہ پر پتھر مارتا۔ لیکن میرے بس میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب منشاء اللہ بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منشاء اللہ بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب منشاء اللہ بٹ، محترم وزیر صاحب ابھی فرما رہے تھے کہ باشی خان۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر باشی خان کون ممبر ہے؟ کیا اسمبلی میں کوئی ممبر باشی خان کے نام سے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ان کا ایک nickname ہے۔

جناب منشاء اللہ بٹ، ان کو نام تو پورا پکارنا چاہیے کہ کیا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو ٹھیک ہے لیکن میرے خیال میں وہ اس پر راضی ہوتے ہیں۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میری اطلاع کے مطابق وہاں پر کوئی formal اجلاس نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس اے حمید صاحب! میرے خیال میں میں نے تین دفعہ وقت دے دیا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اجلاس ہو تو وزیر قانون کی پوزیشن کیا ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آپ assurance motion لے آئیں۔ انھوں نے تو categorically کہہ دیا ہے۔ لہذا اگلی تحریک استحقاق بادشاہ میر خان آفریدی کی اور ایس اے حمید صاحب کی ایک ہی nature کی ہے۔ اس پر میں نے اپنا واضح موقف بیان کیا' لہذا اسی طرح اس کو بھی میں رول آؤٹ قرار دیتا ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

ایک معزز ممبر، یہ میری آج کے لیے پینڈ نگ تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پینڈ تو کر دی ہے۔ لیکن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ دس بجے کا ہاؤس تھا پھر میرے خیال میں آپ کی باری ساڑھے دس یا پونے گیارہ بجے کے قریب آئی ۔ آپ اس وقت تک بھی تشریف نہیں لانے تھے۔ لہذا اگر کوئی دوست کسی بات کا کوئی بھی نوٹس دیتا ہے چاہے سوالات ہوں' چاہے تحریک التوائے کار ہو چاہے تحریک استحقاق ہو ۔ اس دوست کو اپنے مفاد میں الرٹ ہونا چاہیے کہ میرا یہ موقف ہے اور میرا یہ نوٹس ہے میں نے اس سلسلے میں ضرور حاضر ہونا ہے۔ اب اس کو پینڈ نگ کر دیا گیا ہے۔ جی رانا اقبال صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! میں نے اس ہاؤس میں ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ بھائی پھیرو کا نام تبدیل ہوئے عرصہ ہو گیا۔ اور اس اسمبلی میں بھی اس پر کافی بحث ہوئی اور حکومت نے یقین دلایا تھا کہ ہم اس کا نام تبدیل نہیں کر رہے۔ جناب سپیکر! میں وہ تحریک باضابطہ طور پر تو پیش نہیں کرنا چاہتا 'لیکن میں ان کے ریکارڈ کی درستی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور خصوصی طور پر وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما تھے اور جن کو آپ سینئر منسٹر کہتے ہیں ہم تو سینئر منسٹر نہیں کہتے نہ کوئی لغت میں ہے اور نہ ہی کوئی قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔ ان کو پھول نگر کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ انھوں نے پھول نگر کی بجائے بھائی پھیرو کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میری یہ اپیل ہے ' اس ہاؤس کے ممبران سے گزارش ہے آپ کی وساطت سے کہ کیے ہوئے تقدس کا احترام کریں اور جو نام پہلے تجویز ہو چکا جس کو جناب سابق وزیر اعظم نے بھی تسلیم کیا اور اناؤنس کیا اس کے بعد اب notification ہو چکا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس جگہ کا نام پھول نگر ہے۔ آئندہ لفظ بھائی

پھیرو استعمال نہ کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی جناب۔۔۔۔

چودھری اعجاز احمد آف میانہ چک: جناب سپیکر! انھیں پھول نگر کا notification تو یاد ہے۔ سینئر منسٹر کا notification بھی انھیں یاد رکھنا چاہیے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری شوکت داؤد تحریک التوائے کار نمبر 17۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار ایم ڈی چولستان کے بارے تھی۔ انھوں نے یقین دلایا ہے کہ اگر کوئی irregularity ہے تو میں اس کو دور کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

چودھری شوکت داؤد: جی ہاں میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فاضل رکن اس کو پریس نہیں کرتے۔ اس لیے اس کو dispose of تصور کیا جاتا ہے۔

قادر آباد بلوکی لنک کینال کا ڈسچارج بڑھانے سے اراضی کا سیم و تھور کا شکار ہونا (۔۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کی یہ تحریک ہے اور یہ بخاری صاحب نے move کر دی تھی اور یہ تحریک التوائے کار نمبر 23 ہے۔ اس کا جواب منسٹر C&W نے دینا تھا۔ کیا منسٹر C&W تشریف رکھتے ہیں؟ سید محمد عارف حسین بخاری کی تحریک التوائے کار 23 ہاؤس میں move ہو چکی ہے۔ آپ کا جواب آنا تھا۔

وزیر مواصلات (سردار سکندر حیات): جناب والا! ہم پہلے آپس میں ملے ہیں سارے محکمے کے افسر آئے تھے۔ ان کی جو تکالیف تھیں وہ جائز ہیں۔ اس کے تحت خاص طور پر وہاں پر ہماری پارٹی کے صدر نے بھی اس کو اٹھایا۔ انھوں نے جو بات کی ہے جو سارے محکمے کے آگے سوالات کیے اور اس میں جو فیصلہ ہوا ہے میرا خیال ہے میاں صاحب خود ہی بتا دیتے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، آپ فرمائیں۔ ہم تائید کریں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، وہ اس طرح ہے کہ کچھ ایسے ٹیوب ویل لگانے گئے تھے کیونکہ وہ علاقہ water logged ہے اور اس میں تقریباً کوئی پچاس ٹیوب ویل لگائے گئے بعد میں دیکھا کہ ان میں سے کچھ ٹیوب ویل بند کیے گئے اس میں سے کچھ ٹیوب ویل چل رہے ہیں ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اگلے دس دن کے اندر ان شاء اللہ دس ٹیوب ویل اور چلا دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد کچھ ایسے ٹیوب ویل ہیں جن کے کھمبے وغیرہ واپڈا والے لے گئے ہیں۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور ان شاء اللہ کوشش کریں گے اور ان کو چلائیں گے۔ ان کا دوسرا فارمولا تھا کہ وہاں ایک ڈرین کا مسئلہ تھا۔ اب وہ سکیم دیکھنے والی ہے۔ عارضی طور پر اس کی arrangement انشاء اللہ دس دن میں شروع ہو جانے کی باقی جو اہم مقصد ہے مقصود لغاری صاحب آ جائیں گے' میاں صاحب' مقصود لغاری اور میں بھی' جو کارروائی ہوئی ہے وہ ان کے آگے رکھ دیں گے۔ کوشش کریں گے کہ لوگوں کی مشکلات اور تکالیف دور کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' جی بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جس طرح میرے محترم دوست فاضل وزیر صاحب نے ہمدردی سے۔۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بٹ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی اس کی باری نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ نہیں آنے کی اس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ next time اس کو لے لیں گے۔ میرے خیال میں آپ کو ایک دو دن ملیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، نہیں تو پھر اس کو پینڈنگ کر دیں بعد میں لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں پینڈنگ کر دیتے ہیں اگر نہ ہوا تو اگلے اجلاس میں آ جائے گی۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا قدر! میں عرض کر رہا تھا کہ جس طرح ہمارے فاضل وزیر نے محبت سے میرے cause کے متعلق جو ہمدردی فرمائی ہے میں اس سے مطمئن ہوں انھوں نے فرمایا کہ دس دن کے اندر ٹیوب ویل چل جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' فاضل محرک وزیر موصوف کی یقین دہانی پر مطمئن ہیں۔ لہذا اس کو پریس

نہیں فرماتے۔ یہ dispose of تصور ہو گی۔ میاں عبدالستار کی تحریک نمبر 28 پنڈ نگ ہے' پڑھی جا چکی ہے۔ وزیر سی اینڈ ڈبلیو اس کا بھی جواب دیں گے' وہ ابھی تشریف فرما تھے کہاں چلے گئے؟

گڑی شاہو ریلوے پل لاہور کی خستہ حالی کے سبب عوام کو پریشانی (۔۔۔جاری)

وزیر قانون ، جو تحریک التواء نمبر 28 ہے چونکہ یہ بہت سے محکموں سے متعلق ہے تو اس کے متعلق میں مختصر سا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں عبدالستار صاحب تشریف نہیں رکھتے تو چونکہ موور تشریف نہیں رکھتے تو لہذا ان کی عدم موجودگی میں آپ تھوڑی سی statement دے دیں تاکہ میں اس کو disposed of تصور کروں۔

وزیر قانون ، اس کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ وزیر خزانہ پنجاب کے زیر سر کردگی قائم ایک کمیٹی برائے وزیر اعظم کا ترقیاتی پیکج برائے لاہور کے اجلاس میں ریلوے احکام کے مشورہ سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ گڑھی شاہو پل کی تعمیرنو ریلوے کے مجاز افسران سے کروائی جائے کیونکہ اس میں کچھ ٹیکنیکل کام ہے اور اسے کرنے کے لیے ان کے پاس بہتر انتظامات ہیں' ان کے پاس مشینری بہتر ہے اور اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کو رقوم دی جائیں اور اس پل کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اب اس کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کیے جائیں گے اور اب اس کی از سرنو تعمیر ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ' فاضل محرک تشریف فرما نہیں ہیں لہذا منسٹر موصوف کی statement کے بعد میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ میاں عبدالستار تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ نمبر 30 راجہ جاوید اخلاص۔

تحصیل گوجر خان میں پینے کے پانی کی قلت

راجہ محمد جاوید اخلاص ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ تحصیل گوجر خان کی ایک خاص بیلٹ میں پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور بالخصوص گرمیوں میں پانی کی ایک ایک بوند کو لوگ ترستے ہیں حکومت پنجاب نے اس ضرورت کے پیش نظر ان دیہات میں واٹر سپلائی سکیمیں تعمیر کیں جن پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں مگر بدقسمت عوام پانی کو ترس رہے ہیں اور باوجود کوشش کے یہ سکیمیں چالو نہ ہوسکیں۔ ان میں کوتریلہ سرال، بھونگل، اڈا سید موضع کسراں شامل ہیں۔ یہاں کے عوام سخت مشکلات میں ہیں لہذا یہ مسئلہ فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لا کر اس کا حل نکالا جائے۔

ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون! اس کا آپ جواب دیں گے یا کون دے گا؟

وزیر قانون، میں دے دیتا ہوں۔ جناب والا! جن سکیموں جنگل، کتریلا، سسرال، اڈہ سید، موضع فیض سسرال کا ذکر کیا گیا ہے یہ ساری سکیمیں مکمل ہو کر محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے تحت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ان کو لوکل کونسل کو منتقل کر دیا تھا لیکن 1992ء میں وہ یہ سکیمیں نہ چلا سکے اور ان کو از سر نو چلانے کے لیے 1992ء میں واپس پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو منتقل کر دی گئیں اس کے لیے فنڈز چاہییں تھے۔ اس سال بھی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو بلاک ایلوکیشن کر دی جائے گی اور اس میں سے ان پہ بھی کچھ رقوم خرچ کر دی جائیں گی اور ان کو revise کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، جاوید صاحب! اس کے بعد میرے خیال میں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ پینے کے پانی کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی statement کے بعد۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، انھوں نے کہا کہ کر دیں گے۔ یا تو یہ واضح طور پہ کہیں کہ دو مہینے میں، چار مہینے میں، چھ مہینے میں یہ سکیمیں چلا دی جائیں گی اور عوام کو پانی مل جائے گا۔ چھ مہینے تک بھی اگر وہ ذمہ داری لیتے ہیں تو مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، وہ یہ ہوتا ہے آپ تو بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اگر گورنمنٹ فنڈ release بھی کر دے پھر آگے ٹھیکیداری، ٹینڈر کام تو انھوں نے کرانا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب! چھ مہینوں میں یہ کام شروع کروا دیں تب بھی ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس میں کوئی under taking نہیں دے سکتا۔ یہ وہ سکیمیں ہیں جب وہ

حکومت کے نمائندے تھے اور اس وقت یہ سکیمیں چلی ہوئیں فیل ہو گئی تھیں تو اب ان کو چلانے کے لیے جب فنڈز مہیا ہوں گے تو ان پہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی آپ اس پہ سو فی صد ہمدردی کریں گے؟

وزیر قانون، پوری کوشش کریں گے under taking میں نہیں دے سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک' میرے خیال میں اس statement کے بعد فاضل محرک زیادہ پریس نہیں کرتے ہیں اس لیے یہ تحریک التواء بھی dispose of کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، میاں عبد الستار صاحب کی تحریک التواء pending تھی لیکن اب وہ تشریف نہیں رکھتے تو اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! اب جناب موہل صاحب واپس تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے گزارش یہ کرنی تھی کہ انھوں نے بطور سپیکر یہاں چیف منسٹر صاحب کی ڈیوٹی فری گاڑی کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ میں تحریری رولنگ دوں گا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک وہ رولنگ دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر، آج شاید دے دیں گے۔

چودھری پرویز الٰہی، آج ہی۔

میاں منظور احمد موہل؛ جناب سپیکر! میں یہاں بیٹھا تو رولنگ نہیں دے سکتا۔ اگر مجھے چانس ملا اور سپیکر صاحب نے حکم دیا تو ان شاء اللہ میں آج رولنگ دے دوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی، تو پھر اچھا ہے کہ اپنی گاڑی سے پہلے دے دیں۔

جناب سپیکر، میں اس لیے بھی چاہتا ہوں کہ اس بات کا خدشہ ہے کہ 19 تاریخ کو یکم محرم الحرام کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ چھٹی ہو جائے۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ اجلاس آج مکمل کر دیا جائے اور برخاست کر دیا جائے۔ اس لیے میری خواہش ہو گی کہ اگر انھوں نے وعدہ کیا ہے تو پھر میں ان شاء اللہ آپ کو ضرور موقع دوں گا۔ اگر سب کچھ ٹھیک چلا اور کورم پورا رہا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ کے چیمبر میں غالباً جناب ڈپٹی سپیکر کے زیر

صدارت حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی جو میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میں ایک ایجنڈا طے کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ابھی ہماری ایک آئٹم بحث کے لیے رہتی ہے۔ جس کو آج کے ایجنڈے میں سمیٹنا ممکن نہیں ہو گا۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر 19 تاریخ کو یکم محرم ہو بھی جاتی ہے تو 20 کو اجلاس ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی پتہ نہیں کہ 19 کو یکم محرم ہو گی یا 20 کو ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ کافی دن ہو گئے ہیں۔ آپ کی مرضی ہے۔ جس دن اجلاس نہیں ہوتا اس دن ہم تو حاضر ہی ہوتے ہیں۔ یہ آپ کی آپس کی بات ہے۔ میں لاءمنسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ آ کر محترم شہباز شریف صاحب سے بات کر لیں۔ جو آپ طے کریں گے وہ ہمیں بتا دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بہتر ہے جی۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب!

میاں محمد شہباز شریف، آپ نے فرمایا ہے کہ محترم لاءمنسٹر تشریف رکھتے ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ ہم بیٹھ کر اس مسئلے کو ڈسکس کر لیں گے۔ لیکن جناب! آپ بہتر جانتے ہیں کہ اس تاریخ کے لیے مختص کردہ معاملات جو باقی رہ جائیں گے ۔ وہ معاملات انتہائی اہمیت کے ہیں۔ پنجاب کے حوالے سے مہنگائی کا معاملہ ہے ' معاشیات کا معاملہ ہے اور محروم المعیشت لوگوں کا معاملہ ہے۔ آپ اس پر خاص طور پر توجہ فرمائیں اور گورنمنٹ بنچوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ اس کے لیے ایک دن ضرور رکھیں۔

جناب سپیکر، دیکھیے میاں صاحب آپ جانتے ہیں کہ یہ اجلاس گورنمنٹ نے بلایا ہے۔ گورنر اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ اجلاس بلائیں' وہی اس کو برخاست کر سکتے ہیں۔ اگر اجلاس ریکوزیشن پر ہو تو پھر سپیکر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اس لیے میں مجبور ہوں کہ میں لاءمنسٹر صاحب سے یہ کہوں کہ وہ آپ سے بات کر لیں اور جو آپس میں طے کریں پھر اس کے مطابق لاء منسٹر صاحب پر پابندی ہو گی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کو مطلع کریں کہ ہم نے یہ طے کیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! اگر اجازت دیں' کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ وقت سے پہلے کی بات ہے۔ ابھی آج یہ اجلاس چلنا ہے ۔ لیکن میں اس میں یہ کہوں گا کہ آپ تین یوم اجلاس میں نہیں آئے اور میں نے اجلاس چلایا' پھر آپ تشریف لے آئے ۔ یہ اجلاس میرے نقطۂ نظر میں اچھا اجلاس تھا۔ یہ دونوں طرف سے افہام و تفہیم ہے۔

جناب سپیکر، یہ اتنا اچھا چلا ہے کہ کل خاص طور پر اتنی اہم بحث ہوئی ہے کہ اخبارات نے ضروری سمجھا کہ کوئی خبر نہ دیں۔ کیونکہ جب یہ برا چلتا ہے تو اخبارات میں خبریں لگتی ہیں اور جب اچھا چلتا ہے تو اخبارات کو اور خبروں کی جگہ اس کو جگہ نہیں ملتی۔

میاں منظور احمد موہل، میرا مقصد یہی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ کی بات واقعی درست ہے کہ یہ اجلاس ریکوزیشن پر نہیں بلایا گیا۔ فیصلہ تو گورنمنٹ نے کرنا ہے۔ جو حکم آ جائے گا وہ یہاں پڑھ کر سنا دیا جائے گا۔ لیکن میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ایک دن ان کا معاہدے کے مطابق رہتا ہے۔ اگر 19 کو نہ ہو سکے تو 20 کو کر دیا جائے یا جیسے مناسب ہو یہ دن ان کو ضرور ملنا چاہیے۔

جناب سپیکر، اول تو یہ بھی شبہ ہے کہ محرم 19 کو ہوتا ہے یا 20 کو ہوتا ہے۔ یہ ایک مسئلہ ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر دن بڑھانا ہے۔ تو جمعے کے بعد ہفتہ لے لیں تاکہ جمعہ شامل ہو جائے گا اور ہفتے کو اجلاس کر لیں۔ کیونکہ اس دن sure ہے کہ محرم نہیں ہو گا۔ بہرحال یہ تجویز ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب کچھ کہنے لگے ہیں۔

وزیر قانون، ہماری بہت خواہش تھی کہ 19 کو اجلاس کیا جائے۔ 17/18 کو چھٹیاں ہیں۔ سب کی اپنی اپنی چھٹیوں میں مصروفیات ہوتی ہیں۔ تمام حزب اختلاف کے ممبران نے اور حزب اقتدار کے ممبران نے اپنی اپنی commitments ان دو دنوں میں کی ہوتی ہیں تاکہ دوسرے دنوں میں اجلاس میں شریک ہو سکیں۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس دفعہ معزز ممبران نے اجلاس میں بھرپور شرکت کی ہے۔ اس لیے چھٹیوں میں ممبران کو روکنا مناسب نہیں۔ اس کے بعد خیال یہ ہے کہ 19 کو محرم الحرام شروع ہو جائے گا۔ اگر 19 کو نہ ہوا تو 20 کو ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ محرم الحرام کا احترام بھی ہے۔ ان دنوں میں کچھ انتظامات بھی کرنے ہیں۔ مختلف ملکوں پر ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں۔ ہمارے کچھ ممبران اس مہینے کے احترام میں مجالس میں شرکت کرتے ہیں۔ اس لیے ان دنوں میں مناسب نہیں کہ اجلاس کیا جائے۔ اگر کوئی ایسا کام بچ گیا تو ہم بجٹ سے پہلے ایک دن اجلاس بلا کر اس ایجنڈے کو نبٹا سکتے ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں محترم وزیر صاحب سے متفق ہوں کہ محرم الحرام کا احترام ہم سب کو ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش اور بحث

نہیں۔ لیکن ان کو عوام کی محرمیوں کا احساس ہے۔ اس سے یہ بھاگنا چاہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ انھوں نے پنجاب کا ستیاناس کر دیا ہے۔ عوام کی معیشت کی زبوں حالی سے یہ فرار ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے بالکل ٹھیک تجویز فرمایا ہے کہ ان چھٹیوں میں ملک گیر احترام ہوتا ہے۔ لیکن ایک دن مختص کرنا بڑی بات نہیں۔ اپنی مصروفیات اور commitments سے وقت نکالیں اور پنجاب کے سات کروڑ عوام کے معاملات کو ڈسکس کریں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر صاحب! 18 کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جی چیف منسٹر صاحب فرمانے لگے ہیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں ہم اجلاس سے فرار نہیں چاہتے۔ لیکن محرم کے دوران وزرائے کرام کی اپنے اپنے اضلاع میں ڈیوٹی لگا دی گئی ہے اور اسی طرح ایم پی اے صاحبان کی اپنے اپنے حلقے میں ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ تاکہ محرم کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے۔ اگر قائد حزب اختلاف چاہتے ہیں کہ اجلاس جاری رکھا جائے تو میں ان کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ دسویں محرم کے بعد گیارھویں محرم سے یا بارھویں محرم سے ہم اجلاس دو مہینے کے لیے چلانے کو تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کا شکرگزار ہوں کہ جو وزرائے کرام کی امن و امان کے حوالے سے ڈیوٹیاں لگائی ہیں، ہم اس کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ پاکستان کے مستقبل کے لیے اس موقع پر صوبے کے اندر امن و امان کے حوالے سے یہ بہت ہی عمدہ بات ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن جناب عالی! یہ بات ایسی نہیں کہ جس دن ستر آدمی پنجاب کے آپ کے اپنے ضلع کے اندر جب موت کو گلے لگا رہے تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے۔ آپ تو اس دن اپنا راستہ بدل کر دوسری طرف چلے گئے۔ ان ستر آدمیوں کا تو آپ کو خیال نہ رہا اور آج آپ ایک ایسے مسئلے کے اوپر جس کا پنجاب کی معیشت سے گہرا تعلق ہے۔ اس پر جب بحث کی باری آتی ہے۔

وزیر بہبود آبادی (سید ناظم حسین شاہ)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بڑے مؤدبانہ طور پر آپ سے گزارش کروں گا کہ لیڈر آف اپوزیشن کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس ہاؤس کا کچھ decorum اور traditions ہوتی ہیں۔ He is not to address the Leader of the House directly. He is supposed to address you, sir. انھیں chair کو adress کرنا چاہیے۔ جس طریقے سے وہ مخاطب

تھے اس لیے میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ آپ کو adress کریں، chair کو adress کریں۔ آپ خاموش رہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، دیکھیے ناں۔ابھی آپ نے بھی ادھر منہ کرکے انھیں مخاطب کیا ہے۔

وزیر بہبود آبادی، اگر مداخلت بے جا کرے، کوئی آدمی اگر trespass کرے تو self defence کا تقاضا آدمی کو یہ حق دیتا ہے کہ He can defend himelf. اس لیے یہ مداخلت بےجا تھی۔ I am sorry for that. میری یہی گزارش ہے کہ وہ آپ کو ایڈریس کریں۔

جناب سپیکر، جی، بجا ہے۔ تمام اراکین سپیکر ہی کو ایڈریس کرتے ہیں۔ سوال یہاں یہ پیش ہوا ہے کہ اگر ایک دن بڑھانا ضروری ہے، جیسے وہ کہتے ہیں، تو ۱۹ اور ۲۰ تو مشتبہ تاریخیں ہیں، اس لیے کہ کسی بھی دن چاند نظر آسکتا ہے۔ ۱۹ کو بھی نظر آسکتا ہے، ۲۰ کو بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے میری یہ تجویز تھی کہ اگر بڑھانا ہے تو پھر ۱۸ کا دن ایسا ہے کہ اس دن بڑھایا جا سکتا ہے۔ (قطع کلامیاں) ایک سیکنڈ، اس پر رائے نہ لے لی جائے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! آپ نے ابھی اس بات کا اظہار کیا کہ گزشتہ جتنے دن بھی یہ اجلاس چلا اس میں افہام و تفہیم کا عنصر بڑا واضح تھا۔ آج بھی آپ نے دیکھا کہ آپ کے آنے سے پہلے کورم پورا نہیں تھا۔ ہمارے ممبران نے اس کو پورا کیا۔ لیکن افہام وتفہیم کا اُس طرف سے جو مظاہرہ ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ پرسوں پرائیویٹ ممبرز ڈے کو ان کے ایک مشیر نے اس پرائیویٹ ممبرز ڈے سے بچنے کے لیے کورم کی نشان دہی کر دی۔ اور کورم کی نشان دہی کرنے والے خود بھی بعد میں یہاں سے چلے گئے۔ ہم تو افہام و تفہیم کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! ہم آپ کی اس بات کی دل سے قدرکرتے ہیں کہ اگر اٹھارہ تاریخ کو ایک دن کے لیے اجلاس بلا لیا جائے تو کون سی قیامت آجائے گی؟ یہ کوئی commitment نہیں ہے کہ اس دن یہ اجلاس نہیں بلا سکتے۔ میں گزارش کروں گا کہ اٹھارہ تاریخ کو اجلاس بلایا جائے تاکہ پنجاب کی معیشت پر ہم اظہار خیال کر سکیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ ایک تجویز کے طور پر بات آئی ہے۔ لاءمنسٹر صاحب اس پر غور کر

لیں۔ واضح طور پر، اگر مشورہ کرنا چاہیں کرلیں۔ چیف منسٹر صاحب سے کرلیں۔ اپنی واضح رائے دے دیں۔ بہرحال، میں تو اس سلسلے میں آپ کو یہ واضح طور پر بتا چکا ہوں کہ یہ اجلاس گورنر صاحب نے بلایا ہے اور انہی کو prorogue کرنا ہے۔ اور اس سے پہلے کہ prorogation ہو جائے، بہتر ہے اگر آپس میں کوئی افہام و تفہیم ہو جائے تو اس کو convey کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر جیسی صورت حال ہے، اٹھارہ اور انیس دونوں تاریخیں ایسی ہیں کہ ان تاریخوں میں اجلاس کو بلانے میں خرابی واقع ہو سکتی ہے۔ چاند کسی وقت بھی نظر آسکتا ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اور اب کال اٹینشن نوٹس لیا جاتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! جب محترم قائد حزب اختلاف اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے اور پنجاب کے عوام کی بات کر رہے تھے تو ان کو ان آداب کا بہت اچھی طرح سے احساس ہے کہ سپیکر کو ایڈریس کیا جاتا ہے اور آپ کو محاورۃً استعمال کر رہے تھے۔ لیکن سید ناظم شاہ صاحب نے اعتراض کیا کہ وہ ڈائرکٹ مخاطب ہو رہے ہیں۔ اگر ان کو آداب اور اسمبلی کی روایات کا اتنا احترام ہے تو جناب، یہ اپنی خوب صورت انگریزی نہ بولا کریں جب تک آپ سے اجازت نہ لیا کریں۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: کال اٹینشن نوٹس ہے۔ چودھری غلام احمد خان۔

موضع جنڈیالہ تھانہ ظفروال میں دو افراد کا قتل

چودھری غلام احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ 3-5-96 کو موضع جنڈیالہ تھانہ ظفروال تحصیل وضلع نارووال میں سائیں احمد ولد ودھاوا کو چند غنڈوں نے قتل کر دیا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخہ 96-5-4 کو متذ کرہ غنڈوں نے امانت علی قوم راجپوت سکنہ بیڑھا تحصیل و ضلع نارووال کو بھی قتل کر دیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذ کرہ قاتلین کے خلاف کوئی مقدمات درج کیے گئے ہیں؟ اور ملزمان گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(الف) ایس پی نارووال کی رپورٹ کے مطابق یہ درست نہیں ہے کہ سائیں احمد ولد ودھاوا کو قتل کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ شخص ایک مقدمہ قتل مورخہ ۹۶-۵-۴ کا نامزد ملزم ہے اور تاحال مفرور ہے۔ میں اپنے فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ موضع جنڈیالہ میں ایک شخص غلام نبی ولد ودھاوا کو ۹۶-۵-۲ کو قتل کر دیا گیا۔ اور اس قتل کے مقدمے میں سائیں احمد مدعی ہے۔ جس کی رپورٹ کے مطابق غلام نبی کو رات تقریباً دو بجے ملزمان امانت، سلامت پسران شمس، غلام نبی ولد فتح دین، بابو ولد باقر، مشتاق ولد محمد اد، سلمان ولد شکر دین سائیں احمد کے گھر سے اٹھا کر گاؤں سے کچھ فاصلے پر لے گئے اور آتشیں اسلحے سے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ وجہ عناد یہ بیان کی گئی ہے کہ متوفی نے محمد اسلم کے قتل میں ملزمان کے خلاف شہادت دی تھی۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ موضع بیڑھا میں مورخہ ۹۶-۵-۴ کو تقریباً تین بجے رات پانچ کس ملزمان طاہر عرف طاہرا ولد غلام نبی، عبدالغنی ولد فیض الٰہی، سائیں احمد ولد ودھاوا، عاشق ولد محمد حسین، عبدالرزاق ولد ثناء اللہ۔ امانت علی ولد شکر دین کے گھر میں داخل ہوئے جس کو باہر لے گئے اور کھیت میں لے جا کر آتشیں اسلحے سے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ مندرجہ بالا ملزمان میں غلام نبی جو کہ ۹۶-۵-۲ کو قتل ہوا تھا، کا بیٹا طاہر اور اس مقدمہ قتل کا مدعی سائیں احمد ولد ودھاوا بھی شامل ہے۔ اس لیے یہ درست نہیں ہے کہ امانت علی کو انہی لوگوں نے قتل کیا جنھوں نے غلام نبی کو قتل کیا تھا۔ بلکہ دونوں مقدمات کے ملزمان علیحدہ علیحدہ فریق ہیں۔ وجہ عناد یہ ہے کہ مقتول امانت کا بھائی فرمان ملزمان کے خلاف ایک مقدمہ نمبر ۹۶/۱۵۷ میں مدعی ہے۔

(ج) پہلے وقوعے کے بارے میں مقدمہ نمبر ۹۳ مورخہ ۹۶-۵-۳ تھانہ ظفر وال ضلع نارووال میں درج ہے۔ اس مقدمے کا ایک نامزد ملزم امانت ولد شمس دین گرفتار ہو چکا ہے۔ دوسرے وقوعے کی بابت مقدمہ نمبر ۹۴ مورخہ ۹۶-۵-۴ تھانہ ظفر وال درج ہو چکا ہے جس کے دو ملزمان عبدالغنی ولد فیض الٰہی اور عبدالرزاق ولد ثناء اللہ گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لیے پولیس پوری کوشش کر رہی ہے۔

MR SPEAKER: Any supplementary question?

چودھری غلام احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ یہ جو غلام نبی ولد ودھاوا ہے' سائیں احمد ولد ودھاوا اس کا سگا بھائی ہے اور جس دن یہ دوسرا وقوعہ ہوا ہے رات کو اس کی میت تھانے میں موجود تھی اور یہ تمام لوگ تھانے کے صحن میں موجود رہے ہیں جن کے خلاف امانت علی کے قتل کا مقدمہ درج ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ: مجھے کوئی ایسی اطلاع نہیں دی گئی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ ملزمان جن کا انھوں نے نام لیا ہے اس تھانے میں موجود تھے۔ ہاں البتہ میں یہ کہوں گا کہ ملزمان قتل نمبر ۲ جو ۴ تاریخ کو ہوا ہے ان میں مقدمہ نمبر ۹۴-۱۹۹۴، مورخہ ۹۶-۵-۴ کے نامزد ملزمان عبدالغنی ولد فیض الٰہی' عبدالرزاق ولد ثناء اللہ کو ایم۔ پی۔ اے غلام احمد خان کے عزیز اقبال ولد فیروز دین نے پناہ دی ہوئی تھی اور اس نے ان کو بعد میں پولیس کے کہنے پر پیش کر دیا۔

چودھری غلام احمد خان: اگر وزیر اعلیٰ صاحب یہ ثابت کر دیں تو میں اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دینے کے لیے تیار ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ: کیا ایم۔ پی۔ اے صاحب یہ فرمائیں گے کہ اقبال ولد فیروز دین ان کا عزیز ہے یا نہیں؟

چودھری غلام احمد خان: اقبال ولد فیروز دین میرا کوئی عزیز نہیں ہے۔

رانا آرشد عمران سلہری: آپ ممبر بن جائیں اور یہ وزیر اعلیٰ بن جائیں تو پھر یہ جواب دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آرام سے' آرام سے' مہربانی سے۔

وزیر اعلیٰ، پلیز آپ سنیں' پلیز آپ سنیں۔ آپ اپنے میں سننے کی طاقت رکھیں۔

چودھری غلام احمد خان، اس نام کا شخص نہ میرا کوئی عزیز ہے' نہ میرا کوئی رشتہ دار ہے' نہ میرا کوئی دوست ہے۔ نہ میں نے کبھی ملزموں کو پناہ دی ہے' نہ انشاء اللہ' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوں گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ، تو یہ اقبال رکن چک کا رہنے والا نہیں ہے؟ آپ نے اس سلسلہ میں جو فرمایا ہے میں اس کے لیے انکوائری کروانے کے لیے ابھی تیار ہوں اور ہاؤس کی ایک کمیٹی بناتا ہوں جو ثابت کرے گی کہ اقبال آپ کے گاؤں کا رہنے والا ہے اور آپ کی برادری سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے دو ملزمان برآمد کیے گئے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' چلیے۔

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گا بلکہ یہ میرا حق ہے اور مطالبہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ایک کمیٹی بنائیں لیکن کیا یہ زحمت بھی گوارہ فرمائیں گے کہ یہ جو تین قتل ہوئے ہیں ان کی تفتیش پنجاب کرائمز کے سپرد کر دی جائے اور جو گناہ گار ہوں ان کو پھانسی لگا دیا جائے۔

جناب سپیکر، بہرحال وہ تو فیصلہ عدالت نے کرنا ہے کہ ان کو پھانسی لگایا جائے یا کیا کیا جائے۔

چودھری غلام احمد خان، تفتیش کے بارے میں تو آپ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، تفتیش کے بارے میں اگر چیف منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں؟

وزیر اعلیٰ، اس سلسلے میں تفتیش لوکل پولیس کر رہی ہے۔ اگر ان کو اس پولیس پر اعتماد نہ ہو تو یہ ایک درخواست دیں جس پر حسب ضابطہ وہ کیس تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ چلیے آگے چلتے ہیں۔

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں یہ سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جس کا حوالہ وزیر اعلیٰ صاحب نے محمد اسلم ولد فیض الہیٰ کے قتل کا دیا ہے' پولیس فائل پر مدعیوں کا کوئی

بیان موجود ہے؟ عدم اعتماد کی تو یہ حد ہے کہ مدعی آج تک اس مقدمے میں نہ پولیس کے سامنے گئے ہیں اور نہ ہی کوئی بیان ریکارڈ کروایا ہے۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہے اور وہ اگر چاہتے ہیں کہ کوئی درخواست دی جائے تو انفرادی طور پر درخواست کس کے نام دی جائے اور کون اس کی ذمہ داری قبول کرے گا

جناب سپیکر، چیف منسٹر صاحب کے نام آپ درخواست دے دیجیے۔ آگے چلتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! ابھی چیف منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ بات کی ہے کہ وہ ہاؤس کی کمیٹی بنانے کو تیار ہیں۔ یہ کمیٹی بنائیں اور اس میں اپوزیشن کے ممبران کو بھی شامل کریں۔ وہاں سے بھی شامل کریں اور آپ کو یہاں ہاؤس میں رپورٹ دیں اور جو بھی فیصلہ ہو گا ہمیں قبول ہو گا۔

جناب سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ کمیٹی بنائی جائے؟

چودھری پرویز الٰہی ، جی' کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر، محترم چیف منسٹر صاحب' از راہ کرم ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

وزیر اعلیٰ ، اس سلسلے میں' میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنانا چاہوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی ، میں تفتیش کرن توں عاری آں---(قہقہے)

وزیر اعلیٰ، ایہہ نہیں گل۔ ہون آؤ ناں میدان دے وچ---- (قہقہے)

جناب سپیکر! میں ان کی سربراہی میں پانچ رکنی کمیٹی نامزد کرتا ہوں۔

(۱)	چودھری پرویز الٰہی	سربراہ
(۲)	چودھری محمد اقبال	ممبر
(۳)	سعید احمد ظفر پڑھیار	ممبر
(۴)	سید ناظم حسین شاہ	ممبر
(۵)	میاں رشید	ممبر

اب ان کا فرض ہے کہ یہ اپنی رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ یہ پانچ رکنی کمیٹی چیف منسٹر صاحب نے بنا دی ہے اور یہ ہاؤس کو کتنی

دیر میں رپورٹ کرے گی؟

وزیر اعلیٰ: یہ ان کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: جو اس کی ٹیکنیکل صورت بنے گی وہ یہ ہے کہ یہ کمیٹی گورنمنٹ کی کمیٹی کہلائے گی۔ اگر ہاؤس نے بنانی ہے تو پھر ہاؤس کی consent سے بنے گی۔ بہرحال اب چونکہ چیف منسٹر صاحب سے کہا گیا ہے تو انھوں نے ہاؤس کے ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی ہے اور یہ کمیٹی انہی کو رپورٹ کرے گی جنھوں نے یہ کمیٹی بنائی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی طرف سے تجویز آئی ہے۔ انھوں نے تجویز پیش کی ہے کہ ایسی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے put کریں گے اور ہاؤس کے سامنے یہ کمیٹی جواب دہ ہو گی۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کو اس طریقہ سے کرنا پڑے گا کہ ہاؤس سے یہ تحریک move ہو۔ جی ربانی صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (رانا اکرام ربانی): جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب کی طرف سے یہ بات ہونے کے بعد میں نے سیکرٹری صاحب کی معرفت آپ تک یہ تجویز پہنچائی تھی کہ اگر یہ ہاؤس کی کمیٹی بنانی ہے تو پھر اس کے لیے ایک طریق کار متعین ہے جس کو وضع کرنا پڑے گا۔ رولز آف پروسیجر میں ایک طریق کار طے ہے' اسے اختیار کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: تو وہ پھر اس طریق کار سے بنے گی۔ جی سیکرٹری صاحب بتائیے کہ ہاؤس کی کمیٹی بنانے کے لیے کیا طریق کار ہے؟ ـــ ـ

بیرسٹر عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ذرا بیرسٹر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! یہ جو آپ کمیٹی بنا رہے ہیں اس میں ایک addition یہ بھی کریں کہ اس کے سربراہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب ہوں گے جس طرح قائد ایوان نے بتایا ہے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی بابر صاحب۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھ جیسے ناچیز کو تھوڑا سا وقت دیا۔ چیف منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ایس۔پی نارووال کی رپورٹ کے مطابق میں نے ایک کال اٹینشن نوٹس دیا اور میں نے اس دن کہا تھا کہ اب ایس۔ پی صاحب میرے خلاف کوئی مقدمہ درج کریں گے۔ جناب سپیکر! مقدمہ بھی درج ہوا اور اس میں ایک گواہ ایسا ہے جو ۹۰ء سے اشتہاری ہے۔ یہ میرے پاس مقدمہ نمبر ۱۶۲/۹۰ ہے جرم ۳۶۵، ۳۰۷، ۳۳۶، ۷۹، ۶، ۱۳ ہے۔ میرے پاس ایک اور لسٹ ہے کہ ایک آدمی کو مقامی پولیس نے ۶۵، ۲۰، ۱۲ میں پکڑا اور اس کو اسی وقت ضمانت لے کر چھوڑ دیا لیکن وہ تین مقدمات میں اشتہاری تھا۔ یہ میرے پاس پورا ریکارڈ موجود ہے۔ ان کی رپورٹ پڑھ کر آپ ہاؤس کو مطمئن کرتے ہیں کہ جن کا اپنا کردار یہ ہے کہ ایک ممبر اسمبلی کے لیے مقدمہ درج کرتے ہیں اور اس کے لیے جو چھ سال سے اشتہاری ملزم ہے اس کو گواہ بناتے ہیں۔ اس کو گرفتار کرنے کی بجائے گواہ بناتے ہیں۔ میرے پاس ایف۔ آئی۔ آر موجود ہے۔ ان لوگوں کی رپورٹ آپ ہاؤس میں پڑھ کر سناتے ہیں۔ ان لوگوں کی رپورٹ سے آپ ہمیں مطمئن کرتے ہیں جن کا اپنا ریکارڈ یہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے یہ جو پوائنٹ اٹھایا ہے یہ یہاں relevant نہیں ہے۔ آپ نے بات کر لی ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! رول یہی ہے۔ یہ ساری کمیٹی کی بات ہے۔

جناب سپیکر، یہ رول نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب امان اللہ خان بابر، ایک اشتہاری کو پکڑنے کی بجائے ممبر اسمبلی کے خلاف threatening کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، جیسا کہ ہاؤس میں زیر بحث آیا ہے ایک کمیٹی چیف منسٹر صاحب نے چودھری پرویز الٰہی صاحب کی زیر سرکردگی بنانے کا اعلان کیا ہے۔ وزیر قانون صاحب، آپ مجھے پہلے ایک کاغذ پر اس کمیٹی کے ممبران کے نام لکھ کر دے دیں۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہنواز چیمہ)، جناب والا! اگر ہاؤس کی کمیٹی بننی ہے تو میاں شہباز شریف

صاحب کو اس کا چیئرمین بنایا جائے۔

جناب عبد الرؤف مغل ، جناب والا! میری گزارش ہے کہ جو اس کے محرک ہیں ان کو بھی اس کمیٹی کا ممبر بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ نہیں۔ وہ ٹھیک نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا ایک Call Attention Notice ہے۔ ادھر ادھر کی باتوں میں آپ کہہ دیں گے کہ اب وقت ختم ہو گیا ہے ۔

جناب سپیکر ، میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ کمیٹی اسی شرط پر بن رہی ہے کہ اگر اس کمیٹی کی رپورٹ خلاف آئی تو پھر میاں صاحب استعفیٰ دیں گے۔ جناب والا! جب terms of reference پر بات آ جائے اگر کمیٹی کی Finding ان کے خلاف ہوئی تو وہ استعفیٰ دیں گے۔

آوازیں، ورنہ۔ (قطع کلامیاں)

MR.SPEAKER: I call the House to order.

وزیر اعلیٰ ، ورنہ جس افسر نے یہ رپورٹ دی اور وہ جھوٹا ہوا تو میں اس کو sack کر دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، یہ کمیٹی اسی لیے بنی یا وہ افسر جائے یا پھر میاں صاحب جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی، .I call the House to order۔ مجھے یہ پانچ نام دیے گئے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ــــــــــــــــ سربراہ

سید ناظم حسین شاہ ــــــــــــــــ رکن

مہر سعید احمد ظفر پڑھیار ــــــــــــــــ رکن

چودھری محمد اقبال ــــــــــــــــ رکن

میاں رشید ــــــــــــــــ رکن

جناب غلام احمد خان ، جناب سپیکر! مجھے میاں محمد رشید صاحب پر اعتراض ہے وہ تو اس میں فریق ہیں۔

جناب اظہر حسن ڈار (ایڈوائزر) ، جناب والا! جب چودھری پرویز صاحب وہاں پر صدارت کریں گے تو

میرا خیال ہے کوئی different opinion نہیں آئے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی، .I call the House to order۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ ایک رکن کو میاں رشید صاحب پر اعتراض ہے ازراہ کرم آپ مہربانی فرمائیں۔۔۔

میاں محمد رشید (ایڈوائزر)، جناب سپیکر! آپ میری request سن لیں۔ بے شک بعد میں میرا نام کاٹ دیں۔

جناب سپیکر، جی۔ فرمایئے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد رشید (ایڈوائزر)، جناب والا! اگر میرے بھائی کو میرے نام پر۔۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر، میری اجازت سے بول رہے ہیں۔ وہ اپنے Point of personal explanation پر بول رہے ہیں۔

میاں محمد رشید (ایڈوائزر)، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

میاں محمد رشید، جناب والا! میں اپنی سیٹ پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب! مہربانی فرمایئے۔ بات کو آگے چلنے دیجیے۔ ایک طرف تو آپ چاہتے ہیں کہ اجلاس کا دن بڑھایا جائے دوسری طرف ایک پورا دن اسی طرح کی باتوں میں گزر جاتا ہے۔ آپ مہربانی فرمایئے۔ کام کو چلنے دیجیے۔ جی۔

میاں محمد رشید، جناب والا! چودھری غلام احمد صاحب میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ لیکن ان کو میرے نام پر اس لیے اعتراض ہے کہ میں حقیقت سے پردہ اٹھا دوں گا اور انشاء اللہ یہ الزام ان ہی پر آنا ہے۔ ان کو ڈر ہے کہ کہیں میں پردہ نہ اٹھا دوں۔ اس لیے میرے نام پر ان کو اعتراض ہے۔

جناب سپیکر، چلیے۔ اگر اعتراض ہے ان کی خواہش پر ایک کمیٹی بن گئی ہے۔۔۔۔

میاں محمد رشید، انہوں نے ابھی تک ایک مدعی چھپا رکھا ہے اور جو حقیقت ہے کہیں اس پر سے پردہ نہ اٹھ جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس میں یہ بات ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق کمیٹی نہیں تشکیل دی جائی۔ گورنمنٹ کی اپنی مرضی ہے کہ جو بھی ممبر دے ----

جناب سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ یہ اب گورنمنٹ کی کمیٹی نہیں رہی۔ یہ ہاؤس کی کمیٹی بن گئی ہے----

چودھری محمد وصی ظفر : یہ ہاؤس کی کمیٹی ہے ------

جناب سپیکر : یہ ہاؤس کی مرضی سے بنے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر : تو ہاؤس وہ تو نہیں ہے ------

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! میری بات سنیے۔ ہاؤس ایک کمیٹی بنائے گا اور یہ کمیٹی میاں رشید صاحب کو بلا کر ان کا موقف بھی سن لے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اس کے لیے گورنمنٹ نے اپنے نام دیئے ہیں اور اپوزیشن نے اپنے نام دیئے ہیں اور ہاؤس نے approve کر دینا ہے جو routine ہے یہ نہیں ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق ہی کمیٹی بنائی جائے۔ ہاؤس یہ بیٹھا ہے۔ ہاؤس وہ نہیں ہے۔....

جناب سپیکر : خواہش کی بات نہیں کر رہے---

چودھری محمد وصی ظفر : اور بھی ممبر ہیں۔ کسی ممبر کی dignity پر اس طرح وار کرنا کوئی درست بات نہیں۔ جب گورنمنٹ کی طرف سے ان کی proposal آئی ہے اور گورنمنٹ کے نمائندے اس کمیٹی میں ہیں ان کو اگر اعتراض ہے تو وہ کمیٹی کے روبرو اعتراض کرتے رہیں۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! اگر کچھ افہام و تفہیم ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دیکھیے وزیر قانون صاحب کیا کہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب کسی کی dignity پر doubt کرنا بڑا قابل اعتراض ہے۔

جناب سپیکر : کوئی کسی کی dignity پر اعتراض نہیں کر رہا۔

چودھری محمد وصی ظفر : یہ کر رہے ہیں۔ ان کے منہ میں کچھ رکھیں جی۔ بے شک لڈو رکھ دیں۔

وزیر قانون : جناب والا! ان کی اس بات کا احترام کرتے ہوئے______ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : اگر آپ نے اسی طرح کا رویہ رکھا تو میں اجلاس برخاست کر دوں گا۔ I have to run this House in order. I call the House to order. جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس اعتراض کا احترام کرتے ہوئے جناب قائد ایوان نے میاں رشید صاحب کی جگہ جناب طارق بشیر چیمہ کا نام تجویز کیا ہے۔

جناب سپیکر ، میں ایوان کے سامنے یہ تحریک رکھتا ہوں۔۔۔۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پچھلے پندرہ منٹ سے یہ کارروائی دیکھ رہا ہوں اور محترم چیف منسٹر صاحب بھی Call Attention Notice کے سلسلے میں ایوان میں تشریف لائے ہیں Call Attention Notice ایک قتل کیس سے متعلق ہے۔ اس میں کسی معصوم کی جان ضائع ہوئی ہے۔ اس میں complainment کون ہے اس میں accused کون ہے' مجھے اس کا پتہ نہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب شاید جذبات میں آجاتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ شاید کسی کھلی کچہری میں بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن ان کا آفس اس بات کا تقاضا نہیں کرتا۔ پہلے جذبات میں انہوں نے یہ کہہ دیا کہ میں اجلاس دو ، تین مہینے تک چلانے کو تیار ہوں پھر انہوں نے ایک Call Attention Notice کے سلسلے میں جذبات میں آ کر یہ کہہ دیا کہ کمیٹی بنا دی گئی۔ جناب سپیکر! criminal case کی investigation ۔ سی۔ آر۔پی۔ سی کے تحت ہوتی ہے۔ اس کمیٹی کا scope کیا ہو گا کیا وہ قتل کی تحقیقات کریں گے یا جو میرے ایک فاضل دوست نے الزامات لگائے ہیں اس بات کی تحقیقات کریں گے؟ اس لیے جناب سپیکر! تھوڑا سا اسمبلی کا decorum اور چیف منسٹر صاحب اپنے آفس کا خیال رکھتے ہوئے اس کے scope کا بھی تعین کر دیں تا کہ کسی complainant یا ملزم کے کیس کا ستیاناس نہ ہو۔

جناب سپیکر ، کمیٹی بہرحال عدالت کے مترادف نہیں ہے۔ ایک خاص الزام کے بارے میں کہ وہاں ایک خاص شخص کے پاس سے ملزم نکلے ہیں یا نہیں نکلے یہ اس کمیٹی کی terms of reference ہے اس کے سوا نہیں اور یہ پانچ نام آئے ہیں اور میں یہ ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب' سید ناظم حسین شاہ' مہر سعید ظفر پڈھیار صاحب۔۔۔

جناب محمد عارف چٹھہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سید ظفر علی شاہ صاحب کا پوائنٹ valid ہے اور ضابطہ فوجداری کے تحت مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ تفتیش ہاؤس کی کمیٹی نہیں کر سکتی۔ یہ تفتیش پولیس کرے گی اور اگر کوئی پارٹی اس سے aggrieved ہے تو کرائمز برانچ کر سکتی ہے پرائیویٹ persons تفتیش نہیں کر سکتے اس لیے آپ اس کی تفتیش کمیٹی کے

سپرد نہ کریں۔ یہ قانون کے خلاف ہو گی۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ تجویز آئی ۔ چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ میں کمیٹی بنانے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے اس پر چپ سادھی ۔ اسی لیے کہ میں بھی یہ سمجھتا تھا کہ یہ معاملہ چونکہ ایک قتل سے متعلقہ ہے ' پولیس اور عدالت کے زیر بحث ہے اس لیے میں نے اس پر خاموشی اختیار کی لیکن پھر محترم پرویز الٰہی صاحب نے کھڑے ہو کر اپوزیشن کی طرف سے مطالبہ کیا کہ نہیں انہوں نے وعدہ کیا ہے ان کو کہیے ۔ جب یہ صورتحال ہوئی کہ اپوزیشن بھی چاہتی ہے قائد ایوان بھی چاہتے ہیں تو پھر میں نے ہاؤس کی consent کو دیکھ کر اس بات کو آگے بڑھایا کہ پورا ہاؤس یہ چاہتا ہے اور اس پر بھی میں نے اس کی jurisdiction محدود کی ہے کہ یہ کمیٹی صرف اور صرف اس بات کی تحقیق کرے گی کہ کیا جس شخص پر الزام آیا ہے کہ اس نے ملزموں کو چھپایا ہے یا نہیں چھپایا ہے۔ جس پر انھوں نے کہا تھا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا میری برادری سے تعلق ہے تو میں استعفیٰ دینے کے لیے تیار ہوں۔ یہ محدود سا دائرہ ہے جس پر یہ ساری بحث چل رہی ہے۔ میں اب بھی اس بات کے لیے تیار ہوں کہ اگر دونوں سائیڈوں سے ماہرین قانون یہ سوچتے ہیں کہ یہ کمیٹی کی تشکیل مناسب نہیں ہے اور جیسا کہ محرک نے یہ خواہش کی تھی کہ اس کی تفتیش بدل دی جائے اور چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا تو اسی پر ہی اکتفا کیا جائے ۔ تو میری رائے میں وہ بہتر ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل بجا ہے اور ابھی سید ظفر علی شاہ صاحب نے بڑا ہی valid point of order raise کیا ہے کہ کہیں اس طرح سے کہ جو تفتیش کرنا یا انصاف کرنا ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ یہ کام ایوان کا نہیں ہے۔ اس طرح سے کل کوئی اور ممبران یہ نکتہ اٹھائیں گے کہ ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے فلاں جگہ قتل ہو گیا ہے وہاں جانا ہے اور اسی جگہ گجرات میں نو قتل ہوئے ہیں۔ کل کو اگر ہم چیف منسٹر صاحب کو یہ کہیں کہ وہاں کمیٹی جائیں تو شاید ان کی کرسی ہل جائے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کو مشکلات میں ڈالا جائے۔ آپ کی بات بالکل بجا ہے کہ تفتیش ٹرانسفر کر دی جائے اور اس دوران ہمارے ممبران جو قانونی طور پر اس بات کو سمجھتے ہیں وہ بیٹھ کر علیحدہ بات کر لیں اور بعد میں اس کی رپورٹ آپ کو پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر ، چودھری محمد وصی ظفر!

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ آدمی برآمد کہاں سے ہوا۔

چیف منسٹر صاحب کی یہ منشا نہیں تھی۔ کمیٹی صرف اس مقصد کے لیے ہے کہ جس پر پولیس کی طرف سے الزام ہے کہ یہ آدمی وہاں سے نکلا یا نہ نکلا وہ ان کا عزیز ہے یا نہیں۔ صرف اس بات پر کمیٹی غور کر سکتی ہے۔ آگے وہ آدمی نکلا یا نہ نکلا That is also likely to effect the case کہ وہ آدمی کہاں سے نکلا۔ وہ کیس کی میرٹ کی بات آ جاتی ہے۔ صرف یہ بات جس پر الزام ہے کہ جو شخص پکڑا گیا وہ ان کا عزیز ہے کہ نہیں۔ یہی انھوں نے کہا تھا اور اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ سن لیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ جناب افضل سندھو صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں محسوس کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کا اس طریقے سے بنایا جانا مناسب نہیں ہے اور مقدمے کے متعلق کوئی بھی پہلو ہو جو کہ subjudice matter ہو اس سلسلہ میں ہمیں کوئی بھی کمیٹی معرض وجود میں نہیں لانی چاہیے۔ اور یہ بات جو چیف منسٹر صاحب نے کہی ہے۔ وہ بڑی اچھی بات ہے کہ چونکہ ایک فاضل ممبر کو تفتیش کے اوپر اعتراض ہے اس تفتیش کو تبدیل کرنے کے بارے میں جو چیف منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف کی advice کو مانتے ہوئے اس کمیٹی پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، کمیٹی نہیں بنائی جا رہی اور تفتیش بدلنے کا جو وعدہ چیف منسٹر صاحب نے کیا ہے اس پر عمل کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ تفتیش میں اس صورت میں بدلوں گا جب یہ ملزمان پیش ہو جائیں گے۔ اگر ملزمان انھوں نے پیش نہ کیے تو پھر میں تفتیش تبدیل نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، چودھری محمد اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! نہایت ہی ادب سے میں گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی کارروائی کو رولز کے تابع چلنا چاہیے۔ اس میں ذاتی باتیں نہیں ہونی چاہییں۔ کال اٹینشن نوٹس دینے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ حالات و واقعات سامنے آ جائیں۔ اس سے یہ مراد ہر گز نہیں ہے کہ ان کا اپنا کوئی عزیز ہو۔ اگر میرے حلقہ میں ایسا کوئی واقعہ ہوتا ہے اور اگر میرا عزیز نہ بھی ہو تو بھی میرا حق ہے کہ میں کال اٹینشن نوٹس دے دوں۔ اس میں جو جواب آنا چاہیے وہ سوالات کے مطابق آنا چاہیے۔ اور یہ کارروائی رولز کے تابع چلنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں میری آپ کی وساطت سے بڑے ادب سے

گزارش ہے کہ جو سوال ہے اس کا جواب دیا جائے اور غیر متعلقہ باتیں نہ کی جائیں۔ جب غیر متعلقہ باتیں ہوں گی تو پھر کمیٹیوں کی بات چلے گی۔ یہ کہا جائے گا کہ چودھری صاحب نے چھپائے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کا قطعاً کارروائی سے کوئی تعلق نہیں۔ انھوں نے ایک سوال دیا ہے اور اس کا specific جواب آنا چاہیے۔ جب ذاتی باتیں شروع ہوتی ہیں تو پھر کارروائی قانون اور ضابطہ سے ہٹ کر شروع ہو جاتی ہے۔ میری استدعا ہے کہ آپ اس کو رولز کے مطابق چلائیں اور آپ سختی سے پابند کریں چاہے کوئی وزیر اعلیٰ ہو یا ہمارے ممبر ہوں۔ وہ سوالات کے جوابات تک رہیں اور اس سے آگے نہ بڑھیں۔

جناب سپیکر ، اصولی طور پر آپ کی بات بالکل درست ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی چیف منسٹر صاحب نے کہا وہ ایک ضمنی سوال کے جواب میں کہا۔ جب ضمنی سوال میں اس طرح کی بحث شروع کی جائے گی تو پھر جواب میں بھی اس طرح کی بحث آ جائے گی ۔ بہر حال آپ نے میری ذمہ داری متعین کی ہے میں کوشش کروں گا اور جو بھی اس کرسی پر بیٹھے اسے یہ کوشش کرنی چاہیے کہ کارروائی رولز کے مطابق چلے۔ اگر کہیں وہ رولز سے ادھر ادھر ہو جاتی ہے اور رولز واضح کیے جاتے ہیں تو ہم سب میں اتنی جرأت ہونی چاہیے کہ اگر ہم نے بھی خود کوئی بات کہی ہے تو ہم اسے واپس لے لیں اور وہ بات رولز کے مطابق آ جائے۔ میں اس بات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر پرویز الٰہی صاحب کا اور چیف منسٹر صاحب کا بھی اور وزیر قانون صاحب کا اور جناب افضل سندھو صاحب وزیر خزانہ کا بھی کہ جب یہ بات واضح ہوئی کہ رولز اس طرح سے ہیں اور قانون اس طرح سے ہے اور یہ بات مان لی گئی کہ تفتیش کی حد تک بات کو رہنے دیا جائے اور اس کمیٹی کو تشکیل نہ دیا جائے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔ سردار امجد حمید خان دستی صاحب کا سوال ہے۔ وقت بہت ہو گیا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ میرا وعدہ ہے کہ ان کا سوال لے لیا جائے گا۔

تھانہ سٹی مظفر گڑھ میں پولیس تشدد سے ملزم کی ہلاکت

سردار امجد حمید خان دستی ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ 28-4-96 کو عید سے ایک روز قبل تھانہ سٹی مظفر گڑھ کے ایک اے ایس آئی محمد اقبال تھیم نے دیگر پولیس اہل کاروں اور کچھ سولین افراد سے مل کر ایک

شخص غلام مرتضیٰ کو شراب فروخت کرنے کے جرم میں گرفتار کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ سٹی مظفر گڑھ میں متذکرہ غلام مرتضیٰ پر تین روز تک اس قدر تشدد کیا گیا کہ وہ اس تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا اور اس قتل کا مرکزی کردار متذکرہ اے ایس آئی تھا۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مظفر گڑھ کے شہریوں نے پولیس کی اس دہشت گردی پر شدید احتجاج کیا اور ٹریفک بلاک کر دی۔

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے متوفی کے گھر سے کوئی شراب برآمد نہیں ہوئی۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پولیس کی اس دہشت گردی اور قتل کا کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کن کن افراد کے نام مقدمہ درج ہوا ہے۔ نیز اس سلسلے میں ان افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر : جناب چیف منسٹر!

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر!

(الف) ایس پی مظفر گڑھ کی رپورٹ کے مطابق یہ درست ہے کہ مورخہ 28-4-96 کو غلام مرتضیٰ شاہ کو محمد اقبال اے ایس آئی نے بمع دیگر اہل کاران پولیس تھانہ سٹی لے آیا۔ اے ایس آئی کو اطلاع ملی تھی کہ غلام مرتضیٰ شاہ شراب فروخت کرتا ہے۔ اس سے تین بوتلیں شراب بھی برآمد کی تھیں۔ لیکن اس سلسلہ میں نہ تو اے ایس آئی نے کوئی مقدمہ درج کیا۔ اور نہ ہی غلام مرتضیٰ شاہ کی باقاعدہ گرفتاری ڈالی۔

(ب) اب کی تفتیش بذریعہ ڈی ایس پی سٹی اور انکوائری بذریعہ ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر سے ظاہر ہوتا ہے کہ غلام مرتضیٰ شاہ پر تھانہ میں پولیس اہل کاروں نے تشدد کیا۔ جس کی وجہ سے وہ شدید زخمی ہوا اور زخمی حالت میں اس کو 01-05-1996 کو اس کے والد کے حوالے کر دیا گیا۔ جہاں وہ 02-05-1996 کو جاں بحق ہو گیا۔ اب تک کی تفتیش منظر عام پر آنے والے شواہد کے مطابق تشدد سے متذکرہ قتل کا مرکزی کردار محمد اقبال اے ایس آئی ہی تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ شہریوں نے پولیس تشدد کے خلاف احتجاج کیا اور کنواں چوک میں 2-5-96 میں دو گھنٹے ٹریفک بلاک رکھی۔

(د) اس سلسلے میں کوئی شہادت تفتیشی افسر کے علم میں نہ لائی گئی ہے اور نہ ہی مدعی کی طرف سے کوئی ثبوت ابھی تک پیش ہوا ہے۔

(ہ) اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 152 مورخہ 2-5-1996 بجرم 302/330 ت پ تھانہ سٹی مظفرگڑھ برخلاف قیوم نواز کسرانی، انسپکٹر ایس ایچ او، محمد اقبال تھیم اے ایس آئی، محمد جمیل کانسٹیبل، محمد حسین کانسٹیبل، صفدر حسین کانسٹیبل، نیاز حسین کانسٹیبل، سلیم شاہ، جاوید شاہ و دیگران درج رجسٹر ہو چکا ہے۔

قیوم نواز کسرانی، انسپکٹر ایس ایچ او مورخہ 7-5-1996 کو گرفتار ہو چکا ہے اور ریمانڈ جسمانی پر ہے جبکہ دو ملزمان مختارحسین کانسٹیبل اور صفدرحسین کانسٹیبل کو مورخہ 14-5-1996 کو گرفتار کیا اور وہ جسمانی ریمانڈ پر ہیں۔ بقایا ملزمان کی گرفتاری کے لیے ہرممکن کوشش جاری ہے۔ پولیس پارٹی اب تک متعدد چھاپے مختلف مقامات پر مار چکی ہے۔ واقعہ ہذا کی جوڈیشل انکوائری کا حکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، مظفرگڑھ نے جاری کر دیا ہوا ہے اور اے ڈی سی (جی) مظفرگڑھ جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں محمد اقبال اے ایس آئی ملزم مقدمہ بالا اور تین کانسٹیبلان ملزمان کو اس مقدمے میں ٹھوس شواہد کی موجودگی کی بناء پر ملوث ہونے پر ایس پی مظفرگڑھ نے نوکری سے برخاست کر دیا ہے۔ بقیہ دو افراد قیوم نواز کسرانی انسپکٹر ایس ایچ او اور نیاز حسین کانسٹیبل کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ تفتیش مکمل ہونے اور ٹھوس شہادت دستیاب ہونے پر ان کے خلاف بھی حتمی کارروائی کی جائے گی۔ اس سلسلے میں دستی صاحب نے Call Attention Notice دیا ہے اور اس سے پہلے کھر صاحب نے بھی مجھے کہا تھا۔ یہ ایک نہایت ہی افسوس ناک واقعہ ہے جس میں پولیس اور وہ اے ایس آئی جس کا نام لیا گیا ہے وہ پوری طرح ملوث ہے۔ اس کے خلاف 302 کا مقدمہ بھی درج کر لیا گیا ہے اور اسے نوکری سے بھی فارغ کر دیا گیا ہے۔ جونہی ایس ایچ او و دیگر آدمیوں کے خلاف تحقیقات کے دوران شہادت ملے گی انھیں بھی اسی طرح فارغ کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: امجد حمید دستی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں وزیراعلیٰ کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے کچھ باتیں تو تسلیم کی ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے علم میں لایا گیا ہے کہ یہ واقعہ اس طرح سے ہوا کہ سٹی پولیس نے عیدی بنانے کے لیے، عیدی کی رقم اکٹھی کرنے کے لیے 11 آدمیوں کو تھانے بلوایا۔

جس میں سے دس آدمیوں نے عیدی پیش کر دی لہذا انھیں تو چھوڑ دیا گیا لیکن یہ غریب سید زادہ عیدی نہیں دے سکا۔ اس نے کہا کہ میرے سات بچے ہیں میں انھیں پالوں یا آپ مشٹنڈوں کو پالوں؟ کیا یہ بات آپ کے علم میں لائی گئی ہے کہ 10 آدمیوں کو چھوڑ دیا گیا اور اسے محض اس وجہ سے نہیں چھوڑا کہ یہ انھیں عیدی مہیا نہیں کر سکا؟ دوسرا اس واقعے کے بعد ہمارے اور آپ کے ساتھی بھی مدعی کے گھر گئے ہیں انھیں بھی علم ہو گا کہ یہ کس قدر تشدد کیا گیا اور کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈی ایچ او کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ اس غریب کے جسم پر 28 ضربات تھیں یا اس سے بھی زیادہ تھیں؟ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ غریب پانی مانگتا تھا اور یہ پینٹ کے بٹن کھول کر، شلوار کھول کر کہتے تھے کہ آؤ تمہارے منہ پر پیشاب کریں۔ کیا یہ واقعہ آپ کے نوٹس میں لایا گیا ہے؟ نمبر 3 جو مرکزی کردار اقبال تھیم وغیرہ ہیں کیا انھیں ابھی تک گرفتار کیا گیا ہے؟ اگر نہیں کیا گیا تو کیا اس میں کوئی سیاسی مشکلات درپیش ہیں یا کوئی کسی قسم کا دباؤ ہے کیونکہ مرکزی کردار ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے؟

وزیر اعلیٰ ، جناب والا! میں اپنے محترم بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے پہلے ہی اپنی statement میں یہ کہا ہے کہ اقبال تھیم حقیقی ملزم ہے اور اسے گرفتار کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے بلکہ اس کے باپ اور بھائی کو پکڑا گیا تھا اور انھوں نے دو دن کا وقت مانگا ہے۔ ان شاء اللہ وہ دو تین دن میں پیش ہو جائے گا۔ اسے ہم نے نوکری سے بھی فارغ کر دیا ہے اور 302 میں اس کا چالان بھی کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک انھوں نے پینٹ کھولنے کا ذکر کیا ہے تو اس بارے میں یہی بہتر جانتے ہیں میرے علم میں یہ بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر : Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اس پر اب بحث نہیں ہو گی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! میں ایک relevant گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اسے آپ سن تو لیں۔

جناب سپیکر : جی سنائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : میں وزیراعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب انھوں نے تسلیم کر لیا کہ ایک سات بچوں کے باپ کو واقعی تشدد سے مار دیا گیا ہے تو کیا اس کی compensation کے لیے حکومت کچھ کرے گی؟

جناب سپیکر : وزیراعلیٰ صاحب نے آپ کا یہ point سن لیا ہے اور میرے خیال میں وہ بڑے magnanimous ہیں اگر اس فیلی کی ضروریات ہیں تو اس کا بھی وہ خیال فرمائیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں ایک بڑی پرانی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ "غریباں روزے رکھے تے دن وڈے آئے" ہماری باری آئی ہے تو وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر : نہیں ایسا نہیں ہے ۔ آپ نے بہت وقت لیا اور آپ کو تو میں نے خاص وقت دیا ہے ۔ کبھی کبھی شکریہ بھی ادا کیا کریں شکایت ہی کرتے رہتے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر ، اب کچھ چھٹیوں کی درخواستیں ہیں میرے خیال میں پہلے وہ پیش کر دی جائیں۔

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس مورخہ 13 مئی 1996ء کو حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر محمد شفیق چودھری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 12 مئی 1996ء کو ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں محمد اکرم چیلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"مورخہ 8 اور 9 مئی 1996ء کو ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار محمد عبداللہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میری طبیعت خراب ہے اس لیے 15-5-96 سے اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد طارق تارڑ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں حج کا فریضہ ادا کرنے کے لیے گیا ہوا تھا۔ میں 8 تا 10 مئی 1996ء کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری خادم حسین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ پروگرام فیصل آباد، جھنگ گیا ہوا تھا۔12 اور 13 مئی 1996ء کو اجلاس
میں حاضر نہ ہو سکا۔ لہذا دو دن کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

MR SPEAKER: Now, we take up Government business, Minister for Law!

میاں عبدالستار : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : ذرا ٹھہریئے کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔ جی فرمائیے۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر، میں ابھی باہر لابی میں گیا تو وہاں پر میں نے دیکھا کہ باہر corridors میں intelligence اور دیگر ایجنسیوں کے لا تعداد آدمی موجود ہیں اور جو ہمارے visitors گیلری میں ہاؤس کی کارروائی دیکھنے، سننے کے لیے آتے ہیں ان کے کارڈ ایجنسیوں والے چیک کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے آپ کی authority کو challenge کیا جا رہا ہے۔ آپ اپنے عملے سے یہ کہیں کہ اگر کارڈ چیک کرنے ہیں تو وہ خود چیک کرے نہ کہ ایجنسیوں یا intelligence کے آدمی چیک کریں۔ جناب والا! یہ بڑا serious معاملہ ہے اس کا نوٹس لیجیے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ سیکرٹری صاحب! آپ اس سلسلے میں ذرا notice لیجیے۔ جی لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہ، بھتہ جات و استحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1996ء

MINISTER FOR LAW: I move:

That the requirements of Rule 78(2) of the rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1973 be dispensed with under rule 202 in respect of consideration and passage of the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary ,

Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of rule 78(2) of the rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1973 be dispensed with under rule 202 in respect of consideration and passage of the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment)Bill,1996".

(جناب ایس اے حمید' جناب ارشد عمران سلہری' بیرسٹر عثمان ابراہیم اور سید تابش الوری نے oppose کیا)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب انھوں نے oppose کیا ہے آپ اس کی حمایت میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: پہلے انھوں نے کہنا ہے میں تو جواب میں ہی کچھ کہوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ انھوں نے oppose کیا تو آپ اس بل کی حمایت میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ یہ بات زیر بحث ہے کہ اس پر رول نمبر 202 کے تحت 78(2) کو معطل کر دیا جائے۔

MINISTER FOR LAW: Sir, Rule 78(2) says;

The day on which a motion under rule 79 has been included in the list of business shall be such that at least three clear days shall intervene between the issue of copies of the Bill to members and the consideration of the motion.

اس پر تین دن پورے نہیں ہوئے two clear days کے بعد یہ move ہو رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی بل واقعی بہت پیچیدہ ہو بہت تفصیل سے ہو تو اس کے لیے تو زیادہ وقفہ بھی درکار ہو سکتا ہے لیکن یہ ایک بڑا سیدھا سادا ایک amendment کا بل ہے۔ میرے خیال میں اس کے لیے دو دن کا وقفہ کافی ہے اور اس کے لیے میں نے ہاؤس سے گزارش کی ہے کہ 78(2) کو 202 کے تحت معطل کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں جو ترامیم ہیں وہ بھی آ چکی ہیں۔ اگر ترامیم نہ آتیں تو پھر بھی یہ تھا کہ وہ ترامیم نہیں دے سکے اب ترامیم آ چکی ہیں۔ اس لیے اس میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اس

لیے میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس اسے منظور کرے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی آپ نے oppose کیا تھا میرے خیال میں ایس اے حمید صاحب نے oppose کیا تھا؟

آوازیں، سب نے oppose کیا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ایک صاحب تقریر کر لیں۔ آپ آپس میں طے کر لیں کہ اس پر کس نے بات کرنی ہے ـــــــ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! قانون سازی ایک بہت اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے اور اسی لیے آئین نے بھی اور قواعد و ضوابط نے بھی قانون سازی کے لیے کچھ اصول اور قاعدے منضبط کر دیئے ہیں جن کے مطابق اجلاس بھی چلایا جاتا ہے اور قانون سازی بھی کی جاتی ہے ۔ لیکن ہمارے ہاں کچھ یہ روایت بنتی جا رہی ہے کہ ہم قانون سازی کو نہایت عجلت میں جلد بازی میں سوچے سمجھے بغیر قواعد کو معطل کر کے کرتے ہیں اور طرح ایک ایسی روایت کو قائم کر رہے ہیں جو کسی طرح سے بھی پارلیمانی روایات سے ہم آہنگ نہیں۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے اور آپ تو پچھلے دنوں میں مختلف ممالک میں پارلیمانی نظام کا مشاہدہ کر چکے ہیں کہ وہاں ایک ایک سال تک پارلیمنٹ قانون پر بحث کرتی رہتی ہے اور اس کے ایک ایک لفظ ایک ایک نکتے اور ایک ایک جملے پر تفصیلی غور کرنے کے بعد مختلف سٹینڈنگ کمیٹیز سے گزرنے کے بعد پھر اسے پاس کیا جاتا ہے لیکن یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک سادہ سی سہولت دی گئی ہے کہ تین دن کے وقفے کے بغیر کوئی ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی ۔ مقصد یہ ہے' روح یہ ہے کہ تمام اراکین کو یہ موقع مل سکے کہ وہ اس پر غور کر کے اس پر جو ترامیم ہیں ان کو تجویز کرے اور ایسا مناسب وقفہ ہو کہ اس میں اسمبلی کا عملہ بھی اور اراکین بھی پورے غور و خوض کے بعد تیاری کے بعد اس کی تکمیل کر سکیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پہلے جو شیڈول مرتب ہوا تھا اس میں بھی یہ 19 پر تھا۔ جناب سپیکر! آپ ہی نے حکمران پارٹی اور حزب اختلاف کی مشاورت سے جو شیڈول منظور کیا تھا اس میں یہ 19 تاریخ پر تھا' اسی لیے تاکہ یہ تین دن کا وقفہ آ جائے اور یہ قواعد کے مطابق ہو۔ لیکن معلوم نہیں کہ کن وجوہ کے پیش نظر شاید اس لیے کہ آپ آج ہی اس اجلاس کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایک اضافی تحریک پیش کی گئی ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اگر اس میں کوئی ایسی ایمرجنسی ہے کہ اگر یہ بل آج منظور نہ ہو تو اس میں بہت بڑی قباحتیں پیدا ہو جائیں گی تو ہمیں اعتراض نہیں

ہے۔ یہ قاعدہ اسی لیے ہے کہ اگر کوئی ایسی نا گزیر صورت پیدا ہو جائے کہ آج ہی بل کا پاس کرنا ضروری ہو تو ہم بھی اس میں تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن ایسی کوئی صورت نہیں۔ اگر یہ آج منظور نہیں ہو گا تو 19 کو ہو جائے گا' 20 کو ہو جائے گا تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے سلسلے میں قواعد کو معطل کرنے کی جو تحریک ہے وہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں اور اس کا مقصد ہاؤس کو غور و خوض کی روایت سے محروم کرنا ہے۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس میں کوئی ایمرجنسی نہیں' کوئی غیر معمولی صورت حال نہیں' اس لیے قاعدہ 202 کے تحت متعلقہ قاعدہ 78(2) کو معطل نہ کیا جائے اور اسے routine کے طور پر قانون سازی کی تمام مقتضیات اور قواعد کے تمام لوازمات کی بنیاد پر منظور کیا جائے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ابھی 202 کو استعمال کرنے کے لیے ایک motion پیش ہوئی ہے کہ 78(2) کی requirements کو ختم کیا جائے۔جناب والا! اب آپ 78(2) کو اپنے سامنے رکھیں پھر چلیں۔78(2) ہے کہ "قاعدہ 79 کے تحت پیش کردہ تحریک ایسے دن کی فہرست کارروائی میں شامل کی جائے گی۔ جناب سپیکر! فہرست کارروائی ذرا اپنے ذہن میں رکھنا کہ قاعدہ 79 کے تحت پیش کردہ تحریک ایسے دن کی فہرست کارروائی میں شامل کی جائے گی کہ ارکان کو مسودہ قانون کی نقول مہیا کرنے کے دن میں اور تحریک پر غور کرنے کے دن میں کم از کم تین کامل دنوں کا وقفہ ہو" جناب والا! آپ آج والی فہرست کارروائی اٹھالیں۔ فہرست کارروائی تو جاری کر دی۔ فہرست کارروائی تو آپ نے پہلے جاری کر دی اور 202 کو آپ اب استعمال کر رہے ہیں۔ فہرست کارروائی جو ہمیں ڈیسک پر مل چکی ہے اس پر یہ بات تو آ چکی ہے جو کہ otherwise خلاف ضابطہ اور خلاف قانون ہے۔ اب فہرست کارروائی میں چھاپنے کے بعد 202 کو کیا استعمال کرنا؟جو فہرست کارروائی ہے جس میں یہ باتیں آ چکی ہیں وہ proposed bill بھی آ چکا ہے اور یہاں تک بے قاعدگی کی گئی ہے کہ 202 کے بعد یہ presume کرتے ہوئے چھاپ دی گئی ہے کہ ہاؤس 202 کی بھی اجازت دے دے گا۔ لہذا انہوں نے اس کو بھی شامل کر دیا۔ اس لیے جناب سپیکر! میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اگر آگے چلنا ہے تو پہلے فہرست کارروائی کے بارے میں آپ اپنی رولنگ دیں کہ آج کی فہرست کارروائی صبح اجلاس چلنے سے

پہلے معزز اراکین اسمبلی کو مل چکی ہے اس کے ایجنڈے کے متعلق وزیر قانون کو پہلے دیکھنا چاہیے تھا اور وہاں پر یہ بات نہ آتی وہ تو اب خلاف قاعدہ بات آچکی ہے لہذا پہلے اس بات کو clear کریں تب آگے چلیں کہ آپ نے کچھ کرنا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر ، جناب وزیر قانون آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون ، جناب فہرست کارروائی میں بھی سب سے پہلے موشن move کرنے کے لیے رکھا گیا ہے ۔ اسے اس شرط پر رکھا گیا ہے کہ رول 202 کے تحت کارروائی معطل کر کے---

جناب سپیکر ، اگر رول 202 معطل ہوا تو کر لیں گے اور اگر نہ ہوا تو نہیں کریں گے

وزیر قانون ، جی ہاں ۔

جناب سپیکر ، اس طرح پہلے بھی کبھی ہوا ہے ؟

وزیر قانون ، ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! سوال leave ملنے یا نہ ملنے کا نہیں ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم اس کو کیا کہیں گے؟ رول 78 کو آپ بغور پڑھیں اس میں یہی بات ہے کہ فہرست کارروائی میں وہ بات نہیں آسکتی جب تک کہ تین دن کا نوٹس نہ ہو۔ میں یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ یہ بل فہرست کارروائی میں کیسے آ گیا؟ یہی میرا اعتراض ہے اور رول 202 تو on the spur of the moment بھی move کیا جا سکتا ہے۔ رول 202 کوئی اتنا بڑا پہاڑ نہیں کہ اسے اٹھا کر بارہ گھنٹے پہلے لے آئے ہیں۔ یہ تو فوری طور پر ہو سکتا ہے۔ رول 202 کا امرت دھارا تو ہے ہی اسی لیے کہ وہ فوری طور پر ہوتا ہے۔ لیکن یہ فہرست کارروائی میں رول 202 کو بھی لے آئے ہیں اور فہرست کارروائی میں proposed lawmaking کو بھی لے آئے ہیں۔ رول 78 کے تحت یہ بات واضح ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر ، میں نے وزیر قانون اور سیکرٹری صاحب سے مشورہ کرکے جو غور کیا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پہلے بھی اسی طرح سے ہوتا رہا ہے اور detailed ruling میں بعد میں دے دوں گا لیکن اسے میں in order تصور کرتا ہوں۔ آگے چلتے ہیں۔

Motion moved and the question is -

"That the requirements of Rule 78(2) of the Rules of Procedure

of the Provincial Assembly of the Punjab 1973 be dispensed with under rule 202 in respect of consideration and passage of the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1996."

(The motion was carried)

MINISTER FOR LAW: I move:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion is:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Opposed by:-

Syed Zafar Ali Shah,

Syed Tabish Alwari,

Mr S.A. Hamid,

Mr Arshad Imran Sulehri,

Mr Usman Ibrahim.

جناب سپیکر ، وزیر موصوف اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے؟ کیونکہ انہوں نے oppose کیا ہے۔ آپ اس کی حمایت میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ آپ یہ کیوں لانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس پر مختصراً یہی عرض کرنا چاہوں گا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! روایت یہی رہی ہے کہ پہلے ہم بولتے ہیں اور اس کے بعد وزیر صاحب اس کا جواب دیتے ہیں اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہی طریقہ ہے اور اسی کو اپنایا جائے۔

جناب سپیکر ، یہ چونکہ ترمیم نہیں motion ان کی ہے' اس لیے وہ اپنی motion کی حمایت میں بات کریں گے اور پھر آپ اسے oppose کریں گے۔ آپ مختصر طور پر بیان کر دیں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے پہلے اسی طرح سے ہوتا رہا ہے۔ اس طرح سے انہیں دو دفعہ بات کرنا پڑے گی' انہیں پھر اس کا جواب دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر ، درست ہے ۔ وزیر قانون اس کی حمایت میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! اس بل میں ڈپٹی سپیکر کو ایک کی بجائے دو کاروں کی سہولت مہیا کی جارہی ہے۔ جناب والا! جیسا کہ آج کی مصروفیات ضروریات بڑھ گئی ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے لیے ایک کار کی بجائے دو کاروں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر انہیں دو کاریں نہ دی جائیں تو پھر ان کی جو مصروفیات ہیں اور ان کا آنا جانا۔۔۔۔

جناب سپیکر ، خاص طور پر جب کہ ان کا حلقہ نیابت بھی بہت دور ہے۔ خود وہ لاہور میں ہیں اور حلقہ نیابت دور ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! لاہور میں بھی ہونا ہوتا ہے اور اپنے حلقہ میں بھی جانا ہوتا ہے۔ اس لیے دو گاڑیوں کی ضرورت کو مناسب سمجھا گیا۔ اسی لیے یہ بل ایوان میں لایا گیا ہے۔

جناب سپیکر ، سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم اس صوبے میں اور صوبے کی بہتری کے لیے شاید نہ کچھ کر پائے ہیں اور نہ ہی کچھ کر پائیں گے۔ سوائے اس کے کہ ہم اپنے استحقاق کے لیے اس اسمبلی میں تگ و دو کر رہے ہیں اور مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا کام صرف یہی ہے؟ جناب والا! یہ ہمارے حلف کے بھی خلاف ہے ہم نے یہاں پر حلف اٹھایا ہے کہ ہم اپنے ذاتی مفاد پر صوبے کے مفاد کو ترجیح دیں گے۔ جناب والا! ہم اسی کام کے لیے رہ گئے ہیں کہ ہم اپنی ایک گاڑی

کی بجائے دو گاڑیوں کے لیے قانون سازی کریں؛

(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم اس صوبے میں اس لیے رہ گئے ہیں کہ اپنی تنخواہیں بڑھائیں اپنے ٹی اے ڈی اے بڑھائیں؛ جناب والا! میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس پر بڑی گہری نظر سے سوچنا چاہیے اور ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس صوبے کے عوام ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہماری کارکردگی پر بھی وہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ تمام اقدامات سوچ سمجھ کر اٹھانے چاہییں۔ جناب والا! اس اسمبلی نے سوائے privileges کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے بس یہی میری گزارش تھی جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون! ربانی صاحب کی پہلے بات سن لیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! قانون سازی کا ایک طریق کار ہوتا ہے اور جب ایک بل move ہو جاتا ہے تو ایسی باتوں پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ اگر تو اس بل کی مخالفت کی ہے پھر ٹھیک ہے جنہوں نے oppose کیا ہوتا ہے وہ اپنے اعتراضات تقریر کے ذریعہ سے کرتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر اس طرح سے بات نہیں کرتے۔

جناب سپیکر ، دیکھیں پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر تو نہیں ہے شاید انہوں نے بھی ایک طرح سے oppose ہی کیا ہے۔ ربانی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! آج یہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی جانب سے بھی اس چیز پر زور دیا گیا کہ ہاؤس کی کارروائی متعین شدہ رولز کے مطابق ہونی چاہیے۔ قطع نظر اس بات کے کہ میرے فاضل دوست نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس وقت یہ بل move ہوا۔ اس وقت ہاؤس کے لیے کھلی choice تھی اور چاہتے تو اس کو اپوز کر سکتے تھے ۔ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس قسم کی باتیں زیر بحث لانا مناسب نہیں۔ ابھی آپ نے فرمایا کہ یہ رولز کے مطابق ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، دیکھیے، آپ نے بھی پھر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ہی بات کرنا مناسب سمجھی ہے۔ میری عرض سنیے۔ جو کچھ نوانی صاحب نے فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ساتھ تھوڑی سی ناانصافی ہے۔ اس ہاؤس نے جیسے ہو سکا کبھی اپوزیشن کی موجودگی کبھی غیر موجودگی میں باقاعدہ

لیجسلیشن کی ہے اور بڑے اہم موضوعات پر لیجسلیشن کی ہے۔ یہ کہنا کہ یہاں صرف اور صرف اپنے privileges کی بات ہی ہوئی ہے ہم نے اور کچھ نہیں کیا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ساتھ تھوڑی ناانصافی ہے۔ سب ممبران نے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور میں جب اس کی کار کردگی کو قومی اسمبلی سے اور دوسرے صوبوں کی اسمبلیوں سے دیکھتا ہوں تو میں اپنے طور پر محسوس کرتا ہوں کہ اس ہاؤس نے لیجسلیشن میں دوسری اسمبلیوں کے مقابلے میں بہتر کارروائی کی ہے۔ شاید ہی کوئی ایسے آرڈیننس اور اس طرح کی چیزیں ہوں جو پینڈنگ ہوں۔ اور اس لیے اس کو یہ certificate دینا کہ یہاں صرف اور صرف یہی باتیں ہوئی ہیں۔ یہ مناسب نہیں۔ ایک بات ۔ اور دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ privilege ایک چیز ہے اور ضروریات دوسری چیز ہے۔ ہم نے ایسا بھی دیکھا کہ لوگوں نے یہ کہا اور بڑے بڑے لوگوں نے یہ کہا کہ جی ہم دفتر میں سائیکل پر جایا کریں گے۔ اور ایک دن کی سائیکل چلانے کی قیمت کم از کم تیس کروڑ تو سب کو یاد ہے کہ جب امریکن ایمبیسی کو آگ لگی تھی۔ اور اس کے بعد پھر وہ سائیکل پر بھی نہیں گئے۔ پھر وہ جہازوں پر چڑھتے گئے۔ یہ الگ بات ہے کہ جہازوں کو بھی چا نہیں کیا ہو گیا۔ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ آپ ایک کار پر چڑھتے ہیں دو کاروں پر چڑھتے ہیں۔ ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سو کاروں پر چڑھیں۔ لیکن ان کاروں کے ذریعے سے کام کریں' عیاشی کا مسئلہ نہ ہو' آرام کا مسئلہ نہ ہو ۔ اگر وہ ضروریات کی ذیل میں آتی ہیں تو یہ چیزیں اسی لیے بنی ہیں۔ یہ آج کے دور کے گھوڑے ہیں جو پہلے بھی لوگوں کے پاس ہوا کرتے تھے۔ اب بھی دیہات میں ہوتے ہیں۔ اگر ان کی ضرورت ہے تو پھر اس کو ہم ضرورت کے تحت دیکھتے ہیں۔ ہم اس کو کسی کے تعیش یا کسی کے آرام کی خاطر زیر بحث نہیں لا رہے۔ اس لیے ان باتوں کو اس حساب سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اور اب کھوسہ صاحب بات کرنا چاہیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! ابھی آپ نے کچھ observations دی ہیں۔ جس میں آپ نے ظاہر ہے کہ نام نہیں لیے۔ لیکن سائیکل سواروں کا اور جہاز کے سواروں کا ذکر کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں ریکارڈ میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ اسی سائیکل سوار کو اور جہاز سوار کو آپ نے بھی کھلا خط لکھا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو ہم نہیں چاہتے کہ ان معاملات کو یہاں پر لایا جائے چاہے آپ کی کرسی سے چاہے ایوان کی طرف سے جن کا اس اسمبلی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب سعید اکبر خان صاحب نے بڑا valid point اٹھایا تھا۔

جناب سپیکر، میری بھی ایک بات ہے۔ آپ بات کر رہے ہیں۔ میرا بھی حق ہے میں ٹوک سکتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ کو تو ہر وقت حق ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ جب آپ نے یہ اوپن لیٹر والی بات کی ۔ ابھی محترم شہباز شریف صاحب نے گورنر صاحب کو ایک خط لکھا ہے۔ حکومتوں کو خط لکھا کرتے ہیں۔ اس خط میں کیا لکھا ہے؟ ملک کے مفاد میں کوئی چیز لکھی ہے یا اپنی ذات کے لیے کوئی چیز مانگی ہے؟ اگر ملک کے مفاد میں کوئی نکتہ بیان کرنے والا ہے تو کیا جائے اور اوپن لیٹر تو اخباروں میں چھپ جاتا ہے اس میں سب کچھ ہوتا ہے۔ تو یہ اپنی جگہ کوئی ایسا الزام نہیں کہ میں نے اوپن لیٹر لکھا۔ ایک شخص جو گیارہ سال تک ملک پر حکومت کرتا ہے اس کو کہیں نیک و بد سمجھانے کے لیے سیاست دان خط لکھا ہی کرتے ہیں۔جی' آپ آگے اپنی بات مکمل کر لیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر بعد میں عرض کروں گا۔ پہلے آپ کی اس observation کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ جناب قائد حزب اختلاف نے گورنر کو جو خط لکھا ہے وہ آپ کی وساطت سے لکھا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، مجھے الگ لکھا ہے اور انھیں الگ لکھا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی وہی خط آپ کو بھی لکھا ہے اور وہی خط گورنر کو بھی لکھا ہے۔ اس میں بھی جناب' وہی مسئلہ ہے جو جناب سعید اکبر خان صاحب نے اٹھایا ہے کہ وہ پنجاب کے عوام کی بات کر رہے ہیں۔ کیوں کہ اس میں وزیر اعلیٰ نے اخباری بیان کے ذریعے خود کلیم کیا ہے کہ میں چالیس مربعوں کا مالک ہوں۔ جناب والا! ضلع قصور کے چالیس مربعوں کا مالک ہو اور وہ حکومت پاکستان سے ڈیوٹی فری گاڑی کی بھیک مانگے۔ یہ مناسب نہیں تھا۔ 40 مربعے کا (شیم شیم) زمین دار (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، پلیز پلیز ----جی ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، میرا پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! یہی ہے کہ آپ نے observation دی۔ آپ کا اختیار ہے۔ آپ ہر ممکن' جیسے بھی چاہیں' قواعد کے اندر رہتے ہوئے observation دے سکتے ہیں۔ میں جناب سعید اکبر خان صاحب کی پوری تائید کرتا ہوں۔ اس مسئلے پر ہم بہت زیادہ وقت لگا لیتے ہیں اور ہمارے حکومتی بنچز کی حاضری بھی بڑی مکمل ہوتی ہے' جب یہاں پر

جس کے بھی privileges ہوں' اس کی بات آتی ہے۔ اس کے علاوہ جو لیجسلیشن ہوئی ' جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں' سارا ہاؤس جانتا ہے' اس میں میرا کسی کی ذات سے اختلاف نہیں۔ ہمیں اعتراض صرف اس بات کا ہے کہ پنجاب کے عوام کے جمع کردہ وسائل سے یہ مراعات اور یہ رعایت حاصل نہیں کرنی چاہیے نہ ہی پاکستان کے خزانے کو کوئی نقصان پہنچانا چاہیے بصورت ڈیوٹی فری کار کے ۔

جناب سپیکر ، موہل صاحب تو میرا خیال ہے چالیس مربعے چھوڑ کر چودہ مربعوں کے بھی مالک نہیں ہوں گے۔ اب انوری صاحب پہلے سے کھڑے ہیں۔جی ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ کی حیثیت ایک غیر جانبدار شخصیت کی ہے۔ بحیثیت سپیکر آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ابھی مقدمے کی سماعت شروع نہیں ہوئی ابھی بل پر بحث کا آغاز نہیں ہوا۔ اور عدالت نے اس پر اپنا فیصلہ بھی صادر کر دیا۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔

سید تابش الوری، آپ نے اس کے حق میں وہ ساری دلیلیں دے دی ہیں جو فیصلے کا حصہ ہو سکتی ہیں۔ یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں کہ جناب سپیکر پارٹی بن کر ڈپٹی سپیکر یا کسی بھی رولنگ پارٹی کے ممبر کی وکالت خود شروع کردیں۔ جناب والا! اگر عدالت خود وکیل بن جائے تو پھر انصاف کا خدا حافظ ہے ۔

جناب سپیکر ، جی بالکل' بجا فرمایا۔ یہ گزشتہ دنوں سے کچھ اس طرح کی روایت ہو گئی ہے جیسے سپریم کورٹ میں سے سید نسیم حسن شاہ صاحب نے فیصلہ سنانے سے پہلے ہی اپنی تھوڑی تھوڑی رائے دینی شروع کر دی تھی۔ تو آج کل کچھ ماحول ایسا ہی ہے۔ میں زیادہ احتیاط کیا کروں گا۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ کے نزدیک یہ پسندیدہ بات ہے یا ناپسندیدہ بات ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ دو دو مائیک کھلے ہوئے ہیں۔ جناب مجھے اجازت فرما رہے ہیں تو انھوں نے ساتھ ہی دوسرا مائیک بھی کھول دیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی وہ آپ کے ٹیکنیشن دو دو مائیک اکٹھے کھول دیتے ہیں۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ کھوسہ صاحب فرما رہے تھے۔ ابھی اس دور سے پہلے جو سابقہ وزیر اعظم تھے جو اس ملک کے بہت بڑے industrialist تھے وہ سارے مالیاتی اداروں کے قرضے لے گئے۔ انھوں نے جناب' بائیس گاڑیاں ڈیوٹی فری منگوا کر رکھی ہوئی ہیں جو

ابھی تک ان کے قبضے میں ہیں اور جن کی ڈیوٹی بھی نہیں دی۔ اور بطور وزیر اعظم بھی انھوں نے ڈیوٹی فری گاڑی منگوائی۔ اب یہ ایک وزیر اعلیٰ کو نہیں بلکہ چاروں وزرائے اعلیٰ کو اس کی اجازت ملی۔ پہلے گورنر صاحب منگواتے ہیں۔ جب پارلیمانی سسٹم آیا تو پھر وزیر اعلیٰ چیف ایگزیکٹو ہوئے۔ اگر گورنر صاحب منگوا سکتے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب کیوں نہیں منگوا سکتے؟ اور اربوں پتی ہو کر اپنی بائیس بائیس گاڑیاں ہیں، ان کے لیے تو کوئی ڈیوٹی فری problem ہی نہیں تھا۔ انھوں نے تو بنک سے لینے ہیں اور آگے دے دینے ہیں۔ بنک کو تو واپس ہی نہیں کرنے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اب آگے چلتے ہیں۔ خدا کے لیے اب آگے چلیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! ایک رکن اسمبلی نے میری بات کو چیلنج کیا ہے یا اس سے اختلاف کیا ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہاں ایک بیان دینا چاہتا ہوں۔ اگر سابقہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے ایک بھی گاڑی انھوں نے تو بائیس گاڑیوں کا ذکر کیا ہے مگر انھوں نے ایک بھی گاڑی ڈیوٹی فری import کی ہو تو میں resign کر جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔ آپ ثابت کر دیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں۔ جناب والا! ان کو جو قطر کے امیر نے گاڑی دی ہے وہ ان کے استعمال میں ہے اس کی ڈیوٹی کے کاغذات دکھا دیں۔

جناب سپیکر: اچھا وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ غلط ثابت ہوگئے تو پھر آپ بھی استعفیٰ دے دیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب میرا استعفیٰ تو آپ ویسے ہی لے لیں۔

جناب سپیکر: اچھا اچھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بحیثیت چیف ایگزیکٹو تب تک وہ گاڑی استعمال کی تھی جب تک اس عہدے پہ فائز تھے جب سے اس عہدے سے ہٹے ہیں وہ گاڑی سرکار کی تحویل میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی صاحب جنھوں نے oppose کیا۔ سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ مہربانی سے بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس رکن سے

پوچھ لیجیے کیا وہ میرے اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، ان سے میں نے کہا ہے ان کے پاس اگر کوئی ثبوت ہو گا تو لے آئیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں لاؤں گا' استعفیٰ پہلے دے دیتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، وصی ظفر استعفیٰ کی بات کریں۔

جناب سپیکر، وہ تو پہلے استعفیٰ دے رہے ہیں۔ (ہاؤس میں شور و غوغا) I call the House to order. وصی صاحب! آپ بیٹھ جائیے۔ نیازی صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب!

I call the House to order. Please sit down, please have your seats.

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر کی Privileges Act میں ترمیم کا جناب وزیر قانون صاحب نے ابھی ایک مسودہ پیش کیا ہے جو کہ ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لیے دو کاروں کے رکھنے سے متعلق ہے۔ جناب سپیکر! ویسے تو جب وزارت عظمیٰ کے گاڑیوں کے fleet دیکھوں، وزارت اعلیٰ کے سیکرٹریٹ کے گاڑیوں کے fleet دیکھوں، چیف منسٹر صاحب کے حال ہی میں جس کی باز گشت ابھی تک ختم نہیں ہوئی اور پورے ملک اور بالخصوص صوبے کے کونے کونے میں common man یہ بحث کر رہا ہے کہ ہمارے یہ رہبر' ہمارے یہ راہنما اور جس کا اشارہ ابھی ٹریژری بینچز کے ایک معزز رکن نے بھی کیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ اس موقع کی نزاکت کا اندازہ لگائیں میں شروع میں fleet کے حوالے سے یہ بات عرض کر رہا تھا کہ اگر میں سپیکر کے عہدے کا سات آٹھ گاڑیوں کا fleet دیکھوں یا صدر پاکستان یا وزیراعظم آف پاکستان یا وزیر اعلیٰ پنجاب کا fleet دیکھوں تو یہ جی چاہتا ہے کہ کوئی بات نہیں straightway اس کی حمایت کر دوں کہ اگر ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لیے دو گاڑیاں آ گئیں تو کون سا آسمان گر جائے گا لیکن جناب سپیکر! بات ہے اصول کی اور بات ہے صوبے کے مسائل کی۔ کاش! آج ٹریژری بینچز کے وزیر ٹرانسپورٹ' کاش! آج وزیر اعلیٰ صاحب بجائے اپنی گاڑی کی ڈیوٹی معاف کرانے کے لیے قانون سازی لاتے یا سپیکر' ڈپٹی سپیکر یا کسی وزیر کے استحقاق کے لیے بل لاتے' کاش! آج وہ کوئی ایسا بل لاتے کہ پورے پنجاب میں ٹرانسپورٹ کا نظام کیا ہے؟ پورے پنجاب میں کتنے غریب اور درمیانہ سفید پوش لوگوں کے بچے صبح بروقت سکول نہیں پہنچ سکتے۔ بے شمار لوگوں کے بچے سکول سے واپس گھر نہیں پہنچ سکتے' حادثات ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت سا کلریکل طبقہ چیخیں مار رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ ہماری طرف بھی خیال رکھو وہ اپنے دفاتر میں نہیں پہنچ

سکتا، گورنمنٹ کا کام نہیں ہو سکتا، لوگوں کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ کاش! کہ کوئی ایسا بل آتا، صوبے کے غریب ملازمین کے لیے، صوبے کے طالب علموں کے لیے کوئی ایسا مسودہ آتا جس سے ہم بھی اپنے علاقے میں فخر سے جا سکتے قطع نظر اس کے کہ ہم اپوزیشن کی ڈویژن میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہم کم از کم کہہ سکتے تھے کہ ہمارا بھی اس اسمبلی سے تعلق ہے جس اسمبلی نے لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرنے کے لیے یہ بل پیش کیا ہے لیکن جناب سپیکر! افسوس کہ اس طرف سے ایسی کوئی بات نہ آئی جو آئی وہ یہ کہ ٹریژری بنچز کی دیواروں میں بھی مجھے دراڑیں نظر آ رہی ہیں۔ اگر یہ بات اچھی ہوتی تو ٹریژری بنچز کا رکن اپنے لیڈر آف دی ہاؤس کی طرف سے پیش کیے جانے والے بل کی کبھی مخالفت نہ کرتا اور سپیکر صاحب! خدا کی قسم، اگر کوئی میرے جیسا شخص یا میری جماعت کا رکن کوئی وزیر اعلیٰ ہوتا اور ٹریژری بنچز کے ایک ممبر کی معقول بات ہوتی تو آج میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو چھوڑ دیں، چھوڑ دیں اس بات کو کہ آپ کے اختیارات کون enjoy کر رہا ہے، صوبے میں کون حکومت کر رہا ہے؟ چار حکومتیں ہیں یا تین حکومتیں ہیں؟ لیکن یہ جمہوریت اور پارلیمانی تقدس کا تقاضا ہے کہ اگر ٹریژری بنچز کا ایک رکن اپنے ہی وزیر قانون یا وزیر اعلیٰ کے ٹیبل کیے ہوئے قانون کی مخالفت کرتا ہے تو اسے فی الفور مستعفی ہو جانا چاہیے۔ (اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)۔ لیکن جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میں پاکستان کی سیاست میں رہ رہا ہوں دور کی بات ہے یہاں پر کون مستعفی ہوتا ہے؟ یہاں تو وزیر داخلہ پر ہزاروں گردنوں کا یہ الزام لگتا ہے کہ وہ extra judicial killing میں ملوث ہیں تو وہ مستعفی نہیں ہوتے۔ یہ بے چارے کیا مستعفی ہوں گے؟ جناب سپیکر! یہاں کے وزیر خارجہ پہ یہ الزام لگتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر خارجہ صاحب خود ملوث ہیں یا نہیں ہیں جناب سپیکر! میرے دفتر سے، میرے گھر، میری فیکٹری یا میرے کارخانے سے اگر چرس برآمد ہو اور میں وزیر خارجہ بھی ہوں، تعلق بھی میرا abroad سے ہو تو جناب سپیکر! میرے مستعفی ہونے کے لیے اتنا الزام ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان حضرات کے بارے میں مثالیں نہ دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ نامناسب ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں یہ وہ باتیں ہیں جو میں اپنے گھر سے نہیں لایا، میں اپنی جیب سے نہیں نکال رہا یہ تاریخ اور ماضی قریب کل پرسوں کی بات کا ذکر ہے۔

sitting Ministers ہیں اور کس کس وزیر کی بات کروں جناب سپیکر! وزیر تجارت صاحب آج کے پیپر کی بات ہے۔

جناب سپیکر: بیٹھے ہوئے لوگوں کی بات کریں جو جواب دینے کی پوزیشن میں ہیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں لنڈی کوتل سے لے کر لانڈھی تک کی بات کر سکتا ہوں یہ میرا حق ہے آپ ایسی بات نہ کریں۔ جناب سپیکر! میں ایسی کوئی بات نہیں کر رہا جو کہ تہذیب کے خلاف ہو یا رولز کے خلاف ہو یا آئین کے خلاف ہو۔ جناب سپیکر! اگر ولی خان کی غیر حاضری میں پورے کا پورا ٹریژری بنچز اور جناب سپیکر! وہی بات ہوئی تمام اپوزیشن یہ کہتی رہی کہ خدا را اتنی جلدی نہ کریں۔ آپ پاکستان کی سیاست پہ کیوں پٹرول پھینک رہے ہیں؟ چنگاریوں کو آپ کیوں شعلے بنا رہے ہیں؟ وہی بات ہوئی کہ دوسرے دن اس معزز سیاستدان نے تردید کر دی کہ شریف آدمیو! میں نے کب نام لیا ہے؟ اس اسمبلی کو آج ہمارا اخلاقی تقاضا کیا کہتا ہے؟ کہ ہمیں وہ withdraw کر دینی چاہیے۔ لوگوں کے سامنے آج ہمارا کیا منہ اور چہرہ ہے؟ جناب سپیکر! میں وزیر کے استعفیٰ کے حوالے سے بات کر رہا تھا آج صبح میں نے ایک پیپر میں دیکھا ہے۔ سپیکر صاحب! گجرات میں نو آدمیوں کا قتل معمولی بات نہیں، کسی بے گناہ کا کار کے نیچے آ کر زخمی ہو جانے سے بھی خوف آ جاتا ہے۔ جناب سپیکر! نو آدمیوں کے قتل کے مجرمان کو ایک وفاقی منسٹر، وہ اگر میں ہوں یا آپ ہوں ان ملزمان کو گاڑیوں میں بٹھا کر کچہری تفتیش کے لیے لے کر جاتا ہے اور ان کے فوٹو چھپتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ الزامات ہیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب! میں الزامات کے بارے میں ہی بات کر رہا ہوں میں کوئی trial نہیں کر رہا۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ فارن منسٹر کے بارے میں مجھے نہیں پتا کہ انھوں نے خود ایسا کیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس بات سے قطع نظر کہ یہ ڈپٹی سپیکر کا بل ہے اور میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ہمیشہ کوئی کسی عہدے پر قائم نہیں رہتا۔ جو بھی آنے والے ڈپٹی سپیکر ہوں گے۔ لاء منسٹر صاحب نے ان کی ضرورت کا بیان کیا ہے۔ میں صرف سید ظفر علی شاہ صاحب کو 81 کی طرف لے کر جاتا ہوں۔ Discussion of Principles of Bill یہ first reading جو ہوتی ہے وہ principles of bill پر ہوتی ہے۔ دوسری amendment پر ہوتی ہے اور تیسری amendment کے بعد جو صورتحال bill کی بنے اس پر ہوتی ہے۔ اب جناب والا! انھوں نے جو تقریر

شروع کر دی ہے۔ اس میں انھوں نے سارے جہاں کو شامل کیا ہے۔ اس میں صرف ایک کی بجائے دو کاروں کی بات ہے۔ اس میں جو principle involve ہوتا ہے۔ یہ میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔

Principles of the Bill and its general provision may be discussed but the details of the Bill shall not be discussed further than it is necessary to explain its principles.

تو principle کے اندر رہتے ہوئے ان کو بات کرنی چاہیے نہیں تو یہ ہو گا کہ یہ فارن منسٹر کی بات بھی کریں گے، وزیر تجارت کی بھی بات کریں گے اور وزیر اعلیٰ کو بھی لے آئیں گے۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ ان کو دائرہ کار کے اندر محدود رکھیں، نہیں تو یہ بات ختم نہیں ہو گی۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ repetition نہیں ہونی چاہیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں رولز کے حوالے سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ یہ بڑا اہم نکتہ ہے کہ principles پر بحث کرتے ہوئے ہمارا دائرہ بحث کیا ہو سکتا ہے؟ جناب والا! جب کسی بھی بل کے بنیادی اصول اور اغراض و مقاصد پر بات کی جاتی ہے تو اس کو ثابت کرنے کے لیے بنیادی طور پر ہمیں ایک خاکہ تیار کرنا پڑتا ہے۔ اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک رعایت ایک استحقاق کسی شخص کو دیا جا رہا ہے۔ ہمیں یہ حق حاصل ہے اور ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ استحقاق جو اس ملک میں صرف مراعات یافتہ طبقوں کو دیا جا رہا ہے، صرف حکمرانوں کو دیا جا رہا ہے، صرف چند مخصوص افراد کو دیا جا رہا ہے۔ وہ ایک طرف عوام کے حقوق پامال کر رہے ہیں۔ وہ خود بدامنی میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ خود غلط کاریاں کر رہے ہیں۔ وہ سمگلنگ کر رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہاں پر استحقاق دیا جا رہا ہے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ حکمرانوں کو استحقاق کا حق اسی وقت حاصل ہے جب وہ ایمان اور دیانت کے ساتھ آئین اور قانون کے تحت اپنے فرائض ادا کریں۔ تو ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم مثال کے طور پر یہ بتائیں کہ اس معاشرے میں قول و فعل کا یہ تضاد ہے۔ آپ عوام کے نام پر منتخب ہو کر آتے ہیں اور حکمرانوں کے لیے استحقاقات اور مراعات جاری کرتے رہتے ہیں۔ لہذا ہم ریفرنس کے طور پر تقریر نہیں کر رہے۔ شاہ صاحب صرف ریفرنس کے طور پر یہ بتا رہے ہیں کہ آپ پہلے اپنے آپ کو اس کے لیے deserving ثابت کریں۔

جناب سپیکر، جی' مہربانی۔

میاں منظور احمد موہل، میری گزارش یہ ہے کہ میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر جناب کو کیا۔ اب وہ کس حیثیت سے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے رہے ہیں جبکہ آپ نے ان کو اجازت نہیں دی۔ مجھے قائد حزب اختلاف سے اختلاف ہے کہ وہ cross talk کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کی اسمبلی کی روایت ہے؛ وہ سارے مجھ سے مخاطب ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ براہ کرم آپ relevant to the rules رہیں۔ اگر اس طرح صورت حال رہے گی تو پھر یہ کارروائی آگے نہیں چلے گی۔ جیسے ایک چیز کیچڑ میں پھنس جاتی ہے ویسے ہی یہ وہیں گر گر کرتی رہے گی۔

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں آگے چلے گی۔ پوائنٹ آف آرڈر ہے نیازی صاحب کا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، [*****]

(یہ الفاظ نامناسب ہیں' کارروائی سے حذف کر دیے جائیں)

جناب سپیکر، جی' آفریدی صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں جب وہ فرائض مملکت ادا کرتے تھے تو وہ سرکاری تیل خرچ کیا کرتے تھے۔ جب وہ امور مملکت نبٹا لیتے تھے اور روشنی کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ سرکاری چراغ بجھا دیا کرتے تھے۔

جناب سپیکر، وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں relevant بات کر رہا ہوں۔ اس وقت گورنمنٹ کے بنچوں پر جتنے لوگ بیٹھے ہیں ان میں 33 وزیر ہیں' ان کے پاس گاڑیاں ہیں اور ایک سے زائد گاڑیاں ہیں۔ ان کے بعد مشیروں کے پاس گاڑیاں ہیں ان کے پاس تین تین گاڑیاں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹریوں کے پاس گاڑیاں ہیں۔ میں آپ سے دست بدستہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کے حال پر رحم کریں۔ جو پارلیمانی سیکرٹری' وزیر یا مشیر نہیں اور خالی ممبر گورنمنٹ کے بنچوں کے لیے ہیں ۔ کوئی قانون لائیں ان کو بھی دو دو گاڑیاں دے دیں۔ یہ لوٹ کا مال ہے سب لوٹ کر کھا رہے ہیں۔ وہ بے چارے کھا لیں گے تو کیا بات ہے؛

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی فرمائیے۔

وزیر پارلیمانی امور ، جناب والا! میرے دوست بادشاہ آفریدی صاحب نے الزام لگایا ہے کہ ہر وزیر کے پاس دو دو یا اس سے زائد گاڑیاں ہیں۔ میں ان کی تردید کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے اور وزیر قانون کی طرف سے اس بات کی تردید کرتا ہوں اور باشی خان کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر یہ ثابت کر دیں کہ میرے پاس اور وزیر قانون کے پاس ایک گاڑی سے زائد ہے تو میں اپنی ایم پی اے شپ سے اور وزارت سے استعفیٰ دوں گا۔ اگر یہ الزام ثابت نہ کر سکے تو یہ ہاؤس سے معذرت کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ کے پاس نہیں ہیں تو لے لیں۔ باقیوں کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ نے وضاحت کر دی ہے کہ آپ کے پاس ایک ہی گاڑی ہے۔ ظفر علی شاہ صاحب! کوئی بات باقی رہ گئی ہے۔ آپ principle پر آ جائیں کہ ایک کی بجائے دو کیوں نہیں ہونی چاہئیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب میں نے تو بات شروع کی تھی۔ میں principles پر ہی بات کر رہا تھا۔ جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں آپ کا کہ آپ ہمیں موقع دیتے ہیں اور جو میں بات کر رہا تھا کیونکہ مجھے بطور پولیٹیکل ورکر پولیٹیکل انسٹی ٹیوشن سے بڑی محبت ہے۔ جناب سپیکر! میری تقریر کے دوران معزز رکن اور جناب محترم ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا اور 81. کا حوالہ دیا کہ principle پر بات کی جا سکتی ہے۔ بل کی detail پر بات نہیں کی جا سکتی۔ جناب سپیکر! میں مطلقاً بات کر رہا ہوں کہ میں principles پر بات کر رہا ہوں' یہ کیا ہیں؛ جیسے معزز وزیر صاحب کی طرف سے آیا ہے کہ بڑی مصروفیت ہوتی ہے' کام بڑا ہوتا ہے۔ اس لیے دو گاڑیوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ ایک argument اس طرف سے آیا ہے۔ جناب سپیکر! مصروف آدمی وزیر' ممبر یا صدر ہوا کرتا ہے۔ مصروف گاڑیاں نہیں ہوا کرتیں۔ میں پہلے بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ یہ گاڑیاں کہاں سے آتی ہیں۔ گاڑی کوئی مذاق نہیں ہے کہ باہر جائیں اور گاڑی کھڑی ہو۔ جناب سپیکر! گاڑیوں پر پیسے لگتے ہیں۔ گاڑیوں پر خزانے کی رقم خرچ ہوتی ہے اور ان پر زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! خزانے کے اندر سے رقمیں باہر نہیں نکلتیں وہ ٹیکس ادا کرنے والا ' وہ صوبے کا شہری پیسے ادا کرتا ہے تب جا کر خزانہ

بھرا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ پرنسپلز کی اگر بات ہے جناب کے پاس' یا چیف منسٹر صاحب کے پاس یا سینئر منسٹر صاحب کے پاس۔ جناب سپیکر! جب لاء میکنگ کی بات آتی ہے تو لوگوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب اسمبلیوں کے اجلاس طلب ہوتے ہیں جب اخبار' ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر خبر آتی ہے کہ آج صدر محترم نے قومی اسمبلی کا اجلاس بلا لیا' آج گورنر صاحب نے پنجاب اسمبلی کا اجلاس بلا لیا تو لوگ الرٹ ہو جاتے ہیں۔لوگ آنکھیں پھاڑ کر اور کان کھول کر توجہ دیتے ہیں۔ لوگوں کی ساری توجہ ان ایوانوں کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے کہ کاش' اس اجلاس میں سے کوئی ایسی بات باہر آئے گی جس سے ملک کے عوام کچھ سکھ کا سانس لے سکیں گے۔ جناب سپیکر! ان پاکستانیوں نے گناہ کیا کیا ہے؟ یہ عجیب پارلیمانی نظام ہے ہمارے ملک کا! جب قومی اسمبلی کا یا صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس ہوتے ہیں تو دس پندرہ دن کے بعد باہر جو بات آتی ہے وہ یہی کہ "کتنے کتنے کے کے لینال اسے"، یعنی ممبران اور وزیروں اور انھوں نے۔ جناب سپیکر! تابش صاحب نے صحیح کہا ہے کہ لوگوں سے ہم لے رہے ہیں' لوگوں کو کچھ دینا بھی چاہیے۔ جناب سپیکر! اس لاء میکنگ کی میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ضرورت نہیں تھی۔ صرف ایک سپیکر صاحب کے ایڈمنسٹریٹو آرڈر سے' بلکہ آپ کی غیر حاضری میں اگر خود موبل صاحب آرڈر کر دیتے تو میں سمجھتا تھا کہ وہ بھی legalise ہو جاتا۔

جناب سپیکر، ان بےچاروں نے اسی لیے آپ کو کہا کہ بھئی آپ اعتراض نہ کریں۔۔۔۔۔

سید ظفر علی شاہ، سر! میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر سپیکر صاحب کا' یا چیف منسٹر صاحب کا' یا پرائم منسٹر صاحب کا ٹکٹ دیکھیں تو کوئی ہرج نہیں اگر ڈپٹی سپیکر کو بھی دے دیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر لاء میکنگ کے بجائے صوبائی اسمبلی کے سیکرٹریٹ میں ہزاروں گاڑیاں ہیں۔ چھ یا آٹھ گاڑیاں آپ کے پاؤں تلے ہیں۔ آپ اپنے ایڈمنسٹریٹو آرڈر سے ایک گاڑی ڈپٹی سپیکر کے عہدے پر اگر دے دیتے تب بھی کوئی آسمان نہیں گرتا تھا۔ کوئی آپ کے کام میں کمی واقع نہیں ہوتی تھی۔

جناب سپیکر، تو اب چلنے دیجیے ناں اس کو آگے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! بڑے اتاوے ہو گئیاں لین لئی سارے۔ بڑی جلدی بلڈوزنگ کردے او جناب سپیکر! بہرحال' جناب سپیکر! پرنسپلز کی بات تھی۔ قومی خزانے کو جو کہ پہلے ہی لوٹا جا چکا ہے اس کو مزید لٹنے سے بچائیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

نہیں، بس بہت ہو گئی۔ بالکل نہیں۔ نہیں، نہیں۔ بات ہو گئی بس۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: ہم نے اپوز کیا ہے، ہمیں بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ اب سارے ایک سو بندہ اس پر تقریر کرے گا! جی، کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب، سارے ممبران بات نہیں کریں گے۔ آپ صرف چار ممبران کو اجازت دیں جنھوں نے اپوز کیا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، چار نہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: چلیے دو۔ جنھوں نے اپوز کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیے دو۔ آپ مجھے دو نام بتا دیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: تین کر دیں جناب۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ دو بس۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: چلیے، ایک انعام اللہ خان نیازی، ایک ایس اے حمید۔

جناب سپیکر: چلیے جی، انعام اللہ خان نیازی!

میاں محمد شہباز شریف: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ اگر یہ consensus ہے کہ دو کاڑیاں دینی چاہییں تو ضرور دیں۔ لیکن آپ براہ مہربانی خیالات کے اظہار کی اجازت دیں۔ کم از کم تین آدمیوں کی آپ اجازت دے دیجیے گا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ اختصار سے کام لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ نام بتا دیجیے۔

میاں محمد شہباز شریف: انعام اللہ نیازی صاحب، ایس اے حمید صاحب اور سلہری صاحب۔

جناب سپیکر: بہت اچھے۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: ایک طرف تو دو دو کاڑیاں، اور دوسری طرف اتنی کنجوسی کہ دو دو منٹ بھی نہیں دیے جا رہے۔

جناب سپیکر: دے رہے ہیں ناں۔ اب آپ کیسے یہ کہہ رہے ہیں؟ اچھا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آج مسودۂ قانون (ترمیم) تنخواہ، بھتہ جات، استحقاقات ڈپٹی سپیکر ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو ایک کے بجائے دو گاڑیاں دے دی جائیں۔ بات یہ ہے کہ آج پنجاب کی حکومت عوام کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ علیحدہ مسئلہ ہے کہ ہر آدمی کی اپنی ایک قیمت ہے۔ کوئی ایک گاڑی پہ مطمئن ہوتا ہے، کوئی چھ گاڑی پہ مطمئن ہوتا ہے، کسی کے فلیٹ میں پونسٹھ گاڑیاں ہیں اور کوئی ایک جہاز منگوانے پر مطمئن ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! اس صوبے کے عوام اس بات سے آگاہ ہیں کہ پنجاب حکومت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ جناب سپیکر! سابق وزیر اعلیٰ نے تیس کروڑ روپے کی مالیت کا ایک جہاز اپنا شوق پورا کرنے کے لیے امپورٹ کیا۔ وہ کیسے سیکنڈل بنا، یہ ایک لمبی داستان ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس صوبے کے آٹھ کروڑ عوام پر تیس کروڑ روپے کے ٹیکسوں کا بوجھ لاد دیا۔ جناب سپیکر! ہم حکومت اپنے طور پر جو فیصلے کرتے ہیں کہ اراکین اسمبلی کی تنخواہیں بڑھ جائیں، ان کے الاؤنس بڑھ جائیں، ان کے پاس گاڑیاں آ جائیں، انھیں ہر قسم کی مراعات مل جائیں۔ جناب سپیکر! یہ ۱۹۹۶ء ہے۔ آج پاکستان کا ہر شہری between the lines یہ بات دیکھ رہا ہے کہ عوامی نمائندے کیا کر رہے ہیں۔ اگر آج ہمارے خلاف نفرت ہے تو اس کی بنیاد یہی ہے کہ جس طور پہ ہم عوام کا حق لوٹ رہے ہیں اسی بنیاد پہ آج عوام ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! مرکزی حکومت نے اراکین اسمبلی کی تنخواہوں میں اضافہ کیا، ان کو پلاٹ جو دو لاکھ کا آج دیا جا رہا ہے، اس مارکیٹ میں قیمت پچاسی لاکھ روپے ہے۔ ایک indirect طریقے سے انھیں bribe کیا جا رہا ہے۔ پوری قوم کو پتا ہے۔ آج جو پلاٹ بک رہے ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے اراکین اسمبلی کو دو دو کنال کے پلاٹ دینے کا اعلان کیا۔

وزیر پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

وزیر پارلیمانی امور، میرے بھائی نے جو پلاٹوں کی بات کی تو اس کے بارے میں ہائی کورٹ کا چونکہ فیصلہ آ چکا ہے اور ہائی کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہے کہ جس طرح دوسرے ججوں نے، یا صحافیوں نے پلاٹ لیے ہیں اس طرح ارکان قومی اسمبلی اگر لے رہے ہیں تو اس میں کوئی illegality نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی، تشریف رکھیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اسی لائن پہ ممبران کو دو دو کنال کے پلاٹ دینے کا اعلان کیا۔ اور یہ کہا کہ اپنی مرضی کے علاقوں میں اپنی پسند کے پلاٹ لے لیں۔ جناب سپیکر! عوامی نمائندے عوام کی خدمت کے لیے ہیں۔ ہم پبلک کی پراپرٹی ہیں اور جب ہم پبلک کی پراپرٹی ہیں تو پبلک کو اس بات کا پورا اختیار ہے کہ وہ ہمارا محاسبہ کر سکے.....

جناب سپیکر، شیخ صاحب! اب آپ وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آج عوام یہ چاہتے ہیں کہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا جائے۔ ان کے لیے فنڈز مختص کیے جائیں۔ آج ہم نے یہ کیا کہ ڈویلپمنٹ جو پورے ملک کی جی ڈی پی کا چار فی صد خرچ کر رہے ہیں۔ میاں نواز شریف کے وقت میں یہ ۵،۸ فی صد تھا۔ ہم نے ڈویلپمنٹ کے اخراجات کم کر کے عوام کو پانی' صحت اور تعلیم جیسی بنیادی سہولتوں سے تو محروم رکھا۔ لیکن اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے' اپنے آپ کے استحقاقات ہر طریقے سے پورے کرنے کے لیے تمام مراعات اپنے کھاتے میں ڈال لیں۔

جناب سپیکر، بس۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں' بات کرنے دی ہے میں نے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ استحقاقات کی بنیاد پہ' یہ اسی ریفرنس میں' میں بات کر رہا ہوں کہ ہم نے عوام کو کیا دیا۔

جناب سپیکر، میں سن رہا ہوں۔ نہیں' شیخ صاحب! ایسا نہ کیجیے۔ جی' فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے' میں یہ بات ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ' وزراء حضرات کے پرولجز کی بات ہو رہی ہے' جب کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں ہمیں یہاں عوام کے پرولجز کی بات کرنی چاہیے تھی۔ جناب سپیکر! اس سے کچھ عرصہ بیشتر مرحوم گورنر الطاف صاحب نے.....

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔ سلہری صاحب! آپ کو تقریر کا موقع ملے گا۔ اس میں اپنی بات کیجیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز' آپ کو میں موقع دوں گا۔ تقریر کیجیے گا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ صوبہ جو پہلے ہی ۹۰ ارب کا مقروض ہو وہ صوبہ جو اپنے عوام کے ترقیاتی کاموں پر اپنی انکم کا صرف ۴ فیصد خرچ کرے وہ صوبہ جس کے ۱۲۱ ممبران کے پاس گاڑیاں ہوں' وہ صوبہ جس نے کسی سرکاری ممبر کو کسی رعایت سے محروم نہ کیا ہو' اس صوبہ کے عوام جو آج مہنگائی کے چکر میں پس چکے ہوں' جس صوبے میں inflation کا ریٹ ۴۰ فیصد بڑھ چکا ہو' جس صوبے کی مہنگائی تقریباً ۱۵۰ فیصد سے لے کر ۲۰۰ فیصد تک جا چکی ہو' آپ اس صوبے کے عوام کی خدمت کریں گے یا اپنی خدمت کریں گے۔ یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب سپیکر! بڑی بڑی گاڑیاں رکھنے سے' زیادہ قیمتی گاڑیاں رکھنے سے آپ عوام کی نظروں میں اپنا مقام نہیں بنا سکتے۔ آپ ان کی خدمت نہیں کر سکتے۔ آج اس امر کی ضرورت ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے' افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے قرضوں کے اوپر انحصار کم کیا جائے۔ لیکن قرضے لیے جا رہے ہیں' اوور ڈرافٹ لیے جا رہے ہیں صرف اس لیے کہ ارکان اسمبلی' چیف منسٹر' سیکرٹری اور دوسرے لوگ مطمئن ہو سکیں۔

جناب سپیکر، مہربانی' شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے پیش نظر کوئی جواز نہیں بنتا کہ کسی بھی سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کی گاڑی میں اضافہ کیا جائے اور صوبے کا جو خزانہ ہے اس کے اوپر بوجھ ڈالا جائے' شکریہ۔

جناب سپیکر، مہربانی' جناب انعام اللہ خان نیازی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ جناب سپیکر۔ اس بل پر بولنے سے پہلے' اس بحث میں حصہ لینے سے پہلے۔۔۔

جناب سپیکر، یہ نہیں۔ اسی پر بات کیجیے۔ اس سے پہلے نہ کچھ کہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! میری بات تو سن لیں۔ خدا کے لیے بات سن لیا کریں۔ میں بڑی خوبصورت بات کرنے لگا تھا۔ آپ نے مجھے راستے میں ہی ٹوک دیا۔

جناب سپیکر، جی۔

۱۰

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! اس بل پر بحث میں حصہ لینے سے پہلے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، پہلے نہیں ناں۔ اسی پر حصہ لے لیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! میں اسی پر ہی بات کرتے ہوئے۔۔۔اب ٹھیک ہے جناب؟

جناب سپیکر، چلیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ایک شعر آپ کے گوش گزار کروں گا۔

وہ شاخِ گل پر زمزموں کی دھن تراشتے رہے
نشیمنوں پر بجلیوں کا کارواں گزر گیا

جناب سپیکر! آج کا یہ بل پنجاب اسمبلی کے اس ایوان میں پیش ہونے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بل پنجاب کے عوام کے منہ پر ایک زور دار طمانچے کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں اس عوام کی بات کر رہا ہوں کہ جن کی نمائندگی کرنے کے لیے، جن کے ووٹوں سے ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لیے ہم اس ایوان میں پہنچے اور وہ لوگ، ان ریگستانوں اور میدانوں کے لوگ جن کے بچے، بوڑھے گرمی کی پیاس کی شدت سے ملکتے رہتے ہیں، میں ان لوگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اور اس اسمبلی میں آنے کے مقصد کی خاطر میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جس طرح اس اسمبلی میں ہم اپنے اہل ایوان کے لوگوں کو جس طریقے سے اپنے استحقاقوں کے لیے چھینا جھپٹی کرتے دیکھ رہے ہیں، جناب سپیکر! مجھے ان ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے یہ استحقاقیے آج اس بات پر بولنے پر مجبور کر رہے ہیں کہ ابھی چند دنوں کی بات ہے، خزانہ کے وزیر صاحب یہاں موجود ہیں، مجھے ایک دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ چند بیوروکریٹس کے وہ الفاظ میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ یہاں پر ایک غدر مچا ہوا ہے۔ گاڑی لینے والوں کی لائنیں ہمارا جینا مرنا حرام کیے ہوئے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں پر جھوٹے بیان دینے والوں کا احتساب ہونا چاہیے، میں ہر وزیر پر اس بات کی ہر قسم کی یقین دہانی کرانے پہ تیار ہوں کہ کوئی ایسا وزیر نہیں ہے کہ جس کے پاس دو دو، چار چار، پانچ پانچ گاڑیاں نہ ہوں۔ ہمارے سینئر منسٹر کے پاس اڑتالیس گاڑیوں کا قافلہ ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جہاں تک گاڑیوں کا مسئلہ ہے تو کم از کم میں اپنا تو کہہ سکتا ہوں کہ میرے پاس ایک سرکاری گاڑی سے زیادہ نہیں ہے۔

وزیر پارلیمانی امور : جناب سپیکر! میں نے پہلے بادشاہ خان آفریدی کو بھی چیلنج کیا تھا' اب ان کو بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس ایک پرانی گاڑی کے علاوہ کوئی گاڑی ہو تو میں اس رکنیت سے استعفیٰ دے دوں گا یا یہ استعفیٰ دے دیں اگر یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ : ایہناں نوں وی دو دو دے دیو۔ ایہناں نوں وی دو دو کر دیو کوئی پرواہ نہیں۔

جناب سپیکر : اگر ہر گاڑی پر آپ نے اتنا وقت خرچ کرنا ہے تو جتنا خرچ اسمبلی کے اجلاس پر اتنے وقت میں ہو گا اس سے تھوڑی قیمت میں تو گاڑی آجاتی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! اس کا تو میں نے موہل صاحب کو ایک اور اچھا طریقہ بتا دیا تھا لیکن آپ نے recommend نہیں کیا۔

وزیر پارلیمانی امور : جناب سپیکر! کبھی ان کو یہ احساس بھی ہوا ہے کہ غیر متعلقہ گفتگو پر اس ایوان کا وقت ضائع کیا جاتا ہے؟ کبھی انھوں نے پارلیمانی روایات کا بھی احساس کیا ہے؟ یہ کبھی اپنے گریبان میں بھی منہ ڈالیں کہ کتنے پلاٹ لوٹے گئے۔ اُدھر کتنے لوگ اس ایوان میں موجود ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ اس ایوان میں کھڑے ہو کر جو جو چیزیں یا مراعات یہ غیر قانونی طور پر لے رہے ہیں ان کے بارے میں سر پر قرآن اٹھا کر جواب دیں۔

وزیر پارلیمانی امور : جناب والا! ادھر وہ لوگ بھی بیٹھے ہیں جنھوں نے پرانے دور میں پلاٹ لیے ہیں۔ میں ان کا نام لے سکتا ہوں کہ ان کو پلاٹ دیئے گئے۔ اپنے ضمیر میں اور اپنے گریبان میں منہ کیوں نہیں ڈالتے؟ آج وہ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں جنھوں نے پنجاب کی زمین پر قبضہ کیا۔ آج وہ امن و آشتی کے دعوے دار ہیں؟ آج وہ امن عامہ کے دعوے دار ہیں؟ اپنے گریبانوں میں بھی منہ ڈالیں۔

جناب والا! ہم اپنے خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر کہتے ہیں کہ ہم نے ہر دور میں اپنے ضمیر کے مطابق بات کی ہے اور آئندہ بھی کریں گے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب بیٹھ جائیں پلیز۔ نیازی صاحب' آپ مہربانی کیجیے' آپ دلیل کے حوالے سے چلیے۔ آپ زیادہ الزام تراشی نہ کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : ٹھیک ہے جناب۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ خواہ مخواہ کالے نوں کان کُھڑک جاندا اے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب والا! یہاں پر خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑ رہا ہے۔ کل وزیر اعلیٰ صاحب کی ڈیوٹی فری گاڑی کی یہاں پر بحث ختم نہیں ہوئی کہ آج موہل صاحب کا ڈپٹی سپیکر کے استحقاق کا بل پیش کر دیا گیا۔ خزانے کی لوٹ مار کی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ اس ملک کے اندر ایک روایت بن چکی ہے۔ آئیں آج میں اپنے قائد کو یہاں پر پیش کرتا ہوں۔ میاں محمد نواز شریف پر اسی ایوان میں بات ہوئی کہ انھوں نے گاڑیاں منگوائی تھیں۔ ایک گاڑی بھی ثابت ہو تو پوری اپوزیشن استعفے دیے جائے گی۔ جس گلف سے آئی ہوئی گاڑی کی بات ہوئی وہ میاں محمد نواز شریف صاحب کو تحفے میں ملی تھی۔ جتنے دن اقتدار میں رہے گاڑی استعمال کی' جس دن اقتدار سے نکلے ان کی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ وہ ایک دن سے بھی زیادہ گاڑی کو اپنے پاس رکھیں' ایوان کو واپس کر دی۔ مجھے ان میں سے ایک شخص بھی بتایا جائے کہ جس میں اتنی اخلاقی جرأت ہو' جہاں پر گورنر الطاف کی گاڑی لے کر آئیں اور مارکیٹ میں ایک کروڑ دس لاکھ کی بیچ دی جائے اور ساتھ 70 لاکھ کا منافع جیب میں ڈال لیا جائے۔ لعنت ہے ایسے استحقاق کی بات کرنے پر بھی۔ یہاں پر بات ہوتی ہے۔ غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ ہم ایوان کے تمام ممبر آج قسم اٹھائیں کہ ہم اس وقت تک تنخواہیں نہیں لیں گے جب تک کہ میانوالی کے میدانوں اور چولستان کے ریگستانوں میں غریب تک پانی نہیں پہنچا دیتے۔ یہاں پر جس علاقے سے جناب ڈپٹی سپیکر تعلق رکھتے ہیں' بجائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے کے غریبوں کی بات کریں' یہاں پر غریبوں کے حقوق کی بات کریں' اپنی گاڑیوں کی چھینا جھپٹی میں مصروف ہیں۔ [*****]

جناب سپیکر: دیکھیے پھر آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ نہیں' نہیں' یہ غلط بات ہے۔ اس کو نکال دیجیے۔

وزیر پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری اپنے بھائی سے یہ درخواست ہو گی کہ ذاتیات پہ یہ نہ آئیں۔ یہ ان کے لیے مناسب نہیں اور پھر انھیں یہ زیب نہیں دیتا کہ جناب موہل صاحب کے متعلق ایسے الفاظ کہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے۔

جناب سپیکر: جی' میں نے اس کو حذف کیا ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! یہاں پر آپ کو آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر یہ چیز دیکھنے کی ضرورت ہے کہ پنجاب کا خزانہ اس حد تک مفلس ہو چکا ہے ہمارے بیوروکریسی کے سرکاری سانڈھ خزانے کی چراگاہ کے اندر اتنے برسے طریقے سے چل رہے ہیں اور حکومتی ارکان کو ساتھ چلا رہے ہیں کہ جس جگہ کو دیکھیں اور جو روڈ کو دیکھیں اکھاڑ پچھاڑ کے بعد کسی بھی ترقیاتی سکیم پر پیسہ لگانے کو نہیں---

مخدوم اشفاق احمد ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، ایک منٹ ' ایک منٹ ' مخدوم اشفاق صاحب کبھی کبھی بولتے ہیں ۔

مخدوم اشفاق احمد ، جناب والا! نیازی صاحب پنجاب کے خزانے کی بات کر رہے تھے اس سے پہلے جو کچھ ملک کے خزانے سے ہو چکا ہے اس کا تو یہ ذکر ہی نہیں کر رہے ۔

جناب سپیکر ، اگر وہ اس کا بھی ذکر کرنے لگ گئے تو پھر تو بات ختم ہی نہیں ہو گی ۔

مخدوم اشفاق احمد ، انہوں نے لوگوں کو اتنی yellow cabs دی ہیں کہ بینک والے بے چارے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں کہ وہ ٹیکسیاں کہاں گئی ہیں۔ کوئی افغانستان چلی گئیں کوئی انڈیا چلی گئیں۔ کوئی ایران چلی گئیں بینک والے پریشان ہیں کہ ہمارے پیسے لٹ گئے وہ کہاں گئیں اس کا تو ذرا حساب دے دیں۔

جناب سپیکر ، جی ٹھیک ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! مخدوم صاحب میرے لیے بہت قابل احترام ہیں۔ میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں لیکن جناب والا! یہ بھی اس سیڑھی پر چڑھنے کی کافی عرصے سے کوشش کر رہے ہیں---

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی یہاں پیلی ٹیکسیوں کا ذکر کیا گیا ابھی یہاں میرے محترم مخدوم صاحب نے ذکر کیا کہ انڈیا افغانستان اور کہاں کہاں پیلی ٹیکسیاں پہنچ گئیں۔ میں ان کی درستی کے لیے کہتا ہوں کہ پیلی ٹیکسی سکیم برصغیر کی تاریخ کی واحد سکیم تھی کہ جس کو سیاسی اثر و رسوخ سے بالاتر رکھا گیا اور جیسے first come first serve کی بنیاد پر چلایا گیا۔ یہ آج حکومت میں ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ اپنی حکومت سے کہیں کہ میاں نواز شریف کے

خلاف کوئی ثبوت لائیں- یہ ہمارے قائد میاں شہباز شریف کے خلاف ثبوت لائیں اگر یہ کوئی ثبوت نہیں لاسکتے تو یہ اپنی زبانیں بند رکھیں ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کسی پر الزام تراشی کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مخدوم صاحب کی بات کا جواب دینا میں یہاں پر اپنا فرض سمجھتا ہوں جناب سپیکر! مخدوم صاحب ان yellow cabs کا ذکر کر رہے ہیں جن کے مالکان آج بھی جھولیاں اٹھا کر موجودہ حکومت کو بد دعائیں دے رہے ہیں اور میاں نواز شریف کے وزیر اعظم بننے کی دعائیں کر رہے ہیں یہ وہ yellow cabs سکیمیں ہیں جو ان کی قائد کے خوابوں میں وہ yellow cabs ڈرانے آتی ہیں - جناب سپیکر! اس سے آگے بڑھتے ہوئے میں چھوٹی سی بات اور کرتا جاؤں -----

جناب سپیکر، اب آپ کے سامعین تنگ آ کر جا رہے ہیں- بہتر ہے اب آپ اپنی تقریر وائنڈ اپ کر لیں -

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! سارے لابی میں بیٹھ کر اچھی آواز میں سنتے ہیں کیونکہ یہاں پر disturb کرنے والے کافی ہیں -

جناب سپیکر، ویسے بھی اب آپ کی آواز کافی بیٹھ گئی ہے - اب آپ بھی بیٹھ جائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب فکر نہ کریں آپ مجھے اور آدھا گھنٹہ دے دیں میں پھر بھی اسی سپیڈ سے بولوں گا۔

جناب سپیکر، مہربانی-مہربانی- میں آپ کا گلہ نہیں بند کرنا چاہتا - کیا میں آپ کا دشمن ہوں کہ میں آپ کا گلہ ہمیشہ کے لیے بند کروا دوں - اگر آپ اور آدھا گھنٹہ بول گئے تو پھر آپ اس کے بعد چار ماہ تک نہیں بول سکیں گے -

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ نے بڑی ہمت دی ہوئی ہے ان لوگوں کو face کرنے کے لیے ابھی بڑا دم باقی ہے -

جناب سپیکر، اللہ فضل کرے -

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! چھوٹی سی گزارش ہے---

جناب سپیکر، آخری۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں مانتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے ایک دو وزراء صاحبان شریف لوگ ہیں----

جناب سپیکر، ہاں ہاں۔ یہ اچھی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، زیادہ نہیں دو۔

جناب سپیکر، چلیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ان دو بندوں کو نکال کر میں نے یہاں اس وزیر کو بھی دیکھا اس سینئر وزیر کو بھی دیکھا جس کے پاس گاڑی نہیں تھی اور رکشہ میں بیٹھ کر اپنے گھر گیا تھا وہ انہی حکومتی بنچز کا تھا آج ایک اور سینئر وزیر اس صوبے پر غیر آئینی طور پر اپنے استحقاق کی بھرمار کرتے ہوئے ۴۸ گاڑیوں کا قافلہ ۱۲ گاڑیاں سوزوکی نئی purchase کی گئیں جو اپنے جیالوں اور رشتہ داروں میں بانٹنے کے لیے purchase کی گئیں۔ جناب سپیکر! اور دو کروڑ روپے کے قریب دفتر اور گھر پر آرائش کا سامان مہیا کرنے کے لیے----

جناب سپیکر، مسئلہ موبل صاحب کی گاڑی کا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب مسئلہ تو سرکاری خزانے کے لوٹنے کا ہے۔ مسئلہ موبل صاحب کا نہیں ہے یہ ہماری طرف آجائیں ہم ان کو گاڑی دے دیں گے۔ ان کی گاڑی کا مسئلہ نہیں ہے-----

جناب سپیکر، نیازی صاحب! یہ argument آپ چار دفعہ repeat کر چکے ہیں----

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ ہم بار بار کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ ہم اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک ان کے اس شخص کو غیرت نہیں آتی جس کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

MINISTER FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS: Point of order. I would request your honour that the proceedings are to be governed by Rules of Procedure. I will draw your kind attention to rule 177 i.e. irrelevancy or

repetition. My friend's speech is irrelevant and he is repeating what has already been said by Syed Zafar Ali Shah.

جناب سپیکر، بجا ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! یہ بل پیش کیوں کیا گیا؟ اس لیے کہ خزانے سے وہ حصہ وصول کرنا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے پارلیمانی آفیسرز کے منسٹر صاحب کو اتنی عقل نہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر ، آپ انہیں بول لینے دیجیے۔ یہ آپ کے لیے بہتری ہے۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، کہ جو مسئلہ ہوتا ہے افضل حیات صاحب ان کو پڑھا کر اندر لاتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، یہ حقیقت ہے ۔

جناب سپیکر، پڑھنے پڑھانے کی اچھی بات ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میاں افضل صاحب شریف اور پڑھے لکھے انسان ہیں ۔

جناب سپیکر ، مہربانی ۔ مہربانی ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔ جناب بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ میں اجازت نہیں دے رہا۔ آپ کا فائدہ اسی میں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مواصلات وتعمیرات ، جناب والا! یہاں پر بار بار ایک بات ہو رہی ہے کہ موبل صاحب کی گاڑی' موبل صاحب کی گاڑی۔ یہ جناب والا! موبل صاحب کی گاڑی کا issue نہیں ہے۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ یہ چیز بل کے طور پر پیش ہوئی ہے۔ بیوروکریٹس نے fleets of cars رکھی ہوئی ہیں ان کو کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے۔ چاہے ان کی حکومت ہو چاہے ہماری حکومت۔ اگر ہم سب مل کر کوشش کریں تو یہ بہتر ہو گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! ہم اس کی مکمل تائید کرتے ہیں۔

سید تابش الوری: جناب والا! اس معاملے میں ہماری یہ گزارش ہے کہ ان کے کلیئس چھین لیے جائیں اور اس پر ابھی ایک قرارداد منظور کی جائے کہ جو غیرضروری طور پر' ناجائز طور پر بیوروکریسی کے پاس کاروں کے کلیئس ہیں وہ ان سے واپس لے لیے جائیں۔ اگر یہ ادھر ریزولیوشن move کریں ہم اس کو اسی وقت unanimously پاس کرنے کو تیار ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری: یہ صرف الزام لگاتے ہیں۔ یہ صرف باتیں کرتے ہیں اور ویسے بیورو کریسی کے جوتے چاٹتے ہیں۔ جناب والا! یہ طریقہ ختم ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: اچھی بات۔ اچھی بات۔ اسے ختم کرواتے ہیں۔ بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' کیا آپ نے شعر پڑھنا ہے؟

جناب محمد ظہیر الدین خان: جی۔

جناب سپیکر: تو پڑھ دیجیے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! جس طریقے سے یہ جھگڑا چلا ہے ۔ اس پر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنان شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار گر پڑے

جناب سپیکر: بہت اچھے۔ چلیے جی۔ بیرسٹر صاحب۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: شکریہ۔ جناب سپیکر۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا پڑھنا ہے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: آپ اجازت دیں گے تو میں پڑھوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے آیت پڑھنی ہے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، آپ اجازت دیں گے تو پھر میں پڑھوں گا۔

جناب سپیکر ، آپ بھی شوق پورا کر لیجیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس سے بڑی اور کوئی گواہی نہیں ہے میں اپنی گاڑی ڈپٹی سپیکر کو دینے کے لیے تیار ہوں اس کا نمبر ایم-این-سے 696 ہے۔ آج سے میں وہ گاڑی ان کو دیتا ہوں خدا کے لیے پنجاب کے عوام پر رحم کریں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب ان کو اپنی گاڑی ابھی دیتا ہوں۔ میں ان کو ٹرانسفر لیٹر لکھ کر دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، وہ بھی لے لیں گے۔ (قہقہہ) بیرسٹر صاحب ۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! جب سے یہ اجلاس call کیا گیا ہے عوام کو یہ توقع تھی کہ اس اجلاس میں ان کے مسائل کا ذکر ہو گا اور ان کے مسائل کے حل کے لیے ہم تجاویز پیش کریں گے اور گورنمنٹ ان تجاویز پر عمل کرتے ہوئے ان کے مسائل کو حل کرے گی ۔ لیکن یہ اجلاس ڈیوٹی فری کاروں اور دو دو کاروں میں تبدیل ہو چکا ہے اس سے یقیناً عوام کو مایوسی ہو گی کہ یہ اجلاس سات دن چلا ہے ان سات دنوں میں ایک دن پرائیویٹ ممبرز کا نکال دیں تو ان چھ دنوں میں تین دن ہم نے کاروں کی منظوری پر خرچ کر دیے ہیں۔ لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم عوامی نمائندوں کو اس لیگل کرپشن میں شامل کیا جا رہا ہے ۔ جناب سپیکر! ایک غیر آئینی بل ہم سے منظور کروایا گیا ہے ۔ اس لیگل کرپشن میں میں سب سے پہلے صدر کو اور اس کے بعد وزیر اعظم کو۔۔۔۔

جناب منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، کورم ہے۔

جناب منشاء اللہ بٹ ، جناب! گنتی کر لی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ آگے چلیے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم ، یہ لیگل کرپشن کی جو رسم ڈالی گئی ہے اس کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ ابھی میرے دوست بجا طور پر فرما رہے تھے کہ اس کرپشن میں صدر ، پرائم منسٹر اور گورنر تو شامل تھے لیکن اس کے بعد صوبوں کے چیف منسٹرز کو بھی شامل کیا جا رہا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی ہم نے چند

دن پہلے ڈیوٹی فری کاروں کا بل پاس کیا تھا وہ نکئی صاحب کے لیے نہیں تھا وہ حقیقت میں سندھ کے چیف منسٹر عبداللہ شاہ اور سرحد کے چیف منسٹر کے لیے وجہ جواز بنانے کے لیے وہ بل پاس کروایا گیا۔ اور یہ بات ریکارڈ پہ ہے کہ پنجاب کے مرحوم گورنر نے ڈیوٹی فری کار جو منگوائی تھی۔ اس پر پچپن لاکھ روپے کسٹم ڈیوٹی لگتی تھی۔ لیکن وہی کار اپنے استعمال میں لانے کی بجائے ایک کروڑ دس لاکھ میں بیچ دی گئی۔ جناب سپیکر! اس سے تاثر یہی ابھرتا ہے کہ جناب چیف منسٹر کو جو رعایت دی گئی ہے وہ اس کو اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لائیں گے ۔

جناب سپیکر، وہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے ۔ آپ اس مسئلے پر بات کریں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ایک غیر آئینی بل ہم سے منظور کرایا گیا ہے تو اسی سلسلے میں اب یہ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کے لیے دو کاروں کی منظوری دی جائے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ جب سارے کے سارے منسٹر بغیر اجازت کے دس دس بیس بیس کاریں اپنے استعمال میں لا رہے ہیں تو پھر ان کو کیوں خواہ مخواہ نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ مجھے ان کی بے بسی اور بے اختیاری پر ترس آ رہا ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ نے اتنی دیر لگائی ہے۔ آپ کا یہ حق ہے۔ میں آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں ۔ ایک آدمی سیکرٹریٹ میں گیا۔ وہ ایک افسر صاحب سے ملنا چاہتا تھا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ افسر صاحب کے کمرے کے باہر ایک چوکیدار بیٹھا ہے۔ چک پڑی ہوئی ہے۔ ایک آدمی آیا اندر چلا گیا۔ دوسرا آیا اندر چلا گیا، تیسرا آیا اندر چلا گیا۔ اس نے جا کر چپراسی سے پوچھا کہ میں بھی اندر چلا جاؤں۔ اس نے کہا تم نہیں جا سکتے۔ اس نے کہا ایک گیا، دوسرا گیا، تیسرا گیا۔ میں کیوں نہیں جا سکتا۔ اس نے کہا کیا انھوں نے مجھ سے پوچھا تھا؟ تم نے مجھ سے پوچھا ہے۔ انہوں نے پوچھ لیا ہے اس کے لیے آپ کو اتنی رکاوٹ پیش آ رہی ہے اور جنھوں نے نہیں پوچھا ان سب کے لیے آپ اجازت دے رہے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! یہ بہت اچھا لطیفہ تھا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ یہ لطیفہ آج سنانے کی بجائے بل پیش کرنے سے پہلے لاء منسٹر کو سناتے ۔

جناب سپیکر ، چلیے اب سنا دیا اور آپ کی بات بھی سن لی ۔ آپ آخری بات کیجیے ۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! آپ اندازہ کریں کہ ہمارے سینئر منسٹر کے پاس جو fleet of cars ہے۔ اس میں سے ایک کار لینڈ کروزر ان کی بیٹی کو نقل کروانے کے لیے عملے کو لے کر

شیخوپورہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر، بیرسٹر صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔ کاروں کا جو غلط استعمال ہو رہا ہے اس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں۔

MR. SPEAKER: I am sorry.

بیرسٹر عثمان ابراہیم، پھر میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر میاں عثمان ابراہیم ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، کورم پورا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ گن کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)۔۔۔ کورم پورا ہے۔

The motion moved and the question is:-

> That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1996 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause-2

MR **SPEAKER :** Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration.

An ammendment has been received in it from Syed Tabish Alwari, Barrister Usman Ibrahim, Mr Arshad Imran Sulehri, Mr S.A Hamid, Mr. Inamullah Khan Niazi, Mr Muhammad Mansha U lah Butt. Syed Tabish may

move this amendment.

SYED TABISH ALWARI: Sir, I move.

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, in the Proposed Section 6 of the Principal Act, the words and figures "and for a period of 15 days immediately thereafter" occurring in lines 3-4, be deleted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, in the Proposed Section 6 of the Principal Act, the words and figures "and for a period of 15 days immediately thereafter" occurring in lines 3-4, be deleted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر : سید تابش الوری صاحب ! آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! اس وقت ہاؤس کے سامنے----

The Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1996....

بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میں اپنی information کے لیے آپ سے یہ معلومات چاہتا ہوں کہ جس گاڑی کا مسئلہ اس وقت زیر بحث ہے آیا یہ گاڑی ڈپٹی سپیکر کو ملنے کے بعد ان کی ذاتی ملکیت ہو جائے گی؟

جناب سپیکر : نہیں ۔

بادشاہ میر خان آفریدی : تو پھر اتنا جھگڑا کس لیے ہے؟

جناب سپیکر : ماشاء اللہ ۔ جی تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری : جناب سپیکر! یہ بل اس مقصد کے لیے پیش کیا گیا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو ایک کار کی بجائے دو کاروں کا۔۔۔۔

وزیر خزانہ : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

وزیرخزانہ : جناب سپیکر! میری طرف سے شاہنواز چیمہ صاحب اور بہت سے دوسرے دوست جو بہاولپور سے تعلق رکھتے ہیں' ان کی طرف سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح اپوزیشن والے ہمارے دوست کو قربانی کا بکرا بنانے بیٹھے ہیں۔ اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں اور میں احتجاجاً ایک منٹ کے لیے ہاؤس سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(وزیر خزانہ واک آؤٹ کر گئے)

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں قوم کے لیے ' عوام کے لیے ' اپنے ووٹرز کے لیے اور اپنی پارٹی کے لیے قربانی کا بکرا بننے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ اس پر کسی کو احتجاج کی ضرورت نہیں ہے۔ انھیں اس پر اعزاز ہونا چاہیے کہ کم از کم ایک شخص ایسا ہے جو قانون سازی میں بھرپور دلچسپی لے کر اپنے موقف کو بہتر طور پر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اس کو appreciate کرنے کی بجائے اس پر احتجاج کرنے کا طریقہ درست نہیں۔

جناب سپیکر : دیکھیے میں بسم اللہ کہہ رہا ہوں کہیں میں قربانی کے بکرے پر بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہہ دوں ۔اس لیے آپ آگے چلیے۔

سید تابش الوری: جناب والا! آپ سے کم از کم یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ آپ ذبح کرنے کا کردار ادا کریں۔ جلاد تو آپ یقیناً ہیں لیکن وہ بجٹ اجلاس کے دوران ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کرنا چاہوں گا لیکن میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ نہایت تحمل کے ساتھ ' خاموشی کے ساتھ میری باتیں سنی جائیں کیونکہ قانون سازی ہم سب کا مشترکہ

فریضہ ہے اور اس میں ہم سب کو نہایت غور و فکر کے ساتھ' غیر جانب داری کے ساتھ اور اپنی تمام ذہنی قوتوں کے ساتھ حصہ لینا چاہیے اور اسے محض غیر سنجیدہ طریقے سے ' محض ایک روایتی کام سمجھ کر نہیں کرنا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا کہ اس بل کی غرض و غایت یہ ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو جو ہمارے لیے ذاتی طور پر محترم ہیں لیکن یہ چونکہ منصب کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اس لیے مجھے یہ کہنا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو ایک کار کی جگہ دو کاریں استعمال کرنے کا اختیار دیا جا رہا ہے اور یہ اختیار بھی دیا جا رہا ہے کہ وہ یہ کار منصب سے سبکدوش ہونے کے بعد مزید 15 دن تک بھی استعمال کر سکیں گے۔ جناب والا! اصولی طور پر آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر ' اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو ڈھالنے کے لیے تشکیل دیا تھا۔ ہم نے آئین میں عہد کیا ہے کہ ہم ایسا نظام قائم کریں گے جس میں جمہوریت ' آزادی اور مساوات پر مشتمل اصولوں کو رائج و نافذ کیا جائے گا۔ ہم ایسا معاشرہ قائم کریں گے جس میں طبقاتی تفریق نہیں ہو گی ' طبقاتی امتیازات نہیں ہوں گے ' ذاتی مفادات کو ترجیح نہیں دی جائے گی اور اپنے اختیارات سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! ہم نے اور آپ نے عہد کیا ہے کہ آئین کی پاسداری کریں گے ' قانون کے مطابق عمل کریں گے اور ایسی مراعات ' ایسے استحقاقات اور ایسی رعایات کو امتیازی بنیاد پر نہیں اپنائیں گے جس سے معاشرے میں نفرتیں اور خلیجیں بڑھتی چلی جائیں۔ جناب والا! ہم نے اپنے آئین اور پاکستان کے نظریے سے کتنا انحراف کیا ہے اس کا اندازہ آپ سب کو ہے۔ ہم قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح کے سامنے شرمندہ ہیں کہ آج بھی ہم ان مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکے جن کے لیے ہزاروں ' لاکھوں انسان تاریخ کی بے مثال قربانیاں دے کر اس ملک کو منصۂ شہود پر لے کر آئے تھے اور بیسویں صدی کا سب سے بڑا سیاسی معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا۔ ہم قائداعظم کی روح کے سامنے شرمندہ ہیں کہ آج بھی ہمارے درمیان ' غریب اور امیر کے درمیان ایک دیوار چین کی طرح سے بند باندھ دیے گئے ہیں اور ایک مخصوص طبقے کے لیے ' مخصوص افراد کے لیے ' حکمرانوں کے لیے خزانے کی ساری مراعات وقف کر دی گئی ہیں اور عوام کے لیے ' غریبوں کے لیے ' کسانوں کے لیے اور مزدوروں کے لیے وسائل کے تمام دروازے بند کر دیے گئے ہیں---

جناب سپیکر: جناب الوری! یہ تقریر آپ دنیا کے ہر موضوع پر کر سکتے ہیں۔ اس bill سے اس کا کیا تعلق ہے؟ خدا کے لیے اگر کوئی argument ہے تو لائیے۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں argument لا رہا ہوں کہ ہمارے حکمران یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سادگی ہونی چاہیے' یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کفایت شعاری ہونی چاہیے - جناب والا! آپ بھی اپنی تقریروں میں بارہا یہ کہتے ہیں کہ ہمیں سادگی اختیار کرنی چاہیے' کفایت شعاری اختیار کرنی چاہیے' ہمیں خزانے کے غیر ضروری اخراجات ختم کرنے چاہئیں - آپ یہ فرماتے ہیں' حکمران بھی یہ فرماتے ہیں لیکن عملاً ۔۔۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہنواز چیمہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر -

جناب سپیکر: چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں -

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! میری میاں شہباز شریف صاحب سے بات ہوئی تھی - وہ کہہ رہے تھے کہ میں ان سے کہتا ہوں کہ relevant بولیں جبکہ یہ relevant نہیں بولتے اور وہ تنگ آ کر سیٹ چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں - یا تو انھیں ہاؤس میں بٹھائیں یا انھیں بند کریں -

پیر عارف زمان قریشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر -

جناب سپیکر: جی فرمائیے -

پیر عارف زمان قریشی: جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی یاد دہانی کے لیے' جو کام انھوں نے پہلے کیے ہیں انھیں یاد کروانے کے لیے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 1988ء میں اسی ہاؤس میں ایک amendment دی گئی تھی - اس وقت ہم لوگ اپوزیشن میں تھے - یہاں ایک بل لایا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ سپیکر کے لیے cars چاہئیں' کار نہیں' کاریں - اس پر ہم نے بحث کی اور کہا کہ آپ سپیکر صاحب کے لیے ایک کار لے لیں' دو کاریں لے لیں' دس کاریں لے لیں' بیس کاریں لے لیں لیکن یہ لفظ cars مناسب نہیں ہے - لیکن اس وقت ہماری کسی نے بات نہیں مانی اور جو حضرات یہاں اس وقت خزانے کی بات کر رہے ہیں میں ان کو یہ یاد دلانا چاہتا کہ کم از کم وہ دن یاد کریں - ہم تو ایک کار کی بات کر رہے ہیں اور انھوں نے cars کی ترمیم کی تھی -

جناب سپیکر: یہ 15 دنوں والی سہولت سب وزیروں کے ساتھ ہے کہ عہدہ چھوڑنے کے بعد وہ 15 دنوں تک کار استعمال کر سکتے ہیں تو ڈپٹی سپیکر کو یہ سہولت کیوں نہیں؟

پیر عارف زمان قریشی: یہاں cars کی ترمیم ہو سکتی ہے تو کار کی کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: یہ تو بات کی کھال نکالنے کی بات کر رہے ہیں -

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ سہولت وزراء کے لیے تو ہے لیکن سپیکر کے لیے نہیں ہے۔ اگر سپیکر کے لیے نہیں ہے تو ڈپٹی سپیکر کو امتیازی طور پر یہ اختیار کیوں دیا جا رہا ہے؟ آپ اپنے پرویلج ایکٹ نکالیں' اس میں سپیکر کو یہ اختیار نہیں ہے۔ جو اختیار سپیکر کو نہیں ہے اس کا ڈپٹی سپیکر کو اختیار دینا تجاوز ہے---

MINISTER FOR FINANCE: The relevant provision in case of the Speaker the word is "Cars". So it has got no relevance. But my brother is saying that the privilege which is not available to the Speaker, why it is being given....

جناب سپیکر، یہ 15 دن والی بات کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری، مجھے افسوس ہے کہ سندھو صاحب---

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جناب سپیکر کا عہدہ اسمبلی ختم ہونے کے بعد بھی next سپیکر صاحب کے آنے تک رہتا ہے۔ ان کو اس وقت تک وہ سہولت حاصل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، اچھا پوائنٹ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری دوسری یہ گزارش ہے کہ یہ مسئلہ منظور موہل کی ذات کا نہیں ہے .This is for all times to come یہ ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لیے ہے۔

جناب سپیکر، ایک دن خود یہ اس جگہ پر ہو سکتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہم بھی ذات کی بات نہیں کر رہے ۔ میں نے کہا ہے کہ ذاتی طور پر موہل صاحب میرے بے حد محترم دوست ہیں اور آپ کی طرح بڑے پرانے دیرینہ رفیق ہیں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ ایک اصول اور منصب سے متعلق رعایت کا مسئلہ ہے۔ آپ نے بجا طور پر یہ سوال اٹھایا کہ یہ 15 دن کی رعایت وزیر کو ہے۔ بلاشبہ وزیر کو ہے لیکن سپیکر کو نہیں ہے-----

جناب سپیکر، سپیکر کو اس لیے رعایت نہیں ہے کہ سپیکر رہتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ سپیکر جب تک سپیکر رہتا ہے اس کے بعد

بھی جب وہ رخصت ہوتا ہے' آخر ایک دن اسے رخصت ہونا ہوتا ہے تو بھی اسے 15 دن بعد اختیار ہونا چاہیے۔ اصول کے مطابق طریقے کے مطابق جس دن بھی وہ فارغ ہو اس کے 15 دن بعد تک اسے اجازت ہونی چاہیے لیکن سپیکر کو یہ اجازت نہیں دی گئی۔ اس لیے جب سپیکر کو یہ اجازت نہیں دی گئی تو ڈپٹی سپیکر کو یہ اضافی رعایت کیوں دی جا رہی ہے؟ پہلے آپ اپنے پرویلجز ایکٹ میں ترمیم کروائیے اس کے بعد ڈپٹی سپیکر کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ بھی اسی استحقاق کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر، شاید میں نے سوچا ہو کہ پہلے ان کو دے دیں اس کے بعد۔۔۔

سید تابش الوری، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ تو گاڑی کے آگے گھوڑا نہیں' بلکہ گھوڑے کے آگے گاڑی باندھنے کے مترادف ہے۔ پہلے جناب کا حق ہے کہ وہ یہ حاصل کریں اور اس کے بعد ڈپٹی سپیکر کا۔

جناب سپیکر، چلیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہمارے حکمران سادگی اور کفایت کی بات کرتے ہیں لیکن عملاً شاہ خرچیوں' اللے تللوں اور نمود و نمائش کے سارے ریکارڈ توڑ چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری، جناب والا! اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ بل آئین سے انحراف ہے اسلام کے اصولوں کی پامالی ہے اور ایک کھلی سیاسی رشوت کی حیثیت رکھتا ہے جس میں ایک منصب دار کو اس اجلاس کی کارروائی چلانے کے سلسلے میں خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یہ بل لایا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ قانون سازی ایک فرد کے لیے نہیں ہوتی صوبے کے لیے ہوتی ہے' ملک کے لیے ہوتی ہے' عوام کے لیے ہوتی ہے۔ لیکن پنجاب میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ قانون سازی انفرادی ہو رہی ہے۔ ابھی چند روز پہلے۔۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ چودھری وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! محترم تابش الوری صاحب کی چرب زبانی misuse ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آج کل ان کی قوت لسانی کے بارے میں اخبارات اور بھی

کچھ لکھ رہے ہیں۔ پڑھتے رہتے ہوں گے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی صاحبزادہ صاحب! فرمائیے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! آپ نے ایک بڑا ذو معنی فقرہ بولا ہے کہ آج کل۔ میں ذرا تھوڑی سی یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ آج کل سے آپ کی کیا مراد ہے؟ خصوصاً تابش الوری صاحب کے متعلق یہ بڑا ذو معنی فقرہ ہے۔

جناب سپیکر، ان کے بارے میں آج کل کافی کچھ چھپتا رہتا ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، نہیں۔ جو آج کل کا لفظ بولا ہے اس کی کیا اصطلاح ہے؟ آپ نے بولا ہے کہ آج کل۔ یہ اس بات کی دلالت کر رہے ہیں کہ پیچھے کچھ اور تھے اور آج کل کچھ اور ہیں۔

جناب سپیکر، کافی عرصہ لوگ کئی باتوں سے مرعوب رہتے ہیں۔ پھر ایک دن آ جاتا ہے کہ اسی طرح کی باتیں بہت زیادہ ہونے لگ جاتی ہیں تو پھر اس کا وہ تاثر نہیں رہتا۔ تو میرے دوست ہیں۔ میں اسی لیے انھیں مشورہ دیتا ہوں کہ جو اچھا بولتا ہو اسے بھی کبھی کبھی نہیں بولنا چاہیے تاکہ اس کے اچھے بولنے کی طلب رہے۔ اچھی چیز بھی زیادہ کھالی جائے تو وہ بھی تکلیف دیتی ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا کہ میں تین روز کے بعد آج بول رہا ہوں۔ میں نے کسی بحث میں حصہ نہیں لیا اور بجائے اس کے کہ آپ appreciate کریں آپ تو منفی انداز اختیار کر رہے ہیں -----

جناب سپیکر، نہیں۔ میں بہت appreciate کرتا ہوں۔

سید تابش الوری، اور غالباً آپ نے جس کالم کا حوالہ دیا وہ حکمران پارٹی پر طنز کے مترادف تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ ایک ایسا non-sense resolution لا رہے تھے اور اس چیز کے متعلق لا رہے تھے جو موجود ہی نہیں یعنی رشوت موجود ہی نہیں اس کے مطابق ایک ایسا resolution لائیں۔ جناب والا! یہ ان پر طنز ہے لیکن مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسا ادیب اس طنز کی گہرائی کو سمجھنے کی بجائے یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ واقعی non-sense تھا کیا وہ واقعی stupid تھا؟

جناب سپیکر، نہیں۔

سید تابش الوری، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جو چیز موجود ہی نہیں' حکمران کہتے ہیں کہ رشوت تو ہے ہی نہیں اور یہ تو ایسا ہے کہ جیسے ریما کو یہ کہا جائے کہ وہ نیک پروین ہے۔ انھوں نے یہ حوالہ اس لیے دیا کہ حکمران تو یہ کہتے ہیں کہ رشوت کہیں ہے ہی نہیں بد عنوانی کہیں ہے ہی نہیں' تو یہ ایک ایسا بل لا رہے ہیں' ایک ایسا resolution لے کر آ رہے ہیں جو چیز موجود نہیں' جس کا وجود ہی نہیں۔

جناب سپیکر، دیکھیں ناں' کہ اب سارے مراحل طے ہو گئے۔ قائد اعظم سے شروع ہو کر ریما تک کی بات ہو گئی۔ اب جانے دیجیے اب بس کیجے۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ بات تو میں آپ کے حوالے سے کر رہا ہوں ورنہ مجھے تو دوسری بات کرنی ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ بل خالصتاً سیاسی رشوت اور اختیارات سے تجاوز کے مترادف ہے اور ہمیں افراد کے لیے قانون بنانے کی بجائے عوام کے لیے قانون بنانا چاہیے چونکہ سیاست دان اور حکمران کردہ اور نا کردہ گناہوں میں رسوا ہو رہے ہیں بد نام ہو رہے ہیں اور ان پر مختلف ایجنسیاں الزام لگا کر کردار کشی کر رہی ہیں۔ ایسے عالم میں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ایسے اقدامات نہ کریں----

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری، کہ ہم ایسے اقدامات نہ کریں جس سے عام تاثر یہ پیدا ہو کہ ہم سیاستدان عوام کی بجائے اپنی ذات کے لیے رعایات اور مراعات کی خاطر خزانے کو لوٹ رہے ہیں----

جناب سپیکر، بڑی مہربانی ۔ بڑی مہربانی ۔

سید تابش الوری، جناب والا! جب تک میں relevant ہوں مجھے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ بات ہو گئی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں دوسرے پوائنٹ پر آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! مجھے دوسرے پوائنٹ کی اجازت تو دیں ناں۔

جناب سپیکر، آخر آپ کب تک بات کریں گے؟ آپ نے بات کر لی ہے۔

سید تابش الوری، میں نے ایک دوسری بات کی ہے کہ ہمیں فرد کے لیے قانون سازی نہیں کرنی چاہیے۔ اب میں تیسری بات کر رہا ہوں کہ اخبارات' میڈیا اور رائے عامہ کے نمائندہ ادارے سیاست دانوں'

حکمرانوں اور اراکین اسمبلی کے لیے اس قسم کی مراعات کے معاملے میں بے حد حساس ہیں۔ انھوں نے ابھی وزیر اعلیٰ کی کار کے سلسلے میں جو تبصرے کیے ہیں، اداریے لکھے ہیں وہ آپ نے دیکھے ہیں؟ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ-----

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! تابش صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ principles پہ کر رہے ہیں اس ترمیم پر نہیں کر رہے اس لیے یہ irrelevant بات ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ آپ ان کو جو یہ 15 دن کی سہولت نہیں دینا چاہتے۔ اس میں یہ مباحث کہاں سے آ گئے ہیں؟ آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے اگر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بنیادی طور پر یہ رعایت ہی غلط دی جا رہی ہے اور جو رعایت دی جا رہی ہے اس میں بھی 15 دن بعد کا اضافہ کیا جا رہا ہے، جب وہ اس عہدے پر اس منصب پر فائز ہی نہیں ہوں گے---

جناب سپیکر: نہیں۔ میں اسے relevant نہیں سمجھتا۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں اور میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہم روزانہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خزانہ خالی ہے، اس لیے ہم ٹرانسپورٹ فراہم نہیں کر سکتے۔ خزانہ خالی ہے ہم سڑکیں نہیں بنا سکتے، خزانہ خالی ہے ہم سکول نہیں کھول سکتے۔ خزانہ خالی ہے ہم عوام کو شہری سہولتیں فراہم نہیں کر سکتے لیکن اپنے لیے اپنی ذات کے لیے اپنے منصب کے لیے خزانہ کو خالی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جو عوام اور منتخب ادارے کسی شکل میں بھی برداشت نہیں کر سکتے اس لیے ہمیں اس قانون سازی کے وقت ٹھنڈے دل سے سوچنا ہو گا کہ ہم جس بات پر خود اعتراض کر رہے ہیں، باہر ہمارے متعلق کیا افسانے ہیں باہر کیا رائے ہے اور باہر ہمیں کن القابات سے نوازا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: تابش صاحب بس! بہت ہو گئی، پلیز۔

سید تابش الوری: جناب والا! ہر کام کے لیے دلیل ہوتی ہے مجھے بتایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے کوئی دلیل نہیں دی۔

سید تابش الوری : جناب والا! یہ پندرہ دن بعد تک استعمال کرنے کے لیے اگر سپیکر کو بھی اختیار حاصل نہیں ہے تو مجھے بتائیں کہ ڈپٹی سپیکر کو یہ اختیار کیوں دیا جا رہا ہے؟ مجھے ابھی تک ادھر سے کوئی ایک بھی دلیل نہیں دی جا سکی جس کی بنیاد پر اس بل کی حمایت کی جا سکے۔

جناب سپیکر : وہ دے رہے ہیں۔ بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون : جناب والا! میں اس میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ پندرہ دن کے متعلق جو ترمیم پیش کی گئی ہے اسے واپس لیا جائے۔ اس میں صرف یہ کہوں گا کہ پندرہ دن آفس ختم ہونے کے بعد کوئی زیادہ مدت نہیں ہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی ہماری ترامیم موجود ہیں جب ہماری ترامیم مکمل ہو جائیں گی تو اس کے بعد آپ وزیر قانون کو جواب کا موقع دیں۔ ابھی تو صرف سید تابش الوری بولے ہیں ان کے بعد میری باری ہے' اس کے بعد ارشد عمران سلہری صاحب ہیں' انعام اللہ خان نیازی صاحب ہیں اور منشاء اللہ بٹ صاحب ہیں ابھی تو ان سب دوستوں نے اظہار خیال کرنا ہے۔

جناب سپیکر : اب کون سی بات رہ گئی ہے جو آپ نے اور کرنی ہے۔ اگر آپ نے کوئی نئی بات نہ کی تو میں بالکل اجازت نہیں دوں گا۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا! میں تو قانون سازی کا جو طریقہ کار ہے اس کی بات کر رہا ہوں۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے میری ترمیم چاہے ایک منٹ کی ہو یا دو منٹ کی ہو یا ایک گھنٹے کی ہو لیکن قواعد و ضوابط کے مطابق آپ مجھے موقع فراہم کریں گے اور وزیر قانون صاحب اس وقت جواب دیں گے جب ہم اپنی ترامیم پر بات مکمل کر لیں گے۔

جناب سپیکر : میں تو یہ سمجھتا تھا کہ تابش صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے اور انہوں نے جو دنیا جہان کی متعلقہ غیر متعلقہ باتیں تھیں وہ سب کہہ ڈالی ہیں اور اب باقی کیا چھوڑا ہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا! عوام کے لیے تو یہ متعلقہ بات ہے قوم کے متعلق متعلقہ بات ہے آپ کے لیے غیر متعلقہ بات ہو تو وہ دوسری بات ہے۔ جناب والا! ہم جو بھی بات کرتے ہیں عوام کے مفاد میں کرتے ہیں اور عوام کے لیے وہ بہت زیادہ متعلقہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کے کسٹوڈین کے طور پر اور ہاؤس کے کسٹوڈین کے طور پر میں بھی دیکھتا ہوں کہ آپ کتنی متعلقہ بات کرتے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ہم تو عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، سارے ممبران ہی عوام کی نمائندگی کرتے ہیں کوئی ایسا شخص یہاں نہیں ہے۔ جو عوام کے ووٹ لے کر یہاں نہ آیا ہو ۔ آپ ازراہ کرم اگر اپنا یہ حق استعمال کرنا چاہتے ہیں تو لائیے' مجھے نئے دلائل دیں میں انہیں سننے کے لیے تیار ہوں---

Let us see what new arguments you have to present.

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب کو جب آپ نے موقع فراہم کیا تھا تو ہمارا خیال تھا کہ وہ اس بل کے حق میں دلائل دیں گے ۔ ہم نے جو ترامیم پیش کی ہیں اس کے خلاف دلائل دیں گے۔ لیکن انہوں نے صرف ایک بات کی تھی کہ ڈپٹی سپیکر کو اپنے حلقہ انتخاب میں جانا پڑتا ہے لیکن جب پہلے دن بل introduce ہوا تھا اس میں جو الفاظ درج تھے اس میں کہا گیا تھا کہ in public interest جناب والا! یہ تو inconsistency ہے۔ جب بل پیش کیا گیا اس وقت ایک اور استدلال تھااور آج فرما رہے ہیں کہ ڈپٹی سپیکر کو اپنے حلقہ انتخاب میں جانا پڑتا ہے۔ جناب والا! حلقہ انتخاب میں جانا ان کا ایک پرائیویٹ مسئلہ ہے .....

وزیر قانون ، جناب والا! جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے۔ This argument is irrelevant. پندرہ دن کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، درست ہے ۔ آپ بار بار principle پر جاتے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب والا! میں اس طرف آ رہا ہوں جناب نے موقع ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر، موقع تو میں دے رہا ہوں بیرسٹر صاحب اس کے علاوہ اور کیا موقع ہو؟

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب والا! مجھے احتجاجاً واک آؤٹ کرنا پڑا ۔

جناب سپیکر، آپ کو موقع دیا گیا ہے لیکن آپ کوئی دلیل پیش نہیں کر رہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! آپ نے بھی کہا وزیر قانون نے بھی کہا کہ جب وزیر کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے لیے گاڑی استعمال کر سکتا ہے تو ڈپٹی سپیکر کو بھی

اس بات کی اجازت ہونی چاہیے۔ جناب والا! منسٹر کو اس لیے اجازت ہے کہ اس کے پاس سرکاری اور قانونی طور پر ایک گاڑی ملتی ہے۔ جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر کے پاس ایک گاڑی تو ہے اور اس ایک گاڑی کو وہ پندرہ دن کے لیے استعمال کر سکتا ہے لیکن دوسری گاڑی کے لیے پندرہ دن کی اجازت دینا سراسر صوبہ بھر کے عوام کے لیے زیادتی ہے اور اس کے لیے کوئی قانونی جواز موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ دلیل آپ نئی پیش کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب والا! آپ سنتے نہیں ہیں دلیلیں تو میرے پاس بڑی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی دلیل تو دے دیجیے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ بڑی دلیل سے بات شروع کریں گے اور پھر چھوٹی لائیں گے۔ آپ بڑی دلیل بھی لے آئیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون جو پاس کیا جا رہا ہے یہ سراسر نہ صرف ہمارے ساتھ بلکہ ڈپٹی سپیکر کے ساتھ اور صوبہ کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو بالکل پاس نہیں ہونا چاہیے اور عوام کو جو تاثر جانا چاہیے وہ یہی جانا چاہیے کہ ہم ان کی فلاح کے لیے قانون سازی کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ کوئی اور صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ بٹ صاحب۔

جناب منشاء اللہ بٹ: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں اور مسکرا کر بات سنیں۔ مجھے آپ کے چہرے پر تھوڑا سا غصہ نظر آ رہا ہے جو مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ فرمائیں۔

جناب منشاء اللہ بٹ: بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! دس پندرہ منٹ پہلے کی بات ہے کہ یہاں ایک دوست نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ وہ تھے' ان کے متعلق آپ بات نہ کریں۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی تھی جو میں آپ سے کرنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے لیے روشنی کا مینار صرف وہی ہیں جہاں سے ہم نے سب کچھ حاصل کرنا ہے اور ہمارا اثاثہ بھی وہی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' جب مسلمانوں کی سب سے بڑی ریاست کے سربراہ بنے اور خلیفۃ المسلمین بنے آپ نے اپنی جو تنخواہ مقرر کی وہ اس زمانے کے ایک مزدور کی تنخواہ کے برابر تھی اور آپ نے وہ اس لیے مقرر کی' حالانکہ آپ کے دوستوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ کے پاس سربراہان مملکت

بھی آئیں گے آپ کی صحت کے لیے بھی ضروری ہے کہ آپ تنخواہ زیادہ مقرر کیجیے۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ جو میرے علاقے کا مزدور کما رہا ہے میں بحیثیت خلیفۃ المسلمین ماہانہ وہی خرچ کروں گا تاکہ مجھے یہ احساس رہے کہ میرا مزدور کس انداز میں گزارا کر رہا ہے۔ جب اس کی آمدنی بڑھے گی تو میں بھی بڑھاؤں گا۔ جناب والا! حضرت عمر فاروق نے عملی طور پر ہمیں یہ مثال دی کہ جب آپ کی حکومت آئے تو آپ اس کو سامنے رکھیے گا۔ میں صرف اسی مثال کو سامنے رکھ کر یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ان عیاشیوں میں نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ ہمارے عوام پس رہے ہیں ان پر بہت زیادہ بوجھ ہے ان کی نگاہیں ہماری طرف لگی ہوئی ہیں لہذا میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں یہاں پر صرف اتنا کہوں گا کہ یہ بل صرف اس لیے لایا گیا ہے کہ ہم قانون کی حاکمیت پر یقین رکھتے ہیں ہم کوئی irregular یا غیر قانونی کام نہیں کرتے۔ گزشتہ دور میں وزراء اور دوسرے عہدیداران fleets of cars اپنے پاس رکھتے تھے لیکن ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم صرف اور صرف قانون کے مطابق چلنا چاہتے ہیں۔ اگر ڈپٹی سپیکر صاحب کو ایک اور گاڑی کی ضرورت ہے تو ہم اس کو بھی ایوان میں لے کر آئے ہیں اور ایوان کی منظوری کے بعد اس پر عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے یہ بل ایوان میں پیش کیا ہے اور پندرہ دن کی مہلت اس لیے ہے کہ کئی دفعہ ڈپٹی سپیکر کے ساتھ اپنا عملہ بھی ہوتا ہے اور اپنے عملے کے ساتھ سفر کر رہے ہوتے ہیں اور اس صوبے میں اگر وہ کہیں باہر ہیں جب ان کا عہدہ ختم ہوتا ہے تو ان کو واپس آنے میں دو دن یا چار دن لگ جاتے ہیں۔ اسی لیے پندرہ دن کی مہلت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنا دوسرا انتظام کر لیں۔ جہاں تک سپیکر کی بات ہے اگر اسمبلی ختم بھی ہو جائے تو وہ عہدہ continue کرتا ہے اور اس عہدے کے متعلق پتا ہوتا ہے کہ یہ عہدہ کس دن ختم ہونا ہے۔ اس لیے سپیکر کے لیے شاید یہ ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ڈپٹی سپیکر کے لیے اسی طریقے سے ضرورت ہے۔ جس طرح سے دوسرے وزراء صاحبان کے لیے ضرورت ہے اور یہ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ اس حکومت سے کوئی غیر قانونی کام نہ ہو لہذا یہ ترمیم غیر ضروری ہے اس لیے اسے منظور نہ کیا جائے۔

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing

Committee on Law and Parliamentary Affairs, in the proposed section 6 of the Principal Act, the words and figures "and for a period of 15 days immediately thereafter" occurring in lines 3-4 be deleted.

(Interruptions)

وزیر قانون، Noes- (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر، تو doubtful ہو گیا تو دوبارہ گنتی کروالی جائے۔

MINISTER FOR FINANCE: Sense of the House has not been properly ascertained. Therefore, counting should take place

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔

Those in favour of the motion may say 'Ayes'.

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ اس طرح کریں۔ دیکھیں پریس دیکھ رہا ہے یہ دنیا دیکھ رہی ہے خدا خوفی کریں۔ ابھی لاءمنسٹر کہہ رہے تھے کہ ہم تو اس لیے یہ law رہے ہیں کہ ہم رول آف لاء کے بڑے ہی متمنی ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، ہم قانون کے مطابق چلنے والے ہیں۔ جناب سپیکر! قانون کے مطابق یہ ترمیم جو حزب اختلاف کی طرف سے پیش ہوئی ہے جس پر بحث ہوئی ہے جس کو آپ نے put کیا ہے اس کو اس معزز ایوان نے پاس کر لیا ہے۔ اب That is a part and partial of the made law اب آپ نے اس کو دوبارہ کسی طریقے سے کرنا ہے تو یہ دوبارہ amendment لائیں۔ اب وہ اس کا حصہ ہے اب اس طرح بات نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، وزیر قانون۔

وزیر قانون، on point of order یہ کوئی ایسی نئی بات نہیں۔

جناب سپیکر، کوئی نئی بات نہیں۔ مجھے پتہ ہے آپ فکر نہ کیجئے آپ بات کیجئے۔

وزیر قانون، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ طریقہ یہ ہوتا ہے کہ Ayes and Noes کے بعد سپیکر صاحب یہ کہتے ہیں کہ I think۔

جناب سپیکر، ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ ابھی میں نے فیصلہ نہیں دیا۔

وزیر قانون، اگر I think پہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، Please don't address directly آپ مجھ سے بات کیجئے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بات کرتا ہوں کہ آپ نے یہ ہاؤس کے سامنے put کیا اور جب آپ نے favour کا پوچھا تو آپ کو اس وقت کیا آواز آئی تھی؟ آپ اپنے ایمان سے بتائیے۔

جناب سپیکر، مجھے پہلے yes کی آواز آئی ہے۔ پھر no کی آئی ہے۔

میاں فضل حق، یہاں تو سارے ہاؤس نے کہا کہ Yes کو وہ مدہوش بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اتنا پتا نہیں کس کے اوپر ووٹنگ ہو رہی ہے۔

For God sake. They don't know what they are doing here. They don't know about the law. They don't know what amendment has been moved. (Interruptions)

جناب سپیکر، میاں صاحب آرام سے بیٹھیں۔ I call the House to order ایک دفعہ آپ بھی بیٹھیں گے۔ جی بیٹھیں۔ پلیز I give the floor to the Law Minister

میاں فضل حق، وزیر قانون کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ آرام سے بیٹھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے آواز دی، پوچھا۔ Ayes پہ آواز آئی اور Noes پہ میری آواز آئی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے ابھی فیصلہ نہیں دیا۔

وزیر قانون: اس کے بعد سپیکر کہتے ہیں کہ I think Ayes or Noes have it اگر اس پر اختلاف ہو تو پھر اس کو object کیا جاتا ہے۔ ابھی تو آپ نے اس کو put ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

وزیر قانون: جب آپ وہ put کریں گے تو آپ کہہ سکتے ہیں I think Ayes have it اگر مجھے objection ہو گا تو میں کہہ دوں گا کہ I object to it اور اس کے اوپر ووٹنگ ہو گی۔ یہ طریقہ کار ہے اور یہی یہاں پر لکھا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس معزز ایوان کی آنکھوں میں بھی دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی سے مشورہ کیا گیا۔) جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب سے مشورہ کرنا چھوڑ دیں۔ جناب سپیکر! ہم brutal majority کو اس طرح تسلیم نہیں کرتے۔ اگر majority ہے تو according to the Majority اس کو approve کروائیں۔ اس طرح majority کو brutal مت بنائیں۔ جناب سپیکر! اس طرح پوری دنیا آپ کا مذاق اڑائے گی۔ کوئی بات نہیں چار چھ دن کے بعد پھر سہی اور suppose 15 دن کے لفظ اگر delete ہو جاتے ہیں تو کیا قیامت آ جائے گی؟ جناب سپیکر! اس ایوان کا تقدس زیادہ ہے بہ نسبت پندرہ دن کے الفاظ سے' اس لیے اگر یہ پندرہ دن کو خواہ مخواہ دوبارہ رکھنا ہی چاہتے ہیں تو یہ amendment دوبارہ لے آئیں۔ پھر یہ کر لیں گے۔ اتنی اندھی majority اتنی brutal majority ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ جناب سپیکر! خدا کا خوف کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ادھر تقریر کا' لفاظی کا یا جوش کا تو مسئلہ ہی نہیں۔ فاضل شاہ صاحب بڑے سینئر قانون دان ہیں رولز نکالیں پڑھ لیں۔ لاء منسٹر کی بات بالکل درست ہے۔ جناب اس پر جو فیصلہ دیں چاہے وہ object کریں چاہے یہ object کریں۔ چاہے کوئی بھی ممبر object کرے۔ پھر ووٹنگ ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جو object کرے گا اس پر دوبارہ گنتی ہو جائے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ رولز پڑھ لیں۔ یہ رولز کی بات ہے۔

سید ظفر علی شاہ، آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ دے دیں کہ آواز کس کے حق میں تھی؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جو میں نے سنا ہے۔ اس کے مطابق Ayes جو ہیں ان کی زیادہ majority ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، میں نے اس پر اعتراض کیا ہے۔

جناب سپیکر، جو amendment کی favour میں ہیں پہلے وہ کھڑے ہوجائیں۔ (اس مرحلے پر ساری اپوزیشن کھڑی ہو گئی) گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) سترہ (17)۔

اب جو اس amendment کے خلاف ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ (حکومت کی طرف سے تمام اراکین کھڑے ہوگئے) گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) گنتی کے مطابق Noes have it جو تعداد میں 54 ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(The motion was lost)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اس مقدس ہاؤس کی یہ پہلی مثال ہے کہ floor of the House پر ٹریژری بنچز اپنے فیصلے سے منکر ہوگئے۔

MR. SPEAKER: Now the question is.

That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1

MR SPEAKER: Clause 1 of the Bill is now under consideration. An amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Barrister Usman Ibrahim, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mr. S. A. Hameed and Mr. Inamullah Khan Niazi. Syed Zafar Ali Shah may move the motion.

SYED ZAFAR ALI SHAH: Mr Speaker! I move:

That in sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended

by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, the words and figures "and shall be deemed to have taken effect on and from 18th October 1993", occurring in lines 1-2, be deleted.

MR SPEAKER: The motion is.

That in sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, the words and figures "and shall be deemed to have taken effect on and from 18th October 1993", occurring in lines 1-2, be deleted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، جنھوں نے move کیا ہے۔ ان میں سے کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں معزز ایوان کا کوئی زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا' ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ ترمیم جو سٹینڈ نگ کمیٹی کو بھیجنے سے پہلے اس کے مسودے میں کلاز 1 کی سب کلاز 2 جو کہ اس فہرست کے ساتھ ہے It shall come into force at once. لیکن جناب سپیکر! اس ایوان کی اس معزز کمیٹی میں آنے کے بعد اب جو مسودہ اس معزز ایوان کے زیر غور ہے اس میں کلاز 1 کی سب کلاز 2 کو It shall come into force at once. کے آگے جو میٹریل بڑھا دیا گیا ہے وہ and shall be deemed to have taken effect on and from 18th October 1993. ہے۔

جناب سپیکر، رانا سہیل نون صاحب۔

رانا سہیل احمد نون، جب انہوں نے کچھ پڑھنا پڑھانا ہی نہیں تو خواہ مخواہ وقت ضائع کیوں کر رہے ہیں۔ اس بل کو ایسے ہی پاس کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں' یہ نہیں۔ یہ قانون سازی ہے بھئی! یہ آپ سب کی ذمہ داری ہے۔ I rule this out.

سید تابش الوری، جناب سپیکر! رولنگ پارٹی کی سنجیدگی کا تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب ترمیم پیش ہوئی تو انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ "ہاں" کہنا ہے یا "نہ" کہنا ہے اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہ جیسا بھی کچھ ہے بس کر دیں جی' اس کا کیا قاعدہ ہے۔ جناب والا! آپ اس کا نوٹس لیں' یہ طریق کار ٹھیک نہیں اور اس اسمبلی کے تقدس کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات ہے' آپ تشریف رکھیں نوٹس لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں جو اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس وقت جو اس معزز ایوان کے سامنے ہے اور جس پر میں نے ترمیم پیش کی ہے کہ اس کا آخری حصہ "and shall be deemed to have taken effect on and from 18th October 1993". کو delete کیا جائے۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ ہم قانون سازی کرتے ہیں' قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اس سے ہماری intention واضح ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ 18 اکتوبر 1993ء سے اس ترمیم کو کیوں لاگو کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر، کیونکہ اس دن وہ ڈپٹی سپیکر بنے تھے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب! میں عرض کرتا ہوں' یہ بات نہیں۔ بلکہ اس فقرے سے عوام' ایوان' ممبران اور پریس آپ کو یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔ یہ سوال نہیں کہ جب سے وہ ڈپٹی سپیکر بنے تھے تو تب سے اس کا retrospective effect ہو۔ یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ کہیں یہ تو نہیں کہ تین سال اور۔ اگر وہ بات ہے تو میں اپنی ترمیم withdraw کر لیتا ہوں۔ کہیں یہ تو نہیں کہ ڈپٹی سپیکر کا آفس 18 اکتوبر 1993ء سے غیر قانونی طور پر ایک کار استعمال کر رہا ہے اگر ٹریژری بینچز کہتے ہیں کہ یہ بات درست ہے تو کوئی بات نہیں برادرانہ طور پر میں اپنی ترمیم واپس لے لیتا ہوں۔ لیکن اگر یہ بات غلط ہے وہ تین سال سے استعمال نہیں کر رہے' جس دن سے گورنر صاحب کے دستخط ہوں گے استعمال تو انھوں نے اس دن سے کرنی ہے تو جناب سپیکر! میری التماس ہو گی کہ یہ redundant ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ 18 اکتوبر 1993ء کا لفظ اور اس قانون میں فقرہ گھسیڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کسی کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور ہاں جو بات میں نے پہلے کی ہے کہ اگر تین سال تک وہ گاڑی غیر قانونی استعمال ہوتی رہی ہے تو پھر اس فقرے کا فرق پڑتا ہے پھر اس کو ضرور آنا چاہیے تاکہ تین سال کی غیر قانونی طور پر استعمال شدہ کار کو کم از کم اس ایکٹ کے تحت قانونی طور پر جائز کرلیں

میں آپ کا مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ آپ صرف یہ وزیر قانون صاحب سے پوچھ لیں تاکہ پھر میں اس کے مطابق اس کو withdraw کر لوں تاکہ آپ کا کام آسان ہو جائے۔

جناب سپیکر : مہربانی' شکریہ۔ تابش صاحب! امید ہے آپ بھی اختصار سے کام لیں گے۔ ذرا دیکھیے! تابش صاحب کتنے اختصار سے کام لیتے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! آپ نے دیکھا۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں منظور احمد موہل : ظفر علی شاہ صاحب نے ایک بات کی ہے۔ تو اگر انھوں نے بڑی صاف دلی سے بات کی ہے تو میں بھی صاف دلی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب میں ڈپٹی سپیکر بنا اس ہاؤس کی روایت تھی کہ پہلے والے ڈپٹی سپیکرز کے پاس دو گاڑیاں ہوتی تھیں۔ منظور وٹو صاحب کے دور میں عباسی صاحب یہاں آئے کیئر ٹیکر کا جو دو تین ماہ کا دور تھا ان کے پاس بھی دو گاڑیاں تھیں۔ رانجھا صاحب آئے ان کے پاس بھی کچھ عرصہ کے لیے دو گاڑیاں تھیں۔ نواز شریف صاحب کے دور میں حسن اختر موکل کے پاس بھی دو گاڑیاں تھیں وہ استعمال کرتے رہے لیکن استحقاق ایکٹ میں ایک گاڑی کی بات تھی۔ جب یہاں پہ آڈٹ ہوا تو آڈٹ والوں نے ٹھیک آڈٹ کیا۔ اس وقت میں نے کہا کہ بھئی مجھے دو گاڑیاں کیسے دی گئیں؟ جو صورت حال پیدا ہوئی ان کو بھی پتا ہے کہ جس طرح سب کہتے ہیں کہ دو دو' تین تین' چار چار گاڑیاں ہیں لیکن جب میرے علم میں یہ بات آئی اور ہمارے سیکرٹری صاحب بھی law knowing ہیں انھوں نے بھی مجھے یہ بات realise کرائی اس کے بعد میں نے کہا کہ جب تک مجھے قانون یہ استحقاق نہیں دیتا میں یہ استعمال نہیں کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کے بعد مجھے یہ بھی offer ہوئی کہ آپ ایس اینڈ جی اے ڈی سے ایک اور گاڑی لے لیں استعمال کرتے رہیں اور یہ قانون نہ بنائیں۔ میں نے حقیقتاً یہ کہا کہ جب تک مجھے قانونی طور پہ اس کا حق نہیں ملے گا اس وقت تک میں نہیں لوں گا۔ جناب والا! اب بات یہ ہے میں بھی یہ سن رہا ہوں' سمجھ رہا ہوں لیکن یہ منظور موہل کی آئندہ کے لیے ذات کا مسئلہ نہیں' یہ ایک ڈپٹی سپیکر کی ذات کا مسئلہ ہے جو بھی فاضل رکن ڈپٹی سپیکر بن کر آئے گا اس کو یہ استحقاق مل جائے گا۔ اب جیسے میرا علاقہ بہاول نگر ہے' میں ہر جمعرات کو جاتا ہوں۔ کوئی ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے' گاڑی خراب ہو جاتی ہے' سٹاف کے آدمی ساتھ

ہوتے ہیں اس لیے اس دور میں دو گاڑیوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس لیے میں نے یہ کوشش کی اور میں نے کیبنٹ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی کہا۔ اب میں یہ آپ کو حقیقت کہتا ہوں کہ کوئی دو لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ کے قریب میرے خلاف اس میں پیسہ ہے اگر میں یہ نہیں کروں گا تو مجھے دینا پڑے گا تو چونکہ میں صفائی سے بات کر رہا ہوں اس لیے میں نے یہ کہا ہے۔ باقی یہاں غریب کی باتیں ہوئیں تو میرے علاقے میں جا کر دیکھو کہ اگر میں غریبوں کا حامی نہ ہوتا تو لگاتار پانچویں دفعہ میں اس ہاؤس کا ممبر نہ بنتا (نعرہ ہائے تحسین) تو جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ظفر علی شاہ صاحب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے بالکل درست بات کی ہے اب وہ بھی اپنا وعدہ پورا کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! for a good gesture اب چونکہ بات واضح ہو چکی ہے۔ اس لیے میں سمجھنا چاہتا تھا کہ اس قانون کی ضرورت کیوں ہے؟ اب چونکہ معزز فاضل رکن اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس ہاؤس میں یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ 1993ء سے کچھ عرصہ جب تک سیکرٹری صاحب نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا اس کو وہ استعمال کرتے تھے ان کے علم میں نہیں تھی اب اس کی smooth running کے لیے اور جیسا میں نے commitment کی تھی .I withdraw my this amendment

وزیر مواصلات و تعمیرات ، اس طرح یہی اور صحیح بات اور آگے precedent ہو جانے گی جیسے موہل صاحب نے کی اور جس طریقے سے شاہ صاحب نے reciprocate کیا تو میں الوری صاحب اور دوسروں کو بھی گزارش کروں گا کہ ڈپٹی سپیکر کے عہدے کی عزت کے لیے وہ بھی withdraw کر لیں۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں' جی الوری صاحب!

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! ظفر علی شاہ صاحب نے اپنی بات کی۔ جناب موہل نے اس کی وضاحت کی ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر اصل بل میں یہی بات تھی۔ جسے اتنی سادگی سے بیان کیا گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو اصل بل یہاں آیا ہے۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ "It shall come into force at once" اور اس میں مؤثر با ماضی اس کا اطلاق نہ تھا۔ جب یہ بل کمیٹی میں پہنچا تو کمیٹی نے اس میں ترمیم کر کے اس فقرے کا اضافہ کیا اور اسے موثر با ماضی کر دیا گیا۔ جیسا کہ آپ نے سن لیا کیونکہ اب یہ روایت ہو گئی ہے کہ ایک تحفہ وزیر اعلیٰ کو ڈیوٹی فری کار کا ملا تو ایک اضافی تحفہ ڈپٹی سپیکر کو دے کر ان کو بھی اس بہتی گنگا میں اشنان کرا دیا جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! میری دلیل یہ ہے کہ ایک تو ڈپٹی سپیکر کی وہی مراعات

ہیں جو وزیر کے لیے ہوتی ہیں۔ Privileges Act کے تحت ہر وزیر کو ایک کار کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ اگر وہ استعمال کر رہے ہیں تو وہ غیر قانونی ہے۔ اسی طرح سے آپ نے اگر اسے مثال بنا لیا تو پھر یہ جتنے بھی وزراء کی فوج ہے۔ یہ کل دوسرا بل لائے گی اور دو دو کاروں کا مطالبہ کریں گے۔ اگر وہ اس وقت بھی کاریں ناجائز طور پر استعمال کر رہے ہیں تو وہ بھی ان کو regularize کرانے کے لیے مؤثر بماضی ایک اور قانون لے آئیں گے۔ اس لیے ایسی روایت نہیں ہونی چاہیے۔ جناب والا! آپ نے دیکھ لیا ہے انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ پہلے ڈپٹی سپیکر دو کاریں استعمال کرتے رہے۔ میں نے ان سے پہلے ڈپٹی سپیکر حسن اختر موکل سے پوچھا ہے، رانجھا صاحب سے پوچھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے دور سے لے کر مسلم لیگ کے دور تک اورمسلم لیگ کے دور سے لے کر اس کے بعد کے دور تک کسی بھی ڈپٹی سپیکر نے دو کاریں استعمال نہیں کیں۔ یہ پہلا موقع ہے۔

جناب سپیکر، جناب چیمہ صاحب۔

جناب طارق بشیر چیمہ، سید تابش الوری صاحب میرے قابل احترام بزرگ ہیں۔ لیکن ایک کار کے لیے، وہ ملے نہ ملے، خدا کے لیے انھیں کہیں کہ ان کی عمر کا تقاضہ ہے کہ اس طرح کی بات اس فاضل ایوان میں نہ کریں۔ کون سی بات چھپی ہوئی ہے کہ حسن اختر موکل کے پاس کتنی گاڑیاں تھیں۔ ان کے بعد کے ڈپٹی سپیکروں کے پاس کتنی گاڑیاں تھیں؟ ایک gesture show کرتے ہوئے موجودہ ڈپٹی سپیکر نے confess کیا ہے کہ:

"I have been using two cars till the time it came into my notice that it is illegal . After that I do not see any justification in this. For God's sake".

ان کے تجربے کا تقاضا ہے کہ اس ایوان میں کم ازکم اس طرح کی سٹیٹمنٹ جاری نہ کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، حقیقت یہ ہے کہ آپ انھیں grace show کرنے کا graceful موقع فراہم کر رہے ہیں۔ لیکن وہ یہ grace show کرنا ہی نہیں چاہتے۔

سید تابش الوری، مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر لوگ سچ بات سننے کو تیار نہیں ہیں اور آپ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! مجھے یہ بتائیں کہ میں کون سی بات غلط کہہ رہا ہوں۔ جناب سپیکر! جب دو پڑھے

ی بات کرتے ہیں تو بنیاد دلیل ہوتی ہے۔ میں دلیل کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ میں نے تین
ی ہیں۔ میں نے کہا کہ ڈپٹی سپیکر کا جو منصب ہے وہ وزیر کے منصب کے برابر ہے۔ وزیر کو
کی اجازت ہے اسی لیے ڈپٹی سپیکر کو دو کاروں کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ دوسری بات میں نے
ے کہ جو پہلے ڈپٹی سپیکر رہے ہیں وہ ایک ہی کار استعمال کرتے رہے ہیں۔ اگر وہ دو کاریں
کرتے تو ان کے خلاف بھی آڈٹ پیرا ہوتا' ان کے خلاف بھی اعتراض ہوتا' ان کے خلاف
ڑھائی لاکھ کا بل ہوتا جو موہل صاحب کے نام بل نکلا ہوا ہے۔ لہذا یہ بات درست نہیں۔ یا یہ
پہلے بھی ایسا نہیں ہوا۔ یا موہل صاحب یہ کہیں کہ میں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے
بجائے دو کاریں استعمال کی ہیں' مجھے ہاؤس معاف کر دے اور اسے regularize کر دیں۔ ورنہ
انون کو غلط کاری اور بدعنوانی کو regularize کرنے کا بل اور قانون قرار دیں گے۔ اس لیے
پ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایسی روایتیں قائم نہ کی جائیں جس سے آئندہ کے
کاریوں کو اور بدعنوانیوں کو قانون کے ذریعے regularize کرایا جائے۔ میں موہل صاحب کا
پر احترام کرتا ہوں۔ میرے دوست ہیں۔ ڈپٹی سپیکر کے حوالے سے یہ بات ہو رہی ہے۔ موہل
کے حوالے سے یہ بات نہیں ہو رہی۔ اس لیے اس کو ان معنوں میں قطعی طور پر نہیں لیا جانا
م اس کی اصولی بنیاد پر' قانونی اور آئینی بنیاد پر مخالفت کر رہے ہیں اور آپ سے درخواست کر
ا کہ اس کو اسی روشنی میں اور اسی جذبے کے تحت یہاں سنا بھی جائے اور فیصلہ بھی کیا

پیکر: بڑی مہربانی۔ بیرسٹر صاحب کی دلیل بھی سن لیں۔

شان ابراہیم: جناب سپیکر! میں کوئی arguments پیش کرنے کی بجائے ایک چشم دید
کرنا چاہتا ہوں کہ مئی 1993ء میں جب غلام حیدر وائیں صاحب پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ ان
یہاں اسی ہاؤس میں عدم اعتماد کی قرارداد پیش ہوئی اور پاس ہوئی' پاس ہونے کے بعد وہ
نہ رہے۔ میں اور چودھری پرویز الٰہی صاحب۔ ہم ان کے ساتھ باہر گئے۔ جب باہر گئے تو باہر جا
کہ چیف منسٹر کی آفیشل استعمال کی گاڑی' جو انھیں اس اسمبلی میں لے کر آئی تھی۔ وہ
wi کر لی گئی تھی۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس گاڑی میں نئے وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو حلف
نر ہاؤس جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ میرا چشم دید واقعہ ہے۔ آپ قانون کی بات کر رہے

تک۔ بہر حال میں نے کہا ہے کہ میں arguments پیش نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، اپنا اپنا حوصلہ اور اپنا اپنا ظرف ہے۔ اس واقعے کو بیان کرنے کا شکریہ۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب مؤبل صاحب نے جو اعتراف کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی شخصیت کی عظمت ہے کہ انھوں نے بڑے کھلے دل کے ساتھ اعتراف کیا ہے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے قد میں حقیقتاً اضافہ ہوا ہے۔ میں ان کے اس اعتراف پر اپنی amendment واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی شکریہ لاء منسٹر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! جو میں نے عرض کرنا تھا۔ وہ بہت سی باتیں جناب منظور مؤبل صاحب نے خود فرما دی ہیں۔ وہ بات ہو گئی ہے اس لیے اس amendment کو نا منظور کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in sub clause (ii) of clause (i) of the Bill as recommendedby the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs the words and figures shall be deemed to have taken effect from on and from 18th October, 1993 occurring in line 12 be deleted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question now is -

That Clause (i) of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. the question is that the Preamble of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now the Long Title of the Bill is under consideration . S there is no amendment in it, the question is that the Long Title of the Bil stand part of the Bill. It becomes part of the Bill.

(The motoin was carried)

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I move; That the Punjab Provi Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendn Bill 1996, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is.

> That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996 be passed.

تابش الوری، یہ بل کی third reading ہے۔ ہم نے اپنا حق اس پر بھی استعمال کیا ہے۔ لیکن
تے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کو مخصوص افراد کے لیے مخصوص منصب داروں کے لیے انفرادی قانون
ے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور پوری اسمبلی سے انگوٹھا لگوایا جا رہا ہے۔ اس لیے ہم اس قانون
ے کے لیے تیار نہیں۔ ہم اس مرحلے پہ احتجاج بھی کرتے ہیں اور ایسی قانون سازی کے خلاف
ے بھی کرتے ہیں۔

(فاضل ایم پی اے سید تابش الوری واک آؤٹ کر گئے)

ے سپیکر، آپ کو تو اعتراض نہیں ہے ناں؟

ظفر علی شاہ، میں صرف دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

ے سپیکر، جی۔

ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے' میں عرض کروں کہ میجارٹی ہمیشہ rule کرتی ہے۔
brutal majo ہے' اندھی ہے' بہری ہے' صحیح ہے جو بھی ہے۔ بہر حال لاء بھی پاس ہو جانا ہے۔

لیکن جناب سپیکر! حزب اختلاف پنجاب اسمبلی کا ایک اپنا اصول ہے۔ بطور سردار صاحب وہ ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ بطور موہل صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ لیکن بات ہے اصولوں کی۔ ہم نے لیڈر آف دی ہاؤس کی کار کی exemption، حالانکہ انھوں نے منگوا لی تھی۔ ان کے قبضے میں تھی۔ لیکن ایک پرنسپل کی بات ہے، ایک سٹینڈ کی بات ہے۔ ہم نے اس لاء کی نہ صرف مخالفت کی، بلکہ بائیکاٹ بھی کیا۔ اور یہاں پر تین چار دن سے کاریں، کاریں، کاریں ایسے لگی ہوئی ہے کہ ایسے پتا چلتا ہے کہ یہ اسمبلی کا ایوان نہیں، کاروں کا کوئی شو روم بن گیا ہے۔ جناب سپیکر! اپنے اس حزب اختلاف کے موقف کو برقرار رکھتے ہوئے باوجود یہ جانتے ہوئے کہ یہ لاء through ہو جاتا ہے، اس لیے میں تابش الوری صاحب کی تائید کرتا ہوں اور اس میں ہم حصہ نہیں بننا چاہتے، جو پاس کرنے کی پروسیڈنگ والا آخری حصہ ہے۔ لہٰذا ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔ Thank you very much.

(فاضل ایم پی اے سید ظفر علی شاہ واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ luxury, comfort and necessity تین چیزیں ہوتی ہیں۔ یہ بل necessity کی وجہ سے پیش کیا گیا ہے۔ اس کی ضرورت تھی اور کچھ بے قاعدگی جو غلط فہمی سے ہوئی ہے اس کو دور کرنے کے لیے یہ بل پیش کیا گیا تھا۔ اور میں پھر ایک دفعہ اس چیز پہ اصرار کرتا ہوں کہ ہم یہ بل صرف اس لیے لائے کہ یہاں بے قاعدگیاں نہ ہوں اور قانون کی حاکمیت ہو اور rule of law پہ ہم یقین رکھتے ہیں اور اسی کے مطابق اس ہاؤس میں چلنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس بل کو پاس کیا جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is :

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary , Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1996 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری گل نواز خان وڑائچ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

مسودۂ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1995ء، مسودۂ قانون نمبر ۲ بابت سال ۱۹۹۵ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، دو ماہ بہت زیادہ ہیں۔ دو ماہ نہیں' ایک ماہ۔ اتنی بات لمبا ہے؟

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

مسودۂ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1995ء، مسودۂ قانون نمبر ۲ بابت سال ۱۹۹۵ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع فرمائی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر، اب ہم پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹوں برائے سال ۹۳-۱۹۹۲ء پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جو اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں بھجوا دیں۔ جی۔

رانا سہیل احمد خان نون، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ آج پورے پنجاب میں جب کہ کاشت کا موسم ہے تو ٹیلوں پر پانی شارٹ ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی' پھر بھی میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم تحصیل شجاع آباد اور جلال پور کی ٹیلوں پر پانی پورا کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر نے آپ کی بات سن لی ہے۔ جی' لاء منسٹر صاحب! آپ پبلک سروس کمشن کی رپورٹوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج پبلک سروس کمشن کی رپورٹ پر بحث ہونی تھی۔ لیکن چونکہ حزب اختلاف یہاں پر تشریف نہیں رکھتے' اس لیے ان کی غیر موجودگی میں اس پر بحث کرنا لاحاصل ہوگا اس لیے اس کو postpone کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، پینڈنگ کیا جاتا ہے اب میں گورنر پنجاب کا آرڈر پڑھتا ہوں۔

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt. General (Retd) Raja Saroop Khan, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from May 16, 1996, after the completion of the proceedings on that day."